رسالہ

النجم

لکھنو

1344 ھجری

جلد 3، 4

PDF

| نمبر | ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۴ھ و ۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۳ |

باہتمام محمد عبد الباقی مدیر النجم نے
بستان مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ میں طبع کرا کے
دفتر النجم محلہ ... سے شائع کیا

نمبر | ۷- رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ | جلد ۳

مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر

نمبر	۲۱-رمضان ۷ و ۲۱ شوال ۱۳۴۴ھ	جلد ۳

باہتمام محمد عبدالشکور مدیر النجم
مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر
دفتر النجم محلہ ... شائع ہوا

جلد ۳	۷ و ۱۴ و ۲۱ ذیقعدہ و ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ	نمبر

باہتمام ... مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر
دفتر النجم محلہ ... سے شائع ہوا

[illegible]

نمبر ۱ | ۷۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۵ ہجری | جلد ۴

یہ رسالہ مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر
دفتر النجم محلہ ... سے شائع ہوا
باہتمام ... عبدالشکور مدیر النجم

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وبالنجم ہم یہتدون

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۲

نمبر ۲ | ۲۱ - محرم الحرام ۱۳۴۵ ہجری | جلد ۴

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	خاص توجہ کے لائق	مدیر نجم	۱-۲
۲	اطلاع ضروری اشد ضروری	"	۲
۳	شیعوں کی شورش انگیزیاں	"	"
۴	گیرانہ و بہار و پنجاب و زنجبار کے واقعات	"	۲-۶
۵	محرم کی مجالس	"	۶
۶	ایک سوال اور اسکا جواب	"	۶-۷
۷	بنارس کا مقدمہ اور اس کا فیصلہ		۸
۹	موضوعات صدیقی ع۲	جناب مولوی علی حسن صاحب [illegible]	۹-۱۶
۱۰	التقاط حسن المضامین ع۱	مدیر نجم	۱۷-۳۲

[illegible] مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر
از دفتر نجم محلہ [illegible] شائع
[illegible] عبد الشکور مدیر النجم

فہرست مضامین

نمبر ۱۹ — ۲۱/ شوال ۱۳۴۵ھ — جلد ۴

بمطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع کرا کر

فہرست مضامین

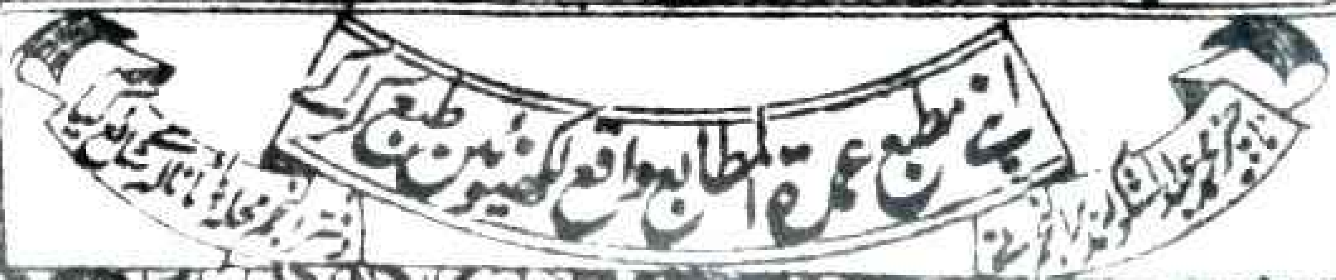

…تمکو مین امید کرتا ہون کہ خدا اس کام کو پورا کریگا یہان تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی سے سیر ہو جاؤ گے
حضرت محدث دہلوی فرماتے ہین کہ یہ خطبہ آپ نے اس وقت فرمایا جب ملک شام کی طرف لشکر روانہ کر رہے تھے۔
…پیشین گوئی فتح شام کی تھی کیونکہ روغن زیتون ملک شام مین ہوتا ہے۔

مسند ابی یعلی مین روایت ہے کہ حضرت عمر ایک روز حضرت صدیق کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی زبان
…رہے ہوئے ہین حضرت عمر نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہین تو فرمایا کہ اس زبان نے مجھے بہت …
…مین ڈالا بتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسم مین کوئی عضو ایسا نہین جو زبان کی تیزی کا گلہ …

احیاء العلوم مین ہے کہ حضرت صدیق نے ایک روز فرمایا کہ خبردار کوئی شخص تم مین سے کسی مسلمان کو حقیر
…سمجھے ادنی درجہ کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔

احیاء العلوم مین ہے کہ حضرت صدیق نے ایک روز فرمایا کہ بزرگی کو ہم نے تقوی مین پایا اور تونگری کو … یقین مین اور بڑائی کو تواضع مین۔

مسند ابو یعلی مین ہے کہ حضرت صدیق نے ایک روز بیان فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی …
…پیش آتی تو آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ یعنی اے اللہ مجھے خیر کی توفیق دے … ہوئے اور وہ آپکی سنت

مسند امام احمد و ابو یعلی مین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی … یا تو حضرت ابو بکر
…سال بعد ایک روز آپ کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے لوگو مین نے پارسال گرمیون مین تمہارے … سوا اس چیز
…علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر ان کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے پھر فرمایا کہ پارسال گرمیون مین مینے تمہارے … تو دوسری
…علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر روئے (در نماز خم ابروے تو چون یاد آمد + حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد) … سے نکال
…پارسال گرمیون مین مینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے اللہ سے گناہون کی … اور
…سے عافیت اور دونون جہان مین معافات طلب کیا کرو۔ یقین کے بعد معافات سے افضل کوئی چیز کسیکو
…نہین ملی آگاہ ہو جاؤ سچائی اور نیکی جنت مین ہے اور جھوٹ اور بدکاری دوزخ مین ہے۔ آپس مین قطع تعلق
…و ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔
…جیسا کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔

بعض وصایا آخر وقت کے

جب مرض الموت کے آثار نمایان ہوئے تو حضرت عمر کیلئے خلافت نامہ لکھوایا جسکی عبارت ازالۃ الخفا مین یہ ہے

هذا ما عهد ابوبکر بن ابی قحافة
الی المسلمین اما بعد فانی استخلفت علیکم
عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا
فان عدل فذلك ظنی وعلمی فیه
وان جار فلکل امرء ما اکتسب والخیر
اردت ولا اعلم الغیب۔ وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

یہ عہدنامہ ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھوا[یا]
اما بعد میں نے تم پر عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا لہذا تم لوگ ان کی
سننا اور اطاعت کرنا اگر وہ عدل اختیار کرین تو میرا ان کی
علم ان کے متعلق یہی ہے اور اگر ظلم کرین تو ہر شخص کو اس کے
کا بدلہ ملے گا میں نے تو بھلائی کی نیت کی ہے غیب کا حال نہیں
اور عنقریب ظالمون کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس
کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

بعد اس کے دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا اور عرض کیا کہ یا اللہ میں نے عمر کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کیا اور
میں نے سوا مسلمانان کے فوائد کے اور کچھ مجھے مقصود نہیں جو کام میں نے کیا ہے اس کو تو خوب جانتا ہے میں نے
بہت غور و فکر کی اور ان سب میں بہتر شخص کو ان پر حاکم بنایا اور سب لوگوں کا کام میں نے خدا کے سپرد
خداوندا تو علام الغیوب ہے میں نے اس معاملہ میں عمر کی حمایت کا ارادہ نہیں کیا اور اب میں دنیا سے
میں تو ان سب پر (حقیقی) خلیفہ رہ کیونکہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں تو ان کا والی ہے تو عمر
کرنے اور ان کو خلفائے راشدین میں سے کر دے کہ تیرے پیغمبر کی سنت اور ان
کی پیروی کریں جو بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے اور رعیت کے کاموں کی بھی اصلاح
نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ مجھے اس زحمت سے علیحدہ رکھئے مجھے خلیفہ بننے کی ضرورت
فت کی ضرورت نہیں ہے مگر خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔
کے بعد حضرت فاروق کو بڑی بلیغ نصیحتیں فرمائیں اور اختتام وصیت اس بات پر کیا کہ اگر تم میری
پر عمل کروگے تو کوئی غائب موت سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہوگا اور اگر تم میری وصیت کو ضائع کروگے تو کوئی غائب
موت سے زیادہ تمہیں مکروہ نہ معلوم ہوگا حالانکہ موت کو تم عاجز نہیں کر سکتے۔

معیقیب دوسی کہتے ہیں میں حضرت صدیق کا وکیل تھا خرچ میرے ہی ہاتھ سے ہوتا تھا آخر وقت میں
پاس گیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا مجھے فرمایا کہ اے معیقیب حساب کیا ہے میں نے عرض کیا کہ پچیس درہم میرے آپ پر
میں نے معاف کئے حضرت صدیق نے فرمایا خاموش رہو اور میرا ذاد آخرت قرض سے نہ کرو میں نے عرض کیا کہ اے
رسول اللہ میں اس صحبت کو آپ کی آخری صحبت خیال کرتا ہوں یہ کہکر مجھے رونا آگیا تو فرمایا اے معیقیب رو

بے قراری نہ کرو اور صبر کرو مجھے امید ہے کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جو بہتر اور باقی تر ہے اس فانی دنیا سے۔ پھر
حضرت بریرہ کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجکر پچیس درہم منگائے اور مجھے دیئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ جب لوگ حضرت صدیق کی خدمت میں عیادت کے لئے آئے اور عرض کیا
کہ اے خلیفہ رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے طبیب بلائیں تو آپ نے فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے لوگوں نے پوچھا
کہ پھر اس نے کیا کہا آپ نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ انی فعال لما ارید یعنی میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں۔ یہ
حضرت صدیق کے مقام توکل کی بات ہے انھوں نے طبیب سے ذات حق جل شانہ مراد لی۔

آپ کے زہد و توکل اور صبر و رضا اور دین الٰہی کی اشاعت اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و
آنحضرت کے حالات بے نظیر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن اہتم واعظ شام نے جو طویل خطبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پڑھا اور انھیں کی
سیرت کو امیر المومنین ممدوح نے اپنا دستور العمل بنایا جب کوئی بات ہوتی تو عمر بن عبدالعزیز فرماتے کہ مجھے عبداللہ
بن اہتم ایسا کہہ گئے ہیں میں اس کے خلاف نہ کروں گا اسی طویل خطبہ کا ایک جملہ ہے۔

ثم قام بعده ابوبکر فسلك سنة
ارتدت العرب او من فعل ذلك
انهم فابی ان یقبل منهم بعد رسول الله
صلی الله علیه وسلم الا الذی کان قابلا
ینزع السیوف من اغمادها واوقد
نیرانها فی شعلها ثم نکب باهل الحق اهل الباطل
فلم یبرح یقطع اوصالهم ویسقی الارض
دماءهم حتی ادخلهم فی الذی خرجوا
منه وقررهم بالذی نفروا عنه وقد
کان اصاب من مال الله بکرا یرتوی علیه
وحبشیة ارضعت ولدا له فرای
ذلك عند موته غصة فی حلقه فادی ذلك

پھر بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر قائم ہوئے اور وہ آپکی سنت
پر چلے اور جب کہ لوگ مرتد ہو گئے یعنی بعض لوگوں نے ایسا کیا تو حضرت ابوبکر
نے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے سوا اس چیز
کے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرتے دوسری
بات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور تلوارین میان سے نکال
لیں اور آتش حرب کو مشتعل کیا پھر اہل حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو
سرنگون کر دیا ان کے بند بند کاٹ ڈالے اور زمین کو ان کے خون سے
سیراب کر دیا یہانتک کہ جس دین سے وہ نکل گئے تھے ان کو پھر اسمین
داخل کیا جس چیز سے وہ بھاگے تھے اسی پر ان کو قائم کر دیا۔
حضرت ابوبکر کو مال غنیمت سے ایک اونٹ ملا تھا جس سے وہ آبپاشی کا
کام لیتے تھے اور ایک حبشی لونڈی پائی تھی جسنے ان کے صاحبزادے کو
دودھ پلایا تھا مگر یہ چیزیں بھی انکو گوارا نہ ہوئیں اور اپنے بعد اپنے

الى الخليفة من بعده وفارق الدنيا نقيا نقيا على منهاج صاحبه اخرجه الدارمی

جانشین کے حوالے کر گئے اور دنیا سے پاک دامن بے ریش اپنے صاحب یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر قائم رہے (سنن دارمی)

حائری صاحب کا زرّین لطیفہ نمبر ۲

گذشتہ اشاعت مین حائری صاحب کی عبارت کا نصف حصہ جس مین انھون نے اپنی ایک حدیث کی تاویل کی ہے نقل ہو چکا ہے بقیہ نصف جس کا ماحصل شیخین رضی اللہ عنہما پر ایک طعن ہے اس وقت ہدیۂ ناظرین ہے محض اس خیال سے کہ جناب حائری صاحب یا ان کے ہوا خواہ یہ نہ خیال فرمائین کہ اس حصہ کا جواب نہین ہو سکا رسالہ الحافظ لاہور مورخہ نومبر ۱۹۳۵ء مین منقولہ سابق عبارت کے بعد لکھتے ہین۔

یہ مفہوم اس لئے جناب امیر کے مد نظر تھا کہ بقول حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام ان دونون بزرگون کو کاذب آثم غادر اور خائن سمجھتے تھے۔ دیکھو صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۹۱ سطر ۳ و ۴ حدیث فدک کے ضمن مین مرقوم ہے کہ عباس اور علی طلب فدک کے لئے حضرت عمر کے پاس آئے تو جناب عمر نے کہا کہ تم دونون پہلے خلیفہ ابوبکر کے پاس گئے جب اُس نے لا نورث حدیث پڑھی فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا الخ تو تم نے ان کو کاذب غادر آثم خائن سمجھ لیا اور وفات ابوبکر کے بعد جب مین خلیفہ ہوا فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا تو تم نے مجھے بھی کاذب آثم غادر اور خائن سمجھا اس پر عباس اور علی نے انکار نہین کیا بلکہ خاموش رہے پس بنا بر روایت صحیح مسلم و اعتراف خلیفہ عمر کے اگر صحیح ہے کہ عباس اور علی نے شیخین کو کاذب آثم غادر اور خائن سمجھا تھا تو پھر اما ان عادلا ان کلاذا اسی معنی مین صحیح ہو سکتے ہین جسکے ہر جملہ کو مین نے بہ ثبوت آیت قرآن پیش کر دیا ہے ورنہ علی جس نے کہ کاذب آثم غادر اور خائن ان کو بقول ان کے سمجھ لیا ہے کیونکر یہ الفاظ کسی متضاد معنون مین ان کے متعلق استعمال کرتے پس جو لوگ کہ ان کلمات کو مدحیہ رنگ مین لیتے ہین ان کو معارض کلام امام علیہ السلام کے سمجھنے کی مطلق قابلیت نہین ہے + احقر علی الحائری

الجواب

حائری صاحب کی اس عبارت مین ایک لطیفہ نہین بلکہ کئی لطائف مین جو آن کے علم وفہم ودین

کے بہترین گواہ ہو سکتے ہین۔ چند لطائف حسب ذیل ہین۔

پہلا لطیفہ اپنی حدیث کی تاویل کرنے کے لئے اہل سنت کی روایت سے مدد لی جو کسی طرح کسی سمجھدار کے نزدیک جائز نہین ہو سکتا اپنی روایت کا مطلب بیان کرنے کے لئے اپنی ہی روایات سے استدلال چاہئے تھا اہل سنت کی روایات سے کیا واسطہ۔ یہ حائری صاحب کی مناظرہ دانی کی روشن دلیل ہے۔

دوسرا لطیفہ صحیح مسلم کی روایت سے جو مضمون حائری صاحب نے نکالا ان کا طبعزاد نہین ہے یہ اعتراض شیعون کا بہت پرانا ہے جس کے متعدد شافی وکافی جوابات اہل سنت کی طرف سے ہو چکے ہین از انجملہ سب سے عمدہ دو جواب ہین وہ جو نصیحۃ الشیعہ مین دیا گیا دوم وہ جو النجم دور قدیم کے دوسری جلد مین شائع ہوا ان دونون جوابون کا کوئی جواب آج تک شیعون کی طرف سے نہین ہوا۔ مگر حائری صاحب نے اس اعتراض کو اس طرح اچھوتا بنا کر پیش کیا کہ گویا ان کا طبعزاد ہے یا سنیون کی طرف سے آجتک کوئی جواب اُس کا نہین ہوا۔

تیسرا لطیفہ حائری صاحب نے پوری حدیث صحیح مسلم کی نقل نہین کی درمیان کے چند الفاظ نقل کر دئے ہین جس سے نہ پورا واقعہ ظاہر ہوتا ہے نہ اصل مطلب کا پتہ چلتا ہے اسی کو ایمان والخیانت کہتے ہین اصل واقعہ کی حقیقت اس مقام پر ہم نصیحۃ الشیعہ کی عبارت مین نقل کرتے ہین۔ نصیحۃ الشیعہ مین یہ مضمون جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ مین نکلا تھا۔ آج اکتیس برس ہو گئے کسی شیعہ مجتہد نے اسکا جواب دیا ہو تو پیش کیا جائے۔ جانے دیجئے اب علامہ حائری صاحب اسکا جواب دیدین۔

صاحب نصیحۃ الشیعہ نے طعن فدک کا جواب نہایت مفصل ومدلل دیا ہے غالباً کوئی پہلو باقی نہین چھوڑا جزاہ اللہ تعالی عن اہل الاسلام خیر الجزاء

نصیحۃ الشیعہ مین پہلے اس طعن کا کہ جناب سیدہ حضرت صدیق سے فدک نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئی تھین ایسا نفیس جواب دیا ہے عقلاً نقلاً دونون قسم کے دلائل سے ثابت کر دیا کہ جناب سیدہ کی رنجیدگی کا قصہ بالکل غلط بالکل بے اصل وبے بنیاد ہے۔ اسی سلسلہ مین کتب شیعہ سے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ جناب سیدہ حضرت صدیق کے فیصلہ پر راضی ہو گئی تھین علامہ ابن میثم کی شرح نہج البلاغہ مطبوعہ طہران ج ۳۵ سے ایک طویل عبارت نقل کی ہے جس مین صریح یہ لفظ موجود ہے کہ فرضیت بذلک یعنی حضرت فاطمہ اس پر راضی ہو گئین۔

اسکے بعد حالات و واقعات کی بنا پر یہ دکھلایا ہے کہ فدک کے متعلق وہی فیصلہ ہونا چاہیئے تھا جو حضرت صدیق نے کیا اسی کے ضمن مین اُس فرسودہ اعتراض کا جواب بھی ہے جسکو حائری صاحب نے نا فرسودہ ظاہر کرکے پیش کیا ہے۔ چنانچہ نصیحۃ الشیعہ جلد دوم صفحہ ۱۹ مین فرماتے ہین۔

اصل قصہ فدک کا یہ ہے کہ بعض قطعات جو مسلمانون کے حملہ کے وقت کافرون نے مغلوب ہوکر بغیر لڑائی کے مسلمانون کو دیدیے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجتون کے واسطے اپنے قبضہ مین رکھ لئے تھے جس مین ایک **فدک** تھا جو مدینہ سے تین منزل ایک گانون تھا اس کی نصف زمین یہودیون نے بطور صلح کے دیدی تھی اسکے علاوہ **سات قطعے** مدینہ سے ملحق تھے وہ بھی یہود بنی نضیر سے ملے تھے ان کے علاوہ بھی بعض قطعات تھے۔ **خیبر** جسکو جہاد مین فتح کیا تھا وہان سے بھی پانچوان حصہ حق رسول ملتا تھا۔ جہادون سے جو غنیمت کا مال آتا تھا اس مین سے بھی حق رسول ملتا تھا۔ یہی رسول کی آمدنی تھی یہی اُن کی سلطنت کا خزانہ تھا اور خرچ بھی اس مین سے کرتے تھے اور تمام بنی ہاشم کو بھی کچھ کچھ دیتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ صدقہ لینا اُن کو جائز نہ تھا حاجتمندون کو بھی اسی مین سے دیتے تھے قافلے کے قافلے مہمانون کے اور بادشاہون کے سفیر جو آیا کرتے تھے ان کی مہمانی بھی اسی مین سے ہوتی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کو تشریف لیجاتے تھے تو سواری اور ہتیار اور زرہ اور زادراہ وغیرہ بھی اسی مین سے تھا اس کے علاوہ جہان تک ہو سکتا تھا اور مجاہدین کی بھی مدد کرتے تھے کسی کو گھوڑا یا اونٹ مول لے دیتے تھے کسی کو ہتیار یا زادراہ دینا پڑتا تھا۔ ہر جہاد مین بہت سے لوگون کے ساتھ یہی کیا کرتے تھے اصحاب صُفّہ کی بھی بہت کچھ خبرگیری کرتے تھے حاصل یہ ہے کہ سلطنت کے جتنے مصارف ہوتے ہین سب اسی مین سے ہوتے تھے۔ صدقہ کا مال جو آتا تھا وہ فوراً مستحقین پر تقسیم ہوجاتا تھا کوئی ذخیرہ اُس مین سے نہین رہتا تھا اور قطع نظر اسکے تمام ضروریات سلطنت صرف زکوٰۃ نہ تھے رسول کی بی بیون کا نفقہ اور بنی ہاشم کا وظیفہ بھی اس سے ادا نہین ہو سکتا تھا۔

یہ آمدنی اُن تمام مصارف کے مقابلہ مین ایسی تھوڑی تھی کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عسرت رہتی تھی یہ سب زمینین بتعلق حیثیت سلطنت اور جہاد کے حاصل ہوئی تھین اسی لئے یہ سلطنت کے مصارف کے لئے تھین رسول اللہ نے ان کو ذاتی ملکیت نہین بنایا تھا بلکہ اللہ کا مال تھا اللہ کی راہ مین خرچ کرتے تھے یا بنظر ظاہر اون کو سلطنت کا مال تھا اور چونکہ خرچ بہت اور آمدنی بہت تھوڑی تھی اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مصارف مین بہت کفایت کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ ازواج مطہرات کو بھی شکایت رہتی تھی بنی ہاشم مین سے ہر ایک کو

اسی قدر دیتے تھے جتنا ممکن اور مناسب ہوتا تھا۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام حد سے زیادہ عزیز تھین مگر اُنکی بھی پوری کفالت نہین کرسکتے تھے۔

ابوداؤد[1] مین جو منجملہ صحاح اہل سنت ہے یہ روایت موجود ہے کہ فدک کو جناب سیدہ نے مانگا تھا رسول نے انکار کر دیا۔ وجہ اسکی یہی تھی کہ گو جناب سیدہ کیسی ہی عزیز ہون مگر اللہ کے وہ کام جن مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت تھی اُن سے زیادہ عزیز تھے۔

ایک مرتبہ جناب سیدہ نے اپنے ہاتھون کے آبلے دکھائے جو روٹی پکانے اور چکی پیسنے سے پڑگئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب مین تسبیح[2] ان کو بتادی۔

شیعون کی روایتون مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت مین جناب سیدہ حسنین کو لائی تھین کہ ان دونون کو کچھ میراث دیجئے[3] اس وقت بھی آپ نے میٹھی باتون مین ٹال دیا خصال[4] ابن بابویہ مین ہے۔

اَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ شَكْوَاهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَانِ ابْنَانِ فَوَرِّثْهُمَا شَیْئًا قَالَ اَمَّا الْحَسَنُ فَاِنَّ لَهٗ هَیْبَتِیْ وَاَمَّا الْحُسَیْنُ فَاِنَّ لَهٗ جُرْاَتِیْ۔

جناب سیدہ رسول کے پاس مرض الموت مین تشریف لائین اور کہا کہ یہ دونون بچے ہین ان کو کچھ میراث دیجئے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ حسن کو میری ہیبت اور حسین کو میری جرأت ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی تمنا تھی کہ اگرچہ نبوت ختم ہوچکی مگر یہ الٰہی سلطنت میرے بعد اسی طرح قائم رہے اور اس جائداد کی آمدنی اسیطرح ضروریات سلطنت مین صرف ہوتی رہے اس لئے کہ اس سلطنت کے تمام مصارف اللہ کے کام تھے اور اللہ کے وعدہ کے بموجب رسول کو یہ بھی معلوم تھا کہ آئندہ برکت کا چشمہ اسی سلطنت سے جوش کرنے والا ہے پس آپ نے یہ فرمادیا تھا کہ انبیا کے ترکہ مین میراث جاری نہین ہوتی بلکہ جو کچھ ہم چھوڑین

[1] سنن ابی داؤد جلد دوم باب فی صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاموال مین ہے حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز نے بنی مروان کو جمع کرکے فرمایا کہ فدک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین تھا آپ اسمین سے خرچ کرتے تھے اور بنی ہاشم کے بچون کو دیتے تھے اور اُن کی رانڈون کا اسی سے نکاح کرتے تھے وان فاطمة سألته ان یجعلها لها فابی یعنی فاطمہ نے درخواست کی کہ فدک آپ ان کو دیدین مگر آپ نے منظور نہ کیا ۱۲

[2] یعنی ان کو تعلیم دی کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ وظیفہ تسبیح فاطمہ کے نام سے مشہور ہے ۱۲ النجم

[3] شیعون کی یہ روایت اصل مقصد مین ابوداؤد کی روایت کے موافق ہے ۱۲ النجم

[4] خصال ابن بابویہ مطبوعہ طہران صفحہ ۳۹ ۱۲

وہ اللہ کا مال۔ یہ حدیث اکثر صحابہ کو معلوم[۵۱] تھی عباس اور علی کو بھی معلوم تھی مگر بمقتضائے بشریت سہو ہوگیا تھا ابوبکر نے یاد دلانے سے یاد آگئی اس حدیث کے مضمون کا پتہ شیعوں کی روایتوں میں بھی ملتا ہے چنانچہ اصول[۵۲] کافی کی کتاب العلم میں

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَذَالِکَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّ اِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ

امام[۵۳] جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انبیا کے وارث علما ہیں اور یہ اس لئے کہ انبیا نے میراث نہیں دی درہم میں اور نہیں میراث دی انھوں نے مگر حدیثیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے خلافت کی بیعت ابوبکر سے کی اور یہ منصب عظیم اُن کو ملا تو جناب سیدہ اور عباس نے اُس تمام جائداد میں میراث کا دعویٰ پیش کیا ازواج مطہرات نے بھی قصد کیا تھا مگر اس حدیث کو سنکر رک گئیں۔ اس وقت ابوبکر پر عجیب مشکل تھی جناب سیدہ کے خلاف مراد جواب دینا بھی دشوار تھا اور اس تمام جائداد وارثوں کو قبضہ دیدیں تو ضروریات سلطنت کا انجام کہاں سے ہو عرب کی اتنی بڑی سلطنت اور بجز اس جائداد کے اور کوئی خزانہ یا سرمایہ نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ جدا ہو گئے تھے مگر ان کے تمام مصارف اُسی طرح باقی تھے تمام ازواج مطہرات کو دینا ضروری تھا بنی ہاشم[۵۴] کے ساتھ بھی کچھ سلوک کرنا ضرور تھا اس لئے کہ وہ صدقہ سے روکے گئے تھے۔ سلطنت کے مہمانوں کی ضیافت غیر ملکی سفیروں کی مدارات اپنی طرف سے بھی جابجا سفیروں اور قاصدوں کے بھیجنے کی ضروریات مجاہدین کا سامان ملازموں کی تنخواہ محتاجوں کی اعانت اور اسکے علاوہ سلطنت کی ضرورتیں بے انتہا ہیں جن کا حصر نہیں ہو سکتا۔ ذرا انصاف سے غور کرو کہ اگر کسی تہیدست کو تخت سلطنت حوالہ کردیا جائے اور خزانہ کا ایک حبہ بھی اسکو نہ دیا جائے اور وہ ناجائز طور پر کسی کا مال لینا بھی گوارا نہ کرے تو آپ فرمایئے کہ وہ سلطنت کا انتظام کیونکر پورا کرے۔ ابوبکر نے اس مشکل کے ہر پہلو پر غور کرکے رسول اللہ کا جو منشا رہا اُسی کو پورا کرنا مقدم سمجھا اور اللہ پر توکل کرکے رسول کی حدیث سنا دی اور یہ کہدیا کہ اس جائداد کی آمدنی جسطرح رسول صرف کرتے تھے اسی طرح میں بھی صرف کروں گا سر مو تجاوز نہ کروں گا۔ یہ جواب سنکر جناب سیدہ نے بھی اس حدیث کی تکذیب نہیں کی البتہ ابوبکر نے جناب سیدہ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا کہ میرا جو کچھ مال ہے وہ حاضر ہے اس کی تفصیل جلد اول میں مذکور ہو چکی[۵۵]۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت نیک نیتی سے رسول کا منشا پورا کرنے کا قصد کیا اور یہ سمجھ لیا تھا کہ اس پر اگر جناب سیدہ ناراض ہو گئیں تو اللہ ناراض نہ ہوگا۔ اب اگر یہ بھی فرض کرلو کہ جس طرح بخاری کی روایت سے ثابت ہوا اُسی طرح جناب سیدہ ناراض ہو گئیں تب بھی قیامت کے دن وہ ضرور راضی ہو جائینگی۔

عرب کی سلطنت جو تمام جہان میں اللہ کا دین پھیلانے اور کلمہ توحید کو غالب کرنے کے لئے قائم ہوئی تھی اس کے کام ابوبکر نے اسی مختصر خزانہ سے چلانا شروع کئے ازواج مطہرات کا خرچ بنی ہاشم کا وظیفہ اور تمام ضروریات خلافت اور مہمات سلطنت کا سامان اسی میں سے تھا اگر یہ جائداد جناب سیدہ کو حوالہ کردیجاتی تو اس وقت ضروریات سلطنت پورا کرنے کی کوئی سبیل نہ تھی البتہ اس وقت کے بعد رفتہ رفتہ یہ سلطنت اللہ کے فضل سے ایسی غالب ہوگئی کہ تمام جہان اس نے مسخر کرلیا اور یہیں سے ثابت ہوگیا کہ ابوبکر کی رائے نہایت صائب تھی اور بیشک سب سے مقدم اسی سلطنت کی ضروریات تھیں جس کا نتیجہ ایسا عمدہ ظاہر ہونے والا تھا۔ ابوبکر کو یہ معاملہ ایسے نازک وقت میں پیش آیا تھا جب عرب کی سلطنت کے پاس اس جائداد کے سوا اور کوئی خزانہ اور سرمایہ نہ تھا مگر علی نے اُسوقت بھی یہی معاملہ کیا جب یہ سلطنت عظیم الشان ہو چکی تھی اور جناب امیر کے مقرر کئے ہوئے عامل زیاد بن جارود وغیرہ دونوں ہاتھوں سے بیت المال کو لوٹ رہے تھے۔ ابوبکر نے تمام صحابہ کے سامنے یہ فیصلہ کیا اور کسی نے ناپسند نہیں کیا۔

---

[۵۱] بلکہ اکثر صحابہ سے اس امر خاص کی روایت بھی کتب حدیث میں موجود ہے صحیح بخاری میں دس سے زیادہ صحابہ کرام سے اسکی روایت منقول ہے مگر شیعوں کی دیانت کا تماشا دیکھو کہ باربار یہی کہتے ہیں کہ صرف حضرت ابوبکر اس کے راوی ہیں ہر مرتبہ ان کو دوسرے صحابہ کا راوی ہونا دکھایا جاتا ہے مگر وہی رٹ لگی ہے۔ آخر میں مولوی حامد حسین نے بھی استقصاء الافحام میں اسکے کہنے سے نہ چوکے کہ "ابوبکر بروایتے کہ خود دران متفرد است" ۱۲ انجم

[۵۲] اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۷ ۱۲ منہ

[۵۳] اس روایت کی تائید شیعوں کی دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے اگر وہ سب روایتیں جمع کیجائیں تو اس حدیث کا متواتر ہونا [illegible] بہ آسانی ثابت ہو سکتا ہے اور کتابوں سے قطع نظر کرکے خود اصول کافی میں اسکے مویدات بکثرت ہیں مثلاً صفحہ ۱۶۱ میں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ای اھل بیتی یا جبریل قال بخیب اللہ منھم وذریتہ لیرثان علم النبوۃ کما ورثہ ابراھیم صلی اللہ علیہ وآلہ ومیراثہ لعلی وذریتک من صلبہ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہا کہ اے جبرئیل میرے اہلبیت کون مراد ہیں جبرئیل نے کہا جو ان میں خدا کا برگزیدہ ہے وہ آپ کی میراث یعنی علم نبوت پائیگا جیسا کہ ابراہیم نے علم نبوت کا وارث بنایا اور ابراہیم کی میراث علی کو اور آپکی ذریت کو جو علی کے صلب سے ہوگی ملیگی اور صفحہ ۲۹ میں ہے عن ابی بصیر قال دخلت علی ابی جعفر علیہ السلام فقلت لہ انتم ورثۃ رسول اللہ قال نعم قلت رسول اللہ وارث الانبیاء علم کما علموا قال نعم ترجمہ ابوبصیر کہتا ہے میں امام باقر علیہ السلام کے پاس گیا اور میں نے ان سے عرض کیا آپ لوگ رسول اللہ کے وارث ہیں امام باقر نے کہا ہاں پھر میں نے کہا کیا رسول اللہ تمام نبیوں کے وارث تھے یعنی جس طرح نبیوں کو علوم تھے امام باقر نے کہا ہاں یہ دونوں حدیثیں صاف بتا رہی ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی میراث علم دین ہے نہ زخارف دنیا ۱۲

[۵۴] بلکہ سب سے زیادہ ضروری تھا اس لئے کہ ان کے معاش کا کوئی دوسرا ذریعہ نہ تھا ان کو ہمیشہ ہمیش کے لئے نص قرآنی میں کسی اور کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کردی گئی تھی ازواج مطہرات کے لئے جب خدا نے تمام دنیا کی عورتوں سے الگ ایک نیا قانون بنایا کہ بعد شوہر کے بھی وہ نکاح نہ کر سکیں تو ضرور ہے کہ تا زیست حیات ان کے نفقہ کی ذمہ داری بھی بیت المال میں قائم رہے ۱۲

[۵۵] تنبیہ الشیعہ جلد اول صفحہ ۹۵ میں حق الیقین صفحہ ۲۳۱ سے نقل کیا ہے کہ جب جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت صدیق نے اوصاف ان کے فضائل بیان کئے بعد اس کے فرمایا "اموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم آنچہ خواہی بگیر تو سیدۂ امت پدر خودی و شجرۂ طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد و حکم تو نافذ است در اموال من اما در اموال مسلمانان مخالفت گفتہ پدر تو نمی توانم کرد" ۱۲

حائری صاحب کی پیش کردہ عبارتوں کی حقیقت

اس کے بعد کچھ ایسی صورت واقع ہوئی کہ جناب امیر اور عباس نے عمرؓ کے زمانہ مین بصورت دیگر دعویٰ پیش کیا تفصیل اس دعوے کی منقول نہین مگر قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدعویٰ میراث حق اہلبیت چاہتے تھے یعنی یہ کہتے تھے کہ جب یہ جائداد وقف رسول ہے تو اس کے متولی اور متصرف بقدر اپنے اپنے حصہ ارث کے وارثان رسول ہونے چاہئین اسکے جواب مین عمرؓ نے اول تو قبضہ دینے مین عذر کیا جب انھون نے دوبارہ اصرار کیا تو عمرؓ نے رسول کے سات باغ جو مدینہ مین صدقہ رسول کہلاتے تھے حوالہ کر دیئے چنانچہ عباس اور علی نے ان باغون پر قبضہ کر لیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ باہم جھگڑا پڑا اور ایک مرتبہ دونون لڑتے ہوئے عمرؓ کی مجلس مین آئے اور عباس نے عمرؓ سے مخاطب ہوکر یون کہا کہ اے امیرالمومنین میرا اور اس کاذب آثم غادر خائن کا فیصلہ کرا دیجئے یہ کلمات عباس کی زبان سے نہایت جوش غضب مین علی کی نسبت نکلے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان جس پر بیحد خفا ہوتا ہے اسکی نسبت سخت عیب لگانے والے کلمے اسکی زبان سے نکل جاتے ہین مگر معنی حقیقی اسکے ہرگز مراد نہین ہوتے بلکہ جوش غضب کا اظہار ہوتا ہے جیسے جناب سیدہ کے کلمات بجو جنین اسی طرح بمقتضاے بشریت عباس کی زبان سے جو یہ کلمے حضرت علی کی نسبت نکلے اس مین بھی ہرگز عباس کا مقصود نہ تھا کہ علی مین درحقیقت یہ عیب موجود ہین بلکہ جوش غضب مین یہ الفاظ زبان سے نکل گئے۔ عمرؓ نے اس کے جواب مین اول تو حدیث لانورث یاد دلائی جس کا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال مین میراث جاری نہ ہوگی اور جو کچھ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے اس حدیث کی ان دونون نے اور تمام اہل مجلس نے تصدیق کی پھر اس جائداد کو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے اسکا ذکر کیا سب نے اسکی تصدیق کی پھر عمرؓ نے ان دونون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونون نے رسول کے انتقال کے بعد ابوبکر سے اس طرح میراث مانگی کہ اے عباس تم اپنے بھتیجے کے مال مین سے میراث چاہتے تھے اور علی اپنی بی بی کی طرف سے باپ کے مال مین میراث چاہتے تھے جب ابوبکر نے میراث نہ دی تو تم نے اسے کاذب آثم غادر خائن سمجھا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر کا فیصلہ سچا تھا اس کے بعد تم نے مجھے بھی ایسا ہی سمجھا حالانکہ میرا جواب بھی وہی تھا جو درحقیقت حق تھا پھر مین نے تم کو یہ باغ دیدیئے اور تم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ تم اس کو اسیطرح خرچ کرو جیسے رسول خرچ کرتے تھے اگر تم اس عہد پر قائم نہین تو واپس کر دو اسکے سوا مین کوئی اور فیصلہ نہین کر سکتا۔

حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی یہ عجیب حکیمانہ تقریر اُن کے باہمی اصلاح کیلئے تھی اگرچہ کلمات درشت فقط عباس نے کہے تھے مگر خطاب مین علی کو بھی شامل کر لیا تاکہ عباس کو یہ ناگوار نہ ہو کہ ملامت فقط ہم کو کی علی کو نہ کی علاوہ اس کے

علی کو یہ جتا دینا بھی مقصود تھا کہ جیسی عباس کے مزاج مین سختی ہے تمہارے مزاج مین بھی ہے تم دونون کا ایک سا حال ہے۔ جو کلمات عباس نے علی کو کہے تھے وہ عمرؓ نے ابوبکر پر اور اپنے اوپر بھی الزاماً عائد کر لیے تاکہ علی کو کسی قدر تسکین ہو جائے عباس نے جو کلمات علی کو کہدیئے حالانکہ علی ان عیوب سے بالکل پاک تھے اس سے عمرؓ نے یہ نتیجہ نکالا کہ جو شخص تمہاری مرضی کے خلاف کارروائی کرے خواہ وہ کارروائی حق ہو مگر تم اسکو کاذب آثم غادر خائن کہدیتے ہو چنانچہ علی نے کوئی ظلم اور خیانت نہین کی مگر ان کی کارروائی جو عباس کی مرضی کے خلاف تھی ان کو کاذب آثم وغیرہ کہدیا پس اس سے لازم آیا کہ جب ابوبکرؓ نے معاملہ میراث مین تمہارے خلاف فیصلہ کیا اور حدیث لانورث سنائی تو تم نے گویا انھین بھی ایسا ہی کہا اور جب مین نے یہی کہا تو گویا تم نے مجھے بھی یہی کہا جیسے علی کو کہا حالانکہ ہم دونون کا فیصلہ حق تھا اصل مقصود اس تقریر سے عباس کی ملامت اور علی کی تسکین تھی اور یہ جتا دینا منظور تھا کہ جس طرح عباس نے تمہاری نسبت یہ لفظ کہدیئے ایسا اختلاف تو ان سے ہم دونون بھی کر چکے ہین انہین ہماری نسبت وہ اس سے پہلے کہہ چکے ہین اب تم کو کوئی شکایت نہین چاہیئے اس لئے کہ تم دونون کی یہ عادت ہو کہ جو شخص تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کارروائی کرے اسکو تم ایسا کہدیا کرتے ہو یہ مقصود نہین تھا کہ عباس یا علی نے فی الواقع ایسے کلمات ابوبکر یا عمرؓ کو کہے تھے بلکہ یہ الزام دینا مقصود تھا کہ عباس نے جو کلمات علی کو کہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ گویا ہم دونون کو بھی یہی کہا

نصیحۃ الشیعہ کی عبارت ختم ہوئی

واقعی جیسا کہ مصنف نصیحۃ الشیعہ نے لکھا نہ جناب علی مرتضیٰ نے شیخین رضی اللہ عنہما کی شان مین ایسے کلمات استعمال کئے تھے نہ حضرت عمرؓ کا یہ مطلب تھا کہ واقعی حضرت علی یا حضرت عباس حضرات شیخین کو ایسا سمجھتے تھے بلکہ تعلیم کے موقع پر اس قسم کی باتین اکثر ہوا کرتی ہین معلم اپنے متعلم کو، باپ ماں اپنے لڑکون کو بادشاہ اپنے وزراء امراء کو جب کوئی بات اپنی نصیحت یا اپنے مزاج کے خلاف کرتے ہوئے دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمکو بے عقل سمجھتے ہو بے وقوف جانتے ہو اپنا بدخواہ خیال کرتے ہو وغیرہ وغیرہ اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمہارے افعال سے یہ باتین لازم آتی ہین مگر زجر و تنبیہ کے طور پر اس لازم کو صراحۃً ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے فعل کے قبیح نتیجہ پر متنبہ ہوکر نادم ہون اگر دیکھو تو قرآن مجید مین جا بجا تعلیمی طور پر اس قسم کے محاورات بڑے مقرب اور مخصوص بندون کے لئے استعمال ہوئے ہین حتی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی شیعہ تو وہان یہ کہکر چھٹکارا پا جائین گے کہ یہ قرآن محرف ہے اور بنا بر روایات

متواترہ مندرجہ کتاب احتجاج طبرسی اس قرآن میں نبی کی مذمت ہے اس قرآن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین مگر اہل سنت تو ایسی بیہودہ بات خیال مین بھی نہین لاسکتے اُن کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہو اور وہی جواب فطرۃ اللہ کے مطابق ہے- اور تعلیمی مواقع مین روزمرہ مشاہدہ مین آتا رہتا ہے-

باقی رہا حائری صاحب کا یہ کہنا کہ عباس وعلی نے انکار نہین کیا الخ حائری صاحب نے اپنے حضرت عباس وعلی رضی اللہ عنہما کو بھی بے عقل سمجھا ہے کہ وہ حضرت فاروق کی اس تنبیہ کو نہ سمجھے استفہام وہ خوب سمجھ گئے کہ اس ارشاد فاروقی کا مقصود تنبیہ ہے لہذا یہ موقع ان کے نادم ہونے اور خاموش رہنے کا تھا نہ جواب دینے کا ہان جو موقع ان کے جواب دینے کا تھا وہان انھون نے جواب دیا حضرت فاروق اعظم نے جب پوچھا ہے کہ حدیث لانورث کا ارشاد رسول ہونا تم دونون کو معلوم ہے یا نہین تو دونون نے کہا کہ نعم (دیکھو ابو داؤد)

حائری صاحب کا یہ کہنا کہ معاذ بعض کلام امام علیہ السلام کے سمجھنے کی مطلق قابلیت نہین ہے- خود انھین پر الٹ گیا- ہان اہل سنت وجماعت کو زمین آسمان کے قلابے ملانے اور کسی کے کلام مین تحریف کرنے کی قابلیت البتہ نہین ہے- بلکہ قابلیت تو ہے لیکن یہ کام انسے ہو نہین سکتا سچ ہے- ہر را بہر کارے ساختند-

تو خود امام معصوم

یہ ہے کہ حائری صاحب نے بے وجہ اہل سنت کی اس روایت کو پیش کرتے وقت اپنی روایات سے آنکھ بند کرلی حالانکہ ان کی روایات مین ان کے اصحاب ائمہ کی باہم لڑائیان اس قدر مذکور ہین کہ خدا کی پناہ بجز ائمہ اور اصحاب ائمہ کی لڑائیان کہ باہم لعنت بازی کی نوبت آئی یعنی امام نے اُن پر لعنت کی اور اُنھون نے امام پر مگر شیعہ آج تک ان لاعنین وملعونین دونون کو اپنا امام اور پیشوائے دین جانتے ہین اور ان کی روایات کو حرز جان بنائے ہوئے ہین- اس سے بھی آگے بڑھ تو خود معصومین کی باہم لڑائیان اس قدر ہین کہ ان کے بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہئے مثال کے طور پر یہان ہم حضرت فاطمہ اور حضرت علی کی گفتگو نقل کرتے ہین یہ گفتگو شیعون کی بہت کتابون مین باسانید معتبرہ منقول ہے از انجملہ کتاب احتجاج طبرسی مین بھی ہے یہان ہم اسکو حق الیقین سے نقل کرتے ہین اس لئے کہ وہ فارسی زبان مین ہے-

علامہ باقر مجلسی حق الیقین صہ ۲۳۳ مین لکھتے ہین کہ

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام انتظار معاودت اومی کشید چون بمنزل خود قرار گرفت خطابہای درشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد ازانکہ شجاعان دہر را بر خاک ہلاک افگندی مغلوب اینان گردیدہ اینک پسر ابوقحافہ بظلم وجبر بخشیدہ پدر مرا معیشت فرزندانم از من می گیرد و بہ آواز بلند با من مخاصمہ وبجاج می کند وانصار مرا یاری نمی کنند ومہاجرین خود را بکنار کشیدہ اند وسائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند نہ دافعے دارم ونہ مانعے ونہ یاورے ونہ شافعے خشمناک بیرون رفتم وغمناک برگشتم خود را ذلیل کردی در روزیکہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان می درند و مے برند وتو از جائے خود حرکت نمی کنی کاش پیش ازین مذلت وخواری مردہ بودم وای برمن در ہر صبحے وشامے محل اعتماد من مرد وبار من سست شد-

حضرت علی مرتضی منتظر تھے کہ حضرت فاطمہ دربار صدیقی سے واپس کر آئین جب وہ اپنے گھر مین آئین تو انھون نے سخت الفاظ سیدہ اوصیا یعنی حضرت علی کو کہے کہ تو بچہ شکم کیطرح رحم مادر مین پردہ نشین ہو گیا ہے اور خیانت کرنے والون یا نامردون کیطرح گھر مین بھاگ گیا ہے بعد اسکے کہ تو نے دنیا کے بہادرون کو ہلاکت کی خاک پر ڈال دیا ان لوگون سے مغلوب ہوگیا ہے اس وقت ابوقحافہ کا بیٹا ظلم وجبر سے میرے باپ کی دی ہوئی چیز اور میرے لڑکون کی روزی مجھ سے لیتا ہے اور بلند آواز کے ساتھ مجھ سے جھگڑا اور بحث کرتا ہے انصار میری مدد نہین کرتے اور مہاجرین نے اپنے کو علحدہ کر لیا ہے اور سب لوگون نے آنکھین بند کرلی ہین نہ کوئی مدافعت کرنے والا میرا ہے نہ کوئی بچانے والا نہ کوئی مدد کرنے والا نہ کوئی سفارش کرنے والا غصہ مین باہر گئی تھی اور غمناک ہو کر لوٹی تو نے اپنے کو ذلیل کر دیا جس دن تو نے اپنے غلبہ سے ہاتھ اٹھا لیا- بھیڑیے پھاڑ رہے ہین اور لئے جاتے ہین مگر تو اپنی جگہ سے جنبش نہین کرتا کاش اس ذلت و خواری سے پہلے مین مرگئی ہوتی میری خرابی ہے ہر صبح اور ہر شام میرا بھروسا جن پر تھا وہ مرگئے اور میرا مددگار سست ہو گیا-

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب سیدہ نے حسب ذیل الفاظ حضرت علی کو کہے- بچۂ شکم کی طرح رحم مادر مین پردہ نشین- خیانت کرنے والون کی طرح بھگوڑا- اپنے کو ذلیل کرنے والا- اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنے والا- حضرت فاطمہ کی مدد نہ کرنے والا- حضرت فاطمہ کی ذلت وخواری کو برداشت کرنے والا- اپنی قوت سے کام نہ لینے والا سست-

اب ہم حائری صاحب سے پوچھتے ہین کہ جناب سیدہ بھی آپ کے خیال مین معصوم تھین یا نہیں

اگر تھین تو جو کچھ انھون نے حضرت علی کو کہا حضرت علی مین واقعی یہ تمام اوصاف تھے یا نہین پھر اگر حضرت [illegible] کی طرف سے وصیت رسول کا عذر کیا جائے تو حضرت فاطمہ اس وصیت سے واقف تھین یا نہین واقف تھین تو کیا مسئلہ امامت و وصیت حضرت فاطمہ سے بھی چھپا یا گیا تھا اور اگر تھین تو کیا وصیت رسول کے خلاف [illegible] علی سے کام لینا چاہتی تھین پھر ان اوصاف کے مصداق کے بننے کے بعد حضرت علی کی عصمت و امامت بحال خود باقی رہتی ہے یا نہین۔ خدا کے لئے کوئی ایسی تاویل بتائیے کہ حضرت فاطمہ کی عصمت بھی قائم رہے ان کا کلام خلاف واقع ہونے سے بچ جائے جہل سے بھی وہ پاک دامن رہین اور پھر حضرت علی کی عصمت و امامت بھی قائم رہے۔

تمھین انصاف سے کہد و یہ عقدہ کیسے حل ہو گا۔

[illegible]

یہ روایت هما اماما ن عادلان الخ جسکو حائری صاحب نے حضرت علی کا قول بتلایا ہے کتب شیعہ مین بینے امام جعفر صادق کی طرف سے منسوب دیکھا ہے کیا شیعون کے سرکار شریعت مدار اپنی مذمت کی کسی کتاب کا پتہ بتا سکتے ہین جس مین یہ حدیث حضرت علی کی طرف منسوب ہو۔ اگر حائری صاحب اسکا صحیح حوالہ دیدین تو مین اپنا یہ اعتراض واپس لے لون گا۔ ورنہ معلوم ہو جائیگا کہ ان کی نظر اپنی کتابون پر بھی نہین ہے بقول کسے ع درکفر ہم ثابت نہٗ زنار را رسوا مکن

آخر مین پھر حائری صاحب کی خدمت مین گزارش ہے کہ اس مضمون کا جواب ضرور دیجئے اور آپ موعظہ تحریف کے جواب مین تنبیہ الحائرین کو شائع ہوئی کئی سال ہو چکے اب تو کچھ اسکا جواب بھی عنایت کیجئے۔

اور اگر آپ سے جواب نہ ہو سکے اور یقیناً نہ ہو سکے گا تو للہ اپنے اوپر رحم کیجئے اپنے امام غائب سے سبق لیجئے سبحان اللہ عجیب بات ہے امام تو خوف کھا کر غائب ہو جائین اور اہل حق کے براہین قاہرہ کی سطوت سے روپوشی اختیار فرمائین اور مقتدیون کی یہ بے باکی کہ اہل سنت کے مقابلہ مین بالمشافہ نہ سہی گھر مین بیٹھکر گوہر افشانی کی ہمت کرین آپ کو اپنے امام جعفر صادق کی نصیحت مندرجہ اصول کافی صفحہ ۴۸۱ کو گرہ مین باندھنا چاہیئے امام ممدوح نے بہت سختی سے سنیون کے ساتھ مذہبی مباحثہ کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسا کرنے سے تمھارے دل بیمار ہو جائینگے۔ دل کی بیماری کی ظاہر ہے کہ سنیون کے دلائل کا جواب تم سے نہ ہو سکے گا اور تم نہین تو تمھارے چیلے ضرور مذبذب ہو جائینگے۔

اتمام حجت کیلئے اس قدر عرض کیا گیا آیندہ آپ کو اختیار ہے آپ کی و نیز تمام علمائے شیعہ کی خدمت کیلئے النجم حاضر ہے حق تعالی نے نجم کو ہدایت و رجم دونون کامون کیلئے پیدا کیا ہے۔ فللہ الحمد اولا و اخراً۔

قبلۂ شیعہ جناب فخر الحکما

ایڈیٹر اصلاح کا اپنی مذہبی عبادت کی مشق مین سرشار ہونا

تو مشق ناز کر خون دو عالم اس کی گردن پر

مسلمانان کلکتہ۔ خصوصاً سیٹھ محمد صدیق جمال صاحب۔ سیٹھ اشرف جمال صاحب سیٹھ عبدالکریم صاحب۔ حافظ اسمعیل صاحب مدنی صاحب۔ سیٹھ حسین صاحب سیٹھ عبداللہ جان محمد صاحب گاگی

رسالہ اصلاح نمبر ۴ ماہ ربیع الثانی کا صفحہ ۴۲ تا ۴۶۔ دیکھین

اگرچہ صحیفہ مبارکہ النجم کی بدولت اب کسی کو اسمین شک باقی نہین رہا کہ مذہب شیعہ مین جھوٹ بولنا صرف جائز و مباح نہین بلکہ اعلی درجہ کا فرض اعلی درجہ کی عبادت ہے۔ کل دین کے دس حصہ ہین ان مین سے نو حصہ جھوٹ بولنے مین ہین۔ انبیاء و ائمہ کا دین جھوٹ بولنا ہے جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے مذہب شیعہ مین یہی تو چند عبادتین ہین جنکو وہ اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھتے ہین اور اب چند روز سے حیا و غیرت نے زیادہ ترقی کی ہے تو اپنے اس امتیاز کو بڑے فخر و ناز کے ساتھ ظاہر بھی کرنے لگے ہین (۱) جھوٹ بولنا (۲) گالی دینا (۳) متعہ کرنا۔ سچ فرمایا گیا کہ

دین شان کذب ست و دشنام و فجور بر زبان ۔ صدق و حلم و زہد لاریب ست از آن شما

مگر ہمارے بعض روشن خیال بھائیون کو اب بھی اس مین تردد ہے وہ کہتے ہین کہ بیشک شیعون کی مذہبی کتابون مین ایسا ہی ہے یقیناً ان کے مذہب مین جھوٹ بولنے کی ایسی ہی فضیلت اور ایسی ہی تاکید ہے

---

(۱) اصول کافی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۸۳ باب التقیہ [illegible] امام معصوم نے تقیہ کے معنی [illegible] [illegible] امام معصوم کی [illegible] [illegible]

دشنام بمذہب کہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور ابتدائی زمانہ مین ان کو اس کی ضرورت تھی کہ ائمہ کے نام سے جھوٹی روایتون کا تصنیف کرنا جھوٹے لوگون سے روایات کا لینا جو صحیح اقوال ائمہ کے اس درجہ مشہور ہو چکے تھے کہ ان کا چھپانا امکان مین نہ تھا ان اقوال کو جھوٹا کہکر ٹال دینا بغیر اس کے کہ دروغ گوئی کو ایک اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا جائے ممکن نہ تھا لیکن اب وہ ضرورت پوری ہو چکی اور فطرت انسانی جھوٹ کو برا جانتی ہے لہٰذا اب آجکل کے شیعہ اپنی اس مذہبی تعلیم پر عمل کرنے مین کچھ احتیاط کرتے ہون گے کاش ہمارے یہ بھائی شیعون کے حالات سے باخبر ہوتے عوام نہین بلکہ خواص شیعہ کی تقریرون اور تحریرون کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ کوئی شیعہ حتی الامکان جھوٹ بولنے سے باز نہین رہ سکتا شیعون کا جھوٹ بولنا ویسا ہی ضروری ہے جیسا حبشی کا سیاہ ہونا۔

اسوقت ہم مثال کے طور پر شیعون کے قبلہ وکعبہ فخر الملک ایڈیٹر اصلاح کو پیش کرتے ہین۔ صاحب ممدوح کو اپنی اس مذہبی عبادت کا ایسا ذوق ہے کہ النجم کے مقابلہ مین بھی آپ اس عبادت کے ادا کرنے مین قصور نہین فرماتے۔ بارہا تجربہ بھی کر چکے ہین کہ النجم کے مقابلہ مین جھوٹ بولنے سے سوا رسوائی کے کچھ حاصل نہین مگر وہ خوش ہین کہ دنیا مین رسوائی ہو تو ہو مگر ثواب تو مل گیا ائمہ کے پیروی کرنے والون کی خاص صفت[1] تو حاصل ہو گئی۔

کتب اہل سنت کے غلط حوالے دینا نقل عبارات مین خیانت کرنا۔ غلط ترجمہ کرنا مطلب غلط بیان کرنا تو آپ کا روزمرہ ہے چنانچہ النجم مین آپ کی یہ تمام کارروائیان وقتاً فوقتاً ظاہر کی جاتی ہین۔ خیر یہ باتین تو خاص لوگ یا اہل علم کے احساس مین آتی ہین لطف تو یہ ہے کہ آپ واقعات عامہ کے متعلق بھی جھوٹ بولنے مین باک نہین فرماتے خوب معلوم ہے کہ ایسے واقعات مین غلط نگاری کام نہ دیگی دروغ کو فروغ نہ ہوگا مگر ثواب تو مل ہی جائے گا ؎

کیا جھوٹ کا شکوہ ہی تو یہ جواب ملا تقیہ ہم نے کیا تھا ہمین ثواب ملا

ایک مرتبہ آپنے خود عالیجناب حضرت مولانا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے متعلق بھی چھاپ دیا کہ نانپارہ مین مولوی محمد سجاد شیعی نے آپکے جائے قیام پر جا کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا کہ مجھے مناظرہ کرو مگر آپنے انکار کر دیا اسپر اہل نانپارہ نے مقدمہ چلانے کا ارادہ کیا مگر چونکہ معاملہ کا تعلق ایک کریم النفس سے تھا اس لئے مقدمہ نہ چلا اس قسم کے سیکڑون واقعات ہین

[1] اصول کافی صفحہ ۴۸۳ مین ہے کہ امام جعفر صادق سے عبد اللہ بن ابی یعفور نے بیان کیا کہ مجھے بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ سنیون مین امانت وصدق ہوتا ہے اور شیعون مین نہ صدق ہے نہ امانت تو امام نے فرمایا ہمارے شیعون پر کسی بات مین کچھ عتاب نہ ہوگا ۱۲

اب تازہ بتازہ نو بہ نو سنیئے

شروع ماہ صفر ۱۳۴۴ھ مین حضرت مولانا صاحب مدیر النجم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کلکتہ تشریف لے گئے اور کیون تشریف لے گئے کہ وہان شیعون نے سخت یورش کی۔ نہایت ناپاک اور ناقابل برداشت حملے مذہب اہل سنت پر کئے نوبت یہان تک پہونچی کہ ملکی اخبارات بھی ان واقعات کے اظہار پر مجبور ہوئے روزنامہ عصر جدید کلکتہ مورخہ ۸ - اگست ۱۹۲۵ء مین ایک طویل مضمون چھپا جو النجم مورخہ ۱۲ محرم سنہ حال مین نقل ہو چکا ہے اسکے بعد مسلمانان کلکتہ کے متعدد خطوط اور ٹیلیگرام آئے۔ حضور ممدوح اسوقت بمبئی مین تھے خطوط کا سلسلہ وہین سے شروع ہوا ہرچند آپ نے بوجہ خستگی سفر و نادرستی مزاج عذر فرمایا مگر ضرورت اور ایسی ضرورت جس نے مسلمانون کو بے چین کر دیا تھا اور اس بے چینی مین وہ مجبور تھے کہ اصرار پر اصرار کرین اور کسی عذر کا ان کو احساس ہی نہ ہو چنانچہ حضور ممدوح کو ان کا اصرار قبول فرمانا پڑا۔ شیعون کی عادت ہے کہ خواہ مخواہ شر وفساد کی ابتدا کرتے ہین اہل سنت پر مذہبی حملہ کرتے ہین ان سے ناواقفون کو بہکاتے ہین لیکن جب سنیون کی طرف سے ان کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے تو بہت پریشان ہو جاتے ہین۔ یہی کلکتہ مین بھی ہوا۔

حضرت مولانا صاحب کے مواعظ کا سلسلہ کلکتہ مین شروع ہوا۔ اگرچہ آپ کے تشریف لیجانے کا مقصد یہ تھا کہ شیعون کے اعتراضات کا جواب دیا جائے اس لحاظ سے آپ کے مواعظ مین صرف یہی ایک مضمون ہونا چاہیے تھا مگر آپ نے زیادہ تر نماز پر اور دین کی دوسری مہمات پر زور دیا اور بقدر ضرورت شیعون کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے۔

ان مواعظ کا مفصل تذکرہ اور حکیم صادق صاحب لکھنوی کا حضرت مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہونا اور اپنے مذہب کی بے نظیر کمزوری کا پردہ فاش کرا کر واپس جانا۔ بالآخر علمائے شیعہ کے بالمشافہ مناظرہ سے عاجزی اچھی طرح ظاہر ہو جانے کے بعد بمشورہ بعض مخلصین غائبانہ تحریری مباحثہ منظور فرما کر سیٹھ عبد اللہ جان محمد صاحب گانجی کو جو توجہ جماعت مین ایک بڑے رکن مذہب شیعہ کے ہین ایک تحریر بدستخط خاص دینا جس مین بحث کا طریقہ بھی مذکور ہے اور ان مسائل کا بھی بیان ہے جن پر بحث ہونی چاہیے شیعون کو بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے جو مسائل بحث کے لئے چاہین تجویز کر سکتے ہین اور انکے مجوزہ تمام اعتراضات کا جواب دیا جائے گا۔ یہ تمام حالات مفصل مع اس تحریر کے النجم ۲۱ - صفر سنہ حال مین درج ہین جس کے بعد سے آجتک

خاموشی کے سوا صدائے برنخاست

اب دیکھئے ایڈیٹر صاحب اصلاح

اپنے پرچہ ربیع الثانی مین ایک مراسلہ کسی شیعہ صاحب کا درج کرتے ہین جس مین اس واقعہ کے متعلق شروع سے آخر تک دل کھول کر اپنی مذہبی عبادت ادا کی گئی ہے اور صرف جھوٹ نہین بلکہ سب وشتم بھی اور وہ بھی بازاری لہجہ مین بعض احباب کے اصرار سے خیال ہوا کہ اصلاح کے اس دروغ بے فروغ پر کچھ لکھدیا جائے۔ در حقیقۃ وہ اس قابل نہ تھا کہ کوئی انسان اسکی طرف توجہ کرے۔ اور پھر سراپا کذب و دروغ کا جواب ہی اسکے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ خیر نمونہ کے طور پر چند دروغ اس مضمون کے درج ذیل کرتا ہون۔

(۱) سب سے پہلا کھلا ہوا جھوٹ یہ ہے کہ ٹیٹل پر مضمون نگار کا نام "جناب حکیم مولوی سید محمد صادق صاحب صدر الافاضل کلکتہ" لکھا ہے اور رسالہ کے اندر خاتمہ مضمون پر سید محمد عالم از کلکتہ لکھا ہے۔

ف معلوم نہین ان دونون مین سچ کیا ہے یا دونون جھوٹ ہین مضمون نگار کوئی تیسرا شخص ہے یا یہ لطیفہ و نفس مضمون خود ایڈیٹر صاحب کا طبع زاد ہے واللہ اعلم۔

(۲) عنوان مضمون "فرار ایڈیٹر النجم" قائم کیا ہے۔

ف۔ اس لفظ کا دروغ محض ہونا محتاج بیان نہین۔ لیکن گھر بیٹھکر بیچارے اس لفظ سے اپنا دل خوش کر لیتے ہین لیکن حضرت فاطمہ کے زبان سے حضرت علی کا فرار بیان کیا کمانی حق الیقین صد ۲۳۳ اس کا نتیجہ کیا ہوا جو آپ حضرت علی مرتضی کے حقیقی خدام یعنی علماے اہل سنت کی طرف فرار منسوب کرکے نتیجہ حاصل کرینگے

(۳) آغاز مضمون مین لکھتے ہین کہ "اڈیٹر النجم اپنے اخبار کی اشاعت کی غرض سے کلکتہ آئے۔

ف بھلا اس جھوٹ کا کچھ سر پیر ہو سکتا ہے روزنامہ عصر جدید مورخہ ۸۔ اگست ۲۵ئ اس کے بعد مسلمانان کلکتہ کے دعوتی خطوط اور تار کے بعد ایسا کہنا سوا ذلت وخواری کے کیا فائدہ دیگا۔

(۴) لکھتے ہین "ذریت طاہرہ بھی ان کی (یعنی عالیجناب مدیر النجم مدظلہم کی) زبان درازی سے محفوظ نہ رہی

ف۔ ذریت طاہرہ سے اگر حضرت ابن سبا کی ذریت مقدسہ مراد ہے تو بھی جھوٹ ہے۔ زبان درازی آپ اور آپکے علما کا شیوہ ہے۔ نہ اہل سنت وجماعت کا ہان جو اعتراضات ذریت ابن سبا نے کئے تھے ان کا جواب البتہ دیا گیا اس کو زبان درازی کہنا یہ مطلب رکھتا ہے کہ تم جو چاہو کہو ہم خاموش رہین۔ اور اگر ذریت طاہرہ سے مراد حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد ہے تو یہ اور بھی زیادہ جھوٹ ہے یہ شیوہ بھی آپ ہی

صاحبون کا ہے اگرچہ آپ لوگ اولاد جناب سیدہ کی محبت کا دعوی تو بہت کچھ کرتے ہین مگر جاننے والے اسکی حقیقت جانتے ہین خود آپ کے علما کو بھی مجبور ہوکر صاف صاف اقرار کرنا پڑا کہ ہم اولاد رسول مین فقط انھین کو مانتے ہین جو ہمارے ہم خیال ہون اور جو اولاد رسول ہمارے خیال کے مخالف ہون ان پر ہم تبرا بھیجتے ہین اور ان سے عداوت رکھتے ہین۔ اپنی نہایت معتبر کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۲۸ پر یہ عبارت ملاحظہ کیجئے۔

أَلَا يَرَوْنَ أَنَّ الْإِمَامِيَّةَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى مَنْ خَالَفَهَا مِنَ الْعِتْرَةِ وَجَادَ عَنْ جَادَّتِهَا فِي الْوِلَايَةِ وَلَا تَنْحُو لَهُ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَدْحِ وَالتَّعْظِيمِ فَضْلًا عَنْ غَايَتِهِ وَأَقْصَى نِهَايَتِهِ بَلْ تَبَرَّأَ مِنْهُ وَتُعَادِيهِ وَتُجْرِيهِ فِي جَمِيعِ الْأَحْكَامِ مَجْرَى مَنْ لَا نَسَبَ لَهُ وَلَا قَرَابَةَ وَلَا عُلْقَةَ۔

کیا سنی نہین دیکھتے کہ امامیہ اس عترت رسول کی طرف التفات نہین کرتے جو امامیہ کے مخالف ہون اور مذہب ان کے راستہ سے علٰحدہ ہون اور مسئلہ امامت مین ان کے خلاف ہون اور امامیہ ایسی عترت کی کچھ بھی تعریف وتعظیم نہین کرتے چہ جائیکہ اعلیٰ درجہ کی تعریف بلکہ امامیہ ان پر تبرا کرتے ہین اور ان سے عداوت رکھتے ہین اور ان کو تمام احکام مین مثل ان لوگون کے قرار دیتے ہین جن کا رسول سے نہ کچھ نسب ہو نہ قرابت نہ کوئی تعلق۔

(۵) لکھتے ہین کہ "اڈیٹر صاحب کو ان تمام مقامات (یعنی بمبئی امروہہ چکوال) پر شکست فاش نصیب ہوئی"

ف ایسے جھوٹ بولنے سے اگر شیعون کے زخم مندمل ہو جاتے ہین تو بہتر مگر یاد رہے کہ دنیا مین کوئی بے وقوف بھی اس جھوٹ کو ماننے کے لئے تیار نہین۔ لیکن ہم خوش ہین کہ جس فرقہ نے حضرت علی کو شکست خوردہ بھگوڑا بے غیرت بنایا وہ اگر ان کے خدام کو ایسا کہے تو زہے قسمت۔

(۶) لکھتے ہین "لہذا ابکی تقریری مناظرے کے بجائے تحریری مناظرہ ہونا چاہیئے"

ف جھوٹ ہونے کے علاوہ خلاف عقل بھی ہے اگر بقول تمھارے زبانی مناظرون مین تم نے شکست دی تھی تو ہرگز ہو نہین سکتا کہ تم تحریری کی خواہش کرو۔ بالمشافہہ مناظرہ سے تمھاری مجتہدین کا فرار نمایان کرنیکے بعد خود عالیجناب مدیر النجم عم فیضہم نے پندرہ بیس سال سے غائبانہ تحریری مباحثہ کا اعلان دے رکھا ہے النجم مین بارہا یہ اعلان چھپ چکا ہزیمت شیعیان پنجاب مین یہ اعلان چھپا ہوا موجود ہے۔

(۷) لکھتے ہین "جناب حکیم صاحب کو دیکھکر اڈیٹر صاحب جس قدر گھبرائے الخ"

ج لاحول ولا قوۃ ایسا جھوٹ جسکو کسی کی عقل نہ مانے تمھارا ہی کام ہے۔ آپ کے قبلہ وکعبہ مولوی ناصر حسین مجتہد

جسکا مقابلہ رہا ہو ان کے والد مولوی حامد حسین کا جنہے ایسا رد کیا ہو کہ تمام ہندوستان کے شیعہ ملکر بھی اس
جواب نہ دے سکے جسکے نام سے تمام دنیا کے شیعون کو لرزہ آتا ہو وہ آپ کو دیکھکر گھبرا جائے چہ خوش۔

(۸) لکھتے ہین "اس کے جواب مین اڈیٹر صاحب نے چند چھپے ہوئے رسائل"

ج بالکل جھوٹ خود حکیم صادق صاحب نے مناظرہ امروہہ کی کیفیت چاہی تھی اور کہا تھا مین نے اسکی روئداد نہین دیکھی
اسپر مناظرہ امروہہ کی روئداد ان کو دی گئی تھی۔

(۹) لکھتے ہین "پھر دوسری شرط کا انصرام بھی امکان سے باہر ہے"

ج بالکل جھوٹ بلکہ جب تمھاری طرف سے یہ بات سننے مین آئی فوراً جناب مولنا صاحب نے منظور فرمایا چنانچہ گانجی
کو جو تحریر حضور ممدوح نے دی اور وہ ۲۱ صفر کے النجم مین چھپی ہوئی موجود ہے اسمین یہ الفاظ ہین کہ "آپ کی معرفت
بعض شیعون کی یہ حیرت انگیز درخواست بھی پہونچی کہ مین دو علماے اہل سنت سے یہ لکھوا دون کہ میرا ساختہ و پرداختہ
تمام علماے اہلسنت کو قبول ہے محض قطع حیلہ و اتمام حجت کیلئے مین اس کو بھی منظور کرتا ہون لیکن شیعہ مجتہد جو مناظرہ
ان کو بھی اپنے لئے دو مجتہدون کی تصدیق اسی مضمون کی داخل کرنا ہوگی" اس کے بعد پھر اس شرط کا نام بھی آپ
لوگون نے نہ لیا۔ بلکہ حکیم صادق صاحب جناب مولنا عبد الرؤف صاحب دانا پوری کی خدمت مین گئے اور کہا کہ
کیا آپ ایسی تصدیق جناب مدیر النجم کے لئے لکھدین گے مولنا عبد الرؤف صاحب نے فرمایا کہ مین کیا تمام ہندوستان
کے علما لکھدین گے یہ جواب سنکر اپنا سا منھ لیکر چلے آئے۔

(۱۰) لکھتے ہین "پھر گانجی صاحب نے جواب دیا جس کا جواب آج تک نہ آیا ہے"

ج سچ ہے تو گانجی صاحب کی وہ تحریر کیون نہ چھاپی جس کا جواب نہین دیا گیا۔ ہان گانجی صاحب کے نام سے
ایک تحریر حکیم صادق نے بھیجی تھی جسمین گالیان تھین اور رضاخانیون کے مردود فتوے کی نقل تھی اور یہ مضمون
اڈیٹر اصلاح صدر الافاضل ہین اور مصنفین ہین جناب ہین۔ اسکا جواب البتہ نہ دیا گیا۔ اس لئے کہ گالی کا جواب
کیا دوسرے رضاخانیون کے فتوے سے تمھین کیا تعلق تیسرے اڈیٹر اصلاح کو غائبانہ تحریری مناظرہ کا
اعلان براہ راست بارہا النجم مین دیا جا چکا ہے جو تحریر گانجی صاحب کو دیگئی تھی اس مین نامور مجتہد کی شرط تھی
اور اسی تحریر مین یہ بھی تصریح تھی کہ اپنے مجتہدین کی منظوری سے زائد از زائد ایک ماہ کے اندر مجھے اطلاع
دیجئے اور اپنے چار ایڈیٹرون کی دستخطی منظوری بھی بھیجئے گانجی صاحب کے نام کے جعلی تحریرون پر کچھ بھی نہ
تو ایسے بے تعلق و بیکار تحریرات کا جواب دینا وقت کا ضائع کرنا تھا تو کیا تھا۔

یہ دس جھوٹ بطور نمونہ کے پیش کئے گئے اب زیادہ لکھنا النجم کے قیمتی صفحات کا ضائع کرنا ہے۔ ہان آخر مین
اڈیٹر اصلاح نے بڑی مسرت کا اظہار کیا ہے لکھتے ہین الحمد للہ کہ ہر طرف سے یہ شخص مخذول و منکوب ہو رہا ہے"
واہ سبحان اللہ جیسے تمھارے مجتہد اعظم مولوی سید محمد مجتہد نے اپنی کتاب بوارق مین حضرت علی کو مخذول و منکوب
بنایا اسطرح جس کو چاہو مخذول و منکوب کہدو ورنہ حقیقت مین مخذول و منکوب وہ ہے جسکے پیشوا ہمیشہ مخذول
و منکوب رہے جنکے گردنون مین رسی ڈالی گئی جنکی بی بی کا حمل گرایا گیا جنکے آخری صاحب مارے خوف کے بھاگ کر
کسی غار مین چھپ گئے اور اب تک صدیون سے روپوش ہین۔ باقی رہین گالیان اور گستاخیان جو اس مضمون مین
ہین ان کے جواب کی ہمین ضرورت نہین عاجز و مغلوب ہمیشہ ایسی ہی زبان درازی کیا کرتا ہے اور اگر ہم اس کا
جواب ترکی بترکی دینا چاہین تو تمام دنیا کی گالیون کا تحفہ مجموعہ بنا کر سامنے پیش کر سکتے ہین۔

ایک عجیب لطیفہ

یہ ہے کہ اصلاح کے اس مضمون کو شروع سے آخر تک دیکھ جائیے اور بار بار دیکھئے سوا اس کے کہ
چند بیہودہ الفاظ اور دروغ بافیون کا ایک طومار ہے اصل مقصد کا پتہ نہین چلتا۔ آخر چاہتے کیا ہین
اسکا کچھ ذکر نہین کیا اب ان کے کوئی مجتہد صاحب شرائط مذکورہ غائبانہ تحریری مباحثہ کے لئے تیار ہین۔
یہ کچھ بھی نہین پھر مقصود اس تحریر کا صرف گالیان دیکر جھوٹ بولکر اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے سوا کیا کہا جائے
اب ہم اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ اللہ تعالی تمھاری حالتون پر رحم فرمائے فہم سلیم اور حق پسندی کی صفت عطا
فرما کر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی حقیقی پیروی انکو نصیب فرمائے ابن سبا کی بنائی ہوئی طلسم ہوش ربا کی
کشمکش سے نجات دے آمین ثم آمین۔

جون پور مین فتنہ رفض کے شورش انگیز واقعات

صوبہ متحدہ مین شہر جون پور بھی ایک قدیم تاریخی شہر ہے۔ ایک زمانہ مین یہ شہر شاہان شرقیہ کا دار السلطنت
تھا۔ شاہی قلعہ کے سر بفلک دیوارون کے نشانات قلعہ کا دروازہ۔ وہ عظیم الشان پرشوکت نہایت وسیع
سنگی مساجد اب تک موجود ہین ایک جامع مسجد اور ایک اٹالہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ دونون مسجدین
آباد ہین اور اسلامی عروج اور سطوت اور شاہانہ شان وشوکت کی داستانین اپنے خاموش زبانون سے

سنا کر عبرت کا درس دے رہی ہیں۔

یہ شہر صرف سلطنت کا مرکز نہیں بلکہ ہر قسم کے فضل و کمال ہر قسم کے علوم و فنون کا بھی معدن تھا اس شہر میں نہ صرف بادشاہوں کی قبریں بلکہ مشاہیر علما و مشائخ کے مزارات بھی ہیں بعض کتب درسیہ جو درس نظامی کے نصاب میں داخل ہیں ان کے مصنفین بھی یہیں کے رہنے والے تھے ان کے مزارات بھی ہیں مثلاً اصول مناظرہ کی کتاب رشیدیہ کے مصنف اور مثلاً فلسفہ کی مشہور و معرکۃ الآرا کتاب شمس بازغہ کے مصنف۔

یہ سب تو قصہ پارینہ تھا اب اسکا ذکر بے سود ہے۔

اب چند روز سے یہ شہر اور اس کے مضافات میں بعض مقامات رفض کا مرکز بن رہے ہیں شیعوں کے وہ مشہور واعظ جنکو گورنمنٹ کے حکام نے بھی فتنہ انگیز لکھا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ شیعوں میں ایک نئے تعصب کا رنگ انھوں نے قائم کیا یعنی مولوی مقبول احمد صاحب متوفی آغاز ان کے فتنہ کا جونپور سے ہوا پہلا مقدمہ اُن پر جونپور میں دائر ہوا جسمیں سرکار قیصر ہند مدعی تھی پھر کسی وجہ سے سرکار نے وہ مقدمہ اٹھا لیا اس کے بعد پھر فیض آباد میں مقدمہ چلا جس میں زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند مولوی مقبول احمد صاحب کو بجرم تبرا بازی سزا ہوئی اور ان کے ساتھ کئی شیعہ اور بھی سزایاب ہوئے۔

غالباً اسی وقت سے جونپور کے شیعوں میں ایک خاص تعصب پیدا ہوا ہے اور ہمیشہ وہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ سنیوں کو ان کی کارروائیوں کا احساس بھی نہیں ہوتا احساس نہ ہونے کی زیادہ معتر وجہ یہ ہے کہ سنیوں نے شیعوں کو کبھی اپنا مدمقابل نہیں سمجھا نہ کبھی ان کو اس قابل خیال کیا کہ اُن کے رد و ابطال کے لئے کوئی خاص کوشش کیجائے بخلاف اسکے شیعہ ہمیشہ سنیوں ہی کو اپنا حریف سمجھتے رہے اور اپنے مذہب کا مقصد اعظم سنیوں کی مخالفت کو قرار دیتے رہے۔ چنانچہ اسکا کھلا ہوا نتیجہ یہ ہے کہ آج شیعوں کے مذہبی کتب کو اٹھا کر دیکھو ان کی انکی تفسیر وغیرہ بات بات میں سنیوں کے اختلاف کا ذکر کرتے ہیں اور بیچارے اپنی بساط کے مطابق اسکا جواب دیتے ہیں مگر سنیوں کی کتب فقہ وغیرہ دیکھو کہیں شیعوں کا نام نہ ملیگا نہ ان کے اختلاف کا کہیں ذکر ہوگا۔ آج شیعہ علما میں تلاش کرو کہ سنیوں کا رد کرنے والے کس قدر ہیں تو تم کو معلوم ہوگا کہ فیصدی ایک مولوی بھی ایسا نہ ملیگا جو اپنی عمر رد اہل سنت میں صرف نہ کرتا ہو بخلاف اسکے سنی علما میں جو شیعہ علما سے تعداد میں دس گنے سے زائد ہیں سارے ہندوستان میں گنتی کے دو تین بزرگ ہوں گے جو رد شیعہ کیطرف کچھ توجہ اپنی طرف مبذول فرماتے ہیں۔ ان واقعات پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سنیوں کو رد شیعہ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں بلکہ وہ اس کو ایک

بضرورت عام اور کہ کون کا دور آور دون کا مصداق سمجھتے ہیں۔

اب سنئے شیعیان جونپور کئی سال سے ماہ دسمبر کے آخری دنوں کو قومی ہفتہ بناتے ہیں اور اس قومی ہفتہ میں اپنے علما و مجتہدین کو بلا کر وعظ کہلاتے ہیں اور وعظوں میں زیادہ تر حصہ رد اہل سنت کا ہوتا ہے۔ دو سال سے علامہ حائری صاحب مجتہد پنجاب لاہور سے تشریف لاتے ہیں امسال آپ نے وہ شر انگیز تقریر فرمائی اور مذہب اہل سنت پر اس قدر ناجائز اور ناپاک حملے اہل سنت کی کتابوں کا غلط حوالہ دیکر کئے کہ کوئی غیرتمند ان کو سنکر برداشت نہیں کرسکتا غیر مسلم لوگوں نے بھی ان حرکات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا ایک صاحب عیسائی مشنری ہیں وہ بھی بدقسمتی سے حائری صاحب کے لکچروں میں شریک ہوئے اور وہاں سے یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ اچھا مذہب ہے جسمیں دوسرے مذہب کے بزرگوں کو برا کہنا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔

جونپور کا یہ فتنہ بھی اس حد کو پہونچگیا کہ ملکی اخبارات اور ان میں بھی ہمدرد جو شیعہ سنی کے اتحاد و اتفاق کا بیحد حامی ہے اپنے ایک خاص نامہ نگار کے حوالہ سے رقمطراز ہے۔

حضرات مومنین کا قومی ہفتہ۔ مقامی حضرات اہل تشیع نے کرسمس کی تعطیلوں میں کانفرنس یا کہیں کے جلسوں میں شریک ہونے کے بجائے یہ کیا کہ اس دوران میں برابر مجالس منعقد کیں باہرسے علامہ حائری لاہوری کو خاص اسی غرض سے مدعو کیا گیا تھا۔ متعدد مجالس میں ان کے بیان ہوئے اور علاوہ شہر کے اطراف وجوانب کے تمام شیعہ حضرات روزانہ مجلس میں جوق جوق شریک ہوتے تھے مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ بوستانے اختلافی مسائل پر بحث ومباحثہ کرکے ایک نیا میدان جھگڑے کا پیدا کر دیا کاش کہ وہ اسکے بجائے اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے۔

روزنامہ ہمدرد۔ دہلی۔ ۲۴۔ جنوری ۱۹۲۶ء

اس کے بعد یہ بھی دیکھئے کہ رسالہ الحافظ لاہور جو خاص حائری صاحب کی سرپرستی میں نکلتا ہے ان فتنہ انگیز کارروائیوں کو کن الفاظ میں لکھتا ہے۔

رسالہ الحافظ مورخہ جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ میں لکھتا ہے۔

یوپی میں تبلیغ کا مدوجزر ہمارے قبلہ و کعبہ علامہ حائری ادام اللہ تعالیٰ کی جد وجہد سے نہ صرف پنجاب ہی میں سلسلہ تبلیغ جاری ہوا ہے بلکہ الحمدللہ تمام ہندوستان میں تبلیغی ہلچل پیدا ہوگئی ہے مشکل ہے کہ ہر جگہ سے مومنین کی ہروقت یہی خواہش رہتی ہے کہ جناب قبلہ و کعبہ بذاتہ تشریف لاکر ہدایت فرمائیں گذشتہ چند مہینوں سے برابر یہ سلسلہ جاری رہا ہے کہ سرکار شریعت مدار خود بذاتہ ضلع علی گڈھ راجپوتانہ کے شہر بیانہ پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں

معرکۃ الآرا تقریرین کر چکے ہین۔ خدا کے فضل و احسان سے لوگ متاثر ہو کر مذہب حق[1] مین داخل ہوئے اور یہ سلسلہ برابر اسوقت تک جاری ہے۔

جون پور مین تبلیغ اس سلسلہ مین اب مومنین جونپور کی دعوت پر جناب قبلہ و کعبہ ایام تعطیلات مین جونپور تشریف لیگئے اور وہان جو تبلیغی تقریرین ہوئین ہر تقریر سے لوگ متاثر ہو کر جلسہ گاہ مین روزانہ کھڑے ہو جاتے اور دو دو چار چار طالبان حق مذہب حق اختیار کرنے کا اعلان کرتے اور ایسے تو سیکڑون نفوس تھے جو کسی مصلحت پر اگر علانیہ شیعہ نہ ہوئے تو تقریر دن کے سن لینے کے بعد وہ سنی بھی نہین رہے۔

پھر اسی رسالہ الحافظ کے صفحہ ۶ مین لکھتے ہین۔

یو۔پی مین پنجاب شیعہ مشن لاہور کا تبلیغی دورہ

شہر جونپور کی انجمن اثنا عشریہ کے سکریٹری ـ اور شیخ بشیر احمد صاحب تاجر عطر۔ اور جناب شرف الدین حیدر صاحب متولی امام باڑہ حاجی محمد علی صاحب مرحوم کی دعوت پر جناب حجۃ الاسلام صدر المفسرین سرکار شریعتمدار سید علی حائری صاحب دامت برکاتہم ۲۶ - دسمبر ۱۹۲۵ء ایام تعطیلات کلان مین کلکتہ میل سے مع دو خاص مصاحبون[2] کے روانہ ہو کر صبح ۲۷ - دسمبر کو دس بجے سٹیشن لکھنؤ پر وارد ہوئے۔ وہان بعض سادات و مومنین پہلے سے موجود تھے۔ اور طعام و چائے وغیرہ کا عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ فراغت طعام کے بعد دو بجے دوپہر لکھنؤ سے ٹرین روانہ ہو کر شام کو نو بجے جونپور وارد ہوئی۔ سٹیشن پر سادات و مومنین کا انبوہ کثیر اور اژدہام عام پھول اور ہار لئے ہوئے صفین باندھے قرینہ کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور اشتیاق زیارت مین نہایت بیتاب اور بکمال اضطراب سے منتظر تھے۔ ٹرین پہنچنے پر نعرہ ہائے صلوات سے تمام سٹیشن گونج اٹھا اور جناب قبلہ و کعبہ کمرے سے باہر تشریف فرما ہوئے اور مومنین دست بوسی کے لئے ٹوٹ پڑے اور نعرہ ہائے صلوات مین پھول برسائے ہوئے سرکار علامہ صاحب کو موٹر مین بٹھایا گیا اور جلوس کے ہمراہ موٹر آہستہ آہستہ درود پڑھتے ہوئے مقبول منزل پہونچایا گیا۔ ۲۸ - ۲۹ دسمبر کو انجمن اثنا عشریہ کی جانب سے زیر اہتمام جناب منظور حسین صاحب سکریٹری بڑے امام باڑہ مین دو تقریرین ہوئین۔ مجمع ۹ و ۱۰ ہزار[3] کے درمیان ہوتا رہا تمام مذاہب مختلفہ کے لوگ بکمال اشتیاق تین چار گھنٹہ جلسہ مین

[1] دل کے بہلانے کو غالب یہ دروغ اچھا ہے ۱۲ [2] شاید تھوڑے دنون کے بعد مرزائیون کی طرح حائری صاحب کی بی بی کو اہلبیت نہین بلکہ (شیعون کی خانہ ساز لغت مین بی بی کو اہلبیت نہین کہتے) ام المومنین ضرور کہین گے ۱۲
[3] جھوٹ ہوتا اتنا تو ہو اہل جونپور کو چاہیے کہ اپنے مشاہدہ کی اصلاح کر لین ۱۲

برابر بیٹھے رہے۔ کیفیت یہ رہی کہ جناب قبلہ اگر مصائب کی طرف آنا چاہتے تو تمام مجمع بیک آواز تقریر کو برابر[1] جاری رکھنے پر اصرار کرتا رہا کبھی دوران تقریر یا قبل و بعد تقریر کے بعض لوگ متاثر ہو کر کھڑے ہو جاتے اور مذہب حق قبول کرنیکا اعلان کرتے[2] جس پر بیحد نعرہ ہائے صلوات بلند ہوتے رہے اور مومنین کے مسرت کی کوئی حد نہ رہتی ۳۰ دسمبر کو امام باڑہ حاجی محمد علی صاحب مرحوم مین زیر اہتمام جناب شرف الدین حیدر صاحب متولی امام باڑہ جلسہ قرار پایا۔ اور ٹھیک دو بجے دوپہر جناب صدر المفسرین قبلہ نے تقریر شروع کی۔ آج معلوم ہوتا تھا گویا تمام شہر امنڈا ہوا چلا آتا ہے امام باڑہ کا بہت وسیع صحن بھی اس عظیم الشان ہجوم عام کے لئے کافی نہ ہو سکا۔ تقریر تین گھنٹہ سے زائد ہوئی اور حق سے متاثر ہو کر عام جلسہ مین یہان بھی متعدد[3] اشخاص نے طریقہ حقہ اہلبیت علیہم السلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ جس سے شہر بھر مین پکار پڑ گئی کہ قبلہ و کعبہ علامہ حائری کی جادو اثر تقریر دن سے خلق خدا مذہب شیعہ اختیار کر رہی ہے[4]۔ اب تو ہجوم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ اگلے دن ۳۱ - دسمبر ۱۹۲۵ء کو مقبول منزل کے بہت وسیع صحن مین زیر اہتمام شیخ بشیر احمد سوداگر عطر جلسہ ہونا قرار پایا تقریر کا وقت دو بجے دوپہر تھا۔ مستورات کی فینسین اور ڈولیان صبح ۱۰ بجے سے آنی شروع ہو گئین۔ تمام بیبیان اپنا طعام ہمراہ لیتی آئین اور مردون کا اجتماع ٹھیک ۱۱ بجے صبح سے شروع ہو کر ۱۲ بجے دوپہر تک تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی۔ جگہ پر قبضہ جانے کے لئے تین گھنٹے پہلے سے مجمع اکٹھا ہو گیا۔ اشتیاق کی حالت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صرف جگہ مل جانے کی خاطر ہدایت اور ایمان کے شیدائیون نے چار گھنٹے پہلے انتظار کیا جب دو بجنے کو تھے۔ تو نائب امام علیہ السلام کی طلب مین اس مجمع نے بلند آوازون سے صلواتین پڑھنی شروع کر دین اور سرکار شریعتمدار تشریف لائے اور بمشکل تمام آدھ گھنٹے مین ہجوم مین سے گزرتے ہوئے منبر تک پہونچے اور تقریر کے آغاز سے پہلے ہی متعدد اشخاص جو گذشتہ تقریر دن سے متاثر ہو چکے تھے جلسہ گاہ کے وسط اور مختلف گوشون سے کھڑے ہوتے گئے اور مذہب شیعہ اختیار کرنے کا اعلان عام جلسہ مین کرتے رہے۔ جس سے جونپور کے مذہبی فضا مین ایک غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا۔ اور احسنت و مرحبا کی صدائین عرش تک گونجنے لگین (زندہ باد علامہ حائری) کی پکار مچ گئی۔ قبلہ و کعبہ خاموش بیٹھے

[1] یعنی حائری صاحب جب رد اہلسنت کو ختم کر کے بیان مصائب کرنا چاہتے تھے تو شیعیان جونپور کہتے تھے کہ بیان مصائب نہ کیجئے سنیون ہی کا رد بیان کرتے رہیے اس مین جو لذت شیعون کو ملتی ہے وہ ذکر مصائب شہید کربلا مین کہان۔ یہ مقصود بھی ہے کہ حائری صاحب اس فتنہ انگیزی مین بے قصور ہین ان سے اصرار کر کے یہ کام لیا گیا ۱۲ [2] نعوذ باللہ من ہذہ الکذب ۱۲ [3] ان متعدد اشخاص کے نام تو بتلائیے اگر ایسا ہوتا تو بھلا آپ نام نہ لکھتے استغفر اللہ ۱۲ [4] سبحان اللہ کیا کہنا حائری صاحب کی بدولت مذہب شیعہ کی خوب ترقی ہو رہی ہے مگر جس طرح سنیون کا شیعہ ہونا تصنیف (واقع مین کبھی کسی آریہ عیسائی کا شیعہ ہونا بھی تصنیف کر دیتے لیکن شاید اسمین قوم کو چندان مسرت نہ ہوگی ۱۲

سنتے رہے - جب بڑی مشکل سے ہجوم کو خاموش کرایا گیا تو قبلہ و کعبہ نے آغاز تقریر سے پہلے ایک غضب کا جملہ[1] ارشاد فرمایا کہ آج میری تقریر جس موضوع پر ہوگی جس پر نجات عالم منحصر ہے - اور ہر قلب ۱۳۰۰ برس سے اس کا منتظر ہے یعنی اسلام کے جملہ فرقوں میں سے کونسا فرقہ حق پر ہے - اور اس ایک فرقہ کی نجات پر قطعیہ دلائل کیا ہیں - جن سے کوئی بشر اسلامی دنیا میں انکار نہیں کر سکتا - اس موضوع پر علامہ صاحب نے وہ وہ براہین و دلائل عقلیہ و نقلیہ کتب اہل سنت سے پیش کئے کہ جملہ اغیار بھی مبہوت رہ گئے[2] اور سوا تسلیم کے ان کو بھی کوئی چارہ باقی نہ رہا - اگلے دن

یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو ۹ بجے صبح مدرسۃ العلوم عربی سکول کا سالانہ جلسہ ہوا - پہلے جناب مولوی محمد شبر صاحب قبلہ پرنسپل مدرسہ نے سالانہ رپورٹ سنائی - پھر عالی جناب مولانا مولوی حکیم محمد صالح صاحب قبلہ فرشی بنارسی زاد فضلہ نے نثر و نظم میں دربا تقریر کی جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے

اسکے بعد ضیق وقت کے باوجود سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ کو تقریر کرنے کے لئے مجبور کیا گیا - بانی مدرسۃ العلوم جناب خان بہادر مصطفےٰ حسین خان صاحب مرحوم و مغفور کی یادگار رعالیجناب خان صاحب ناصر علی خان صاحب ذوالقدر بہادر رئیس اعظم جونپور دام اقبالہ کی بھی خواہش اور تمنا تھی کہ قبلہ و کعبہ ضرور اس جلسہ میں تقریر فرمائیں - قبلہ و کعبہ بعد اصرار تمام منبر پر رونق افروز ہوئے اور علم و علماء اور مدرس و مدرسہ دینیہ کے متعلق آپ نے وہ نکات بیان فرمائے کہ ہر طرف سے واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں - اور تحسین و آفرین کی آواز کا شور مچگیا - آخرالامر حضور رسالتمآب باب العلم کے فضائل علمیہ پر تقریر کو ختم کیا - اور ذوالقدر بہادر دام اقبالہ نے ۵۰ روپے مدرسۃ الحفاظ لاہور کے لئے بطور عطیہ جناب کے سامنے پیش کئے جو سکریٹری صاحب مدرسۃ الحفاظ کو پہونچا دیئے گئے -

یکم جنوری چونکہ جمعہ کا مبارک دن تھا - تقریر کے خاتمہ پر نماز جمعہ کے لئے جمعہ مسجد میں جناب قبلہ تشریف لے آگئے - چھ سات ہزار کا مجمع جمعہ مسجد میں وضو کئے اپنے اپنے مصلے پر قاعدہ سے منتظر پہلے سے موجود تھا - سرکار علامہ بلا توقف منبر پر بیٹھ گئے - اور جمعہ کے دونوں غرا خطبے پڑھنے کے بعد نماز جمعہ

[1] یہ غضب کا جملہ زیادہ قابل قدر اسلئے بنگیا کہ اسکا تعلق براہ راست رد اہل سنت سے ہے ۱۲ [2] جو شخص تقریرات میں جھوٹے حوالے کتب اہل سنت کے دیتا ہو نقل عبارات میں چوری و خیانت نقل کرتا ہو جیسا کہ تنبیہ الحائرین کے دیکھنے سے واضح ہے اس سے زیادہ باقی تقریر میں کیا کچھ نہ کیا ہوگا ۱۲

[3] لا حول ولا قوۃ بجھ بھی الٰہی بزرگ نہیں گے اچھا صاحب آپ کو ایسا ہی مبہوت کرنا آتا ہے تو پھر کیوں لاہور میں جیسا کہ ذرہ حائری خان کے واقعات بلکہ خاص لاہور کے واقعات عام طور پر لوگوں کو معلوم ہیں ۱۲

چھ سات ہزار نفوس کے ہمراہ ادا کی - تمام شہر میں اس روز شان قیمیت نظر آرہی تھی -

فراغت نماز جمعہ کے بعد وہ مجمع عجیب کیفیت سے یکدم منتشر ہو کر بغرض شرکت جلسہ مقبول منزل کو روانہ ہوا اور ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں بازاروں سے گذرتا ہوا مقبول منزل پہونچا - ہزاروں تماشائی راستوں میں جلوس دیکھنے کو دوڑتے ہوئے چلے آرہے تھے - اور ان کی شرکت سے جلوس اور بھی قابل دید منظر بنگیا تھا - جہاں قریب مقبول منزل جلوس پہونچگیا ہر شخص جگہ پانے کے لئے پیش قدمی کرنے لگا - اور بمشکل تمام جب تمام دالان اور صحن اور تمام سقف مملو ہوگئے تو ڈیوڑھی اور تمام کوچہ بھی ہجوم سے بھر گیا - یہ آخری چھٹی تقریر بھی سرکار علامہ نے ایسی کی ہے کہ ہمیشہ جونپور میں یادگار رہیگی - اسی کا اثر تھا کہ واپسی پر جب جناب علامہ صاحب اسٹیشن پر پہونچ گئے ہیں تو ضلع بنارس[1] کے بعض اکابر علماء اہلسنت بھی ملنے اور رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن پر سرکار علامہ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے - شیعوں کے کثیر التعداد مجمع نے جو اسٹیشن پر موجود تھا ان بعض واجب التعظیم علماء اہلسنت کے لئے کرسی وغیرہ پیش کی اور سگرٹ پان وغیرہ سے ان کی تواضع کی گئی -

یکم جنوری ۱۹۳۶ء کے اخیر جلسہ میں تقریباً پچاس ساٹھ تعلیم یافتہ مومنین نے جو جونپور میں - اعظم گڑھ - لکھنؤ - بارہ بنکی - فیض آباد - سلطان پور - شاہ گنج - بنارس - پرتاب گڈھ - بہرائچ کے اضلاع قصبات اور دیہات سے علامہ صاحب کی تقریر سننے کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے - رسالہ الحافظ کے اس شرط پر خریدار ہوئے ہیں کہ اس میں التزاماً جناب قبلہ کی تبلیغی تقریریں شایع ہوتی رہیں - جو رقوم چندہ رسالہ الحافظ کے لئے وصول ہوئی تھیں وہ جناب منشی محمد علی صاحب و جناب مرزا احمد بیگ صاحب (صحابہ سفر) سے جناب مدیر الحافظ نے وصول کر لی ہیں - اور باقاعدہ رسالہ الحافظ ان جدید خریداران کے نام روانہ کر دیا گیا ہے - ان کے علاوہ جن حضرات نے رسالہ الحافظ وی پی بھیجدینے کی فرمایش کی تھی ان کے نام اڈیٹر صاحب ڈاک روانہ کر چکے ہیں - یہ سب نام ملا کر اس ماہ دسمبر میں صرف جونپور کی

[1] یعنی ایسے ناپاک اور ذلیل اگر ادھر ملے دین اسلام پر اور ایسے جھوٹے حوالے کتب اہل سنت کے اور ایسی تمسخر آمیز باتیں شہر جونپور میں کبھی نہیں ہوئی نہ ہوگی معلوم ہوا یہ صاحب مقبول المنزلی سے بڑھے چڑھے ہیں ماشاء اللہ چشم بد دور ۱۲ [2] ابھی تو جونپور کا حال بیان ہو رہا تھا ضلع بنارس کہاں سے کود پڑا - چھپا ہوا لفظ جونپور ہے اسکو کاٹ کر قلمی ضلع بنارس بنایا گیا ہے مگر یہ نہ بتایا کہ وہ علمائے اہلسنت کون تھے ان کا کیا نام تھا یا وہ محض بے نام ونشان تھے - استغفر اللہ ۱۲

کی مجالس کی برکت اور قبلہ علامہ صاحب کی معمولی توجہ سے ایک سو سے[1] زیادہ نئے خریداران الحافظ کا اضافہ ہوا ہے فالحمد للہ علی ذالک ۔

(نوٹ) یہ مختصر واقعات اقتباس ہے ۔ ان تمام خطوط کا جو جونپور کے بعض مومنین کی طرف سے اس عرصہ میں دفتر میں وصول ہو چکے ہیں ۔ اور جناب قبلہ کے صحابیان[2] سفر نے بھی واقعات مذکورہ کو اسی طرح سے بیان کیا ہے ۔

راقم خادم الثقلین سید حسین رضوی جنرل سکریٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور

الحافظ کے اس مضمون کو ہم نے اس لئے پورا نقل کر دیا کہ اہل جونپور اس صداقت کو دیکھکر عبرت حاصل کریں اور سب کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ بیشک مذہب شیعہ میں جھوٹ بولنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے ۔

اس فتنہ انگیزی کے بعد شیعوں کی سرکار شریعتمدار تو جونپور سے چل دیے اور اُن کے لیکچروں کا چرچا ہوا آخر مسلمانان جونپور نے ان تمام حالات کی اطلاع دفتر النجم میں بھیجی اور بعض مخصوص مخلصین معززین شہر کا اصرار ہوا کہ حضرت مولانا صاحب مدیر النجم اثار اللہ برہانہ جونپور تشریف لاکر اظہار حق فرمائیں اور اہل سنت کو ان کی کتابوں کا حوالہ دیکر جو دھوکے دیے گئے ہیں انکا جواب ارشاد فرمائیں چنانچہ پے درپے اصرار کے بعد حضرت ممدوح باوجود نہایت قلت فرصت اور کثرت مشاغل کے دو دن کے لئے جونپور تشریف لے گئے تین وعظ آپ کے ہوئے الحمد للہ کہ حائری صاحب کے تمام اعتراضات کے شافی وکافی جواب دینے کے بعد آپ نے مذہب شیعہ کی حقیقت کو پورے طور پر ظاہر فرمایا اور نہایت مدلل مہذب پیرایہ میں عقلی ونقلی دلائل آیات قرآنیہ کی دلالت قطعیہ سے کتب شیعہ کی عبارات صریحہ سے آپ نے ثابت فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق مذہب اہل سنت ہے نہ مذہب شیعہ حضرت علی مرتضیٰ نے لوگوں کو مذہب اہل سنت سکھلایا تھا نہ مذہب شیعہ اس سلسلہ میں ایسے اعلیٰ مطالب رشاد فرمائے کہ اگر وہ مواعظ قلمبند ہوتے تو ایک ضخیم کتاب اور نہایت مفید تیار ہو جاتی انشاء اللہ آئندہ اگر موقع ملا تو ان

[1] برادران اہلسنت اس سے عبرت حاصل کریں ۱۲ [2] حائری صاحب کے صحابیان سفر کی یہ عزت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیان سفر وحضر کے ساتھ وہ عداوت پھر بھلا تم کو کس طرح مسلمانوں میں شمار کیا

مواعظ کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا ۔

باایں ہمہ حضرت ممدوح کا کوئی وعظ شیعوں کے جواب کیلئے مخصوص نہیں رہا بلکہ آپ کے مواعظ حسنہ کا بیشتر حصہ نماز کے بیان کیلئے وقف تھا ۔ نماز کا درس کتاب اللہ سے آپ کے وعظ جزو اعظم ہوتا ہے ۔ صرف تین وعظ ہوے مگر اس قدر جلد اور عمدہ اثر ہوا کہ نماز کا ایسا ولولہ مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوا کہ خدا کی شان نظر آنے لگی فالحمد للہ ثم الحمد للہ ۔

خوشخبری

رسالہ الحافظ میں تو بالکل جھوٹ لکھا گیا کہ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ۔ جونپور کے باہر زبانی شہرت بھی دی گئی کہ سیکڑوں سنی شیعہ ہو گئے چنانچہ مرزاپور وغیرہ سے بعض احباب اس بعید از فہم خبر کو سنکر جونپور آئے تو اُن کو معلوم ہو گیا کہ شیعوں نے اپنی اسی مذہبی عبادت کو ادا کیا ہے جس کا نام جھوٹ ہے جس کو شریعت اسلامیہ نے بدترین جرم قرار دیا ہے ۔

مگر حق تعالیٰ نے ایسا کیا کہ حضرت مولانا صاحب کے وعظ میں مجمع عام کے دو شخص تائب ہو کر سنی ہوئے اور قرآن پر اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وختم نبوت پر ایمان لاکر امت مرحومہ میں داخل ہوئے ۔

(۱) کلب حسین عرف کلّو ساکن محلہ ڈھالگر ٹولہ جونپور جن کا نام بدل کر عبد اللہ رکھا گیا ۔

(۲) مسماۃ حلیمہ ساکن محلہ مذکور ۔ ان کا نام قائم رکھا گیا ۔

جونپور کے خطوط سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں نہایت مستقیم ہو گئے ہیں نماز بھی انھوں نے سیکھ کر پابندی سے شروع کر دی اور عقائد کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔

المختصر حق تعالیٰ ہر طرح سے پورا انتقام اعدائے قرآن کریم سے لیا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

احباب جونپور کے مراسلات سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا صاحب کے تشریف لے آنے کے بعد شیعوں نے پھر شور برپا کیا سنیوں کو زبانی پیغام مناظرہ کا دیا اور سنیوں نے منظور بھی کر لیا اسکے بعد علامہ حائری صاحب کو تار دئے گئے ان کے علاوہ بھی تین قبلہ وکعبہ کو خطوط بھیجے گئے جن[1] میں حضرت صاحب مجتہد ۔ مولوی سبط[2] حسن صاحب شمس العلما فخر الحکما ایڈیٹر صاحب اصلاح ۔ سنا گیا ہے کہ حائری صاحب نے تو صاف انکار کر دیا باقی تین صاحبوں کے جواب کا ابھی تک پتہ نہیں چلا ۔ شیعوں نے یہ بھی کیا کہ مولٰنا صاحب کے تشریف لانے کے بعد فوراً ہی پھر اپنے یہاں مجلس کا سلسلہ قائم کیا کوئی صاحب مجتہد کے جانشین ہیں انکو بلایا اور ایک شتعال انگیز اشتہار چھاپکر شہر میں جابجا تقسیم اور چسپاں کیا وہ اشتہار دفتر نہا میں آگیا تام تو اہل سنت کا بیان نہیں ہر گز لکھنے کی ضرورت نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ ایسی گمنام کتنی ہی بے انصافی کرے سنیوں پر ابتدا کرنے کا الزام نہیں لگا سکتے اب انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے وہ بھائی بھی جو کبھی شیعوں کے اتحاد کے سخت حامی ہیں شیعوں کی اس تحریک کے بعد جو نپور کے برادران اہل سنت کو صدمہ پہنچیگا ۔ کیا ان سب باتوں کے بعد بھی مذہبی ذمہ داریاں خاموش رہنے کی اجازت دے سکتی ہیں ۔ راقم خاکسار ناظم النجم

جونپور کے برادران اہلسنت کیلئے چند ضروری ہدایات

مدیر النجم عافاہ ربہ کی طرف سے

(۱) قرآن کریم کے درس و تبلیغ کیلئے باقاعدہ انتظام کیجئے [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

(۳) شیعون کے مناظرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] — كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

النجم لکھنؤ (دور جدید) نمبر ۱ جلد سوم

۷۔ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۴۴ھ

ہم کون ہین

چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمی دانم

یون تو عام طور پر لوگ ہم کو مسلمان کہتے ہین ہم بھی اپنے کو مسلمان سمجھتے ہین اور مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوے ہین لیکن کبھی ہم خود اسپر غور کرتے ہین کہ حقیقت مین ہم کون ہین کیا ہین تو دل و دماغ کو ایک عجیب ہیجان ہوتا ہے اور اس ہیجان کے بعد صحیح جواب اس سوال کا حاصل نہین ہوتا۔

کتاب اللہ ہمارے سامنے ہے ایمان و اسلام کی علامات ایمان والون کے اوصاف کا ہم مطالعہ کرین تو معلوم ہو کہ ہم مین تو ان علامات و اوصاف کا سایہ بھی نہین۔ اگر ہم مسلمان ہین تو اسکی کیا وجہ کہ ہم کو اسلام سے محبت نہین ہم اسلام کی خدمت نہین کرتے چارون طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہین اور ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین لیکن ہم بے چین نہین ہوتے۔ اسوقت ہندوستان مین تمام اہل مذاہب اپنے اپنے مذہب کی اشاعت مین سرگرم ہین حتی کہ شیعہ جنکا مذہب ابتدائے تصنیف سے ابتک پردہ مین چھپا رہا اور درحقیقت اسمین یہ صلاحیت بھی نہین کہ پردہ سے باہر قدم رکھے۔ آج وہ بھی برسر میدان اپنے جلوے دکھا رہا ہے مگر ہم باوجود اسکے کہ دعوت الٰہی کا علم ہمارے ہاتھ مین ہے خاموش ہین۔

اگر ہم مسلمان ہین تو دین الٰہی سے اسقدر بے خبری کیون ہے ہماری زندگی کا نصب العین دنیاوی عیش و عشرت کیون ہے اور پھر لطف یہ کہ وہ بھی ہم کو نصیب نہین۔

خدا کرے کہ ہمارے بھائی اس بات پر غور کریں اور اپنی اس حالت کا احساس کر کے جلد از جلد اپنی خبر لیں۔ ورنہ اس حالت کا انجام اچھا نہیں نتائج بہت خطرناک ہیں۔

الناطق لکھنؤ

یوں تو النجم اور عالیجناب حضرت مولنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کا ذکر کرتے وقت ہر شیعہ اپنی تنگدلی اور تنگ ظرفی کا ثبوت دیتا ہے مگر جو لوگ تہذیب کے مدعی بنکر اہل سنت کے ساتھ اتفاق کے خواہشمند ہو کر مناظرہ و مباحثہ سے اپنے کو علیحدہ کہتے ہوئے اس قسم کی حرکات کرتے ہیں وہ بہت زیادہ نفرت کے مستحق ہیں

شیعوں کا النجم اور حضرت ممدوح کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرنا ہم کو ناگوار گزرتا ہے نہ خود ممدوح کو اسلئے کہ ایک مغلوب اور عاجز دشمن کا خصوصاً جبکہ وہ گالی بکنے کا عادی بھی ہو اور مقدس بزرگوں کی بدگوئی اسکے یہاں عبادت ہو یہی وتیرہ ہونا چاہئے۔ بلکہ سچ پوچھو تو کوئی شیعہ اگر کسی سنی عالم کی تعریف و تعظیم کرے بشرطیکہ وہ از راہ تقیہ نہ ہو وہ سنی عالم بھی مشتبہ نظر سے دیکھنے کے لائق ہے ؎

زانکہ مدح از مناسبت خیزد جنس در مدح جنس آویزد

الناطق لکھنؤ مورخہ یکم جنوری میں ایک مضمون محمد بشیر صاحب ساکن ضلع بلند شہر ممبر انجمن اصلاح المذاہب کا چھپا ہے جو تہذیب و متانت کا عمدہ نمونہ ہے معلوم ہوتا ہے امام جعفر صادق کے چمڑے والے تھیلے سے جسکا تذکرہ اصول کافی میں ہے ابھی تازہ تازہ نکل کے آیا ہے۔ اس مضمون کا عنوان بھی ماشاء اللہ بہت خوب یعنی خرانٹ گیدڑ آغاز مضمون مرثیہ سے ہے بہت رونا اپنی مظلومیت کا روئے ہیں زمانہ کو کج رفتار کہکر گردش لیل و نہار پر تعجب رکھکر بہت ہائے وائے کی ہے۔ ابتدائی حصہ مضمون کا دیکھکر خیال ہوتا ہے النجم نے بڑا ظلم شیعوں پر کیا ہوگا کہ بیچارے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تو رونا اور گالی دینا سہی۔ مگر پورا مضمون پڑھنے سے معلوم ہوا کہ النجم سے تین باتوں کی شکایت ہے

اوّل یہ کہ النجم نے آیات قرآنی کی تفسیر بالرای کا سلسلہ شروع کیا ہے اور کئی آیتوں کی تفسیر شایع کر کے مذہب شیعہ کا قرآن شریف کے صریح خلاف ہونا آنکھوں سے دکھا دیا **دوم** یہ کہ شیعوں کے مدرسۃ الواعظین اور اس مدرسہ کے رسالہ الواعظ کی کارروائیاں النجم میں درج کر کے اپنے سنی بھائیوں کو ہوشیار کر دیا **سوم** یہ کہ النجم شیعوں کا رد کیوں کرتا ہے آریوں اور عیسائیوں کے رد کے لئے کیوں اپنے کو مخصوص نہیں کر دیتا۔

پہلی شکایت کے متعلق صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ اگر الناطق کے لائق و مہذب مضمون نگار صاحب خود ایڈیٹر صاحب میں ہمت ہو تو النجم کے تفسیر بالرای کی ایک مثال پیش کر دیں ابتک جو آیتوں کی تفسیریں شایع ہو چکی ہیں۔ تفسیر آیہ مودۃ القربیٰ تفسیر آیہ تطہیر تفسیر آیہ استخلاف تفسیر آیہ تمکین۔ تفسیر آیہ قتال مرتدین تفسیر آیہ ولایت ان میں سے ایک کا تفسیر بالرای ہونا بھی ثابت کر دیں تو جو انعام وہ مانگیں یہ حقیر دینے کو تیار ہے۔ یاد رکھنا چاہئے تفسیر بالرای اہل سنت کے یہاں حرام ہے تفسیر بالرای کا مطلب بھی حضرت مولنا صاحب مدیر النجم مقدمہ تفسیر آیات خلافت میں بیان فرما چکے ہیں۔ ہاں ان کا یہ قصور ضرور ہے اور اس قصور کے مرتکب تمام اہل سنت ہیں کہ قرآن کو شیعوں کی طرح معمیٰ اور چیستان نہیں قرار دیتے۔

دوسری شکایت کی بابت یہ ہے کہ النجم نے مدرسۃ الواعظین یا الواعظ کی بابت جو کچھ لکھا ہے اگر وہ خلاف واقع ہے تو آپ اس کا ثبوت دیجئے ورنہ دغا و فریب آپ خود دیں نام رکھیں مدرسۃ الواعظین اور تعلیم دیں اسمیں مناظرہ کی تعلیم میں بھی صرف اہل سنت کا رد چاروں طرف آپ کے مبلغین اہلسنت پر حملے کرتے پھریں۔ ناواقف سنیوں کو شیعہ بنا بنا کر اپنی کارگزاری اپنی قوم کو سنائیں اور اس فریب و دغا کا اگر اظہار کیا جائے تو یہ فریاد اور یہ واویلا۔ مدرسۃ الواعظین کے نام سے بہت سنیوں نے دھوکا کھایا سنیوں کو یہ بتلایا گیا کہ اس مدرسہ میں غلط گوئی کی تعلیم دیجاتی ہے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں تبلیغ سکھلائی جاتی ہے لکھنؤ کے ایک سنی وکیل اس دھوکہ میں آکر اس مدرسہ کے سفیر بننے اور سنی روسا سے چندہ وصول کرنے کی خدمت اپنے سر لینے کو بھی تیار ہو گئے تھے اگر ایسی حالت میں النجم نے اصل حقیقت کا اظہار کر کے اپنے بھائیوں کو دھوکے سے بچایا تو اپنا فرض ادا کیا۔

کیا یہ جھوٹ ہے کہ الواعظ مورخہ ستمبر ۱۹۲۲ء میں بڑی بے باکی کے ساتھ اس امر کا اعلان و اظہار کیا گیا کہ مذہب شیعہ کا رکن اعظم تبرا ہے ہر شیعہ کی خصلت و عادت ہر شیعہ کا پیشہ یہی ہے ہر شیعہ دن رات اٹھتے بیٹھتے لعنت کا وظیفہ پڑھا کرتا ہے الواعظ نمبر مذکور کے صہ ۹ کے الفاظ یہ ہیں۔

"الحاصل لفظ لاعنون سے واضح ہوتا ہے کہ وہ گروہ ایسا ہونا چاہئے جسکی عادت لعن کرنا جسکا پیشہ یہی ہو کہ وہ لعن کیا کرے کیونکہ بدیہی ہے کہ تمام انواع انسانی اس لفظ کی مصداق نہیں ہو سکتے لامحالہ کوئی خاص گروہ ہو سکتا ہے جسکی خصلت بھی ہو کہ وہ لعن کیا کرے اور اس قدر اسکی یہ صفت مشہور ہو کہ دیگر افراد مردم نے بے انصافی یا بے غوری سے اسی صفت ذم خاص اسی گروہ کی قرار دیدیا ہو ؎ دشنام بمذہب کہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ...... مجھکو عالم میں کوئی فرقہ سوا شیعوں کے دوسرا نظر نہیں آتا جسکی یہ عادت ہو کہ دن رات اٹھتے بیٹھتے لعن کا وظیفہ پڑھا کرتا ہو"

ؐ دفتر النجم اس انعام کا ذمہ دار ہے ۱۲

کے مضامین نکلا کرتے ہین۔

کیا یہ جھوٹ ہے کہ الواعظ مین برابر رد اہل سنت کے مضامین نکلا کرتے ہین۔

کیا یہ جھوٹ ہے کہ الواعظ بابت جنوری ۱۹۲۵ء مین مدرسۃ الواعظین کے مبلغین کی کوشش سے سنیون کا شیعہ ہونا نہین لکھا گیا

کیا یہ جھوٹ ہے کہ الواعظ نمبر مذکور مین مدرسۃ الواعظین کا نصاب تعلیم نہین چھپا اور کیا اس نصاب مین سوا رد اہل سنت اور رد عیسائیون کے رد کی بھی کوئی کتاب ہے۔ کیا استقصاء الافحام اہل سنت کا رد اور منتہی الکلام کا جواب نہین ہے کیا احقاق الحق اہل سنت کا رد اور ابطال الباطل کا جواب نہین ہے کیا احتجاج طبرسی وہ کتاب نہین ہے جس مین قرآن پر حملے کئے گئے ہین اور قرآن مین غیر فصیح اور قابل نفرت عبارات کا بڑھایا جانا اور اس مین ہر قسم کی تحریف کا ہونا بیان کیا گیا ہے اور قرآن کو نبی کی توہین کرنے والا کفر کے ستونون کا قائم کرنے والا کہا گیا ہے۔

کیا الواعظ کے نمبر مذکور مین صـ۳۴ و صـ۳۵ پر یہ تینون کتابین نصاب تعلیم مین نہین دکھلائی گئین اگر یہ سب باتین سچ ہین اور یقیناً سچ ہین جسکا جی چاہے الواعظ کے مذکورہ نمبرون کو دیکھ لے تو پھر آپ کو کیا شکایت ہے کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ شیعہ ہر قسم کے حملے کرتے رہین فریب دیتے رہین سنیون کو نقصان پہونچاتے رہین مگر کوئی شخص ان کی کارروائیون کو ظاہر نہ کرے۔

تیسری شکایت کے متعلق مختصراً اتنا کہنا ہے کہ ایسی بے بنیاد شکایات آپ کے تعصب کا نتیجہ ہین النجم مین رد شیعہ سخت مجبور ہو کر اختیار کرنا پڑا ہے النجم سے پہلے اصلاح شیعہ۔ الحکم۔ اخبار امامیہ شایع ہو رہا تھا اور ان سب مین مذہب اہل سنت پر حملے ہو رہے تھے ورنہ اہل سنت کو نہ رد شیعہ سے کوئی خاص دلچسپی نہ اس کی ان کو حاجت۔ اگر آج شیعہ رد اہل سنت چھوڑ دین سنیون کو فریب دینے اور ناواقفون کو بہکانے سے توبہ کر لین تو اہل سنت کبھی ہرگز ان کا نام بھی نہ لین۔

الناطق کی حاسدانہ و معاندانہ تنگ خیالی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ فرقہ رضا خانی کا نام نہاد فتوٰی جو حضرت مولنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے خلاف نکلا تھا اس کو سب سے پہلے بڑی مسرت اور بڑے ناز و تفخر کے ساتھ الناطق نے شائع کیا تھا۔

الناطق کے پر از دشنام مضمون کا جواب ہم نے اس مرتبہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھا لیکن اگر ان کو وہی طرز مرغوب ہے تو آیندہ ہم بھی ترکی بترکی جواب دینے کو تیار ہین مگر یاد رہے کہ ہمارے ایک حملہ مین زلزلہ آجائے گا عائشہ نشین رائے مین بھی پناہ نہ ملے گی۔

راقم الاثم سجاد حسین لکھنوی

حضرت حق جل شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ

محض اسکی تائید و توفیق سے یہ رسالہ حقانی موسوم باسم بامسمی

تحفۂ ایمانی

یعنی

روئداد مباحثہ قادیانی

جو بمقام ساونت واڑی (ملک کوکن) بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء ہوا

اس روئداد مین جناب مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ (ایدہ اللہ تعالی بنصرہ) کا بمبئی سے ساونت واری جانا اور آکر مراد حق تعالی بنکر مرزائیت کی تبلیغ کو خاکستر کرکے برباد کرنا۔ مرزائیون سے مباحثہ کرکے ان کے بطلان کو روز روشن کیطرح ظاہر فرمانا کوکن کے ایک بڑے علاقہ کو اس فتنہ سے بچا لینا۔ یہ تمام واقعات مع فیصلہ صدر صاحب بتفصیل مذکور ہین

خاکسار فقیر محمد ساکن گونجاڑہ علاقہ ساونت واڑی نے مرتب کیا اور بفرمایش جماعت المسلمین ساونت واڑی

پہلی مرتبہ خلافت پریس بمبئی مین اور دوسری مرتبہ
عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر النجم کے ساتھ شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا تعالیٰ کے قدرت کے کارخانے عجیب ہیں۔ حضرت مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم رفیقم جب لکھنؤ سے بمبئی روانہ ہوئے اس وقت ان کو یا کسی کو یہ خطرہ بھی نہ ہوتا تھا کہ حق تعالیٰ ان سے اس سفر میں یہ عظیم الشان کام بھی لیگا۔ اور ہمارے علاقہ کوکن میں مرزائیت کی بلا جو پھیل چلی ہے ان کے انفاس متبرکہ سے دور ہوگی۔ مگر خدا کا لطف وکرم جب کسی بندے پر ہوتا ہے تو اس سے اسیطرح کام لئے جاتے ہیں حضرت ممدوح لکھنؤ سے بمبئی تشریف لائے بمقام ماہم شریف فرقہ رضا خانی سے ان کا مباحثہ ہوا بمبئی میں پہلا دن تھا کہ فرقہ مذکورہ کے خلاف حقانی آواز بلند ہوئی اور ایسی بلند ہوئی کہ بمبئی کی تمام فضا اس سے گونج اٹھی اور اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے سرمایۂ حیات جاودانی بنگئے۔ مباحثہ مذکور کی روئداد فوراً ہی شائع ہوگئی جس کا مبارک نام "تحفۂ لاثانی" ہے۔ اس مباحثہ کے بعد دوسرا یہ مباحثہ مرزائیوں سے ہوا جسکی روئداد رسالۂ ہذا میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

مقام ساونت واڑی ایک سرسبز وشاداب پہاڑ کے اوپر آباد ہے کسی زمانہ میں یہ علاقہ بیجاپور (دکن) سے تعلق رکھتا تھا اسلامی حکومت عادل شاہی کا مرکز تھا شہر عادل آباد اور اسکے اطراف میں پرانی شاہی عمارات کے کھنڈر اب تک سبق عبرت دے رہے ہیں۔ اب یہاں مرہٹی خاندان کے فرمانروا کی حکومت ہے بمبئی سے ملک گوا کو جو جہاز جاتا ہے اس کے راستہ میں وینگورلا ایک بندر ہے اسی بندر سے اوتر کر ساونت واڑی جاتے ہیں۔ وینگورلا بندر سے گو صرف چار گھنٹہ کا راستہ ہے جب انگریزی حکومت ختم ہوکر پرتگیزیوں کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ بمبئی سے دخانی جہاز درمیانی چند بندر وں پر دس پندرہ پندرہ منٹ ٹھیرتا ہوا اٹھارہ انیس گھنٹہ میں پہونچتا ہے۔ اپنے ہندوستانی بھائیوں کے فائدہ کے لئے جنکی نظر سے یہ رسالہ گذریگا اس قدر لکھا گیا۔

علاقہ ساونت واڑی میں کئی سال سے ایک شخص حکیم محمد یونس صاحب مرزائی ہوگئے ہیں انھوں نے اپنے جائے قیام وینگورلا بندر میں مرزائیوں کی ایک انجمن قائم کی ہے جسکے وہ خود سکریٹری ہیں۔ یہ صاحب دن رات مرزائیت کی تبلیغ میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو معلوم بھی نہ تھا کہ مرزائیت کیا بلا ہے یہانتک کہ ہمارے علاقہ کے دو شخص اور مرزائی ہوئے اور سکریٹری صاحب کی ہمت بڑھی چنانچہ انھوں نے ایک مضمون اخبار کراچی میں جو مرہٹی زبان کا اخبار وینگورلا بندر سے نکلتا ہے شائع کرایا اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح اور مہدی اور نبی اللہ ورسول اللہ ہونے کے دلائل لکھکر مسلمانوں کو مرزائی ہونے کی دعوت دی علاقہ ساونت واڑی کے اکثر مسلمان بمبئی میں رہتے ہیں بعض بسلسلۂ تجارت اور بعض بسلسلۂ ملازمت چنانچہ خاکسار بھی ہے۔ سکریٹری صاحب کا اشتہار مذکور دیکھکر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کا جواب نہ دیا گیا تو بہت لوگ گمراہ ہوجاینگے لہذا میں نے اسکے جواب میں ایک خط صاحب مذکور کو لکھا مگر انھوں نے بجائے اسکے کہ مجھے جواب دیتے فوراً ایک اشتہار اردو زبان میں چھاپ کر تقسیم کردیا جسمیں اپنے علما کی قادیان سے آمد درج کرکے علمائے اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا

اس اشتہار کی جرأت سکریٹری صاحب کو یہ وجہ ہوئی اوّل تو وہ جانتے تھے کہ فرمان رواے ساونت واڑی کی اجازت کے بغیر مناظرہ نہ ہوسکے گا اور اجازت کا ملنا مشکل ہے دوم ان کو یقین تھا کوئی واقف کار عالم ساونت واڑی میں نہیں پہونچ سکتا۔ بمبئی سے اگر یہ لوگ کسی عالم کو لائے بھی تو وہ ہمارے مذہب سے ناواقف اور ہمارے مکر وفریب سے بے خبر ہونگے۔ انھیں کیا معلوم تھا کہ مشیت الٰہی کیا کرنے والی ہے اور کس طرح خدا اپنے ایک بندہ کو بھیجکر ان کی سالہا سال کی کوششوں کو چند دن میں برباد کرنیوالا ہے۔ اشتہار مذکور کے نکلنے کے بعد ہم لوگوں کو جو بمبئی میں رہتے ہیں بڑی فکر دامنگیر ہوئی۔ بمبئی میں چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی سمجھ میں نہ آیا۔ ان دنوں مولوی نثار احمد صاحب کانپوری کا بمبئی میں طوطی بول رہا تھا ماہم شریف کے مناظرہ سے پہلے بمبئی میں ہر طرف انھیں کا چرچا تھا سال میں دو تین مرتبہ بمبئی بجائے ملازمت اگرچہ بمبئی تشریف لاتے تھے اور بمبئی میں صاحبان ان کی معقول خدمت کرتے تھے چنانچہ اسوقت بھی بتقریب میلاد شریف بمبئی میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ از راہ مہربانی انھوں نے ہم سے پختہ وعدہ فرمایا اور ہمکو بالکل مطمئن کردیا۔ ماہم شریف کے مناظرہ کے بعد جب ساونت واڑی کی تاریخ قریب آگئی تو اگرچہ ان کی وہ عزت بمبئی میں باقی نہ تھی۔ نیکنامی کے بجائے ہر طرف ان کی بدنامی کا غلغلہ بلند تھا

مگر پھر بھی ہم لوگ حاضر خدمت ہوئے لیکن افسوس کہ انھون نے صاف انکار کر دیا۔

حضرت مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم باہم شریف کے مناظرہ مین فرقہ رضا خانی کو زیر و زبر کر کے اپنے وطن واپس تشریف لیجانے کا پورا تہیا فرما چکے تھے کہ جاراود فند گیا فتنہ مرزائیت کا پورا واقعہ سنایا آپ نے پہلے تو اپنے مشاغل دینیہ کے حرج عظیم کی وجہ سے عذر فرمایا مگر بالآخر ہماری بیکسی دیکھکر اور اس فتنہ ضلالت کی اہمیت محسوس فرما کر منظور فرمالیا

ساونت واڑی کی خوش قسمتی

بروز چہارشنبہ ۲۸ - اکتوبر دس بجے دن رو پادتی جہاز مین ہم سب لوگ مولنا صاحب ممدوح کو اور اُن کی رفاقت مین چند اصحاب بمبئی کو لیکر روانہ ہوئے دو بجے شب کو دینگورلا بندر پہونچے جہان پہلے سے موٹرون کا انتظام ہو چکا تھا آغاز صبح صادق کے وقت بروز پنجشنبہ ساونت واڑی کو ورود مسعود سے شرف حاصل ہوا۔ اسمٰعیل خان صاحب مالک کمپنی الکٹری بمبئی کے مکان مین آپ کا قیام ہوا خان صاحب موصوف بھی آپکے ہمراہ بمبئی سے آئے تھے تین دن آپ کا قیام ہوا یکشنبہ ۳۱ - اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اُسی روپادتی جہاز سے آپ بمبئی واپس ہوئے۔

تین دن مین پانچ وعظ آپکے ہوئے۔ اوّل بمقام شہر عادل آباد جو فی الحال باندے کے نام سے مشہور ہے اور ساونت واڑی سے ۱۴ میل ہے دوم بمقام ساونت واڑی پیر صاحب کے مکان پر سوم جامع مسجد ساونت واڑی مین بعد نماز جمعہ چہارم بمقام کڈال جو ساونت واڑی سے ۱۳ میل ہے پنجم بمقام ساونت واڑی اسمٰعیل خان صاحب کے مکان پر یہ آخری وعظ تھا۔

ان وعظون مین جو مطالب عالیہ بیان ہوئے سُننے سے تعلق رکھتے ہین زیادہ توجہ ہر وعظ مین فتنہ مرزائیت کی حقیقت ظاہر فرمانے اور نماز کی ترغیب و تشویق کیطرف فرمائی گئی اور الحمد للہ دونون مقصد حسن وجوہ حاصل ہوئے مسلمانون مین بیداری کے آثار پیدا ہوئے دینداری کا ولولہ اُن کے دلونمین موجزن ہوا

کیفیت مباحثہ قادیانی

حضرت مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدظلہم العالی کے پہونچنے کے دوسرے روز یعنی جمعہ کے دن

صبح کو انجمن مرزائیہ کے سکریٹری صاحب کا خط جناب اسمٰعیل خان صاحب کے نام باین مضمون آیا کہ ہمارے علما آگئے ہین مناظرہ ہو جائے تو دونون طرف کے علما کا بیان سنکر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائیگا۔

اس خط کا جواب اسی وقت ان کو انھین کے قاصد کے ہاتھ بھیجدیا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ آپ مناظرہ کرنا چاہین تو ہمین بخوشی منظور ہے - ہم مرزا غلام احمد صاحب کا دجال کذاب ہونا منکر ضروریات دین ہونا روز روشن کی طرح ثابت کر دین گے - جواب الجواب کا انتظار ہی تھا بلکہ انتظار کا وقت ختم ہو چکا تھا کہ سنا گیا تین مرزائی صاحبان جو قادیان سے تشریف لائے یعنی اُن کے علامہ حافظ روشن علی صاحب اور اُن کے مولانا عبد الکریم صاحب مولوی فاضل بی - اے ایل ایل بی - اور مولوی عبد الرحمن صاحب مع سکریٹری حکیم محمد یونس صاحب دینگورلا سے ساونت واڑی تشریف لے آئے ہین عبد الکریم خان صاحب ساکن ساونت واڑی جو ہماری جماعت کے ایک نہایت مستعد اور پرجوش ممبر ہین اور حق تعالیٰ نے ان کو دین کی محبت اور سمجھ بھی عطا فرمائی ہے ان کے جائے قیام پر تشریف لے گئے وہان سے ان کی معیت مین مولوی فاضل صاحب تشریف لائے - انھون نے اپنے وکیلانہ چالون سے مناظرہ کو ٹالنے اور اپنے فرقہ کو فرار و شکست کے الزام سے بچانے کیلئے ساری قوت ختم کر دی عصر کے وقت سے ساڑھے آٹھ بجے شب تک ہملوگون کا وقت بھی ناحق برباد کیا اور اپنے کو بھی پریشان کیا مگر بدقسمتی سے مناظرہ کی مصیبت سے نجات نہ ملی - بڑا اصرار اس بات پر تھا کہ پہلے ہمین موقع دے کہ ہم مرزا صاحب کی سچائی اور نبوت ثابت کرین - اسکے بعد آپ اُن کا کذاب - دجال منکر ضروریات اسلام ہونا ثابت کیجئے - اور ہمارا کہنا یہ تھا کہ سچائی ثابت کرنے مین تو بڑا طول ہوگا کیونکہ کسی شخص کی سچائی ثابت کرنے کیلئے ضرورت ہو کہ اسکی تمام باتون کا سچا ہونا بیان کیا جاے - اسمین کئی دن بلکہ کئی مہینے آپ گذار سکتے ہین - نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ یہان کے ناواقف لوگون کو مرزا صاحب کی تعریف دو ایک دن سنا کر چل دین گے اور مرزا صاحب کی حقیقت پر پردہ پڑا رہجائیگا - بخلاف اسکے مرزا کا جھوٹا ہونا بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ کسی شخص کا جھوٹ ثابت کرنے کیلئے اسکی ایک بات کا بھی جھوٹا ہونا کافی ہے پس کوئی وجہ نہین کہ سہل و مختصر راستہ کو چھوڑ کر دشوار اور طویل راہ اختیار کیجائے اور مناظرہ کو ناتمام و بےنتیجہ چھوڑ کر چل دینے کا موقع دیا جائے -

ہماری بات چونکہ ایسی معقول تھی کہ اسکا کوئی جواب نہین ہو سکتا تھا اسلئے مجبور ہو کر وکیل صاحب کو

منظور کرنی پڑی اور حسب ذیل امور ہمارے ان کے درمیان مین طے ہوئے -

۱ - ہماری طرف سے عالی جناب مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ مناظر ہون گے اودھر کی طرف سے اُن کے علامہ حافظ روشن علیصاحب -

۲ - ہمارے مولٰناصاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کذاب منکر ضروریات دین ہونا ثابت فرمائینگے - جواب دینا مرزائی صاحبون کے ذمہ ہوگا -

۳ - پہلی تقریر مین مولٰناصاحب سے دوگنا وقت مرزائی مناظر صاحب کو دیا جائیگا - اور مابعد کی تقریرون مین دونون کا وقت مساوی ہوگا -

۴ - جناب شیخ اوم صاحب صوبیدار میجر پنشنر صدر جلسہ قرار دیے گئے - ان تمام امور کے قلمبند ہوجانے کے بعد نو بجے شب سے مناظرہ شروع ہوا اور بارہ بجے شب تک رہا ایک وسیع میدان حاضرین سے بھر گیا تھا ہندو صاحبان بھی شریک تھے ساونت واڑی کی پولیس اور پولیس افسر بھی انتظام کیلئے موجود تھے -

تقریر مباحثہ

تقریر شروع ہونیسے پہلے حضرت مولٰناصاحب نے تمام حاضرین کو خطاب کرکے فرمایا کہ یہ مرزائی صاحبان اس وقت ہمارے یہان آئے ہوئے ہین تمام حاضرین کو چاہیئے کہ کسی قسم کی کوئی توہین آمیز بات ان کے متعلق نہ کہین نہایت خاموشی کے ساتھ سنین اور پوری آزادی کے ساتھ ان کو موقع دین کہ وہ اپنا مافی الضمیر جن الفاظ مین چاہین بے تکلف ادا کرین اگر اسکے خلاف کوئی بات ہوئی تو یہ توہین اُن کی نہ ہوگی بلکہ میری ہوگی -

اسمعیل خان صاحب مالک مکان نے بھی پرزور الفاظ مین اسکی فہمایش کی اور الحمد للہ تمام حاضرین نے اسپر عمل کیا -

اس کے بعد تقریرین شروع ہوئین -

جناب مولٰنا صاحب - الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد آپ حضرات کے سامنے اس وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بہت سی صفتون مین صرف دو صفتین بلا اختصار پیش کرتا ہون **اول** یہ کہ مرزا صاحب بڑے جھوٹے تھے اس قدر جیسا کہ جھوٹ بولنے والا شاید

دنیا مین کوئی نہ ہوا ہوگا **دوم** یہ کہ مرزا صاحب نے حضرات انبیا علیہم السلام کو نہایت ناپاک بازاری گالیان دی ہین - اور ظاہر ہے کہ یہ دو صفتین جس شخص مین پائی جائین وہ شخص عقلاً نقلاً کسی طرح اچھا آدمی بھی نہین کہا جا سکتا نبی و رسول ہونا تو بڑی بات ہے -

مرزا صاحب کے جھوٹ

کے ثبوت مین سردست صرف دو عبارتین مرزا صاحب کی پیش کرتا ہون -

۱ - مرزا صاحب اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۷ مین لکھتے ہین " قرآن نے میری گواہی دی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے - پہلے نبیون نے میرے آنے کا زمانہ معین کردیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ معین کردیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے - اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی - اور کوئی نبی نہین جو میرے لیے گواہی نہین دے چکا -

اس عبارت مین نو جھوٹ ہوے (چنانچہ ہم نے عبارت پر ہندسہ لگا دیا ہے) مگر سب سے زیادہ لطیف پانچوان جھوٹ ہے کہ قرآن نے اِن کے آنے کا زمانہ معین کردیا ہے - ہمارے مخاطب صاحب جو علامہ ہونے کے علاوہ حافظ بھی ہین قرآن شریف مین کوئی آیت دکھلا دین جسمین مرزا صاحب کے آنے کا زمانہ معین کیا گیا ہو - مگر وہ نہ دکھا سکین گے اور ہرگز نہ دکھلا سکین گے -

۲ - مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن مین لکھتے ہین " اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثون پر عمل کرنا چاہیئے جو وثوق مین اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہین - مثلاً صحیح بخاری کی حدیثین جنمین آخری زمانہ مین بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری مین لکھا ہے کہ آسمان سے اُسکے لئے آواز آئیگی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مین ہے "

ہمارے مخاطب صاحب بتائین کہ بخاری مین یہ حدیث کہان ہے - ہرگز کوئی مرزائی صاحب اس حدیث کو بخاری مین نہین دکھا سکتے -

اب خیال کیجئے کہ قرآن شریف کیسی کثیر الوجود کتاب جس سے کسی مسلمان کا گھر خالی نہ ہوگا

ایسی کتاب کا غلط حوالہ دینا معمولی جھوٹے کا کام نہیں بڑے مشاق کا کام ہے ۔ بخاری جیسی کتاب متداول و معروف کتاب کا غلط حوالہ دیتے ہوئے شرم نہ کرنا کچھ کم مشاقی کی دلیل نہیں ۔

مرزا صاحب کے توہین انبیاء کے ثبوت

مین بھی دو عبارتین بالفعل پیش کرتا ہون ۔

۱ ۔ مرزا صاحب حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صے مین لکھتے ہین "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیان اور نانیان آپ کی زناکار کسبی عورتین تھین جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا ۔"

خیال کیجیے کہ ایسے ناپاک بازاری الفاظ اگر آج کسی رذیل سے رذیل کو کہے جائین کیا حال ہوگا ۔ مگر خدا بڑا حلیم ہے کہ اس کے باعزت رسول حضرت عیسی علیہ السلام کو جنکی بابت قرآن کریم مین ہے کہ خدا کے یہان ان کی بڑی وجاہت ہے اور وہ خدا کے مقربین مین سے ہین یہ گالیان دی گئی تھیں ۔

۲ ۔ مرزا صاحب اعجاز احمدی ص۱۳ و ۱۴ مین فرماتے ہین " بلکہ یحیی نبی کو اُس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھون یا اپنے سر کے بالون سے اُس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی ۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن مین یحیی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے ۔ ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لیجائین کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی تین پیشین گوئیان صاف طور پر جھوٹی نکلین اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے ۔"

اس عبارت مین جو توہین حضرت عیسی علیہ السلام کی ہے ایسی توہین کسی معمولی مسلمان کی بھی شرعاً جائز نہین ہو سکتی ۔

یہ تقریر نو منٹ مین ختم ہوئی اور علامہ حافظ روشن علی صاحب کو اٹھارہ منٹ جواب کیلیے دیے گئے ۔

مرزائیون کے علامہ ۔ صحیح بخاری کا حوالہ تو بیشک صحیح نہین ہے مگر یہ کاتب کی بھول ہے اُس نے غلطی سے بخاری کا نام لکھدیا ۔ رہا قرآن شریف کا حوالہ تو بیشک قرآن شریف مین حضرت مرزا صاحب کے ظہور کا زمانہ معین کیا گیا ہے زمانہ کے تعین سے اگر آپ یہ سمجھے ہین کہ سن و تاریخ بتلائی ہو تو یہ غلط ہے بلکہ زمانہ کے تعین سے مراد اس زمانہ کے علامات کا بیان کرنا ہے ۔ اور ایسی بہت سی آیتین قرآن شریف مین ہین جنمین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور اُن کے زمانہ ظہور کی علامات کا ذکر ہے چنانچہ دو چار آیتین مین پڑھتا ہون ۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اور ھو الذی ارسل رسولہ اور وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض اور واذا العشار عطلت ان سب آیات مین حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے زمانہ ظہور کی علامات کا تذکرہ ہے

ضمیمہ انجام آتھم کی عبارت جو آپنے پڑھی اس مین آپنے یہ نہین بیان کیا کہ یہ الفاظ کس کے متعلق لکھے گئے ہین آپ پر فرض تھا کہ اسکو ظاہر فرما دیتے تاکہ لوگون کو دھوکا نہ ہوتا اب مین بتلاتا ہون کہ یہ الفاظ یسوع کے متعلق ہین نہ حضرت عیسی کے متعلق ۔ یسوع اور شخص ہین اور عیسی اور شخص ۔

اعجاز احمدی کی جو عبارت آپنے پیش کی ہے اسمین بیشک مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا گیا ہے مگر وہ محض عیسائیون کو الزام دینے کیلئے لکھا گیا ہے ایک عیسائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین زناکار کا لفظ استعمال کیا تھا (یہ کہکر اس عیسائی کی عبارت سنائی) اسی کے انتقام مین مرزا صاحب نے الزامی طور پر یہ الفاظ حضرت عیسی کے متعلق لکھے ۔

یہ تقریر مرزائیون کے علامہ نے فضول اور بیکار باتین بیان کرکے اٹھارہ منٹ مین ختم کی ۔

جناب مولنا صاحب ۔ صحیح بخاری کا حوالہ اگر سہو کاتب ہے تو کیا یہ پوری عبارت کی عبارت کا اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مین" سہو کاتب ہے اور بالفرض یہ سب سہو کاتب ہے تو اب تک کہ اتنا زمانہ دراز اس کتاب کو چھپے ہوئے گزرا خود مرزا صاحب نے یا اُن کے بعد کسی مرزائی نے اس کا غلطنامہ کیون نہین شایع کیا ۔

قرآن شریف کے جھوٹے حوالے کی بابت جس قدر آیات قرآنیہ ہمارے مخاطب صاحب نے پیش کین مجھے سنکر حیرت ہو گئی کہ ان آیات سے اور مرزا صاحب کے ظہور یا زمانہ ظہور کی علامات سے کیا تعلق ہے ۔ کیا انھون نے تمام حاضرین کو اس قدر جاہل و بے وقوف سمجھ لیا ہے ۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو آپ یہ کیون نہین کہہ دیتے کہ پورے قرآن شریف مین قرآن شریف کی ہر آیت مین سوا ظہور مرزا اور زمانہ ظہور مرزا کے

علامات کے اور کوئی بیان ہی نہین۔ ذرا مہربانی فرما کر وہ اپنی پڑھی ہوئی آیتون کا ترجمہ تو کرین۔

یسوع اور عیسٰی کا فرق جو آپ نے بیان کیا یہ بالکل غلط ہے خود مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتاب توضیح المرام صـ۳ مین لکھتے ہین "دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسٰی اور یسوع بھی کہتے ہین" درحقیقت یسوع اور عیسٰی ایک ہی لفظ ہے جو فرق بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ محض اختلاف زبان کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

اعجاز احمدی کی عبارت مین جو تاویل ہمارے مخاطب صاحب نے کی وہ اور بھی بے بنیاد ہے اگر مرزا صاحب نے عیسائیون کے الزام دینے کے لئے ایسا لکھا ہوتا تو قرآن کا حوالہ نہ ہوتا بلکہ بائبل کا حوالہ ہونا چاہیئے تھا الزام ہر شخص کو اُس کے مسلمات سے دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن عیسائیون کے مسلمات سے نہین ہے۔

مرزائیون کے علامہ - صحیح بخاری کے حوالہ مین ممکن ہے خود مرزا صاحب سے بھول ہو گئی ہو ایسی بھول نبیون سے بکثرت ہوتی رہتی ہے چنانچہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ بھول کر نماز عصر مین بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھی تھین۔

قرآن شریف کے حوالہ کے متعلق ایک آیت اور بہت صاف ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اس آیت مین بہت صاف طریقہ سے حضرت مرزا صاحب کے ظہور کا زمانہ معین کیا گیا ہے کیونکہ احمد سے مراد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہین اُن کا اصلی نام احمد تھا چنانچہ اُن کے والد نے اُن کے نام پر ایک گاؤن بھی آباد کیا تھا جس کا نام احمد آباد ہے۔

یسوع اور عیسٰی کا فرق جو مینے بیان کیا وہ بھی حضرت مرزا صاحب کی کتاب سے بیان کیا تھا خود انہون نے لکھا ہے کہ یسوع اور شخص تھا اور عیسٰی اور شخص ہین۔

اعجاز احمدی کی عبارت کو الزامی مین اس سبب سے کہتا ہون کہ مرزا صاحب نے قرآن مین حضرت عیسٰی کا حصور نہ کہنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ "ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے" اور یہ قصے بائبل مین ہین نہ قرآن مین۔

جناب مولنا صاحب - خود مرزا صاحب سے اگر صحیح بخاری کے حوالہ مین بھول ہو گئی تھی تو یہ سہو کاتب کے متعلق جو بات مین نے کہی تھی وہی پھر کہتا ہون کہ اس کا کوئی غلطنامہ مرزا صاحب نے

یا ان کے بعد آج تک کسی اور نے کیون نہ شایع کیا علاوہ اسکے اس حوالہ کا جھوٹا ہونا تو آپنے مان لیا اب رہا یہ کہ اس جھوٹ کا سبب سہو تھا یا عمداً اسکی تحقیقات بعد مین ہو گی اور آپ نے جو یہ کہا کہ نبیون سے بھی بھول ہو جاتی ہے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر مین بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا یہ بالکل بے تعلق بات آپنے چھیڑ دی آپ ہرگز ایسا نہین دکھا سکتے کہ کسی نبی نے بھول کر جھوٹ بولا ہو جیسا کہ مرزا صاحب نے جھوٹا حوالہ بخاری کا دیا۔

قرآن کے جھوٹے حوالہ کی آپ بار بار تصحیح کرنا چاہتے ہین مگر یاد رکھیئے یہ ناممکن ہے مرزا کا جھوٹ ایسا نہین جسکی تاویل ہو سکے۔ اچھا بالفرض مان لیا جائے کہ آیت مین احمد سے مراد غلام احمد ہے تو اس سے زمانہ کا تعین کیسے ہوا مرزا صاحب تو کہتے ہین کہ قرآن مین میرے آنے کا زمانہ معین کیا گیا ہے اور یہ بات بھی غلط ہے کہ احمد سے مراد غلام احمد لیا جائے مرزا صاحب کا نام احمد تھا تو اپنے کو غلام احمد کیون لکھا کرتے تھے۔ احادیث مین صاف موجود ہے کہ احمد نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آیت مین بشارت آپ ہی کی ہے۔ کسی کلام کے ایسے دور از کار معنی مراد لینا اسی کو تحریف کہتے ہین

یسوع اور عیسٰی کا فرق مین خود جانتا ہون کہ مرزا صاحب نے انجام آتھم مین بیان کیا ہے مگر مرزا صاحب ہی نے فرق کا نہ ہونا بھی بیان کیا ہے یہ اختلاف بیانی تو دروغگوئی کے لوازم سے ہے اس سے تو آپنے مرزا کا دروغگو ہونا مان لیا۔

اصل یہ ہے کہ مرزا صاحب پر جب مسلمانون نے اعتراض کیا کہ تم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان مین گستاخی کی لہذا تم اسلام سے خارج ہو گئے تو اس کے جواب مین انھون نے یہ بات بنائی کہ مین نے عیسی کو کچھ نہین کہا مین نے تو یسوع کو گالیان دی ہین۔ لیکن یہ ان کو یاد نہ رہا کہ مین خود لکھ چکا ہون کہ عیسی اور یسوع ایک ہی شخص کا نام ہے سچ ہے "دروغگو را حافظہ نباشد"۔

اعجاز احمدی کی عبارت مین لفظ "ایسے قصے" سے بائبل کے قصے مراد لیکر آپ کو کوئی فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ ہم پوچھتے ہین کہ یہ قصے خدا کے نزدیک سچے تھے کہ جھوٹے اگر جھوٹے تھے تو قرآن مین جھوٹے قصون کی کیون رعایت کی گئی اور ان جھوٹے قصون کی بنیاد پر حضرت عیسی ایک عزت کے لقب سے کیون محروم رکھے گئے اور اگر یہ قصے سچے تھے تو میرا اعتراض بدستور قائم رہا۔

لطیفہ حاضرین آپ کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی کیلئے قرآن شریف مین لفظ حصور

دہونے کو (معاذ اللہ) ان کے بدکار ہونے کی دلیل کیون بنایا۔ سنیئے مقصود مرزا صاحب کا یہ ہے کہ جسطرح
وہ پیغمبرون کو گالیان دیا کرتے تھے اسیطرح تمام مسلمان قرآنی حکم سمجھکر پیغمبرون کو گالیان دیا کرین کیونکہ
حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا سوا حضرت یحییٰ کے کسی پیغمبر کے متعلق لفظ حصور قرآن مین نہین آیا۔ تو معاذ اللہ
سب پیغمبر ایسے ہی ہوگئے۔ استغفر اللہ۔

مرزائیون کے علامہ - مرزا صاحب کے قبل دعویٰ نبوت کی زندگی آپ کیون نہین دیکھتے ہو
قبل دعویٰ نبوت کا تو کوئی جھوٹ آپ ثابت کر دیجئے۔ یہ بات مرزائیون کے علامہ نے قریب قریب
ہر تقریر مین بیان کی۔

حضرت مرزا صاحب نے توہین انبیا ہرگز نہین کی۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے حضرت مولانا
رحمۃ اللہ صاحب کتنے بڑے عالم مسلمانون کے گزرے ہین۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ مین انھین کا قائم
کیا ہوا ہے انھون نے بھی اپنی کتاب ازالۃ الاوہام مین حضرت عیسیٰ کے متعلق ایسے الفاظ لکھے ہین تو
کیا آپ ان کو بھی کہینگے کہ انھون نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی اور جیسی گرفت آج مرزا صاحب کی ہو رہی
ہے ان کی گرفت بھی ایسی کسی نے کی ہے یہ کہکر علامہ صاحب نے مولوی فاضل صاحب کو حکم دیا کہ ازالۃ الاوہام
کی عبارت سناؤ انھون نے فارسی عبارت پڑھکر سنائی۔

جناب مولانا صاحب - ذرا یہ کتاب مجھے دیجئے۔

مولوی فاضل صاحب نے کتاب دیدی مگر دینے کے بعد ہی ہوش آگیا اور کہنے لگے کہ کتاب لائیے
مجھے ایک بات دیکھنا ہے پھر ابھی آپ کو دیدون گا۔

جناب مولانا صاحب اب یہ کتاب آپ کو اسوقت ملیگی جب آپکی کارروائی حاضرین کو
دکھلا دیجائے۔ یہ کہکر مولانا صاحب اٹھے اور حسب ذیل تقریر شروع کی۔

حاضرین محفل۔ اگر خدانخواستہ مجھسے ایسی حرکت ہوئی ہوتی جیسی ان صاحبون نے اس وقت مولانا
رحمۃ اللہ صاحب کی کتاب کے حوالہ مین کی ہے تو مین پھر دنیا مین کسیکو منھ نہ دکھا سکتا۔ دیکھئے مولانا ممدوح کی
جو عبارت مرزائی صاحبان نے سنائی اسمین یہ نفیس کارروائی کی ہے کہ شروع کی ایک سطر چھوڑ دی جسمین
انھون نے لکھا ہے کہ انجیل یوحنا کے ساتوین باب کی آیت فلان و فلان مین ہے اگر یہ عبارت بھی پڑھ دیتے
تو مطلب ان کا فوت ہو جاتا اور صاف کھل جاتا کہ مولانا ممدوح نے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو الفاظ لکھے ہین

وہ اپنی طرف سے نہین لکھے بلکہ انجیل سے نقل کئے ہین اور مرزا صاحب نے خود اپنی طرف سے بحوالہ قرآن لکھے ہین
دونون مین کتنا فرق ہے اب آپ ہی فرمایئے کہ اس کارروائی کا نام خیانت نقل نہین تو کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے حالات قبل دعویٰ نبوت دیکھے جائین اسکی ضرورت تو ہم کو اس وقت ہوتی کہ بعد
دعویٰ نبوت اُن کا کذب پایۂ ثبوت کو نہ پہونچتا پھر قبل دعوے کے حالات ان کے بالکل تاریکی مین ہین ان کو کسطرح
دیکھا جا سکتا ہے کون جانتا تھا کہ یہ شخص آگے چل کر دعویٰ نبوت کرنے والا ہے کہ اس کے حالات کی نگرانی کیجاتی
قبل دعوے کے حالات مین سے چند معمولی باتون کا علم البتہ لوگون کو ہے کہ مرزا صاحب نے فکر معاش مین سرگردان
مختاری کا امتحان دیا مگر فیل ہوگئے پھر سیالکوٹ کی کچہری مین پندرہ روپیہ کی نوکری حاصل کی تو ان حالات سے
ان کے صدق و کذب پر کیا روشنی پڑ سکتی ہے۔

لطیفہ - آپ حضرات نے سنا مرزا غلام احمد صاحب نے جسطرح مولانا رحمۃ اللہ صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام
کا نام غصب کر کے اپنی کتاب کا نام رکھ لیا اسیطرح لفظ احمدی جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے متبعین کا
لقب تھا اپنے پیروی کرنے والون کو غصب کر کے دیا مسلمانون پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز مرزا غلام احمد صاحب
کے کسی ماننے والے کو احمدی نہ کہین۔ مرزائی۔ نئے عیسائی۔ قادیانی۔ غلمدی۔ ان چار نامون مین سے
جو نام چاہین اُن کے لئے استعمال کر سکتے ہین۔

مرزائیون کے علامہ - (جو خیانت مذکورہ کے کھل جانے پر باوجود حیا و غیرت مین کمنہ مشق ہونے
کے سراسیمہ ہو چکے تھے) حضرت مرزا صاحب کے پندرہ روپیہ کی نوکری پر آپنے اعتراض کیا حالانکہ
آنحضرت نے تو بکریان چرائین اور ایک عورت کی نوکری کی۔

جناب مولانا صاحب - حاضرین آپ نے دیکھا کہ اب اصل بحث بالکل چھوٹ گیا ہمارے
مخاطب صاحب اب ان فضول باتون مین وقت گزاری کر رہے ہین۔

ہان یہ بات خاص طور پر خیال کرنے کی ہے کہ مرزائی صاحبان کو مرزا صاحب سے کس قدر محبت ہے مین نے
ان کے مرزا صاحب کو ایک بات کہی تھی وہ بھی محض واقعہ کے طور پر نہ بہ نیت توہین اس کے جواب مین انھون
نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتین کہہ لین۔ مین نے مرزا صاحب کو پندرہ روپیہ کا نوکر۔ اسکے عوض
مین انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چرواہا اور عورت کا نوکر کہہ ڈالا۔ مرزا صاحب نے خود بھی اپنی
تصانیف مین جا بجا اپنے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دی ہے چنانچہ اپنے قصیدہ اعجازیہ مین

ایک جگہ لکھتے ہین ~~ لہ خسف القمر المنیر وان لی ء غسا القمران المشرقان اتنکر
ترجمہ اسکے لیے یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو چاند گہن لگاتھا معجزہ شق القمر کو چاند گہن کرا
میرے لئے چاند سورج دونون مین گہن لگاکیا اب بھی تم انکار کروگے۔

اس درمیان مین علامہ صاحب بول اُٹھے کہ جب آپ کے گھر پر حملہ ہوا تو آپ کو خبر ہوئی
صاحبنے فرمایا الحمد للہ آپنے خود اپنی زبان سے ہمارے تائیدکی اور اقرار کرلیا کہ جناب محمد رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر کے ہین بیشک ہم اُن کے ہین وہ ہمارے ہین آپ کو کوئی تعلق
نہین آپ کو جو کچھ رشتہ ہے مرزا صاحب سے ہے مبارک ہو۔

اس کے بعد

مرزائیون کے علامہ صاحب باربار افسردہ زبانی کے ساتھ اپنی کہی ہوئی باتون کا اعادہ
اور جواب مین مولنا صاحبنے بھی اپنی باتون کا مع فوائد جدیدہ اعادہ فرمایا یہانتک کہ بات ختم ہو
اور صدر صاحب نے کھڑے ہوکر مختصر الفاظ مین فیصلہ سُنا دیا کہ حضرت مولنا مولوی محمد عبد الشکور
مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دشنام دہندہ انبیا علیہ السلام ہونا ثابت کردیا چار عبارتین مرزا
کی پیش فرمائین مرزائی صاحبان چارون عبارتون مین سے ایک کا بھی جواب نہ دیسکے۔ تمام ہندو
جو حاضر مجلس تھے فیصلہ سُننے کے پہلے ہی فیصلہ کرچکے تھے بات اتنی صاف ہوچکی تھی کہ کوئی حاجت فیصلہ کی
مرزائی صاحبان جب اٹھکر مجلس مناظرہ سے جانے لگے اور کتابون سے بھرا ہوا صندوق جو دو
سے بمشکل اٹھتا اپنے سر پر لاد کرلے گئے قابل دید منظر تھا آئے تھے بڑی شان سے اور گئے اس طرح۔
دو شخص جو نئے مرتد ہوئے تھے وہ تائب ہوئے اور جتنے لوگ مذبذب ہوگئے تھے سب کے ایمان
درست ہوگئے اور خدا کا شکر ہے کہ آیندہ کیلئے اس فتنہ کا سد باب ہوگیا۔ بالغرض اگر کوئی مرزائی صاحب
حیا وغیرت کو بالائے طاق کرکے اس علاقہ مین جانے کی ہمت بھی کرین تو اب کوئی اِن کے فریب مین
نہین آسکتا بچے بھی اب ان کے بڑے سے بڑے کے سامنے مرزا کا کذاب و دجال ہونا ثابت کردینگے
یہ مناظرہ سب کی زبان پر ہے۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً

مباحثہ کا دوسرا دن

دوسرے دن صبح کو حکیم محمد یونس صاحب سکریٹری انجمن مرزائیہ تنہا حضرت مولنا صاحب کے پاس

ئے وہ کیا آئے تقدیر الٰہی انھین کھینچ لائی کہ مرزا کی کذاب ہونے کے مزید دلائل کا بار انپر لاد دیا جائے۔

سکریٹری صاحب - مین سچائی کا طالب ہون کچھ باتین پوچھنا چاہتا ہون۔

جناب مولنا صاحب - اب بھی پوچھنے کی ضرورت باقی ہے۔ سچائی کا طالب تو آپ کو ہم جب سمجھین کہ کل کی کارروائی آپ شایع کردین۔

سکریٹری صاحب مین کچھ اور باتین علاوہ ان امور کے جن پر بحث ہوئی پوچھنا چاہتا ہون

جناب مولنا صاحب - اچھا پوچھیے۔

سکریٹری صاحب حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا مین آئینگے اور نبوت اُن کی بدستور قائم ہوگی تو یہ ختم نبوت کے خلاف کیون نہین ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ختم نبوت کے خلاف کیون ہے

جناب مولنا صاحب - ختم نبوت کے معنی تو بالکل صاف ہین کہ حضور کے بعد کسیکو نبوت نہ ملیگی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آپ کے بعد جدید نبوت نہین ملی اور مرزا صاحب جدید نبوت کے مدعی ہین

سکریٹری صاحب - حضرت موسٰی بھی تو خاتم النبیین تھے پھر ان کے بعد نبی کیون آئے۔

جناب مولنا صاحب - حضرت موسٰی علیہ السلام کو خاتم النبیین کس نے کہا ہے۔

سکریٹری صاحب - یہودی لوگ کہتے ہین۔

مولنا صاحب - لاحول ولا قوۃ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا تو قرآن شریف مین ہے حضرت موسٰی کے خاتم النبیین ہونے کو قرآن ہی سے دکھلانا چاہیے۔ اور یہودیون کو تو ابھی آپ غلط دیتے ہین خود توریت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت موجود ہے

سکریٹری صاحب - مین تو خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیون کی سند ہین یعنی آپکے بعد جو نبی ہونگے وہ آپ کی سند سے ہونگے یعنی آپ کی پیروی کی سند اُن کے پاس ہوگی۔

مولنا صاحب - یہ معنی تو ختم نبوت کے خود آپ کے خلیفہ ثانی کی کتاب الہدیٰ کے بھی خلاف ہین۔ الہدیٰ ایک چھوٹا رسالہ ہے جو سکریٹری صاحب نے ساونت واڑی مین تقسیم کیا تھا۔

سکریٹری صاحب - اچھا آپ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجیے کیونکہ عقلاً و نقلاً کسی طرح میری سمجھ مین نہین آتا کہ مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہین۔

مولنا صاحب - آپ لوگون کو خاص اس مسئلہ سے کیون اسقدر دلچسپی ہے مین آپ کو حیات مسیح علیہ السلام قرآن شریف

صحیح احادیث سے دو نگا مگر پہلے یہ بتلایئے کہ مرزائیون کو اس بحث سے کیا تعلق ہے؟

سکریٹری صاحب - دراصل مرزا صاحب اسی جگہ کے دعویدار ہین جس جگہ پر مسیح علیہ السلام مقرر ہین جگہ خالی نہین یعنی مسیح علیہ السلام زندہ ہین تو مرزا صاحب کا دعوی یقیناً غلط ہے

مولانا صاحب بالفرض مسیح علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہو اور جگہ خالی ہو تو صرف جگہ کے خالی ہونے سے کیا ایسا جھوٹا کذاب مفتری کیونکر اس جگہ پر قائم ہو سکتا ہے ؏ کس نیاید بزیر سایۂ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم

سکریٹری صاحب - مرزا صاحب کی دو باتون کا جھوٹا ہونا آپ نے کل ثابت کیا تھا ان کے علاوہ اور جھوٹ بھی ان کے آپ دکھا سکتے ہین؟

مولنا صاحب - بہ خوش - کیا وہ جھوٹ آپ کے نزدیک کچھ کم ہین؟ یہ تو ویسی ہی بات آپ نے کہی جو رسالہ "نبی کی پہچان" مین قادیان سے شایع ہوا ہے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے جھوٹ سے زیادہ کوئی نہین ثابت کر سکا حالانکہ کئی سو جھوٹ تو خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابون مین دکھلائے گئے ہین - ایک بڑے معرکہ کا جھوٹ اور سنیئے اور کچھ خدا لگتی کہیے کہ مرزا صاحب نے اسلام کو کیسا نقصان پہونچایا غیر مسلمون کی نظر مین انھون نے اسلام کو کیسا ذلیل کیا - یہ کہکر مولوی صاحب نے حسب ذیل عبارت کتاب "صحیفہ رنگون" کی پڑھکر سکریٹری صاحب کو سنائی :-

ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی پیشین[1] گوئی جو ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور اس کے جھوٹے ہونے پر مرزا صاحب کی ذلت بھی ایسی ہوئی کہ کوئی باحیا ہوتا تو پھر منہ نہ دکھاتا -

مرزا صاحب نے امرتسر مین عیسائیون سے مباحثہ ہوا اس مباحثہ کے بعد ۵ جون ۱۸۹۳ء کو آپنے اپنے حریف مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق یہ پیشین گوئی کی - جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸ مین لکھتے ہین

[1] اپنے مخالفین کی موت وغیرہ کی پیشین گوئیان کرکے ڈرانا مرزا جی کی عادت مین داخل ہوگیا تھا اور اس کا سلسلہ بہت بڑھتا جاتا تھا یہان تک کہ اپنے مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کے متعلق ایک پیشین گوئی اسی قسم کی بیان فرمائی اس پر مقدمہ چل گیا مرزا جی نے بڑی کوشش کی مگر سب بے سود ہوئی آخر بڑی ذلت کے ساتھ کچہری جانا پڑا اور سب سے زیادہ ذلت یہ کہ عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ مرزا جی سے ایک اقرار نامہ لیا جائے کہ آئندہ ایسی حرکت کسی مسلمان یا ہندو یا عیسائی کے ساتھ نہ کرین چنانچہ مرزا جی نے اقرار نامہ لکھکر داخل کیا اس اقرار نامہ مین [illegible] پیشین گوئی نہ کرونگا [illegible] فیصلہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کا ہے قابل دید ہے [illegible] کافی ہے اگر مرزا جی مامور من اللہ ہوتے تو کبھی ایسا اقرار نہ کرتے صاف کہدیتے کہ مین خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہون کسی کے کہنے سے چھوڑ نہین سکتا [illegible] جب کفار نے کہا کہ آپ تبلیغ نہ کیجئے اور ابو طالب نے بھی آپ کو سمجھایا تو آپ نے صاف کہدیا کہ اے چچا مین خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہون اور اگر ایک ہاتھ مین آفتاب دوسرے مین ماہتاب لے کر رکھدیا جائے تب بھی چھوڑ نہین سکتا ۱۲

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب مین نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی مین دعا کی کہ تو اس امر مین فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہین تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہین کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث مین دونون فریقون مین سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انھین دنون مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جائیگا اور اسکو سخت ذلت پہونچیگی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اسوقت جب پیشگوئی ظہور مین آئیگی بعض اندھے سوجاکھے جائینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگین گے اور بعض بہرے سننے لگین گے "پھر مرزا جی لکھتے ہین" مین حیران تھا کہ اس بحث مین کیون مجھے آنیکا اتفاق پڑا معمولی بحثین تو اور لوگ بھی کرتے ہین اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا مین اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہون مجھکو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے مین رسا ڈال دیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے تیار ہون اور مین اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا - ضرور کرے گا - زمین آسمان ٹل جائین پر اسکی باتین نہ ٹلین گی (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

یہ عبارت مرزا صاحب کی انھین کے الفاظ مین ہے - مرزا صاحب جانتے تھے کہ اس پیشگوئی اور ان کے پرزور الفاظ سے آتھم ڈر جائیگا اور ڈر کر مرزا صاحب کا مرید ہو جائیگا - مگر افسوس نہ ہوا پندرہ مہینے گذر گئے اور آتھم بدستور صحیح و سالم موجود رہا نہ وہ مرا نہ ہاویہ مین گرا -

عیسائیون نے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جب مرزا صاحب کے پیشگوئی کی تکذیب ہو چکی ہر جگہ جشن کیے بڑے بڑے اشتہارات نکالے اور مرزا صاحب کو خوب ہی ذلیل کیا کہ اس ذلت کو خیال کرکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین عبرت کیلئے بعض اشتہارات کی نقل حسب ذیل ہے لاہل بود جہانکی طرف سے حسب ذیل اشتہار نکلا -

قول صائب

مدہ سے مباہل کو یہ آسمانی ہوئی جس سے بڑی ذلت قادیانی

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

ارے او خود غرض خود کام مرزا
رسولِ حق باستحکام مرزا
ہوا اب جبکہ نصاری میں بآخر
ہے آتھم زندہ اے ظلّام مرزا
ڈبویا قادیان کا نام تونے
جو تھا شیطان کا الہام مرزا
بشر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
دیا تھا تجھکو سخت الزام مرزا
نہ کہتا کچھ اگر منھ پھاڑ کر تو
سیہ رو ہوگا بیش عام مرزا
ہو سولی اور پھانسی کا سرکار
پڑا کھلا ہی تام مرزا
کہا اسلامیون نے خلف پاکر
سلف کو دے رہا دشنام مرزا
براہین سے ٹھگے تونے مسلمان
کھلے تیرے چھپے اصنام مرزا

غضب تھی تجھپہ شگر چھٹی ستمبر کی
یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار و نادم چھپا رہی تھی کہ تھا
کہ جینا ہو گیا دو بھر چھٹی ستمبر کی
مسیح و مہدی کذب نے سنو کی کمائی تجھ
ملاحدہ کا دہ سر چھٹی ستمبر کی

ارے منحوس نافرجام مرزا
مسیح و مہدی موعود بنکر
مسیحائی کا یہ انجام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے
کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو
ترا اعزاز اور اکرام مرزا
ولیکن تو نہ آیا باز پھر بھی
ندامت کا نہ پیتا جام مرزا
سزا بھی کم سے کم اتنی تو ہوگی
رعایا کا نہیں یہ کام مرزا
کہ اک بھائی ہے مرشد فرنگیون کا
ہر کاذب خارج از اسلام مرزا
زمین و آسمان قائم ہیں ابتک
کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا
در توبہ ہے وا ہو جا مسلمان

ایضاً دیگر

نہ دیکھی تونے نکلکر چھٹی ستمبر کی
ترے حریف کو فیروزپور سے لائی
ترے مریدون پہ محشر چھٹی ستمبر کی
سوا برس کے تھے امیدوار بالجلس
یہ کہتی تھی گھر گھر چھٹی ستمبر کی
یہ کادیانی کی تذلیل کیلئے تھی تھا

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
بچھائے تونے کیا کیا دام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے
ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی
نظاہر اس میں ہے آرام مرزا
کیا تھا اس نے تجھکو زندہ درگور
یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا
گلے میں اب ترے رسا پڑیگا
کہ ہوجاوے تجھے سرسام مرزا
مسلمانون سے تجھکو واسطہ کیا
او ساکن ہجروں کا بے اندام مرزا
تو ہے اک انبیاء لعل میں سے
ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا
بحمد اللہ کہ چمکی فتح و توضیح
یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا

ہر کادیانی ہی جھوٹا مر انہین آتھم
یہ دیل ہے جو ترا فخر چھٹی ستمبر کی
یہ لودیانہ میں مرزائیون کی لی خاک
مریدِ عج وا عور چھٹی ستمبر کی
ہر روسیاہ مثیل مسیلمہ اسود
مباہلہ کا اثر گر چھٹی ستمبر کی

عیسائیون کا ایک اشتہار بھی ملاحظہ ہو

ابھی مرزا کی گت بنائینگے ۔ سارے الہام بھول جائینگے ۔ خاتمہ ہوگا اب نبوت کا ۔ پھر فرشتے کبھی نہ آئینگے

رسول قادیانی

کو

پھر الہام ہوا

[illegible]

نخوت آتھم سے ہر مشکل رہائی آپکی
کیجیے جب ہوا ابکے چھپائی آپکی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح
بات بھی ایک بھی ہمنے نہ پائی آپکی
اپنے پیچھے سے نہیں شیطان چھین دیتا نجات
رات دن کرتا وہ ہی بیچوائی آپکی
اہلِ اسلام سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے
آبرو سب خاک میں کیسی ملائی آپکی
بے بتاؤ ہیں کہاں اب کیسے پیر و مرید
ڈوم کنجر دہریے کنجڑے قصائی آپکی
چھوڑ کر خوف خدا کیا خاک کو دوگے جواب
سب سقفت لیگئی ہر بیچائی آپکی
داڑھی سراد مونچھ کا بچا بڑا خوار ہے
ابھی وہ اب ہوا اسی میں ہے بھلائی آپکی
حسرت گرہ ہونہیں سمجھے مسیح کی شان کو
ہو گئی اب بھی مسیح سے گر صفائی آپکی

توڑ ہی ڈالینگے وہ نازک کلائی آپکی
کچھ کرو شرم و حیا تا دیں کا اب کام کیا
کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپکی
ہو گیا ثابت ہے سب اقبال یہ ہے آپکے
اسکو کب منظور ہو اکرام جدائی آپکی
ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کہا مانو نہ یار
دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپکی
ہے کہاں اب وہ خدا جسکا تمہیں الہام تھا
جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپکی
آپنے خلقت کے ٹھگنے کا نکالا ہے ڈھنگ
کام کس آئیگی یہ دولت کمائی آپکی
کرکے منھ کالا گدھے پر کیون نہیں ہوتے سوار
کرنی ڈالے گا حجامت ابتو نائی آپکی
اب بھی فرصت ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے
راہِ حق اور زندگی سے ہو لڑائی آپکی

آتھم اب تو ہیں کر دکھلوا آنکھ نے خود
بات اپنی تھی نہیں کوئی بنائے آپکی
جھوٹ ہیں باطل ہیں سو قادیانی سمجھو
کرہا بیشک ہے شیطان رہنمائی آپکی
تم ہوا سکا ادب وہ تمھارا یار غار
کس بلا میں آپنے دیکھو جان پھنسائی آپکی
خوب ہے جبریل اور الہام والا وہ خدا
کس لیے کرتا نہیں مشکل کشائی آپکی
کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کے تو خاک اسکی لیا
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپکی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی تجھ سا نہیں عالم میں کوئی
فیصلہ کی شرط ہے مانی منائی آپکی
آپکے دعوؤں کو باطل کر دیا حق نے تمام
ہاتھ آئیگی یہ مہلت گنوائی آپکی
خاتمہ بالخیر ہوگا اور ہوگے سرخرو
بس ہو چکی نماز مصلی اٹھائیے

مشتہر ۔ اب دام مکر اور کسی جا بچھائیے

مرزا صاحب نے خود بھی اپنی تحریرات مین لکھا ہے کہ پیشین گوئی کی میعاد ختم ہونے پر مخالفون نے بہت شور کی اور مرزا کی توہین و تذلیل مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا چنانچہ سراج منیر صـ مین لکھتے ہین ۔" اخبارون نے پشاور سے لیکر الٰہ آباد و بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہرون تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبارون والے ان کے ساتھ خوش اور ہاتھ مین ہاتھ ملائے ہوئے تھے "

اب یہ تماشا بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ جب اس طرح کھلم کھلا مرزا کا جھوٹ ظاہر ہوا اور ایسے زور شور کی پیشین گوئی انکی غلط ہو گئی تو انھون نے کس طرح اپنے جال مین پھنسے ہوئے لوگون کو سمجھایا ۔ مرزا نے اس موقع پر کئی رنگ بدلے اور پے درپے کئی مختلف تاویلین کین جنکو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔

پہلی تاویل یہ ہے کہ " جو فریق جھوٹا ہو وہ پندرہ ماہ کے اندر بسزاے موت ہاویہ مین گرایا جائیگا " اس سے مراد صرف آتھم نہ تھا بلکہ تمام وہ عیسائی جو اس مباحثہ مین اس کے معاون تھے دیکھو نور الاسلام صـ ۲

جواب اول یہ کہ خود مرزا جی کی تصریح موجود ہے کہ یہ پیشین گوئی خاص آتھم کے متعلق تھی ۔ دیکھو کرامات الصادقین اخیر صفحہ مرزا جی لکھتے ہین ۔ ومنہا ما وعدنی ربی اذ جادلنی رجل من المنتصرین الذی اسمہ عبد اللہ آتھم الی ان قال فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموتہ الی خمسۃ عشر اشہر نیز تریاق القلوب صـ ۱ مین لکھتے ہین " آتھم کے موت کی جو پیشین گوئی کی گئی تھی جس مین یہ شرط تھی کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی میعاد مین حق کی طرف رجوع کرلین گے تو موت سے بچ جائین گے ۔

دوسرا جواب یہ کہ اچھا صرف آتھم مراد نہ تھا تو اور بھی پریشانی مرزا کو لاحق ہوگی آتھم کے علاوہ تمام اُن عیسائیون کا جو شریک بحث تھے پندرہ ماہ کے اندر مر کر ہاویہ مین گرنا ثابت کرنا پڑے گا ۔

دوسری تاویل یہ کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کرلیا اس لئے نہین مرا اور حق کی طرف رجوع کرنیکے معنی یہ ہین کہ وہ اس پیشین گوئی سے ڈر گیا تھا (دیکھو نور الاسلام وغیرہ)

جواب اس کا یہ کہ حق کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی ہرگز نہین ہو سکتے کہ ڈر جائے بلکہ مرزا جی کی الہامی عبارت کا سیاق و سباق صاف بتلا رہا ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہین کہ آتھم عیسائیت کو ترک کرکے مرزائی ہو جائے ۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہین " جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے " اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو مراد سچ کی ہے اسی کی طرف رجوع مراد ہے ۔

مرزا جی نے اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آتھم ڈر گیا تھا اپنا پورا زور ختم کردیا بڑے بڑے اشتہار دیے آتھم کو لکھا کہ تم قسم کھا جاؤ کہ ڈرے نہین تو ایک ہزار بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار انعام دون گا ۔

آتھم نے بجواب اس کے لکھا کہ قسم کھانا میرے مذہب مین منع ہے اور انجیل کا حوالہ دیا ۔ مرزا جی نے بجواب اس کے لکھا کہ عیسائیون کے پیشواؤن نے عدالت مین قسمین کھائی ہین ۔ آتھم نے لکھا کہ مجھے بھی عدالت مین طلب کرو تو عدالت کے جبر سے مین بھی قسم کھاؤن گا ۔

ایک موقع پر مرزا جی نے بدحواس ہو کر یہ بھی لکھدیا کہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ مین حق کی طرف رجوع کرلیا تھا اس وجہ سے پیشین گوئی پوری نہ ہوئی کشتی نوح صـ ۶ مین لکھتے ہین " اُس (آتھم) نے عین جلسہ مباحثہ مین ستر معزز آدمیون کے روبرو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور پیشین گوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا "

مرزا جی کی حالت پر افسوس ہے اگر یہ بات سچ ہے کہ اس نے عین جلسہ مین رجوع کرلیا تھا تو آپ نے جلسہ کے اختتام کے بعد پیشین گوئی کیون کی عجب خبط ہے جس کا سر نہ پیر ۔

تیسری تاویل مرزا صاحب نے سب سے لطیف یہ کی کہ عبد اللہ آتھم چونکہ میری پیشین گوئی سے ڈر گیا اور بہت گھبرایا اس گھبراہٹ نے اسکی زندگی کو تلخ کردیا یہی مصیبت اور تلخی ہاویہ ہے جس مین وہ گرا لہذا پیشین گوئی پوری ہوگئی باقی رہی موت کی پیشین گوئی تو وہ اصل الہامی عبارت مین نہین ہے بلکہ وہ مین نے اپنی طرف سے بغیر الہام کردی تھی اصل الفاظ مرزا صاحب کے یہ ہین ۔ انوار الاسلام صـ ۵ مین مرزا جی لکھتے ہین ۔

" ہاویہ مین گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہین وہ عبد اللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب مین اسنے اپنے تئین ڈال لیا اور جس طرز سے سلسل گھبراہٹون کا سلسلہ ان کے دامنگیر ہوگیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا اور سزاے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت مین موجود بھی نہین بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبد اللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا "

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھین کبھی تو مرزا صاحب فرماتے ہین کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا

اس لئے وہ ہاویہ مین گرنے سے بچ گیا اور کبھی فرماتے ہین کہ وہ ہاویہ مین گرا یہ بدحواسی نہین ہے تو کیا ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ سزائے موت کا ذکر الہامی عبارت مین نہین ہے عجب لطیفہ ہے الہامی عبارت مین بھی یہ نہ تھا جو آپ کی پیشین گوئی مین صاف صاف ہے اور آپ نے قسم کھا کر لکھا ہے" وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہون مجھکو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے مین رسا ڈال دیا جائے مجھکو پھانسی دیا جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہون اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا ضرور کریگا ضرور کریگا"

چوتھی بات جو نہایت عجیب و غریب ہے یہ ہے کہ جب آتھم میعاد پیشین گوئی ختم ہونے کے کئی سال بعد یعنی ۲۷۔ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا تو مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور فرماتے ہین میری پیشین گوئی پوری ہوگئی حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۵ مین ہے" اگر کسی کی نسبت یہ پیشینگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وہ پندرہ مہینے کے بجائے بیسوین مہینہ مین مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائین تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشین گوئی پوری نہین ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیئے" اہل انصاف دیکھین کہ مرزا جی کیا لکھ رہے ہین کبھی کہتے ہین کہ موت کی پیشین گوئی الہام مین تھی ہی نہین کبھی فرماتے ہین کہ اس مدت کے بعد بھی وہ مرگیا تو موت کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

اس سے بھی زیادہ لطیف بات جو ایماندار کو حیرت مین ڈال دے یہ ہے کہ مرزا جی کشتی نوح کے صفحہ [illegible] مین لکھتے ہین کہ" پیشین گوئی مین یہ بیان تھا کہ فریقین مین سے جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو وہ (آتھم) مجھسے پہلے مرگیا" ناظرین پیشین گوئی کے الفاظ اوپر نقل ہو چکے پھر دوبارہ دیکھ لیجئے اس مین پہلے پیچھے کا ذکر نہین پندرہ مہینہ کی قید ہے جھوٹ بولے تو اتنا تو بولے لاحول ولا قوۃ الا باللہ آخر مین مرزا صاحب نے دیکھا کہ ان تاویلات سے کچھ بات بنتی نہین لہذا آپ نے یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ انبیا علیہم السلام کی سب پیشین گوئیان پوری نہین ہوتین حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشین گوئیان (خاکش بدہن) غلط ہو گئین۔

منکوحۂ آسمانی کی پیشین گوئی۔ یہ بھی ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور مرزا صاحب کے جھوٹے اور بڑے بدتر ہونیکے لئے قطعی شہادت ہے۔

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مسماۃ محمدی بیگم جو مرزا احمد بیگ کی لڑکی تھی اور مرزا غلام احمد کی قریبی رشتہ دار تھی

مرزا صاحب کو پسند آ گئی اور اس کے عشق نے مرزا صاحب کے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ بیچین ہو گئے اگر سیدھے سادے طریقہ سے نکاح کی درخواست کرین تو منظوری کی امید نہین کون اپنی نوجوان لڑکی کا نکاح ایک ایسے بوڑھے کے ساتھ کر دیتا جسکی بی بی بچے بھی موجود ہین اور ساتھ ہی کذاب و دجال بھی ہے لہذا جھٹ مرزا صاحب نے ایک وحی تصنیف کی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے عقد مین آئیگی اور اسکا نکاح آسمان پر تیرے ساتھ پڑھ دیا گیا اب تو دنیا مین اس نکاح کی سلسلہ جنبانی کر اگر لڑکی کا باپ راضی ہو گیا تو بڑی خیر و برکت اس نکاح مین ہوگی اور لڑکی کے باپ کو بھی بہت فوائد ہون گے اور اگر اسنے تمہارے ساتھ نکاح منظور نہ کیا تو لڑکی کا انجام برا ہوگا جس دوسرے شخص کے ساتھ وہ بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے ڈھائی سال تک اور لڑکی کا باپ تین سال تک فوت ہو جائیگا۔ اس وحی کے بعد مرزا صاحب نے بڑے بڑے اشتہارات حسب عادت شایع کئے اور اس پیشین گوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا اور اعلان دیا کہ پیشین گوئی پوری نہ ہو تو بیشک مین جھوٹا اور بدسے بدتر ہون۔ یہ بھی لکھا کہ یہ نکاح میرے مسیح موعود ہونے کی خاص علامت ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہے۔ ان اشتہارات کے بعد مخفی کوششین بھی مرزا صاحب نے بہت کین احمد بیگ کو بھی خط لکھے احمد بیگ کے بہن کی لڑکی عزت بی بی مرزا جی کے لڑکے فضل احمد کے نکاح مین تھی اس لڑکے سے بھی خط لکھوائے یہ بھی لکھا کہ اگر محمدی کا نکاح میرے ساتھ نہ ہوا تو مین قسم کھاتا ہون کہ عزت بی بی کو اپنے لڑکے سے طلاق دلوا دون گا یہ سب کچھ ہوا مگر محمدی ان کے نکاح مین نہ آئی احمد بیگ نے فوراً اسکا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا مرزا غلام احمد نے بہت کچھ پیچ و تاب کھایا مگر ہو کیا سکتا تھا پیشین گوئی بڑی دھوم سے جھوٹی ہو گئی۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ مین نے کب کہا تھا کہ وہ باکرہ ہونے کی حالت مین میرے عقد مین آئیگی وہ ضرور بیوہ ہوگی اور ضرور میرے نکاح مین آئیگی جلدی کیون کرتے ہو اگر یہ نکاح نہ ہو تو مین جھوٹا مگر افسوس اور ہزار افسوس مرزا صاحب مر گئے اور محمدی بیگم مع اپنے شوہر مرزا سلطان محمد کے خوش و خرم موجود ہے۔

یہ قصہ اگر پوری تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب فیصلۂ آسمانی جو مونگیر سے ملیگی اور الہامات مرزا جو امرتسر سے ملیگا دیکھو۔ یہان بھی چند مختصر ضروری عبارتین مرزا صاحب کی نقل کیجاتی ہین۔

مرزا جی اپنے اشتہار مرقومہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء مین لکھتے ہین۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھسے فرمایا کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلان کے

نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کرا اور اُن کو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائیگا اور یہ نکاح تمھارے لئے موجب برکت اور ایک علامت کا نشان ہوگا اور اُن تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ - فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اُس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اُس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور اُن کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اُس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے ۔“

پھر مرزا صاحب ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ میں لکھتے ہیں ۔

” چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیشین گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائینگی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے ۔“

پھر محمدی بیگم کے نکاح ہو جانے کے بعد جب مرزا جی پر اعتراض ہوا کہ محمدی بیگم دوسری جگہ کیوں بیاہی گئی تو مرزا جی الحکم مورخہ ۳۰ - جون میں حسب ذیل جواب دیتے ہیں ۔

” وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائیگی ۔“

پھر مرزا صاحب نے شہادۃ القرآن صفحہ ۱۰۱ میں یہ بھی تصریح کر دی کہ یہ پیشین گوئی دراصل چھ پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ۔

ان میں وہ پیشین گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اُس کے اجزا یہ ہیں (۱) مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کے اندر فوت ہو (۲) پھر اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو (۵) پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے ۔ مرزا جی انجام آتھم صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں ۔

” میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم (یعنی کسی شرط کے ساتھ مشروط

نہیں) اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائیگی ۔“

پھر انجام آتھم صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں ۔

” یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی داماد احمد بیگ کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا ۔ اے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جسکی باتیں نہیں ٹلتیں ۔“

لیکن جب مرزا جی کی مقررہ میعاد گذر گئی اور محمدی بیگم کا شوہر مرا نہ کوئی بلا محمدی بیگم پر آئی تو مرزا صاحب کس صفائی سے جواب دیتے ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۶ میں ہے ۔

” احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُسکے اقارب پر غالب آگیا یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے خط بھی لکھے کہ دعا کرو بس خدا نے ان کے اس خوف اور اسقدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشین گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈالدی ۔“

اور تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ میں لکھتے ہیں ۔

” یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا آسمان پر میرے ساتھ نکاح پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی وہ یہ کہ ایتھا المرءۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا ۔“

یہی لطیفہ ہے کہ مرزا صاحب جس شرط کا ذکر کر رہے ہیں وہ شرط اگر تھی تو بلا کے ٹل جانے کیلئے تھی کیا محمدی بیگم کا مرزا کے ساتھ نکاح ہو جانا کوئی بلا تھا جو شرط کے پورا کرنے سے ٹل گیا ۔ یہ مرزا کی بدحواسی نہیں تو کیا ہے ۔

اس نکاح پر بڑی بحثیں مرزا کے مرجانے کے بعد ہوئیں ۔ نور الدین صاحب خلیفہ اول تو فرماتے ہیں کہ میرے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا قیام قیامت تک محمدی بیگم کی اولاد میں سے کسی کا مرزا صاحب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نکاح ہو جائیگا تو بھی یہ پیشین گوئی پوری ہو جائیگی اور قاضی اکمل صاحب جو مرزائیہ کے ایک رکن اعظم ہیں رسالہ تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب سے منکوحۂ آسمانی کے الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی اور یہ خود مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ انبیاء سے وحی کے سمجھنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے ۔ بس آخری جواب یہی ہے کہ مرزا جی کی پیشین گوئی غلط نکل گئی تو کوئی عیب نہیں اور نبیوں کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں ۔ نعوذ باللہ ۔

اس تقریر کو سنکر سکریٹری صاحب فبہت الذی کفر کے مصداق بنکر چل دیے ۔

خطاب بمسلمانان ساونت واڑی - از مدیر النجم عافاہ ربہ

برادران دینی کو بعد سلام مسنون معلوم ہو - آپ لوگوں نے اپنے خطوط[1] مین یہ لکھکر کہ آپ کا علاقہ فتنۂ مرزائیت سے پاک ہوگیا اور یہ کہ اُن مواعظ کی برکت سے جو وہان ہوے دینداری کا ولولہ مسلمانون کے دل مین پیدا ہوا - خدا کی مسجدین آباد ہوگئین - مجھے مسرور و خوش وقت کیا جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً -

یہ نتائج میرے ناچیز بیان کے نہین ہین بلکہ یہ تاثیر اُن آیات قرآنیہ کی ہے جو اُن مواعظ مین پڑھی گئین ؎

این قدر مستی و مدہوشی نہ حد بادہ بود   با حریفان اینچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد

مگر پوری مسرت کا وقت وہ ہے جب مین سنون کہ اب اُس علاقہ مین کوئی سات برس کا بچہ لڑکا یا لڑکی کسی مسلمان کے گھر مین بے نمازی نہین مرد عورت بچے سب نماز کے پابند ہوگئے اور موجودہ مساجد نمازیون کے لئے ناکافی ہوگئین[2] بلکہ اصل مسرت اُس وقت ہوگی جب اس حالت پر استقامت معلوم ہو حق تعالیٰ نے ان لوگون پر سخت ناخوشی کا اظہار کیا ہے جو خدا کی عبادت شروع کرکے پھر چھوڑ دیتے ہین قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ترجمہ بعضے لوگ وہ ہین جو ایک کنارے پر (یعنی ناپائدار حالت مین) خدا کی عبادت کرتے ہین کہ اگر اُن کو کچھ بھلائی پہونچی تو اُس بھلائی پر مطمئن ہوگئے اور اگر کچھ آزمایش پیش آگئی تو اپنے منھ کے بل (جدھر سے آئے تھے اُسی طرف) لوٹ گئے -

استقامت کی تدبیر یہ ہے کہ تذکیر کا سلسلہ برابر قائم رہے اور قرآن کریم کے مطالب عالیہ مسلمانون کے کان تک پہونچتے رہین - کم از کم نماز کے متعلق جو تنابوے آیتین مین نے کتاب الصلوٰۃ[3] مین مع ترجمہ و تفسیر جمع کردی ہین اسی کا کچھ حصہ روزانہ سنایا جائے - کتاب الصلوٰۃ نہ مل سکے تو النجم[4] دور جدید کی جلد اول کے پہلے نمبر مین کچھ آیتین لکھی

---

[1] فقیر محمد صاحب کے خط مورخہ ۲۱ دسمبر مین ہے کہ "آپ یہ سنکر خوش ہون گے کہ ساونت واڑی مین آپکے واعظ حسنہ نے ایک نئی روح پھونک دی اور دینداری کا ولولہ لوگون کے دلون مین موجزن کردیا - سنا جاتا ہے کہ اب بروز جمعہ مسجد بالکل پر رہتی ہے باندہ کو ڈال وغیرہ مین بھی یہی حال ہے دعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ہم لوگون کو اسلام کی خدمت کرنیکی توفیق دے" انتہیٰ بلفظہ ۱۲

[3] کتاب الصلوٰۃ انجمن اسلامیہ نانپارہ ضلع بہرائچ نے اپنے مصارف سے چھاپی - اور مفت تقسیم ہوتی ہے یہ معلوم نہین کہ ختم ہوگئی یا کچھ نسخہ باقی ہین ۱۲

[4] النجم کا نمبر مذکور چار عدد ہدیۃً شیخ آدم صاحب چنفر صوبہ دار کے نام بھیجا گیا ہے کہ وہ خود سناوین اور دوسرے شائقین کو دیدین ۱۲

گئی ہین اسی کو بطور وعظ کے سنایا جائے اور سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی دیندار عالم کو ساونت واڑی مین قیام کی ترغیب دی جائے اور وہ کتاب اللہ کا باقاعدہ درس دین - ایمان کیا چیز ہے توحید کی کیا حقیقت ہے عقیدۂ رسالت کا کیا مطلب ہے قیامت کا یقین کیسا ہونا چاہیئے - خدا کا خوف خدا کی محبت اور عبادت کے نتائج یہ تمام باتین کتاب اللہ سے بے تعلق ہوکر نہین معلوم ہوسکتین -

خدا کا جو بندہ اپنے بھائیون کے دیندار بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا اور سب سے پیارا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى - وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ ترجمہ اُس سے زیادہ اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف لوگون کو بلائے - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ حَبَّبَ اللّٰهَ اِلَى عِبَادِهٖ ترجمہ سب سے زیادہ خدا کو وہ بندہ محبوب ہے جو اللہ کی محبت اسکے بندون کے دل مین پیدا کرائے -

فتنۂ مرزائیت کا اس وقت تو بیشک بفضلہ تعالیٰ قلع و قمع ہوگیا ہے مگر اسپر مطمئن ہوجانا نہ صرف جہل بلکہ بے دینی کی علامت ہے چاہیئے کہ مرزا کے رد مین جو کتابین ہندوستان کے علما نے لکھی ہین وہ سب جمع کیجائین اُنکا مطالعہ ہو ان کے ضروری مطالب کے اشاعت ہو - اگر صرف خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابین منگالی جائین تو وہ کافی ہین ان کے مطالبہ سے معمولی علم و فہم کا آدمی بھی مرزائیون کے بڑے بڑون سے مناظرہ کے قابل ہوسکتا ہے اور مرزا کے دجال و کذاب ہونے کو اچھی طرح ثابت کرسکتا ہے -

المختصر دین کی محبت ہونی چاہیئے دین کی خدمت کرنی چاہیئے ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دین کی فکر سے کسی وقت خالی نہ ہو دین کو ہر چیز پر مقدم کرے -

غم دین خور کہ غم غم دین ست   ہمہ غمہا فرو تر از این ست

اور آخری بات یہ ہے کہ دعا مین اس ناچیز کو بھی یاد رکھئے حق تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا کرے کہ ایمان پر قائم رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے - آمین -

تمت

مرزائیت کے رد مین چند نفیس کتابین

صیحہ زنگون ۔ رنگون مین خواجہ کمال الدین مرزائی حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد مین جامع کتاب کہ پھر اس ... قیمت
بعد دوسری کتاب کی ضرورت نہین

فیصلہ آسمانی (حصہ اول مع تتمہ) | اسمین مرزا صاحب کی عظیم الشان پیشگوئی کو غلط ثابت کرکے انکی ذاتی حالت خود ان کے خطوط سے اور انکی نفسانی خواہش ...
جھوٹا ثابت کیا ہے اور تتمہ مین انکے متبعین نے جو بعض ... لکھے ہین ان کا دندان شکن جواب دیا ہے   قیمت

حصہ دوم فیصلہ آسمانی اسمین مرزا صاحب کے خود ... اقرار ... ثابت کیا ہے اور انکے عظیم الشان نشان ... صداقت ... کو نہایت محققانہ طور سے باطل کیا ...

حصہ سوم فیصلہ آسمانی اسمین نہایت تحقیق سے قرآن مجید کی نصوص قطعیہ سے اور احادیث صحیحہ سے مرزا صاحب کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے اور انکی تحریر ...
اور انکے مسیح کی حقیقت ... ایسی تحقیق سے لکھی گئی ہے کہ متقدمین متاخرین کسی کی تصنیف مین نہین لکھی گئی   قیمت

حقیقۃ المسیح ... مسیح ... کی حالت لکھ کر مرزا صاحب کی حالت کو منطبق کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ہرگز مسیح موعود نہین انھون نے ...
کہ تمام مسلمانان عالم کو کافر بنایا اور کچھ نہ کیا

معیار المسیح جدید مسیحی ... مسلمانون کو فریب دیکر بعض آیتون سے مرزا صاحب کا سچا ہونا ثابت کرتے تھے ...
آیتون سے انکا جھوٹا ہونا نہایت واضح طریقہ پر ثابت کیا گیا   قیمت ۳

تنزیہ ربانی اس مختصر رسالہ مین علما حقانی کے اُن اعتراضات کے بعض مرزائیون نے جو مہمل جواب دیے تھے ان کے
فریب کو اظہر من الشمس کرکے دکھایا گیا ہے ۔ (یہ رسالے بالکل ختم ہوگئے ہین مگر طبع کی سخت ضرورت ہے)

معیار صداقت مضمون بالا پر جدید طرز سے نئے دلائل لکھے گئے ہین ۔   قیمت ...

دوسری شہادت آسمانی مرزا صاحب نے جو ۱۳۱۲ھ کے رمضان شریف کے کسوف خسوف کے اجتماع کو اپنے لئے
آسمانی شہادت بیان کیا تھا اسکا غلط ہونا ثابت کیا ہے اور جس حدیث کا مرزا صاحب صحیح ہونے کا دعوی کرتے تھے اس کو موضوع
ثابت کیا گیا ہے ... اس کتاب مین یہ ہے کہ اسمین اس امر کا ثبوت دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے
بعد ایسا اجتماع متعدد بار ہوا ہے اور ایسے اجتماع کے وقت مرزا صاحب کے ایسے مدعیان نبوت کاذبہ نے نبوت کا دعوی بھی کیا ہے   قیمت ۶

صحیفہ رحمانیہ ... نمبر اسکے ... چکے ہین اور سب قابل مطالعہ ہین   قیمت

نوٹ ۔ یہ سب کتابین مونگیر خانقاہ رحمانی سے ملینگی اور صیحہ زنگون عمدۃ المطابع لکھنؤ سے

بذل المجہود فی حل سنن ابی داود

(جلد اول)   مؤلفہ   (حامل متن)

حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت الحافظ الحجۃ فخر المحدثین مولانا الحاج **خلیل احمد** سہارنپوری
لا زالت شموس فیوضہ بازغۃ و بدور انوارہ طالعۃ جو کئی سال سے زیر طباعت تھی اور ہر شخص اسکی طیاری کا منتظر
مین سراپا چشم بنا ہوا تھا الحمد للہ کہ اسکی **جلد اول** تیار ہوکر فروخت ہونی شروع ہوگئی ۔ اسکی تشہیر اسقدر
کافی ہوچکی ہے کہ اب اسکی تفصیل و توضیح کی ضرورت نہین رہی ۔ تاہم نمونہ علیحدہ موجود ہے جو صاحب
ملاحظہ فرمانا چاہین وہ نمونہ منگا کر ملاحظہ فرمالین ۔ جلد اول جسکے تقریباً چار سو صفحے ہین ۔ **ابواب
صفۃ الصلوۃ** تک پہونچی ہے ۔

بذل المجہود جلد اول مین علاوہ حل مطالب، توضیح معانی، تحقیق لغات وغیرہ کے امور ذیل خاص توجہ سے لکھے گئے ہیں

۱ ۔ ہر ہر راوی سے مفصل کلام کیگئی جس راوی کا ابتدا ذکر آیا ہے اُس کی پوری جرح و تعدیل تحریر فرمائی گئی
۲ ۔ جو راوی مکرر آیا ہے اُسپر اُس صفحہ کا ہندسہ ڈالا گیا جس مین اُسکا مفصل بیان گذرا ہے ۳ ہر مسئلہ مین مذاہب
[illegible] کے بعد مذہب حنفیہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور حنفیہ کے دلائل کے بعد دوسرے ادلہ کا جواب بھی دیا گیا ہے ۔
۴ ۔ جو روایات مذہب حنفیہ کے بظاہر خلاف ہوتی تھین اُن کی مختلف توجیہات فرمائی ہین ۔
۵ ۔ جو روایات کہ بظاہر ترجمۃ الباب کے مخالف معلوم ہوتی تھین اُن کی توجیہ فرماکر ترجمۃ الباب سے موافقت بیان فرمائی ہے ۔
۶ ۔ جو روایات کہ مصنف نے تعلیقاً ذکر فرمائی ہین حضرت شارح نے دوسری کتب سے اُن کا اتصال ظاہر فرمایا ہے ۔
۷ ۔ جو روایات کہ مصنف نے اُن کو مختصراً ذکر فرمایا تھا اور دوسری جگہ وہ مفصل پائی گئین اُن کا حوالہ ذکر فرمایا ہے
۸ ۔ سب سے انوکھی بات یہ ہے کہ مخرجا محدثات سے خاص طور پر احتراز فرمایا ہے کلام قدما کے کلام سے اخذ فرماکر اسکا حوالہ بھی تحریر فرمادیا
غرض یہ شرح اپنی اُن خصوصیتون کی وجہ سے جو اسکے سوا کسی جگہ نہین پائی جاتین ایک ایسی بے نظیر شرح ہوگئی ہے کہ اپنا ثانی اسوقت
مین نہین رکھتی جلد اول تین قسم کے کاغذون پر طبع ہوئی ہے ۔ کاغذ عمدہ سفید ہے، کاغذ بلوائتی ہے، کاغذ سپیر سفید ہے
چونکہ اسکے نسخے زیادہ مقدار مین طبع نہین کئے گئے اسلئے اہل مدارس و اہل علم جلد از جلد توجہ فرمائین ۔ فقط **نوٹ** جلد ثانی زیر طبع ہے اور
انشاء اللہ بہت جلد تیار ہونیوالی ہے خریداران کیلئے ضروری ہے کہ جلد ثانی کی فرمائش بھی ساتھ ہی ساتھ روانہ فرمادین تاکہ ... زیادہ ...

المشتہر عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۱۱ و ۱۲

نمبر ۲۱ جمادی الآخرہ و رجب المرجب ۱۳۴۲ھ | جلد ۳

بہ اہتمام محمد عبدالشکور مدیر النجم
دفتر النجم محلہ ...
مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

ماءُ اللحم

انگوری - دو آتشہ نہایت نفیس

طب یونانی کو اپنی جن ایجادات پر ناز ہے آج بڑی ترقی اور تحقیقات کے دعوے
کرکے بھی ایجاد نہ ہو سکی اُن میں ایک چیز ماء اللحم ہے۔
تمام اعضاء رئیسہ کی تقویت اور معدہ کو قوت دینے اور ہر قسم کی طاقت پہونچانے
خون صالح کے پیدا کرنے میں بے نظیر چیز ہے۔
کئی قسم کے گوشت اور بہت سی مقوی و مفرح دواؤں اور انگور انار سیب وغیرہ
پھلوں سے تیار ہوتا ہے مشک خالص اور زعفران بھی پڑتا ہے۔
نسخہ وہی قدیم مجرب حضرت جد اعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ سب اجزا پورے وزن
سے ڈالے جاتے ہیں خود اپنے اہتمام سے کوئی شخص کشید کرائے تو البتہ یہ بات میسر
ہو سکتی ہے۔ یہ ماء اللحم کئی سال تک دفتر النجم میں کشید ہوتا رہا اور اپنے فوائد میں سریع التاثیر
اور بے مثل ثابت ہوا مگر اب کئی سال سے یہ سلسلہ بند تھا ابکی مرتبہ گرمیوں ہی سے لوگوں کے تقاضے
شروع ہو گئے تھے لہذا پھر کشید کیا گیا۔ سب چیزیں گران دوگنی چوگنی قیمت پر ہیں مگر پھر
بھی حتی الامکان قیمت میں ارزانی کی گئی ہے۔ قیمت فی بوتل تین روپیہ محصول ڈاک و خرچ پیکنگ
بذمہ خریدار چھ بوتل کے خریدار سے صرف پندرہ روپیہ قیمت لی جائیگی نقد بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیے۔

راقم کمترین انام عبدالمومن عفا عنہ دفتر النجم لکھنؤ

قواعد

۱- یہ رسالہ ہر ماہ مین دو بار ہر ہجری مہینہ کی اول و آخر تاریخ مین شایع ہوتا ہے -

۲- رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات و ٹائٹل کے ۳۰ صفحہ ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زائد بھی ہو جاتا ہے -

۳- نام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا -

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
[illegible]	[illegible]	[illegible]

ممالک غیر سے بقدر زیادتی محصول مرز قیمت مین اضافہ جو صاحب صرف رسالہ چندہ دین گے وہ ماہوار بین [illegible]

۴- چندہ ہر حال مین پیشگی لیا جائیگا -

۵- رسالہ کا آغاز ماہ محرم سے ہے -

۶- جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرین گے اگر نصف سال نہ ہوا ہوگا تو آغاز سال سے اور بعد نصف سال کے جب سے وہ چاہین پرچہ کا اجرا ہوگا -

۷- نمونہ کا پرچہ ۳ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے -

۸- غیر موصول پرچہ آیندہ اشاعت سے پہلے طلب کرنا چاہیئے -

۹- جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے -

۱۰- فحش اشتہارات اور مبالغہ آمیز اشتہارات النجم مین شایع نہ ہون گے - مہذب اور [illegible] اشتہارات کی اشتہارات کی اشاعت اجرت حسب ذیل ہوگی -

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانون مین اتباع شریعت کی روح پھونکنا - مخالفین اسلام کے [illegible] حملون کا جواب دینا -

بالفعل چونکہ شیعون کے حملے بہت زیادہ ہین اور ہندوستان مین کوئی ان کا جواب دینے والا نہین ہے اس لئے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے -

جو اہل علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد پر کوئی مضمون عنایت فرمائین گے نہایت شکر گذاری کے ساتھ شایع کر دیا جائیگا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۱۲ جلد سوم

۲۱- جمادی الآخرہ ۱۳۴۴ھ

جون پور

اس ماہ رجب مین دو مرتبہ اس حقیر کا جانا جون پور ہوا - الحمد للہ ثم الحمد للہ اسوقت جون پور کی حالت نہایت مسرت انگیز ہے - ان مین دینداری کا خاص جوش ہے - نماز کا خدا کی عبادت کا خاص ولولہ دلون مین موجزن ہے خدا کی مسجدین آباد ہو رہی ہین سات برس کے بچے نماز کے پابند ہو رہے ہین - باہم مسلمانون مین اتحاد [illegible] ترقی کر رہا ہے اس وقت وہان کی کیفیت یُعجِبُ الزُّرَّاعَ اور لِیَغِیظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ دونون کی جھلک دکھا رہی ہے خدا ایسا کرے کہ یہ حالت ترقی کرے - اسمین استقلال و استقامت پیدا ہو اور حق تعالیٰ ان کے تمام کامون کو اپنے وجہ کریم کیلئے خالص کرے -

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

دوسری مسرت سب سے زیادہ یہ ہے کہ جون پور مین ہر طبقہ کے لوگ یکسان دین کی خدمت کرنے کو تیار ہین شیعہ علماء نے جب مناظرہ کی خواہش کی تو ان کو صاف لفظون مین یہ اعلان دیا گیا کہ تمھارے بڑے سے بڑے مجتہدین سے مناظرہ کے لئے جناب مولوی علی حسن صاحب قدوائی مولوی فاضل مختار عدالت اور جناب مولوی حکیم عبد الشکور صاحب مرزاپوری تیار ہین اور مدیر النجم کو تو مناظرہ کی خواہش اسوقت کرنا جب اپنے امام غائب علیہ السلام کو مدارس من رائے سے باہر لانا آخر مین اس حقیر نے اتنا اور کہدیا کہ اگر کوئی مجتہد صاحب آمادہ مناظرہ ہون تو انشاء اللہ یہ حقیر بھی حاضر ہو لیکن کسی شیعہ کے امکان مین نہین ہے کہ وہ کسی مجتہد کو میرے مناظرہ کے لئے آمادہ کر سکین کیونکہ

ان کے مجتہدین اپنے مذہب کی حقیقت اور طاقت سے خوب واقف ہین لہذا وہ کسی طرح ہمت نہین کر سکتے ؛ ذی ...
صاحب جنکا نام نامی اوپر لکھا گیا نہایت مستعد ہین اور بفضلہ تعالیٰ مجھے پورا اعتماد ہے کہ واقعی شیعون کے بڑے سے بڑے
مجتہد صاحبان سے اچھی طرح مناظرہ کرین گے اور ان کا مناظرہ اعلیٰ پیمانہ پر ہو گا - اللھم ایدہما بنصرک العزیز

اعانت النجم

۱- جناب شیخ حسن الرحمن صاحب رئیس بڑاگاؤن ضلع بارہ بنکی نے کسی مستحق کے نام النجم جاری کرنے کے لیے ...
عنایت فرمانے چنانچہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ کے نام جسکی درخواست پہلے سے آئی ہوئی تھی جاری کر دیا -
۲- برادران جونپور نے معرفت مولوی حکیم محمد یسین صاحب کے پچاس روپیہ دیا لہذا کم استطاعت صاحبان
اپنی درخواست بھیجین دو روپیہ درخواست کرنے والے صاحب سے لیے جائینگے - اور دو روپیہ اس رقم سے
اس طور پر پچیس خریدارون کے لئے یہ رقم کافی ہو سکتی ہے غیر مستطیع شائق کو بشرط تصدیق مفت بھی پرچہ دیا جا سکتا ہے

جناب مولوی علی حسن صاحب کا ایک انعامی مضمون ، سرجب کے پرچہ منسلکہ ہذا مین ہدیۂ ناظرین ہے - شیعون کو چاہئے
کہ انعام حاصل کرنے کی کوشش کرین اور اپنے علما سے جواب اسکا لکھوائین -

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کے مواعظ و نصائح کے چند موتی

گذشتہ اشاعت مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات کا مختصر انتخاب ہدیہ ناظرین ہو چکا
ہے - اس مرتبہ حضرت فاروق اعظم کے حکیمانہ مواعظ کا نہایت مختصر انتخاب درج ذیل کیا جاتا ہے - یہ انتخاب
بھی کتاب عالی نصاب ازالۃ الخفاء سے اخذ کیا گیا ہے - حق تعالیٰ مسلمانون کو اس سے منتفع ہونے کی توفیق دے آمین

علم و علماء کے متعلق

(۱) فرمایا کہ اے لوگو علم دین حاصل کرو - علم دین کا کچھ حصہ بھی کسی کو مل جائے تو
اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی چادر اس کو اڑھا دیتا ہے پھر اگر اس شخص سے کوئی گناہ ہوتا ہے
تو خدا اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے پھر گناہ ہوتا ہے تو پھر توفیق دیتا ہے پھر گناہ ہوتا ہے تو پھر
توفیق دیتا ہے اپنی چادر اس سے نہین چھینتا -

۲- فرمایا کہ ایک عالم کا مرجانا جو خدا کے حلال و حرام کا علم رکھتا ہو ہزار شب بیدار ، روزہ دار عابدون کی
موت سے زیادہ مصیبت کی چیز ہے -
۳- فرمایا مین اس امت کے لئے سب سے زیادہ خطرناک علم والے منافق کو سمجھتا ہون پوچھا گیا کہ منافق علم والا
کیسے ہو سکتا ہے فرمایا زبان اسکی عالم ہوتی ہے مگر دل جاہل ہوتا ہے -
۴- فرمایا جب کسی عالم کو دیکھو کہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو دین مین اسکا اعتبار نہ کرو کیونکہ ہر شخص
اپنے محبوب کے خیال مین غرق رہتا ہے -
۵- فرمایا علم سیکھو اور علم کے لئے سکون اور وقار اور حلم حاصل کرو -
جب حضرت فاروق کی وفات ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ مین سمجھتا ہون علم کے دس
حصون مین سے نو حصہ چلے گئے کسی نے کہا کہ آپ ایسا فرماتے ہین حالانکہ ابھی اجلہ صحابہ موجود ہین تو
انھون نے فرمایا کہ تم لوگ جس چیز کو علم کہتے ہو وہ میری مراد نہین میری مراد علم باللہ ہے -

نماز کے متعلق

(۶) حضور ممدوح نے اپنے تمام حکام صوبہ کو لکھکر بھیجا کہ تمھاری تمام کامون مین
سب سے زیادہ اہتمام کے لائق میرے نزدیک نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کی
اور نماز کے قواعد کی نگہداشت کی اُس نے اپنا دین محفوظ کیا اور جس نے نماز کو
ضائع کیا وہ دین کی دوسری باتون کو بدرجہ اولیٰ ضائع کر دے گا -
۷- جب زخمی ہوے تو فجر کی نماز کا وقت تھا - زخم سے خون جاری تھا اسی حالت مین فجر کی نماز
پڑھی اور فرمایا جس نے نماز ترک کر دی اسکا اسلام مین کچھ حصہ نہین -
۸- فرمایا کہ مجھے نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھنا شب بیداری سے زیادہ پسند ہے -
۹- فرمایا کہ قیامت کے دن میزان اعمال پر بعض لوگ وہ ہون گے جنکے بال اسلام مین سفید ہوئے
تھے مگر انھون نے کوئی نماز خدا کے لئے تکمیل کو نہ پہونچائی تھی نماز مین نہ ان کو خشوع و خضوع ہوتا
تھا نہ اُن کے دل کی توجہ اللہ کی طرف ہوتی تھی -
۱۰- فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمانون کو نماز مین دیکھ لیا کرو جو نہ آئے ہون وہ اگر بیمار ہون تو ان کی
عیادت کو جاؤ اور اگر تندرست ہون تو اُن پر عتاب کرو -
۱۱- آدھی رات کو اٹھکر نماز تہجد پڑھنا حضرت فاروق اعظم کو بہت مرغوب تھا -

۱۲۔ اخیر عمر مین پے در پے روزے بکثرت رکھتے تھے۔

۱۳۔ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ حضرت فاروق اعظم کی زبان پر اللہ اکبر بکثرت آتا تھا۔

۱۴۔ فرمایا کہ تمام عبادات نے اپنی اپنی بڑائی بیان کی تو صدقہ نے ثابت کیا کہ مین سب سے افضل ہون۔

۱۵۔ فرمایا کہ جو شخص حج بیت اللہ کے لئے جائے اور اس سفر سے اس کا مقصود سوا حج کے اور کچھ نہ ہو اور کعبہ کا طواف کرے وہ اپنے گناہون سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔

۱۶۔ فرمایا کہ مسجدین اللہ عز و جل کے گھر ہین اور جو شخص کسی کے گھر پر جائے تو صاحب خانہ پر حق ہے کہ اُسکی عزت کرے۔

۱۷۔ جب رمضان کا مہینہ آتا تو خوش ہو ہو کر فرماتے کہ مرحبا ہو گناہون سے پاک کرنے والے کیلئے مرحبا ہو گناہون سے پاک کرنے والے کیلئے سراپا نیکیون کا مہینہ ہے (کیا اچھا کام ہے) دن کو روزہ رکھنا رات کو نماز (تراویح) پڑھنا اس مہینہ مین اپنی ذات اور اہل و عیال پر خرچ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ مین خرچ کرنا۔

۱۸۔ جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے کہ یا اللہ تو میرے کھڑے ہونے کو دیکھ رہا ہے اور میری حاجت کو جانتا ہے اپنے دروازہ سے مجھکو اس حال مین واپس کر کہ میری حاجت روا اور میرا مقصد پورا ہو میری دعا قبول ہو مجھے بخشدے اور میرے اوپر رحم کر۔

۱۹۔ فرماتے تھے کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان مین معلق رہتی ہے اوپر نہین چڑھتی یہانتک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔

۲۰۔ امام محمد اپنے استاد امام اعظم امام ابو حنیفہ سے وہ امام باقر سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاروق اعظم زخمی ہوے تو حضرت علی بن ابی طالب اُن کی خدمت مین گئے اور کہنے لگے اللہ کی رحمت آپ پر نازل ہو اللہ کی قسم اب سوا آپ کے زمین پر کوئی نہین کہ اُسکے جیسے اعمال نامہ کی مین اپنے لئے خواہش کرون۔

(باقی انشاء اللہ آیندہ)

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

سوامی دیانند آنجہانی بانی آریہ سماج کی کتاب ستیارتھ پرکاش

باب ۱۴ کا بہترین جواب

المسمّٰی بہ

بیان الحق

المعروف بہ

ستیہ پرکاش

تالیف لطیف

مولوی حکیم حافظ عبد الشکور صاحب حنفی ۔ الہٰ۔ صدر مجلس

اسلامیہ حنفیہ مرزاپور

در مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہو کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

دیباچہ

مخالفین اسلام دو قسم کے ہین ۔ ایک قائلین الہام ۔ دوسرے منکرین الہام ۔ قسم اول مین سے
ایک اہل کتاب (یہودی ۔ عیسائی) ہین ۔ جن کے مذہب یا کتاب (توریت ۔ انجیل) کو اہل اسلام
مذہبًا الہامی تسلیم کرتے ہین ۔ لیکن بوجہ منسوخ اور محرف ہوجانے کے واجب العمل نہین مانتے ۔

دوسرے غیر اہل کتاب (ہنود و آریہ) ہین ۔ جن کے دہرم یا کتاب (وید) کو اہل اسلام چونکہ مذہبًا
الہامی نہین سمجھتے اس لئے واجب العمل بھی نہین مانتے ۔

اہل کتاب مین سے خصوصًا عیسائیون کو اہل اسلام سے مذہبی میدان مین علمی شکست کھائے
ہوئے ایک زمانہ گذر گیا ۔ جن کے پس خوردہ کا لذت چشیدہ غیر اہل کتاب مین سے جدید فرقہ آریہ سماج
مذہب مسلم و اسلام پر حملہ آور ہے ۔ اور ان کی مدافعت بھی جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کے مطابق
اہل اسلام پر فرض ہے ۔

الحمد للہ علماء اسلام نے اس فرض کو جس خوبصورتی سے بمقابلہ اہل کتاب ادا کیا تھا اسیطرح
بمقابلہ غیر اہل کتاب (آریہ سماج) بھی ادا کر رہے ہین ۔ چنانچہ میری یہ کتاب "بیان الحق" بھی اسی
سلسلہ کی ایک تصنیف ہے ۔ جو ہدیہ ناظرین ہے ۔ جس مین سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش باب ۱۴
(حق اعتراضات بر قرآن) کا مکمل جواب ہے ۔

نسبت تو یہ ہے کہ ہر نمبر کا جواب لکھون گا ۔ تاہم اگر کوئی مانع پیش آیا تو جس طرز سے لکھنے کا ارادہ ہے
دیباچہ آخر سورۂ بقر تک کے سوالون کا جواب بھی نہ صرف بقیہ نمبرون کے لئے کافی ہو گا ۔ بلکہ بمقابلہ
آریہ سماج حفاظت اسلام کے لئے مناظرین اسلام کے ہاتھ مین ایک معتد بہ ذخیرہ موجود ہو جائے گا ۔
انشاء اللہ تعالیٰ ۔

سوامی جی کا یہ طرز ہے کہ اول ایک "دیباچہ ضمنی" لکھا ہے ۔ پھر بقیہ بارہ دسوتہ (۱۵۹)
نمبرون مین بعض آیات قرآنی کا ترجمہ[1] درج کر کے ہر نمبر کے بعد بنام "محقق" اس ترجمہ (کے مضمون) پر
سوال اور ہر سوال کے ضمن مین متعدد اعتراض کیا ہے ۔

مین نے اول "دیباچہ ضمنی" کا جواب لکھنے کے بعد یہ کیا ہے کہ مستند اردو ترجمہ ستیارتھ پرکاش طبع
بار سوم مطبوعہ ۱۹۰۸ء سے نمبر دار سوامی جی کا پیش کردہ ترجمۂ آیات نقل کیا ہے ۔ ازان بعد اُسی نمبر کے ہر سوال
(کی ضروری عبارت) کو نمبروار بلفظ "سوامی" لکھکر بلفظ "مسلم" حتی الوسع الزامی اور تحقیقی مہذب
جواب دیا ہے ۔

الغرض ناظرین ۔ اس کتاب مین اسلام کے متعلق نہ صرف سوامی دیانند بلکہ تقریبًا آریون کے تمام
اعتراضات کے جوابات پائین گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

کتبہ
فقیر عبد الشکور آثمی مرزاپوری

[1] سوامی جی نے آیات قرآنی کے متعلق ہر قسم کی غلطیان کی ہین اور وہ تمام غلطیان بنام "اغلاط دیانند"
مین نے علٰحدہ ایک رسالہ مین جمع کر دی ہین ۔ بیان الحق کے ساتھ وہ رسالہ بھی دیکھنا اور رکھنا چاہیئے ۔ منہ ۱۲

جواب دیباچہ ضمنی

سوامی "قرآن عربی زبان مین ہے - اُس کا جو ترجمہ[۱] اردو مین مولویون نے کیا ہے - اُس ترجمہ کو بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا عربی کے بڑے بڑے عالمون سے صحیح کرانے کے بعد لکھا گیا ہے - اگر کوئی کہے کہ یہ ترجمہ ٹھیک نہین ہے تو اس کو لازم ہے کہ مولوی صاحبان کے کئے ہوے ترجمہ کی پہلے تردید کرے بعد ازان اس مضمون پر قلم اٹھائے "

مُسلم سوامی جی نے تین باتین بیان کی ہین - اول مولویون کا کیا ہوا اردو ترجمہ قران لیا گیا - دوم پھر اُس اردو ترجمہ کو عربی کے بڑے بڑے عالمون سے صحیح کرایا گیا - سوم تب اسکو بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا کیا گیا - اب میری سُنیئے ! ؎

پتے پتے کی تمھین ہم سُنائے دیتے ہین
جو کچھ حجاب ہے وہ بھی اُٹھائے دیتے ہین ۴

(۱) چونکہ اہل اسلام کے نزدیک ہر مولوی کا کیا ہوا اُردو ترجمہ قرآن معتبر نہین - اس لئے اگر وہ ترجمہ کرنے والے غیر مسلم یا مسلم غیر عالم یا مسلم غیر مستند عالم یا مسلم مستند عالم غلط ترجمہ کنندہ ہین تو ترجمہ غیر مستند ہے پس سوامی جی کے تمام اعتراضات ان مترجمین اور اُن کے غیر معتبر ترجمہ پر ہین - نہ کہ قرآن شریف پر - ہان اگر مسلم مستند عالم صحیح مترجم ہین - تو اُن مولویون کا راز صیغۂ راز مین کیون رکھا گیا ؟ ڈنکے کی چوٹ ظاہر کرنا چاہیے تھا - ورنہ جو ترجمۂ قرآن ستیارتھ پرکاش مین درج ہے - اہل اسلام کے نزدیک وہ نہ کسی مسلم مستند عالم کا صحیح ترجمہ ہے نہ عربی قرآن یا اُس کے صحیح ترجمہ پر اعتراض ہے - نہ مسلمان اس کے جواب کے ذمہ دار ہین - اور اگر اعتراض ہے تو خود سوامی جی کے پیش کردہ ترجمہ پر ہے - جس کے جواب کا ذمہ دار "رشی دیانند اور آریہ سماج" کے سوا اور کون ہوسکتا ہے - ؟

[۱] مگر سوامی دیانند کی بڑی سوانح عمری مین پنڈت لیکھرام لکھتے ہین کہ (سوامی جی مہاراج نے شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ سے بھاشا مین ترجمہ کروا رکھا تھا - صفحہ ۳۰۰) آریو بتاؤ کون جھوٹا ہے - گرو یا چیلا ؟ منہ ۱۲

(۲) جب مولویون کا کیا ہوا اُردو ترجمۂ قرآن شریف اہل اسلام کے نزدیک مستند تھا تو پھر اس کو عربی کے بڑے بڑے عالمون سے سوامی جی کو صحیح کرانے کی کیا ضرورت تھی ؟ نیز وہ صحیح کرنے والے عربی کے بڑے بڑے عالم کس دین و مذہب کے اور کون تھے ؟

(۳) سوامی جی کے فقرہ (جو ترجمہ اردو مین مولویون نے کیا ہے) کا اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید کا وہ ایک اُردو ترجمہ تھا - جس کو متعدد مولویون نے ملکر کیا تھا - تو یاد رہے کہ سوامی دیانند کے وقت مین شخصی اردو ترجمۂ قرآن موجود نہین - اور اگر یہ معنے ہے کہ متعدد شخصی ترجمے پیش نظر تھے تو ہر ایک کا نام بتانا چاہیے تھا -

(۴) پورے قرآن کا اُردو ترجمہ بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا کیا گیا تھا - یا صرف انھین آیتون کا کہ جن کا ترجمہ بغرض سوال ستیارتھ پرکاش مین درج ہے ؟ پہلی صورت مین علی الاعلان وہ مکمل قلمی نسخہ پیش کرنا چاہیے تھا - اور دوسری صورت مین جبکہ قرآن شریف دنیاوی علم و فن کی کتابون کی طرح مبوّب و مفصول نہین ہے (بلکہ وہ بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے مکمل الٰہی تعلیم ہے جس مین محکم و متشابہ' اجمال و تفصیل' وعد و وعید' قصص و حکایات' امثال و نظائر' اوامر و نواہی' ترغیب و ترہیب - حکمت و موعظت - توحید و رسالت' اور اس کے دلائل - مبدا و معاش' وغیرہ کا بلا باب و فصل حسب موقع و ضرورت بیان ہے) تو ایسی حالت مین قرآن کا سمجھنا ویسے ہی مشکل ہے - جیسے بقول سوامی دیانند وید کا سمجھنا محال ہے - ملاحظہ ہو :-

"صرف منتر سنکر یا محض دلیل سے منترون کے معنی کو بیان کر دینا کافی نہین ہے بلکہ سیغہ عمل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنی کرنے چاہئین - جبتک انسان مقام و موقع کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کرلے اور منترون کے معنے کو اچھی طرح صاف نہ کرلیوے - اور اپنے مضمون مین بلحاظ محاورہ علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے - تبتک وہ اچھی طرح خوش و بیان کے ساتھ عمدہ دلیل سے وید کے معنے بیان نہین کرسکتا " (رگ وید بھومکا صفحہ ۵۲)

بس ہم یہ کہنے کے مجاز ہین کہ چونکہ سوامی جی کو سیاق و سباق' ربط آیات وغیرہ کی خبر نہ تھی - اس لئے قرآن کو انھون نے نہین سمجھا یا سمجھا تو غلط سمجھا - رہا رشی دیانند کا بغرض سوال یا اعتراض بے ربط بعض آیات قرآن کے اُردو ترجمہ کو منتخب کرنا - اسکی حقیقت یہ ہے کہ

کہین کی اینٹ، کہین کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

ہاں بہر و صورت یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اس اردو ترجمہ قرآن کو بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا کرنے والے مسلم تھے یا غیر مسلم؟ وہ عربی زبان کے بھی ماہر تھے یا نہیں؟ اُن کا کیا نام تھا؟

تعجب ہے کہ سوامی جی سنسکرت اور آریہ بھاشا کے سوا نہ اُردو فارسی عربی جانتے ہیں نہ عربی سے اُردو میں ترجمہ کرنے والوں کا نام بتاتے ہیں۔ نہ اردو ترجمہ کے صحیح کرنے والے "عربی کے بڑے بڑے عالموں کو" ظاہر کرتے ہیں۔ نہ اس کو بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا کرنے والوں کو سامنے لاتے ہیں۔ لیکن باین ہمہ کس جرأت سے مسلمانوں کو دھمکاتے ہیں کہ "اول اپنے مولویوں کے کئے ہوئے اُردو ترجمہ قرآن کی تردید کرو تب ہمارے اعتراض کے جواب کے لئے قلم اُٹھاؤ"

ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

آریہ دوستو! تمہیں انصاف کرو! جب سوامی جی مولویوں کا نام خود چھپاتے ہیں۔ تو ہمیں کیا معلوم کہ کس کے اور کیسے مولوی کا ترجمہ ہے؟ پھر سوامی جی کے اعتراضوں پر قلم اُٹھانے کے لئے ہم کس مولوی کے ترجمہ کی تردید کریں؟

ستیارتھ پرکاش متعدد زبانوں میں کئی بار اب تک طبع ہو چکی ہے اور ہر بار صحت ہوئی۔ نوٹوں کا اضافہ بھی ہوا۔ مگر اس طرف آجتک آریہ سماج کو بھی توجہ نہ ہوئی۔ افسوس! ٦

(۵) قرآن فہمی کے لئے بامحاورہ ہو یا بے محاورہ، محض صحیح لفظی ترجمہ کافی نہیں بلکہ تفسیر کی بھی ضرورت ہے اور اہل اسلام کے نزدیک تفسیر بالنقل میں یہ قاعدہ مقرر و مسلم ہے کہ قرآن کی وہ تفسیر مستند ہے جو خود قرآن یا حدیث معتبر یا علی الترتیب صحابہ، تابعین، تبع تابعین، کے صحیح آثار و اقوال سے کیجائے۔

جب اس رعایت سے قرآن یا ترجمۂ قرآن کا مطالعہ کنندہ بغرض تحقیق و تسکین کوئی سوال، اعتراض یا شک و شبہ پیش کرے۔ تو اس کو اس کا گونہ حق ہے اور ہمیں جواب دینا فرض - ورنہ اس کو قرآن فہمی میں غلط فہمی ہونا لازم اور اس کے سوال اور اعتراض کا غلط ہونا خود ہی ظاہر ہے۔ لہذا جواب کی بھی ضرورت نہیں۔

لے بلکہ ان کے وقت کے ماہر شاستی پنڈت سوامی جی کے سنسکرت دانی کے بھی منکر تھے۔ اور بھاشا کے متعلق تو ستیارتھ پرکاش کے شروع دیباچہ صفحہ ۱ میں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کے طبع اول کیوقت کم واقف تھا اور بوقت طبع دوم (مہارت نہیں بلکہ صرف) ربط ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ سوامی جی سنسکرت اور بھاشا میں بھی ناقص تھے۔ رمنہ ۱۲

جیسے سوامی دیانند کہ لکھتے تو اپنے آپ کو محقق ہیں لیکن قابلیت تحقیق کا یہ حال ہے۔ کہ ان کو نہ عقل و نقل سے تعلق، نہ عربی سے واسطہ، نہ تفسیر سے مس، نہ کسی مسلم مستند عالم کی صحبت، نہ مضامین قرآن سے واقفیت، نہ شان نزول، سیاق و سباق، ربط آیات کے علم کا سلیقہ، مگر بات حرمان نصیبی کسی مجہول مترجم کے غیر صحیح، صرف لفظی، بے محاورہ، اردو ترجمہ کے برتے پر وہ بھی غیروں کی زبانی سنکر قرآن کی تحقیق کے لئے تیار ہیں۔ اس تہی دستی پر یہ اولوالعزمی؟ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

پس چونکہ غلط فہمی ہی سوامی جی کی "تحقیق" کی بنیاد ہے۔ اسی لئے قرآن شریف کے متعلق انکے تمام سوالات، اعتراضات، اور شکوک و شبہات غلط ہیں۔

سوامی "اس میں اگر کچھ خلاف لکھا گیا ہو تو شریف لوگ ظاہر کردیں اس کے بعد اگر مناسب ہوگا تو وہ مانا جائیگا"

تسلیم سوامی جی کا اصل کے خلاف یا غلط لکھنا۔ جب ظاہر کردیا جائیگا تو پھر اس کے "تسلیم و تصحیح" میں اگر مگر کیوں؟ کیا غلطی ظاہر ہو چکنے کے بعد اس کو غلط تسلیم کرنے کیلئے غلطی کے علاوہ کسی اور مناسبت کی ضرورت ہے؟

ع تمہیں بتاؤ کہ بات آپس کیا نکلتی ہے؟

ایک تو بے علمی، دوسرے غلط فہمی، اس پر بدنیتی، یہی وجہ ہے کہ ساری تحقیق علم و فضل کی نہیں بلکہ سب و شتم، کذب و افترا، غیظ و غضب، ضد و تعصب، جہل و خیانت کی رہین منت ہے۔ طرہ یہ کہ "کھانے کا اور دکھانے کا اور دانت والے" کی طرح سچ کو قبول کرنے اور جھوٹ کو چھوڑنے والے آریہ سماج کو آج اسی تحقیق پر ناز ہے۔

الغرض جب دیباچہ ہی میں یہ رنگ ہے تو دیکھئے سوامی جی آگے چلکر کیا نور برساتے ہیں ؎

آسان نہیں ہے دشت نوردی کچھ آرزو!
دن بھر ہے دھوپ خار مغیلاں تمام رات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نمبرا۔ شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

سوامی نمبرا "مسلمان کہتے ہین کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانون کے" ایسا کہتا"

مسلم الزامی جواب:- (۱) رگوید کے منتر اول مین ہے "ہم لوگ اوس اگنی کی تعریف کرتے ہین الخ"

(۲) یجروید ادھیائے ۳۱ - منتر ۷ مین ہے:- "اُس یگیہ سے جو سروہت اور پربرہم ہے رگوید سام وید چھند یعنی اتھروید چارون ظاہر ہوئے" (بھومکا صـ۶)

(۳) اتھروید کانڈ ۶ الوواک ۱۰ - ورگ ۴۸ منتر ۱ - مین ہے "اندر کی عنایت سے سبھا کے انتظام مین ہمیشہ اعلیٰ فتح وکامیابی حاصل ہو" الخ (بھومکا صـ۱۴۴)

آریہ کہتے ہین کہ وید خدا کا کلام اور اگنی، یگیہ، اندر اس کا نام ہے۔ لیکن ان منترون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو یون کہتا "تم لوگ مجھ اگنی کی تعریف کرو" "وید مجھ یگیہ سے جو سروہت ہون الخ" "مجھ اندر کی عنایت سے الخ"

تحقیقی جواب باپ یا استاد مثلاً تنبیہاً وتعلیماً اپنے بیٹے یا شاگرد سے کہے کہ "کہو اب ہم ایسی خطا کبھی نہ کرین گے یا آئندہ خوب محنت سے جی لگا کر پڑھین گے" تو کیا حقیقۃً یہ مقولہ اُس کے باپ یا استاد کا نہ ہوگا؟ ہان ضرور ہوگا۔ پس ایسا ہی چونکہ خدا معلم اور انسان متعلم ہے۔ لہذا خدا نے انسانون کو تعلیماً ارشاد کیا کہ "کہو مین شروع کرتا ہون۔ یا شروع کر۔ یا پڑھ اللہ کے نام سے" الخ اور یہ جواب فرضی نہین محض تمثیلاً نہین بلکہ واقعی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف مین اس کا صراحۃً نہ صرف قرینہ بلکہ حکم موجود ہے مثلاً اقراء باسم ربک الذی خلق (پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا) (پ ۳۰ سورہ علق)

پس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا کا قول اور قرآن اُسکا کلام ہے اور سوامی جی کا اعتراض غلط ہے۔

سوامی نمبر۲ اگر انسانون کو نصیحت کرتا ہے کہ تم ایسا کہو تو بھی درست نہین کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئے گا۔

مسلم اس جگہ کیا سارے قرآن بلکہ حدیث مین بھی کہین امر ناجائز یا گناہ پر بسم اللہ کہا گیا یا ایسا حکم ہے۔ ہان خدا کی حمد اور اس کے کلام پر البتہ کہا گیا ہے جس کے امر جائز ہونے سے سوامی جی اور ان کے چیلے آریون کے سوا کسے انکار ہوسکتا ہے؟ اور از روئے شریعتِ اسلامیہ بسم اللہ کہنا فقط ہر امر جائز پر سنت یا مستحب ہے اور امر ناجائز پر حرام۔ لہذا اس قرینہ اور حکم کے ہوتے امر ناجائز پر بسم اللہ کہنے کی ممانعت سمجھی جاتی ہے نہ کہ اجازت، پس یہ اعتراض خود سوامی جی کے نتیجہ فہم پر ہے، نہ کہ قرآن یا اسلام پر؟

سوامی نمبر۳ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق مین انسانون کے آرام کے واسطے دوسرے جاندارون کو مار سخت ایذا دلا۔ ذبح کرا "گوشت کھانے" کی انسانون کو اجازت کیون دی؟

مسلم (الزامی جواب) پرمیشور کو رحم مجسم تو آپ بھی مانتے ہین۔ اسی لئے پرماتما کو خود اپنی زبان فیض ترجمان سے دیالو اور ماتا (مان) پتا (باپ) پتامہ (دادا) پرپتامہ (پردادا) فرماتے ہین (ستیارتھ صـ۱۷) اب بچشم بصیرت یہ بھی ملاحظہ ہو کہ:-

(۱) گائے۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ کے دُودھ کا مستحق جبکہ خود اس کا بچہ ہے تو وید مین سینکڑون جگہ پرمیشور نے انسانون کو اُس کا دُودھ پینے کی اجازت کیون دی؟ کیا اس سے اس کے بچون کو ویسی ہی تکلیف نہین ہوتی جس طرح ایک عورت کا دودھ غیر کے بچہ کو پلایا جائے اور خود اُس کے بچہ کو اُس کا دودھ بالکل نہ ملنے یا کم ملنے سے تکلیف ہوتی ہے؟ نیز جس طرح عورت کو اپنے دودھ سے اپنے بچہ کی محرومی اور غیر کے بچہ کی شکم سیری باعث تکلیف ہوتی ہے ویسی ہی جانورون کو اپنے دودھ سے اپنے بچون کی محرومی اور آریہ صاحبون کی شکم پُری کیا سوہان روح نہین ہوتی؟ ضرور ہوتی ہے۔ پس ویدک پرمیشور اگر رحیم ودیالو ہے تو اس نے آریون کو ایسی ظالمانہ اجازت کیون دی؟

(۲) بقول سوامی دیانند (بحوالہ منوسمرتی در ستیارتھ پرکاش صـ۲۳۶) حسب عقیدہ تناسخ جب انسان گذشتہ جنم کے بُرے کرم کی سزا مین نباتات، حیوانات ہر دو قالب مین جنم لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ پھل پھول غلہ وغیرہ کے درخت بھی بروح انسانی جاندار ہین۔ پس اگر ایشور واقعی رحم مجسم ہے۔ تو اس نے درختون کو کاٹ کر مکان بنانے اور اس کو جلا کر کھانا پکانے۔ ساگ ترکاری۔ غلہ وغیرہ کا بھوجن

کرنے اور انسانوں کو اس کے آرام کے لئے جانوروں پر سواری کرنے۔ بوجھ لادنے۔ اس سے کھیت جوتنے کا حکم کیوں دیا ہے؟

(۳) بعض جانوروں مثلاً شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ کتا۔ بلی۔ چیل۔ گدھ۔ باز وغیرہ کو پرمیشور نے ایسا قالب کیوں دیا۔ اور ایسی طبیعت کیوں بنائی۔ کہ وہ گوشت خوری کرتے ہیں یا بہت سے جانور نباتات خور ہیں یعنے ایسی چیز کھاتے ہیں۔ جس میں روح انسانی پوشیدہ ہے؟ آریہ دوستو! تمہارے اصول کے مطابق کیا یہ دیا اور رحم کے کام ہیں؟

تحقیقی جواب

دوسرے جانداروں کو ناحق مارنے اور اُن کو سخت کیا معمولی ایذا بھی دینے کی اجازت یا حکم نہ قرآن میں ہے (نہ حدیث معتبر میں) یہ رشی دیانند کا قرآن پر بہتان ہے۔

ہاں حلال جانوروں کو خدا کے نام پر ذبح کرکے گوشت کھانے کی اجازت ہے اور یہ اسلئے ہے۔ کہ ہر ممکن چیز چاہے وہ از قسم مجردات ہو یا مادیات۔ اور مادیات میں سے سیالات ہوں یا جمادات۔ نباتات ہوں یا حیوانات ذوی العقول ہوں۔ یا غیر ذوی العقول۔ خدا ان سب کا حتی کہ خود روح و مادہ کا بھی بلا شرکت غیرے حقیقی خالق و مالک ہے اور وہ بوجہ ملکیت تامہ اپنے ملک میں جس طرح چاہے باختیار خود تصرف کر سکتا ہے۔ غیر کو اس میں دخل دینے کا کسی حیثیت سے کوئی حق نہیں۔ پس رحیم خدا نے اپنے پاک کلام (قرآن) میں اپنے مملوک بعض حیوان کو اپنے نام پر ذبح کرکے گوشت کھانے کی اجازت دی۔ اور اہل اسلام اپنے مالک حقیقی کی ملکیت اور اس کی اجازت تسلیم کرکے اگر اس پر عمل کرتے ہیں۔ پھر اس پر اعتراض کیوں؟ سوامی جی! کیا آپ خدا کی ملکیت میں ساجھی دار ہیں جو فرماتے ہیں کہ اس نے اجازت کیوں دی؟ ہاں اگر آپ یہ ثابت کردیں کہ قرآن میں خدا کی ملکیت اور اسکی اجازت نہیں ہے تو اعتراض صحیح ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ لہذا آپکا اعتراض بھی یقیناً غلط ہے۔

سوامی نمبر ۴ "کیا وے ذی روح۔ بے گناہ خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں"

مسلم (الزامی جواب) گوشت خور اور سبزی خور جانور نیز ماس پارٹی اور گھاس پارٹی والے آریہ جن حیوان اور درختوں کو شب و روز کھاتے رہتے ہیں۔ آپ ہی کے عقیدہ کے مطابق آخر وہ بھی تو ذی روح اور خدا کے بنائے ہوئے ہیں پس قرآن پر سوال کرنے سے پہلے آپکو چاہیئے کہ اپنے ویدک پرمیشور کو نوٹس دیں۔ یقین جانئے وہاں سے یہی جواب ملیگا کہ ماس پارٹی (گوشت کھانے والے) آریہ گوشت خوری میں حق پر ہیں۔ آریہ سماجیو! اگر ہمارے کہنے کا اعتبار نہ ہو۔ تو آریہ سماج کے ایک بڑے

کارکن "مہتہ رادھاکشن جی" مترجم ستیارتھ پرکاش و دولت لائف سوامی دیانند کی معتبر شہادت سنو۔ وہ اپنے مضمون آریہ سماج اور پرچار نمبر ۳ میں لکھتے ہیں کہ:-

"۱۸-۲۰ سال ہوئے ایک غیر آریہ سماجی آدمی نے اتھروید کا ایک منتر پیش کیا تھا جس میں یہ آگیا ہے کہ "مہمان کی ایک لذیذ اشیاء کے ماس بھی اتتھی کو بھوجن کرانے سے پہلے گرہستی نہ کھاوے" گو اس منتر سے ماس (گوشت) کھانا پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے کھانے دکھانے کے بارہ میں اوامر و نواہی کا کوئی فیصلہ نہیں۔ مگر یہ پیش ہونا تھا کہ سارے ودیشوں کے سب میں ہلچل مچ گئی۔ اس کا جواب تو تب ہی اس وقت کوئی دے سکا اور نہ اب تک کسی نے دیا ہے۔ لفظ ماس کے معنوں کو بدلنے کی کوشش کی گئی اور کی جا رہی ہے" (اندر جلد نمبر ۱۰ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۹ء صفحہ ۶۲ بحوالہ آریہ گزٹ)

فائدہ اس شہادت کے بعد سوامی جی کے سوالیہ فقرہ کا نتیجہ بھی ملاحظہ ہو (۱) لفظ "بے گناہ" سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے نزدیک گنہگار جانور کا گوشت کھانا جائز ہے۔ لیکن چونکہ حسب عقیدہ تناسخ تمام حیوانات بلکہ پیدائشی غیر تندرست۔ غریب انسان بھی پچھلے جنم کے پاپی ہیں۔ لہذا پاک ناپاک ہر حیوان اور انسان کا گوشت کھانا روا ہے۔

سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں شاید اسی لئے بڑے پریم (محبت) سے رقمطراز ہیں کہ:-

"یہ کام راجکین سلطنت کا ہے کہ جو جانور یا آدمی ایذا رسان ہوں۔ ان کو سزا دیویں۔ اور جان سے مار دیں ان کا گوشت خواہ پھینکدیں خواہ کتے وغیرہ گوشت خوروں کو کھلا دیں یا جلا دیں خواہ کوئی گوشت خور کھاوے تو بھی دنیا کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اس آدمی کی طبیعت گوشت خوری کی وجہ سے ایذا رسان ہو سکتی ہے" (ستیارتھ ۳۵۳)

آریہ دوستو! تمہاری جار پارٹی میں گھاس کل اور استری کے سر میں جھگڑا پڑ جائے تو گرو کے پروان کے مطابق اسکو بھی ہلاک کرانے کے لئے راجہ یا بادشاہ کو درخواست دیکر مسلح فوج بلا لیا کرو۔

الغرض حیوان تو حیوان پاپی انسان کا بھی گوشت ماس پارٹی کا آریہ کھا سکتا ہے۔ (خط کشیدہ عبارت کو بغور دیکھو)

کیوں آریو! اس ستم ظریفی کی بھی کوئی انتہا ہے؟

بھولی بھولی شکل رکھکر دیتے ہو کتنے فریب
روح تم میں آگئی اے جان کس عیار کی!

(۲) لفظ "بے گناہ" سے اگر سوامی جی کا یہ مطلب ہے کہ "وہ مسلمانون کے عقیدے مین جائز ... ہین" تو آریون کے حق مین اس لئے غیر مفید ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک مذہباً "جواز اکل لحم ..." بے گناہی نہین بلکہ خدا کی اجازت ہے - وہ بھی اس شرط پر کہ حیوان پاک ہو - خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ... اور اگر سوامی جی کا خود اپنا عقیدہ ہے کہ جانور بے گناہ ہین تو یہ اور حسب عقیدہ تناسخ حیوانون ... پاپی ہونا ہر دو قول مین تناقض لازم آتا ہے -

علاوہ تناقض - کرب - دل لگی بھی قابل دید ہے کہ بقول سوامی جی جانور بے گناہ اور بقول پنڈت لیکھرام جانور گنہگار ہین - کیونکہ ان کے نزدیک بدعمل روح کو نباتات ... کا قالب نہین بلکہ صرف حیوانات کا قالب ملتا ہے (کلیات آریہ مسافر صفحہ ...) نتیجہ یہ کہ "نباتات" اور حیوانات" ہر ... کے پاپی اور غیر پاپی ہونے کے متعلق گرو اور چیلا کے قول مین تناقض کے علاوہ اگر ہر دو قول صحیح ہین تو وید - منو مہاراج اور ان کی ... گرو کے نزدیک - اور وید - منو سمرتی - خود سوامی دیانند چیلا کے نزدیک سچے ہین - اور اس صورت ... جب نہ نباتات گنہگار نہ حیوانات پاپی - تو تناسخ کے محکمہ سزا (بھوگ جونی) کا خاتمہ ہے -

الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین
لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

سوامی نمبر ۵

"پس یہ کہنا تھا کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتون کا شروع" خراب باتون کا نہین" یہ الفاظ (گول مول) مبہم ہین - کیا چوری، زناکاری، دروغگوئی، بدہرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے؟"

مسلم

(الزامی جواب) یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۹ ملاحظہ ہو جسے -

"تمام دنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ (پرمیشور) کو جو قدیم سے ودون یا انترکش (خلا) مین موجود ہے جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہین اور کرتے ہین اور آئندہ بھی کرین گے ویسے ساہیہ یعنی منترون کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی - رشی اور دیگر انسان پوجتے ہین (اس سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اول پرمیشور کی استتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اپاسنا (عبادت) کر کے تمام نیک کام شروع کرنے چاہیئن" (بھوسکا)

ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور اصل ترجمہ نیز ایجاد بندہ کتنا ہے؟ اس سے قطع نظر کہ وہ ترجمہ سے ہرگز ...

أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ

ترجمہ - کیا تم لیتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بدلے اس چیز کے جو بہتر ہے

الحمد للہ تعالیٰ کہ

مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلے کا پہلا رسالہ رد آیت مقالہ سوم

الاول من الماتین

علیٰ

المنحرف عن الثقلین

نمبر دوم ملقب بہ

قطع الوتین

من

الذی یستبدل الشک بالیقین

جس مین کتب معتبرہ شیعہ سے دکھلایا گیا ہے کہ ترک قرآن کے بعد اپنے دین کے کیا کیا ماخذ انھون نے ایجاد کئے ہین

باہتمام کارپردازان صحیفہ انجم

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر النجم کے ساتھ شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العزیز ذی الانتقام ۔ والصلوٰۃ والسلام ۔ علی سید الرسل خیر الانام ۔ وعلی آلہ وصحبہ الکرام

اما بعد ۔ صفر سنہ رواں کے پرچہ میں مذہب شیعہ کے دو سو موجودہ مسائل کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ شروع ہو گیا تھا اس سلسلہ کا پہلا رسالہ جس میں قرآن مجید کے ساتھ شیعوں کی عداوت کا بیان ہے
۲ چار نمبروں پر تقسیم کیا گیا تھا پہلا نمبر شائع ہو چکا ۔ پے در پے سفروں کے باعث اس سلسلہ میں فترت واقع ہوئی بقیہ تین نمبر کی اشاعت بھی ناظرین پر گراں گذری اب یہ دوسرا نمبر ہدیہ ناظرین ہے خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے ایسا کرے کہ اب یہ سلسلہ برابر جاری رہے اور اسکے ساتھ سلسلہ تفسیر آیات کا بھی چلتا رہے ۔

اس دوسرے نمبر میں ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ ترک قرآن کے بعد مذہب شیعہ کے مصنفوں نے اپنے دام فریب کو قرآن کریم کے بدلے میں کیا دیکر بہلایا اور سبائیہ کلینی کے چلتے پرزوں نے سادہ لوحوں کو کیسے کیسے سبز باغ دکھا کر بجائے قرآن شریف کے کیا کیا ماخذ دین و مذہب کے تصنیف کئے ۔

اپنے خیال میں تو انھوں نے عقل کے دشمنوں کو یہ باور کرا دیا کہ ایک قرآن ہم نے چھوڑا یا اور اس سے بہتر و برتر متعدد چیزیں تم کو دیں مگر صاحبان عقل خوب سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کیا لیا اور کیا دیا یقین سے ان کو بے بہرہ کیا اور شکوک و اوہام کی زنبیل ان کے ہاتھ میں دیکر بے بہا ان کا ضایع کیا اور چند خزف ریزے انکو پکڑا دیے کتاب اللہ سے ان کو بے تعلق کیا اور تلبیسات کا طومار ان کے سروں پر لاد دیا ۔ بالکل وہی کیفیت جو بنی اسرائیل کی قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کہ ان کو بے محنت و بے مشقت بڑے اطمینان سے من و سلویٰ ملتا تھا مگر انھوں نے فریب ابلیس میں آکر بجائے اس نعمت کے پیاز اور لہسن وغیرہ مانگا اسپر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو

سمجھایا کہ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ مگر جب انسان کی شامت آتی ہے تو اس پر کسی کی نصیحت اثر نہیں کرتی آخر اسکا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا ۔

شیعوں نے قرآن کریم سے قطع تعلق کے بعد اپنے لئے دوسرے دوسرے ماخذ دین کے بہت سے تصنیف فرمائے جن میں خاص صحیفہ جفر جامعہ مصحف فاطمہ کتاب علی ۔ کتاب شب قدر ۔ نجوم ... ۔ وحی حقانی ۔

اب ان سب چیزوں کا بیان شیعوں کی معتبر کتابوں سے سنیے ۔ مذہب شیعہ میں سب سے زیادہ معتبر کتاب کافی ہے پہلے اسی کی روایت دیکھیے ۔

۳ اصول کافی صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ نولکشور میں ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان یہ ہے بَابٌ فِیْهِ ذِکْرُ الصَّحِیْفَةِ وَالْجَفْرِ وَالْجَامِعَةِ وَمُصْحَفِ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ ۔

اس باب کی پہلی روایت یہ ہے ۔

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ اَهٰهُنَا اَحَدٌ یَسْمَعُ كَلَامِیْ قَالَ فَرَفَعَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سِتْرًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ بَیْتٍ آخَرَ فَاطَّلَعَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ

ابوبصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا تو میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں ایک مسئلہ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں یہاں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو میری بات سن رہا ہو تو امام جعفر صادق نے پردہ جو ان کے اور دوسرے مکان کے درمیان میں تھا اٹھایا اور اس میں جھانک کر دیکھا پھر کہا کہ اے ابو محمد (کوئی نہیں ہے) جو تم چاہتے ہو پوچھو ابوبصیر

لہ سبائیہ کلینی جو کوفہ میں قائم تھی اور چند چلتے پرزے اس کلینی کے روح رواں تھے ان ہی کی روایات پر مذہب شیعہ کا دار و مدار ہے ان میں ابوبصیر صاحب ایک بڑے ممتاز بزرگ ہیں ۔ یہ صاحب بزرگان اہل بیت پر افترا پردازی میں بڑے مشاق تھے رجال کشی جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں ہے کہ یہ صاحب شراب میں پانی ملا کر نوش فرماتے تھے اور کہتے تھے ... مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۰ میں ہے کہ ایک مرتبہ یہ صاحب جناب امام جعفر صادق سے ملنے گئے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو کہا اگر ہمارے ساتھ طبق ہوتا تو یقیناً اجازت مل جاتی اسپر ایک کتا آیا اور ابوبصیر کے منھ میں پیشاب کر گیا ۔ پھر امام جعفر صادق کے بعد امام موسیٰ کاظم کے ایک فتوے کو غلط بتایا اور کہا کہ ابھی ان کا علم کامل نہیں ہوا ۱۲

لہ یہ وہی چلتا ہوا فقرہ ہے جو شیعہ راویوں کی افترا پردازی کا دیباچہ تھا ۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ امام اپنی اصلی باتیں ہمکو تنہائی میں بتلاتے ہیں کسی کے سامنے ہم ان سے کچھ پوچھتے ہیں تو وہ ہمیں جھوٹے مسائل بتا کر ٹال دیتے ہیں اسی واسطے ابوبصیر نے کہا کہ یہاں کوئی سنتا تو نہیں ۱۲

فداك ان شيعتك يتحدثون ان
رسول الله صلى الله عليه وآله علّم
عليًّا بابًا يفتح له منه الف باب
فقال يا ابا محمد علّم رسول الله صلى الله
عليه وآله عليًّا بابًا يفتح له منه
الف باب قال فقال يا ابا محمد علّم
رسول الله صلى الله عليه وآله عليًّا
عليه السلام الف باب يفتح من كل
باب الف باب قال قلت هذا
والله العلم قال فنكت ساعة في الارض
ثم قال انه لعلم وما هو بذاك
قال ثم قال وان عندنا الجامعة
وما يدريهم ما الجامعة قال قلت
جعلت فداك وما الجامعة قال
صحيفة طولها سبعون ذراعا بذراع
رسول الله صلى الله عليه وآله واملائه
من فلق فيه وخط علي بيمينه فيها
كل حلال وحرام وكل شيء يحتاج

کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ کے شیعہ
بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت
علی کو ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے ہزار
دروازہ کھل جاتے ہیں امام جعفر صادق نے کہا اے ابو محمد
کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے علی کو فقط ایک دروازہ
علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے ہزار دروازہ انکے لئے کھل جاتے
ہیں پھر فرمایا کہ اے ابو محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
علی علیہ السلام کو ہزار دروازہ بتلائے تھے جنکے ہر دروازہ سے
ہزار ہزار دروازہ کھلتے ہیں۔
ابو بصیر کہتے ہیں۔ میں نے کہا بہ خدا کی قسم بڑا علم ہے تو امام نے کچھ
دیر زمین کو کریدا (غور و فکر کی حالت میں انسان ایسا کرتا ہے)
پھر فرمایا ہاں یہ علم تو ہے مگر بڑا علم نہیں ہے پھر امام نے کہا کہ تحقیق
ہمارے پاس جامعہ ہے امام[1] حسن کی اولاد کو کیا معلوم کہ جامعہ
کیا چیز ہے میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں جامعہ کیا چیز ہے
امام نے فرمایا ایک کتاب ہے جسکی لمبائی رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ کے گز سے ستر گز ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے
منہ کی بولی ہوئی اور علی کے داہنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب میں
تمام حلال و حرام کی باتیں ہیں اور تمام وہ چیزیں ہیں جنکی لوگوں کو

[1] عربی عبارت میں ضمیر ہے وہ ضمیر امام حسن کی اولاد کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اسی باب کی دوسری روایت میں صاف تصریح انکی
ہے امام نے ان کو حاسد طالب دنیا منکر حق فرمایا ہے (۱۳۰) میں ہے ولكنهم يحملهم الحسد وطلب الدنيا على الجحود والانكار
اور (۱۳۸) میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا میں نے مصحف فاطمہ کو دیکھا اسمیں امام حسن کی اولاد کی امامت کا بالکل ذکر نہیں پایا
برا ہو اُس مسئلہ امامت کا جسکی بدولت امام زادے آپس میں قرابت میں بھائی بھائی کا دشمن ہے کیا یہی لوگ دین کے سرتاج ہیں
[illegible]

اليه الناس حتى الارش في الخدش وضرب
بيده فقال لي تأذن يا ابا محمد قال
قلت جعلت فداك انما انا لك
فاصنع ما شئت قال فغمزني بيده
وقال حتى ارش هذا كانه مغضب
قال قلت هذا والله العلم قال انه
لعلم وليس بذاك -
ثم سكت ساعة ثم قال وعندنا
الجفر وما يدريهم ما الجفر
قال قلت وما الجفر قال وعاء من
ادم فيه علم النبيين والوصيين
وعلم العلماء الذين مضوا من بني
اسرائيل قال قلت ان هذا هو
العلم قال انه لعلم وليس بذاك
ثم سكت ساعة ثم قال وان عندنا
لمصحف فاطمة عليها السلام وما
يدريهم ما مصحف فاطمة
قال مصحف فيه مثل قرآنكم
هذا ثلث مرات والله ما فيه

حاجت رہتی ہے یہاں تک کہ کسی کا بدن کسی سے چھل جائے
اسکی دیت بھی اسمیں ہے اور امام نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا اے
ابو محمد تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے بدن میں کچھ کروں
میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں تو آپ ہی کا ہوں
آپ جو چاہے کیجئے امام نے غصہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے میرے
جسم کو دبایا اور فرمایا کہ اسکی دیت بھی اس کتاب میں ہے۔
میں نے کہا واللہ یہ علم ہے۔ امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں
پھر امام جعفر صادق تھوڑی دیر چپ رہے پھر فرمایا اور
ہمارے پاس جفر ہے مگر اولاد حسن کو کیا خبر
کہ جفر کیا چیز ہے میں نے پوچھا کہ جفر کیا چیز ہے امام نے
فرمایا۔ چمڑے کا ایک ظرف ہے جس میں نبیوں کا اور
وصیوں اور بنی اسرائیل کے تمام علمائے سابقین کا علم بھرا ہوا ہے ۵
ابو بصیر کہتا ہے میں نے کہا۔ البتہ علم ہے امام نے فرمایا ہاں
علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے۔
پھر تھوڑی دیر امام چپ رہے اس کے بعد کہا کہ ہمارے پاس
فاطمہ علیہا السلام کا **مصحف**۔ اولاد حسن کو کیا خبر
کہ مصحف فاطمہ کیا چیز ہے پھر امام نے کہا کہ وہ ایک مصحف
ہے تمہارے اس قرآن سے[1] تگنا ہے اللہ کی
قسم تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف

[1] دیکھو کیسی توہین قرآن کی ہے اول تو قرآن کو اپنا نہ کہا بلکہ دوسروں کی طرف منسوب کیا پھر مصحف فاطمہ کا اور قرآن
کا تقابل کرتے ہوئے مصحف فاطمہ کو اس سے تگنا بتایا اور اس کا شرف یہ بتایا کہ قرآن کا ایک حرف بھی اسمیں نہیں گویا قرآن
کے ایک حرف کا ہونا بھی عیب تھا استغفر اللہ اگر ایسی توہین قرآن کی کسی جان والے کے سامنے کی جاتی تو وہ اُسی وقت مزہ چکھا دیتا مگر ہم خوب جانتے
ہیں کہ حضرت جعفر صادق بری ہیں اس تہمت سے وہ ہرگز ایسی گستاخی قرآن کریم کے ساتھ کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے والے نہ تھے ۱۲

مِن قرآنكم حرف واحد قال قلت هذا والله العلم قال إنه لعلم وما هو بذاك ثم سكت ساعة ثم قال إن عندنا علم ما كان وعلم ما هو كائن إلى أن تقوم الساعة قال قلت جعلت فداك هذا والله هو العلم قال إنه لعلم وما هو بذاك قال قلت جعلت فداك فأي شيء العلم قال ما يحدث بالليل والنهار الأمر بعد الأمر والشيء بعد الشيء إلى يوم القيامة

بھی نہیں ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا واللہ یہ علم ہے امام نے کہا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے۔ پھر امام تھوڑی دیر چپ رہے اس کے بعد فرمایا بے تحقیق ہمارے پاس اُن چیزوں کا علم ہے جو ہو چکیں اور اُن چیزوں کا علم ہے جو قیامت تک ہوں گی میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ البتہ علم ہے امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں پھر بڑا علم کیا چیز ہے امام نے فرمایا وہ علم جو رات میں اور دن میں نیا پیدا ہوتا ہے حکم کے بعد حکم اور شے کے بعد شے قیامت تک۔

ف - صحیفہ - جفر - جامعہ - مصحف فاطمہ کا بیان تو اس روایت میں آچکا اب کتاب علی کا حال سنو ۶
فروع کافی جلد سوم کتاب المواریث صفحہ ۵۲ میں ہے۔

عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام عن الجد فقال ما أجد

زرارہ[1] سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے دادا کی میراث کی بابت پوچھا تو امام نے

[1] یہ زرارہ صاحب مذہب شیعہ کے بڑے بزرگوں میں ہیں شیعوں کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۴۷ میں زرارہ صاحب کے عظیم الشان فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کو تین اماموں کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا امام باقر امام جعفر امام موسیٰ کاظم اور لکھتے ہیں کہ "اصدق اہل زمان خود و افضل ایشان بود و حضرت امام جعفر صادق درباره او فرمود لولا زرارة لقلت إن أحاديث أبي ستذهب ترجمہ اگر زرارہ نہ ہوتے تو میں کہتا کہ میرے باپ (امام باقر) کی حدیثیں جاتی رہیں گی نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے ان کو آیۂ السابقون السابقون اولئك المقربون کا مصداق قرار دیا یہ زرارہ صاحب سابقین کی کمیٹی کے نہ صرف ممبر بلکہ پریسیڈنٹ تھے اگر شیعہ ان کی روایات کو خارج کر دیں تو ان کا مذہب آدھے سے زیادہ فنا ہو جائے۔ زرارہ صاحب کو جو اخلاص ائمہ کے ساتھ تھا اس کا پتہ بھی کتب شیعہ سے ملتا ہے اسی روایت سے جس کو ہم نے (باقی آئندہ)

أحدًا قال فيه الأعراب إلا أمير المؤمنين عليه السلام قلت أصلحك الله فما كان فيه قال فيه أمير المؤمنين فقال إذا كان غدا فالقني حتى أقرئكه في كتاب قلت أصلحك الله حدثني فإن حديثك أحب إلي من أن تقرئنيه في كتاب فقال لي الثانية اسمع ما أقول لك إذا كان غدا فالقني

فرمایا ہے سوا امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی کو نہیں پایا کہ اس مسئلہ میں اس نے اپنی رائے سے بیان کیا ہو میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے بتائیے کہ امیر المومنین نے اسکے متعلق کیا فرمایا ہے امام نے کہا کہ کل مجھ سے ملنا تو تمہیں یہ مسئلہ ایک کتاب میں پڑھا دوں گا میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے مجھے آپ زبانی بیان کیجئے آپ کی بات مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ مجھے آپ کسی کتاب میں مسئلہ پڑھائیں (امام) نے مجھ سے دوبارہ کہا کہ جو میں کہتا ہوں اسکو سنو کل تم مجھ سے ملنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) فروع کافی سے نقل کیا ہے کچھ سراغ مل رہا ہے چنانچہ ہم حاشیہ میں اسکی طرف اشارہ کریں گے مگر اس سے بڑھ بڑھ کر باتیں دوسری کتب و روایات میں ہیں۔ بطور نمونہ دو تین نقول حسب ذیل ہیں۔ اصول کافی صفحہ ۵۵۶ میں ہے کہ ایک مرتبہ زرارہ نے امام باقر علیہ السلام سے بحث کی اور بحث کے بعد جو اعتقاد زرارہ کا انکی طرف سے تھا اسکے الفاظ صفحہ مذکور میں یہ ہیں۔
عن زرارة قال قلت شيخ لا علم له بالخصومة زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڈھا ہے [illegible]
کافی کی اس روایت کا ترجمہ علامہ قزوینی صافی شرح کافی میں بالفاظ ذیل کرتے ہیں "این پیر بے دماغ شدہ نمی داند روش گفتگو با خصم"
رجال کشی میں روایت ہے کہ زرارہ صاحب نے امام جعفر صادق پر لعنت کی الفاظ روایت یہ ہیں۔

عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن ابن مسكان قال سمعت زرارة يقول رحم الله أبا جعفر وأما جعفر ففي قلبي عليه لعنة قلت له وما حمل زرارة على هذا قال حمله على هذا أن أبا عبد الله أخرج مخازيه۔

محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے وہ یونس بن عبد الرحمن سے وہ ابن مسکان سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے زرارہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ ابو جعفر یعنی امام باقر پر رحم کرے۔ مگر جعفر پر تو میرے دل میں لعنت بھری ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ کیا سبب جو زرارہ نے ایسا لفظ کہا تو راوی نے مجھ سے بیان کیا کہ اسکا سبب یہ کہ امام جعفر صادق نے اسکے معائب ظاہر کر دیئے

اسی رجال کشی میں امام جعفر صادق کا زرارہ پر لعنت کرنا بھی منقول ہے امام موصوف کے الفاظ روایت میں یہ ہیں۔

كذب عليّ كذب والله عليّ لعن الله زرارة۔

زرارہ نے میرے اوپر افترا کیا ہے اللہ کی قسم اس نے میرے اوپر افترا کیا ہے اللہ لعنت کرے زرارہ پر۔

ایسے ہی بزرگ دشمن اماموں کے لاعن و ملعون لوگوں کی روایات پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ ۱۲

حَتّٰی اَقْرَأَکَ فِیْ کِتَابٍ فَاَتَیْتُهٗ مِنَ
الْغَدِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَکَانَتْ سَاعَتِیَ
الَّتِیْ کُنْتُ اَخْلُوْ بِهٖ فِیْهَا بَیْنَ الظُّهْرِ
وَالْعَصْرِ وَکُنْتُ اَکْرَهُ اَنْ اَسْأَلَهٗ
اِلَّا خَالِیًا خَشْیَةَ اَنْ یُّفْتِیَنِیْ مِنْ اَجْلِ
مَنْ یَّحْضُرُهٗ بِالتَّقِیَّةِ ۔
فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَیْهِ اَقْبَلَ عَلَی ابْنِهٖ
جَعْفَرٍ فَقَالَ اَقْرِئْ زُرَارَةَ صَحِیْفَةَ
الْفَرَائِضِ ثُمَّ قَامَ لِیَنَامَ فَبَقِیْتُ اَنَا
وَجَعْفَرٌ فِی الْبَیْتِ فَقَامَ فَاَخْرَجَ اِلَیَّ
صَحِیْفَةً مِثْلَ فَخِذِ الْبَعِیْرِ فَقَالَ لَسْتُ
اُقْرِئُکَهَا حَتّٰی تَجْعَلَ لِیْ اللّٰهَ عَلَیْکَ
اَنْ لَّا تُحَدِّثَ بِمَا تَقْرَأُ فِیْهَا اَحَدًا
حَتّٰی اٰذَنَ لَکَ وَلَمْ یَقُلْ حَتّٰی یَأْذَنَ
لَکَ اَبِیْ ۔ فَقُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰهُ
لِمَ تُضَیِّقُ عَلَیَّ وَلَمْ یَأْمُرْکَ اَبُوْكَ
بِذٰلِکَ فَقَالَ مَا کُنْتَ بِنَاظِرٍ فِیْهَا
اِلَّا عَلٰی مَا قُلْتُ لَکَ فَقُلْتُ فَذَاكَ لَکَ

تاکہ میں تم کو ایک کتاب میں پڑھا دوں چنانچہ میں انکے پاس دوسرے دن بعد ظہر گیا - اور ظہر وعصر کے درمیان کا وقت وہ تھا کہ میں اُن سے تنہائی کی ملاقات کیا کرتا تھا میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ بغیر تنہائی کے ان سے کچھ پوچھوں اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھے تقیہ کے ساتھ[1] فتویٰ نہ دیدیں بسبب اُن لوگوں کے جو اس وقت موجود ہوں -
چنانچہ جب میں امام باقر کے پاس پہونچا تو وہ اپنے بیٹے جعفر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ زرارہ کو علم فرائض کا صحیفہ پڑھا دو اسکے بعد وہ خود سونے کیلئے اُٹھ گئے اب میں اور جعفر گھر میں باقی رہے - جعفر اٹھے اور اُنھوں نے میرے سامنے ایک کتاب نکالی جو اونٹ کے ران کی طرح موٹی تھی اور کہنے لگے کہ کتاب میں تمہیں نہ پڑھاؤں گا یہانتک کہ تم اللہ کو ضامن دو کہ جو کچھ اس صحیفہ میں پڑھو گے اس کو کسی سے بیان نہ کرنا تاوقتیکہ میں تمکو اجازت نہ دوں -
جعفر صادق نے اپنے باپ کی اجازت کی شرط نہ لگائی - تو میں نے کہا کہ اللہ تمھاری اصلاح[2] کرے تم کیوں مجھ پر تنگی کرتے ہو تمھارے باپ نے تو تم کو اسکا حکم نہ دیا تھا تو جعفر نے کہا کہ تم اس کتاب کو نہیں دیکھ سکتے مگر اسی شرط کے ساتھ جو میں نے بیان کی تو میں نے کہا اچھا یہ شرط بھی تمھاری خاطر منظور ہے

[1] یہی چلتا ہوا فقرہ مذہب شیعہ کی بنیاد ہے شیعہ راوی کہتے ہیں ائمہ نے ہم کو یہ مذہب تنہائی میں سکھلایا تھا لوگوں کے سامنے وہ اپنا اصلی مذہب ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ تقیہ کرکے جھوٹے جھوٹے مسائل جھوٹے فتوے بنا دیتے تھے اس مضمون کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہت مفصل وجہ وکی مستقل رسالہ میں بیان کرکے اسکے شواہد کثیرہ کتب شیعہ سے پیش کریں گے ۱۲ [2] کتب شیعہ میں کثرت سے یہ لفظ شیعہ راویوں کی زبان سے ائمہ کے حق میں ملتا ہے ایک طرف دعویٰ انکی معصومیت کا دوسری طرف یہ دعا ان کی اصلاح کی ۱۲

وَکُنْتُ رَجُلًا عَالِمًا بِالْفَرَائِضِ وَالْوَصَایَا
بَصِیْرًا بِهَا فَلَمَّا اَلْقٰی اِلَیَّ طَرَفَ الصَّحِیْفَةِ
اِذَا کِتَابٌ غَلِیْظٌ یُعْرَفُ اَنَّهٗ مِنْ کُتُبِ
الْاَوَّلِیْنَ فَنَظَرْتُ فِیْهَا فَاِذَا فِیْهَا
خِلَافُ مَا بِاَیْدِی النَّاسِ مِنَ الصِّلَةِ
وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ
اخْتِلَافٌ وَاِذَا عَامَّتُهٗ کَذٰلِکَ فَقَرَأْتُهٗ
حَتّٰی اَتَیْتُ عَلٰی اٰخِرِهٖ بِخُبْثِ نَفْسٍ
وَقِلَّةِ تَحَفُّظٍ وَسَقَامِ رَأْیٍ وَقُلْتُ
وَاَنَا اَقْرَؤُهٗ بَاطِلٌ حَتّٰی اَتَیْتُ
عَلٰی اٰخِرِهٖ ثُمَّ اَدْرَجْتُهَا وَرَفَعْتُهَا
اِلَیْهِ ثُمَّ لَقِیْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ لِیْ اَقَرَأْتَ صَحِیْفَةَ الْفَرَائِضِ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ کَیْفَ رَأَیْتَ مَا
قَرَأْتَ قَالَ فَقُلْتُ بَاطِلٌ لَیْسَ
بِشَیْءٍ هُوَ خِلَافُ مَا النَّاسُ عَلَیْهِ
قَالَ فَاِنَّ الَّذِیْ رَأَیْتَ وَاللّٰهِ
یَا زُرَارَةُ هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ
رَأَیْتَ اِمْلَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور میں ایک شخص تھا علم فرائض اور وصایا کا جاننے والا اور ان علوم میں بصیرت رکھنے والا - جب جعفر صادق نے اس صحیفہ کا ایک کنارا میری طرف ڈالا تو دیکھا میں نے کہ ایک موٹی کتاب ہے اور معلوم ہوا کہ اگلوں کی کتابوں میں سے ہے میں نے اس کو دیکھا تو اسمیں وہ مسائل ملے جو تمام لوگوں کے خلاف تھے صلہ اور امر معروف میں جنمیں کوئی اختلاف نہیں الغرض کتاب میں ان مسائل کے بھی خلاف تھا وہ پوری کتاب ایسی ہی تھی میں نے شروع سے آخر تک خباثت نفس کے ساتھ پڑھا اور یاد کرنے کا ارادہ کم کیا اور اس کے متعلق بری رائے قائم کی میں اسکو پڑھتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب بالکل باطل ہے یہانتک میں نے اسکو ختم کرکے لپیٹ کر جعفر صادق کے حوالہ کردیا پھر میں امام باقر علیہ السلام سے ملا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا فرائض کا صحیفہ تم نے پڑھ لیا میں نے کہا ہاں امام نے پوچھا کہ جو کچھ تم نے پڑھا اس کے متعلق تمھاری رائے کیا ہے -
میں نے کہا کہ وہ بالکل باطل[1] ہے کچھ نہیں ہے تمام لوگوں کا جس امر میں اتفاق ہے ان کے خلاف ہے - امام نے فرمایا یہ تو سچ ہی مگر جو کتاب تم نے دیکھی ہے اے زرارہ اللہ کی قسم وہ حق ہی جو کتاب تم نے دیکھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی لکھائی ہوئی

۹

[1] پہلے تو زرارہ اس کتاب کو دیکھنا ہی نہ چاہتے تھے بڑی مشکل سے دیکھنے پر راضی ہوئے تو اب اسکو باطل ولاشے فرمایا میں اگر محبت وتعظیم اہل بیت اسی کا نام ہے تو شیعوں کو مبارک ہو - زرارہ نے اسکے بعد اس گستاخی سے توبہ بھی نہیں کی کتب شیعہ میں کہیں اسکی توبہ کا ثبوت نہیں - اصل یہ ہے کہ مذہب شیعہ میں جو سب سے بڑا گناہ ہے وہ قرآن اور راویان قرآن کو سچا جاننا جو شخص قرآن کو مانتا اور راویان قرآن سے دشمنی رکھتا ہو وہ شیعہ مخلص ہے چاہے وہ امام پر لعنت کرے چاہے انکی تکذیب کرے چاہے انکو باطل ولاشے کہے چاہے قتل کر ڈالے جیسے حجاج وغیرہ ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وخطُّ علیٍّ علیہ السلام بیدہ۔ فاتانی الشیطان فوسوس فی صدری فقال وما یدریک انہ املاءُ رسول اللہ وخطُّ علیٍّ بیدہ۔ فقال لی قبل ان انطق لا تشکن ودّ الشیطان واللہ انک شککت وکیف لا ادری انہ املاءُ رسول اللہ وخطُّ علیٍّ بیدہ وقد حدثنی ابی عن جدی ان امیر المومنین علیہ السلام حدثہ بذلک۔	اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے پھر شیطان میرے پاس آیا اور اس نے مجھے وسوسہ ڈالا کہ تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ تو امام باقر میری طرف متوجہ ہوئے اور قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں فرمایا کہ شیطان کا دوست چاہتا ہے کہ تم شک کرو اللہ کی قسم تم نے شک کیا بھلا مجھے کیسے معلوم نہ ہوگا کہ یہ کتاب رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے تحقیق مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کر کے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے یہ بات بیان کی تھی۔

ف اس روایت سے بہت نفیس و لذیذ فوائد حاصل ہوتے ہیں بعض فوائد کی طرف حاشیہ میں اشارہ کیا گیا ہے زیادہ تر قابل غور تین باتیں ہیں (۱) مذہب شیعہ کی تصنیف کا طریقہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ راوی جس بات کو کسی امام کی طرف منسوب کرنا چاہتے تھے کہتے تھے کہ امام نے تنہائی میں مجھ سے یہ بات بیان کی ہے لوگوں کے سامنے وہ بوجہ تقیہ کے اپنے مذہب کے خلاف باتیں بیان کرتے تھے (۲) جناب زرارہ صاحب کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قسم کے بزرگ تھے امام کے ساتھ کیسا اخلاص رکھتے تھے آج انہیں بزرگ کی روایات پر شیعوں کے فن حدیث کا ذخیرہ ہے ان کی سب سے بڑی معتبر کتاب کافی میں ایک ثلث کے قریب ان کی روایات ہیں (۳) کتاب علی کی حالت معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے اجماعی مسائل کے خلاف اور قاطع ان مسائل میں جن میں کسی کا اختلاف نہیں ہو سکتا مثل حلت تمتع و حرمت ... وغیرہ کے اس کتاب میں تھیں امام نے بھی اس کی تصدیق کی الغرض اس سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ بانیان مذہب شیعہ کا مقصود یہ تھا کہ ایک ایسے مذہب کی بنیاد ڈالیں جو ہر بات میں شروع سے آخر تک دین اسلام کے خلاف ہو۔ 10

اب شب قدر کی کتاب کا حال سنیے۔ اصول کافی صفحہ ۱۴۰ میں ایک مستقل باب شب قدر کے بیان میں ہے اس باب میں نہایت لطیف اور نفیس روایات ہیں جن سے شیعوں کے حسن عقیدت کا دلائل نبوت کے ساتھ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

اسی باب میں صفحہ ... پر امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

انہ لینزل فی لیلۃ القدر الی ولی الامر تفسیر الامور سنۃ سنۃ یؤمر فیھا فی امر نفسہ بکذا وکذا وفی امر الناس بکذا وکذا۔	تحقیق شب قدر میں امام زمانہ پر تمام امور کی تفصیل ہر سال نازل ہوتی ہے امام کو اس شب میں حکم دیا جاتا ہے کہ خود یوں اور یوں کرنا اور لوگوں کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے یوں اور یوں کرو۔

اور علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی کتاب التوحید مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۲۲ میں لکھتے ہیں۔

ہر سال کتابے علیحدہ ہست مراد کتاب ست کہ در وی تفسیر احکام حوادث کہ محتاج الیہ امام ست تا سال دیگر ... آن کتاب با ملائکہ و روح در شب قدر۔	ہر سال کے لیے کتاب علیحدہ ہے مراد اس سے وہ کتاب ہے جس میں ان احکام حوادث کی تفصیل ہوتی ہے جن کی حاجت امام کو سال آئندہ تک ہوگی اس کتاب کو فرشتے اور روح شب قدر میں ...

له چنانچہ انہیں نفیس روایات میں صفحہ ۱۵۰ پر ایک روایت حضرت حبر الامۃ امام المفسرین عبد اللہ بن عباس کے ... ہے جو ... امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے ایسی توہین و تذلیل ان کی ہے کہ ... کتاب اس روایت کو ہم مناظرہ حصہ سوم میں نقل کر چکے ہیں شیعوں کے سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب مجتہد نے اس روایت کا جواب دیکر اپنے ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبروریزی کا داغ اپنے فرقہ کی پیشانی سے مٹانا چاہا مگر جو جواب دیا ہے 11
اس ... خرافات کا مجموعہ ہے جو ... اس جواب کی حقیقت بھی ظاہر کر دی ہے یہ بحث مناظرہ حصہ سوم صفحہ ۱۹ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۲ پر ختم ہوئی ہے قابل دیکھنے کے بلکہ یاد رکھنے کے ہے۔

خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نص امامت کے منکر اور شیعوں کے خانہ ساز مسئلہ امامت سے بے خبر تھے ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ شخص اور بھی مثل رسول کے معصوم اور واجب الاطاعت ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت علی سے اور ان سے بحث ہوئی ابن عباس کہتے تھے کہ شب قدر میں نزول احکام ہوتا ہے یہ بحث ہوئی ابن عباس کسی طرح قائل نہ ہوتے آخر فرشتے نے آکر ابن عباس کی آنکھ پر مار کر اندھا کر دیا اس سزا سے بھی ابن عباس اپنے خیال سے باز نہ آئے اور امام باقر سے اسی مسئلہ میں بحث کی امام باقر زمانہ میں ان کے پوتے کے بیٹے ہیں آخر امام باقر نے ان کو خوب ذلیل کیا سخیف العقل کہا اور کہا کہ تم خود بھی اندھے ہو اور دوسروں کو بھی اندھا بنانے ہو۔

اس قصہ کو امام جعفر صادق نے اپنے اصحاب سے بیان کیا اور خوب فخر کے ساتھ بیان کیا اور فرمایا کہ میرے والد امام باقر کو عبد اللہ بن عباس کے اس واقعہ سے اس قدر ہنسی آئی تھی کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے۔ استغفر اللہ من ہذہ الخرافات ۱۲

بر امام زمان - اللہ تعالیٰ باطل میکند آن کتاب آنچہ را کہ می خواہد از اعتقادات امام خلائق و اثبات میکند در وہ آنچہ می خواہد از اعتقادات -

امام وقت پر نازل ہوتی ہے - اللہ تعالیٰ اس کتاب مین امام کے جن عقائد کو چاہتا ہے باطل کر دیتا ہے اور جن عقائد کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے -

ف - اس عبارت سے شب قدر کی پوری حقیقت ظاہر ہو گئی ہر سال امام پر ایک کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے اور اس کتاب احکام و عقائد کا بیان ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر پچھلی کتاب اگلی کی ناسخ ہوتی ہے اب خیال کرو کہ کیا نفیس حیلہ شریعت محمدیہ کے مٹانے کا نکالا گیا ہے - جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقیدہ سکھلایا کوئی حکم دیا اسکو یہ کہکر اڑا دینا کہ فلان امام کے وقت مین شب قدر کی کتاب نے اس حکم کو منسوخ کر دیا - کس قدر آسان ہو گیا - بلکہ ائمہ کے نام سے جو احکام تصنیف کئے گئے تھے ان مین سے بھی کوئی حکم نظر ثانی مین خلاف مصلحت معلوم ہوا اسکو بھی بدل دینا سہل ہو گیا کیونکہ ہر سال کی کتاب شب قدر کی علیحدہ ہے - ونعم ما قیل جزی اللہ قائلہ خیر الجزاء ۱۲

ہر شب قدر مین نازل نئی ہوتی ہے کتاب
حق جو تھا سال گزشتہ مین وہ اب ناحق ہے
دین احمد کے مٹانے کی یہ سب تدبیرین ہین

جس مین احکام نئے ہوتے ہین اقوال نئے
اعتقادات بدل جاتے ہین ہر سال نئے
سادہ لوحون کے لئے بنتے ہین یہ جال نئے

اب نجوم یا جوتش کی کیفیت ملاحظہ ہو - فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ کے صـ ۵۳ مین روایت ہے -

عَنْ مُعَلَّی بْنِ خُنَیْسٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ النُّجُوْمِ اَحَقٌّ ھِیَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ الْمُشْتَرِیَ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُوْرَۃِ رَجُلٍ فَاَخَذَ رَجُلًا مِنَ الْعَجَمِ فَعَلَّمَہُ النُّجُوْمَ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّہٗ قَدْ بَلَغَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُنْظُرْ اَیْنَ الْمُشْتَرِیْ

معلی بن خنیس سے روایت ہے وہ کہتے ہین مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم نجوم کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ حق ہے امام نے فرمایا ہان بتحقیق اللہ عزوجل نے مشتری ستارے کو زمین پر بھیجا ایک آدمی کی شکل مین شکل کر کے تو اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا جب اسکو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا تو مشتری نے اس سے پوچھا کہ اپنے علم کی رو سے تو یہ

فَقَالَ مَا اَرَاہُ فِی الْفَلَکِ وَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ ھُوَ قَالَ فَنَحَّاہُ وَاَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ مِنَ الْھِنْدِ فَعَلَّمَہٗ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّہٗ قَدْ بَلَغَ فَقَالَ اُنْظُرْ اِلَی الْمُشْتَرِیْ اَیْنَ ھُوَ فَقَالَ اِنَّ حِسَابِیْ لَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّکَ اَنْتَ الْمُشْتَرِیْ قَالَ فَشَھِقَ شَھْقَۃً فَمَاتَ وَوَرِثَ عِلْمَہٗ اَھْلُہٗ فَالْعِلْمُ ھُنَاکَ

بتلا کہ مشتری کہاں ہے اس عجمی نے کہا آسمان مین تو نہین ہے مگر یہ مین نہین جانتا کہ کہاں ہے امام فرماتے ہین یہ سنکر مشتری نے اس شخص کو علیحدہ کر دیا اور ایک ہندی شخص کا ہاتھ پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا یہانتک کہ جب اس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا ہے تو اس سے کہا کہ دیکھ تو مشتری اسوقت کہاں ہے اس ہندی نے کہا کہ میرا حساب یہ بتلاتا ہے کہ مشتری تو ہے یہ مشتری چیخ مار کر مر گیا پھر علم نجوم اس ہندی کے قرابت والون کو ملا یہ علم وہین ہے

اس کے بعد ایک روایت اسی باب کی اور حسب ذیل ہے -

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سُئِلَ عَنِ النُّجُوْمِ قَالَ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا اَھْلُ بَیْتٍ مِنَ الْعَرَبِ وَاَھْلُ بَیْتٍ مِنَ الْھِنْدِ -

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے علم نجوم کے متعلق پوچھا گیا تو انھون نے فرمایا اس علم کو کوئی نہین جانتا مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے اور ایک خاندان ہندوستان کا - ۱۳

ف - اس روایت مین امام جعفر صادق نے علم نجوم کا جاننے والا ایک خاندان عرب کا بتلایا غالباً اس سے مراد خود اپنا خاندان لیا اور ہند کے خاندان سے تو ظاہر ہے کہ جوتشی پنڈتون کا خاندان مقصود ہے مگر پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ مشتری نے علم نجوم مین صرف اہل ہند کو کامل کیا تھا اور امام نے فرمایا بھی کہ یہ علم وہین ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ائمہ نے علم نجوم جوتشی پنڈتون سے سیکھا ہو اور ہو سکتا ہے کہ جس طرح فرشتے اور علوم اور کتابین لیکر اماموں کے پاس آتے تھے اسیطرح علم نجوم بھی خدا کی طرف سے لائے ہون - ائمہ کے بعض احکام مین بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ علم نجوم سے لئے گئے چنانچہ روضۂ کافی صـ ۱۳۰ مین امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص ایسے وقت مین سفر کرے یا نکاح کرے ایسے وقت مین کہ چاند برج عقرب مین ہو اسکو بھلائی نصیب نہوگی اور حیات القلوب جلد اول صـ ۶۹ مین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مہینہ کا آخری چہار شنبہ منحوس ہوتا ہے -

اب وحی حقانی کا بیان بھی روایات شیعہ مین دیکھو - اصول کافی صـ ۱۰۳ مین جناب زرارہ صاحب سے روایت ہے -

قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ

زرارہ کہتے ہین مینے امام باقر سے اللہ عزوجل کے قول وکان

عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا مَا الرَّسُولُ وَمَا النَّبِيُّ قَالَ النَّبِيُّ الَّذِي يَرَىٰ فِي مَنَامِهِ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ وَلَا يُعَايِنُ الْمَلَكَ وَالرَّسُولُ الَّذِي يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَىٰ فِي الْمَنَامِ وَيُعَايِنُ الْمَلَكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ۔

رسول و انبیا کی متعلق پوچھا کہ رسول کی کیا تعریف ہے اور نبی کی کیا تعریف ہے امام باقر نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں (احکام الٰہی کو) دیکھے اور فرشتہ کی آواز سنے مگر فرشتہ کو نہ دیکھے اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنے اور خواب میں بھی دیکھے اور فرشتہ کو بھی دیکھے پھر امام باقر نے اس آیت کی تلاوت کی وَمَا أَرْسَلْنَا نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ محدث۔

ف۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی طرح امام پر بھی وحی نازل ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ امام فرشتہ کی شکل نہیں دیکھتا رسول دیکھتا ہے نبی بھی اس بارہ میں امام کے مثل ہے مگر شیعوں کے نزدیک امام کا رتبہ نبی و رسول سے زیادہ ہے اس روایت میں جس آیت کی تلاوت امام جعفر صادق سے منقول ہے وہ آیت مسلمانوں کے قرآن میں نہیں ہے امام جعفر صادق کے قرآن میں ہوگی جو اب بقول شیعہ بغداد کے کسی غار میں امام غائب کے پاس ہے۔ اصول کافی کے اسی باب کے صفحہ ۱۰۳ پر۔ برید نے امام باقر و امام جعفر دونوں سے اس آیت کو سننا بیان کیا اور یہ اعتراض کیا کہ حضرت یہ آیت ہمارے قرآن میں نہیں ہے مگر دونوں اماموں نے اس کا جواب خاموشی کے ساتھ حوالہ فرمایا اسی روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ میں نے امام سے پوچھا کہ جب فرشتے کی شکل نہ دیکھی گئی صرف آواز سنی گئی تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آواز حقانی ہے اور فرشتے کی ہے امام نے جواب دیا کہ خدا کی طرف سے امتیاز اور معرفت کی توفیق ملتی ہے۔ ۱۴

مذہب شیعہ میں جس قدر ماخذ دین کے ہیں انہیں سے چند کا بیان ہو چکا اب اس کے بعد ایک روایت اصول کافی صفحہ ۲۰۰ کی اور قابل ملاحظہ کے ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَجْرَيْتُ اخْتِلَافَ الشِّيعَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّدًا

محمد بن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں امام ابی جعفر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا پھر میں نے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا کہ اے محمد بن سنان تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ [illegible]

بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ فَمَكَثُوا أَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ فَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَأَجْرَىٰ طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَفَوَّضَ أُمُورَهَا فَهُمْ يُحِلُّونَ مَا يَشَاءُونَ وَيُحَرِّمُونَ مَا يَشَاءُونَ۔

کے ساتھ یکتا رہا پھر اس نے محمد اور علی اور فاطمہ کو پیدا کیا پھر یہ لوگ ہزاروں برس رہے پھر اللہ نے تمام اشیا کو پیدا کیا اور ان ائمہ کو اشیاء کی خلقت دکھلائی اور ان کی اطاعت سب اشیاء پر فرض کی اور سب اشیا کے معاملات ان کے سپرد کر دیے لہٰذا وہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں۔

ف۔ محمد بن سنان نے امام محمد تقی علیہ السلام سے شیعوں کے باہم مختلف ہونے کا سبب پوچھا اور واقعی پوچھنے کی بات بھی تھی سب امام معصوم کے مقتدی اماموں سے خطا و سہو و نسیان کا صدور محال پھر مقتدیوں میں اختلاف اور اختلاف بھی ایسا شدید اختلاف کہ بقول مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ کے ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد کے مقلدین کے اختلاف سے بدرجہا زائد۔

امام نے اس بے نظیر اختلاف کا سبب یہ بتلایا کہ چونکہ ائمہ کو حلال و حرام کا اختیار خدا نے دیا اس وجہ سے ان کے شیعوں میں اختلاف ہے یعنی ایک امام نے اپنے اختیار سے کسی چیز کو حلال کیا دوسرے امام نے اس کو اپنے اختیار سے حرام کر دیا لہٰذا شیعوں میں اختلاف پڑ گیا اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلال و حرام کے بدلنے کا بھی اختیار ائمہ کو ہے۔ ۱۵

اب بتاؤ اس سے زیادہ صاف و صریح پتہ مذہب شیعہ کے مصنفوں کی نیت کا اور کیا چاہیے۔ معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کی اصلی کوشش یہ تھی کہ ایسی تدبیریں نکالیں کہ مسلمان بنکر کلمہ اسلام کے پردہ میں بیٹھ کر دین اسلام کی صورت مسخ کر دیں۔ مگر اللہ اپنے دین کا محافظ ہے سب تدبیریں رائگان ہو گئیں اور دین الٰہی اپنے اسی جاہ و جلال پر قائم رہا اور رہے گا۔

اس رسالہ میں مجھے یہ بتانا مقصود تھا کہ قرآن کریم کا ظل رحمت چھوڑ کر مذہب شیعہ کے موجدوں نے اپنے لئے کون کون آشیانے تجویز کئے ہیں تو بحمد اللہ میں اسکو بتا چکا۔

ابھی یہ تحقیق کہ مذہب شیعہ کی کون کون سی باتیں **صحیفہ** سے لی گئی ہیں کون کون سی باتیں جفر یا جامعہ سے اخذ کی گئی ہیں کن مسائل کا ماخذ **مصحف فاطمہ** ہے کن مسائل کا معدن کتاب علی ہے۔ کون کون مسائل کس امام کے کس سال کی **شب قدر** والی کتاب سے ثابت کئے گئے ہیں کون نجوم یا جوتش سے

ماخوذ ہیں - کن کا ثبوت وحی حقانی سے ہے - حلال و حرام کی کون کون چیزیں کس امام کے اختیار خداداد کا نتیجہ ہیں - نہ ان باتون کی تحقیق کی ہمیں ضرورت نہ اس تحقیق میں ہمیں کامیابی کی امید ہے اس سبب کہ آج ہم کتب شیعہ کو ان تصریحات سے خاموش پاتے ہیں معدودے چند مسائل ہیں ان میں البتہ ماخذ کا پتہ ملتا ہے اور بس -

ہمیں تو یہ معلوم ہو جانا کافی ہے کہ مذہب شیعہ کے مخصوص مسائل کا ماخذ قرآن کریم اور مشکوٰۃ نبوت نہیں ہے وہ بفضلہ تعالیٰ بخوبی معلوم ہو چکا -

شیعون کے نزدیک ان ماخذون کی عزت قرآن کریم سے زیادہ ہوا ور ہے قرآنی حکومت کا طوق گردن سے نکل جانے پر وہ چاہے کتنے ہی خوش ہون ہمیں اُن سے کچھ مطلب نہیں نہ ہمکو اُن پر کوئی حق اعتراض کرنے کا - پسند اپنی اپنی نظر اپنی اپنی - ان کو صحیفہ جفر جامعہ وغیرہ وغیرہ مبارک رہیں اور ہمیں قرآن کریم کا رحیق مختوم گوارا رہے -

تو وطوبیٰ و ما قامت دوست

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ختم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۱۳ جلد سوم

۷۔ رجب سنہ ۱۳۴۴ھ

ایک ہزار روپیہ انعام

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین ۔

اما بعد کتاب اصول کافی شیعون کے رئیس المحدثین امام الحافظ ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی کی تصنیف ہے اور کتاب مذکور اصولی و اخباری دونون فرقون کے نزدیک معتبر و مستند ہے کتاب مذکور کے باب الفرق بین الرسول والنبی والمحدث میں حسب ذیل روایت درج ہے -

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن ابی نصر عن ثعلبۃ بن میمون عن زرارۃ قال سألت اباجعفر عن قول اللہ عز و جل و کان رسولا نبیا ما الرسول و ما النبی قال النبی الذی یری فی منامہ و یسمع الصوت ولا یعاین الملک والرسول الذی یسمع الصوت و یری فی المنام و یعاین الملک قلت الامام ما منزلتہ قال یسمع الصوت ولا یری ولا یعاین الملک ثم تلا ہذہ الآیۃ و ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۴) ترجمہ شیعون کے رئیس المحدثین فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے متعدد اصحاب نے بیان کیا کہ انہون نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور انہون نے ثعلبہ بن میمون سے اور انہون نے زرارہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوجعفر (امام باقر) علیہ السلام سے عرض کیا کہ خدا نے کان رسولا نبیا فرمایا ہے تو رسول کون ہیں اور نبی کسے کہتے ہیں امام نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب دیکھتا ہے اور آواز سنتا ہے مگر فرشتے کو نہیں دیکھتا - اور رسول وہ ہوتا ہے جو آواز بھی سنتا ہے اور خواب بھی دیکھتا ہے اور فرشتہ کو بھی دیکھتا ہے (زرارہ کہتے ہیں) کہ میں نے پھر عرض کیا کہ امام کا کیا درجہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ امام آواز سنتا ہے مگر نہ خواب دیکھتا ہے اور نہ فرشتے کو دیکھتا ہے پھر آپ (امام باقر) نے آیۃ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث کی تلاوت فرمائی - اسی باب کی ایک دوسری روایت یہ ملاحظہ ہو علی بن محمد و محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن علی بن حسان عن ابن فضال عن علی بن یعقوب الہاشمی عن مروان بن مسلم عن برید عن ابی جعفر و ابی عبد اللہ علیہما السلام فی قولہ عز و جل - و ما ارسلنا من قبلک من

[illegible]

[illegible] سالت ابا عبد الله عليه السلام عن اختلاف الحديث يرويه [illegible] اذا ورد عليكم حديث فوجدتم له شاهدا من كتاب الله [illegible] والا فالذي جاءكم به اولى به [illegible]

[illegible]

[illegible] محمد بن يحيى [illegible] عن احمد بن محمد بن خالد عن ابيه عن النضر بن سويد عن يحيى الحلبي عن ايوب بن الحر قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول كل شيء مردود الى الكتاب والسنة وكل حديث لا يوافق كتاب الله فهو زخرف [illegible] ترجمہ [illegible] ایوب بن الحر [illegible]

[illegible]

علی حسن [illegible] (مولوی فاضل) [illegible]

[illegible]

سوال نمبر ۶

[illegible]

مسلم

اولاً- [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible]

[illegible]

سوال نمبر ۷

[illegible]

مسلم

[illegible]

سوال نمبر ۸

[illegible]

مسلم

[illegible]

سوال نمبر ۹

[illegible]

مسلم

[illegible]

[illegible] انسان تو ہم جس طرح جانوروں کا [illegible] جانور شکار کے لئے شیروں کو [illegible]
[illegible] دونوں کی اجرتوں کے لئے [illegible] جانور اور دودھ والوں کی [illegible]
کیونکہ تم کے جانوروں کا حاصل [illegible] ۔ اسی طرح تم بھی کرو (۱۲/۱)

اس منتر میں [illegible] مارنے والے جانوروں کو حاصل کرنے کی ہدایت ہے [illegible] کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ [illegible] انسانوں کو نہیں بلکہ جانوروں کو مار ڈالیں مگر یہ صورت بالکل جیو ہتیا ہوگی [illegible] منتر کا مطلب ہوگا کہ شیروں کو مار [illegible] اور [illegible] روشن دشمنوں کو مارو [illegible] جیو ہتیا کے [illegible] خلاف ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ [illegible] مارنے والے جانوروں مثلاً شیروں [illegible] کو پالیں لیکن اس میں تو معاملہ اور بھی بد سے بدتر بلکہ بدترین ہو جاتا ہے [illegible] شیر کو گھر میں پالنے کا [illegible] سوا اور کیا نتیجہ ہوگا کہ [illegible] بلکہ گھر والا اور گرد و پیش کے [illegible] انسانوں کا خاتمہ ہو جائے [illegible] ہے [illegible] حیوانی اور انسانی آبادی کا فیصلہ ہے ۔ الغرض ہر دو صورت میں یہ منتر جیو ہتیا [illegible] تعداد میں [illegible] ایک [illegible] قتل کرکے [illegible] ہو جائیں گے ۔

پس اگر اس منتر کا یہی مطلب ہے تو جیو ہتیا اور ظلم ہے [illegible] اور اگر آریہ لوگ اس کا معنی نہیں جانتے تو اس منتر [illegible] وید کا نازل ہونا بے فائدہ ہے اگر [illegible] ہیں تو پھر اصل مطلب کیا ہے ۔

سورہ فاتحہ

ترجمہ: سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالمین کا [illegible] مہربان ہے

سوال نمبر ۱۰ [illegible] قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار [illegible] اور سب کو بخش [illegible] اور رحم [illegible]
[illegible]

[illegible] دنیا [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم دیتا ہے۔
(اس کا جواب) [illegible]

مسلم: [illegible]

(۱) [illegible] ہم لوگ [illegible] دشمن [illegible]
(۲) [illegible]
[illegible]
(۳) [illegible] ہم لوگ [illegible]
[illegible]
(۴) [illegible]
[illegible]
(۵) [illegible]
[illegible]
(۶) [illegible]
[illegible]

(۷) قتل حیوان کا منتر پہلے درج ہو چکا ہے [illegible] انسانی [illegible] آگ سے [illegible] پانی سے [illegible] کرنے کا حکم ہے۔

آریہ منتر: [illegible] پروردگار [illegible]
[illegible]

سوال نمبر ۱۱ [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔

مسلم: (اس کا جواب) [illegible]

۱۵

[illegible] ... دشمنوں ... [illegible]

[illegible] [illegible]

لیکن [illegible] اگر ... [illegible]

اگر ... اپنے دشمنوں ... سختی کرو ... [illegible]

... [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... کا کلام [illegible]

تحقیقی جواب

آیت کا مطلب ... صاف ہے کہ ... ان تمام ... [illegible]

... [illegible] ... اخلاق ... [illegible]

اس آیت ... [illegible] ... عام مخلوق [illegible]

... [illegible] ... بیان ہے ... [illegible]

... [illegible] ... [illegible] 16

... [illegible] ... ہیں۔

... [illegible] ... مختصر ... [illegible]

فیصلہ ... [illegible] ... ہو جائے۔

... [illegible] ... مقصد ہیں۔

اول ... [illegible] ... اسلامی ... [illegible]

... [illegible]

(۱) ... [illegible]

(۲) ... [illegible]

... [illegible]

(۳) ... [illegible]

... [illegible]

(۴) ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] لڑائی ... کرو ... دشمنوں کی ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] ... ظالم ہو!

... [illegible] ... طاقت حاصل ... [illegible]

... دشمنوں کو ... [illegible]

... فرق ہے کہ اسلامی جہاد ... [illegible]

... [illegible] ... آریوں کی ... دنیاوی اور مادی ترقی پیش نظر ہے۔

اسلامی جہاد ... [illegible]

... [illegible] ... داخل ہیں۔

... اسلام ... جہاد ... تمام ... انسان اور ... [illegible]

... [illegible] ... ساری دنیا ... [illegible] 17

... سوال ... ہے کہ ... مذہب والوں کی ... حالت کیا ہونی چاہیئے

... [illegible] ... جواب دیتے ہیں کہ ... [illegible]

... [illegible] ... ملک سے نکال دینا چاہیئے ... [illegible]

... سوامی ... نے ہندوستان میں ... [illegible]

... مجبور کیا کہ ہم سے مناظرہ کرو ... [illegible]

... [illegible] ... نکل جاؤ ... [illegible]

... [illegible] ... اسلام ... [illegible]

... [illegible] ... لیکن قرآنی تعلیم ... [illegible]

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله - (پ انفال)

اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ فساد ... اور بالکل خدا ہی کا دین ہو جائے۔

[illegible]

[illegible]

یعنی غیر مسلمین سے اس وقت تک قتال و جنگ کرو کہ وہ مخروہ سرکشی چھوڑ کر مطیع و فرمانبردار ہو جائیں جس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ غیر مسلمین (کافر و مشرک) مسلمان ہو جائیں جیسے قرآن میں ہے:

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم (پ سورۃ توبہ)

پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آگے یہ بھی فرماتے ہیں:

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ

اور اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

دوسرے یہ کہ غیر مسلمین جزیہ دیکر قانون اسلام کے ماتحت (اسلام کے) امن و حفاظت میں آئیں۔ اس کا یوں ذکر ہے:

۱۸ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ (پ سورۃ توبہ)

لڑو ان سے جو ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام سمجھتے ہیں اس کو جو اللہ اور رسول نے حرام کیا اور نہ قبول کرتے ہیں سچا دین ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں۔

حاصل یہ کہ قرآنی رو سے قتال و جنگ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان یا اسلامی حکومت و سلطنت میں اسلام قبول کرنے والے:

فاخوانکم فی الدین (پ سورۃ توبہ) تمہارے دینی بھائی ہیں۔

یا جزیہ دینے والے غیر مسلم (کافر و مشرک) رعایا ذمی بن جائیں۔ اس کے بعد ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ واجب ہو۔

جہاد کی یہ حقیقت ہے، جو اسلام پر وہ الزام ہے جس کا دامن اس سے بالکل پاک ہے کہ غیر مسلم کو جبراً مسلمان بنایا جاتا ہے یا ناحق قتل کیا جاتا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کا یہ مقصد کافر و مشرک کے ... [illegible] جزیہ دینے پر بھی آزادی اور دیگر ... حقوق ملتے ...

دوم (مدافعت) یعنی تفصیل یہ ہے کہ قتال اور عداوت کی دو قسمیں ہیں۔ حق اور ناحق۔ عداوت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم خود غیروں سے دشمنی کریں۔ دوسرے یہ کہ غیر لوگ ہم سے۔ قرآن شریف میں غیر دین سے ناحق دشمنی کرنے اور بلا وجہ ان کو قتل و تکلیف دینے کا کہیں بیان نہیں بلکہ ناحق خود غیر آکر ان سے عداوت رکھنے اور ان کو ایذا دینے کا علاج ہے جو ... ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

دوسری صورت یعنی غیروں کا ہم سے ناحق دشمنی کرنا اس میں دشمن (کافر و مشرک) کے ... سے پہلے اہل اسلام کو ... سے دو امر ممکن ہیں۔ اول یہ کہ دشمن حملہ کرنے میں ہر وقت ... قرآن میں اس کا حکم ... ہو ... عقلاً کوئی حرج نہیں بلکہ مناسب اور بعض وقت ضروری ہے ... دشمن ... حفظ ما تقدم ہم مدافعت کیلئے اپنی طاقت تیار ... اس کا ذکر ... جو ... قرآن میں یوں ہے:

۱۹ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واٰخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم (پ سورۃ انفال)

اور مہیا کرو ان کے مقابلہ کو جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور گھوڑے پالنے سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔

دوسرے یہ کہ دشمن ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہنا ... سرکشی اور ... ہے جو ... عقل والفاظ ... پسندیدہ۔ پس مدافعت اور مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے قرآن میں اس کی اجازت ہے:

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ (پ سورۃ توبہ)

کیا تم نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور قصد کیا رسول کو نکالنے کا اور انہی نے تم سے پہلے چھیڑ خانی شروع کی۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (پ سورۃ حج)

جہاد کا حکم ہے ان کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس حکم سے کہ ان پر (اہل اسلام پر) ظلم ہوا۔

اور مدافعانہ جنگ کا انجام جارحت کیلئے اگر شکست ہے تو مجبوری ہے ... علیحدہ ... اگر دشمن

مسلم ہو جائے تو دی جاتی ہے۔ اور اگر اس میں صلح ہو تو ہاں صلح کر لو تم اور جنگ کرنا ظلم ہے۔ قرآن نے رحم کی صورت اختیار کرنے کا حکم دیا۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لها (پ ۱۰ سورہ انفال)	اور اگر دشمن صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کے لئے جھک جا۔

اور اگر دشمن صلح میں نہ آئے تو دو ہی صورتیں ہیں۔ ہم اسے خود بالکل معاف کر دیں یا انتقام لیں۔ قرآن پاک نے بطور قانون عام شخص پر معاف کرنے کا حکم نہیں دیا۔ ہاں خاص طور پر اجازت دی ہے کیونکہ بعض طبیعتیں زور دار انتقام پسند ہیں۔ لہذا معافی کا عام حکم خلاف فطرت اور ناقابل عمل ہے اور نہیں ہوتا کہ دشمن سے انتقام لینا ظلم نہیں بلکہ عدل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مطابق عقل و فطرت طور پر قانون انتقام کا قرآن میں حکم ہے۔ لیکن انتقام کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اگر بدلہ لینا ... بالکل وہی ہے جو عام معافی میں ہے۔

(۲) زیادتی ... چونکہ ظلم ہے لہذا قرآن نے اس کی مخالفت کی

لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین	زیادتی مت کرو یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۳) برابر بدلہ لینا ... عام طبائع کے ... پس انتقام کی یہ بہترین صورت ... قرآن نے ... کا حکم دیا۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به (پ ۱۴ نحل)	اور اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر جتنی تم کو تکلیف دی گئی ہے۔

نوٹ: ... انصاف ... ہم اور تم ... [illegible]

سوال نمبر ۱۳	کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا؟ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے ...

[illegible]

۲۰

(الزامی جواب) حسب عقیدہ تناسخ یعنی آواگون ... بعد سزا دی جاتی ہے۔ اور ... گنہگاروں کی جماعت ... ایک طویل مدت کے بعد سزا ... ہو جاتی ہے۔ ... ایک لاکھ برس ... سزا نہیں دیتا ... اس وقت سزا کیوں ... ہوتی ہے؟

(تحقیقی جواب) دین اسلام میں دو زمانے بتائے گئے ہیں۔ اوّل دار العمل ... جس کی مدت مجموعی طور پر ... جن و انس کی پیدائش اور اس کے ... انفرادی طور پر ... اس کی وفات تک ہے۔

(۲) دار الجزاء (عمل کا بدلہ پانے کا زمانہ) اسی کو قیامت بھی کہتے ہیں۔ جس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قیامت صغریٰ یا انفرادی قیامت۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

من مات فقد قامت علیہ القیامۃ	جو مر گیا یقیناً اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔

دوسرے قیامت کبریٰ یا اجتماعی قیامت ہے اس دنیا کے بعد کا زمانہ ہے اور جس کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

ذلک یوم مجموع له الناس وذلک یوم مشهود (پ ۱۲ سورہ ہود)	یہ وہ دن ہے جس میں تمام لوگ جمع ہوں گے اور وہ دن ہے کہ اس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔

پس چونکہ مالک یوم الدین میں اشارۃً بھی یہ بات نہیں کی گئی کہ خدا فلاں دن ہی انصاف ... کرتا ہے بلکہ مطابق حدیث قیامت صغریٰ سے ظاہر ہے کہ خدا ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔ اس لئے سوامی جی کا اعتراض لغو ہے۔

سوال نمبر ۱۳	دشمن کی مخالفت کرنا اور اس سے مدد چاہنا ٹھیک ہے لیکن کیا ... بھی مدد کا چاہنا درست ہے؟

مسلم — (الزامی جواب) یجروید میں ہے:

"... سب مرادوں کو پورا کرنے والا ہے ..." (پ ۲۲) ... [illegible]

... یہ تو ٹھیک ہے کہ ... تمام مرادوں کا پورا کرنے والا ہے۔ اس لئے ... [illegible]

۲۱

بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض پر غضب کرنے سے خدا طرفدار ثابت ہوتا ہے۔ گناہ [illegible]
دنیا میں سب انسانی اور اس کی خلقت سے [illegible] جب ان کے [illegible] گناہ [illegible] ہی نہیں [illegible]
غضب کرنا یہ بات ہی نہیں ہو سکتی ۔

مسلم

(الزامی جواب) آپ ان پر رحم کرتا ہے جس سے آپ خود [illegible] ان کو [illegible]
ذکر ہو چکا ہے ۔ یہ طرفداری نہیں تو اور کیا ہے ؟ علاوہ ازیں [illegible]
(بعض اور [illegible] ستیارتھ پرکاش [illegible])

ذرا سے [illegible] تاریخ [illegible] خارج ہے ؟ [illegible]

نتیجہ ہے ؟

(تحقیقی جواب) آپ [illegible] بیان ہے کہ خدا [illegible] رحم و غضب کرتا ہے ۔ ان لوگوں کا ذکر ہے
[illegible] ایسا کیا ہو ۔ بلکہ ان کا ذکر ہے جو اپنے عمل کی وجہ سے خدا کے رحم و غضب کے
مستحق ہوئے اور [illegible] مطلب ہے کہ " خداوندا نیک لوگ [illegible] نیکی کے [illegible] رحم کے مستحق ہیں ۲۴
ان کے طریقہ [illegible] چلنے کی توفیق دے ۔ [illegible] بدی کے [illegible] غضب کے مستحق ہیں
ان کے طریقہ بد سے ہم کو بچا "

اس سوامی جی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں نیکی کرنے [illegible] بدی سے بچنے کی دعا [illegible]
ویدوں کی طرح ان [illegible] کیوں نہیں ؟ [illegible] دوستو ! اگر قرآن کا معبود خدا ہے
اور وید کا معبود [illegible] تو اس میں اسلام [illegible] کیوں ؟ بقول شخصے ؎

میں تو ہے مجنون کو لیلی !

مگر [illegible] اپنی اپنی !

میں تو کہتا ہوں کہ اگر خدا [illegible] رحم و غضب کرے تو اس میں کیا حرج ہے ؟ کیونکہ خدا
خالق و مالک حقیقی ہے ۔ [illegible] مالک ہو وہ ایسا کر سکتا ہے ۔ لہٰذا خدا کو حق حاصل ہے
ان اللہ علی کل شیء قدیر ۔

فرمائیے اس پر کیا اعتراض ہے ؟

نصر من اللہ و فتح قریب [illegible]

الحمد للہ [illegible]

[illegible]

الاول من المأتین

علی

المنحرف عن الثقلین

نمبر سوم ملقب بہ

بیان الحسن لمن حرّف القرآن

[illegible] شیعہ [illegible] اصول [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] کسی دن [illegible] نہیں کر سکتے

باہتمام

[illegible]

[illegible] مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل الکتاب المبین [illegible]

والسلام علی رسولہ النبی الامین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد [illegible]

[illegible] ٣

لہٰذا اب اس تحریر میں قرآن پر ایمان نہ رکھنے کی خرابیاں عرض کی جاتی ہیں۔

واضح ہو کہ قرآن [illegible]

[illegible]

اس [illegible]

[illegible]

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی پہلی خرابی

[illegible]

[illegible] ٣

[illegible] مسلمان ہی نہیں۔

[illegible]

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی دوسری خرابی

[illegible]

[illegible] عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّ عَلَى كُلِّ حَقٍّ حَقِيقَةً وَعَلَى كُلِّ صَوَابٍ نُورًا فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَدَعُوهُ وَعَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَعَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ يَرْوِيهِ مَنْ نَثِقُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا نَثِقُ بِهِ فَقَالَ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ لَهُ شَاهِدًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِلَّا فَالَّذِي جَاءَكُمْ بِهِ أَوْلَى بِهِ۔

اور ایسی بہت روایت ہے کہ جس میں مختلف الفاظ ہیں اور وہ روایت باختلاف قلیل الفاظ احادیث میں مروی ہے چنانچہ کتاب کافی میں [illegible] امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ تحقیق ہر سچائی کی ایک حقیقت اور ہر سچ بات پر ایک نور ہے پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دو ۔ ایسا ہی کتاب اصول کافی میں ایوب بن حر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر چیز کتاب و سنت سے ملا کر دیکھی جائے اور جو حدیث کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ جعلی ہے ۔ نیز اسی اصول کافی میں ابن ابی یعفور سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث میں اختلاف کی بابت دریافت کیا کہ بعض احادیث کے راوی معتبر لوگ ہوتے ہیں اور بعض کے غیر معتبر ہوتے ہیں ۔ امام نے فرمایا جب تمہارے سامنے کوئی حدیث آئے اور تم کو کتاب اللہ سے اس کی تائید مل جائے یا قول رسول اللہ سے تو بہتر ورنہ جس شخص نے وہ حدیث تم سے بیان کی ہے وہ حدیث اسی کے سر مارو ۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی منقول ہے تمام سندوں کے ذکر میں طول ہو گا ۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ ائمہ کی تصریح و ارشاد کی رو سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ حدیث رسول یا قول

امام اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جبکہ قرآن کے موافق ہو ورنہ وہ [illegible] کے منہ پر مار دینا چاہئے [illegible] ہے ۔

اب بحث طلب امر یہ ہے کہ جب قرآن شریف اہل شیعہ کے نزدیک اصول و فروع کی ناکامی اور بے اعتباری میں [illegible] ہے تو پھر کس چیز کو یقینی طور پر معیار قرار دیا جائے گا اقوال اور احادیث رسول کی جانچ کا اور کس کی موافقت یا مخالفت سے ان احادیث کے قبول یا رد ہونے کا فیصلہ کیا جائے ۔

بہرحال [illegible] جو کچھ تھا ایک ذریعہ احادیث و روایات کا شیعوں کے ہاتھ میں [illegible] ائمہ کے اقوال تھے کہ قرآن شریف کی موافقت یا مخالفت معلوم ہو [illegible] کے ہاتھ [illegible] شیعوں کے پاس [illegible] پریشان کے [illegible] ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی تیسری خرابی

[illegible] ہیں جن میں ایک حدیث ثقلین ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور [illegible] سے تمسک کرنے کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونوں ایک ۵
دوسرے سے جدا نہ ہوں گے ۔ مولوی دلدار علی صاحب اساس الاصول میں فرماتے ہیں

وَرَابِعُهَا مَا تَوَاتَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کی روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان سے تمسک کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اپنی عترت یعنی اہل بیت اور وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں ۔

پس قابل غور یہ بات ہے کہ جب مذہب شیعہ میں قرآن کے مشکوک و غیر معتبر ہونے کی تصریح ہو چکی ہے [illegible] احادیث معصومین کے نام سے [illegible] ہے [illegible] ان کے ہاتھ میں قرآن [illegible] ہے [illegible] تو حدیث ثقلین کی تکذیب ہوتی ہے یا نہیں ۔

یقیناً کذب ہوئی ہے کیونکہ اس صورت میں قرآن اور اہل بیت میں جدائی واقع ہو گئی [illegible]
ان دونوں میں سے ایک بات [illegible] یہ حقیقت ہے کہ جس طرح قرآن دنیا سے [illegible]
شریعت [illegible] اہل بیت کے [illegible] جو موجودہ شیعوں کے پاس ہے [illegible] اصل وہ بے بنیاد [illegible]
[illegible] نہیں ہے۔
جس طرح شیعوں کے پاس قرآن ہے اسی طرح اہل بیت بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔

ف: شیعوں نے حدیث ثقلین کے [illegible] اور اس [illegible] مطلب مشہور کر رکھا ہے [illegible]
کام لیا ہے اور [illegible] چھوڑے جاتا ہوں اوّل [illegible] ثقلین [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] دو کہتے ہیں [illegible] اہل بیت سے [illegible]
[illegible] کے [illegible] عمل کیا جائے [illegible] ان کے [illegible] شیعوں [illegible]
[illegible] ان [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ [illegible]
میں ایک رسالہ خاص حدیث ثقلین کی شرح پر ہوگا اس میں [illegible] کو بیان کر کے اس حقیقت کا [illegible]
[illegible] حدیث ثقلین کے [illegible]
[illegible] کی مغالطات کی [illegible] ہے۔

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی چوتھی خرابی

بظاہر تو شیعوں نے قرآن کے [illegible] نہ ماننے کا [illegible] ظاہر کیا ہے [illegible]
[illegible] قرآن میں تحریف کر دی ہے [illegible] مولوی حامد حسین صاحب
استقصاء الافحام جلد اول [illegible] میں فرماتے ہیں

[illegible]

[illegible] اس صورت میں [illegible] رسالت [illegible]
[illegible]
[illegible] خلفائے [illegible] سے ظہور [illegible]
[illegible] ہی لکھا ہے۔
[illegible] بلکہ قرآن کے معدوم ہو جانے سے [illegible]
[illegible] شیعوں کے [illegible] سب طرح ثابت نہیں کر سکتے [illegible] کی اصلی ضرورت [illegible]
[illegible] مقصد اصلی یہی ہے۔
[illegible] ہے کہ تمام شیعہ [illegible] اور اصلح کو واجب کہتے ہیں [illegible]
[illegible] خدا پر لازم ہے کہ [illegible] کام کرے۔
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] شریعت اور آخری کتاب کی حفاظت [illegible]
[illegible] اصول قباحت ہے۔
[illegible] قرآن میں تحریف [illegible] اور خدا کے بندوں کو اختیار [illegible] نیک کام
[illegible] مستوجب عذاب [illegible]
[illegible] کا الزام [illegible] اصل [illegible] خدا [illegible]
[illegible] شریعت محمد [illegible] دنیا سے [illegible] نبیوں کے بھیجنے کا سلسلہ کیوں
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو آخری شریعت کیوں قرار دیا۔ اور [illegible] کا سلسلہ ختم کر دینا
[illegible] امام [illegible] نبیوں کے ہم رتبہ [illegible] باقی رکھنا
[illegible] خلاف [illegible] حجب جانے کی
[illegible] ان کے پاس [illegible] قرآن کے احکام کسی
[illegible] اصل قرآن [illegible] فقط خدا پر لازم تھا [illegible] امام [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] کا سلسلہ [illegible]

[illegible]

ہاں [illegible]

[illegible]

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی پانچویں خرابی

[illegible] حضرت علی [illegible]

پہلا الزام [illegible] حضرت علی کے سامنے قرآن [illegible]

[illegible]

دوسرا الزام [illegible] حضرت علی [illegible]

[illegible]

اب سنو [illegible]

[illegible]

[illegible] وغیرہ وغیرہ۔

جواب الجواب [illegible]

[illegible]

[illegible] حیات القلوب۔ حق الیقین [illegible]

[illegible]

کی کے اصحاب میں ہوئی ہے۔

جب جناب امیر علیہ السلام [illegible] تھے [illegible] کا [illegible]
[illegible] تمام انبیاء کے معجزات بھی آپ کے پاس تھے [illegible]
[illegible] وقت ان کو معلوم تھا [illegible] سامنے آگے پیچھے [illegible] سکتا تھا اور [illegible]
[illegible] سب باتوں کے [illegible] کہ جناب امیر [illegible] مطلوب تھے [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] جناب موصوف کا دل قرآن شریف کی عزت و حرمت [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک وصیت نامہ [illegible] تصنیف فرمایا گیا ہے اصول کافی [illegible]
[illegible] کے پاس سے [illegible] وصیت نامہ [illegible]
[illegible] وصیت نامہ [illegible]
[illegible] علی [illegible] کے درمیان [illegible]
[illegible] حضرت علی [illegible] رسول خدا [illegible]
علیہ وسلم [illegible] الفاظ [illegible] ذیل ہیں۔

[illegible] جبرائیل علیہ السلام [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے بحکم جبرائیل علیہ السلام [illegible] وصیت نامہ کے متعلق [illegible] آپ نے فرمایا اے علی [illegible] وصیت [illegible]

[illegible] فَقَالَ [illegible]
[illegible] اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ [illegible]
[illegible] جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ [illegible]
[illegible] رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ [illegible]
[illegible] اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ [illegible] فَصَعِقْتُ [illegible]
[illegible] جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ [illegible] وَقُلْتُ [illegible] وَاِنِ انْتُهِکَتْ [illegible] وَخُرِقَ [illegible] وَهُدِمَتِ الْكَعْبَةُ وَخُضِبَتْ [illegible] بِدَمٍ عَبِيْطٍ صَابِرًا [illegible] اَبَدًا حَتّٰی اَقْدَمَ عَلَيْكَ

اور بیان کرنے کے تحت ہوئے جناب امیر نے فرمایا
کہ ہاں یا رسول اللہ

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا [illegible]
[illegible] گیا تحقیق [illegible] علیہ السلام [illegible] صلی اللہ
علیہ وآلہ [illegible] ہوئے [illegible]
[illegible] آپ کی آبرو ریزی کی جائے گی اور
[illegible] آپ کی داڑھی آپ کے سر کے تازہ
خون سے رنگین کی جائے گی۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت
[illegible] جبرائیل امین علیہ السلام [illegible]
[illegible] قبول کیا اور میں راضی ہو گیا اگرچہ میری [illegible]
کی جائے اور اگرچہ [illegible]
[illegible] کتاب اللہ [illegible]
[illegible] اور اگرچہ میری داڑھی میرے سر کے
خون سے رنگین کر دی جائے میں صبر کروں گا
یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔

11

وصیت نامہ کے تعقیب کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت علی باوجود شجاعت [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جواب بجواب

۱۴

جواب

۱۴

لیس بیان بات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے ... علی قرآن کی شانت ہیں کیا دخل ہے سکتا ہے۔
حضرت اپنی امامت کی ... خلافت ہیں ... جناب امیر سے منقول ہوئی اور اکابر علمائے شیعہ نے اسکی تصریح کی ہے ...
شیعہ بھی ...
اس وقت ہم صرف شیعوں کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری کی ایک عبارت ان کی کتاب ...
... بغرض اختصار اکتفا کرتے ہیں۔
قاضی صاحب اپنی کتاب احقاق الحق میں جواب اس اعتراض کے کہ مستحق خلافت تھا تو حضرت علی نے اپنے
زمانہ خلافت میں اپنی امامت کا اعلان کیوں نہ دیا لکھتے ہیں

وسبیل ان ما ذکروہ من انہ لو کان الامر علی ما ذکرہ الشیعۃ من النص لم یتعلہ امیر المؤمنین فی ایام خلافتہ الخ ان وقوع بانات امیر المؤمنین لما اتی اعتقاد الجمہور حسن السیرۃ الشیخین وانہما کانا علی الحق لم یتمکن من الاقدام علی ما یدل علی فساد امامتہما لما فی ذلک من التفاوت بالجہل والفساد حتہما والتصریح بکونہا مستحقین للعقاب بما یکون بذلک من نقض حکمہما وتغیر سنتہما وطریقۃ خلافہما

۱۴ اور مجلا کے نزدیک ان دونوں ... اسی کیا ہے کہ اگر شیعوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ نص کی ورست حضرت علی کی طرف سے ہوئی تو کیوں امیر المؤمنین نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کیوں وہ مسائل کر دیں یہ اعتراض اس طرح دفع کیا جائیگا کہ امیر المؤمنین نے چونکہ جمہور کا یہ اعتقاد دیکھا کہ وہ شیخین کی روش کو عمدہ سمجھتے ہیں اور یہ کہ وہ دونوں حق پر تھے اس لئے آنجناب ایسی بات نہ کہہ سکتے تھے جو شیخین کی امامت کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس صورت میں ان کو شیخین کے جاہل و فاسد ہونے کی شہادت دینی پڑتی اور یہ کہ وہ دونوں مستحق عذاب کے مستحق تھے اور جناب امیر شیخین کے احکام کو توڑ دیتے اور ان کے طریقوں کو بدل دیتے اور ان کے خلاف کرتے کیونکہ ... کے ... تیار ہو سکتے تھے جنکا یہ خیال تھا کہ شیخین تمام امور الٰہیہ میں ... انھوں نے کیا اور جن کو

الامۃ الذین شہدوا الخ ... بیعت فی ... الصلاۃ والزکاۃ ... بینۃ علی ... وان فسدت ... علی ھذا الباقی ... علیہ السلام بہا ہم ... العلاج الذی ... فاستعفوا ... فاتفقوا الخ ... ترکہم فی ... والحاصل ان ... الخلافۃ ما وصل الیہ الا سرور وان الحق وکان معارضا منازعا فی ایام ولایۃ وکیف ... الولایۃ الخلافۃ ... علیہ کل من بایعہم ... بیعۃ الجماعۃ ... علی عداوتہ ... وان غایتہم من بعدہم ... ویقتضی طرائقہم

نہیں کیا حق پر تھے اور یہ کہ جناب امیر کی امامت شیخین کی امامت پر منحصر ہے اگر شیخین کی امامت صحیح نہیں تو جناب امیر کی امامت بھی صحیح نہیں اس لئے کی ... بیان ہو گی ... خلاصہ یہ کہ ... کیا تھا ... کیے گئے ... اسکی حالت ... حاصل یہ کہ جناب امیر کو باستثنا نام خلافت ملی تھی ... حقیقت ... زمانہ خلافت میں کیا آپ کی خلافت کی جاتی تھی ... جاتا تھا آپ ... کیا جاتا تھا بس وہ اپنی خلافت
۱۵ کے زمانہ میں ایگلوں کی خلافت کرسکے کیونکہ یہ بات نہ ہو سکتی تھی حالانکہ جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی تھی وہ سب آپ کے دشمنوں کے گروہ سے تھے اور آپ کے دشمنوں کو سمجھتے تھے کہ نہایت عمدہ اور افضل حالت میں تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان کے بعد والوں کی ابتدائی معراج یہ ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریقوں کی پیروی کرتا۔

اور دیکھو ... میں خود حضرت علی مرتضیٰ کی زبان سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ اپنے

النجم
رسالہ لکھنؤ

نمبر ۱۹ و ۲۰

[illegible]	۲ رجب - ۶ شعبان - ۲۱ شعبان [illegible]	[illegible]

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
فہرست مضامین نمبر ۱۹ و ۲۰ [illegible]		
[illegible]	[illegible]	۱ - ۲
[illegible]		۳
[illegible]		۴
استقبال ماہ رمضان		
[illegible]		
[illegible] جواب	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

مخصوص لوگوں سے فرمایا
[illegible]
[illegible] رسول [illegible]
[illegible]
[illegible] الناس [illegible]
[illegible]
[illegible]
اللہ علیہ [illegible]

[illegible] مجھ سے پہلے خلفائے کچھ ایسے کام کئے ہیں [illegible]
انھوں نے عمداً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible]
کی ہیں [illegible] اگر اب ان کی [illegible]
اور اگر میں لوگوں کو ان کاموں کے چھوڑنے کی [illegible]
اور ان چیزوں کو ان کی اصلی حالت میں [illegible]
جس حالت میں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ [illegible]
زمانہ میں تھیں تو میرا لشکر مجھ سے جدا ہو جائے [illegible]

ان کے بعد جناب امیر نے [illegible] خلفائے سابقین کے عمل کی بیان کی جس میں [illegible]
اور تحریف قرآن کا بھی ذکر ہے۔

جواب الجواب یہ ہے کہ حضرت علی کی مسند [illegible] اور ان کے تقیہ کی یہ حالت ان [illegible]
کے زمانہ میں بھی تھی [illegible] علاوہ اس کے ان کے ایمان [illegible]
[illegible] حالت [illegible] ہے۔

بہرحال حضرت [illegible] یقیناً تحریف قرآن کے [illegible]
[illegible] ہوتا ہے۔

قرآن موجود [illegible] کے ساتھ بیان ہوئی ہیں [illegible]
کی حالت بعض اوقات بہت [illegible] عجیب تحقیق میں ہے اگر قرآن کو [illegible]
[illegible] اور قرآن کو نہیں [illegible]
[illegible] ان کی حالت [illegible] ان کو بچا دیتے۔

ھذا آخر الکلام والحمد للہ رب العالمین

قواعد

[illegible]

مقاصد

[illegible]

فہرست کتب موجودہ

نام کتاب

علم حدیث

درست عجیب

الفصل پی قتال [illegible]

اسلام کی [illegible]

اسلام کے [illegible]

حج [illegible]

الحد الفکوک

{ [illegible] فی [illegible] }

حقوق الاسلام

وسیع تعلیم

تفسیر [illegible] عورت اور آداب – [illegible]

[illegible]

المشتہر – مہتمم دفتر انجم [illegible]

بذل المجہود فی حل سنن ابی داود

مؤلفہ

[illegible]

[illegible] جلد اول [illegible]

[illegible] ابواب

[illegible]

المشتہر عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

ماء اللحم

انگوری — دو آتشہ نہایت نفیس

طب یونانی [illegible] آج بڑی ترقی اور تحقیقات [illegible]
[illegible] ایک چیز ماء اللحم ہے۔

تمام اعضاء رئیسہ کی تحریک اور معدہ کو قوت دینے اور ہر قسم کی طاقت [illegible]
خون صالح کے پیدا کرنے [illegible] اکسیر [illegible] ہے۔

کل قسم کے گوشت اور بہت سی مقوی و مفرح دوائیں اور انگور [illegible]
چلوں سے تیار ہوتا ہے مشک و عنبر اور زعفران بھی پڑتا ہے۔

نسخہ بھی قدیم مجرب حضرت [illegible] علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے سب اجزا [illegible]
[illegible] ڈالے جاتے ہیں [illegible] کوئی شخص کشید کرائے تو البتہ یہ بات [illegible]
ہو سکتی ہے۔ ماء اللحم کئی سال تک دفتر النجم میں کشید ہوتا رہا اور [illegible]
[illegible] ثابت ہو [illegible] سال سے یہ سلسلہ بند تھا [illegible] لوگ [illegible]
[illegible] ہو گئے تھے لہذا پھر کشید کیا گیا سب چیزیں گراں [illegible] قیمت [illegible]
[illegible] قیمت فی تولہ [illegible] روپیہ [illegible]
[illegible] خریدار [illegible] قیمت [illegible] چاہیے۔

راقم [illegible] عبد المومن [illegible] دفتر النجم لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

النجم لکھنؤ (دور جدید) نمبر ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ جلد سوم

۲۱ - رجب، ۷ شعبان، ۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ

جلد سے جلد توجہ کے لائق

الحمد للہ بڑی کوشش کے بعد آج وہ دن نصیب ہوا کہ النجم کے [illegible] ہوگا [illegible] وقت
[illegible] ایک ساتھ شائع کئے جاتے ہیں اور [illegible] اشاعت [illegible]
انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ [illegible] ہو جائیگی۔

اب امید ہے کہ انشاء اللہ النجم کی اشاعت پابندی کے ساتھ ہر قمری مہینے کی [illegible]
لیکن اب النجم کے ساتھ دلی ہمدردی رکھنے والوں کو جلد سے جلد اس طرف توجہ کرنی [illegible]
مصارف ہیں اور وقت کی پابندی کے لئے کیسے [illegible] مصارف [illegible]

شروع سال میں [illegible] وی پی واپس آ گئے تھے [illegible]
[illegible] اور رسالوں کو اشتہارات کی [illegible] آمدنی ہو جاتی ہے بعض رسائل کو پوری لاگت [illegible]
[illegible] پوری ہو جاتی ہے۔ النجم کے لئے یہ آمدنی بھی نہیں [illegible] اشتہارات [illegible]
[illegible] بھیجتے ہیں اس خیال سے کہ [illegible]
[illegible] ہوتا ہے اور بہت [illegible] رکھا جاتا ہے [illegible]
[illegible] اچھا نہیں معلوم ہوتا۔
[illegible] کی اشاعت میں مدد [illegible]
پھر اب النجم کے مصارف اسی سالانہ قیمت [illegible] خریداروں [illegible] اور اس کی یہ حالت

[illegible] جو [illegible] ہیں ان کا [illegible] ہے اور [illegible] ہے۔

اگر [illegible] ہوائے علاوہ [illegible] تو کام [illegible] چلے گا۔

رمضان مبارک کا مہینہ [illegible] قدر [illegible] اس مہینے میں [illegible]

[illegible] اس مہینے میں ہر [illegible] ایک [illegible]

[illegible] آسانی حاصل ہو سکتے ہیں۔

[illegible] اس [illegible] مختصر تحریر کو بہت [illegible]

غیر مستطیع اصحاب کے نام النجم کا اجرا

[illegible] رسالہ میں [illegible] ۱۳۵۳ھ [illegible] جناب شیخ حسن [illegible] صاحب

[illegible] نے [illegible] حسب ذیل اصحاب کے نام اجرا [illegible]

[illegible] کو بالکل بلا قیمت دیا گیا۔

۱۔ [illegible]	بلا قیمت	[illegible]	[illegible]
۲۔ جناب [illegible] صاحب [illegible] المعلوم [illegible]	"	[illegible]	[illegible]
۳۔ مولوی عبد اللہ صاحب [illegible] ضلع [illegible]	"		"
۴۔ جناب محمد [illegible] صاحب طالب [illegible] محمدیہ [illegible] ضلع [illegible]	"	[illegible]	"
۵۔ جناب [illegible] صاحب طالب [illegible] مدرسہ [illegible] الاسلام [illegible]	"	[illegible]	"
۶۔ [illegible] صاحب [illegible] ضلع [illegible]	[illegible]	[illegible]	"

واقعات جون پور

[illegible]

[illegible] اپنے مذہب [illegible] ہوتا [illegible] ہے [illegible]

[illegible] بعض [illegible] حالات [illegible] ہونگے۔

[illegible] جناب مولوی [illegible] حسن صاحب [illegible] کا ایک [illegible] مضمون بعنوان "[illegible]"

[illegible] امید ہے کہ مولوی صاحب اس مضمون کو [illegible] اس [illegible] انشاء اللہ [illegible]

استقبال شہر رمضان

وہ خیر و برکت کا مہینہ [illegible] عبادت [illegible] استقبال [illegible]

[illegible] سید الانبیاء [illegible] علیہ الصلوۃ والسلام نے جس کا استقبال [illegible]

[illegible] اس وقت [illegible] تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) جس چیز کی فضیلت قرآن مجید میں [illegible] ہو [illegible] فضیلت کو [illegible]

چہ نسبت [illegible] اس مہینے کیلئے ثابت فرمایا ہے [illegible] مہینے [illegible]

اس مہینے کا ذکر [illegible] عنوان سے شروع فرمایا [illegible] شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

ترجمہ: مہینہ رمضان کا جس میں نازل کیا گیا قرآن جو ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور [illegible] ہدایت کی اور فیصلہ حق و باطل کا [illegible] جو شخص تم میں سے پالے اس مہینے کو تو [illegible] اس مہینے کا روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو [illegible] گنتی [illegible] دوسرے دنوں سے۔

آیت مذکورہ سے پہلے اس مہینے کے روزے کے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible] لعلکم تتقون اور [illegible] تصوموا خیر لکم [illegible] معلوم ہوتا [illegible]

[illegible] معلوم ہوا [illegible]

اس قدر [illegible] تعالیٰ نے اس کی تفصیل [illegible] بیان [illegible] کا

بیان [illegible] روشن دلیل ہے۔

ان آیات قرآنیہ کے بعد چند احادیث [illegible] لکھے گئے ہیں۔

(۲) بخاری و مسلم مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازہ کھل جاتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ رحمت کے دروازہ کھل جاتے ہین -

ف ان تینون روایتون کا مفہوم ومآل ایک ہے - آسمان کے دروازون کا کھل جانا قبولیت عبادات کی طرف اشارہ ہے جنت کے دروازون کا کھل جانا بھی یہی مطلب رکھتا ہے اور رحمت کے دروازون کا کھل جانا اس مفہوم کو صاف کردیتا ہے -

(۳) نیز بخاری و مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے مین دن کو روزہ رکھے اور شب کو عبادت کرے (اشارہ ہے نماز تراویح کی طرف) ایماندار ہو کر اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے تو رمضان سے پہلے جس قدر گناہ اس سے ہوئے سب بخش دیے جاتے ہین -

(۴) مشکوٰۃ مین بحوالہ بیہقی منقول ہے کہ قیامت کے دن روزہ اور قرآن دونون شفاعت کرین گے روزہ کہیگا کہ اے پروردگار مینے اس شخص کو دن مین کھانے پینے سے روکا اور قرآن کہیگا کہ مینے اس شخص کو رات کے وقت سونے سے روکا پس ان دونون کی شفاعت بارگاہ الٰہی مین مقبول ہوگی -

ف - یہ حدیث تعلیم کررہی ہے کہ رمضان کی راتون مین تلاوت قرآن ہونی چاہیئے اور سنت خلفائے راشدین نے بتلادیا ہے کہ اسکی صورت یہ ہے کہ تراویح مین پورے مہینہ کے اندر کم سے کم ایک قرآن ختم کیا جاے -

(۵) مشکوٰۃ مین بحوالہ بیہقی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ بھی منقول ہے جو آپنے شعبان کے آخری دنون مین استقبال رمضان کے لئے پڑھا ہم اس خطبہ کا ترجمہ لفظ بلفظ ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

خطبۂ نبوی متعلق استقبال رمضان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان آخری دن مین خطبہ پڑھا جسمین فرمایا کہ " اے لوگو تم پر سایہ افگن ہوا ہے ایک عظمت والا مہینہ ایک برکت والا مہینہ جس مین ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے (یعنی اس ایک رات کی عبادت مین جس قدر ثواب اور تقرب بارگاہ الٰہی کا حاصل ہوتا ہے ہزار مہینے کی عبادت مین وہ بات نصیب نہین ہوسکتی) اللہ نے اس مہینہ کا روزہ تمپر فرض کیا ہے اور اسکی رات مین عبادت کرنے کی تحسین ترغیب دی ہے - جو شخص اس مہینے مین کوئی نیکی کا کام کرے اسکو اتنا ثواب ملیگا جیسے دوسرے دنون مین فرض کے ادا کرنے والے کو اور جو شخص اس مہینے مین کوئی فرض عبادت بجالائے وہ مثل اس شخص کے ہوگا

جو دوسرے زمانہ مین ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلا جنت ہے - یہ مہینا آپسمین دلجوئی اور غمخواری کرنے کا ہے - یہ مہینہ ہے جس مین مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے - جو شخص اس مہینہ مین کسی روزہ دار کو افطار کرائے اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہین اور اسکی گردن آگ سے آزاد کردی جاتی ہے اور اسکو اس روزہ دار کی برابر ثواب ملتا ہے بغیر اسکے کہ اس روزہ دار کا ثواب کم کیا جائے - صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب کو اتنا مقدور نہین کہ روزہ دار کو افطار کرائین آپ نے فرمایا کہ جو شخص ایک گھونٹ دودھ یا ایک چھوہارے یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرادے اسکو بھی یہی ثواب ملیگا اور جو شخص کسی روزہ دار کو سیر کردے اللہ اسکو میرے حوض سے ایسا پلائیگا کہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا یہان تک کہ جنت مین داخل ہو - یہ مہینہ وہ ہے کہ اسکے شروع کے دن رحمت ہین اور اسکا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے - جو شخص اس مہینے مین اپنے خادم سے کام کم لیگا اللہ اسکے گناہون کو بخش دیگا اور اسکو دوزخ سے آزاد کردیگا -

مسائل

روزۂ رمضان اسلام کا رکن اعظم ہے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض عین ہے -

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور روزہ اسکو نقصان کرے یا کوئی شخص سفر کی حالت مین ہو یا عورت حاملہ ہو یا دودھ پلاتی ہو یا حیض و نفاس کی حالت مین ہو تو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھین لیکن جس وقت یہ عذر دفع ہو جائین اس وقت ان کو اپنے چھوٹے ہوے روزون کی قضا رکھنی ضروری ہے -

سفر اگر راحت کا سفر ہو یا حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ سے نقصان کا اندیشہ ہو نہ اپنے بچہ کے لئے تو افضل یہ ہے کہ روزہ رکھ لین قضا نہ کرین -

یہ بالکل غلط اور بے دینی کی بات ہے کہ لوگ صاحب مقدرت ہون ان کو اختیار ہے چاہین روزہ رکھین چاہین فدیہ دیدین - اس مضمون کے لئے ایک آیت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے مگر وہ استدلال بالکل بے بنیاد ہے -

فدیہ دینے کا حکم صرف بوڑھون کے لئے ہے جو روزہ نہ رکھ سکتے ہون چونکہ بڑھاپے کا عذر دفع نہین ہوسکتا اس لئے ان کو حکم ہوا کہ اگر مقدور رکھتے ہون تو ہر روزے کے بدلے مین ایک مقدار صدقۂ فطر کی کسی مسکین کو دیدین -

روزہ کی حالت مین صرف تین چیزون سے پرہیز لازم ہے ۔ کھانے سے پینے سے عورت کے ساتھ ہم بستری سے ۔

صبح صادق کے شروع ہوتے ہی روزہ شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے ۔

سونے سے نہانے سے مسواک کرنے سے سر مین تیل آنکھون مین سرمہ لگانے سے عطر لگانے سے روزہ مین کسی قسم کی خرابی نہین پیدا ہوتی ۔

روزے کے ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہے ۔ بعض صورتون مین روزہ مکروہ ہوجاتا ہے بعض صورتون مین بالکل فاسد ہوجاتا ہے رمضان کا روزہ خدانخواستہ فاسد ہوجائے تو اسکی دو صورتین ہین بعض صورتون مین صرف قضا کافی ہوتی ہے یعنی ایک روزہ کے عوض مین ایک روزہ اور بعض صورتون مین کفارہ بھی لازم آتا ہے یعنی ایک روزہ فاسد ہوجائے تو علاوہ قضا کے ساٹھ روزے رکھے جائین یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا جائے یا ایک غلام آزاد کیا جائے ۔

روزے کی ظاہری آداب تو وہی ہین جو اوپر بیان ہوے لیکن حقیقت مین روزہ صرف اسی پر ختم نہین ہونا بلکہ روزے کی حالت مین ضروری ہے کہ اپنے تمام اعضا کو گناہ سے بچائے جھوٹ نہ بولے کسیکی غیبت نہ کرے آنکھ سے کسی نامحرم کو نہ دیکھے ۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا گناہ کے کام ترک نہ کئے اسکو کوئی ضرورت فاقہ کرنے کی نہین ہے ۔

پس مسلمانون پر لازم ہے کہ ظاہری ارکان کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ باطنی آداب کی رعایت کرین اور اس مہینے کی برکات سے مستفیض ہون ۔

رسالہ النبوۃ والخلافۃ

جسکو جناب مولوی نجم الحسن صاحب مجتہد لکھنؤ نے تصنیف فرمایا اور مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی طرف سے شایع ہوا اور اس رسالہ کا ترجمہ انگریزی زبان مین بھی شایع کیا گیا تاکہ انگریزی دان طبقہ بھی مذہب شیعہ کی تبلیغ سے محروم نہ رہے ۔ اسی رسالہ کا جواب ایک صاحب نے دفتر ہذا مین پہونچایا انشاء اللہ تعالی بہت جلد النجم مین اسکا جواب شایع ہوگا ۔ خدا کرے ایسا نہ ہو کہ جسطرح تنبیہ الحائرین کے جواب مین جناب حائری صاحب مجتہد پنجاب نے خاموشی اختیار فرمائی اور کئی سال گذرنے پر بھی خاموش ہین اسیطرح اس رسالہ کے جواب پر بھی سکوت سے کام لیا جائے ۔

موضوعات کلینی

(از قلم فصاحت رقم جناب مولوی علی حسن صاحب خیرآبادی (مولوی فاضل پنجاب))

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اَهْلِهَا

الحمد کہ شیعون کے امام ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی نے اپنی کتاب اصول کافی کے دیباچہ مین عقل کی بابت هُوَ الْقُطْبُ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْمَدَارُ وَبِهٖ یُحْتَجُّ تحریر فرمایا ہے اس لئے ہم آج بعض روایات اصول کافی کو مسابقل پر کس کر شیعی دنیا کو یہ دکھلانا چاہتے ہین کہ یہ روایتین خلاف عقل ہین اسلئے وہ جھوٹی اور موضوع ہین اور جس کتاب مین یہ روایتین موجود ہین اسکو اصح الکتب کہنا حق وصداقت کے گلے پر کند چھری پھیرنا ہے۔

(۱) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَلٰی اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ النَّوَاحِیْ مِنَ الشِّیْعَةِ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَاَلُوْهُ فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ عَنْ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ مَسْاَلَةٍ فَاَجَابَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ عَشْرُ سِنِیْنَ اصول کافی باب مولد ابی جعفر الثانی (مطبوعہ نولکشور صہ ۳۱۹) ترجمہ علی بن ابراہیم بحوالہ پدر خویش کہتے ہین کہ شیعیان قرب وجوار کی ایک جماعت نے ابوجعفر (یعنی امام محمد تقی) علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ امام نے اجازت دی اور اس جماعت نے حاضر ہوکر ایک نشست مین امام سے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) مسائلے دریافت کئے اور امام نے ان کا جواب دیا اور اس وقت حضرت امام دس سال کے تھے ۔

مین کہتا ہون کہ یہ روایت بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ اگر ہر سوال اور جواب کے لئے صرف ایک ایک منٹ کا وقت رکھا جائے تو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) سوال وجواب کیلئے تیس ہزار منٹ درکار ہون گے اور اس حساب سے وہ مجلس پانچسو گھنٹہ قائم رہی ہوگی اور وہ بھی اس صورت سے کہ امام نے اور سائلین کی ساری جماعت نے پانچسو گھنٹہ یعنی تقریباً اکیس شب وروز نہ کھانا کھایا ہو نہ رفع حاجت کی ہو نہ بستر استراحت پر دراز ہوے ہون نہ نماز پڑھنے کی تکلیف گوارا کی ہو غرض کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے وہ مجلس یعنی نشست تبدیل ہو جائے ظاہر ہے کہ ایسا ہونا خلاف عقل ہے اس لئے نتیجہ یہ ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اور اسناد وشاگردون سے کسی ایک نے اس کو وضع کیا ہے فلعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

(۲) عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ هَبَطَ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ

یا ادم انی امرت ان اخیرک واحدۃ من ثلث فاخترھا ودع اثنتین فقال له ادم یا جبرئیل وما الثلث فقال العقل والحیاء والدین فقال ادم انی قد اخترت العقل فقال جبرئیل للحیاء والدین انصرفا ودعاه فقال یا جبرئیل انا امرنا ان نکون مع العقل حیث کان قال فشانکما وعرج (اصول کافی۔ کتاب العقل والجہل مطبوعہ نولکشور ص۲)

ترجمہ اصبغ نے کہا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل آدمؑ کے پاس اترے اور کہا کہ اے آدمؑ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ سے تین میں سے ایک کو اختیار کراؤں پس تم ایک کو پسند کرلو اور دو کو چھوڑ دو آدم نے پوچھا کہ اے جبرئیل وہ تین کون ہیں تو جبرئیل نے جواب دیا کہ عقل حیا و دین آدم نے یہ سنکر کہا کہ میں نے عقل کو پسند کر لیا اسوقت جبرئیل نے حیا اور دین سے کہا کہ تم دونوں اسکو چھوڑکر لوٹ چلو تب اُن دونوں نے کہا کہ اے جبرئیلؑ ہمکو حکم ہے کہ ہم عقل کے ساتھ رہیں جہاں وہ رہے جبرئیلؑ یہ کہکر کہ تمکو اختیار ہے آسمان پر چڑھ گئے (انتہیٰ)

کیا تماشا ہے کہ اس خلاف عقل روایت کو جناب کلینی نے اپنی عقلمندی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے کتاب العقل والجہل میں درج کیا ہے۔ مجھے امید نہیں کہ کوئی سمجھدار شیعہ بھی اس سراپا حماقت روایت کو حضرت امیرالمومنینؑ سے منسوب ہونا پسند کریگا کیونکہ اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا پہلا خلیفہ ایک زمانہ تک خواہ وہ کتنا ہی قصیر ہو بے عقل بے حیا۔ بے دین رہا ہو اور اگر یہ بھی ممکن ہو تو خالق عقل سے یہ بعید ہے کہ وہ ایک بے عقل کو جسے نیک و بد کی تمیز نہیں امتحان کے مخمصہ میں ڈالے اور تین میں سے ایک کو اختیار کر لینے کا حکم دے

برین عقل و دانش بباید گریست

(۳) عن بعض اصحابنا رفعه الی ابی عبداللہؑ قال قلت له ما العقل قال ما عُبِدَ به الرحمن واکتسب به الجنان قال قلت فالذی کان فی معویة فقال تلك النکراء تلك الشیطنة وھی شبیھة بالعقل ولیست بالعقل (اصول کافی۔ کتاب العقل والجہل مطبوعہ نولکشور ص۲) ترجمہ کلینی کہتے ہیں کہ میرے بعض[1] دوستوں نے اس سند کو امام جعفر علیہ السلام تک پہونچاتے ہوئے بیان کیا کہ اول راوی حدیث کہتا ہے کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ عقل کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ

[1] ان بعض دوستوں کا نام نہیں بتایا۔ اصول کافی کتب شیعہ میں سب سے زیادہ معتبر اور سب سے مقدم ہے اسکا یہ حال ہو اور حضرت ابی روایت ہیں نہیں بلکہ کافی کی بکثرت روایات میں ایسی بے سند ہیں تو ایسی روایت کو بالاتفاق نہیں چھوڑتے صحابہ کرام جن کی عدالت خدا و رسول کی شہادت سے ثابت ہے ان کا بھی نام نہ لیا جائے تو روایت کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے بخاری و مسلم کی شرط تو یہاں تک سخت ہے کہ صحابی کا نام بھی لیا جائے گروہ صحابی ... وقت تو روایت مخدوش ہے صحیح میں درج کرنے کے لائق نہیں ۱۲

عقل وہ ہے جسکی ذریعہ سے خدا کی عبادت کیجائے اور جنت حاصل کیجا سکے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ معاویہ میں کیا چیز تھی تو امام نے فرمایا کہ وہ نکراء تھی وہ شیطنت تھی اور یعنی نکرا عقل سے مشابہ ہے مگر عقل نہیں ہے (انتہیٰ)

میں کہتا ہوں کہ خط کشیدہ عبارت جو الفاظ قال قلت سے شروع اور لیست بالعقل پر ختم ہوتی ہے جناب صادقؑ کا کلام نہیں ہے بلکہ کلینی یا اُن کے راویوں میں سے کسی ایک کی شیطنت کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نیران کے امام الحفاظ و رئیس المحدثین۔ پیران نمی پرند و مریدان مے پرانند کے مصداق اور وسعت نظر سے محروم تھے یا اونکی عقل پر حسد و تعصب کی پٹی بندھی ہوئی تھی ورنہ اگر جناب کلینی وسیع النظر ہوتے تو انھیں جناب امیرؑ کے خط موسومہ جناب معاویہ کی عبارت لعمری یا معاویة لئن نظرت بعقلك دون ھواك لتجدنی ابرأ الناس من دم عثمان سے یہ معلوم ہو جاتا کہ روایت زیر بحث کسی مفتری اور کذاب کا قول ہے فرمان امام نہیں کیونکہ جناب باب العلم حضرت معاویہ کو لکھتے ہیں کہ اے معاویہ اگر تم اپنی عقل سے کام لوگے تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ میں خون عثمان سے بری ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک معصوم اور منزہ عن الخطاء اور ابوالائمہ کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ایک بے عقل سے یہ کہے کہ تو اپنی عقل سے کام لے۔ شیعہ دوستو اگر تمھیں اس دلیل سے اطمینان کلی حاصل ہوا ہو تو ایک دلیل اور بھی سن لو۔

عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر قال لما خلق اللہ العقل استنطقه ثم قال له اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر ثم قال وعزتی وجلالی ما خلقت خلقا ھو احب الی منك ولا اکملتك الا فی من احب اما انی ایاك امر وایاك انھی وایاك اعاقب وایاك اثیب (اصول کافی۔ کتاب العقل والجہل مطبوعہ نولکشور ص۲) اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ مستوجب عذاب و ثواب وہی شخص ہو گا جسکو عقل دیگئی ہو اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اگر جناب معاویہ عقل سے محروم تھے تو اُن کا کوئی فعل قابل تحسین و لائق ملامت نہیں اور نہ وہ مستحق ثواب ہیں اور نہ مستوجب عذاب مگر جو حضرات کرام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مان جائے اور جناب رحمۃ للعالمین صلوات اللہ علیہ و سلامہ کے برادر نسبتی جناب معاویہ رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھنا کار ثواب جانتے ہیں اُن سے یہ امید نہیں کہ وہ یہ مان لیں کہ جناب معاویہ مستوجب عذاب و لائق ثواب نہیں ہیں اس لئے لازمی طور پر اُن کو یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت امیر معاویہ کامل العقل تھے اور باعتبار اپنی عقل کے وہ لائق مواخذہ ہیں اور جو حضرات یہ تسلیم کریں گے اونکو مجبوراً یہ ماننا پڑے گا کہ عبارت قال قلت فالذی کان فی معاویة الی آخرہ کسی شیطان کی گڑھی

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ہوئی اور جناب صادق پر بہتان ہے

(۴) عن سماعة بن مهران قال کنت عند ابی عبد الله علیه السلام وعنده جماعة من موالیه
فجری ذکر العقل والجهل فقال ابو عبد الله علیه السلام اعرفوا العقل وجنده والجهل وجنده
تهتدوا قال سماعة فقلت جعلت فداك لا تعرف الا ما عرفتنا فقال ابو عبد الله
ان الله عزوجل خلق العقل وهو اول خلق من الروحانیین عن یمین العرش من
نوره فقال له ادبر فادبر ثم قال له اقبل فاقبل فقال الله تبارك وتعالی خلقتك
خلقا عظیما وکرمتك علی جمیع خلقی قال ثم خلق الجهل من البحر الاجاج ظلمانیا
فقال له ادبر فادبر ثم قال له اقبل فلم یقبل فقال له استکبرت فلعنه ثم جعل للعقل
خمسة وسبعین جندا فلما رای الجهل ما اکرم الله به العقل وما اعطاه اضمر له
العداوة فقال الجهل یا رب هذا خلق مثلی خلقته وکرمته وقویته وانا ضده
لی فاعطنی من الجند مثل ما اعطیته فقال نعم فان عصیت بعد ذلك اخرجتك
وجندك من رحمتی قال قد رضیت فاعطاه خمسة وسبعین جندا فکان مما اعطی
العقل من الخمسة والسبعین الجند الخیر وهو وزیر العقل وجعل ضده الشر وهو وزیر
والایمان وضده الکفر والتصدیق وضده الجحود والرجاء وضده القنوط والعدل
وضده الجور والرضاء وضده السخط والشکر وضده الکفران والطمع وضده الیأس
والتوکل وضده الحرص والرأفة وضده القسوة والرحمة وضدها الغضب والعلم
وضده الجهل والفهم وضده الحمق والعفة وضدها التهتك والزهد وضده الرغبة
والرفق وضده الخرق والرهبة وضدها الجرأة والتواضع وضدها الکبر والتؤدة
وضدها التسرع والحلم وضده السفه والصمت وضدها الهذر والاستسلام وضده
الاستکبار والتسلیم وضده الشك والصبر وضده الجزع والصفح وضده الانتقام
والغنا وضده الفقر والتذکر وضده السهو والحفظ وضده النسیان والتعطف
وضده القطیعة والقنوع وضده الحرص والمواساة وضدها المنع والمودة وضدها
العداوة والوفاء وضده الغدر والطاعة وضدها المعصیة والخضوع وضده التطاول

والسلامة وضدها البلاء والحب وضده البغض والصدق وضده الکذب والحق
وضده الباطل والامانة وضدها الخیانة والاخلاص وضده الشوب والشهامة
وضدها البلادة والفهم وضده الغباوة والمعرفة وضدها الانکار والمداراة وضدها
المکاشفة وسلامة الغیب وضدها المماکرة والکتمان وضده الافشاء والصلوة
وضدها الاضاعة والصوم وضده الافطار والجهاد وضده النکول والحج وضده
نبذ المیثاق وصون الحدیث وضده النمیمة وبر الوالدین وضده العقوق
والحقیقة وضدها الریاء والمعروف وضده المنکر والستر وضدها التبرج و
التقیة وضدها الاذاعة والانصاف وضده الحمیة والتهیة وضدها البغی و
النظافة وضدها القذر والحیاء وضدها الخلع والقصد وضده العدوان
والراحة وضدها التعب والسهولة وضدها الصعوبة والبرکة وضدها المحق
والعافیة وضدها البلاء والقوام وضده المکاثرة والحکمة وضدها الهواء والوقار
وضدها الخفة والسعادة وضدها الشقاوة والتوبة وضدها الاصرار والاستغفار
وضده الاغترار والمحافظة وضدها التهاون والدعاء وضده الاستنکاف
والنشاط وضده الکسل والفرح وضده الحزن والالفة وضده الفرقة
والسخا وضده البخل ولا یجتمع هذه الخصال کلها من اجناد العقل الا فی
نبی او وصی نبی او مومن قد امتحن الله قلبه للایمان واما سائر ذلك من موالینا
فان احدهم لا یخلو من ان یکون فیه بعض هذه الجنود حتی یستکمل وینقی من
جنود الجهل فعند ذلك یکون فی الدرجة العلیا مع الانبیاء والاوصیاء وانما
یدرك ذلك بمعرفة العقل وجنوده وبمجانبة الجهل وجنوده وفقنا الله وایاکم
لطاعته ومرضاته (اصول کافی۔ کتاب العقل والجهل مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۲و۱۳) (نوٹ) قبل
اسکے کہ میں اس روایت کا ترجمہ کروں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اصول کافی مطبوعہ نولکشور میں کاتب
کی غلطی سے بجائے عبارت ثم خلق الجهل من البحر الاجاج ظلمانیا کے ثم خلق البحر الاجاج چھپ گیا
ہے اور میں نے یہ فقرہ صافی شرح کافی سے نقل کیا ہے۔ اب ترجمہ روایت کا ملاحظہ ہو سماعہ بن مہران کہتے ہیں

کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی صحبت میں حاضر تھا اور حضرت امام کے پاس اُن کے شیعوں کی ایک جماعت
بیٹھی ہوئی تھی باتوں باتوں میں عقل و جہل کا ذکر چھڑ گیا اسوقت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ
عقل اور اسکے لشکریوں اور جہل اور اسکے لشکریوں کو پہچان لو تو ہدایت پا جاؤ۔ سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا
کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں ہم لوگ تو بذات خود کسی چیز کو پہچان نہیں سکتے ہاں آپ پہچنوا دیں تو البتہ پہچان سکتے
ہیں۔ تب امام جعفرؑ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عقل کو پیدا کیا اور وہ اُن روحانی مخلوقات میں سے پہلی مخلوق ہے جسکو
خدا نے اپنے نور سے عرش کے داہنے جانب سے پیدا کیا پھر خدا نے عقل سے کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی تب خدا نے عقل
سے کہا کہ آگے آ وہ آگے آ گئی تب خدا نے عقل سے کہا کہ میں نے تجھکو ایک مخلوق عظیم خلق کیا ہے اور تجھکو اپنی تمام مخلوقات
پر بزرگی بخشی ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد اللہ نے جہل کو ایک تاریک اور کھاری دریا سے پیدا کیا اور اسکو
حکم دیا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گیا پھر کہا کہ آگے آ مگر وہ (جہل) آگے نہیں آیا تب خدا نے جہل سے کہا کہ تو نے غرور کیا
اور پھر اسپر لعنت بھیجی ازاں بعد عقل کے لئے پچھتر لشکری مقرر کئے جب جہل نے عقل کی کرامت و بزرگی اور عطایا الٰہی کو
دیکھا تو اسکے دل میں عداوت پیدا ہوئی اور جہل نے خدا سے عرض کیا کہ بار الٰہا یہ عقل بھی میری طرح ایک مخلوق ہے لیکن
تو نے اسکو پیدا کرکے بزرگی بخشی اور اسکو قوت دی اور میں اسکا ضد مقابل ہوں اور میرے پاس کوئی قوت نہیں ہے لہٰذا
اب مجھکو بھی اسکے مثل لشکر دیجئے خدا نے فرمایا کہ اچھا ہم تجھے بھی لشکر دیتے ہیں لیکن اگر تو نے پھر میری نافرمانی کی
تو میں تجھکو اور تیرے لشکریوں کو اپنی رحمت سے دور کر دوں گا جہل نے عرض کیا کہ مجھے یہ منظور ہے تب اللہ نے
اسکو بھی پچھتر لشکری عنایت کئے عقل کو جو پچھتر لشکری عنایت ہوئے تھے اُن میں سے پہلا خیر بھی تھا اور وہ عقل کا
وزیر ہے اور خدا نے شر کو خیر کا ضد بنایا اور وہ جہل کا وزیر ہے (نوٹ) بقیہ لشکریان عقل و جہل کے نام
ذیل میں عقل و جہل کے مدات کے نیچے ناظرین کی سہولت کیلئے درج کئے جاتے ہیں)

اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل	اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل	اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل
۲ ایمان	۲ کفر	۷۔ شکر	۷ کفران	۱۲ علم	۱۲ جہل
۳ تصدیق	۳ جحود	۸ طمع	۸ یاس	۱۳ فہم	۱۳ حمق
۴ رجا	۴ قنوط	۹ توکل	۹ حرص	۱۴ عفت	۱۴ تہتک
۵ عدل	۵ جور	۱۰ رافت	۱۰ قساوت	۱۵ زہد	۱۵۔ رغبت
۶ رضا	۶ سخط	۱۱ رحمت	۱۱ غضب	۱۶ رفق	۱۶ خرق

اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل	اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل	اسمائے جنود عقل	اسمائے جنود جہل
۱۷ رہبت	۱۷۔ جرأت	۳۸۔ صدق	۳۸ کذب	۵۹ تہیہ	۵۹ بغی
۱۸۔ تواضع	۱۸۔ کبر	۳۹ حق	۳۹ باطل	۶۰ نظافت	۶۰ قذر
۱۹ تؤدہ	۱۹ تسرع	۴۰ امانت	۴۰ خیانت	۶۱ حیا	۶۱ خلع
۲۰ حلم	۲۰ سفہ	۴۱ اخلاص	۴۱ شوب	۶۲ قصد	۶۲ عدوان
۲۱ صمت	۲۱ ہذر	۴۲ شہامت	۴۲ بلادت	۶۳ راحت	۶۳ تعب
۲۲ استسلام	۲۲ استکبار	۴۳ فہم	۴۳ غباوت	۶۴ سہولت	۶۵ صعوبت
۲۳ تسلیم	۲۳ شک	۴۴ معرفت	۴۴ انکار	۶۵ برکت	۶۵ محق
۲۴ صبر	۲۴ جزع	۴۵ مدارات	۴۵۔ مکاشفت	۶۶ عافیت	۶۶ بلاء
۲۵ صفح	۲۵ انتقام	۴۶۔ سلامۃ الغیب	۴۶ مماکرہ	۶۷ قوام	۶۷ مکاثرہ
۲۶ غنا	۲۶ فقر	۴۷ کتمان	۴۷ افشار	۶۸ حکمت	۶۸ ہوا
۲۷ تذکر	۲۷ سہو	۴۸ صلوٰۃ	۴۸ اضاعہ	۶۹ وقار	۶۹ خفت
۲۸ حفظ	۲۸ نسیان	۴۹ صوم	۴۹ افطار	۷۰ سعادت	۷۰ شقاوت
۲۹ تعطف	۲۹ قطیعہ	۵۰ جہاد	۵۰ نکول	۷۱ توبہ	۷۱ اصرار
۳۰ قنوع	۳۰ حرص	۵۱ حج	۵۱ نبذ المیثاق	۷۲ استغفار	۷۲ اغترار
۳۱ مواسات	۳۱ منع	۵۲ صون الحدیث	۵۲ نمیمہ	۷۳ محافظت	۷۳ تہاون
۳۲ مودت	۳۲ عداوت	۵۳ برالوالدین	۵۳ عقوق	۷۴ دعا	۷۴ استنکاف
۳۳ وفا	۳۳ غدر	۵۴ حقیقت	۵۴ ریاء	۷۵ نشاط	۷۵ کسل
۳۴ طاعت	۳۴ معصیت	۵۵ معروف	۵۵ منکر	۷۶ فرح	۷۶ حزن
۳۵ خضوع	۳۵ تطاول	۵۶ ستر	۵۶ تبرج	۷۷ الفت	۷۷ فرقت
۳۶ سلامت	۳۶ بلاء	۵۷ تقیہ	۵۷ اذاعہ	۷۸ سخا	۷۸ بخل
۳۷۔ حب	۳۷ بغض	۵۸ انصاف	۵۸ حمیتہ		

(لشکریان عقل و جہل کی تعداد و اسماء بتانے کے بعد) امام نے فرمایا وہ تمام خصلتیں جو عقل کے لشکر ہیں

سواے نبی یا وصی یا ایسے مومن کے جسکے قلب کو خدانے ایمان کے لئے جانچ لیا ہے اور کسی مین یہ مجموعہ نہین
ہوتین ہے ہمارے شیعہ تو ان مین سے کوئی ایسا نہین ہے جسپر لشکریان جہل مین سے کوئی نہ کوئی مسلط نہ ہو
ہان جب وہ کامل ہوجاوینگے اور لشکریان جہل سے چھٹکارا پاجاوینگے اسوقت وہ انبیا اور اوصیا کے
مقام تک جو اعلیٰ درجہ ہے پہونچ جاوینگے اور اس درجہ اعلیٰ تک رسائی نہین ہوسکتی جب تک عقل
اور اس کے لشکریون کی پہچان نہ آجاوے اور جہل اور اسکے لشکریون سے دور نہ رہے خدا ہم کو اور تمکو
اپنی طاعت و مرضی پر عمل کرنے کی توفیق دے (انتہی)

اس طویل روایت مین نسیان کو جہل کا لشکری قرار دیا گیا ہے اور اگر یہ حدیث صحیح مان لیجاوے تو
یہ ماننا پڑے گا کہ امام جعفر صادق تو درکنار خود خداے امامیہ بھی سہو و نسیان سے محفوظ نہین رہیگا کیونکہ
ان کے امام کے بیان کے مطابق خدانے جہل پر اسوقت لعنت بھیجی تھی جب وہ بتعمیل حکم آگے نہین بڑھا تھا اور
لعنت کے معنی ہی رحمت سے دور کرنا ہین چنانچہ علامہ خلیل قزوینی شارح کافی نے اپنی کتاب صافی مین لفظ لعنۃ
کا ترجمہ پس دور کرد او را از رحمت خود کیا ہے (صافی مطبوعہ نولکشور صـ۶۸ م) مگر یہ عجیب بات ہے کہ چند سطر
کے بعد خداے امامیہ اسے بھول جاتا ہے اور جہل سے کہتا ہے کہ ہم تجھے لشکر تو دیتے ہین مگر یاد رکھ کہ اگر تونے میری
نافرمانی کی تو مین تجھکو اور تیرے لشکریون کو اپنی رحمت سے دور کردونگا سمجھ مین نہین آتا کہ جہل جب رحمت خدا سے
دور ہوچکا تو یہ بے معنی دہمکی کونسی عقل کا کام تھا ممکن ہے کہ حضرات شیعہ یہ تاویل کرین کہ خدانے جہل کی پہلی نافرمانی
پر اسے ملعون تو ضرور قرار دیا تھا مگر پھر اپنی رحمت واسعہ سے اسکے قصور کو معاف کردیا تھا اور لشکر دیتے وقت اسے
متنبہ کردیا کہ آئندہ قصور پر ضرور سزا بھگتنی پڑیگی مین کہتا ہون کہ الفاظ حدیث سے اس تاویل کے لئے کوئی
گنجائش نہین ہے ہان ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے -

اب اس سے زبردست دوسرا اعتراض ملاحظہ ہو - متن حدیث مین پچھتر کا لفظ چار بار آیا ہے اسوجہ سے
یہ خیال نہین ہوسکتا کہ کاتب نے غلطی سے اٹھتر کو پچھتر لکھدیا اور یہ ممکن نہین کہ حضرت امام جعفر صادق کو
پچھتر اور اٹھتر کا فرق معلوم نہ رہا ہو مگر کیا یہ عجیب بات نہین ہے کہ امام پچھتر لشکریون کو گنانے بیٹھے ہین تو
بجاے پچھتر کے اٹھتر لشکریون کا نام شمار کرادیتے ہین اور یہ غلطی ہو نہین سکتی جب تک نہ مانا جاوے کہ امام
موصوف کا حافظہ خراب تھا اور آپ مبتلاے مرض نسیان تھے - علامہ خلیل قزوینی پچھتر کے بجاے اٹھتر
لشکریون کے نام دیکھکر ایسے پریشان ہوے کہ کچھ بناے نہ بن پڑی اور سارا الزام کاتبون کے سر ڈال کر

الگ ہوگئے چنانچہ حضرت علامہ اپنی کتاب صافی شرح کافی مین لکھتے ہین - بدانکہ لشکرہای مشہور ہر
ہرکدام ہفتاد و ہشت است پس محتمل است کہ از بسیاری نزدیکی سہ از اسما بہ دیگر شش اسما سہو با
شدہ باشد تا از کاتبان کافی غلطی شدہ باشد علامہ قزوینی اگر زندہ ہوتے تو مین آنسے عرض کرتا کہ حضرت یہ
محض یہ کہدینا کہ ممکن ہے کہ کاتبان کافی سے غلطی ہوئی ہو ایک متلاشی حق کو مطمئن نہین کرسکتا اگر جناب اسکو
کاتبان کافی کی غلطی بتلادیتے ہین تو وہ صحیح نسخہ پیش کیجئے جس مین یہ غلطی نہ ہو اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو یہی
بتلادیجئے کہ کاتبان کافی نے دونون جانب کے تین تین لشکریون کے نام اضافہ کردیئے ہین مگر افسوس ہے
کہ وہ آج زندہ نہین اور نہ مجھے امید نہین کہ مجتہدین لکھنؤ و لاہور اپنے مقتدا علامہ قزوینی کی طرف سے جواب
دینے کی جرأت کرسکین کیونکہ یہ ذرا ٹیڑھی کھیر ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب مین پھر اصل حدیث کی طرف رجوع
کرتا ہون اور ناظرین سے استدعا کرتا ہون کہ وہ دیکھین کہ راوی نے جہل کا چھتیسوان سپاہی حزن کو بتلایا
ہے اور اسکا منشاء غالبًا یہ ہے کہ سنی جب آیہ غار سے حضرت افضل الصدیقین کی فضیلت پر استدلال کرینگے
تو شیعہ یہ کہین گے کہ حزن جہالت ہے اور لاتحزن سے معاذاللہ حضرت صدیق کا جاہل ہونا لازم آتا ہے مگر مثل مشہور
ہے کہ چاہ کن را چاہ درپیش جناب کلینی کو یہ یاد نہین رہا کہ حزن کے حملہ سے جناب فاطمہ زہرا اور آن کے شوہر
حضرت سید الاوصیاء بھی نہین بچ سکے ثبوت کے لئے ذیل کی عبارتین ملاحظہ ہون -

عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام قال ان فاطمۃ علیہا السلام مکثت بعد رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وآلہ خمسۃ و سبعین یومًا وکان دخلہا حزن شدید علی ابیہا الخ
(اصول کافی - مولد فاطمہ - مطبوعہ نولکشور صـ۲۹۰) اور صـ۲۹۱ پر حسین بن علی علیہ السلام کی روایت مین
جناب امیر المومنین کے الفاظ اما حزنی فسرمد شدید یہ ظاہر کررہے ہین کہ جناب ابوالائمہ بھی مبتلاے حزن
تھے - شیعہ دوستو خدارا عقل سے کام لو اور حزن کو لشکر جہل سے معزول کرکے حضرت فاطمۃ الزہرا اور جناب ابو الائمہ
کو جہل کے جاہل لشکری حزن کے پنجے سے چھڑاؤ اور اسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ روایت زیر بحث کو موضوع قرار
دیکر پیچھا چھڑاؤ اور اگر اسکے موضوع ہونے پر اطمینان نہ ہوتا ہو تو فہرست اسماے جنود پر غائر نظر ڈالو تو تمکو دکھلائی
دیگا کہ جنود جہل کا فلان سپاہی وہی ہے جو نمبر ۳۰ پر صف آرا ہے اور جنود عقل مین جو سنتری نمبر ۱۳ پر کھڑا ہے وہی
نمبر ۴۳ پر بھی کھڑا ہوکر ہل من مبارز پکار رہا ہے اور ایسے ڈیکی ہین جو وردی بدل کر بار بار آتے ہین - جو سپاہی
نمبر ۴ پر قنوط کے نام سے حاضر ہوتا ہے وہی نمبر ۶ پر یاس کے نام سے سامنے آتا ہے اور جو سنتری نمبر ۹ پر

تو کل بکر اپنے کو گنواتا ہے وہی فروع کے نام سے نمبر ۳۰ پر حاضری دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی نافرمانیاں امام سے اُسی وقت سرزد ہو سکتی ہین جب یہ مان لیا جاوے کہ معاذ اللہ جناب امام دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق تھے اور مین سمجھتا ہون کہ کوئی شیعی جناب امام کی شان مین ظاہری طور پر ایسی گستاخی نہین کر سکتا اسلئے یہ ماننا پڑیگا کہ یہ روایت موضوع ہے اور کلینی یا اُس کے راویون مین سے کسی نے جناب امام پر افترا کیا ہے وہو المقصود ۔ شاید ہمارے شیعہ دوستون کو یہ اشتیاق ہو کہ علامہ قزوینی نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا ہے اسلئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ صافی سے علامہ قزوینی کی عبارت نقل کر دون وہو ہذا

محفی نماند کہ اوستادی شیخ بہاء الدین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ گفتہ کہ رجا و طمع کہ درین پانزدہ است یکے است وگفتہ کہ فہم کہ درین پانزدہ است و فہم کہ در پانزدہ سوم است یکے است وگفتہ کہ سلامت کہ در پانزدہ سوم و عافیت کہ پانزدہ پنجم است یکی است وگفتہ کہ کاتبان غلط کردہ اند (صافی مطبوعہ نولکشور ص ۶۹)

شیعہ دوستو دیکھو تمھارے علامہ کس مصیبت مین مبتلا ہین ایک جگہ ازکاتبان کالی غلطی شدہ باشد لکھکر بھیتر اور اٹھتر کا فرق چھپانا چاہتے ہین دوسری جگہ وہی عذر لنگ اپنے اوستاد کی طرف سے پیش کرکے جان چھڑانا چاہتے ہین کاش علامہ موصوف راستگوی سے کام لیتے اور باب تاویل کو بند دیکھکر یہ اقرار کر لیتے کہ اس روایت کو صحیح ماننے مین جناب کلینی سے بمقتضائے بشریت غلطی ہو گئی ہے تو آج ہم بھی اون کی راستبازی اور حق پسندی کی داد دیتے مگر افسوس ہے کہ علامہ قزوینی باین علم و عقل دنیا کی آنکھوں مین خاک جھونک کر کلینی کی غلطی کو چھپانا چاہتے ہین اس لئے ہم حضرت علامہ کی روح کو مخاطب کرکے اونھین وہی آیت سناتے ہین جسے اُنھون نے کسی سُنی کو سنایا تھا اور جسکا تذکرہ صافی ص۸۵ پر درج ہے ۔

ذلك هدى الله يهدي به من يشاء ومن يضلل الله فماله من هاد ۔

علی حسن قدوائی (مولوی فاضل) از جون پور

ایک نئی کتاب دفتر النجم مین

یعنی حقیقۃ التشیع معروف بکسوٹی کی کسوٹی جسکی چند جلدین تلاش سے مل گئے ہین ۔ اچھی کتاب ہے محققانہ مضامین ہین امروہہ کے ایک شیعہ مولوی صاحب نے ایک کتاب حق کی کسوٹی لکھی تھی اسکے جواب مین یہ کتاب جناب مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی نے لکھی ہے اسقدر اعتراض و ایسی محققانہ تصانیف کی اسوقت ضرورت ہے قیمت ۴

ایک خط اور اُس کا جواب

سُنی - شیعہ کے مذہبی نام کی تحقیق - اور دوسرے مطالب نفیسہ

خط

عالی جناب مولنا عبد الشکور صاحب دام فیضہٗ ۔ السلام علیکم ۔ مندرجہ ذیل سوالات اہل تشیع نے ایک صاحب سے دریافت کئے ہین ۔ چونکہ حضور سے زیادہ دوسرا کوئی شخص ان کے جواب دینے کی اہلیت نہین رکھتا ہے لہذا دست بستہ گزارش ہے کہ براہ کرم تمام سوالات کا جواب شافی تحریر فرماکر بدست حامل خط ہذا ارسال فرماکر ممنون فرماوین یہ شخص اول سنی تھا اب شیعہ ہو گیا ہے ۔

(۱) مذہب اہل سنت والجماعت کی تشریح کہ اس کا نام یہ کیون رکھا گیا اس کا نام سنت پیغمبر یا سنت خلیفہ یا سنت حنفیہ کیون نہ رکھا گیا ۔ کیا وہ بھی کوئی مذہب ہے جسکو ایک جماعت اتفاق کرکے قائم کرے ۔

(۲) اگر سب لوگ اپنے آباو اجداد کا ہی خیال رکھتے تو پھر حضرت آدم سے اس وقت تک اس قدر فرقے ہونے علاوہ اس کے جس وقت طوفان نوح آیا تھا تو صرف وہ لوگ باقی رہگئے تھے جو قائم با ایمان تھے اور بعد والے صرف اٹھارہ آدمی رہ گئے تھے پھر بھی اس قدر فرقے کیون ہوئے ۔

اگر آپ میرے مذہب کی تشریح دریافت کرتے ہین تو یہ ہے ۔ اہل شیعہ (یعنی پاک گھرانے والے) مذہب اثنا عشری یعنی ماننے والے بارہ امامون اور چودہ معصومون کے جنکا سلسلہ حضرت رسول مقبول سے اس زمانہ تک قائم ہے یعنی مہدی آخر الزمان تک ۔ طریقہ امامیہ (یعنی وہ طریقہ جو ائمہ اطہار کا ہے وہی میرا ہے) اور آپ اور ہم سب ان کے ماننے والے ہین تو ہم اپنے ارادہ مین پکے ہین کیونکہ ارکان نماز مین اللهم صل على محمد وآل محمد اگر اسکو نہ پڑھو تو نماز باطل ہے بلکہ ہر جگہ محمد کے ساتھ آل محمد شامل ہے اور ہم اُس کی اولاد مین ہین ۔ اور اصحاب محمد کس حدیث یا قرآن یا کتاب یا نماز مین ہے صرف آن کے ماننے والون نے بطور یادداشت مناجات اور دعا وغیرہ اپنی طرف سے زائد کر دیا ہے تاکہ لوگ مانین ۔ پھر بھی حق بات بطور حق ہوا کرتی ہے یعنی بعد آل کے اصحاب محمد ہے اب آپ لوگ آل کا مرتبہ چھوڑ کر اصحاب کے پیرو کار ہو گئے بجز غلطی سے ہے ۔

یہان تک تو ان شیعہ صاحب کی تحریر تھی اب آپ ان تمام باتون کا مطلب سمجھ کر جو جواب مناسب ہو تحریر فرمایئن ممکن ہے کہ آپ کی تحریر سے ہدایت پا جاوے۔
یہ ضرور تحریر فرماوین کہ اہل تشیع کا مذہب اور ان کا طریقہ مثل سنیہ کے ہے یا نہین ہے جو جو باتین ضروری ہون آپ خود مطلب سمجھ کر تحریر کر دین فقط

کمترین محمد عظیم صدیقی سب اوورسیر۔ منصور نگر۔ لکھنؤ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء

الجواب واللّٰہ الموفق للصواب

کرم بندہ وعلیکم السلام ورحمۃ۔ آپکے بھیجے ہوئے سوالات کے جوابات درج ذیل ہین اور چونکہ آپ کے لانے والے صاحب نے اسکو مناسب سمجھا کہ نفع عام کے لئے آپ کا خط مع جواب النجم مین شائع کر دیا جائے اس لئے النجم مین درج کر دیا گیا۔ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

(۱) آپ نے جو لکھا ہے کہ یہ شخص اول سنی تھا اب شیعہ ہو گیا ہے یہ بات از روئے تحقیق صحیح نہین ہو سکتی آپ جانچ کرینگے تو معلوم ہو گا کہ وہ شخص پہلے بھی سنی نہ تھا۔ دین کسی نسب کا نام نہین ہے کہ جو باپ دادا کا دین ہو خواہ مخواہ اس کا بھی وہی دین کہا جائے۔ دین کوئی میراث نہین ہے کہ ترکہ کی طرح باپ دادا سے اولاد کو ملنا ضروری ہو بلکہ دین کی حقیقت یہ ہے کہ جو تعلیمات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کی ہین ان کا یقین دل مین ہو اور ان کی پابندی کی جائے۔

خوب یاد رکھیے ایک مسلمان ایک سنی کا اپنے مذہب سے ہٹ جانا اُن محالات مین سے ہے جن کا تصور بھی صحیح نہین ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے روز ازل مین ابلیس سے فرما دیا تھا کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے بندون پر تیرا کچھ قابو نہ چلے گا۔
نہ کبھی ایسا ہوا نہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی سنی کو کوئی شخص بہکا کر مرتد بنا سکے مصائب کے پہاڑ اس پر توڑ دیئے جائین امیدون کے سبز باغ اسکو دکھلائے جائین طرح طرح کے فریب دیے جائین اور جو جو مکائد ہو سکتے ہون سب ختم کر دیے جائین تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک سنی کے قدم کو لغزش نہین ہو سکتی سکو چہ محبوب مین پہنچکر پھر کوئی جانے کا نام لیتا ہے ؂

قدغن ہے کہ کوچہ مین کوئی آنے نہ پائے ۔۔۔ اور بخیر آجائے تو پھر جانے نہ پائے۔

دین الٰہی کی محبت کا اسیر ہزارون آزادیون کو قربان کر کے اس اسیری کو مول لیتا ہے سچ ہے ؂

اسیرش نخواہد رہائی ز بند ۔۔۔ شکارش نجوید خلاص از کمند

یہ ہمارے بھائیون کی غفلت کا نتیجہ ہے کہ نہ ہمارے یہان تعلیم کا انتظام ہے نہ تبلیغ کا۔ ہمارے اکثر عوام مذہب سے اس قدر اجنبی ہین کہ وہ سوا چند معمولی مراسم کے دین کی حقیقت کچھ نہین جانتے ایسے بے خبر لوگون کو جس کا جی چاہے اپنے دام فریب مین پھانس لے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(۲) ہمارا اصلی دینی نام مسلم ہے اور یہ نام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا ہوا ہے قولہ تعالیٰ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ مگر جب کہ گروہان اسلام مین مختلف و متعدد فرقے پیدا ہونا شروع ہو گئے تو اُن سے امتیاز کے لئے ہمارا خصوصی لقب اہل سنت وجماعت مشہور ہوا۔ یہ خصوصی لقب ہم پر ایسا منطبق ہوا اور اس کا انطباق اس درجہ ناقابل انکار ہو گیا کہ مخالف بھی ہم کو اسی نام سے یاد کرنے پر مجبور ہوئے۔ کوئی فرقہ معتزلی مشہور ہوا کوئی قدری کوئی مرجی کوئی ناصبی کوئی رافضی اور اسلام کے حقیقی وارث اہل سنت وجماعت کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک حمداً کثیرا

اہل سنت وجماعت کا لقب ہمارا ایجاد کیا ہوا نہین ہے بلکہ اُس کا ثبوت صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتب فریقین مین موجود ہے۔

اس لقب مین دو جز ہین ایک سنت دوسری جماعت سنت کا مطلب یہ ہے کہ سنت رسول علیہ السلام کا پیرو یعنی جو طریقہ آپ کا تھا جسپر آپ نے اپنے اصحاب کو چلایا تھا اس طریقہ پر چلنے والا اور جماعت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ گویان اسلام جو لوگ جماعت اور سواد اعظم کے مصداق ہین اُن مین شامل ہونے والا بڑی جماعت بڑے گروہ کی تحقیقات مین جو تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی ہے اس تحقیقات پر عمل کرنے والا۔ نہ یہ کہ جماعت کے بنائے ہوئے مذہب کو ماننے والا۔ مذہب وملت کے بنانے کا نہ کسی شخص کو اختیار ہے نہ کسی جماعت کو۔ دین خدا کا ہے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے جنھون نے سنت یعنی اس طریقہ کو جسپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام تھے ترک کر دیا سنت کی لفظ نے ہم کو اُن سے ممتاز کر دیا بعض فرقے ایسے ہوئے جنھون نے جماعت کو چھوڑ دیا تنہا ہو گئے یعنی اپنے وہم وخیال مین اپنی منفردہ رائے سے جس چیز کو انھون نے دین سمجھا اس کو اپنا

مسلک بنایا - یا بڑی جماعت کے نقل کردہ روایت کو ترک کرکے چند منفردون کی روایات کو جو ہر بات میں جماعت سے علحدہ تھے بنیاد مذہب قرار دیا - ان سب فرقون سے جماعت کے لفظ نے ہمکو امتیاز کر دیا -

جماعت کی لفظ معتزلہ کے مقابلہ مین زیادہ مستعمل ہوئی جبکہ امام ابوالحسن اشعری نے ابو علی جبائی کو کہا کہ اِعۡتَزَلَ عَنَّا یعنی یہ شخص ہماری جماعت سے علحدہ ہو گیا اس علحدگی کے سبب سے ابو علی اور اس کے ہم خیال معتزلی کہلائے اور ہمارا لقب جماعت مشہور ہوا -

اب اس لقب کا ثبوت کتب فریقین سے ملاحظہ ہو اور اس سے بھی پہلے قرآن شریف دیکھنا چاہیے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡھُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ترجمہ جو شخص مخالفت کریگا رسول کی بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو چکی ہم اسکو پھیر دین گے جدھر وہ پھرا اور ڈالین گے اسکو جہنم مین اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے -

ف اس آیت مین دو چیزون کی ممانعت کی ہے [1] رسول کی مخالفت کی اور [2] ایمان والون کی راہ کے خلاف چلنے کی پس صاف نتیجہ نکلا کہ رسول کی سنت پر عمل ہونا چاہیے اور جماعت اہل ایمان کی راہ پر چلنا چاہیے - سنت وجماعت دونون کا ثبوت اس سے زیادہ واضح اور کیا ہو سکتا ہے - دیکھو تو اس آیت مین سنت وجماعت سے علحدہ ہو جانے والے پر کس قدر قہر وغضب کا اظہار فرمایا ہے - کہ اسکو ہم اسی طرف پھیر دین گے جدھر وہ پھرا ہے یعنی جس طرح وہ دنیا مین ایمان والون کی راہ سے علحدہ ہو گیا آخرت مین بھی اسکو ہم ایمان والون کی راہ سے علحدہ رکھین گے ایمان والے جنت کی راہ پر چلین گے اسکو ہم دوزخ مین ڈالینگے

اب روایات فریقین دیکھو -

روایات اہل سنت

(۱) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَسَبۡعِیۡنَ فِرۡقَۃً وَتَفۡتَرِقُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ھِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ رَوَاہُ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بتحقیق بنی اسرائیل مین بہتر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت مین تہتر فرقے ہو جائین گے وہ سب کے سب دوزخ مین جائین گے - صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کون گروہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گروہ جو اس طریقہ پر ہو جسپر مین اور میرے صحابہ مین اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے

التِّرۡمِذِیُّ وَفِیۡ رِوَایَۃِ اَحۡمَدَ وَاَبِیۡ دَاوٗدَ عَنۡ مُعَاوِیَۃَ ثِنۡتَانِ وَسَبۡعُوۡنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَھِیَ الۡجَمَاعَۃُ

اور مسند احمد اور ابو داؤد مین حضرت معاویہ سے یہ الفاظ منقول ہین کہ بہتر فرقے دوزخ مین جائینگے ایک جنت مین جائیگا اور اس کا نام جماعت ہوگا -

ف اس حدیث سے سنت وجماعت دونون کا ثبوت ہوتا ہے جماعت کی تو صاف لفظ موجود ہے اور سنت کیلئے مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ سے بہتر کون لفظ ہو سکتی ہے بلکہ اس لفظ سے جماعت کا ثبوت بھی ہو سکتا ہے -

(۲) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجۡمَعُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَۃِ وَمَنۡ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بتحقیق میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا - اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص علحدہ ہوا وہ دوزخ مین جائیگا - اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے -

(۳) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الۡاَعۡظَمَ فَاِنَّہٗ مَنۡ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ - رَوَاہُ ابۡنُ مَاجَۃَ -

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیروی کرو بڑی جماعت کی جو شخص بڑی جماعت سے نکل گیا وہ دوزخ مین جائیگا - اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے -

ف - ان دونون حدیثون سے جماعت کی وجہ تسمیہ ظاہر ہو رہی ہے -

(۴) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تَرَکۡتُ فِیۡکُمۡ اَمۡرَیۡنِ لَنۡ تَضِلُّوۡا مَا تَمَسَّکۡتُمۡ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوۡلِہٖ - رواہ فی الموطا -

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تم مین دو چیزین چھوڑے جاتا ہون جب تک ان دونون سے تم تمسک کروگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ اور اللہ کے رسول کی سنت - یہ حدیث موطا مین ہے -

ف - اس حدیث سے سنت کی وجہ تسمیہ کا ثبوت ہوتا ہے یہ چارون حدیثین اہل سنت کی ہین مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ سے نقل کی گئی ہین -

روایات شیعہ

(۵) نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول صفحہ ۲۶۱ مین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا -

وَسَیَھۡلِکُ فِیَّ صِنۡفَانِ مُحِبٌّ مُّفۡرِطٌ یَّذۡھَبُ بِہِ الۡحُبُّ اِلٰی غَیۡرِ الۡحَقِّ وَمُبۡغِضٌ مُّفۡرِطٌ یَّذۡھَبُ بِہِ الۡبُغۡضُ اِلٰی غَیۡرِ الۡحَقِّ وَخَیۡرُ النَّاسِ فِیَّ حَالًا النَّمَطُ الۡاَوۡسَطُ فَالۡزَمُوۡہُ وَالۡزَمُوا السَّوَادَ الۡاَعۡظَمَ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَۃِ

اور عنقریب میرے بارے مین دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک وہ جو محبت مین غلو رکھتا ہو کہ محبت اسکو خلاف حق راستہ پر لیجائے اور ایک وہ جو عداوت مین غلو رکھتا ہو کہ عداوت اسکو خلاف حق کیطرف لیجائے میرے متعلق سب سے اچھے وہ لوگ ہونگے جو درمیانی راہ اختیار کرین گے لہذا تم درمیانی راہ کو لازم سمجھو اور سواد اعظم کی پیروی کو لازم سمجھو اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے خبردار جماعت سے علحدہ

وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ

تو جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا شیطان کا شکار ہے جس طرح وہ بکری جو گلہ سے علیحدہ ہو جاتی ہے بھیڑیے کا شکار بنتی ہے آگاہ ہو جاؤ جو شخص تم کو جماعت سے علیحدہ ہونے کی ترغیب دے اس کو قتل کر دو اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو یعنی اگرچہ وہ میں ہی کیوں نہ ہوں

ف اس روایت میں سواد اعظم اور جماعت کی پیروی کی کس قدر تاکید ہے جماعت کی یہ فضیلت ہے کہ اللہ کا ہاتھ اس پر ہے اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی یہ مذمت ہے کہ وہ شخص دوزخی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی جو شخص ترغیب دے چاہے وہ کیسا ہی مقدس ہو حتی کہ میں ہی کیوں نہ ہوں فوراً اس کو قتل کر دو۔ آج اگر حضرت علی مرتضیٰ ہوتے اور دیکھتے کہ کچھ لوگ ان کے نام لیوا بنکر ان کی پیروی کے مدعی ہو کر اہل سنت وجماعت کی راہ سے الگ ہیں تو یقیناً ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو نہروان میں خوارج کے ساتھ انھوں نے کیا اور جس کی تعلیم وہ اس روایت میں دے رہے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت علی کے زمانہ میں سواد اعظم اور جماعت کا مصداق کون تھا اہلسنت یا خارجی یا رافضی۔ تو حقیقت یہ ہے کہ روافض کا اس وقت وجود بھی نہ تھا نہ اس مذہب کے عقائد مرتب ہوئے تھے نہ اصول و فروع کی تصنیف ہوئی تھی ہاں بنیاد البتہ پڑ چلی تھی۔ رہے خوارج وہ اگرچہ تھے مگر نہایت قلیل و ذلیل تھے اور جنگ نہروان میں ان کی پوری سرکوبی ہو چکی تھی۔ اور اسقدر تو خود شیعوں کو بھی اقرار ہے کہ قرن اول میں مذہب شیعہ کے معتقدات کے ماننے والے گنتی کے چار پانچ تھے چنانچہ کتاب احتجاج مطبوعہ ایران کے صفحہ ۴۸ میں ہے مَا مِنَ الْأُمَّةِ أَحَدٌ بَايَعَ مُكْرَهًا غَيْرُ عَلِيٍّ وَأَرْبَعَتِنَا یعنی تمام امت میں کوئی نہ تھا جسنے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بغیر دلی رغبت کے بیعت کی ہو (سب نے دلی رغبت کیساتھ بیعت کی تھی) سوا علی اور ہمارے چار اشخاص (ابوذرؓ مقدادؓ عمارؓ سلمانؓ) کے۔ نیز حضرت علی کے زمانہ خلافت میں تمام لوگ حتی کہ ان کے لشکر کے لوگ سنی تھے اسی وجہ سے حضرت علی اپنے زمانہ خلافت میں اپنا اصلی مذہب ظاہر نہ کر سکے تمام عمر تقیہ میں بسر کی نہ فدک وارثان فاطمہ کو دیا نہ متعہ کی حلت کا اعلان دیا نہ تراویح کے بدعت ہونے کا اظہار فرمایا نہ قرآن پر عمل کرنے کی لوگوں کو ترغیب دی یہ سب مضامین کتب معتبرہ شیعہ سے بار بار النجم میں منقول ہو چکے ہیں احقاق الحق قاضی شوستری کی احتجاج علامہ طبرسی کی اور کتاب کافی دیکھو۔

دوسرا فائدہ اس روایت سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اپنی محبت میں غلو کی ممانعت فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا یعنی دوزخی ہے اور مجھ سے بغض رکھنے والا بھی۔ غلو کیا چیز ہے اسکو بحوالہ کتب شیعہ مناظرہ حصہ سوم میں بیان کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ شیعوں کے سب فرقے اور خوارج دونوں راہ نجات سے دور ہیں نجات منحصر ہے نمط اوسط میں اور نمط اوسط کا مصداق سوا اہل سنت کے کوئی نہیں ہو سکتا فالحمد للہ

اہل سنت روافض اور خوارج کے درمیان میں ہیں جس طرح مسلمان یہود و نصاریٰ کے وسط میں ہیں یہود حضرت عیسیٰ سے بغض رکھتے ہیں ان پر ناپاک تہمتیں لگاتے ہیں عیسائی ان کی محبت میں غلو کرتے ہیں مسلمان حضرت عیسیٰ سے بغض بھی نہیں رکھتے انکی محبت میں غلو بھی نہیں کرتے بلکہ ان کو ان کے واجبی رتبہ پر جانتے ہیں بالکل اسیطرح اہلسنت حضرت علی سے خوارج کیطرح بغض رکھتے ہیں نہ روافض کیطرح ان کے حق میں غلو کرتے ہیں بلکہ ان کو ان کے رتبہ عالی کے لائق واجب الاحترام جانتے ہیں۔

(۶) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۴۸۵ میں ہے کہ حضرت علی نے ایک روز فتنوں کا بیان فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ لوگ قرآن پر عمل ترک کر دیں گے اور قرآن پر عمل کرنے والے لوگوں کی نظر میں قابل نفرت ہونگے اسی سلسلہ میں فرمایا۔

وَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ وَافْتَرَقُوا عَنِ الْجَمَاعَةِ كَأَنَّهُمْ أَئِمَّةُ الْكِتَابِ وَلَيْسَ الْكِتَابُ إِمَامَهُمْ۔

لوگ علیحدہ ہونے پر اتفاق کرینگے اور جماعت سے جدا ہو جائینگے گویا کہ وہ کتاب اللہ کے امام ہیں کتاب اللہ ان کی امام نہیں ہے۔

ف اس روایت سے جماعت کے وجہ تسمیہ کا روشن ثبوت ہے اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی سخت مذمت ہے ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کو امام نہ ماننے والوں کی بڑی تہدید ہے[1]

(۷) نیز اسی کتاب نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۲۸۰ میں ہے کہ حضرت علی نے لوگوں کو وصیت فرمائی کہ۔

أَمَّا وَصِيَّتِي فَاللَّهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ أَقِيمُوا هَذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا۔

میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت کو ضائع نہ کرو ان دونوں ستونوں کو قائم رکھو ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو تم برائی سے بری رہو گے جب تک کہ تم جماعت سے علیحدہ نہ ہو

ف اس حدیث سے سنت وجماعت دونوں کا ثبوت ہوتا ہے اور جماعت کی اسقدر تاکید ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو کر زہد بھی وسیلہ نجات نہیں بن سکتی۔ اللہ اکبر

(۸) مجالس المومنین مطبوعہ ایران صفحہ ۲۴ میں ہے کہ حضرت علی سے ان کے عہد خلافت میں قاضیوں نے پوچھا کہ اب ہم احکام قضا کس طرح جاری کریں تو آنحضرت نے فرمایا۔

[1] شیعہ کہتے ہیں قرآن امام نہیں ہو سکتا خصوصاً حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ میں جب اہلسنت کیطرف سے کہا جاتا ہے کہ اصل مطلب حدیث کا اطاعت سے تعلق رکھتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ امام سے مراد قرآن ہو تو شیعہ بگڑ کر کہتے ہیں کہ بھلا قرآن کیسے امام ہو گا کتاب پر امام کا لفظ کیونکر صادق آ سکتا ہے حالانکہ خود قرآن شریف میں توریت کو امام فرمایا ہے قولہ تعالیٰ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ ۱۲ مفصل حاشیہ صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ ہو

اِقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ حَتّٰى يَكُوْنَ النَّاسُ جَمَاعَةً اَوْ اَمُوْتَ كَمَا مَاتَ اَصْحَابِيْ ۔	تم لوگ ویسے ہی فیصلے کرو جیسے کرتے تھے یہاں تک کہ سب لوگ جماعت ہو جائیں یا میں بھی مرجاؤں جس طرح میرے ساتھ والے مرگئے ۔

ف ۔ حضرت علی کے زمانہ میں خوارج پیدا ہو چکے تھے فرقہ بندی شروع ہو چلی تھی اسلئے وہ پھر اُسی اتحاد و یکجہتی کے دیکھنے کا آرزومند تھے جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلثہ کے عہد میں دیکھا تھا جماعۃ کا ثبوت اس روایت سے نہایت واضح ہے ۔

(۹) علامہ طبرسی کتاب احتجاج مطبوعہ ایران صفحہ ۱۸۴ میں لکھتے ہیں ۔

وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا وَجَدْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَالْعَمَلُ لَكُمْ بِهِ لَا عُذْرَ لَكُمْ فِيْ تَرْكِهِ وَمَا لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَتْ فِيْهِ سُنَّةٌ مِنِّيْ فَلَا عُذْرَ لَكُمْ فِيْ تَرْكِ سُنَّتِيْ وَمَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ سُنَّةٌ مِنِّيْ فَمَا قَالَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْكُمْ كَمَثَلِ النُّجُوْمِ بِاَيِّهَا اُخِذَ اهْتُدِيَ وَبِاَيِّ اَقَاوِيْلِ اَصْحَابِيْ اَخَذْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وَاخْتِلَافُ اَصْحَابِيْ لَكُمْ رَحْمَةٌ ۔	امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حکم اللہ عزوجل کی کتاب میں تمکو ملے اسپر تمکو عمل کرنا چاہیے اسکے ترک کرنے میں تم معذور نہ سمجھے جاؤگے اور جو حکم اللہ عزوجل کی کتاب میں نہ ہو اور میری کوئی سنت اسکے متعلق ہو تو میری سنت کے ترک کرنے میں بھی تم معذور نہ سمجھے جاؤگے اور جسمیں میری کوئی سنت بھی موجود نہ ہو تو جو قول میرے اصحاب کا ہو اسکو اختیار کرو میرے اصحاب کی مثال تمہارے درمیان میں ایسی ہے جیسے ستارے کہ جس کسی کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے اسیطرح میرے اصحاب میں جس کے قول پر عمل کروگے ہدایت پاؤگے میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے ۔

ف ۔ اس روایت سے سنت کا ثبوت تو ظاہر ہے اور غور کرنے سے جماعت کا ثبوت بھی واضح ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کرام کی پیروی سنت ہی ہے اور ہماری یہ کتاب احتجاج اس پایہ کی ہے جیسے مصنف نے دیباچہ میں تصریح کر دی ہے کہ سوا امام حسن عسکری کی جو روایات ہیں کی روایات اس کتاب میں ہیں وہ صحت کے درجہ اعلیٰ پر پہونچی ہوئی ہیں ۔

حاشیہ صفحہ ۲۳ کا

[illegible] اس حدیث سے مسئلہ امامت کی بھی پوری تحقیق ہو گئی [illegible] اصول دین میں داخل ہے [illegible] وصیت میں حضرت علی نے [illegible] کیون ہدایت کیا [illegible] جماعت کیساتھ رہنے پر نجات کا قطعی حکم کیون لگا دیا ۱۲ ۔ [illegible] یہ حدیث حدیث نجوم کے نام سے مشہور ہے [illegible] قرآن و سنت [illegible] ہدایت [illegible] شیعہ [illegible] علی الاتصال [illegible]

وَقَدْ [illegible] قَالَ اَهْلُ الْبَيْتِ [illegible] قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ لَا يَخْتَلِفُوْنَ وَلٰكِنْ يُفْتُوْنَ الشِّيْعَةَ بِمُرِّ الْحَقِّ وَرُبَّمَا اَفْتَوْهُمْ بِالتَّقِيَّةِ فَمَا يَخْتَلِفُ مِنْ قَوْلِهِمْ فَهُوَ لِلتَّقِيَّةِ وَالتَّقِيَّةُ رَحْمَةٌ لِلشِّيْعَةِ [illegible]

پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے اصحاب کون ہیں آپ نے فرمایا میرے اہلبیت ۔ ابن بابویہ قمی فرماتے ہیں کہ اہلبیت میں باہم اختلاف نہیں ہوا [illegible] ان کے اقوال میں جو اختلاف ہے وہ تقیہ کے سبب سے ہوا [illegible] دوم اہلبیت میں ان لوگوں نے [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلاف لغت کسی لفظ کا استعمال کریں ناممکن ہے سوم [illegible] اختلاف تو دنیا میں کہیں نہیں دیکھا گیا اور یہ اختلاف محض تقیہ کے سبب نہیں ہے جیسا کہ مولوی دلدار علی مجتہد اعظم نے اساس الاصول میں لکھا ہے اور خود انکی روایات مختلفہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۔

بہر حال اس ضمیمہ کا جعلی ہونا اظہر من الشمس ہے ۱۲

(۱۰) علامہ ابن بابویہ قمی اپنی کتاب خصال مطبوعہ ایران جلد دوم صفحہ ۱۴۱ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً يَهْلِكُ اِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ وَيَتَخَلَّصُ فِرْقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ تِلْكَ الْفِرْقَةُ قَالَ الْجَمَاعَةُ الْجَمَاعَةُ الْجَمَاعَةُ	بتحقیق میری امت عنقریب بہتر فرقے ہو جائیں گے اکہتر دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون ہوگا آپ نے فرمایا جماعت جماعت جماعت ۔

المختصر ہمارا لقب اہل سنت و جماعت وہ پسندیدہ لقب ہے جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہوا احادیث سے ہے نیز فرق مخالف کی کتب سے بھی دوسرے فرقوں کیطرح نہ ہمارا دین خانہ ساز ہے نہ نام و لقب ۔

(۳) آباو اجداد کا خیال رکھنے کے متعلق جو سوال ہے اسکا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آتا پھر یہ پوچھنا کہ اس قدر فرقے کیون ہوئے عجب سوال ہے خود سائل اپنے مذہب کی رو سے جو جواب اسکا جانتا ہو وہی جواب ہر شخص کیطرف سے سمجھ لے ۔ اچھا اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک لوگوں نے بُرا کیا گمراہ ہوئے اس سے مذہب شیعہ کو کیا تعلق ۔

اگر اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ شیعون نے آباو اجداد کا خیال رکھا سنیوں نے نہیں رکھا تو یہ بات چند وجوہ غلط ہے اوّل یہ کہ شیعون نے ہرگز آباو اجداد کا خیال نہیں رکھا تمام دنیا کے شیعہ مجتہدین مل کر یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ حضرت علی یا حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کا یہ مسلک تھا جو آج شیعون کا ہے بلکہ امام باقر و امام جعفر صادق اور دوسرے ائمہ کی نسبت بھی نہیں ثابت کر سکتے بلکہ کوئی شیعہ اپنے کو یہ کہتا ہو ۔ اپنی نسل میں زیادہ سے زیادہ چھ سات پشت کے بعد کوئی شیعہ نہیں دکھلا سکتا دوسرے نسب کے شیعون کا کیا ذکر ۔ دوم اچھا بالغرض شیعون نے باپ دادا کا خیال رکھا تو ان میں کیون اس قدر فرقے پیدا ہوئے اور ان میں کیون اسقدر اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں ۔ اسمعیلیہ ۔ افطحیہ ۔ قرامطہ ۔ نصیریہ وغیرہ وغیرہ بکثرت فرقے شیعون میں پیدا ہوئے ۔ اور آگے جو فسادات زمین میں پیدا ہوئے آج صفحات تاریخ میں موجود ہیں ۔ بیشک اگر آغاز آفرینش عالم سے ہر شخص اپنے آباو اجداد کے مذہب پر رہتا تو کوئی گمراہ نہ ہوتا مختلف مذاہب ہوتے نہ یہ فرقہ بندیاں ہوتیں بلکہ اختلاف نسب و رنسب پر فخر و مباہات کا خیال بھی نہ پیدا ہوتا قرآن مجید کی ہدایت يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ پر سب کا عقیدہ ہوتا حضرت علی کی نصیحت جو ان کے دیوان کا پہلا شعر ہے سب کے دماغ میں ہوتی وہ فرماتے ہیں

النَّاسُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ اَكْفَاءٌ ۔ اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

لے اے انسانو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پہچان کیلئے تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے کہ تم سب میں بزرگ اللہ کے نزدیک وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو ۱۲ لے ترجمہ ۔ لوگ سب بلحاظ نسب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہیں باپ سب کے آدم اور ماں سب کی حوا ہیں ۱۲

لیکن جبکہ اختلاف پیدا ہو چکا مختلف مذاہب وجود میں آچکے اسکے بعد اپنے باپ دادا کی پیروی پر قناعت کرنا اور اپنا
اس آیت کا مصداق بنانا ہے اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ یعنی انھون نے
اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا پھر وہ انھین کے نشان قدم پر دوڑتے ہین۔

(دوم) سائل نے اپنے مذہبی نام تین بتائے ہین اُن مین ایک نام شیعہ جسکے معنی پاک گھرانے والے بیان کئے ہین یہ
بالکل بے علم لوگون کی گڑھنت ہے لغت عرب مین شیعہ کے ہرگز یہ معنی کوئی نہین دکھا سکتا شیعہ کے معنی فرقہ اور گروہ کے ہین یہ
لفظ جب کسی کی طرف مضاف ہوتی ہے تو مضاف الیہ کے لحاظ سے اچھائی یا برائی کے معنی دیتی ہے کسی جگہ قرآن مجید مین اس
لفظ شیعہ کے مصداق پر غضب عذاب کا اظہار بھی فرمایا گیا ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا
لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اور ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ترجمہ جن
لوگون نے اپنے دین مین تفریق پیدا کر دی اور شیعہ یعنی فرقے فرقے بن گئے اے نبی آپ کو اُنسے کچھ تعلق نہین پھر ضرور ضرور ہم
ہر شیعہ یعنی ہر فرقہ مین سے ان لوگون کو نکال لین گے جو رحمن سے سرکشی کرنے مین زیادہ سخت تھے۔

اسلام مین اس لفظ کا آغاز ایک خاص موقع پر ہوا۔ اسوقت بلکہ اُس کے بعد بھی بہت دنون تک یہ لفظ کسی مذہبی
معنی مین مستعمل نہین ہوئی حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت معاویہ سے جب جنگ شروع ہوئی تو اس وقت صحابہ کرام مین تین
جماعتین ہو گئین ایک جماعت حضرت علی کے ساتھ تھی اسکو شیعہ علی کہتے تھے یعنی حضرت علی کا گروہ اور ایک جماعت حضرت معاویہ
کے ساتھ تھی اور چونکہ حضرت معاویہ حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے اس لئے ان کی ساتھ والی جماعت شیعہ
عثمان کہی گئی اور ایک جماعت صحابہ کی نہ ادہر تھی نہ اُدھر یہ لوگ فتنہ سے بچنے کے لئے اپنے گھرون مین بیٹھ رہے تھے
لہذا یہ لوگ قاعدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ قاعدین مین بڑے بڑے اکابر صحابہ تھے حتی کہ حضرت عبد اللہ
بن عمر کے ایسے محتاط و متورع صحابی جو اتباع سنت کے حرص مین ضرب المثل ہین اسی جماعت قاعدین مین تھے
حضرت علی نے جب انکو خط لکھا کہ میرے ساتھ شرکت کرو اور اپنے حقوق قدیمہ یاد دلائے تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے
ان کو جواب دیا کہ اے ابو الحسن اگر آپ اژدہے کے منھ مین ہاتھ ڈالنے کو کہئے تو خدا کی قسم مین ڈالدون گا لیکن یہ
مجھسے نہو سکے گا کہ مین کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے پر تلوار اوٹھاؤن۔

صحابہ کرام کی یہ تینون جماعتین یعنی شیعہ علی شیعہ عثمان قاعدین مذہبًا متحد تھین کوئی دینی اختلاف
اُن مین برائے نام بھی نہ تھا سب اہل سنت وجماعت تھے نہ اُن مین کوئی رافضی تھا نہ معتزلی نہ قدری نہ مرجی۔
اسی لحاظ سے حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا "شیعہ اولی و شیعہ مخلصین کہ پیشینیان اہلسنت وجماعت اند"

صحابہ کرام کی ان تینون جماعتون کا اتحاد مذہب وملت خود حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت سے کتب شیعہ مین موجود ہے نہج البلاغہ
قسم دوم صفحہ ۱۱۴ مین ہے کہ حضرت علی نے جنگ صفین کے بعد ایک گشتی فرمان لکھکر شائع کرایا جسکا ابتدائی حصہ حسب ذیل ہے۔

وکان بدء امرنا انا التقینا والقوم من اہل الشام والظاہر ان ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ لا نستزیدہم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ولا یستزیدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء	ہمارے کام کا آغاز یون ہوا کہ ہم مین اور اہل شام کی ایک قوم میں مقابلہ ہوا اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک اور ہمارا اور انکا نبی ایک اور ہماری اور انکی دعوت اسلام یکسان وہ اللہ پر ایمان رکھنے اور اسکے رسول کی تصدیق کرنے مین نہ ہم اُن سے زیادہ ہونے کے مدعی ہین نہ وہ ہم سے زیادہ ہونیکے مدعی ہین ہمارے اور انکے درمیان بجز حضرت عثمان کے جھگڑے کے اور ہم اس خون سے بری ہین۔

دیکھئے حضرت علی مرتضیٰ اہل شام یعنی اپنے مقابلین کا اور اپنا مذہب وملت ایک بتا رہے ہین تو پھر قاعدین کے لئے تو کچھ
کہنا ہی نہین۔ اور صرف مذہب کا ایک ہونا نہین بلکہ تمام فضائل وکمالات کی بنیاد یعنی ایمان اور دعوت الی اللہ
ان دونون چیزون مین اپنے کو اور ان کو مساوی کہہ رہے ہین۔

خلاصہ یہ کہ لفظ شیعہ کوئی مذہبی نام کسی فرقہ کا نہ تھا جو فرقہ آج اپنے کو شیعہ کہتا ہے اُسکا اصلی نام رافضی
ہے اگلی کتابون مین اسی نام سے یہ فرقہ یاد کیا گیا ہے اور خود اس فرقہ کی کتابون مین بھی اس نام کا اقرار موجود ہے کافی مطبوعہ
نولکشور کتاب الروضہ صفحہ ۱۲ مین ہے کہ ابو بصیر نے ایک روز امام جعفر صادق سے کہا کہ مسلمانون نے ہمارا نام بہت برا رکھا ہے
جس سے ہماری کمر ٹوٹ گئی اور دل مر گئے اور ایک حدیث ان کے فقہا نے روایت کی ہے اس حدیث کی بناء پر ہمارا یہ نام رکھا گیا

فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضۃ قال قلت نعم قال لا واللہ ما سماکم بل اللہ سماکم	تو امام جعفر صادق نے فرمایا کیا وہ نام رافضی ہے ابو بصیر کہتے ہین مین نے کہا ہان امام نے فرمایا اللہ کی قسم ان لوگون نے تمہارا یہ نام نہین رکھا بلکہ اللہ نے رکھا ہے۔

اس کے بعد امام جعفر صادق نے رافضی نام کی خوبیان فرمائین بہر حال اس فرقہ کا نام مبارک رافضی
ہے اور یہ نام ان پر چسپان بھی ہے ان کے اکابر اسکو پسند کر چکے اسکو خدا کا عطیہ کہہ چکے لیکن چند روز سے
یہ لوگ اس نام سے چڑھنے لگے ہین سائل نے غالبًا اسی وجہ سے اپنا اصلی نام نہین ظاہر کیا۔
رفض کے معنی لغت مین ہین چھوڑ دینا چونکہ اس فرقہ نے حق کا ساتھ چھوڑ دیا اور بزرگان اہل بیت
کا ساتھ ترک کر دیا اسلئے ان کو روافض کہا گیا سب سے پہلے امام زین العابدین کے فرزند حضرت امام زید شہید

کی زبان سے یہ لقب ان کے لئے نکلا جبکہ ان لوگوں نے ممدوح کا ساتھ دینے سے انکار کیا تھا۔

(۵) سائل نے اپنا دوسرا نام اثنا عشری اور تیسرا نام امامیہ بیان کیا ہے۔ ان دونوں ناموں پر شیعہ ناز کریں تو کریں لیکن مسلمانوں کیلئے تو یہ نام ننگ و عار ہیں۔ ع آنکہ فخر تست آن ننگ من است
اثنا عشری کے معنی بارہ اماموں کو مثل رسول معصوم و مفترض الطاعۃ ماننے والا اور امامیہ کے معنی بعد رسول کے امام معصوم مفترض الطاعۃ کا قائل۔

شیعہ صاحبان کا عقیدہ یہ ہے کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ بزرگوار ہیں جو معصوم ہونے میں مفترض الطاعۃ ہونے میں اور تمام بزرگیوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل اور برابر ہیں اصول کافی صـ۱۱۱ میں ہے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ أَخُذُهُ وَمَا نَهَى عَنْهُ أَنْتَهِي عَنْهُ جَرَى لَهُ مِنَ الْفَضْلِ مَا جَرَى لِمُحَمَّدٍ وَلِمُحَمَّدٍ الْفَضْلُ عَلَى جَمِيعِ مَنْ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَعَقِّبُ عَلَيْهِ كَالْمُتَعَقِّبِ عَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ وَالرَّادُّ عَلَيْهِ فِي صَغِيرَةٍ أَوْ كَبِيرَةٍ عَلَى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللهِ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَابَ اللهِ الَّذِي لَا يُؤْتَى إِلَّا مِنْهُ وَسَبِيلَهُ الَّذِي مَنْ سَلَكَ بِغَيْرِهِ يَهْلِكُ وَكَذٰلِكَ يَجْرِي لِأَئِمَّةِ الْهُدَى وَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا علی جو حکم دیا میں اسکو لیتا ہوں اور جس چیز سے انھوں نے منع کیا اس سے میں بچتا ہوں۔ ان کی فضیلت وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل کی تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔ علی پر اعتراض کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ پر اور اسکے رسول پر اعتراض کرنے والا اور علی کی کسی چھوٹی یا بڑی بات کا رد کرنیوالا خدا کے ساتھ شرک کرنیوالے کے مانند ہے امیرالمومنین اللہ کے دروازہ تھے کہ اللہ تک بغیر اس دروازہ کے کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اللہ کا راستہ تھے کہ جو اسکے خلاف چلا ہلاک ہوگا اور یہی بزرگی تمام ائمہ ہدیٰ کو یکے بعد دیگرے حاصل ہے۔

اسی روایت کو صاحب حملہ حیدری نے یوں نظم کیا ہے ؎

ہمہ صاحب حکم بر کائنات | ہمہ چون محمد منزہ صفات

بھلا کوئی مسلمان اس عقیدہ کو پسند کر سکتا ہے خدا کے فضل سے تمام مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں آپکے بعد کسی کو معصوم مفترض الطاعۃ کہنا سنگین جرم سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ

لے یہ لفظ قرآن مجید میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے کہ ما اتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا مگر شیعوں کے امام جعفر صادق نے علی اور تمام ائمہ پر چسپان کر دیا۔ ۱۲

خدا نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے پیدا کیا نہ آپ کے بعد۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ عقیدہ امامت جس طرح شیعہ مانتے ہیں صراحۃً ختم نبوت کے خلاف ہے۔

اور یہ جو لکھا ہے کہ اثنا عشری کے معنی چودہ معصوموں کا ماننے والا اول تو غلط ہے اثنا عشر کے معنی بارہ کے ہیں نہ چودہ کے دوم یہ بھی وہی بات ہے جسکو اہل سنت کفر کے برابر سمجھتے ہیں ہم نہ چودہ کو معصوم کہیں نہ چار کو نہ بارہ کو نہ ایک معصوم ہے اور قیامت تک اسی کی اقتدا تمام اہل عالم کے لئے موجب نجات ہے وہ خدا کہنا اگر شرک فی الالوہیت ہے تو بعد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کو معصوم کہنا شرک فی النبوت اور انکار ختم نبوت ہے ؎

نبی حبیب عربی مدنی قرشی | کہ بود درد وغمش مایہ شادی و خوشی
جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نزوند | سر سیادت گر ازین راہ قدم باز کشی

اور یہ جو لکھا ہے کہ ان اماموں کا سلسلہ رسول مقبول سے اس وقت تک قائم ہے ایک ایسی بات ہے جسکو شیعوں کے اولین و آخرین مل کر نہیں ثابت کر سکتے۔ بتائیں اب اس وقت کون امام معصوم موجود ہے غالبًا کہیں گے کہ امام مہدی موجود ہیں اور غار سُرَّ مَنْ رَأٰی میں صدیوں سے چھپے ہوئے ہیں لیکن اول تو اس کا تشفی بخش ثبوت خود اپنی کتابوں سے نہیں دے سکتے دوسرے اگر بالفرض ہم مان بھی لیں تو ایسے وجود سے کیا فائدہ صدیوں سے ایک نامعلوم غار میں چھپے ہیں منصب امامت کا کوئی کام کرتے نہیں کسی کو کوئی فیض انسے نہیں شیعہ غیر معصوم مجتہدوں کی تقلید کر کے گمراہ ہو رہے ہیں تیسرے اگر ایسی فرضی وجود سے سلسلہ قائم ہو سکتا ہے تو اہلسنت سب سے زیادہ شرف رکھتے ہیں اور وہ فرضی نہیں بلکہ اصلی و واقعی کہ ہمارے پیغمبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اقدس واطہر میں جسکو تمام دنیا جانتی ہے زندہ موجود ہیں اور قیامت تک رہینگے اور زندگی بھی حضور کی ایسی ارفع و اعلیٰ کہ کسی فرضی زندگی کا کیا ذکر بلکہ کروڑوں حقیقی زندگیاں اس پر قربان ہیں۔ بالانصاف سے دیکھو سلسلہ اہل سنت کا قائم ہے یا اثنا عشریوں کا۔

اور یہ جو لکھا ہے کہ اہل سنت بھی ان اماموں کو مانتے ہیں بالکل غلط ہرگز ہرگز اہل سنت ان اماموں کو مثل رسول کے معصوم اور مفترض الطاعۃ نہیں مانتے۔ ہاں انکو بزرگ اور نیکوکار ضرور جانتے ہیں

(۶) سائل نے اپنا چوتھا نام آل محمد کا لفظ ہے اسکے معنی بھی صحیح نہیں بیان کئے اور اسکے ضمن میں کئی ایک باتیں بے اصل لکھدی ہیں جو قابل ہیں۔ الف آل بمعنی اولاد نہیں ہے بلکہ اسکے معنی پیروی کرنے والے کے ہیں اولاد کو بھی آل اسوجہ سے کہدیتے ہیں کہ عمومًا اولاد اپنے باپ دادا کی پیرو ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے بے تعلق لوگوں کو جو پیروی کرنے والے ہوں آل فرمایا ہے اور اولاد یعنی بیٹے کو جو پیروی کرنے والا نہ ہو آل سے خارج کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ یعنی ہم نے آل فرعون کو غرق کیا

اس آیت میں قطعاً آل فرعون سے پیروان فرعون مراد ہیں اس لئے کہ فرعون کے اولاد نہ تھی علاوہ اسکے واقعی عمران ... اسکے تمام فرمان بردار غرق کئے گئے تھے اور دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کا خاص صلبی بیٹا جو پیرو نہ تھا اسکی بابت فرمایا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ یعنی اے نوح وہ تمہارے آل میں سے نہیں ہے۔ حضرت علی کی زبان مبارک سے بھی کتب شیعہ میں منقول ہے کہ انبیا علیہم السلام سے تعلق نسب کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ ان سے تعلق کی بنیاد علم اور عمل ہے نہج البلاغہ قسم دوم ...

وقال علیہ السلام إن أولى الناس بالأنبياء أعلمهم بما جاءوا به ثم تلا إن أولى الناس بإبراهيم للذين اتبعوه وهذا النبي والذين آمنوا ثم قال إن ولي محمد من أطاع الله وإن بعدت لحمته وإن عدو محمد من عصى الله وإن قربت قرابته۔	جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک انبیا علیہم السلام سے زیادہ قرابت ... شریعت کا زیادہ علم رکھتا ہو پھر آیت تلاوت کی کہ ابراہیم سے زیادہ قریب ... ابراہیم کی پیروی کی اگرچہ انکو نسبی تعلق ابراہیم سے نہ ہو اور یہ نبی ... ایمان لائے پھر جناب امیر نے فرمایا کہ محمد کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ ... صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن وہی ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ اسکی قرابت قریب ہو۔

پس ثابت ہو گیا کہ نماز درود میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکے پیرو مراد ہیں اور معنی درود کے یہ ہوئے کہ یا اللہ رحمت نازل کر محمد پر اور پیروان محمد پر اسلئے لفظ آل میں بدرجہ اول صحابہ کرام شامل ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں وہ سب سے اول اور سب سے افضل ہیں۔ نماز کے درود میں آل سے اولاد مراد لینا یوں بھی ناجائز ہے کہ اگر اولاد مراد ہو تو قیامت تک جتنی اولاد آپ کی ہو سب کو داخل رہنا چاہئے کیونکہ درود میں کوئی تحدید زمانہ کی نہیں ہے حالانکہ آپکی اولاد میں کچھ لوگوں کے بعد بہت سے وہ لوگ ہوئے جو فریقین کے نزدیک بدمذہب ہیں اور بہت سے وہ لوگ ہوئے جو سوا ایک فرقہ کے ... مذہب میں حتی کہ شیعہ خود کہتے ہیں کہ اولاد رسول میں جس قدر لوگ بھی ہمارے طریقہ کے خلاف ہیں ... ہیں انکو ہم رسول کے قرابت والوں میں شمار نہیں کرتے دیکھو احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۵ ... اگر اپنے خلاف مذہب پر تبرا نہیں بھیجتے تو انکو درود اور بالخصوص نماز کے درود میں شامل کرنا بھی جائز نہیں جانتے رہا یہ شبہ کہ جب لفظ آل میں صحابہ کرام شامل ہیں تو بعض درودوں میں آل کے بعد صحابہ کا ذکر کیوں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں تخصیص بعد التعمیم کا قاعدہ بکثرت جاری ہے یعنی پہلے ایک عام لفظ بولتے ہیں پھر اس عام سے بعض خاص مہتم بالشان افراد کا بھی ذکر کر دیتے ہیں مثلاً قرآن شریف میں ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ یعنی جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اسکے فرشتوں کا اور جبریل و میکائیل کا۔ دیکھو جبریل و میکائیل فرشتوں میں داخل ہیں مگر چونکہ جبریل و میکائیل کا رتبہ زیادہ ہے اسلئے ملائکہ کے بعد ان کا بھی ذکر فرمایا اسیطرح گو صحابہ آل میں داخل ہیں مگر چونکہ صحابہ کا رتبہ بہ نسبت دوسرے پیروی کرنے والوں سے زائد ہے اسلئے بعد آل کے صحابہ کا ذکر کیا گیا اور یہ جو لکھا ہے کہ ہم اس آل کی اولاد میں سے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ سائل خود بھی آل کو معنی اولاد لیتے ہوئے لکھتا ہے ورنہ اپنے کو آل لکھنا ... کیا معنی قیامت تک جتنی اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو سب کو آل رسول کہنا چاہئے اور آل بلا واسطہ اولاد کو کہتے ہیں ...

... صحابہ بھی آل سے خارج ہو جائیں گے سائل کو چاہئے کہ آل کے معنی اپنے مجتہدین سے پوچھے اگر وہ لوگ لغت عرب اور قرآن و حدیث سے ثابت کریں کہ آل بمعنی اولاد ہے تو پھر یہی ... ثابت کریں کہ تمام ... کو آل کہتے ہیں یا بعض نسلوں کو دوسری ... لغت و محاورات میں ... کہ ... پشت تک کی نسل کو آل کہتے ہیں۔ ب۔ یہ جو لکھا ہے کہ درود میں آل کا لفظ ... باطل ہے اگر یہ مسئلہ صحیح ہوتا تو شیعوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ سراسر نقصان تھا کیونکہ آل کا ... مصداق ... مگر افسوس کہ مسئلہ بالکل غلط ہے اہل سنت کے مذہب میں نماز میں سرے سے درود پڑھنا سنت ہے واجب نہیں فرض نہیں ... نماز باطل نہیں ہوتی چہ جائیکہ درود پڑھا جائے مگر آل کا ذکر نہ کیا جائے تو نماز باطل ہو جائے مجتہدین اہل حق ... درود کے قائل ہیں وہ بھی صرف اس قدر میں اللھم صل علی محمد چنانچہ در مختار میں جہاں نماز کی سنتوں کا بیان شروع ہوا ہے لکھتے ہیں وسننها[1] ۔ ترک السنة لا یوجب فسادا ولا سهوا بل اساءة لو عامدا غیر مستخف وقالوا الاساءة دون الكراهة پھر سنتوں کے سلسلہ میں لکھتے ہیں والصلوة[2] على النبي في القعدة الاخيرة وفرض الشافعي قول اللهم صل على محمد وتبعوه الى الشذوذ ومخالفة الاجماع علامہ شامی اسکی شرح میں لکھتے ہیں[3] نسبه قوم من الاعيان منهم الطحاوي وابو بكر الرازي وابن المنذر والخطابي والبغوي وابن جرير الطبري لكن نقل عن بعض الصحابة والتابعين ما يوافق الشافعي (رحمه) ج یہ جو لکھا ہے کہ ہر جگہ محمد کے ساتھ آل محمد شامل ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ... کسی حدیث یا قرآن یا نماز میں ہے" یہ بھی مغالطہ ہے حدیثیں تو بہت ہیں میں اس وقت قرآن اور نماز میں دکھاتا ہوں ... نبی کے ساتھ ان کو درود میں شامل کیا کہ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (سورہ توبہ) ترجمہ بتحقیق اللہ نے رحمت نازل کی نبی پر اور مہاجرین و انصار پر جنہوں نے نبی کا ساتھ دیا سختی کے ... پھر دوسری جگہ خاص صحابہ کرام پر درود بھیجنے کا ذکر فرمایا اور عنوان و اختیار فرمایا ہم ایک آیت میں اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

... تشہد میں درود موجود ہے کہ السلام علیک ایها النبي ورحمة الله وبركاته لہذا اب کسی جدید درود کو واجب یا فرض ہونے کی ضرورت بھی نہیں ۱۲

[1] ترجمہ نماز کی سنتوں کا بیان۔ ترک سنت سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے بلکہ اگر ... درود نہ پڑھے بغیر ... توہین کے تو اساءت ہوتی ہے اور فقہا نے بیان کیا ہے کہ اساءت کراہت سے کم درجہ کی چیز ہے ۱۲

[2] ترجمہ اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قعدہ اخیرہ میں سنت ہے اور امام شافعی نے اللھم صل علی محمد کہنا فرض قرار دیا ہے مگر فقہا نے اس قول کو شاذ اور خلاف اجماع کہا ہے ۱۲

[3] ترجمہ بڑے بڑے اکابر کی ایک جماعت نے امام شافعی کے اس قول کو شاذ و خلاف اجماع کہا ہے از انجملہ امام طحاوی ابوبکر رازی ابن منذر خطابی بغوی ابن جریر طبری ہیں لیکن بعض صحابہ و تابعین سے امام شافعی کے موافق روایت ہے ۱۲

کیلئے ذکر فرمایا۔ قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورہ احزاب) ترجمہ وہی اللہ ہے جو درود (یعنی رحمت) بھیجتا ہے تم لوگون پر اور اُسکے فرشتے (بھی درود بھیجتے ہین) تاکہ نکالے تمکو اللہ تاریکیون سے طرف روشنی کے۔

اب نماز مین دیکھو درود تو صرف قعدہ اخیرہ مین ہے اور سنت ہے تشہد واجب ہے اور ہر قعدہ مین پڑھا جاتا ہے اسی تشہد ما ثور مین ہے وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ کون کہہ سکتا ہے کہ عباد صالحین مین صحابہ کرام شامل نہین ہین۔

آخر مین آپ نے دریافت کیا ہے کہ اہل تشیع کا مذہب اور طریقہ مثل ائمہ کے ہے یا نہین اگرچہ یہ سوال اسی تحریر کے حصہ گزشتہ سے حل ہوچکا اور اس کو النجم مین طرح طرح کے عنوانون سے واضح کیا جاچکا ہے اور انشاء اللہ عنقریب دو سو مسائل کے سلسلہ مین ایک خاص رسالہ اس موضوع پر ہوگا۔ مگر مختصراً بیان بھی لکھتا ہون کہ اہل تشیع کا مذہب اور طریقہ عقائد سے لیکر اعمال تک کسی باب مین بھی اُن ائمہ کے مثل نہین ہے جنکی طرف شیعہ اپنے کو منسوب کرتے ہین۔

شیعون کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ ائمہ ظاہر مین اہل سنت کے مطابق تمام اعمال ادا کرتے تھے اور اپنا عقائد بھی اہل سنت کے مطابق بیان کرتے تھے اور اپنے امام معصوم مفترض الطاعۃ ہونے کا انکار کرتے تھے شیعہ راویون کا بیان ہے کہ ائمہ نے مذہب شیعہ ہم کو تنہائی مین سکھلایا ہے اور شیعون کو یہ بھی اقرار ہے کہ شیعہ راوی جو تعلیم ائمہ کی طرف منسوب کرتے تھے اس کی تصدیق کیلیے سامنے نہین کراسکتے تھے جب کبھی نوبت تصدیق کرانے کی آجاتی تھی تو ائمہ ان کو جھٹلا دیتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان ائمہ کی جو روایات کتب شیعہ مین منقول ہین اُن مین اس قدر اختلاف ہے کہ اسکی کوئی حد نہین عقائد سے لیکر اعمال تک کوئی مسئلہ ایسا نہین جس مین ائمہ نے اپنے شیعون کو مختلف فتوے دئے ہون اب ان مختلف فتوون مین علمائے شیعہ جس فتوے کو چاہتے ہین بے دلیل اور بے قرینہ امام کا اصلی مذہب کہدیتے ہین اور جس فتوے کو چاہتے ہین تقیہ یا اشتباہ سامع وغیرہ کہکر اڑا دیتے ہین۔

انھین دو باتون کو دیکھکر جسکو خدانے ذرا بھی عقل دی ہو حقیقت حال سمجھ سکتا ہے خود شیعون کی کتابین دیکھکر اچھی طرح تمام افترا پردازیون کا راز کھل جاتا ہے۔

فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ

صیاد نے لگائے ہین پھندے کہان کہان ۔ سارے پتے عیان ہین اسی سبز باغ مین ۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ

تحقیق یہ قرآن ہدایت کرتا ہے اُس راہ کی جو سب سے زیادہ سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والون کو۔

الحمد للہ الکریم الوہاب کہ سلسلہ تفسیر آیات خلافت کا پانچوان نمبر موسوم بہ

تفسیر آیتِ دعوتِ اعراب

جس مین

سورۂ فتح کی آیتِ دعوت اعراب یعنی آیہ کریمہ قل للمخلفین من الاعراب سے حضرات خلفائے ثلاثہ خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم کا خلیفہ برحق ہونا اور اُن کی خلافتون کا قرآن کریم کی موعودہ خلافت ہونا ثابت کرکے منکرین پر حجت خدا کا قائم ہونا روز روشن کی طرح واضح کیا گیا ہے

باہتمام خریداران صحیفہ مبارکہ "النجم" صحیفہ مذکور کے صفحات مین

مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر شائع ہوا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

امابعد تفسیر آیات خلافت کے سلسلہ مین - آیہ تطہیر آیہ استخلاف آیہ تمکین - آیہ قتال مرتدین و آیہ ولایت کی تفسیرین شایع ہوچکی ہین اور آیہ مودۃ القربیٰ کی تفسیر بہت پہلے شایع ہوچکی تھی اب اس وقت آیہ دعوت اعراب کی تفسیر برادران ایمانی کے سامنے پیش کی جاتی ہے - حق تعالیٰ قبول فرمائے اور ذریعہ ہدایت بنائے - آمین -

۲ پانچوین آیت آیۂ دعوت اعراب - سورۂ فتح - پارہ چھبیسوان -

قُلۡ لِّلۡمُخَلَّفِیۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ تُقَاتِلُوۡنَهُمۡ اَوۡ یُسۡلِمُوۡنَ فَاِنۡ تُطِیۡعُوۡا یُؤۡتِکُمُ اللّٰہُ اَجۡرًا حَسَنًا وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا کَمَا تَوَلَّیۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ یُعَذِّبۡکُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۝

ترجمہ اے نبی کہدیجیے پیچھے رہ گئے ہوئے اعراب (یعنی بدوون) سے کہ عنقریب بلائے جاؤگے تم ایک سخت جنگ آور قوم کی طرف تم اُن سے قتال کروگے یہانتک کہ وہ مسلمان ہوجائینگے - پس اگر تم (اُس بلانے والے کی) اطاعت کروگے تو اللہ تم کو اچھا ثواب دیگا اور اگر تم منھ پھیروگے جیساکہ تم نے پہلے منھ پھیرا تھا تو خدا تم کو دردناک عذاب دیگا

تفسیر

اس آیت کا مطلب جیساکہ اس کے الفاظ کریمہ سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ بدوون کی ایک جماعت نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے سرتابی کی تھی اور آپ کے ہمراہ کسی سفر یا جہاد مین نہ گئے تھے انسے فرمایا جاتا ہے کہ ایک موقع تم کو اور دیا جائیگا آیندہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے دعوت دیجائیگی اور اس دعوت دینے والے کا یہ رتبہ ہوگا کہ اس کی اطاعت سے بڑا اچھا ثواب عنایت ہوگا - اور اس کی اطاعت سے انحراف کرنے پر سخت عذاب تم پر آئے گا - ہمارے استدلال کے لئے نہ اس قصہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اعراب کون تھے نہ اس کے معلوم کرنے کی حاجت کہ رسول نے ان کو کس سفر یا کس جہاد کی دعوت دی تھی اور انھون نے کیون انحراف کیا تھا -

مگر اتمام بصیرت اور ازدیاد وضاحت کے لئے مختصر طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے اس واقعہ کا اکثر حصہ قرآن مجید کی اسی سورت مین مذکور ہے اور اس کے بعض اجزا اگرچہ قرآن مجید مین نہین ہین مگر بلا خلاف و اختلاف بین الفریقین مسلّم ہین - وہو ہذا -

سنہ ۶ ہجری مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بارادۂ حج یا بہ نیت عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا سفر کیا اس سفر مین ضرورت تھی کہ ایک بڑی جماعت آپ کے ہمرکاب ہو کیونکہ بظاہر اسباب قوی اندیشہ تھا کہ کفار مکہ مزاحمت کرین گے اور شاید نوبت جہاد و قتال کی آجائے لہذا آپ نے تمام کلمہ گویان اسلام کو اس سفر کی دعوت عام دی - تمام صحابہ مخلصین جنکے ایمان و اخلاص کا تقاضا یہ تھا کہ ہر وقت جان نثاری کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے جنکی ہر گھڑی اس انتظار مین کٹتی تھی کہ کب وہ وقت ہمکو ملیگا کہ ہماری نذر پوری ہوگی اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جان دینے کا شرف ہم کو ملیگا کما قال اللہ تعالیٰ فی شانہم فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا[1] - ایسے تمام لوگ بے تردد و تامل جان نثاری کے لئے اس سفر مین آپکے ساتھ ہوگئے - مگر بدوون کی ایک جماعت جن مین نہ وہ خلوص تھا نہ وہ داعیۂ جان نثاری - ان کی قسمت مین کاتب ازل نے یہ سعادت نہ لکھی تھی وہ آپ کے ہمراہ نہ گئے ان بدوون کے متعلق قرآن مجید مین ارشاد ہوا کہ وَمِمَّنۡ حَوۡلَکُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ[2] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ تک پہونچنے پائے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ایک مقام ہے مکہ معظمہ سے اس قدر قریب کہ اکثر حصہ حدیبیہ کا حرم مین شمار کیا گیا ہے کہ کفار قریش نے مزاحمت کی - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک صلحنامہ باہم طے ہوا

[1] ترجمہ ان مین بعض وہ لوگ ہین جنھون نے اپنی نذر پوری کردی اور ان مین سے بعض وہ ہین جو انتظار مین ہین (اپنے عہد پر) بالکل تبدیلی نہین کی ۱۲

[2] ترجمہ مدینہ کے گرد و پیش کی بستیون مین بعض اعراب منافق ہین ۱۲

اور احصار[1] کی قربانی کرنے کے بعد سب لوگوں نے احرام کھول ڈالے۔ اس صلح میں یہ طے پایا کہ آئندہ سال اس عمرہ کی قضا کے لئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائیں گے۔

اس سفر میں چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہیوں کا شمار کیا گیا ہے۔ اس سفر میں بمقام حدیبیہ ایک درخت کے نیچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے موت کی بیعت لی یعنی یہ معاہدہ اُن سے لیا کہ یا تو حضرت عثمانؓ کا انتقام مکہ والوں سے لینگے یا سب اسی وادی میں جان دیدینگے۔ حضرت عثمانؓ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیر بنا کر مکہ والوں کی تفہیم کے لئے بھیجا تھا کفار مکہ نے ان کو قید کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مخبر نے یہ غلط خبر پہونچائی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اسی پر بیعت آپ نے لی۔ اثنائے بیعت میں جب یہ پتہ مل گیا کہ حضرت عثمان زندہ ہیں مگر قید ہیں تو آپ نے خود اپنے دست مبارک کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیکر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی۔[2]

یہ بیعت اسلام میں بڑی عظیم الشان چیز مانی گئی ہے۔ نام اس بیعت کا بیعۃ الرضوان ہے قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے اس بیعت کے کرنے والوں سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی بڑی خوشخبریاں ان کو سنائیں اور خوب انکی عزت افزائی کی صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے ان سے فرمایا اَنۡتُمُ الۡيَوۡمَ خَيۡرُ اَهۡلِ الۡاَرۡضِ یعنی تم آج تمام زمین کے لوگوں سے بہتر ہو اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضور نے فرمایا لَا يَدۡخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّنۡ اَصۡحَابِ الشَّجَرَةِ یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں کوئی شخص دوزخ میں نہ جائیگا۔ غزوہ بدر کے بعد اسلام میں اس بیعت کا رتبہ تسلیم کیا گیا ہے۔

سفر حدیبیہ سے واپسی کے وقت اثنائے راہ میں یہ مبارک سورت نازل ہوئی جس کا مبارک نام سورۃ الفتح ہے جسکی ایک آیت کی تفسیر اس وقت کیجا رہی ہے اس سورت میں تمامتر اسی واقعہ حدیبیہ کا بیان ہے۔

[1] جب کوئی شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے اسکے بعد کوئی مانع پیش آجائے جس کے باعث سے وہ حج یا عمرہ نہ کر سکے تو اسکو حکم ہے کہ حرم سے باہر قربانی کر کے احرام سے باہر ہو جائے اس قربانی کو احصار کی قربانی کہتے ہیں ۱۲ [2] حضرت عثمانؓ کیطرف سے بیعت کا ذکر کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ انکی سب سے زیادہ معتبر کتاب کافی کی کتاب الروضہ صفحہ ۱۵۱ میں ہے وَبَايَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَضَرَبَ بِاِحۡدٰى يَدَيۡهِ عَلَى الۡاُخۡرٰى لِعُثۡمَانَ اور حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۴۰۲ میں ہے بروایت شیخ طبرسی چون مشرکان عثمان را حبس کردند خبر بحضرت رسید کہ او را کشتند حضرت فرمود کہ از ینجا حرکت نکنم تا با ایشان قتال کنم و مردم را بسوی بیعت خود نام و بر خاست و تکیہ بدرخت داد و بیعت کرد وصحابہ آنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکان جہاد کنند و نگریزند و بروایت کلینی حضرت یکدست خود را بر دست دیگر زد برائے عثمان و بیعت گرفت ۱۲

ف اس سورۂ فتح کو شروع سے آخر تک پڑھو عربی زبان نہ جانتے ہو تو کسی ترجمہ کے ساتھ پڑھو تو صاف نظر آئیگا کہ اس سورت میں حق تعالیٰ کے بڑے بڑے مقصود دو ہیں۔ ایک یہ کہ جو صحابہ کرام اس سفر میں ہمرکاب تھے انکی جان نثاری کی قدر افزائی کیجائے اور مغلوبانہ صلح کے سبب سے جو اُن کے دل زخمی ہو رہے تھے ان زخموں پر مرہم رکھا جائے۔ دوسرا یہ کہ اُن اعراب کو تہدید کیجائے جو اس مبارک سفر میں ساتھ نہ گئے تھے۔

مقصود اوّل یعنی اصحاب حدیبیہ کی قدر افزائی اور انکی دلداری اور دلدہی کیلئے طرح طرح کے عنوان اس سورت میں اختیار فرمائے ہیں کہیں اُن کو فتح و نصرت کے وعدے دیے گئے ہیں حتیٰ کہ اس وعدے کا نام ہی فتح مبین رکھا گیا اور یہ سورہ بھی سورۂ فتح کے نام سے موسوم کی گئی۔ اور فرمایا گیا کہ اب جو جماعت کافروں کی تمہارے مقابلہ میں آئے گی شکست خوردہ ہو کر راہ فرار اختیار کرے گی کہیں اس بیعت کے فضائل بیان فرمائے گئے اور اُن کو اپنی رضامندی کی خوشخبری سنائی کہیں اُن کے اخلاص کی شہادت دی گئی کہیں ان کو عظیم الشان غنیمتوں کا مژدہ سُنایا گیا اور غزوۂ خیبر کی غنیمتوں کو جو مسلمانوں کے لئے آسودگی کا عمدہ سبب تھیں اہل حدیبیہ کے ساتھ مخصوص کر دیا کہیں ان کو نزول سکینہ کے رتبہ سے سرفراز فرمایا کہیں اُن کی اوصاف پسندیدہ اور انکی عبادات و طاعات کو سراہا گیا۔ وغیرہ وغیرہ چنانچہ چند آیات کا اقتباس درج ذیل ہے۔

هُوَ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِيۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ	وہی ہے جس نے نازل کیا سکینہ ایمان والوں کے دلوں میں تاکہ اُن میں ایمان پر ایمان بڑھ جائے۔
لِيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۙ	تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایسے باغوں میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ انمیں ہمیشہ رہینگے اور تاکہ دور کرے خدا انکی گناہوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ	بتحقیق جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے (یعنی آپ کا)
لَقَدۡ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَثَابَهُمۡ فَتۡحًا	بتحقیق راضی ہوا اللہ ایمان والوں سے جبکہ وہ بیعت کر رہے تھے آپ سے درخت کے نیچے پس جان لیا اللہ نے جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا لہذا سکینہ اُن پر نازل کیا اور اُن کو انعام میں دی فتح

قَرِيبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝	قریب (یعنی فتح خیبر) اور غنیمتیں بہت جن کو وہ لینگے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے (یہ صلح مغلوبیت کے باعث نہیں ہوئی بلکہ اسمیں حکمتیں ہیں) اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے لہذا اس (غنیمت خیبر) کو تو جلد دیدیا اور لوگوں کے ہاتھ روک دیئے اور تاکہ (یہ فتح خیبر) ایمان والوں کے لئے ایک نشانی بنے اور تاکہ اللہ تم کو سیدھی راہ پر چلائے اور کچھ اور غنیمتیں ہیں جن پر تم کبھی قادر نہیں ہوئے۔ مگر اللہ نے ان کو گھیر لیا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کفار تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر اپنا کوئی دوست و مددگار نہ پاتے یہ اللہ کا قانون ہے جو پہلے سے مقرر ہو چکا ہے (کہ انبیاء کے متبعین کو انجام کار فتح ملتی ہے) اور ہرگز خدا کے قانون میں تبدیلی نہ پاؤگے پھر اللہ نے اپنا سکینہ اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر نازل کیا اور لازم کر دی ان کے لئے بات تقوی کی اور وہ اس نعمت کے سب سے زیادہ مستحق اور سزاوار تھے اور اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے (کہ کون کس انعام کا حق ہے)

خاتمہ سورت میں وہ مشہور آیت ہے جس کا نام آیت صحبت ہے یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ الآیہ چونکہ ہم اس کی تفسیر میں مستقل رسالہ عنقریب انشاء اللہ شایع کریں گے اس لئے اسکو یہاں درج نہیں کیا۔

ان آیات کریمہ میں علاوہ وعدہ فتوحات وغنائم کے اور علاوہ اصحاب حدیبیہ کے دوسرے فضائل کے تین باتیں بڑی زبردست بیان فرمائی ہیں کہ اعدائے قرآن کریم جس قدر مطاعن اصحاب حدیبیہ کے بیان کرتے ہیں سب کے خاکستر کرنے کے لئے کافی ہیں وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ۔

(۱) یہ کہ خدا نے اپنی رضامندی ان سے بیان فرمائی اور وہ بھی اس کلمہ کے ساتھ کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اسکا ہمیں علم ہے یعنی ہماری رضامندی صرف ظاہری اعمال کی بنا پر نہیں ہے بلکہ ان کے اخلاص قلبی کے علم کی وجہ سے ہے۔

(۲) اصحاب حدیبیہ پر سکینہ کا نازل کرنا بیان فرمایا اور اسی سورت میں تین جگہ بیان فرمایا وہ تینوں مقام ہمنے نقل کر دئے ایک جگہ رسول کے ساتھ سکینہ نازل کرنے کو فرمایا اور دو جگہ صرف مؤمنین پر نزول سکینہ کا ذکر ہے۔ سکینہ وہ چیز ہے جس سے اطمینان کی صفت جو ایمان کی آخری حد ہے حاصل ہوتی ہے جس کے بعد استقلال واستقامت کے خلاف کوئی فعل صادر نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے وقتوں میں نزول سکینہ پیغمبروں پر یا ان کے خاص خلفاء پر ہوا کرتا تھا

(۳) اصحاب حدیبیہ کیلئے صفت تقوی کو لازم کر دیا۔ لازم اس چیز کو کہتے ہیں جس کا جدا ہونا محال ہو تو مطلب یہ ہوا کہ صفت تقوی کا ان سے جدا ہونا محال ہے۔ پھر دیکھو تو کس لطف کے ساتھ اسکے بعد فرمایا کہ وہ اس انعام کے سب سے زیادہ مستحق وسزاوار تھے گویا یہ سوال ہوتا تھا کہ اتنا بڑا انعام ان کو کیوں دیا گیا تو جواب دیا کہ وہ اسی انعام کے لائق بلکہ سب سے زیادہ مستحق تھے اس پر کوئی شخص پوچھتا کہ ان کا سب سے زیادہ مستحق اور لائق ہونا کیسے معلوم ہوا تو فرمایا کہ كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ یہ ویسا ہی ہوا کہ کفار مکہ نے ایک مرتبہ کہا کہ خدا کو اگر رسول بنانا ہی تھا تو فلاں کو بنا تا یتیم ابوطالب میں کیا خصوصیت تھی کہ ان کو نبی بنایا اسکا جواب قرآن عظیم میں یہ دیا کہ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنا رسول کس کو بنائے کون اس نعمت کے قابل ہے۔

شیعہ اپنے ائمہ کے معصوم ہونے کا دعوی کرتے ہیں جس کی کوئی سند کڑی کے جالے کی ایسی بھی نہیں پیش کر سکتے۔ البتہ اس آیت نے اصحاب حدیبیہ کے لئے وہ مرتبہ ثابت کر دیا کہ اگر اسکی بنا پر تمام اہل حدیبیہ کے معصوم ہونے کا دعوی کیا جاتا تو بڑی گنجائش تھی جب صفت تقوی ان کے لئے لازم کر دی گئی تو اب عصمت میں کیا کسر رہ گئی۔ کروروں خود ساختہ عصمتیں قرآن کریم کے اس لفظ پر قربان کر دی جائیں۔ اے اصحاب حدیبیہ یہ خدا داد دولت آپ کو مبارک رہے طوبی لکم ثم طوبی لکم۔

مقصود دوم یعنی ساتھ نہ جانے والے اعراب کی تہدید بھی اس سورت میں بہ کمال فرمائی گئی ان کے دلی خیالات ظاہر فرما کر ان کو شرمندہ کیا گیا۔ پھر سب سے بڑی سزا یہ دی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کے جھنڈے کے نیچے جہاد وقتال سے ہمیشہ کے لئے اور بموافق ایک قول کے صرف غزوۂ خیبر کی شرکت سے ممنوع قرار دئے گئے اس مقصود کے متعلق چند آیات حسب ذیل ہیں۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ	عنقریب (اے نبی) آپ سے پیچھے کئے ہوئے اعراب کہیں گے کہ ہم

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِىْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ

ہمارے مال نے اور بال بچوں نے مشغول کر رکھا تھا اس سبب سے ہم آپکے ساتھ نہ جا سکے) لہذا آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ یہ لوگ اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں تھی (آپ کہیئے کہ تمہیں خدا سے کون بچا سکتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہونچانا چاہے یا تمہیں نفع پہونچانا چاہے بلکہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے بلکہ (اصل سبب ساتھ نہ جانے کا یہ ہے کہ) تمنے یہ خیال کیا تھا کہ اب رسول اور ایمان والے اپنے گھر کبھی لوٹ کر نہیں آسکتے اور یہ خیال تمہارے دلوں میں بس گیا تھا حالانکہ تمہارا یہ خیال بُرا خیال تھا اور تم ہلاک ہونے والی قوم ہو۔

عنقریب پیچھے کئے ہوئے لوگ کہینگے جب تم مال غنیمت لینے کیلئے چلوگے (اے مسلمانو) ہمیں رہنے دو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات بدل دیں (اے نبی) فرما دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ جا سکوگے تمہارے متعلق اللہ نے پہلے ہی سے ایسا فرما دیا ہے۔[1]

[1] اور یہ جو کہا گیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ یہ بدو ہمیشہ کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے روک دیئے گئے تھے یا صرف غزوۂ خیبر سے اس اختلاف کی وجہ سے اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہوا جو لوگ ہمیشہ کی ممانعت بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے پہلے ہی سے ایسا فرما دیا ہے اس سے اشارہ سورہ توبہ کی اس آیت کی طرف ہے فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ترجمہ جب اللہ آپ کو ان میں سے کچھ لوگوں کی طرف واپس پھر یہ لوگ آپ کے ساتھ جانے کی اجازت مانگیں تو آپ کہدیجئے کہ تم کبھی میرے ساتھ ہرگز نہ جاؤگے اور میرے ساتھ ہوکر کسی دشمن سے ہرگز نہ لڑوگے۔ یہ قول بعد [illegible] اولاً اس لئے کہ [illegible] کے الفاظ عام ہیں غزوۂ خیبر کی تخصیص نہیں دوم یہ کہ سورۂ توبہ کی آیتوں میں بھی بدوؤں کا بیان ہے اور منافقان کلام [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ہے اور اللہ کے فرمانے کا مطلب بھی نظاہر یہی ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید میں وہ فرمان موجود ہو۔ اور جو لوگ صرف خیبر میں ممانعت بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے علاوہ وحی آئی تھی جس میں فرمایا [illegible] ان آیتوں کو [illegible] سورہ توبہ سے متعلق کرتے ہیں بہرصورت نتیجہ ایک ہے ان بدوؤں کو اگر سورۂ فتح میں ہمیشہ کی ممانعت [illegible] نہیں تو سورۂ توبہ میں ہمیشہ کی ممانعت ہو گئی ۱۲

اسی سلسلہ میں وہ آیت بھی ہے جسکی ہم تفسیر کر رہے ہیں یعنی آیت دعوت اعراب

پس یہ دعوت اعراب کو دیکھیو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان بدوؤں کی حالت زار پر رحم فرمایا اور ان کو ایک موقع تلافی مافات کا دیا اور فرمایا کہ آیندہ تم کو ایک بڑی جنگ آور قوم سے لڑنے کے لئے بلایا جائیگا اس وقت اگر اطاعت کروگے تو ثواب پاؤگے اور اگر انحراف کروگے تو پھر سخت عذاب ہوگا۔

ان بدوؤں میں دو قسم کے لوگ تھے کچھ لوگ مومن تھے مگر ان میں وہ قوت ایمان نہ تھی اور کچھ لوگ منافق تھے چنانچہ سورۂ توبہ میں فرمایا وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ترجمہ عذر کرنے والے بدو تو آگئے اور جنھوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے دروغ گوئی کی تھی وہ (اپنے گھروں میں) بیٹھ رہے۔ غالباً یہ موقع تلافی مافات کا صرف اُن بدوؤں کو دیا گیا تھا جو نفاق سے پاک تھے اور سفر حدیبیہ میں شریک نہ ہونے پر نادم و متاسف تھے اور بار بار عذر خواہی کے لئے آتے تھے گو بالآخر دوسری قسم کے بدوؤں نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پہلے جتنے منافق تھے یا تو مر چکے تھے یا نفاق سے تائب ہوکر مومن کامل بن گئے تھے جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت بتلا رہی ہے یہ آیت ہم لکھیاں ضلع بنجار پور کے مباحثہ میں پیش کر چکے ہیں اور اس مباحثہ کی روئداد میں درج ہے۔[1]

شرح الفاظ

مُخَلَّفِیْنَ گو بظاہر نظر یہ اعراب یعنی بدو خود ہی سفر حدیبیہ میں ساتھ نہ گئے تھے یہ بات نہیں ہوئی کہ اُن کو ساتھ [illegible]

[1] وہ آیت یہ ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ ترجمہ اگر باز نہ آئینگے منافق (اپنے نفاق سے) اور وہ لوگ جن کے دلوں میں [illegible] اور جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور ہم آپ کو ان پر برانگیختہ کریں گے پھر وہ مدینہ میں آپ کے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن [illegible] جہاں کہیں جا کر ٹھیریں گے وہیں پکڑے جائیں گے اور خوب قتل کئے جائیں گے یہ اللہ کی سنت ہے [illegible] اور ہرگز نہ پائیگا تو اللہ کی سنت میں تبدیلی۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ منافقوں کو چند روز کی مہلت ہے [illegible] اپنے نفاق سے تائب نہ ہو جائینگے تو نبی کو ان پر جہاد کا حکم ملے گا اور وہ مدینہ میں نہ رہ سکیں گے اور جہاں جائیں گے وہیں [illegible] لہذا ضروری ہے کہ چند روز کی مہلت رسول کی زندگی ہی میں ختم ہو جائے اور بعد اسکے ان پر جہاد ہو اور وہ مدینے سے [illegible] اگر ایسا نہیں ہوا پس قطعاً معلوم ہوا کہ رسول ہی کے زمانہ میں جو منافق مرنے سے بچ رہے تھے وہ تائب ہو گئے تھے [illegible] منافقوں کا نفاق سے باز آ جانا ہی مراد لیا ہے علامہ شیخ رشید الدین [illegible] منافقان عہد نبوی [illegible] ۱۲

نہین لیا گیا اور پیچھے کر دیا گیا مگر بات یہ ہے کہ ایسے نیک مواقع مین جو شخص شریک نہ ہوا حقیقۃً وہ راندۂ درگاہ ہے خدا
نے خود اس کو شریک کرنا نہین چاہا یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَشَاءُ وہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت مین داخل کرتا
ہے۔ دربارون مین کسی کا نام نہ ہو اور دربار مین وہ بلایا جائے تو وہ نہین سکتا کہ نہ جائے جو نہ گیا معلوم ہوا کہ دربار
مین اسکا نام ہی نہ تھا۔

نہین ست سعی کہ در بارگاہ ۔۔۔ نہ شاید سخن جز بفرمان شاہ

خود انھین اعراب کے متعلق سورہ توبہ مین فرمایا کہ وَلٰکِنْ کَرِہَ اللہُ انْبِعَاثَہُمْ فَثَبَّطَہُمْ یعنی خدا کو
ناپسند کیا انکا آپ کے ہمراہ جانا لہذا ان کو سست کر دیا۔ المختصر اسی سبب سے ان اعراب کو مخلفین
فرمایا جسکے معنی پیچھے کئے ہوئے مُخَلَّفِیْن نہ فرمایا جسکے معنے پیچھے رہ جانے والے سَتُدْعَوْنَ یعنی عنقریب تم
بلائے جاؤ گے۔ اس خاص عنوان مین بہت سے نکات ہین ازانجملہ یہ کہ اگر یون فرمایا جاتا کہ عنقریب ایک بلانے
والا تم کو بلائے گا تو یہ بلانے کا فعل اس بلانے والے کی طرف منسوب ہوتا اور فعل مجہول مین کسی کی طرف نسبت فعل
کی نہ ہوئی اور یہ بلانا خدا کا بلانا قرار پایا۔ بلانے والے کا وجود ضمناً سمجھ لیا گیا۔ یہ بھی نہ فرمایا کہ بلانے والا بعد
پیغمبر کے ہو گا اس لئے کہ ایسا فرمانے سے اس بلانے کی اہمیت گھٹ جاتی اور درحقیقت شیخین کا زمانہ بقیہ ایام ۱
نبوت تھا یہ مقصد بھی فوت ہو جاتا۔

قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ یعنی سخت لڑائی والی قوم۔ اس لفظ سے معلوم ہوا کہ یہ قوم عرب کی نہین ہے کیونکہ
کفار عرب سے تو بہت لڑائیان مسلمانون کی ہو چکی تھین اگر وہ مراد ہوتے تو صرف الیھم فرمانا کافی تھا یہ شدید
کی لفظ بتلا رہی ہے کہ ابتک جتنی لڑائیان جن جن لوگون سے ہو چکی ہین ان سب سے زیادہ سخت قوم ہو گی جسکی قوت
وجلادت مشہور آفاق ہے اور یہ بات اس زمانہ مین صرف رومیون مین اور ایرانیون مین تھی کیونکہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مبارک مین تمام روے زمین پر یہی دو سلطنتین تھین ایک روم کی جسکا مذہب عیسائی تھا اور ایک
ایران کی جس کا مذہب مجوسی تھا ان دو کے سوا اگر کوئی بادشاہ تھا تو یا انھین دو مین سے کسی کا باج گزار رہتا یا اسکی
بادشاہت برائے نام تھی۔ بہرکیف یہ بات قطعی ہے کہ قوم اولی باس شدید سے ایرانی اور رومی مراد ہین کوئی اور قوم
مراد نہین ہو سکتی احادیث کے دیکھنے سے تاریخ کے مطالعہ سے خصوصاً روم و ایران کی لڑائیون کے حالات پڑھنے
سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اس بلانے والے کا مرتبہ اس تشبیہ سے اور زیادہ بڑھ گیا اس تشبیہ سے معلوم ہوا کہ

اس بلانے والے کے حکم سے انحراف کرنا رسول کے حکم سے انحراف کرنے کے مثل ہے اگر نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی تو ضرور
اس آیت کی پیشین گوئی کا مصداق کوئی نبی ہوتا لیکن اب نبی نہین تو سید الانبیا کا خلیفہ خاص ہے۔ اس آیت سے صراحت
واضح حضرات شیخین کی حقیقت خلافت نہایت وضاحت سے ثابت ہوتی ہے اور اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ انکی
خلافت قرآن شریف کی موجودہ خلافت تھی۔

حق تعالیٰ نے اس آیت مین خلافت راشدہ کا بیان بطور پیشین گوئی کے فرمایا اسکی حکمت ہم سابقہ تفسیرون
مین بیان کر چکے ہین اگر بطور حکم شرعی کے فرمایا جاتا کہ فلان شخص یا فلان اشخاص کو خلیفہ بناؤ تو جس طرح تمام احکام
شرعیہ مین بندون کو اختیار عمل کرنے نہ کرنے کا ہوتا ہے اس حکم مین بھی ہوتا گو صحابہ کرام کے زمانہ مین ضرور اس پر
عمل ہوتا مگر پھر بھی عنوان بیان سے عمل نہ ہونے کا احتمال مترشح ہوتا اس لئے حق تعالیٰ نے پیشین گوئی کا عنوان
اختیار فرمایا کہ یہ ظاہر فرمایا کہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ ایک امر تقدیری ہے جس کا وقوع لابدی
اور ضروری ہے بندون کے اختیار کو اسمین کچھ دخل نہین زور قضانے اپنی مراد کیلئے لوگون کو آلہ بنایا۔

اب دیکھو آیت دعوت اعراب مین جو پیشین گوئی ہے اس مین پانچ باتین بیان ہوئی ہین (۱) کوئی بلانے والا
۱۱ ان بدوون کو جو سفر حدیبیہ مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے تھے جہاد کیلئے بلائے گا (۲) یہ بدو جس
قوم سے جہاد کے لئے بلائے جائینگے وہ سخت جنگجو قوم ہو گی (۳) وہ قوم عرب کے ماسوا ہو گی (۴) یہ جہاد
دو باتون مین سے ایک بات پر ختم ہو گا یا قتال یا اسلام یعنی یا تو حریف مقابل مسلمان ہو جائیگا یا اس سے قتال ہو گا
(۵) جو ان جہاد کی طرف بلائے گا وہ اس رتبہ کا شخص ہو گا کہ اسکی فرمانبرداری سے ثواب اور اسکی نافرمانی سے
عذاب ہو گا۔

پس اب ہم کو تاریخ کے واقعات قطعیہ سے یہ تلاش کرنا چاہیے کہ یہ بلانے والا کون تھا احتمال عقلی کے طور پر
بلانے والے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہین یا تینون خلیفہ مین سے کوئی یا حضرت علی یا خلفائے
بنی امیہ۔ خلافت اموی کے بعد اس آیت کی پیشین گوئی کو تلاش کرنا عبث ہے اس لئے کہ ان بدوون کی زندگی ہی
اس وقت تک نہین رہ سکتی تو پھر پیشین گوئی کا پورا ہونا کیا۔

ان احتمالات مین سے ایک ایک کو اچھی طرح جانچو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اس پیشین گوئی
کا پورا ہونا بالکل ظاہر ہے اوّل اس وجہ سے کہ ان بدوون کو آپ کی معیت سفر سے ہمیشہ کیلئے ممنوع کر دیا گیا تھا
جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ دوم اس وجہ سے کہ حدیبیہ کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین صرف

چار جہاد ہوئے خیبر، فتح مکہ، حنین، تبوک۔ ان چاروں میں کسی پر پیشین گوئی کے اجزا صادق نہیں آتے۔ تبوک کے سوا تینوں جہاد عرب والوں ہی کے قوم سے تھے قوم اولی باس شدید ان پر صادق نہیں آتا علاوہ اس کے خیبر میں تو باجماع مفسرین و بدلالت آیات قرآنیہ ان بدوؤں کو شرکت کی ممانعت تھی باقی رہا غزوۂ تبوک اس میں البتہ رومیوں سے مقابلہ تھا یعنی اس غزوہ میں قتال کی نوبت نہیں آئی نہ حریف مسلمان ہوا۔ حریف میدان جنگ میں آیا ہی نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک مقام تبوک میں ٹھیرے رہے قیصر روم کو آپ نے اطلاع بھیجی کہ ہم تجھ سے قتال کرنے کیلئے آئے ہیں قیصر پر اس قدر رعب غالب ہوا کہ اس نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی بالآخر حضور پرنور واپس تشریف لے آئے۔

حضرت علی مرتضیٰ کا زمانہ مبارک بھی اس پیشین گوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا بچند وجہ۔ اول یہ کہ حضرت علی کے زمانہ میں تین لڑائیاں ہوئیں جمل، صفین، نہروان۔ یہ تینوں لڑائیاں کلمہ گویان اسلام سے تھیں اولی باس صادق نہیں آتا یہ لڑائیاں تو محض مسلمان باغیوں کو شکست دینے کے لیے تھیں۔ دوم یہ کہ یہ تینوں لڑائیاں عربوں ہی سے تھیں سوم یہ کہ کسی روایت میں یہ مضمون نہیں ہے کہ ان بدوؤں کو حضرت علی مرتضیٰ نے دعوت جہاد دی۔

بنی امیہ نے بھی کبھی حجاز و یمن کے بدوؤں کو دعوت جہاد نہیں دی جیسا کہ کتب تواریخ شاہد ہیں۔

باقی رہے حضرات خلفائے ثلاثہ تو واقعات تاریخیہ بتلا رہے ہیں کہ ان کے عہد میں دنیا کی دو بڑی سلطنتیں یعنی روم و ایران سے لڑائی ہوئی اور رومیوں اور ایرانیوں کا قوم اولی باس شدید ہونا یقیناً ناقابل انکار ہے نیز یہ بھی ثابت ہے کہ ان تینوں خلفاء نے ان لڑائیوں میں حجاز و یمن کے بدوؤں کو دعوت دی لہذا وہ بلانے والے قطعاً یہ تینوں خلفا خصوصاً حضرات شیخین ہیں پیشین گوئی کے تمام اجزا ان پر منطبق ہیں اور جب انکا داعی جہاد ہونا اور انکی دعوت کی اجابت کا فرض ہونا ثابت ہوگیا تو ان کے خلیفہ برحق ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے

اگر باوجود اس پیشین گوئی کے تمام اجزا کے منطبق ہو جانے کے کوئی شخص ان تینوں خلفا کو اس آیت کا مصداق نہ مانے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آیت کی پیشین گوئی پوری نہ ہوا اور کلام الٰہی کی تکذیب ہو جائے معوذ باللہ منہ

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی حقیت خلافت بیان فرمائی ہے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی اس آیت کی عمدہ تقریر تحفہ اثنا عشریہ میں لکھی ہے مگر حضرت مولانا الشیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں جو تقریر اس آیت کی لکھی ہے وہ انھیں کا حصہ تھی میں اس موقع پر ازالۃ الخفا کی وہ پوری تقریر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور اسی کو خاتمہ بیان بناتا ہوں۔ میں نے جو کچھ لکھا سب انھیں کا فیض ہے ۵

ذکر لطف تو چمن چون کند اے ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ آوردہ تست

ازالۃ الخفا مقصد اول کی تیسری فصل میں فرماتے ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الفتح قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ بگو یا محمد بپس ماندگان از بادیہ نشینان کہ عنقریب خواندہ خواہید شد بسوئے جنگ قومی خداوند کارزار سخت کہ جنگ کنید با ایشان یا آنکہ ایشان مسلمان شوند پس اگر فرمانبرداری کنید بدہد خدائے تعالیٰ شما را مزد نیک و اگر روی گردانید چنانکہ روی گردانیدہ بودید پیش ازان دعوت عقوبت کند شما را عقوبت دردناک۔ سبب نزول آیہ بدلیل اجماع مفسرین ودلالت سیاق وسباق آیات و بر طبق مضمون احادیث صحیحہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ ارادہ فرمودند کہ عمرہ بجا آرند پس دعوت فرمودند اعراب اہل بوادی را تا درین سفر در رکاب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم حاضر آیند و باشند زیرا کہ احتمال قوی بود کہ قریش از دخول مکہ مانع آیند بسبب کینہائے کہ از جہت قتلی بدر و احد و احزاب در قلوب ایشان متمکن بود متعرض حرب شوند و درین ہنگام بحسب تدبیر عقل لابدست از استصحاب جمعی کثیر تا از شر قریش ایمنی حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ ازین سفر

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا

کہدو اے محمد پیچھے چھوڑے ہوؤں کو (جو) بادیہ نشینوں سے رہیں کہ عنقریب بلائے جاؤگے تم ایک ایسی قوم (کی لڑائی) کیطرف (جو) سخت لڑنے والی (ہوگی) تم انسے لڑوگے یا وہ مسلمان ہو جائینگے پس اگر اطاعت کروگے تم تو دیگا خدا انکو اچھا بدلا اور اگر منہ پھیروگے تم جیسے منہ پھیرا تھا اس بلانے سے پہلے تو عذاب کریگا تمپر درد دینے والا عذاب۔

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسرین اور بدلالت سیاق وسباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ارادہ کیا کہ عمرہ بجا لائیں لہذا آپنے اعراب (یعنی) بادیہ نشینوں کو بلایا کہ وہ بھی اس سفر میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت حاصل کریں کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل ہونے سے روکیں گے اور بدر و احد و احزاب میں جو انکے عزیز اقارب مارے گئے تھے اسکا کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا لہذا آمادہ جنگ ہو جائینگے اس وقت مقتضائے تدبیر عقل ایک بڑی جماعت کا ساتھ لیجانا ضروری تھا کہ

تخلف نمودند و بعض باشتغال ضروریہ و رسایل و مال قلیل
کردند و مخلصین مسلمین کہ سراپا پر بشاشت ایمان
ممتلی بودند مرافقت و موافقت را سعادت دانستہ
صحبت اختیار نمودند چون نزدیک بحدیبیہ رسیدہ
شد قریش بحمیت جاہلیت مبتلا گشتہ مستعد قتال
و جدال شدند بعد اللتیا والتی صلح مغلوبانہ در انجا
اتفاق افتاد و بیرون مکہ دم احصار ادا کردند و
باز گشتند چون درین سفر اخلاص مخلصان مبرہن
گشت بزوار ایشان کرب عظیم مستولی شدہ بوجہ سبب
فوت عمرہ و از جہت صلح مغلوبانہ حکمت الٰہی تقاضا فرمود
کہ جبر قلوب ایشان نماید بمغانم خیبر کہ عنقریب بدست
۱۴ ایشان افتد و آن مغانم را خاص بحاضرین حدیبیہ
گرداند غیر ایشان را اذن خروج نداد و در ان مغانم
شریک نگرداند قال اللہ تعالیٰ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ
إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا
ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا
كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ
قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۔ و باخبار رضاے خود
از ان جماعہ کہ در حدیبیہ بیعت نمودند قال اللہ
تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآیہ
و ہیچکس از حاضران حدیبیہ ازین بیعت تخلف نکرد
الا جد بن قیس منافق تنہا و اخرج البغوی وغیرہ

قریش کے شر و فساد کا خوف تھا۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کا کچھ خیال نہ کیا اور اس سفر
سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کاموں کا بہانہ
کرکے ہٹ گئے صرف اُن با اخلاص مسلمانوں نے جو سر سے
پیر تک بشاشت ایمان سے بھرپور تھے آپ کی ہمرکابی و معیت
کو سعادت سمجھ کر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقام حدیبیہ
میں پہونچے تو قریش اپنی حمیت جاہلیت میں مبتلا ہو کر آمادہ جنگ
ہوگئے۔ بعد بہت کچھ جد و کد کے (مسلمانوں کو) مغلوبانہ صلح
وہاں کرنی پڑی اور (انجام یہ ہوا کہ) مکہ سے باہر احصار کی
قربانی دیکر لوٹ آئے چونکہ اس سفر میں مخلصوں کا اخلاص بالکل
کھل گیا اور اُن کے دلوں پر بھی بہت غالباً بھی عمرہ کے
فوت ہو جانے کی وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے لہذا
حکمت الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے۔ مغانم خیبر سے
جو عنقریب اُن کے ہاتھ میں آئینگی اور اُن غنیمتوں کو حاضرین
حدیبیہ کے ساتھ خاص کردے۔ لہذا حق تعالیٰ نے غزوہ خیبر
میں جانے کی اجازت حاضران حدیبیہ کے سوا کسی کو نہ دی اور
خیبر کی غنیمت میں کسی کو حصہ نہ دیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے)
فرمایا ہے سیقول المخلفون الخ (ترجمہ) عنقریب (اعرابی)
کہیں گے پیچھے چھوڑے ہوئے (اعراب مسلمانوں سے) جب
چلوگے تم مال غنیمت کی طرف تاکہ لو اسکو ہمیں بھی اجازت
دو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی
بات کو بدل دیں (اے نبی) کہدو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز
نہ آؤ گے اللہ نے پہلے سے ایسا فرمادیا ہے اور حکمت الٰہی نے چاہا کہ

منجاوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یدخل النار احد ممن
بایع تحت الشجرۃ۔ و ابن مشہد بجاز
آن بخیرت کہ صحابہ کرام دران مشہد بیعت
عالیہ فائز گشتند و بغنائم کہ بعد سلطنے بدست الیشان
افتادند غنائم حنین و بغنائم آخرے کہ کاہے عرب
بران قادر نشدہ بودند و آن مغانم فارس و روم
است کہ سبب قوت و شوکت و کثرت عدد و عدد
ایشان اصلا غلبہ بران جماعہ واتعد مغانم الیشان
رجال عرب نگذشت قال اللہ تعالیٰ وَعَدَكُمُ
اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً مغانم عرب ست حنین
و مانند آن فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ مغانم خیبر
است کہ متصل حدیبیہ بدست ایشان آمدہ
و اخرى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا مغانم
فارس و روم ست و نیز حکمت الٰہیہ تقاضا
نمود کہ تہدید متخلفین و تفضیح حال ایشان کردہ
شود قال اللہ تعالیٰ قل للمخلفین الآیہ
و از آیندہ کہ دعوت ایشان ست برائے قتال
اولی باس شدید اعلام کردہ آمدتا
پیش از وقوع واقعہ تامل وافی در عواقب
قبول دعوت و عدم قبول آن کردہ باشند
و چون روے دہد بر بصیرت باشند از ان و
احتمالات خطیہ مشوش حال ایشان نگردد فقال اللہ

اُن کے دلوں پر مرہم رکھے (اپنی خوشنودی بیان کرکے ان لوگوں سے
جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت کی چنانچہ اسی صورت میں ہے لقد رضی اللہ
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بیشک اللہ راضی ہوگیا
مومنوں سے جبکہ وہ بیعت کررہے تھے (اے نبی) تمسے درخت کے نیچے
حاضران حدیبیہ میں سے اس بیعت سے کسی نے تخلف نہ کیا سوا جد
بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی وغیرہ نے حضرت جابر سے روایت
کی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ
میں اُن لوگوں میں سے کوئی جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے
واقعہ حدیبیہ ایک (عظیم الشان) مشہد ہے جس پر خیرے اصحاب کرام
اس مشہد میں اعلیٰ درجہ کے مراتب پر پہونچگئے اور حکمت الٰہی نے چاہا کہ انکے
دلوں پر مرہم رکھے ان غنیمتوں سے جو کچھ بعد انکو حاصل ہونگی مثل غنائم حنین کے اور
(نیز مرہم رکھے) اُن غنیمتوں سے جن پر اہل عرب کو کبھی قدرت نہ ملی تھی ۱۵
اور وہ غنائم فارس و روم ہیں کہ اہل فارس و روم کی قوت و شوکت
اور کثرت افواج و آلات حرب کی وجہ سے انپر غالب آنیکا خیال بھی اہل عرب
کو نہ ہوتا تھا چنانچہ (اسی سورت میں ہے) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ
(یعنی اللہ نے تمسے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے) اس سے ملک عرب کی غنیمتیں
مراد ہیں مثل غنیمت حنین کے فعجل لکم ہذہ (یعنی غنیمتیں تمکو جلدی دیدیں)
مراد اس سے غنائم خیبر ہیں جو حدیبیہ کے بعد علی الاتصال انکو ملیں واخرٰی
لم تقدروا علیہا (یعنی کچھ غنیمتیں اور ہیں جنپر تمہیں راہ پر دواط
کے وقت سے آجتک کبھی قابو نہیں ملا) مراد اس سے فارس و روم کی
غنیمتیں ہیں۔ نیز حکمت الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے
انکی تہدید کیجائے اور انکی حالت کی خرابی بیان کیجائے (لہذا) فرمایا قل
للمخلفین الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہے)

قولہ ستدعون بطریق اقتضا ازین کلمہ
مفہوم شد کہ در زمان مستقبل داعیے خواہد بود
اعراب را بسوی جہاد کفار و ازین دعوت تکلیف شرعی
متحقق خواہد شد اگر قبول دعوت کنند ثواب
آن بیابند و اگر رد کنند معاقب شوند و این
لازم نیست خلیفہ راشد ست و دعوت بسوے
جہاد اعظم صفات خلیفہ ست پس ازین آیت
وعدہ وجود داعی بسوے جہاد و اثبات
خلافت او مفہوم شد در تفتیش آنیم کہ این
داعیان کہ بودند و این اوصاف بر کدام شخص
منطبق شد یکے ازان اوصاف این ست
کہ دعوت بسوے اعراب باشد کہ بادیہ نشینان
اند گو اہل شہر را نیز دعوت کنند دوم آنکہ دعوت
بقتال کفار اولی باس شدید باشد
یعنی اولی باس شدید آنست کہ از جماعۂ
کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و مدعوان
ہمہ شدت باس بیشتر داشتہ باشند والا شدت
وضعف امر نسبتی ست ہر ضعیفے شدید ست بہ نسبت
اضعف ازو ولیکن عرف عام با مستعد قتال
می سنجد اگر بہ نسبت این مستعدان اکثر و اقوی
و با اسباب تر باشند اولی باس شدید گویند
والا نہ یعنی اولی باس شدید آنست کہ بمقتضا
قیاس و حکم عقول مفطورہ در بنی آدم اقرب بغلبہ باشد

(اس آیت میں) آگے چلکر سخت لڑنے والی قوم سے (لڑنے کے لئے)
بلائے جانے کا ذکر اس طرح کر دیا گیا کہ اس واقعہ کے ظہور سے
پہلے بلانے کے منظور کرنے یا نہ کرنے کے انجام پر غور کرکے جو کچھ
جب وہ واقعہ پیش آئے اور وہ بلائے جائیں (قرنیا) ... احتمالات
احتمالات عقلیہ اُن کے دل کو پریشان نہ کریں۔ یہی مضمون ستدعون
سے بیان ہو رہا ہے ستدعون سے بطور اقتضار (النص) کے یہ بھی سمجھ
گیا کہ زمانۂ آیندہ میں کوئی بلانے والا اعراب کو جہاد کفار کی طرف بلائیگا
اور اسکے بلانے سے تکلیف شرعی قائم ہو جائیگی یعنی اگر وہ لوگ اس کے
بلانے کو مان جائینگے تو ثواب پائینگے ورنہ عذاب کیا جائیگا یہ (بات)
خلیفۂ راشد کا لازم نہیں ہے اور جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم
صفات سے ہے لہذا اس آیت سے جہاد کی طرف بلانیوالے کے ظہور کا وعدہ
ہے اور اس سے بلانیوالے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہے۔
اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بلانے والے کون تھے اور یہ (چار وں)
اوصاف کس میں پائے گئے **ایک** وصف یہ کہ اعراب (جہاد)
کے لئے ضرور بلائے جائیں خواہ اہل شہر بھی بلائے گئے ہوں (یا نہیں)
دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنے کے لئے بلائے جائیں وہ اولی
باس شدید ہوں اولی باس شدید کا مطلب یہ ہے کہ جسقدر
لڑائیاں اس سے پہلے ہو چکی تھیں اُن لڑائیوں کے فریقین سے قوت و
شوکت زیادہ رکھتے ہوں اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو (اولی باس شدید)
کی کوئی ایک حد نہ ہوگی کیونکہ قوت وضعف امر نسبتی ہے کمزور آدمی کو بھی
اپنے سے کمزور کے قوی کہا جا سکتا ہے لیکن عرف عام یہی ہے کہ جسقدر لڑائیاں
جنگ ہو چکی ہیں انکے فریقین کی بہ نسبت جمعیت میں زیادہ اور قوی ہوں اور
آلات و اسباب زیادہ رکھتے ہوں تو اولی باس شدید کہا جائیگا ورنہ نہیں

شود اگرچہ بفضل الٰہی بخرق عادات آن جموع مجموعہ را
... ولیکن برہم زند
سوم آنکہ دعوت برائے غیر قریش باشد زیرا کہ تنکیر قوم
دلالت میکند کہ ہم غیر الاولین الذین دعاہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
الحدیبیۃ و در صورتے کہ مدعو الیہم قریش باشند
نظم کلام چنین باید ساخت ستدعون الیہم
مرۃ اخریٰ و گفتہ نشود ستدعون الی
قوم چہارم آنکہ این دعوت برائے قتال باشد
و منتہی نگردد الا باسلام یا قتال این قوم
اولی باس شدید نہ دعوت برائے احکام خلافت
خلیفہ و شکست بغاۃ مسلمین چنانکہ حضرت مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود اہل مدینہ را
یا دعوت برائے ترسانیدن دشمن و چون بسبب
انتشار باز گردند بدون قتال چنانکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در تبوک دعوت فرمودند بر خروج
بسوی روم و چون قیصر از جائے خود
حرکت نکرد باز گشتند و در آنجا قتالے واقع
نشد چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست
کہ این داعی صادق ست بر خلفائے ثلثہ
الخ زیرا کہ بحسب احتمالات عقلیہ این داعی
یا جناب مقدس نبوی ست صلی اللہ علیہ وسلم
یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضیٰ رضوان اللہ

اولی باس شدید کی پہچان یہ (نہیں) ہے کہ بزدلی کی وجہ سے کسی قوم
کی دہشت غالب ہو جائے اور اسکو اولی باس شدید کہہ دیا جائے
بلکہ اولی باس شدید وہ قوم ہوگی جو بمقتضائے قیاس و بحکم عقل خالص جو آدمی
میں پیدا کی گئی ہے (میدان جنگ میں) اُس قوم کو غالب ہو جانا چاہئے قرین قیاس
ہو ہاں یہ دوسری بات ہے کہ (انجام کار) فضل الٰہی بطور خرق عادت کے اُس پر شوکت
قوم کو ان کمزوروں کے ہاتھ سے درہم و برہم کر دے **تیسرا وصف** یہ کہ وہ
کفار جن سے لڑنے کیلئے اعراب بلائے جائیں قریش کے علاوہ ہوں کیونکہ قوم کا (بلفظ نکرہ)
نکرہ لانا بتا رہا ہے کہ یہ قوم علاوہ اُن لوگوں کے ہے جنکی لڑائی کیلئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ
میں بلایا تھا اگر وہی قوم ہے جسکی طرف بلائے جانے کا ذکر اس آیت میں ہے (یعنی قریش) ہوتے تو عبارت یہ ہونی
چاہئے تھی ستدعون الیہم مرۃ اخریٰ (یعنی تم پھر دوبارہ اُن کی لڑائی) کی طرف
بلائے جاؤ گے) یہ نہ کہا جاتا کہ **ستدعون الیٰ قوم**
(یعنی تم کسی ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے) **چوتھا** وصف یہ ہے کہ یہ بلانا ۱۷
ایسے جہاد کے لئے ہوگا جو بغیر اسلام لائے یا بغیر قوم اولی باس شدید کے
جنگ ہوئے ختم نہ ہوگا یہ بلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیوں
کو شکست دینے کیلئے نہ ہوگا جیسا کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اہل مدینہ کو
(اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لئے اور جمل و صفین والوں کو شکست دینے کیلئے)
بلایا تھا نیز اس بلانے کا انجام یہ نہ ہوگا کہ دشمن ہیبت زدہ ہو جائے اور بغیر نوبت
جنگ نہ آنے پائے اور مسلمان لوٹ آئیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تبوک میں اہل روم سے لڑنے کیلئے بلایا تھا مگر انجام یہ ہوا کہ **قیصر** (روم) نے
اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان لوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی
تو اب جاننا چاہئے کہ یہ بلانے والے خلفائے ثلثہ تھے ان کے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ
موافق احتمالات عقلیہ کے یہ بلانے والے یا جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ہونگے یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضیٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس یا بزرگ ...

علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد دولت
عرب سر برآوردند لا یجاوز الامر عن
ذٰلک از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت
کذا واقع نشد زیرا کہ نزول آیت در قصۂ
حدیبیہ ست و غزوات آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم
ست بر ہیچ یک دعوت کذا صادق نمی آید
متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر واقع شد و ہیچکس را
از اعراب دران غزوہ دعوت نفرمودند
بلکہ غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور
دران مشہد کما قال قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا
كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ و بعد
ازان غزوۂ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے
واقع شد اما نہ برائے قتال قوم اولی باس
شدید زیرا کہ ایشان ہمان بودند کہ دعوت
حدیبیہ برائے ایشان بود و نظم کلام دلالت
بر قتال برائے دو قوم مے نماید و غزوۂ حنین
نیز مراد نیست زیرا کہ ہوازن اقل و اذل بودند
ازان کہ بہ نسبت دوازدہ ہزار مرد جنگی
کہ در رکاب شریف حضرت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم از مہاجرین و انصار و اعراب و مسلمۃ الفتح
جمعیت کردہ بودند ایشان را اولی باس شدید
گفتہ شود ہرچند حکمت الٰہی در مقابلہ ایشان کم

سلطنت عرب کے ختم ہوجانے کے بعد سر اٹھایا تھا ان (کچھ احتمالات کے)
علاوہ کوئی احتمال نہیں نکلتا (اب دیکھو خلفائے ثلثہ کے سوا جتنے
احتمال ہیں سب باطل ہیں کیونکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا اسلئے کہ یہ آیت حدیبیہ میں نازل
ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات گنتی کے ہیں
اور معلوم ہے کہ ان میں سے کسی میں اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیبیہ
کے بعد ہی علی الاتصال غزوۂ خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے
کسی شخص کو آپ نے نہیں بلایا بلکہ اس غزوہ میں سوا ان لوگوں کے
جو حدیبیہ میں شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل لن تتبعونا کذٰلکم قال
اللہ من قبل (یعنی اے نبی (اعراب سے) کہہ دو کہ تم (خیبر میں)
ہمارے ساتھ نہ آؤ تمہارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرمادیا
ہے) خیبر کے بعد غزوہ فتح پیش آیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے
گئے مگر اہل مکہ قوم اولی باس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی
لوگ تھے جنسے لڑنے کے لئے حدیبیہ میں بلائے جاچکے تھے اور الفاظ
بتا رہے ہیں کہ قوم اولی باس شدید سے اہل مکہ کے علاوہ
کوئی دوسری قوم مراد ہے۔ غزوۂ حنین بھی مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ
اہل ہوازن (جنسے اس غزوہ میں لڑائی تھی) بہت ہی قلیل و ذلیل تھے
ایسے نہ تھے کہ ان کو بارہ ہزار مردان جنگی کے
مقابلہ میں (جو حنین میں) ہمرکاب حضرت نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم تھے یعنی مہاجرین و انصار و مسلمین فتح } اولی باس
شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہے کہ حکمت الٰہی نے
میدان جنگ میں بوجہ اس کے کہ مسلمانوں کو اپنی

کثرت خود نگر جوشے در کار ایشان کردہ باشد
غزوۂ تبوک مراد نیست زیرا کہ تقاتلونھم
او یسلمون درانجا متحقق نشد غرض آنجا ایقاع
ہیبت بود در قلوب شام و روم چون ہرقل جنبش
نکرد و رعب نفرستاد باز مراجعت فرمودند و بنو امیہ
و بنو عباس و من بعد ایشان گاہے اعراب حجاز و یمن
را بقتال کفار نخواندہ اند کما ھو معلوم من التاریخ
ولا بد این دعوت معہودہ درین مدت مدیدہ بغیر از
خلفائے ثلثہ متحقق نگشت قال الواقدی
لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ فقتل فی
خلافتہ مُسَیْلِمَةُ الکذاب ابن قیس
الذی ادعی النبوۃ و قاتل بنی حنیفۃ
وقتل ایضا سجاحُ والاسود العنسیُّ
وھرب طُلیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ
واطاعت العربُ لابی بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ فعوّل عند ذٰلک ان
یبعث جیوشہ الی الشام وصرف وجھہ
الی قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ
عنھم فی المسجد وقام فیھم فحمد اللہ
واثنی علیہ وذکر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثم قال ایھا الناس اعلموا ان اللہ
قد فضلکم بالاسلام وجعلکم

کثرت پر کچھ ناز پیدا ہوگیا تھا دوسرا رنگ دکھا دیا) غزوۂ تبوک
بھی مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں تقاتلونھم او یسلمون نہیں
پایا جاتا (یعنی اس غزوہ کا انجام یہ نہیں ہوا کہ حریف اسلام لاتا
یا اس سے جنگ کی نوبت آتی) مقصود (الٰہی) اس غزوہ سے صرف
اہل شام و روم کے دلوں میں ہیبت کا پیدا کر دینا تھا جب ہرقل
نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ آئے (باقی رہے حضرت
مرتضیٰ) اور بنی امیہ اور بنی عباس اور ان کے بعد والے تو ان لوگوں
نے حجاز اور یمن کے اعراب کو کافروں سے لڑنے کے لئے بلایا ہی
نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے یقیناً یہ خاص قسم کا بلانا
(جس میں چاروں مذکورہ اوصاف پائے جاتے ہیں) اتنی طویل
مدت میں سوائے خلفائے ثلثہ کے اور کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔
واقدی نے لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۹
وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے ان کے عہد میں
مسیلمہ کذاب ابن قیس مارا گیا جس نے دعوائے نبوت کیا تھا
اور انھیں نے بنو حنیفہ سے قتال کیا۔ نیز انھیں کے زمانہ میں
سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ
گیا اور انھیں نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام عرب اُن کا مطیع ہوگیا
اس وقت انھوں نے ارادہ کیا کہ ملک شام پر لشکر کشی کریں
اور اُن کی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل ہوئی چنانچہ انھوں
نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) میں جمع کیا اور
(منبر پر) کھڑے ہوکر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اسکے بعد فرمایا اے لوگو تمکو واضح ہو
کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اسلام کے سبب سے فضیلت دی ہے اور تمکو

من امة محمد علیه الصلوة والسلام
وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرا
مبینا فقال فیکم الیوم اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِینَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا واعلموا
ان الرسول صلی الله علیه وسلم
کان توجهه وهمته الی الشام
فقبضه الله تعالیٰ واختار له ما
لدیه صلی الله علیه وسلم الا وانی
عازم ان اوجه المسلمین باهالیهم و
اموالهم الی الشام فان رسول الله
صلی الله علیه وسلم امرنی بذلک ٣٠
قبل موته فقال زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ
مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملک
امتی ما زوی لی منها فما قولکم فی
ذلک رحمکم الله قالوا یا خلیفة
رسول الله صلی الله علیه وسلم مرنا
بامرک ووجهنا حیث شئت فان الله
عزوجل فرض طاعتک علینا فقال تعالیٰ
وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ
مِنْکُمْ قال ففرح ابوبکر رضی الله عنه
بقولهم وسر سرورا عظیما ونزل عن المنبر
فکتب الکتاب الی ملوک الیمن وامراء العرب

محمد علیه الصلوة والسلام کی امت مین کیا ہے اور تمھارے ایمان
اور یقین کو ترقی دی ہے اور کھلم کھلا تمھاری مدد کی ہے اور تمھارے
ہی حق مین فرمایا ہے کہ الیوم اکملت یعنی آج مین نے کامل
کر دیا تمھارے لئے دین تمھارا اور پوری کر دی مین نے تم پر
نعمت اپنی اور پسند کیا مین نے اسلام کو تمھارے لئے دین اور
یہ بھی تمکو واضح رہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور
ہمت ملک شام کی طرف تھی مگر اللہ نے اُن کو اٹھا لیا اور اُن کے
لئے اپنا قرب پسند کیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا اب
مین ارادہ رکھتا ہون کہ تمام مسلمانون کو جمع کرکے شام کی طرف
بھیجون کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات
سے پہلے (اشارۃً) مجھے اسکا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا
کہ زمین کی مشرق و مغرب سب میرے لئے لپیٹ دی گئی ہے
اور جس قدر حصہ زمین کا میرے لئے لپیٹا گیا وہان تک
میری امت کی سلطنت پہونچے گی پس اب تم لوگ (اس
بارہ مین) کیا کہتے ہو اللہ تم پر رحم کرے ان لوگون نے
کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ (ہمارا کہنا آپ کے سامنے کیا
مناسب ہے) آپ اپنے حکم سے ہمین اطلاع دین۔
اور جہان چاہین ہمین بھیجدین کیونکہ اللہ عزوجل نے
آپکی اطاعت ہم پر فرض کی ہے چنانچہ فرمایا ہے اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ یہ سن کر حضرت
ابوبکر خوش ہوئے اور بہت مسرور ہوئے اس کے
بعد منبر سے اتر آئے اور بادشاہان یمن اور سرداران
عرب اور اہل مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط

والی اهل مکة وکانت الکتب کلها بوسیلة نسخة
واحدة بسم الله الرحمن الرحیم من عبد الله عتیق
ابن ابی قحافة الی سائر المسلمین سلام علیکم
فانی احمد الله الذی لا اله الا هو واصلی علی نبیه
محمد صلی الله علیه وسلم وانی قد عزمت علی
ان اوجهکم الی الشام لتاخذوها من ایدی
الکفار فمن عول منکم علی الجهاد فلیبادر علی
طاعة الله وطاعة رسوله ثم کتب انْفِرُوْا
خِفَافًا وَّثِقَالًا الآیه ثم بعث الکتاب الیهم
واقام منتظرا جوابهم وقدومهم فکان اول
من بعث الی الیمن انس بن مالک خادم رسول الله
صلی الله علیه وسلم انتهیٰ کلامه دربیان بر بودن
حضرت صدیق رضی الله عنه کالجارحه دین دعوت وظهور
سر حدیث قدسی که در مخاطبهٔ آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع
است ابعث جیشا نبعث خمسة مثله درین
باب ظاهر و باهر بود این نامه در دل مردم کار سنه کرد که
در ان عقل معاشی بیرون ست تا آنکه در غزوهٔ یرموک
چهل هزار کس مجتمع شد و کوشش عجیب از دست ایشان
بردست کار آمد و فتح که هیچگاه از زمان حضرت آدم م تا
ایام واقع نشده بود ظهور نمود کشود کالاضعاف مضاعف
از کوشش و اهتمام ظاهر گردید و این فعل حضرت صدیق دستور العمل
فاروق اعظم شد رضی الله عنهما بهمین اسلوب در واقعهٔ فارسیه
الی الارباب فرمود فی کتاب روضة الاحباب عند ذکر

کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ
ملقب بہ عتیق ابن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانون کو
واضح ہو۔ سلام ہو تم پر۔ مین اللہ کی تعریف کرتا ہون جسکے
سوا کوئی معبود نہیں اور درود پڑھتا ہون اس کے نبی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ مین نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملک
شام کی طرف بھیجون تاکہ تم لوگ اسکو فتح کرو پس جو
شخص تم مین سے جہاد کا ارادہ کرے اسکو چاہیئے کہ سبقت
کرے (کیونکہ) طاعت خدا و طاعت رسول (اسی پر)
موقوف ہے) خط کے) آخر مین یہ آیت لکھی تھی انفروا
خفافاً و ثقالاً بعد اسکے یہ خطوط سب کے پاس بھیجدیئے
اور اسکے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو شخص یمن
بھیجا گیا وہ حضرت انس بن مالک تھے جو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے خادم تھے واقدی کا کلام ختم ہوا حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کا اس بلانے مین مثل جارحہ کے ہونا اور اُن کا
اس واقعہ مین اس حدیث قدسی کا مظہر جو اللہ تعالیٰ نے
بخطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائی کہ تم ایک لشکر بھیجو
تو ہم ویسے پانچ لشکر بھیجدینگے بالکل کھلا ہوا ہو جاتا ہے
(اسلئے) اس خط نے لوگون کے دلون مین ایسا اثر کیا جو دنیاوی عقل
سے بالاتر ہے یہانتک کہ غزوۂ یرموک مین چالیس ہزار آدمی جمع ہوگئے
اور اُن کے ہاتھ عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو
حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اسوقت تک کبھی نہ ہوئی تھی بمقابلہ
کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل ہوا حضرت صدیق کا یہ کام
فاروق اعظم کے لئے دستور العمل بنگیا انھون نے اسی طریقہ سے فارس پر لشکر بھیجا

غزوۃ القادسیۃ چون خبر رسید کہ عجم یزدگرد را بادشاہی
برداشتند و امور خود مہیا ساختند امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ
بہر یکے از عمال خود نامہ نوشت بدین مضمون کہ باید دران
ناحیہ ہر کرا اند کہ اسپ وسلاح دارد و از اہل نجدت
وشجاعت ومقاتلہ بود شائستگی غزوہ بتعجیل تمام بجانب
مدینہ روان سازد و ہم چنین دعوت امیرالمومنین عثمان برای
کمک عبد اللہ بن ابی سرح چون در افریقیہ با ملک آنجا مقاتلہ
در پیش کرد مشہور است چون ثابت شد کہ این خلفا داعی
بودند بدعوت موصوف فی القرآن ثابت شد کہ خلفائے راشدین
بودند دعوت ایشان موجب تکلیف ناس شد بقبول آن مستحق
ثواب و بہ عدم قبول مستوجب عذاب گشتند۔

کو دعوت دی وصفۃ الاحباب مین ذکر غزوہ قادسیہ مین لکھا ہے جب خبر
ملی کہ اہل عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہے تو انھون نے اپنے عاملون
کا خط بھیجا کہ ان اطراف مین جسکو تم جانتے ہو کہ اُسکے پاس گھوڑا
ہو اور ہمت اور شجاعت بھی رکھتا ہو اور فن حرب سے بھی واقف ہو اسکو
سامان درست کرکے مدینہ بھیجو و اسیطرح حضرت عثمان نے بھی
سرح کی کمک کیلئے جبکہ انھون نے وہان کے بادشاہ سے جنگ چھیڑی
بلایا اور یہ تو مشہور ہے جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ بلانے والا جسکا ذکر قرآن
ہے انھین خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہوگیا کہ وہ خلیفہ
راشد تھے اور انکا (لوگون کی طرف) بلانا موجب تکلیف
تھا یعنی اُن کا حکم ماننے سے مستحق ثواب اور ان کا حکم نہ ماننے سے
مستوجب عذاب ہوئے۔

ازالۃ الخفا کی پاکیزہ عبارت تمام ہوئی اب تحفہ اثنا عشریہ ۲۲
کی عبارت دیکھو

تحفہ اثنا عشریہ کے ساتوین باب مین جہان آیات سے حقیت خلافت کا ثبوت پیش فرمایا ہے لکھتے ہین

وقولہ تعالیٰ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ
اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ
فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا
كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝
ترجمہ بگو پس ماندگان را از اعراب عنقریب خواندہ شوید شمارا
بسوے قومے صاحب جنگ قوی کہ قتال خواہید کرد با ایشان یا
ایشان مسلمان شوند پس اگر اطاعت خواہید کرد با ایشان بدہد خدا

اور آیت قل للمخلفین الخ جس کا ترجمہ
یہ ہے کہ کہدیجئے اے نبی پیچھے چھوڑے ہوئے
اعراب سے کہ عنقریب تم کو بلایا جائے گا
ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف تم ان
قوم سے قتال کروگے یا وہ مسلمان ہوجائنگے
پس اگر تم اطاعت کروگے تو
خدا تم کو اچھا ثواب دے گا

ثواب نیک و اگر خواہید برگشت چنانکہ برگشتید پیشتر عذاب
کند شمارا عذاب دردناک۔
مخاطب درین آیہ بعضے قبائل اعراب اند مثل اسلم
وجہینہ ومزینہ وغفار واشجع کہ در سفر حدیبیہ
رفاقت پیغمبر نکردند و اجماع مورخین طرفین است
کہ بعد از نزول این آیت قتالے در زمان آن سرور
واقع نشدہ کہ دران اعراب را دعوت کردہ
باشند مگر غزوہ تبوک و آن غزوہ برین آیت
منطبق نیست زیرا کہ فرمودہ است کہ قتال خواہید
کرد با حریفان خود یا اسلام خواہند آورد پس معلوم
شد کہ آن غزوہ دیگر ست زیرا کہ در تبوک یکے ازین
دو چیز واقع نشد نہ قتال و نہ اسلام مخالفین پس
لابد این داعی خلیفہ ایست از خلفائے ثلثہ کہ در
وقت ایشان اعراب را دعوت بہ قتال مرتدین واقع
شد در زمان خلیفہ اول۔ و بہ قتال اہل فارس و روم
در زمان او و در زمان خلیفہ ثانی۔ و بہر تقدیر خلافت
خلیفہ اول صحیح شد زیرا کہ بر اطاعت و قبول دعوت
او وعدہ اجر نیک و بر عدم اطاعت او وعید عذاب الیم
فرمودہ اند و ہر کہ واجب الاطاعت بود امام است
و درین آیہ شیخ ابن مطہر حلی دست و پائی زدہ
جوابے آوردہ است کہ داعی آنحضرت است و جائز
است کہ آنحضرت در غزوات دیگر کہ دران قتال ہم
واقع شدہ دعوت نمودہ باشند اما منقول نشدہ

اور اگر پھر جاؤگے جیسا کہ پہلے پھرگئے تھے تو خدا
تمکو دردناک عذاب کریگا۔
اس آیت مین اعراب کے بعض قبیلون سے خطاب
ہے مثل قبیلہ اسلم اور جہینہ اور مزینہ اور غفار اور
اشجع کے جنھون نے سفر حدیبیہ مین پیغمبر (صلی اللہ علیہ
وسلم) کی رفاقت نکی تھی اور فریقین کے مورخین
کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے
بعد آنحضرت علیہ السلام کے زمانہ مین کوئی قتال ایسا نہین
ہوا جسمین اعراب کو دعوت دیگئی ہو فقط غزوہ تبوک ہوا
مگر غزوہ اس آیت پر منطبق نہین ہے کیونکہ فرمایا ہے کہ اس غزوہ
مین اپنے حریفون سے قتال کروگے یا وہ مسلمان ہوجاینگے پس
معلوم ہوا کہ یہ غزوہ (جس کا آیت اعراب مین ذکر ہے) غزوہ ۲۳
تبوک کے سوا کوئی اور غزوہ ہے کیونکہ تبوک مین ان دو
باتون مین سے ایک بات بھی نہین ہوئی نہ قتال ہوا نہ مخالفین
اسلام لائے پس ضروری ہے کہ آیت کی موعود دعوت کا بلانیوالا
حضرات خلفائے ثلثہ مین سے کوئی خلیفہ ہو انھین کے زمانے مین اعراب کو دعوت
دیگئی حضرت صدیق کے زمانہ مین قتال مرتدین کی اور صدیق اور فاروق
کے زمانہ مین قتال اہل فارس و روم کی دعوت دی گئی
ہر تقدیر خلیفہ اول کی خلافت کا صحیح ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ انکی اطاعت اور
انکی دعوت کے قبول کرنے پر اچھے ثواب کا وعدہ اور سخت عذاب کی
وعید مرتب فرمائی ہے اور جو شخص (شرعًا) واجب الاطاعت ہو (اگر
نبی نہ ہو) وہ امام (برحق) ہے۔
اس آیت مین شیخ ابن مطہری نے ہاتھ پیر مار کر ایک جواب دیا ہے

در کاکت این جواب پوشیدہ نیست زیراکہ در باب
اخبار وسیر وتواریخ بمجرد احتمالات تمسک کردن
شان عقلا نیست والا در ہر مقدمہ احتمالے توان
برآورد چنانچہ گوئیم کہ جائز ست کہ بعد از غدیر خم
آن حضرت امامت علی را موقوف کردہ نص بر امامت
صدیق نمودہ باشند و مردم را برین امر تاکید و
اہتمام فرمودہ اما منقول نشدہ وعلیٰ ہذا القیاس۔
و بعضے از شیعہ گویند کہ داعی حضرت امیر ست ابسوے
قتال ناکثین و قاسطین و مارقین و درین جواب
ہم انچہ ہست پوشیدہ نیست زیراکہ قتال حضرت
امیر برائے طلب اسلام نبود بلکہ محض برائے انتظام ۲۴
امامت بود و در عرف قدیم وجدید ہرگز منقول نشدہ
کہ اطاعت امام را اسلام و مخالفت او را کفر گویند
و معہذا اخود شیعہ بروایات صحیحہ نقل کردہ اند کہ
پیغمبر در حق امیر فرمود انک یا علی تقاتل علی
تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔
ترجمہ ہر آئینہ تو اے علی قتال خواہی کرد بر تاویل
قرآن چنانچہ قتال کردہ ام بر تنزیل او وظاہر ست کہ
مقاتلہ بر تاویل قرآن بعد از قبول تنزیل قرآن ست از
مخالفین وقبول تنزیل قرآن بدون اسلام مقبول نیست
بلکہ عین اسلام ست پس مقاتلہ بر تاویل قرآن با مقاتلہ
بر اسلام جمع نمی تواند شد وھذا ھوجیدا

کہ اس دعوت موعودہ کے دینے والے انحضرت تھے اور یہ ظاہر ہے
کہ آنحضرت نے کسی اور غزوہ میں جسمیں قتال ہی ہوا ہو
(ان اعراب کو) دعوت دی ہو مگر کتابوں میں منقول نہیں
ہوئی اس جواب کا رکیک ہونا پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ سیر و
تاریخ کی خبروں میں محض احتمال سے کام لینا عقلمند کا کام نہیں
ہے ورنہ ہر بات میں کوئی نہ کوئی احتمال نکالا جا سکتا ہے مثلاً
ہم کہیں کہ اچھا بالفرض خم غدیر میں حضرت علی کا خلیفہ بنایا
جانا ہم تسلیم بھی کرلیں تو ہو سکتا ہے کہ اسکے بعد آنحضرت نے
حضرت علی کی امامت موقوف کرکے حضرت صدیق کی امامت
معین فرمائی ہو اور لوگوں کو اسکی تاکید اور اسکا اہتمام
فرمایا ہو لیکن کتابوں میں منقول نہیں ہوا وعلی ہذا القیاس
اور بعضے شیعہ کہتے ہیں کہ اس دعوت کے دینے والے جناب امیر ہیں انہوں
نے بیعت کے توڑنے والوں اور فاسقوں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کیلئے ان
کو بلایا اس جواب میں بھی جو کچھ (کمزوری) ہے پوشیدہ نہیں کیونکہ اول تو حضرت
امیر نے ان اعراب کو ان لڑائیوں میں نہیں بلایا دوسرے جناب امیر کی لڑائیاں اسلام منانے
کیلئے نہیں بلکہ محض اپنی خلافت کے مضبوط کرنے کیلئے تھیں اور کسی زمانہ کا محاورہ
نہیں ہے کہ خلیفہ وقت کی اطاعت کو اسلام اور اسکی مخالفت کو کفر کہا جاتا ہو اور شیعوں نے
خود بھی بروایات صحیحہ نقل کیا ہے کہ جناب پیغمبر نے جناب امیر کے حق میں فرمایا کہ اے علی تم
قرآن کی تاویل کیلئے قتال کروگے جیسا کہ میں نے اسکی تنزیل کے زمانے میں قتال
کیا۔ اور ظاہر ہے کہ تاویل کیلئے قتال اس وقت ہو سکتا ہے جب اسکی تنزیل کو
مخالفین قبول کر چکے ہوں اور قرآن کی تنزیل کا قبول کرنا بغیر اسلام کے نہیں ہو سکتا
بلکہ یہی عین اسلام ہے پس ظاہر ہو گیا کہ تاویل کیلئے قتال اور اسلام کیلئے قتال جمع نہیں
ہو سکتے۔ یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے۔

... یا یہ سوال کہ وہ رحم و غضب مثل تناسخ گذشتہ جنم کے کرم کا عوض کیوں نہیں ؟ تو واضح ہو کہ یہ سوال
... غلط ہے کہ خود مسئلہ تناسخ ہی باطل ہے غور کرو ! اول تو خود سوامی دیانند تناسخ کے منکر ہیں۔
کیونکہ وہ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں :۔
(۱) حرارت سے بخارات۔ اس سے بادل پیدا ہو کر بارش ہوتی ہے۔ اس لئے گویا حرارت ہی سے
... وغیرہ پودے۔ اس سے اناج۔ اس سے منی اور منی سے جسم کی پیدائش ہوتی ہے۔
سورج تمام دنیا کے رسوں کو کھینچتا رہتا ہے۔ جس سے متوسط درجہ کے پانی پیدا اور پانی کی بارش
سے جو پودے، اناج، منی، جسم بنتے ہیں اسی وجہ سے قوت، عقل، شجاعت، حوصلہ، استقلال،
... وغیرہ صفات بھی اوسط درجہ کی پیدا ہوتی ہیں کیونکہ جیسی جسکی علت ہوتی ہے۔ ویسا ہی اس کا
معلول بھی ہوتا ہے۔ (بھومکا صفحہ ۳۲ و ۳۳)
(۲) (جماع، حمل، زچہ، بچہ، دایہ کے متعلق عقل، خوبصورتی، طاقت، صحت، ہمت وغیرہ بڑھانیوالی
بہت سی دوائی اور غذائی تدبیروں کے لکھنے کے بعد فرماتے ہیں) ”جو عورت و مرد اس طریقہ پر
عمل کریں گے تو اسکی وجہ سے وہ اور ان کی اولاد بلکہ کل نسل عمدہ، طاقتور، باہمت، دراز عمر، دھرم پر چلنے ۲۵
والی ہوگی“ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰)
(۳) مرد کی منی زیادہ ہو تو لڑکا۔ عورت کی زیادہ ہو تو لڑکی۔ دونوں کی منی برابر ہو تو مخنث اولاد
پیدا ہوتی ہے“ (سنسکار ودھی صفحہ ۴۴)
(۴) ”اگر ۱۶ برس سے کم عمر لڑکی ۲۵ برس سے کم عمر کا مرد حمل ٹھیراتا ہے تو وہ لڑکا پیٹ ہی میں
مر جاتا ہے۔ یا پیدا ہو کر جلد مر جاتا ہے۔ اور زندہ بھی رہا تو نہایت ضعیف الاعضا اور دائم المرض ہوگا“ صفحہ ۳۲
(۵) جس خاندان میں عورت اور خاوند آپس میں خوش رہتے ہیں۔ اسی خاندان میں کل خوش نصیبی اور
اقبال مندی قیام کرتی ہے۔ جہاں شر و فساد رہتا ہے۔ وہاں بدبختی اور مفلسی رہا کرتی ہے“ ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۱۱۰) انتہی ملخصاً۔
یہ حوالے شاہد ہیں کہ سوامی جی کائنات کے اختلافات کی علت ”تاثیر آفتاب کو۔ عورت، مرد، مخنث
ہونے کا سبب منی کی طاقت و کمزوری اور قلت و کثرت و برابری کو۔ صحت و بیماری کی وجہ مقررہ عمر سے
کم عمر کو۔ ... اور خوش نصیبی و بدنصیبی کا راز۔ آپس میں زوجین کے تعلق کو قرار دیتے ہیں۔ کہ

تناسخ اور گذشتہ جنم کے نیک و بد کرم کو۔"

جواب میں یہ نہ کہا جائے کہ انھیں کتابوں میں ایسی عبارت بھی موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی تناسخ کے قائل ہیں۔ ورنہ میں یہ عرض کروں گا کہ گو وہ زبان سے قائل تھے لیکن حقیقت میں منکر تھے۔ کیونکہ وہ خود ہی لکھتے ہیں:۔

"اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکراچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ نہیں۔ اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے۔

اغلب ہے کہ شنکراچاریہ نے جینیوں کے مت کی تردید کرنے ہی کے لئے یہ اصول بطور دلیل کے اختیار کیا ہو کیونکہ ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے خلاف بھی کر لیتے ہیں" (ستیارتھ صفحہ ۳۷۰ و ۳۸۵)

بلکہ "ظاہر کچھ باطن کچھ" پر خود بھی عمل کرتے تھے۔ چنانچہ ڈیرہ دون میں ایک برہمو سماج کے دعوت دینے پر آپ نے یہ عذر کیا کہ تمہارے ہاں "مہا رنج" لوگ بھی کھانا پکاتے ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ مگر ہم ایسا بیان کرتے نہیں۔ سوامی جی نے فرمایا "اگر آپ دل سے مانتے ہیں اور کرتے نہیں" تو ہم کھالیں گے" (جیون چرتر سوامی دیانند صفحہ ۳۴۲)

اور اگر خواہ مخواہ بخاطر آریہ سماج ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ سوامی جی تناسخ کے قائل تھے۔ تو حسب ذیل تناقض کا کیا جواب ہے؟

(۱) خود سوامی جی کے دو قول میں تناقض (چنانچہ انکار تناسخ کے مذکورۃ الصدر حوالہ جات اور اقرار تناسخ کے دیگر بیانات سے جو اُن کی کتابوں میں موجود ہے) ظاہر ہے۔

(۲) گرو اور چیلا میں تناقض یعنی سوامی جی بحوالہ منو فرماتے ہیں کہ "ادل درجہ کے پاپی کو سزا میں نیچے والے درخت وغیرہ کا بے جان قالب ملتا ہے" (ستیارتھ صفحہ ۳۴۳) مگر پنڈت لیکھرام لکھتے ہیں کہ نہ کسی درجہ کا پاپی کیوں نہ ہو۔ اس کو بیجان اور بے شعور قالب ہرگز نہیں ملتا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۸۰) ہاں بقول سوامی دیانند اس تناقض کا صرف یہ جواب ہو سکتا ہے کہ:۔

"جب تم اپنی بات کو آپ ہی جھوٹ کرتے ہو تو تم خود جھوٹے بنتے ہو" (ستیارتھ صفحہ ۳۹۴)

دوسرے ہم اس سے بھی قطع نظر کر لیں مگر اسکو کیا کریں کہ اثبات تناسخ کے لئے آریہ سماج کے پاس

نقلی دلیل ہے یا عقلی۔ چنانچہ

نقلی دلیل کا یہ حال ہے کہ مستند بالذات چار وید غیر الہامی اور محرف ہیں۔ نیز تمام مستند بالغیر کتابیں بھی اپنی صحت میں انھی غیر معتبر وید کے تصدیق کی محتاج ہیں بلکہ خود بھی محرف ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب "مطالبہ حق" اور "تحریف وید" جس کا جواب آریہ سماج سے قطعاً ناممکن ہے۔

عقلی دلیل کا یہ عالم ہے کہ بجائے ثابت کرنے کے تناسخ کو باطل کرتی ہے۔ چنانچہ مبطل تناسخ براہین عقلیہ بکثرت موجود ہیں۔ جن میں سے مثلاً ایک یہ ہے:۔

"حسب عقیدہ تناسخ آریہ روح کو قالب کا ملنا عمل پر اور اس کا عمل کرنا قالب کے ملنے پر موقوف ہے۔ نتیجہ یہ کہ روح کو قالب کا ملنا ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ جب عمل کرنا قالب ملنے پر اور قالب ملنا عمل کرنے پر موقوف ہے تو لامحالہ عمل کرنا عمل کرنے پر اور قالب ملنا قالب ملنے پر موقوف ہوا جو عند العقلاء محال ہے۔ لہذا تناسخ باطل ہے"

آریو! اگر ہمت ہے تو ذرا نیائے (منطق) دیکھ کر جواب دو؟

سوالی نمبر ۱۶

اور اس سورۃ کی شرح میں یہ الفاظ کہ "یہ سورۃ اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی کہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں" درج ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو الف ب (حروف) بھی خدا ہی نے پڑھائے ہونگے۔ اگر کہو کہ بلا حروف جانے کے اس سورۃ کو کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ (تو سوال یہ ہے کہ) کیا حلق ہی سے بلائے اور بولے گئے؟ اگر یہ درست ہے تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہوگا؟

مسلم

(الزامی جواب) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۰ میں بذیل عنوان "ایشور کا جاننا ہی اعلیٰ گیان ہے" اول یہ عبارت ہے "(اس منتر میں انسان کی زبان سے یہ کہلایا جاتا ہے۔ کہ کسی چیز کو جان کر انسان گیانی (عارف) ہو سکتا ہے) پھر یجروید کا یہ منتر درج ہے۔

"میں (انسان) مذکورہ بالا صفات سے موصوف ... پرمیشور کو جان کر ہی گیانی ہو سکتا ہوں" (یجر ۳۱/۱۸)

سوامی جی! اس منتر کے شروع میں بین القوسین جو عبارت لکھی ہوئی ہے اگر وہ درست ہے تو کہ، کھ حروف بھی پرمیشور ہی نے پڑھائے ہونگے۔ اگر کہو بلا حروف کیسے پڑھ سکتے ہیں تو بتاؤ کیا حلق ہی سے بلائے اور بولے گئے؟ اگر یہ صحیح ہے تو پورا وید بھی زبانی پڑھایا ہوگا؟ آریہ دوستو! دیکھتے ہو۔ سوامی جی کو تو تم غیر کا تنکا تو نظر آجاتا ہے۔ مگر افسوس انھیں (اور تمہیں) اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہیں دکھائی دیتا۔

سوالی نمبر ۱۷

"جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جائیں۔ وہ خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی

مثلاً عربی زبان مین نازل کرنے سے عرب والون کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والون کو مشکل ہو گیا ہے۔ اس سے خدا طرفدار ٹھیرتا ہے ؟

مسلم (الزامی جواب) گذشتہ نمبرون مین منقل وید منتر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ ویدک ایشور ناحق آریون پر رحم اور غیر آریون پر ظلم کرتا ہے جو صریحاً طرفداری ہے۔ لہذا اقرار کیجئے کہ وید خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ رہا بوجہ زبان کتاب کو بعض کا بآسانی اور بعض کا بمشکل سمجھنا اگر یہ بھی طرفداری ہے تو اول اپنے وید کی خبر لیجئے کہ جسکو بخیال آنجناب باوجود سنسکرت زبان پیشتر سے نہ جاننے کے الہمین دیو (اگنی - سوایو - آدتیہ - انگرا) نے جس آسانی سے سمجھا تھا - اُس آسانی سے آج ماہرین سنسکرت بھی نہین سمجھ سکتے فرمائیے کیا یہ طرفداری و یدپھر بھی الہامی ہے ؟

سوال نمبر ۱۸ جس طرح خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیون پر نظر انصاف سے سب ملکون کی زبانون سے نرالی سنسکرت زبان مین جو سب ملک والون کے لئے یکسان محنت سے حاصل ہوتی ہے - ویدون کو نازل کیا ہے ایسے (ہی زبان مین اگر قرآن کو) نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہوتا۔

۲۸ **مسلم** (تحقیقی جواب) پنڈت جی ! آپ نے بھی تو " جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی" لیکن

ہوش اُڑ جائین گے دقتِ عرضِ حال
آپ کی سب لن ترانی جائیگی

سُنئیے ! جمیع افراد بنی نوع انسان کے لئے بہر حیثیت مساوی طور پر حاصل ہو سکنے والی کسی زبان کا ابھی وجود ہی محل کلام اور عادتاً محال ہے پھر توغایہ کہنا کہ ویدکی سنسکرت ایسی ہی ہے قبل از وقت ہے۔ کون نہین جانتا کہ عالم کے غیر محدود متضاد اثرات - اس کے قبول کے بے انتہا مختلف محلات - اور حصول کے بیشمار ذرائع و موانعات جداگانہ ہر ملک اور اس کے انسان نیز آب وہوا وغیرہ کے مزاج وطبایع مین اختلافات - ان کی مقامی خصوصیات - خود انسان کی جنسی نوعی شخصی اور طبعی وارادی اَن گنت حاجات و ضروریات ، تخیلات وتفکرات جذبات وارادات پھر ان تمام عجائبات مین بفحوائے "کل یوم ھو فی شان" ہر آن گوناگون حالات وتغیرات یہ سب محض وہمیات یا از قسم ممکنات ہی نہین بلکہ خدا کی بے پایان قدرت کے علامات اور ایسے موجودات ومسلمات ہین جو مادیات ومجردات مین از سفلیات تا علویات روزمرّہ کے مشاہدات ، تجربات اور واقعات ہین۔

کیا نہین دیکھتے کہ ہر چیز کی فطری قابلیت ، جبلی مناسبت ، جداگانہ ہے۔ انسان ہی کو دیکھو مثلاً ایک علم کا شایق دوسرا عمل پر عاشق ، یہ صنعت وحرفت کا دلدادہ وہ تجارت پہ وارفتہ کوئی تجارت پیشہ کوئی ملازمت پہ مفتون اسے تحریر مین مہارت اُسے تقریر کی ذلالت بعض مردہ سنسکرت پہ مائل اکثر زندہ عربی کے گھائل کسی کو کسی سے نفرت کسی کو کسی سے محبت ، غرض

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

جس کا صریحی مقتضیٰ یہ ہے کہ ایک ہی زبان کو ہر ملک کا ہر انسان یکسان محنت سے نہین حاصل کرسکتا نتیجہ یہ کہ اول تو ایسی زبان کا عادتاً وجود ہی ناممکن - اور فرض کرو اگر ہو بھی جیسے بقول سوامی دیانند وید کی سنسکرت ، تو اس کا ہونا بلکہ ذکر کرنا بھی فضول ہے پس ویدک سنسکرت پر بمقابلہ قرآن فخر کرنا ایسی لغویت ہے کہ سوامی جی کی طرف جسکی نسبت کرنا بھی آریہ سماج کے لئے صدہزار باعث ندامت ہے - اور سوامی جی کا وید کو غیر انسانی زبان مین منزل ماننا بالفاظ دیگر خود ہی وید کو مہمل کہنا ہے - علاوہ ازین بلحاظ اہل عرب ، غیر عربی لوگون کیلئے قرآن کا پڑھنا سمجھنا بقول سوامی جی صرف مشکل ہے ۲۹ ناممکن نہین - مگر سنسکرت چونکہ بقول آریہ سماج ، ابتدا ہی سے غیر انسانی زبان ہے - اس لئے دوسرون کا کیا ذکر ، خود الہمین وید کے لئے اس کے سنسکرت کا سمجھنا محال تھا - اور اس کا انجام وید کو نہ سمجھنا تھا چنانچہ یہی ہوا - کہ الہمین وید (بلکہ آجتک کسی) نے بھی وید کو نہین سمجھا - اور نہ آئندہ اس کی امید ہے بقول کسے

کھُلیگا نہ مضمون وصفِ دہن کا !
جو نکلیگی بات اس مین ابہام ہوگا

یہ قصہ بھی ہے بڑا عجیب جسے تفصیلاً تو میری تصانیف ردّ آریہ مین سے " الہام وید ! تحریف وید اور تبصرہ بر مذہب آریہ " مین دیکھئے - ہان بمناسبت مقام مختصراً اتنا عرض ہے کہ آریہ سماج معجزہ کا منکر ہے وہ یہ مانتا ہے کہ سنسکرت جس مین وید ہے محض ایشوری (غیر انسانی) زبان ہے - یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ وید قدیم ہے - اب سوال یہ ہے کہ دنیا کے اول انسانون نے کہ جن پر پیدا ہوتے ہی الہام وید ہونے کا افسانہ سنایا جاتا ہے -

(۱) وید کو سمجھا تھا یا نہین ؟

(۲) اگر سمجھا تھا تو کیسے ؟

جواب آریہ سماج سوال اول کا جواب دیا جاتا ہے کہ سمجھا تھا - مگر اس جواب کی صحت و صداقت سوال دوم کے جواب پر موقوف ہے - اور حال یہ ہے کہ بجواب سوال دوم آریہ نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ قبل از الہام وید سنسکرت زبان سے ملہمین وید واقف و ماہر ہو چکے تھے - ورنہ وید کا حادث اور سنسکرت زبان کا قدیم ہونا لازم آئیگا - جو سماج کے مسلم مسئلہ قدامت وید کے خلاف ہے - اور نہ یہ پیش کر سکتے ہین - کہ بلا علم زبان سنسکرت وید کو یا زبان سنسکرت اور وید ہر دو کو بیک وقت انہون نے پڑھا - اور سمجھا - کیونکہ یہ اعجاز ہوگا جس کے آریہ منکر ہین حاصل یہ کہ سوال دوم لاجواب ہے - اور سوال اول کا صرف یہ جواب ہے کہ ملہمین وید نے وید کو نہین سمجھا تھا - چنانچہ سوامی دیانند کے جوابی بل سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے -

دہرا تما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کرکے پرمیشور کی ہستی مین سمادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوئے - تب تب پرماتما نے مطلوبہ منترون کے معنے جتلائے جب بہت لوگون کے آتماؤن مین وید کے معنے ظاہر ہوئے - تب رشی منیون نے وہ معنی معہ رشی منیون کی عام روایات کی کتابون مین لکھے - ان کا نام برہمن ہوا -

جس جس منتر کے معنے کا انکشاف جس جس رشی کو ہوا - اور پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اُس منتر کے معنی کسی نے ظاہر نہین کئے تھے - نیز اُس نے دوسرون کو پڑھایا بھی تھا - اس توضیح کے لئے آج تک اُس اُس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے "

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹)

پس ملہمین وید کے وید نہ سمجھ سکنے کے سبب دیبی زبان سے خود سوامی جی بھی معترف ہین تو یاد رکھو کہ

غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے
رگمیا جو امر مشکل رہ گیا

پھر ان کے ہمعصر اور مابعد کے غیر ملہمین وید کو اُسی غیر انسانی زبان سے کب سمجھ سکتے ہین کیونکہ

خشت اول چون نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

بڑی خیریت ہوئی کہ ایسی سہل زبان مین وید کی طرح قرآن نازل نہ ہوا - ورنہ بجائے مشکل کے

مثل وید قرآن کا بھی سمجھنا ناممکن ہوتا - کاش سوامی جی بجائے قرآن سے عرض کرتا کہ ع

خود تو منصف باش پنڈت این نکو یا آن نکو

ہان اگر یہ منشا ہو کہ عربی سے سنسکرت سہل اور قرآن سے وید آسان ہے تو واضح ہو کہ ع

ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوئے

غیر انسانی سہل سنسکرت تو درکنار آج کی انسانی مردہ سنسکرت کا ہی عربی زبان سے جس کا جی چاہے مقابلہ کرلے - پرکھ کر دیکھ لے کہ کون سہل ہے اور کون مشکل تجربہ خود بتا دیگا کہ عربی زبان بہت آسان اور قرآن فہمی کے لئے کافی ہے - مگر سنسکرت زبان سخت مشکل اور وید فہمی کے لئے قطعاً ناکافی ہے -

آریہ دوستو! کیا تمھین اسی تحقیق پر ناز ہے ؟

ع برین دھرم و پنڈت باید گریست

سورۃ بقر

نمبر ۵ یہ کتاب کہ جس مین شک نہین - کہ پرہیزگارون کو راہ دکھاتی ہے - جو کہ ایمان لائے ہین ساتھ غیب کے
اور قائم رکھتے ہین نماز کو اور اُس چیز سے کہ جو ہم نے دی اُن کو خرچ کرتے ہین - اور وے لوگ جو اس کتاب پر ایمان ۲۱
لاتے ہین جو اُتاری گئی تیری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی اور یقین قیامت پر رکھتے ہین - یہ لوگ اپنے پروردگار
کی ہدایت پر ہین اور وہی چھٹکارا پانے والے ہین - حقیقت کہ جو لوگ کافر ہوئے اُن پر برابر ڈرانا نہ ڈرانا
ہے وے ایمان نہ لاوین گے مہر کی اللہ نے اُن کے دلون پر اور کانون پر اُنکی آنکھون پر پردہ ہے اور
ان کے واسطے بڑا عذاب ہے -

سوال نمبر ۱۹ کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کے دعویٰ (خودنمائی) کی بات نہین ؟

مسلم (الزامی جواب) بقول آریہ وید مین ایشور خود اپنی اور اپنے کتاب کی سیکڑون جگہ تعریف کرتا ہے مثلاً یجر وید ۴۰ / ۳-۵-۸-۱۰۰ مین اپنی تعریف کرتا ہے کہ مین ایسا ہون ویسا ہون اور اتھرو وید مین اپنی کتاب وید کی تعریف کرتا ہے -

۱- اے انسان تو وید کی اعلیٰ دانیون مین سے الخ (۱/۳)

۲- اعلیٰ گیان سے لبریز وید الخ (۱/۳)

۳- جس وید سے انسان تمام علوم کو جانتے ہین اس سے تم لوگ خاص گیان کو پراپت ہوکر قابل

تعریف وید کو حاصل کر دا (۲/۱)

آریو! آنکھین کھولکر دیکھو! ویدک ایشور اپنی اور اپنی کتاب وید کی تعریف کرتا ہی تو بقول تمہارے بڑی خودنمائی کی بات ہی۔ بولو۔ اب کیا کہتے ہو؟

جب اپنی اور اپنی چیز کی تعریف کرنا ایشور کے لیئے بڑی بات ہی تو انسان کے لئے بدرجۂ اولی بری ہوگی پس جو آدمی ایسا کریگا وہ یقیناً بڑا پاپی اور دشٹ ہوگا۔

اب ذرا دل لگی سُنیئے! مہرشی سوامی دیانند مہراج اپنی کتاب سنسکار ودھی کے دیباچہ مین خود ہی لکھتے ہین۔

کئی مصنفون نے اس مضمون پر کتب لکھی ہین لیکن یہ مصنف ویدون کے گیان (علم) سے دور اور خود غرضی مین پھنسے ہوئے ہین۔ ویدون کے مطابق حوالجات کو دیگر کتب سے لوگون کو اصلی راحت کا علم کرنے کے لئے یہ مذہبت اعلی سنسکار ودھی تیار کی جاتی ہے۔

لفظ دیا (رحم) کے بعد لفظ انند (راحت) آتا ہے جو ایسا آنند ہے جس سے برہم کا علم ہوتا ہے۔ اس آنند لفظ کے بعد سرسوتی (علم کی دیوی) لفظ آتا ہے جسکی پشت پناہ صداقت ہے۔ صاحب باطن اصحاب کو جاننا چاہیئے کہ مندرجہ بالا جسکا نام ہے اور جو (نام) اعلی اوصاف سے موصوف ہے اور جو ہمیشہ ایشور کے قدمون مین رہتا ہے اُس (یعنی دیانند سرسوتی) نے یہ کتاب تصنیف کی ہے (صفحہ ۴-۵)

آریہ دوستو۔ دیکھتے ہو! سوامی جی دوسرون کی مذمت کرکے اپنی اور اپنی کتاب کی خود ہی تعریف کرتے ہین۔ تاہم یہ ہرگز نہ کہین گے کہ سوامی جی "اپنے منہ میان مٹھو" بنتے ہین۔ ہان تم بتاؤ کہ "دیانند سرسوتی" بقول خود کیا ہوئے؟ اس کا جواب اپنے ہی گرو کی زبانی سنو کہ "اپنے منہ میان مٹھو بننا شریف آدمیون کا شیوہ نہین۔ ستیارتھ صفحہ ٦٢٣)

(تحقیقی جواب) اولاً "اپنی تعریف خود کرنا" جو خدا کے لئے زیبا اور انسان بلکہ ہر غیر خدا کے لئے نازیبا ہے وہ اس لئے کہ خدا من کل الوجوہ غیر محتاج اور انسان نیز کل مخلوق ہر حیثیت اُسکی محتاج ہے۔ مگر سوامی جی نے اگر اُسکی مخلوق انسان سے زیادہ عزت دینا نہین چاہتے۔ یہ کرشمہ شاید اُن کے اُس عقیدہ کا ہو کہ وہ "روح و مادہ" کو اُس کا مخلوق نہین مانتے۔ ممکن ہے اسی لئے اُن کے چیلے آریہ مثلاً پنڈت لیکھرام جس طرح ایک انسان دوسرے انسان پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ ویسے ہی خدا پر نکتہ چینی کرنے کو جائز سمجھتے ہین (کلیات ۹۵

پھر سوامی جی کے سوال کا یہ نتیجہ بھی قابل دید ہے کہ چونکہ خودنمائی (تکبر) بری اور عاجزی اچھی چیز ہے لہذا خدا کو اپنی عاجزی اور اپنی کتاب کی مذمت بیان کرنا چاہیئے۔ پس اب خدا سوامی جی سے بھی کم حیثیت ہو جاتا ہی کیونکہ سوامی جی تو اپنی اور اپنی کتاب کی تعریف کر سکتے ہین اور کرتے ہین مگر خدا اس حق سے محروم ہے۔ کیون آریو! ابتو کہوگے کہ سچ ہے

"جو کچھ سوجھی ہے نئی سوجھی ہے"

ہر کیف آریہ اور اُن کے گرو کی یہ خوبی ہے کہ وہ خدا کو بھی انسان کا درجہ دیتے اور اپنے سے کم حیثیت سمجھتے ہین۔ اگر ویدکی یہی تعلیم ہے تو ایسی تعلیم آریہ مہارشون ہی کو مبارک ہو۔

لیکن الحمدللہ قرآن شریف اس سے بری ہے۔ وہ خدا کو خالق' قادر' متکبر۔ اور انسان کو مخلوق محتاج و عاجز قرار دیتا ہے۔ لہذا خدا اپنی اور اپنے قرآن کی تعریف کرنے مین حق بجانب ہے۔

ثانیاً اپنی اور اپنی چیز کی تعریف کرنا خود انسان کے لئے بھی مطلقاً برا نہین ہے۔ اور جائز ہے کہ تکبراً نہین بلکہ فروتنی اور نادہ اپنی اور اپنے چیز کی صحیح تعریف کرے۔ ورنہ آریہ تاجرون کو چاہیئے کہ اپنے خریدارون سے اپنی چیز کی برائی اور دوسرون کے چیز کی تعریف کیا کرین۔ اپنی لڑکی کی کہین نسبت ہو تو اسکی مذمت۔ لڑکے کی ہو تو اسکی شکایت کرین پھر دیکھین کیا لطف آتا ہے

ثالثاً۔ بعض وقت اپنی اور اپنی چیز کی غلط تعریف کرنا بھی مصلحتاً جائز بلکہ ضروری ہے مثلاً کسی ڈاکو سے مڈبھیڑ ہوگئی اور اظہار کبر و بیان تعریف کے سوا (گو جھوٹ ہی کیون نہ ہو) حفظ جان کی کوئی صورت نہ ہو تو گو سوامی جی کے قاعدہ کے مطابق اسکو اظہار عاجزی کرکے نامردون کی طرح اپنا گلا کٹا لینا چاہیئے۔ لیکن عقل سلیم اس بزدلی و خودکشی کی اجازت نہین دیتی بلکہ شریفانہ مقابلہ کا حکم اور بذریعہ خودستائی و خودنمائی و اظہار فخر حفاظت جان کا فتوی دیتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ مصلحتاً و مجبوراً۔ غلط و صحیح' اپنے محل مین اپنی یا اپنی چیز کی خود تعریف کرنا جب عاجز انسان کیلیئے عقلاً جائز اور ضروری ہے تو ھو اللہ العزیز الجبار المتکبر کے لئے۔ سچی خودستائی و خودنمائی کرنا زیبا کہنا خود بینون کے سوا اور کس کام کا ہے؟

خدا کی شان مین ایسی گستاخی کوئی پاگل کرتا تو مجنون اور کج فہم کرتا تو جاہل بیچارہ" دیانند سرسوتی" نے تعجب ہے کہ وہ ہوشمند' عقلمند' دانشمند۔ اور بقول آریہ سماج' ودوان بلکہ مہا ودوان' پنڈت' سوامی' یوگی' رشی' مہرشی بزرگوار خود ہمیشہ خدا کے قدمون مین رہنے کے مدعی ہوکر ایسی بات کہتے ہین کہ پناہ بخدا۔

کر اپنے محقق گرو کی یہ تحقیق انیق دیکھو اور تھین انصاف کرو کہ جب خدا ہین' خودنمائی' نہ ہوگی تو پھر اسکی

۳۳

"خدائی" اور سوامی جی کی اُس کے قدمون پر جبہ سائی "چہ معنی دارد ؟

سوامی نمبر ۲۰ جو پرمیشر کا راگ مین دے تو خود راہ راست پر ہین اور جو جھوٹی راہ پر ہین اُن کو درست راہ ہی نہین دکھلا سکتا تو پھر یہ کس کام کا رہا ؟

مسلم (الزامی جواب) رگوید - اشٹک ۱ - ادھیائے ۳ - ورگ ۱۵ منتر ۲ مین الیشور کا ارشاد ہے کہ میری یہ آشیرباد (دعا رخیر) انھین لوگون کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہین ... مین بدکردار ظالمون کو کبھی آشیرباد نہین دیتا"۔ (بھومکا صفحہ ۹۵)

آریہ دوستو ! جو نیک ہین وہ اپنے حسن عمل کی وجہ سے خود ہی فتح یاب ہین اور جو بد ہین اُنھین یہ دعا رخیر ظفریاب کر ہی نہین سکتی تو یہ ایشوری دعا کس مرض کی دوا ہے ؟ پھر ایسے ایشور کی تصنیف کردہ وید سے کیا امید کی جا سکتی ہے۔ مثلاً حسب عقیدۂ تناسخ اس جنم کے نیک لوگ اپنے گذشتہ جنم کے نیکی کی وجہ سے خود ہی اچھی خصلت پر ہین اور جو پہلے جنم کی بدی کی بدولت اس جنم مین بدخصلت ہین۔ یہ وید انھین راہ نہین دکھلا سکتا تو وید کس کام کا رہا ؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس منتر مین ایشوری دعا رخیر کا بدون کو فتح نصیب نہ کر سکنا یا وید ان کا بدون کو اچھا راستہ نہ دکھلا سکنا نہین لکھا ہے تو مین عرض کرونگا کہ پھر ھدی للمتقین مین بھی قرآن کا بدون کو راہ ہدایت نہ دکھلا سکنا کہان لکھا ہے ! ۳۴

فائدہ یہ ظاہر اور مسلم ہے کہ دعا کرنے والا محتاج اور جس سے دعا کیجاتی ہے وہ غیر محتاج ہوتا ہے۔ پس وید کا یہ منتر جس مین ایشور کا آریون کے لئے دعا کرنا صاف لکھا ہے خدا کو محتاج قرار دیتا ہے - ہان یہ امر کہ آیا کہ ویدک ایشور ان کے لئے آخر کس سے دعا رخیر کرتا ہے ہنوز صیغۂ راز مین ہے - جسے آریہ دوستون کو اب جلد طشت از بام کرنا چاہیے۔

تحقیقی جواب حق یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ ساری دنیا کے لئے مثل آفتاب مشعل راہ ہے چنانچہ جس آیت پر سوامی جی کا اعتراض ہے خود اسی مین موجود ہے۔

ھدی للناس (پ ۲ بقر)   قرآن ہر انسان کے لئے رہنما ہے

مگر جیسے کسی مقام کے لئے ایک راستہ ہے اور اس سے ناواقف دو آدمی ہین جن مین سے ایک اس راستے سے منزل مقصود کو جانا چاہتا ہے اور دوسرا نہین جانا چاہتا۔ پس تیسرے واقف راہ شخص کی راہ نمائی جانیوالے کے حق مین مفید اور نہ جانیوالے کے لئے غیر مفید ہوگی - اور دوسرے شخص کے منزل مقصود تک نہ پہونچنے مین رہنما کی خطا نہین - ہان دوسرے آدمی کے خود نہ جانے کا قصور ہے - ویسے ہی خدا کی خوشنودی منزل مقصود - اس کا راستہ اسکی اطاعت - قرآن اس راہ کا رہنما ہے - متقی (جانے والے) غیر متقی (نہ جانے والے) دونون اس راستے سے بیخبر ہین - متقی قرآن کی رہنمائی مین براہ اطاعت خدا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔ ھدی للمتقین مین یہی بیان کیا گیا ہے - اور غیر متقی اس منزل مقصود تک پہونچنے سے محروم رہتا ہے جس کی وجہ قرآن کے رہنمائی کا قصور نہین بلکہ اس راستہ پر خود غیر متقی کے نہ جانیکی خطا ہے - کون نہین جانتا کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم :
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ماہتاب کی روشنی مین کیا کوئی آدمی اپنی آنکھ بند کر کے کہہ سکتا ہے کہ چاند مین کچھ نہین دکھا سکتا - اس لئے یہ بیکار ہے ؟ نہین اور ہرگز نہین - ہان اگر آریہ ایسا کہین تو زیبا ہے - کیونکہ خود اُن کے مہاتما سوامی دیانند آنکھ پر پٹی باندہ کر قرآن شریف پر اعتراض فرما رہے ہین -

سوامی نمبر ۲۱ اگر بائبل انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیون نہین لاتے ؟ اور اگر لاتے ہین تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے - اگر ۷۵ کہین کہ قرآن مین زیادہ باتین ہین تو کیا پہلی کتاب مین خدا لکھنا بھول گیا تھا - اور اگر نہین بھولا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے صفحہ ۶۲۲

مسلم (الزامی جواب) پہلا جواب - آریو ، تم مانتے ہو کہ چار وید (رگوید - یجروید - سام وید اتھروید) الگ الگ چار رشیون (اگنی - وایو - آدیتہ - انگرا) پر الہام ہوا - پس بتاؤ اگر رگوید پر اعتقاد لانا لازم ہے تو یجروید - سام وید - اتھروید کس واسطے ہے - اگر کہو کہ ان تینون مین زیادہ باتین ہین تو کیا رگوید مین ایشور لکھنا بھول گیا تھا - اور اگر نہین بھولا تو پھر تینون وید کا بنانا لاحاصل ہے -

دوسرا جواب - سوامی دیانند کے نزدیک لفظ الہام اور انکشاف ہم معنی یا ایک چیز ہے کیونکہ چارون رشیون پر الہام ہونا کے متعلق لکھتے ہین کہ "اُن کے پہلے جنون (گذشتہ دنیا کے جنم کے اچھے کامون) کی وجہ سے ان کے نیک دل مین ویدون کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا - بھومکا صفحہ ۱۱"

اور ستیارتھ پرکاش مین یہ سوال قائم کر کے کہ رشیون نے بلا واقفیت زبان سنسکرت وید کیونکر سمجھا جواب دیتے ہین -

" دھرماتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کر کے پرمیشور کا دھیان

سمادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوئے تب پرانا نے سلاوپ منتروں کے معنی جتلائے - جب بہت لوگوں کے
آتماؤں میں ویدوں کے معنی ظاہر ہوئے تب رشی منیوں نے وہ معنی سدرشی منیوں کی روایات کی کتابوں میں لکھے -
ان کا نام برہمن ہوا - صـ ۲۶۸ "

اس کے بعد سوامی جی اسی برہمن کو بلفظ انکشافات الہامی مانتے ہیں - چنانچہ لکھتے ہیں کہ

جس جس منتر کے معنی کا انکشاف جس جس رشی کو ہوا - اور پہلے ہی ہوا - جس سے پیشتر اس منتر کے معنی کسی پر
ظاہر نہیں کئے تھے - نیز اس نے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا - اس توضیح کے لئے آجتک اس اس منتر کے ساتھ
رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے - صـ ۲۶۹ "

نتیجہ بالکل صاف ہے کہ اول وید کا - اس کے بعد برہمن کا الہام یا انکشاف ہوا - اور وید و برہمن دونوں
الہامی ہیں - پس اب سوال یہ ہے کہ "اگر وید پر اعتقاد لانا لازم ہے تو آریہ وید پر ایمان مثل برہمن کے کیوں
نہیں لاتے ؟ اور اگر لاتے ہیں تو برہمن کا انکشاف کس واسطے ہے ؟ اور اگر کہیں کہ برہمن میں زیادہ باتیں ہیں
تو کیا وید میں ایشور لکھنا بھول گیا تھا ؟ اگر نہیں بھولا تو برہمن کا بنانا لاحاصل ہے -

(تحقیقی جواب) قرآن میں نہ بائبل کا بیان ہے - نہ انجیل موجودہ کا تذکرہ نہ اہل اسلام کو ان پر ایمان
لانا ضروری ہے - ہاں قرآن سے پہلے منجانب اللہ جتنی کتابیں اور صحیفے بھیجے اور رسول پر نازل ہوئے مثل
قرآن کے الہامی ہونے پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں - ان میں سے قرآن میں بیشتر کا ذکر بلا اسم محض اجمالاً ہے جیسے
زیر بحث آیۃ وما انزل من قبلک میں - اور جو بقید اسم مذکور ہیں وہ صرف تین ہیں (توراۃ - زبور - انجیل) ہیں -
عیسائیوں کی بائبل میں بھی اس نام کی تین کتابیں ہیں جو قرآن کی بیان کردہ قابل ایمان اہل اسلام نہیں ہیں
بلکہ وہ یا تو مصنوعی ہیں یا محرف یا کسی غیر نبی شخص کی تصنیف کردہ ہیں - کیونکہ قرآن میں جہاں یہ ذکر ہے کہ خدا
نے توریت موسیٰ کو - زبور داؤد کو - انجیل عیسیٰ علیہم السلام کو دیا وہاں یہ بھی درج ہے کہ ان کی امتوں نے اپنی
طرف سے بہت سی چیزوں کو بھی خدا کیطرف غلط منسوب کر دیا اور اصل الہامی کتاب میں تحریف کر دیا - اور یہ غلط نہیں بلکہ
ثابت شدہ واقعہ ہے - مثلاً صرف انجیل ہی کو دیکھو - جو دراصل عبرانی زبان میں تھی - ایک تھی - الہامی تھی - حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی - ان کے وقت میں موجود تھی چنانچہ ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۱۳ - اور انجیل
مرقس باب ۱ آیت ۱۵ و باب ۱۴ آیت ۹ " مگر آج بائبل میں جو انجیل موجود ہے اور اعتراض کے لئے سوامی جی کو
جس پر ناز ہے وہ "غیر عبرانی ہے - چار ہے - غیر الہامی ہے - حضرت عیسیٰ کے بعد متی، یوحنا، لوقا، مرقس کی تصنیف

جس میں ملاوٹ ہے - تناقض اور اختلاف ہے - حضرت عیسیٰ کے مرنے کا مفصل حال ہے" نتیجہ یہ کہ جن کتب
سابقہ الہامیہ پر اہل اسلام کا ایمان ہے وہ غیر موجود اور غیر محفوظ ہیں اور جو بائبل میں موجود ہیں وہ قرآن کی بیان
کردہ نہیں ہیں -

ہاں نزول قرآن کی ضرورت بھی اسی لئے تھی کہ کتب سابقہ الہامیہ

(۱) غیر موجود تھیں -

(۲) غیر محفوظ تھیں -

(۳) ان میں باتیں بھی قرآن سے کم تھیں -

رہا تیسری ضرورت پر سوامی جی کا یہ اعتراض (کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا) اگر صحیح ہے تو ایک
سوال ہم بھی کرتے ہیں آریہ دوستو سنو - سوامی جی کا بچپن میں پیٹ چھوٹا تھا ذرا سا دودھ میں بھر جاتا تھا - جب
جوان اور ادھیڑ ہوئے تو اتنی توند ہوئی کہ سیروں دودھ پوری کچوری میں شکم سیر ہوتے تھے - بتاؤ کیا سوامی جی
کے شیرخوارگی میں خدا سیروں دودھ پوری کچوری کھانے کے لائق ان کا پیٹ بنانا بھول گیا تھا ؟ سچ ہے -

نہ سمجھا مدعی افسوس مجھ پر رشک بیجا میں
ہمیشہ بے مراد ی دعوی باطل سے نکلے گی

ہاں یہ کہنا کہ ایشور کو یاد تھا مگر ضرورت نہ تھی - ورنہ ہم سے بھی تمہیں یہ سننا پڑیگا کہ پہلی کتابوں کے
الہام کے وقت خدا کو علم تھا مگر قرآن کی اسوقت ضرورت نہ تھی - جب ضرورت ہوئی تو خدا نے بخالت نہیں کی بلکہ
بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بنام قرآن اپنی مکمل تعلیم نازل فرمائی پس سوامی جی کا اعتراض غلط ہے -

سوامی نمبر ۲۲	ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اور قرآن کی چند باتیں (آپس میں) نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں - ایک ہی (مکمل) کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی ؟
مسلم	(الزامی جواب) ہم دیکھتے ہیں کہ وید اور برہمن کی اکثر باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بعض ملتی ہیں - ایک ہی مکمل کتاب جیسی کہ قرآن ہے کیوں نہ نازل کی ؟ اگر یہ جواب

دیا جائے کہ الہامی نہیں ہے - تو آریہ بھی اپنے گرو کی لاج رکھیں اور بتائیں کہ عیسائیوں کی بائبل یا موجودہ
توریت زبور انجیل کو کون مسلمان الہامی مانتا ہے ؟

سوامی نمبر ۲۳	کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیے اور (کسی چیز) پر نہیں ؟

مسلم — سوامی جی نے وبالآخرۃ ھم یوقنون کا اوپر یہ ترجمہ پیش کیا ہے "اور یقین قیامت پر رکھنا پڑتا ہے"۔ ہم پوچھتے ہیں ۔ یہ ہے کہ قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیئے ۔ یہ ہے کہ اور کسی چیز پر نہیں "۔ جب آیت و ترجمہ یا اُس کے مضمون پر سوال نہیں تو پھر اعتراض ہے کس پر ؟ سوامی جی تو مر گئے ہاں اُن کے چیلے آریہ ممکن ہے کہ وہ جواب دیں ۔

سوامی نمبر ۲۴ — کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور ان میں کوئی گنہ گار نہیں ہے ۔ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو بدکار ہیں نجات پاوینگے اور دوسرے جو بدکار نہیں ہیں نجات نہ پاوینگے ۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں ہے ؟

مسلم — سوامی جی نے اولٰئك على هدى من ربهم واولٰئك هم المفلحون کا ترجمہ یہ کیا ہے یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور وہ ہی چھٹکارا پاویں گے ہیں) آیت و ترجمہ یا اُس کے مضمون میں یہ ہے کہ عیسائی ہدایت پر ہیں ۔ عیسائی بیگناہ ہیں بدکار عیسائی نجات پائینگے ۔ اور نہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی گنہ گار نہیں بدکار مسلمان نجات پائینگے ۔ نہ یہی ہے کہ دوسرے نیکوکار بھی نجات نہ پائینگے ۔ ہاں یہ ہے کہ جس ملک جس مذہب جس قوم اور جس پیشہ کا بھی آدمی ہو اگر وہ خدا پر اُس کے کتاب پر قیامت پر دل سے ایمان رکھتا اور صحیح طور پر اُسکی عبادت کرتا اور اسی کی خوشنودی کیلئے اپنا مال خرچ کرتا ہو تو ایسا شخص نجات پائیگا ۔ آیت زیر بحث کا یہی مطلب ہے ۔ پس جس امر پر اعتراض ہے وہ آیت میں نہیں اور جو آیت میں ہے اس پر اعتراض نہیں تو آخر سوامی جی کا یہ سوال ہے کس پر ؟ کہاں ہیں آریہ آئیں اور اپنے محقق گرو کی تحقیق کی داد دیں ۔ کیا اب بھی نہ کہوں ؟

نہ محقق بود نہ دانشمند

چارپائے برو کتابے چند

سوامی نمبر ۲۵ — کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے انھیں کافر کہنا یکطرفہ ڈگری نہیں ہے ؟

مسلم — (الزامی جواب) سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ

(۱) اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمھارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اسکو مانتے ہیں صہ ۲۷۲

(۲) جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (ملحد - دہریہ) کہلاتا ہے (سمو ۱۱/۲) صہ ۳۴۱

(۳) وید کی برائی کرنے والے شخص کو ذات، جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے صہ ۲۷۵

کہوں آریو - ذرا سوامی جی سے پوچھو کہ "وید ہی کو سچا اور دنیا بھر کو جھوٹا ماننا ۔ وید کے نہ ماننے والے کو دہریہ کہنا - اسکو ذات، جماعت، ملک سے نکال دینا کیا یکطرفہ ڈگری نہیں ہے ؟

سوامی نمبر ۲۶ — اگر خدا ہی نے ان کے دل اور کانوں پر مہر لگائی اور اسی وجہ سے وے گناہ کرتے ہیں تو انکا کچھ بھی قصور نہیں - یہ قصور خدا کا ہی ہے - ایسی صورت میں ان کو سکھ دکھ یا گناہ ثواب نہیں ہو سکتا - پھر (خدا) ان کو سزا و جزا کیوں دیتا ہے ؟ کیونکہ انھوں نے گناہ یا ثواب خود مختاری سے نہیں کیا ۔

مسلم — (الزامی جواب) **پہلا جواب** - تم قائل ہو کہ روح و مادہ غیر مخلوق ہیں بس وید کے ایشور کا کارنامۂ قدرت یہ ہے کہ ان دونوں کو ملا دیا یعنی پرمیشور صرف مرکب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ترکیب سے پہلے روح نہ نیکی و بدی کرتی تھی، نہ مادہ کی اس میں شرکت تھی - ہاں بعد ترکیب یہ سب کچھ ہوا - نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ ترکیب ایشور ہی نے دی اسلیئے روح گناہ کرتی ہے - پس روح کا کچھ بھی قصور نہیں بلکہ خطا ایشور ہی کی ہے - ایسی صورت میں اسکو سکھ دکھ نہیں ہو سکتا - پھر ایشور اسکو بذریعہ مکتی (نجات) اور آواگون (تناسخ) سزا جزا کیوں دیتا ہے ؟ کیونکہ روح نے پاپ (بدی) یا پُن (نیکی) خود مختاری سے نہیں بلکہ وید کے ایشور کے فعل ترکیب سے مجبور ہو کر کیا ہے ۔

دوسرا جواب - یجروید ادھیاے ۲۵ منتر ۱۳ میں ہے

"جو پرمیشور علم وغیرہ عطا کرنیوالا اور جس کے ظل حمایت و پناہ و **عنایت** سے **محروم** ہونا ہی موت لیعنی بار بار جینے مرنے کے چکر میں پڑنا ہے"

بنا ذ جب اس محرومی کی علت خود وید کے پرمیشور ہی کی عنایت نہ کرنا ہے تو پھر بندوں کا کیا قصور اور قرآن شریف پر اعتراض کیوں ؟

تیسرا جواب - خود سوامی جی بودھوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ

۱- انھوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی ہے جسکی نظیر ان کے سوائے دوسری جگہ نہیں مل سکتی یقین تو یہی ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنیکا ان کو یہی نتیجہ ملا ہے (ستیارتھ پرکاش صہ ۵۲۸ و ۵۲۹) اور لکھتے ہیں کہ ۔

۲- پرماتما کی ہدایت سے جو شخص اس ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے وہی مکتی کے سکھوں کو حاصل کرتا ہے اور جو خلاف عمل کرتا ہے وہ بندھ سے پیدا ہوئے دکھ کو بھوگتا ہے (" صہ ۳۲۰)"

۳۔ "ور جیو آتما کے اندر برے کام کے کرنے مین خوف تامل اور شرم اور اچھے کامون کے کرنے مین بے ڈری عدم تامل خوشی اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ جیو آتما کی طرف سے نہین بلکہ برماتما کی طرف سے ہے (ستیارتھ پرکاش)

۴۔ "پرمیشور نے انسانون کو جھوٹ 'ناحق' ادھرم اور ناانصافی مین بے اعتقادی دی ہے اسی طرح ...... وید مین بیان کیے ہوئے سچے ...... ثابت بے رو رعایت انصاف اور دھرم مین اعتقاد یا اعتبار عطا کیا ہے (بھومکا صفحہ ۲۶ بحوالہ یجروید ۷۷/۱۹)"

کیون آریو جب اچھے اور برے کامون مین خوشی خوف - اعتقاد بے اعتباری اور ہدایت بھی پرمیشور ہی نے دی ہے تو مخالفت مین بیچارے بدھون کی کیا خطا ہے کہ سوامی جی ان سے اتنے ناراض ہین نیز پھر قرآن پر اعتراض کرنے کے لئے کیون رال ٹپکی پڑتی ہے؟

(تحقیقی جواب) **پہلا جواب** - خدا خالق کل، مالک کل اور قادر مطلق ہے اسکو حق ہے کہ اپنے مخلوق مملوک اور مقدور مین جسطرح اور جو چاہے تصرف کرے - عالم کی کوئی شے اس کے آگے دم نہین مار سکتی جسکو چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ رکھے - نجات دے تو خالق کا فضل ہے - سزا دے تو مالک کا حق ہے - ناحق بھی سزا جزا دے تو قادر کی قدرت ہے - مہر کرنا بھی اس کے کمال قدرت کا ادنی کرشمہ ہے - اسپر کس کا حق ہے جو ظلم کا شکوہ کر سکے؟

لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون (پ ۱۷ انبیا) — خدا نہین پوچھا جا سکتا کہ کیا کرتا ہے اور (ہان) وہ سب پوچھے جاوین

ایسی کامل الاختیار ہستی کے بجائے اگر سوامی جی کوئی ضعیف اور لولا ایشور رکھتے ہون کہ جس پر ان کے چیلے آریہ مثلاً پنڈت لیکھرام بھی نکتہ چینی کرنے کی ہمت رکھتے ہین (کلیات صفحہ ۹۶) تو بیشک ان کا اعتراض درست ہے مگر یہ اعتراض نیست سے ہست کر دینے والے زبردست قرآنی خدا پر نہین بلکہ روح و مادہ کو نہ پیدا کرنے والے محض مرکب اور کمزور ویدک ایشور پر ہوگا جس کے جواب کے ذمہ دار سوامی دیانند اور ان کے چیلے آریہ ہونگے نہ کہ اہل اسلام۔

دوسرا جواب - کبھی بحیثیت علۃ العلل ہونے کے خدا آدمی کے بعض فعل کو مجازاً اپنی طرف بھی منسوب کر دیتا ہے - کون نہین جانتا کہ ایک فعل کو انجام دینے کیلئے جن قوی و آلات کو انسان استعمال کرتا ہے وہ خدا ہی کے خلق مین مگر ان کو اس فعل کیلئے استعمال کرنا خدا کا نہین بلکہ بندہ کا اپنا ذاتی فعل ہے - پس ختم یعنی کفر مین انتہائی زیادتی و پختگی یہ فعل حقیقتاً کافر کا ہے - لیکن جن قوی و آلات کو استعمال کرکے اس نے فعل کیا ہے وہ اللہ کی خلق

اس لحاظ سے خدا نے ختم کی نسبت مجازاً اپنی طرف بھی کر دی جسپر اعتراض کرنا سوامی دیانند جیسے محقق کے سوا کس کا کام ہے؟

تیسرا جواب - سوامی دیانند نے آیت زیر بحث کا حسب ذیل ترجمہ کیا ہے۔

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم (پ ۱ بقر) — مہر کی اللہ نے ان کے دلون پر اور کانون پر ان کی آنکھون پر پردہ ہے اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

ذرا دکھاؤ اس مین کہان لکھا ہے کہ (خدا ہی کے مہر کرنے سے کافر گناہ کرتے ہین)؟ - اپنے گرو کے اس مفید ... اگر کچھ بھی شرم و غیرت رکھتے ہو تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرو۔ پھر لطف یہ کہ سوامی جی وید کے متعلق خود ہی ... کہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنی کرنے چاہیئین - بھومکا صفحہ ۵۲) مگر ... قرآن پر اعتراض کرتے ہین تو آگے پیچھے سے بالکل بیخبر ہو جاتے ہین - حالانکہ اس سے پہلے کی آیت کا خود ہی یہ ترجمہ کر چکے ہین۔

ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون (پ ۱ بقر) — حقیقت کہ جو لوگ کافر ہوئے ان پر تیرا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وے ایمان نہ لاوین گے۔

اس سے بھی کفر کا ختم کی علت ہونا ظاہر ہے - اصل یہ ہے کہ ختم اور غشاوۃ کا حقیقی معنی (جسم یا جسمانی ... پردہ) مراد نہین بلکہ مجاز و استعارہ ہے جس سے کافرون کا انتہائی تمرد اور سرکشی ظاہر کرنا مقصود ہے - دیکھو ... کفر (عذاب) سے ڈرانا نبی کا فعل ہے اور اسپر بجائے ڈرنے کے کفر مین زیادتی سرکشی اور پختگی یہ کافر کا فعل ہے ... ان کے دل کان پر مہر اور آنکھ پر پردہ ہے جسکو ختم اللہ الخ مین بیان کیا گیا ہے - حد ہوگئی کہ کافر اپنی اس ... پر فخر بھی کرتے تھے۔

وقالوا قلوبنا غلف (پ ۱ سورۃ بقر) — کفار کہتے ہین کہ ہمارے دلون پر غلاف ہین۔

سرکش کافرون کی جس بدترین حالت کو جن معنون مین بطور استعارہ یہان ختم، غشاوۃ، غلف کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کیفیت کو انہین معنون مین دوسری جگہ بلفظ طبع، اکنۃ، اقفال، قساوۃ بیان کیا گیا ہے چنانچہ پارہ ۹ سورۃ اعراف مین خدا نے اسی کو یون ظاہر فرمایا ہے۔

ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین — اور ہم نے پھیلا رکھا ہے جہنم کے لئے بہت سے جن و انس کو جن کے دل ہین ان سے سمجھتے نہین اور آنکھین ہین ان سے دیکھتے نہین

لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغفلون -

اور کان ہین ان سے سنتے نہین - وہ جیسے چوپائے ہین بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہین وہی لوگ غافل ہین -

پس یہ ایک امر واقعی کا بیان ہے جس مین نہ خدا کی طرف سے ظلم ہے نہ نبی کی جانب سے بخالت ہان قصور ہے تو نافرمانون کی سرکشی کا مگر اس مین بھی سوامی جی کو اپنے کفر ہی کا جلوہ نظر آتا ہے تو یہ کفر کا ذکر خطا ہے نہ کہ قرآن کی - سچ ہے رنا پاک باطن والے جاہلون کو واقعی علم نہین ہوتا - بھوسکا صہ۔)

چوتھا جواب - ہان خدا ہی نے مہر کردیا' پردہ ڈالدیا لیکن کیا غیر کافر پر کفر سے پہلے اور ناحق؟ نہین اور ہرگز نہین - بلکہ کافر پر کفر کے بعد اسی کے کفر کیوجہ سے خدا نے مہر کیا پردہ ڈالا جسپر آیۃ ان الذین کفروا الخ اور آیات ذیل شاہد ہین -

۱ - بل طبع اللہ علیھا بکفرھم (پ نساء)
۲ - بل لعنھم اللہ بکفرھم (پ بقر)
۳ - کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون (پ تطفیف)
۴ - کذلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار (

۱ - بلکہ اللہ نے ان کے دلون پر مہر کردی ان کے کفر کیوجہ سے
۲ - بلکہ اللہ نے ملعون کردیا ان کو ان کے کفر کی وجہ سے
۳ - نہین نہین بلکہ زنگ جما دیا ان کے دلون پر ان کاموں نے جن کو وہ کیا کرتے تھے -
۴ - اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر کردیتا ہے -

یہ ہے عین انصاف اور یہ ہے روشن حقیقت جس پر کلجگ کے رشی مہرشی سوامی دیانند خاک ڈالنا چاہتے ہین' افسوس !!

نمبر ۶ - ان کے دلون مین بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی -

سوامی نمبر ۲۷

بھلا بلا قصور خدا نے ان کی بیماری بڑھا دی - کیا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت کا کام نہین ہے ؟

مسلم

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا پر یہ اعتراض ہے' جس کا جواب خود اسی آیت کے اس آخری جزء مین موجود ہے ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون (یعنی انکے واسطے اس لئے دردناک عذاب ہے کہ وہ حق کو جھٹلاتے تھے) مگر سوامی جی اسکو ہضم کرگئے -

آپ دوستو! ذرا اپنے رشی مہرشی گرو سے پوچھو کہ مہاراج' آگے پیچھے نہ دیکھنا - بہتان باندھنا اسطرح دوسرون کو فریب دینا' کیا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت کا کام نہین ہے ؟"

نمبر ۷ - جس نے تمھارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی -

سوامی نمبر ۲۸

بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے ؟ یہ جہالت کی بات ہے - آسمان کو چھت کی مانند ماننا تمسخر کی بات ہے - اگر کسی اور کرہ زمین کو آسمان مانتے ہون تو انکے گھر کی بات ہے -

مسلم

(الزامی جواب) یجر وید ادھیائے ۱۴ منتر ۱۴ مین ہے -

"اے انسانون! تمھارا گھر سکھ دینے والا ہو...... گھر زمین کی کھال کے مطابق ہون...... عالم لوگ بھی زمین کی کھال کی مانند اس گھر کی تعمیر کو جانین"

کیون آریہ مہاشو' بھلا زمین کی کھال ہو سکتی ہے ؟ یہ جہالت کی بات ہے - زمین کو کھال کی مانند ماننا تمسخر کی بات ہے - کسی اور کرہ آسمان کو زمین مانتے ہو تو تمھارے گھر کی بات ہے -

(تحقیقی جواب) زیر بحث فقرہ والسماء بناء ہے - سماء عربی مین بادل' افق' سمت اعلیٰ اور علی الاکثر مثل گنبد محسوس نیلی چھت کو بھی کہتے ہین - قرآن مین یہ لفظ بمعنی اخیر مستعمل ہے - بناء کے معنی عمارت کے ہین' یہان اسکے معنی چھت بھی ہے جسکو عربی مین سقف کہتے ہین اور قرآن مین آسمان کے لئے یہ لفظ بھی مذکور ہے' چنانچہ ارشاد ہے - ۴۴

وجعلنا السماء سقفا محفوظا (پ انبیاء) اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا

پس آسمان کا چھت یا مثل چھت ہونا ہمین تسلیم ہے کیونکہ عرب کا محاورہ ہے وہ ہر بالائے سر بلند چیز کو اپنی زبان مین سقف یعنی چھت کہتے ہین اور چونکہ مکان کے چھت کی طرح آسمان بھی بالائے سر ہے اس لئے اسپر بھی لفظ سقف بولتے ہین - اہل عرب اور ان کی زبان کی مناسبت عربی قرآن مین بھی ملحوظ ہے -

مجھے تعجب ہے کہ سوامی جی کو اسپر کیون اعتراض ہے ؟ کیا ان کو اپنے سر پر اپنے گھر کی اپنی بنائی ہوئی چھت نظر آتی ہے اور خدا کی بنائی ہوئی نیلگون چھت نہین دکھائی دیتی ؟ اگر کہا جائے کہ آسمان کوئی چیز نہین بلکہ حد نظر ہے' پھر چھت کیسی - تو مین نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ مہاراج' منتہائے نظر پر جو چیز بھی نیلگون نظر آتی ہے اس کا تو مثل چھت بالائے سر ہونا مسلم ہے - رہی یہ بحث کہ آسمان خود واقعی شخص ہے اور ہمیشہ محسوس ہو رہی ہے

کوئی چیز ہے یا نہیں اور ہے تو مجسم ہے یا غیر مجسم؟
زیندہ جس نمبر میں آپ اس کے متعلق زبان درازی کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں ہم انکو سیڑھی کے
کے پیچھے پر رنگ پیدا کر دینے والا پہاڑ بھی دکھا دیں گے۔

نمبر ۸ - اگر تم اس کلام سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتاری تو اسکی سی ایک سورۃ لاؤ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کر سکو گے اس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر اور جو تیار رکھی گئی ہے واسطے کافروں کے۔

سوامی نمبر ۲۹ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کے مانند کوئی سورۃ نہ بنے؟

مسلم (الزامی جواب) مترجم بھومکا کرنالی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ
" ویدوں میں عروض کا کمال - الفاظ کا کثیر المعانی ہونا لفظوں کا مصدری یا لغوی معنی
رکھنا اور الفاظ کی بندش ان کے الہامی ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہیں - یہ بات کمال انسانی کے احاطہ
باہر ہے - صـ ۱۲ "

خط کشیدہ عبارت کا صاف یہ مطلب ہے کہ کوئی وید جیسا وید بنا سکتا ہے نہ اس کے منتر جیسا منتر تصنیف کر سکتا ہے - کیوں آریو! بھلا یہ کوئی بات ہے کہ وید کے مانند کوئی وید یا اس کے منتر کے مانند کوئی منتر نہ بنے؟ (اسکی مزید تشریح و بحث میری کتاب تحریف وید میں دیکھو)

(تحقیقی جواب) اعجاز قرآن کی علمی اور دقیق بحث عوام بالخصوص آریہ مہاشوں کے فہم سے بالا ہے - عربی زبان کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ مخالفین تک اعجاز قرآن پر "انگشت حیرت در دہان مرد دانیم بردن" ہیں مگر سوامی جی جنکی مادری زبان صرف گجراتی ہے - وہ عربی - فارسی اردو سے بالکل محروم ہیں انکی خود سنسکرت زبان غیر مادری تھی بلکہ ان کے ہم عصر سنسکرت کے ماہر سناتنی پنڈت بھی اس امر کے منکر تھے کہ سوامی جی کو اچھی طرح یا وید سمجھنے کے لائق سنسکرت زبان آتی تھی - حتیٰ کہ بقول خود سوامی جی دیوناگری یا آریہ بھاشا زبان سے بھی کم واقف تھے (ستیارتھ پرکاش صـ ۱)

حیرت ہے کہ اس بے سر و سامانی پر بجائے پشیمانی کے ۱۳ سو برس بعد اب آپ چلے ہیں اُس بے پایاں سمندر کی تھاہ لگانے جس میں بڑے بڑے غواص ڈوب گئے - گو سوامی جی کی یہ نادانی اُن کے غلط بیانی کی خود نشانی ہے تاہم بقول کسے "خط گو را تا بخانہ باید رسانید" یہ عرض ہے کہ -

(۱) جو کلام در اصل لفظاً و معناً خدا کا کلام ہو
(۲) اور خدا نے اپنے اس کلام میں یہ رعایت بھی رکھی ہو کہ غیر خدا ویسا کلام نہ بنا سکے۔
(۳) اور خدا کا یہ کلام (یا کلام) کسی نبی کی معرفت ظہور پذیر ہوا ہو (جس کو اصطلاح میں اہل اسلام معجزہ کہتے ہیں)

تو اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان ویسا کلام ہرگز ہرگز کبھی نہیں بنا سکتا۔ الحمد للہ کہ قرآن کو یہ تینوں باتیں حاصل ہیں - یعنی وہ خدا کا کلام بھی ہے - اس میں یہ رعایت بھی ہے کہ ویسا دوسرا کوئی نہ بنا سکے - اور معجزہ بھی ہے چنانچہ اس پر آیۃ زیر بحث کا اعلان شاہد ہے - بخلاف وید کے کہ نہ وہ کلام خدا ہے نہ اس میں یہ رعایت ہے کہ ویسا دوسرا نہ بنا سکے نہ معجزہ ہے بلکہ آریہ چونکہ نبوت اور معجزہ کے منکر ہیں اس لئے ان کے بیان خدا کے کلام کا ایسا بے مثل و بے نظیر ہونا کہ ویسا دوسرا نہ بنا سکے عقلاً نا ممکن ہے (اس کی مکمل بحث میری کتاب الفرق الکامل بین الحق والباطل میں قابل دید ہے) سوامی جی یا ان کے پیرو اسی لئے اعجاز قرآن پر اتنے کبیدہ خاطر ہیں - بہر حال آریہ اور ان کے گرو وید کے محرومی اعجاز پر جتنا بھی ماتم کریں کم ہے - وہ قرآن کے شرف اعجاز پر جسقدر بھی رشک کریں بجا ہے -

آریو - قرآن پر اعتراض کرنیوالے تمھارے گرو تو مر گئے' ہاں ان کی لکیر کے فقیر تم چلے ہو لہذا سنو ہم اہل اسلام کا یہ دعوی ہے کہ " بہ لحاظ فصاحت و بلاغت - سلامت من الفرات - بقاء و حفاظت - تکمیل ہدایت - قبول عقل - سہولت عمل - جامعیت تعلیم - عدم اختلاف - قوت تاثیر - قوت دلائل - اخبار بالغیب - نظام الفاظ - حسن معانی غرض بصورت بجمیع صفات محبوب اور محفوظ من کل العیوب بہر حیثیت قرآن شریف معجزہ ہے اور یہ معجزہ اپنے اول تاریخ نزول و ظہور سے اب تک موجود ہے اور انشاء اللہ تعالی الی یوم القیامہ دائم و قائم رہیگا -

لیکن چونکہ قرآن کا اول محل نزول ملک عرب اور اُس کے پہلے مخاطب اہل عرب ہیں اور وہ بیگانہ اہل زبان مخالفین قرآن کو اپنے فصیح و بلیغ ہونے پر اسقدر جو ناز تھا کہ وہ اپنے سوا تمام غیر عرب کو عجم (گونگا) کہتے تھے - اسلئے نسبتاً قرآن کی فصاحت و بلاغت کی اعجازی حیثیت زیادہ نمایاں ہو گئی - مناسب تو یہ تھا کہ قرآن کے متعلق دعوی اعجاز کے بعد (۱) ثبوت اعجاز (۲) وجوہ اعجاز ہر دو امر کا بیان کیا جائے گا چونکہ امر دوم پر بحث کا یہ موقع نہیں - ہے انا امر اول کی بابت مختصراً یہ گذارش ہے کہ

۴۵

اگر بقول سوامی دیانند یہ سچ ہے کہ انسان قرآن جیسا دوسرا قرآن یا اس کے سورۃ جیسی دوسری سورۃ بنا سکتا ہے تو لِکھا ہو اس کے ضروری سامان یہ ہو سکتے ہین کہ آدمی

(۱) جس زبان مین قرآن ہے اس کا خوب ماہر ہو۔

(۲) وہ قرآن کا مخالف ہو۔

(۳) قرآن نے مخالف کو مقابلہ کی دعوت دی ہو۔

(۴) مخلوق مین سے دوسری طاقت مقابلہ سے غیر مانع ہو۔

اور تاریخ شاہد ہے' دنیا جانتی ہے' مخالف بھی مانتے ہین کہ اہل عرب کی عربی زبان مادری زبان تھی جسکی فصاحت و بلاغت بزمانہ نزول قرآن اسدرجہ کامل تھی کہ اس پر اُن کو فخر تھا وہ قرآن کے اول درجہ کے دشمن بھی تھے ۔ قرآن نے علانیہ ان کو اسطرح دعوت مقابلہ بھی دی ۔

۱ ۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

کہدو کہ اگر تمام جن وانس ملکر بھی چاہین کہ اس جیسا قرآن بنالائین تو نہین لاسکتے ۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد پر کیون نہ ہون ۔

۴۶ جب پورے قرآن کا مثل' مخالفین نہ بنا سکے تو خدا نے فرمایا" یہ دشمن قرآن کہتے ہین کہ نبی نے اسکو اپنے جی سے بنا لیا ہے ۔ تو

۲ ۔ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین (پ ۱۲ ھود)

کہدو کہ وہ قرآن جیسی دس ہی سورتین بنا کر لائین اور اپنی مدد کے لئے خدا کے سوا جسکو چاہین بلالین اگر وہ سچے ہین ۔

جب قرآن جیسی دس سورۃ بھی نہ بنا سکے تو ارشاد ہوا" مخالفین اگر تمکو اس کے کلام خدا ہونے مین کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے ۔ تو

۳ ۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین (پ ۱ بقر)

اس قرآن جیسی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام گواہون کو بلا لو اگر تم سچے ہو ۔

یہی اعلان ایک جگہ اور بھی ہے ۔

قل فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین (پ ۱۱ یونس)

کہدو مخالفین سے کہ قرآن جیسی ایک سورۃ تو بنا کر لاؤ اور خدا کے سوا جسکو چاہو مدد کے لئے بلا لو اگر تم سچے ہو ۔

جب قرآن جیسی ایک سورۃ بھی مخالفین قرآن نہ بنا سکے تو کہا گیا" کیا وہ کہتے ہین کہ پیغمبر نے قرآن کو خود گڑھ لیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ ان مین ایمان نہین ہے ۔ ان سے کہو کہ

۴ ۔ فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صٰدقین (پ ۲۷ طور)

وہ قرآن جیسی ایک ہی بات بنا کر پیش کرین اگر سچے ہین ۔

دیکھو اور انصاف کرو یہ کس دھوم کا اعلان ہے ۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین (پ ۱ سورۃ بقر)

پس اگر تم قرآن جیسی سورۃ بنا کر نہ لاسکو اور تم یقیناً نہ لاسکو گے تو جہنم کی آگ سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہون گے جو کافرون کے لئے تیار رکھی گئی ہے ۔

۴۷ تعجب ہے کہ لقلنا مثل ھذا کا دعوی کرنے والے ہی مخالفین قرآن بوجہ عداوت ہر طرح کے مقابلہ مین خود قتل ہوتے تھے' رشتہ دارون کو قتل ہوتے دیکھتے تھے' اپنی عزت آبرو آل اولاد مال جائداد سب برباد کرتے تھے' مگر قرآن جیسی ایک بات بھی نہ بنا سکے ۔ آخر یہ کیون ؟

حالانکہ مخلوق مین سے کوئی دوسری طاقت مقابلہ سے مخالفین کو مانع بھی نہ تھی ۔ کہان ہین سوامی جی اور اُن کے چیلے آریہ آئین اور اس کا جواب خود انھین عربون کی زبانی سنین ۔

(۱) ابو عبیدہ سے مروی ہے ۔ ایک اعرابی نے کسی سے آیۃ فاصدع بما تومر (پ ۱۴ حجر) سنا ۔ اس نے اسیوقت سجدہ کیا اور کہا کہ مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا ہے (تفسیر کبیر اعظم)

(۲) ایک اعرابی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا (پ ۱۳ یوسف) تو اس نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی اس کلام پر قادر نہین ہو سکتا (〃)

(۳) بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے جو معززین عرب مین سے تھا اور فصاحت مین سید قریش سمجھا جاتا تھا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ مجھے کچھ قرآن تو سنائیے ۔ آپ نے آیۃ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الخ (پ ۱۴ نحل) پڑھا ۔ اس نے سنکر کہا واللہ اس کلام مین

شیرینی ہے' بیشک اسمین مزہ ہے' اسکی بلندی پھل دینے والی ہے' اسکی پستی شاداب ہے' اور یہ کلام آدمی نہین کہہ سکتا (۳)

(۴) قریش مین سے ایک شخص عتبہ نامی ان کا مشہور مالدار سردار تھا وہ معززین قریش کے ایما سے حضور صلعم کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے بھتیجے محمد اگر تم مال چاہو تو ہم تمھین مالا مال کر دین عزت چاہتے ہو تو ہم سب تمکو اپنا رئیس بنالین۔ حکومت چاہتے ہو تو ہم لوگ تم کو عرب کا بادشاہ بنا دین تمھارے دماغ مین کچھ خلل آگیا ہو تو ہم علاج کرائین غرض جو چاہو سو کرنے کو حاضر ہین مگر تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو حضور نے فرمایا یہ سب کچھ نہین۔ تم کو میری حقیقت اس کلام سے معلوم ہوگی یہ کہکر آپ نے پ ۲۴ سورہ حم سجدہ کا ابتدائی حصہ پڑھا جسے سنکر عتبہ دم بخود ہو گیا اسپر موہویت کا عالم طاری ہو گیا۔ ہاتھون پر سہارا دیے گردن پشت پر ڈالے سنتا رہا بالآخر چپ چاپ اٹھکر چلا گیا۔ حال سننے کیلئے معززین قریش بڑے شوق سے اس کے پاس جمع ہو مستفسر ہوے۔ عتبہ نے کہا اے قریش مین ایسا کلام سنکر آیا ہون جو نہ کہانت ہے نہ شعر ہے نہ جادو ہے نہ منتر ہے۔ میرا کہا مانو محمد کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ یہ سنکر سب بول اٹھے کہ لو عتبہ پر بھی محمد کا جادو چل گیا۔

(ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۰۰) ۴۸

(۵) مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ ابن المقفع جو اپنے زمانہ کا بڑا فصیح تھا اس نے قرآن کے مقابلہ کیلئے چند سورتین تصنیف کی تھین۔ کسی روز اس نے ایک لڑکے کو مکتب مین یہ آیت پڑھتے سنا وقیل یا ارض ابلعی ماءک (تا) ظلمین (پ ۱۲ ھود) یہ سنتے ہی لوٹا اور جو کچھ لکھا تھا اسکو مٹا کر کہا "مین گواہی دیتا ہون کہ اس کا معارضہ نہین ہو سکتا۔ یہ آدمی کا کلام نہین ہے (تفسیر اکسیر اعظم)

(۶) اصمعی نے حکایت کی ہے کہ مین نے ایک عرب کی لڑکی سے نہایت فصیح و بلیغ چند شعر سنے بڑے دلچسپ تھے۔ تعجب سے پوچھا کہ تو نے یہ فصاحت کہان سے سیکھ لی۔ اس نے جواب دیا یہ کیا فصاحت ہے فصاحت وہ ہے جو اللہ نے کہا ہے واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت (تا) مرسلین (قصص)

(۷) حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ بحالت کفر اسلام کے دشمن اور قرآن کے مخالف تھے بمشورہ سرداران قریش اسی لئے تلوار لیکر نبی عربی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے چلے تھے مگر پ ۱۶ سورۂ طہ کی ابتدائی آیتین اپنے بہنوئی کے یہان دیکھکر خود ہی قتیل ہو گئے یعنی قرآن کی فصاحت و بلاغت کے اعجاز نے انھین مجبور کر کے حضور کے قدمون پر لا کر گرا دیا اور قاتل سے غلام بنا دیا۔

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

قیمت	خلاصہ مضمون	نام کتاب
جلد اول عہ / جلد دوم عہ / جلد سوم عہ / جلد چہارم عہ / حصہ پنجم عہ / جلد ششم [illegible]	فقہ حنفی کی کتب سے ضروری مسائل عام فہم اردو مین منتخب کیے گئے ہین (۱) زبان سلیس صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مفتی بہ مسائل (۳) حتی الامکان کوئی مسئلہ چھوٹنے نہین پایا نعم البدل کسی دوسری کتاب مین اس کثرت سے مسائل یکجا نہین ملین گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) اپنے موقع سے احادیث بھی ساتھ ہین (۶) ہر جلد کے آخر مین چہل حدیث اور چہل اخبار فاروق اعظم بالفعل چھ جلدین اس کتاب کی تیار ہین۔	علم الفقہ از مدیر النجم
فی جلد عہ	اس کتاب مین سات ہزار پانچسو صحابہ کرام کے حالات ہین اردو مین کوئی کتاب ایسی نہین تھی اور اسکی سات جلدین تیار ہین اور اب بہت کم نسخے باقی ہین۔	ترجمہ اصابہ
ے	عرب کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ۔ پہلی جلد تیار ہے جس مین ابتدائے آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہین۔	ترجمہ تاریخ طبری
	جلد اول ڈبل قلم بادامی کاغذ، سادہ سفید کاغذ، زرد کاغذ	[illegible]
عہ	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی کے فتوون کا اردو مین ترجمہ ہر قسم کے مسائل وغیرہ	ترجمہ فتاوی عزیزی
۶ر	آیت تطہیر یعنی آیت تفسیر شیعون کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت مین انھون نے آل عبا کو مراد لیا لہذا اہل سنت کی قرآن اور لغت سے تحقیق۔	تفسیر آیت تطہیر
۴ر	آیہ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعون کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	تفسیر آیت مودۃ القربی
۴ر	از مدیر النجم	[illegible]
۱۲ر	قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جسنے زور لگا کر آجتک اب دیکھئے ثابت کر دیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر بحال ہے اور شیعون پر الزام قرآن کے بیان کو کوئی تحریف کی روایت نہین نکلا بلکہ چالیس لطیف مسائل مذہب شیعہ کے ہین۔	[illegible]
۴ر	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم مین	[illegible]
۴ر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ صرف قرآن مجید سے لکھی گئی ہے اسمین بے پناہ استدلالات ہین	[illegible]
۳ر	از مدیر النجم	[illegible]
ار	مسلمانون کی کتابون سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان	[illegible]

نمبر ۱۷

جلد ۳	۷ - رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ	نمبر

باہتمام ... مطبع ... المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر

تحفۂ تیموریہ	حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل وغیرہ کا خاندان شاہی دہلی کے لئے لکھا تھا۔	[illegible]
تحقیق البیان	ہمارے ملک کی تحقیق اردو - جا بجا لطیف نظمیں - مصنفہ مولوی اکرام حسین صاحب کاکوروی	[illegible]
[illegible]	مصنفہ اعلیٰ حضرت مدیر النجم	[illegible]
ایڈیٹر اصلاح کی [illegible]	ایڈیٹر اصلاح کا مناظرہ سے فرار	[illegible]
[illegible]	ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لئے مقرر کیا تھا۔	[illegible]
مناظرہ بمبئی	بمبئی میں شیعوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے حقیت ہر سہ خلافت ثابت کی گئی۔	[illegible]
فتح مبین	شیعوں کے قبلہ و کعبہ ایڈیٹر اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز آ کر مغلوب ہونا	[illegible]
صیور نگون	رنگون میں خواجہ کمال الدین مرزائی کا حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد میں - نہایت ہی جامع کتاب ہے	[illegible]
چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جمع کی ہوئی چالیس حدیثیں نماز روزہ کے متعلق۔	[illegible]
مجموعہ وظائف جیولہ	جس میں یہ رسالے ہیں حزب البحر - حزب اعظم - دعای گنج عرشی - چہل اسمائے اعظم اسماء اصحاب بدر - شجرہ حنفیہ منظوم	[illegible]
اصل الوضا	بجز میں وعظ ہر قسم کی منجمین آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے۔	[illegible]
الانصاف	صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں جس قدر فقہی اختلافات ہوئے ان کے وجوہ و اسباب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف اور مدیر النجم کا اردو ترجمہ ہے اصل کتاب مع ترجمہ چھپی ہے۔	[illegible]
تقدیر و تدبیر	مسائل قضا و قدر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا شرعاً کس درجہ میں ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	[illegible]
[illegible]	مصنفہ مولوی عبد الحکیم صاحب بنگالی۔	[illegible]
جلت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی	[illegible]
[illegible]	نثر دار سی جس میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا فتویٰ۔	[illegible]
تحفہ لاثانی	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو بمقام بمبئی حضرت مولانا عبد الشکور صاحب اور مولوی شاہ احمد صاحب کانپوری سے ہوا	[illegible]
رسالہ [illegible]	نہایت محققانہ دلائل سے ... کا ... ثابت کیا ہے	[illegible]
مباحثہ تکیہ یان	اس معرکۃ الآراء مباحثہ کی روئداد جو شیعوں سے بمقام تکیہ یان ضلع ہوشیار پور میں ہوا۔	[illegible]
حقیقۃ الفتح حضرت ... کسوٹی کی کسوٹی	شیعیان امروہہ کا رسالہ حق کی کسوٹی کا جواب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ میں دیا ہے مضامین نہایت محققانہ اصولی دلائل ... ثابت کر دکھائیں	[illegible]

قواعد

(۱) یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

(۲) رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات وٹائیٹل کے ... صفحہ ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زائد بھی ہوتا ہے۔

(۳) عام چندہ حسب نقشہ ذیل کے ہوگا۔

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
للعہ	۱ؔ	۱ؔ

ممالک غیر سے بقدر زیادتی محصول ... بہ نسبت بیرون ... سالانہ چندہ دہندگان خاص میں شمار ہوں گے

(۴) چندہ ہر حال پیشگی لیا جائے گا۔

(۵) رسالہ کا آغاز ماہ محرم سے ہے

(۶) جو اصحاب درمیان سال میں خریدار ہوں گے اگر نصف سال سے پہلے خریدار ہوگا تو آغاز سال سے ورنہ نصف سال کے بعد سے وہ چاہیں گے پرچہ کا اجرا ہوگا۔

(۷) نمونہ کا پرچہ ... کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے

(۸) اگر کوئی پرچہ نہ پہنچے تو دوسری اشاعت سے پہلے طلب کر لینا چاہیئے

(۹) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانوں میں اتباع شریعت کی ... چونکہ مخالفین اسلام کے اعتراضات ... کا زور ہے ... مسلمانوں کے ... اور تمام ہندوستان میں ان کا جواب دینے والا نہیں ہے اس لئے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

... علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد کو پورا کرنے ... مضمون نہایت ... نہایت ... کے ساتھ ...

فہرست کتب موجودہ دفتر

نام کتاب

... دفتر النجم لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۱۷ جلد سوم

۷ - رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

عبادت اور تقویٰ کا مہینہ

جن مذاہب کو اپنی رہبانیت پر ناز تھا مثلاً عیسائی اور ہندو وہ یہ لوگ اسلام پر طعن کرتے تھے کہ اسلام میں رہبانیت اور نفس کشی کی تعلیم نہیں ہے روزہ اور اس مہینہ کی دوسری عبادات نے ثابت کر دیا کہ اسلام کے مقابلہ میں ان کا ناز بیجا ہے۔

ان پر ظاہر ہے کہ اسلام چونکہ تمام عالم کے لئے ہے اور تمام انسانوں کے لئے ہے اس لئے اس کے احکام میں توسط و اعتدال کا لحاظ رکھا گیا ہے اگر تمام دنیا کے لوگ اسلامی قوانین کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیں تو بنا سکتے ہیں ایک بادشاہ تخت بادشاہی پر قائم رہ کر ایک فقیر اپنی زاویہ عزلت میں بیٹھا ایک بے خانماں اپنے تجرد کی حالت میں ایک اہل و عیال والا اپنے بال بچوں میں رہ کر غرض ہر طبقہ کا انسان اسلامی تعلیم کا پیرو بن سکتا ہے۔

غرض تمام عبادتیں اسلام میں توسط و اعتدال کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں یہ رمضان گویا عبادت کا مہینہ ہے نفس کے مغلوب کرنے کیلئے اس کی خواہشوں کا پورا نہ کرنا ایک مجرب نسخہ ہے اور بڑی بڑی خواہشیں نفس کی تین ہیں۔ کھانا پینا اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا انھیں تین چیزوں کو روزہ کی حالت میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

ان تینوں چیزوں کے ترک کرنے سے ایک ملکوتی کیفیت انسان میں پیدا ہوتی ہے اور عالم ملکوت سے ایک خاص مناسبت اسکو حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی حقیقت صرف انھیں تین چیزوں کے ترک پر ختم نہیں ہوتی بلکہ تمام گناہوں کا ترک کرنا اور خدا کے

ذکر میں مشغول رہنا اسکی حقیقت کا رکن اعظم ہے حضرت شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں ۔

روزہ حفظ دل ست از خطرات　　　پس بود با مشاہدہ افطار

رمضان کے دنوں میں عبادت کا انحصار نہیں بلکہ دن سے زیادہ رات میں عبادت کی تعلیم دی گئی ہے۔ آج کل ہمارے بہت سے بھائی اپنی بے اعتدالیوں یا ظاہر بینیوں کی وجہ سے روزہ کے اصلی فوائد سے اپنے کو محروم کر دیتے ہیں۔ کھانا پینا تو انھوں نے ترک کر دیا مگر جھوٹ اور غیبت اور دوسرے گناہوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ بھی نہ سہی تو بجائے خدا کی عبادت کے دن کا وقت خواب غفلت کے نذر کر دیتے ہیں اور رات کو کھانے پینے کی کثرت اور بے اعتدالیاں تمام برکات و تاثیرات کو فنا کر دیتی ہیں۔ دن کے نہ کھانے نہ پینے کی تلافی رات کو کر لیگئی تو پھر نتیجہ ہی کیا ہوا۔

یوں تو یہ مہینہ کل کا کل انوار و برکات کا منبع ہے مگر آخری عشرہ میں ایک رات سب سے بڑھکر ہے اس رات کی تعریف میں پوری ایک صورت قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے یعنی سورہ انا انزلناہ جس میں شروع سے آخر تک سوائے اس رات کی بزرگی کے اور کوئی بیان ہی نہیں ہے اس سورت میں فرمایا کہ اس ایک رات میں جسقدر ثواب اور رضائے الٰہی کا حصول ہو سکتا ہے اس قدر ہزار مہینے کی عبادت سے بھی ناممکن ہے۔

رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف بھی سنت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر آخری رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا اعتکاف کہتے ہیں کسی عبادت گاہ یا مسجد وغیرہ کے کسی مقام پر بیٹھ جاتا ہے کہ بیان سے بغیر لئے ضروری حاجتوں کا راستہ وصول رہکر بیٹھ جاتا ہے ... اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے مالک کی چوکھٹ پر دھونی رما کر بیٹھ گئے اور گھر بار چھوڑ کر اسکی دہلیز پکڑ لی ... جیسے تین دن رات گنتی ... آسکا ذکر ہے سبحان اللہ یہ بڑی پسندیدہ عبادت خدا توفیق دے ...

واقعات جون پور

(۱) جون پور کے مسرت انگیز واقعات میں سے بڑی چیز جو تمام مواعظ و نصائح کا مقصد اصلی ہے یہ ہے کہ مسلمانوں میں دینداری کا اور نماز کا خاص طور پر ولولہ پیدا ہوا تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ امسال رمضان میں مساجد کی آبادی تراویح کا اہتمام ... روزہ داروں کی کثرت جون پور کی تاریخ میں ایک قابل فخر یادگار رہنے کے لائق ہے فالحمد للہ علی ذالک ۔

(۲) جن اصحاب نے شیعوں کے مقابلہ میں تبلیغ و مباحثہ کا عزم کیا تھا وہ اپنے کام میں مشغول ہیں۔ جناب مولوی علی حسن صاحب کے دو مضمون النجم میں چھپ چکے ہیں اور آپ کتب شیعہ کے مطالعہ کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جناب مولوی عبدالشکور صاحب مرزاپوری بھی جلد سے جلد اس طرف توجہ فرمائینگے جس طرح آپ دن کی رد میں ان کی تحریرات بہت ذوق سے پڑھی جاتی ہیں انشاءاللہ شیعوں کے مقابلہ میں بھی اسی نظر سے دیکھی جائینگی ۔

(۳) شیعیان جونپور اب اپنے افعال کے نتائج دیکھکر خاموش ہیں غالباً دل میں بہت پشیمان ہوں گے مذہب اہل سنت پر اس قدر ناروا حملے کرتے تھے ہر روز بد ان کو دیکھنا پڑتا۔ پہلے تو انھوں نے مجتہدین لکھنؤ سے فریاد کی اور ان کو مناظرہ کرنے کے لئے آمادہ کرنے میں اپنی پوری طاقت خرچ کر دی مگر جب اس میں ناکامی ہوئی اور کسی مجتہد نے مناظرہ کی ہمت نہ کی تو کچھ دنوں اشتہار بازی کے دامن میں پناہ لی۔ جون پور کے برادران اہلسنت نے ان کی اشتہار بازی کا بھی ایسا جواب دیا کہ اہل سنت کے بچے بچے نے ان کی ہمت پست کر دی۔ آخر اشتہار بازی کی خدمت لکھنؤ کے شیعوں نے اپنے ذمہ لی اور جون پور کے شیعوں نے حکام ضلع سے فریاد کی مگر یہ معاملہ کی ابتدا خود انھی کی طرف سے تھی اور اہل سنت نے مدتوں صبر و سکوت سے کام لینے کے بعد مدافعانہ کارروائی کی تھی لہذا حکام ضلع اس میں کچھ ان کی مدد نہ کر سکے لہذا شیعیان جون پور اب بالکل خاموش ہیں۔ کاش جون پور کے شیعہ اب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں اور آئندہ کبھی اپنے مذہب کو کتمان و تقیہ کے پردہ سے باہر لانے کا قصد نہ کریں اور اہل سنت کے مذہب پر حملہ کرنے سے دل آزاری کی حرکات سے اجتناب کریں تو اہل سنت کو کوئی ضرورت ان کی طرف متوجہ ہونے کی نہیں ہے۔ آئندہ انھیں اختیار ہے ۔

(۴) جون پور کے واقعات سے اور مذہب شیعہ کے اسرار جو جون پور میں طشت از بام ہوئے ان کی وجہ اور زیادہ تر اس سبب سے کہ جون پور کے شیعوں نے مجتہدین لکھنؤ کی مدد پر بھروسہ کر کے اتنی جرأت کی تھی لیکن وقت پر کوئی کچھ نہ کر سکا۔ لکھنؤ کے شیعہ بہت بے چین ہوئے اور اس بے چینی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طوفان بطرز اشتہار بازی کا لکھنؤ میں برپا ہوا پے در پے سات آٹھ اشتہارات لکھنؤ کے شیعوں نے شایع کئے ان میں سے کل یا اکثر جون پور بھی پہونچائے جاتے تھے اور وہاں تقسیم و چسپاں ہوتے تھے جن کا جواب جون پور کے سنیوں نے بھی خوب خوب دیا۔

لکھنؤ میں اب سے پہلے کبھی شیعوں کی ہمت نہ تھی کہ اس طرح بے وجہ اور بے سبب سنیوں کے خلاف

مدیر النجم خود اپنا ایمان بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ دوم یہ کہ اس سلسلہ سے مناظرہ کی نوبت بھی نہ آئے گی اور شیعوں کا مناظرہ سے عاجز ہونا بھی ظاہر نہ ہوگا۔ حالانکہ جسکو خدا نے ذرا بھی عقل دی ہوگی وہ ان دھرم کے حیلے بہانوں کو وہ صاف صاف اپنی عاجزی کے اقرار سے بدتر سمجھیگا۔

خدا جانتا ہے اگر سنیوں کی طرف سے ایسے حیلے حوالے نکالے جاتے تو سیکڑوں سنی اپنے مذہب کو خیرباد کہدیتے۔

اچھا اگر شیعوں کو کچھ بھی اپنے اشتہار کا پاس و لحاظ ہو تو اپنے مجتہدوں کو آمادہ کریں۔ ابھی لکھنؤ میں ایک مباحثہ خاص اسی مسئلہ پر ہو جائے کہ جناب مولانا صاحب مدیر النجم اپنا مذہب بتلائیں اور مجتہدین شیعہ حضرت علی وغیرہ کا۔

ج حضرت مولانا صاحب کی شان میں کچھ بیہودہ بدتمیزی و گستاخی کے الفاظ رضاخانیوں کے نقش اور مسعودی وغیرہ جھگڑالوں کے پردہ میں لکھکر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔

حالانکہ اگر ہماری طرف سے جواب دیا جاتا تو جیسے الفاظ انہوں نے ایک عالم اہلسنت کے متعلق لکھے ہیں جنکا وہ ثبوت نہیں دے سکتے اس سے بدرجہا بڑھکر خود ان کی کتابوں سے ان کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

د کچھ فقرہ محض جوش دلانے کیلئے یا دل آزاری کیلئے لکھے گئے ہیں مقصود یہ تھا کہ کسی طرح سنی جوش میں آکر ہماری اشتہار بازی کا جواب دیں اور اس سلسلہ میں کچھ ہنگامہ آرائی شروع ہو جائے خدا اشتہاروں میں یہ لکھنا کہ ہمارا خطاب سنیوں سے نہیں ہمارا خطاب تو اس شخص سے ہے جو سنیوں کا بھی دشمن ہے اور مثلاً یہ لکھنا کہ ہم تو اشتہار بازی کا سلسلہ جب تک النجم جاری ہے برابر قائم رکھینگے وغیرہ وغیرہ۔ مگر الحمد للہ کہ یہ تدبیر ان کی خاک میں مل گئی اور کسی نے ان اشتہارات کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا

ھ کچھ باتیں جھوٹی اور بے بنیاد مولانا صاحب کی تقریر کا حوالہ دیکر شائع کی ہیں۔ غالباً یہ خیال ہوگا کہ اب جھوٹی باتیں دیکھکر تو برداشت نہ کریں گے اور ضرور جواب دیں گے مگر خدا کا شکر ہے ان کا یہ خیال بھی غلط ثابت ہوا۔

ان جھوٹی باتوں کی حقیقت یوں ہے کہ ایک مرتبہ شب کو بہت رات گئے مدرسۃ الواعظین اور دوسرے مدارس شیعہ کے طلبہ و مدرسین جن میں اعجاز حسین صاحب بدایونی بھی تھے حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چونکہ وہ وقت ملاقات کا نہ تھا اس لئے اطلاع یوں کرائی کہ ہم لوگ جون پور سے آئے ہیں

اور کچھ ضروری باتیں عرض کرنا ہیں چنانچہ مولانا صاحب باہر تشریف لائے۔ اعجاز حسین صاحب نے پہلے تو [illegible] مضمون کی ابتدا کی کہ آجکل سنی شیعہ میں اتفاق کی ضرورت ہے اور یہ مناظرات و مباحثات اور ایک دوسرے کا رد کرنا ہونا بہتر نہیں فریقین میں کشیدگی کا باعث ہے اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ ابتدا کس جانب سے ہوا اسکے بعد اگر یہ سلسلہ بند کرنا ہے تو [illegible] دو اشخاص باہم خوب غور و فکر سے کچھ قواعد و شرائط طے کرکے اس کو بند کر سکتے ہیں۔

اعجاز حسین صاحب اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس وقت میرے آنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ النجم میں مباحثہ کیلئے تحریر فرما چکے ہیں تو آیا واقعی آپ تیار ہیں اگر تیار ہیں تو جون پور میں مباحثہ ہونے کی کب [illegible] منظور ہو سکتی ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا مجھے منظور ہے لیکن یہ بتائیے کہ آپ اپنے مجتہدین [illegible] جب یہ کہنے لگے ہیں تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ مجتہدین کی دستخطی تحریر میرے نام لائیے [illegible] مجھے تو صرف یہ دیکھنا کہ آپ جو کچھ لکھتے ہیں آیا اس کے لئے مستعد ہیں یا نہیں [illegible] تھا مگر چونکہ یہ لوگ مکان پر آئے تھے اس لئے ان کو کچھ نہیں کہا گیا۔

پھر دوسری مرتبہ عصر کے بعد یہ لوگ آئے اور اس وقت بھی ان لوگوں نے کہا کہ مجتہدین شیعہ مناظرہ کیلئے تیار ہیں مولانا صاحب نے فرمایا کہ آمادہ ہیں تو ان کی تحریر آپ لوگ کیوں نہیں لاتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم رفع شکوک کے لئے آئے ہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ جو شکوک تم لوگوں کے [illegible] ہوں بے تکلف بیان کیجئے [illegible] پوچھو اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ مجمع عام میں اپنے شکوک پوچھیں گے کہا تم مناظرہ کیلئے اپنے مجتہدین کو آمادہ کرو۔

پھر تیسری مرتبہ یہ لوگ آئے اور اسی قسم کی باتیں کرکے چلے گئے پہلی دو مرتبہ جو اصلی گفتگو تھی اسکو تو ان لوگوں نے [illegible] اور جن باتوں کا قطعاً ذکر نہیں آیا ان باتوں کو اشتہار میں چھاپا۔ اپنے مذہب کی دونوں [illegible] تقیہ اور کتمان کو خوب ادا کیا اور تیسری مرتبہ کے متعلق کوئی اشتہار نہیں چھاپا غالباً [illegible] لگ گئے ہوں۔

یہ ان کے اشتہار بازی کا مختصر حال تھا۔ الحمد للہ کہ نتیجہ اچھا نکلا شیعوں کی بے چینی اور [illegible] نے اچھی طرح محسوس کر لیا۔

لیکن جون پور کے شیعہ بالکل عقل سے خالی ہیں کہ اپنے مجتہدین کے ان لطائف [illegible] کو نہیں سمجھے

کیا وہ مناظرہ سے بچنے کے لیے ان حیلہ سازیوں اور اشتہار بازیوں کو اچھی نظر سے دیکھیں گے۔ کیا ابھی تک اُن پر یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ مجتہدین شیعہ کبھی مناظرہ کی ہمت نہیں کر سکتے اور تمام مجتہدین کو اپنے مذہب کے بطلان کا یقین کامل حاصل ہے اور خوب جانتے ہیں کہ کسی واقف کار عالم اہلسنت سے مناظرہ ہوا تو اُن کے مذہب کا بطلان طشت از بام ہو جائیگا۔

اطلاع ناظرین کے لیے برادران جون پور کے دو زلزلہ افگن اشتہار درج ذیل کیے جاتے ہیں جن کا جواب شیعوں نے نہ دیا نہ دے سکتے ہیں۔

جون پور میں شیعوں کی

مذبوحی حرکات

اگرچہ شیعوں کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ نول کشور ص ۴۸۵ سطر ۲ میں ہے کہ امام جعفر صادق ؓ نے شیعوں سے فرمایا انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔ ترجمہ تم ایسے دین پر ہو کہ اس کو جو چھپائیگا اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیگا اور جو اس کو ظاہر کریگا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ مگر شیعوں نے امام جعفر صادق کی اس نصیحت کے خلاف ہمارے شہر جون پور وغیرہ دیگر مقامات میں اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور بموجب پیشین گوئی امام ممدوح خدا نے ان کو ذلیل کیا۔ جون پور میں شیعوں کے علامہ حائری آئے اور اُن کے جو لکچر ہوئے جس قدر بے ہودہ اعتراضات اور کتب اہل سنت کے غلط حوالے انہوں نے دیئے سب جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علامہ مولانا مولوی عبد الشکور صاحب "مدیر النجم" بتاریخ ۱۷-۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو جون پور میں تشریف لائے اور دو دن میں آپ کے تین وعظ ہوئے تمام شیعہ بے چین ہو گئے ہل چل پڑ گئی اس لئے ان کے مذہب کا پردہ فاش ہو گیا۔ شیعوں نے مذہبی مباحثہ کا چیلنج بھی دیا اور اپنے حائری صاحب و نیز دیگر مجتہدوں کو تار و خطوط رجسٹری شدہ بھیجے اور انتہائی کوشش کی مگر کوئی آمادہ بحث نہ ہوا اور ممدوح کے تشریف لیجانے کے بعد پھر شیعوں نے اپنے یہاں مجلس کا اعلان چھاپا اور اس مطبوعہ

مذہب اہل سنت و جماعت پر ناجائز تعریضات کیں۔

خوش قسمتی سے بتاریخ ۵ و ۶ فروری ۱۹۲۶ء پھر دو روز کے لئے علامہ حضرت مولانا مدظلہ مدیر النجم نے جون پور تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے سیراب کیا۔ اس وقت آخری مذبوحی حرکت شیعوں کی قابل دیکھنے کے ہے ۱۳۴۳ھ میں جو معرکۃ الآرا مناظرہ بمبئی میں ہوا تھا اور روافض کو اس مناظرہ میں حضرت ممدوح کے سامنے شکست فاش ہوئی جس کی روئداد مطبوعہ موسوم باسم تاریخی "رد مذہب شیعہ ہے" جو دو مرتبہ کئی ہزار چھپ کر شائع ہو چکی ہے اس شکست کا انتقام روافض بمبئی نے اپنے خیال خام میں یوں لیا کہ بعض نام کے سنیوں کو کچھ رشوت دے کر بعض کو دست کا بیگار بنا کر ایک فتوی حضرت ممدوح کے خلاف تیار کرا کر ایک لمبے چوڑے اشتہار کی شکل میں شائع کیا جس کا جواب بھی اسی وقت بمبئی میں اہل سنت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

اس مردود فتوی کا ملخص تو لکھنؤ لاہور اور دوسرے مقامات کے شیعوں نے اپنا بہت روپیہ صرف کر کے چھاپا مگر جون پور کے شیعوں نے وہ پورا اشتہار چھپا کر تقسیم اور چسپاں کیا۔ بیچارے شیعوں کی حالت زار قابل رحم ہے کہ اپنا روپیہ بھی صرف کیا مگر نتیجہ کیا کچھ بھی نہیں بوجوہ ذیل۔

(۱) بالفرض یہ فتوی کفرض شریک الباری تعالی صحیح بھی ہو تو شیعوں کو اس سے کیا فائدہ ان کے مذہب کی کمی جو حضرت ممدوح کے دست حق پرست سے ہوئی کیا وہ اس فتوے سے دفع ہو گئی کیا اس فتوے نے ان کا ایمان قرآن شریف پر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ختم نبوت پر ثابت کر دیا کیا اس فتوے نے حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل ہونے سے شیعوں کو بری کر دیا کیا وہ تمام اصولی اعتراضات جو مذہب شیعہ پر حضرت مدیر "النجم" نے وارد کئے تھے اس فتوے سے مسترد ہو گئے کیا اس فتوے نے مجتہدین شیعہ کے بمقابلہ حضرت ممدوح عاجز و مغلوب ہونے کو فتح و غلبہ سے بدل دیا۔ کیا وہ دلائل قاہرہ جو مذہب اہل سنت و جماعت کے حق ہونے پر ممدوح نے ظاہر فرمایا اس فتوی سے مسترد ہو گئے یہ کچھ بھی نہ ہوا تو پھر شیعوں کو اس فتوی کی اشاعت سے کیا فائدہ ملا۔

(۲) یہ فتوی مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے چند ہمخیال لوگوں کا ہے جنمیں سے بعض اشخاص بازاری آدمی ہیں کہے جاتے جیسے لوطی چند۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کی یہ حالت ہے کہ ہندوستان میں کوئی عالم ان کے فتوی تکفیر و تسبیب سے نہیں بچا علماء دیوبند کے متعلق انہوں نے ایسا ہی فتوی دیا اور سب سے بڑھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان صاحب نے اپنے رسالہ الیاقوتۃ الواسطۃ مطبوعہ

بریلی مین وہابیون کا مقتدا اور پیشوا الکھدیا حد ہوگئی کہ خود اپنے ہی گھر مین انھون نے جس کو ذرا پیچ بنال کہکر پایا کافر و وہابی بنا ڈالا ۔ مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کے متعلق جو فتویٰ انھون نے دیا اور اس پر مولوی عبد الماجد صاحب نے مقدمہ دائر کیا مولوی احمد رضا خانصاحب پر وارنٹ ہوا اور کیا کیا ہوا یہ قصہ بہت طویل ہے اب سب کے بعد تازہ لطیفہ یہ ہے کہ جناب مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی مرحوم کو جن کے انتقال کو ابھی ایک مہینہ بھی نہین ہوا مولوی احمد رضا خانصاحب نے ایک سو ایک کفر کا مرتکب بنایا اور کتاب چھاپی جس کا نام الطاری الداری لہفوات عبد الباری ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے ۔

(۳) مولوی احمد رضا خانصاحب کا یہ فتویٰ حضرت مدیر النجم کے خلاف اسی بنیاد پر ہے کہ مدیر النجم نے اپنی کتاب علم الفقہ مین مسئلہ اقتدا بالمخالف کے متعلق یہ لکھا کہ مذاہب اربعہ کے مقلدین باہم ایک دوسرے کے پیچھے نماز مین اقتدا کر سکتے ہین امام کی نماز کا اس کے مذہب کے مطابق صحیح ہونا کافی ہے اور اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز ہے ایک صورت مین مکروہ ہے یہ دونون مسئلے حضرت علامہ عبد الحی صاحب مرحوم کے فتاوی اور دوسری تصانیف مین موجود ہین اور فقہ کی معتبر کتابون کے حوالے سے لکھے گئے ہین لہٰذا جب مولانا عبد الحی صاحب بالاتفاق ان مسائل کی وجہ سے کافر یا وہابی نہ ہوے تو اُن کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ انھین مسائل کی وجہ سے کیونکر وہابی یا کافر ہو سکتے ہین ۔

(۴) اسی فتوی کی بنیاد پر ایک عظیم الشان مناظرہ اسی سال بمبئی مین ہو چکا اور اسکی روئداد بھی شایع ہو چکی اس مناظرہ مین اس فتوی کی صحت ثابت کرنیکا بار بار مطالبہ کیا گیا مگر کسی نے ہمت نہ کی ۔

(۵) کیا شیعون کے یہان قسم کے اختلافات نہین ہین کیا ان کے سرکار شریعتمدار حائری صاحب کے خلاف خاص لاہور کے شیعہ مولویون نے اشتہارات چھاپکر نہین شایع کئے ۔ انشاء اللہ ہم ان اشتہارات کو لاہور سے منگا کر جلد سے جلد جون پور مین شایع کرین گے ۔

(۶) اچھا مولوی احمد رضا خانصاحب کو شیعہ بہت مانتے ہین تو اُن کا فتویٰ اپنے متعلق دیکھکر تسلیم کرنے کو تیار ہین انھون نے شیعون کو کافر و اکفر لکھا ہے دیکھو ان کی کتاب السنۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ اور احکام شریعہ حصہ اول مرد و مطبوعہ بریلی ۔ اور الفقیہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء مین انکی جماعت کے مفتی اعظم کا ایک فتوی شایع ہوا ہے جس مین صاف الفاظ مین تصریح ہے کہ شیعہ کافر ہین واجب القتل ہین

(۷) اگر شیعیان جون پور کا اس فتوے کی اشاعت سے یہ مقصود ہے کہ جون پور کے اہل سنت حضرت مدیر النجم

منحرف ہو جائین تاکہ ممدوح کی تشریف آوری جون پور مین نہ ہو اور مذہب شیعہ کی حقیقت الزام ہونے سے بچ جائے تو یہ بھی تجربہ ہے انشاءاللہ یہ آرزو بھی پوری ہونے والی نہین ۔ جون پور کے سنی ایسے بیوقوف ایسے احسان فراموش ایسے ناحق شناس نہین ہین ۔

نوٹ

یہ اشتہار جو شیعیان جون پور نے کاظمی پریس جون پور مین بفرمایش شیخ نذیر احمد چھاپا ہے بظاہر نہین کیا کہ یہ پریس شیعون کا ہے اور صاحب فرمایش بھی شیعہ ہے اور دوسرے مقامات پر شیعون نے ایسا ہی کیا ہے تاکہ بیرونجات کے سنی اس کو سنیون کا مطبوعہ سمجھکر دھوکہ کھائین دھوکہ دینا جھوٹ بولنا مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے (باقی انشاءاللہ آیندہ)

ایک اور لطیفہ

یہ اشتہار جو شیعیان جون پور نے چھاپا اس مین آیت قرآنی کی تحریف قابل ملاحظہ ہے قرآن شریف مین وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ہے نہ کَافِرُوْنَ ۔
یہ تحریف اس اشتہار کے منقول عنہ مین بھی ہے جس طرح شیعہ قرآن کریم سے بے تعلق ہین اسی طرح جو لوگ اُنکے دامن مین پناہ لیتے ہین وہ بھی کتاب اللہ سے بے تعلق ہو جاتا ہے ۔

المشتہر

اہل سنت وجماعت جون پور

شیعیان جون پور کا دم واپسین یا آخری

قطرۂ خون

حضرات سب سے پہلے سنی شیعہ کے ناگوار واقعات کا تاریخی منظر آپ کے سامنے پیش کرتا ہون ۔

پہلا حملہ جون پور میں مولوی مقبول احمد صاحب کو بلا کر سنی مذہب پر ۱۹۳۰ء میں کیا گیا جس کا بطرز احسن جواب
دیا گیا اور کچھ دنوں کے لیے جون پور کی فضا میں سکون ہو گیا دوسرا حملہ علامہ حائری صاحب کو
بلا کر کیا گیا - مگر اہل سنت نے نہایت صبر و سکون سے کام لیکر شاید دل میں ہے " گر پائے ترا سگے گزیدہ و سگ را
عوض گزیدن" پڑھ لیا ہو مگر تحریر و تقریر سے ذرا التفات نہ سمجھا - پھر تیسرا حملہ دسمبر ۱۹۳۵ء میں بایام تعطیل
کلاں علامہ حائری صاحب کو مدعو کر کے کیا گیا - آپ نے چھ مجالس پڑھیں ہر مجلس میں سنیوں کی دل آزاری کا مشغلہ
آپ کے بیان کا طرۂ امتیاز تھا - فطرۃً اہل سنت مدافعت پر مجبور ہوئے چنانچہ حضرت مولانا مولوی عبد الشکور صاحب مد ظلہ
بلائے گئے جن کے ایک ہی بیان نے اعجاز موسوی کا کام دیا اور شیعیت کے قصر باطل کو زمین بوس بنا کر شیعیان جون پور
کو فبهت الذی کفر کا مصداق بنا دیا اسی حتی کہ اب بھی شیعیان جون پور اپنی ناکردنی پر پشیمان ہونگے لیکن
اس موقع سے نفع اٹھانے کے فوراً چوتھا حملہ مولوی ظفر مہدی صاحب کو مدرسہ ایمانیہ میں بلا کر کیا گیا - انھوں نے بھی
اپنی ہمت و بساط کے موافق کچھ گل افشانی کی - اہل سنت نے مدافعانہ پہلو جاری رکھتے ہوئے پھر ایک کارڈ کے ذریعے سے
حضرت مولانا عبد الشکور صاحب کو بلا لیا - ممدوح کا اس دفعہ آنا مذہب شیعہ کیلئے قضاء مبرم ثابت ہوا جس کی تیغ
بے نیام نے ایسے زخم کاری اس مذہب پر لگائے کہ رمق بھی باقی نہیں رہی ہر چند بذریعہ تار و خطوط رجسٹری شدہ
نوحہ خوانی کے لئے مختلف مقامات سے بلایا گیا مگر کسی نے آنے کا نام تک نہ لیا آخر خود مقامی شیعوں کو ہی سینہ
کوبی و نوحہ خوانی کرنی پڑی - غرض ان میں جو حرکات و افعال حضرات شیعہ سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں اُن کو اگر بنظر
غور دیکھا جائے تو ایک طرف اُن کی حالت قابل رحم معلوم ہوتی ہے تو دوسری طرف انتہائی استعجاب و حیرت
دامن گیر ہوتی ہے - پانی میں ڈوبنے والے کو بدحواسی میں اس قدر ادراک و شعور باقی نہیں رہتا کہ ایک تنکے کے
نجات دہندہ ہونے پر غور کرے - شیعیان جون پور کی پریشان حالی و پراگندہ بالی اُس سے بھی بالاتر اور فوق الادراک ہے
اُن کو اتنا بھی موقع نہیں ملتا کہ علماء بدایوں و بریلی کی ستے چشتی و فضلہ خواری کے مسئلہ پر غور کریں کہ وہ اس ہیجان انگیز
شیعہ کے لیے کہاں تک جانفزا اور حیات بخش ہو سکتی ہے - اہل سنت کے لئے بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ اغیار کی کاسہ لیسی
اعداء کی پابوسی چاپلوسی ذلت و رسوائی کا کونسا مرتبہ ہے ہم سابق میں عرض کر چکے ہیں کہ علماء بدایوں و بریلی
حضرات شیعہ کو اپنی تصانیف میں کافر اکفر لکھ چکے ہیں پھر بھی اُن کی کفش برداری و کف خواری مجبوری کا درجہ
ہے جہاں گدھے کو باپ بنایا جاتا ہے

عہد تھا جن کے گھر پہ جانے کا
ہائے بیتابی لے چلی دل کی

مولانا ظفر مہدی صاحب سے پہلے مولانا شبیر صاحب نے جن کو خوف مناظرہ سے لحظہ بلحظہ باسنا نہ
ہوتا ہے نواب کی باغ میں پانچواں حملہ کیا تھا اس کے بعد چھٹا حملہ جناب مولوی عبد الغفور صاحب
نابرسی کا ہوا یہ چھ حملے تقریری ہوئے حضرات شیعہ کو جب تقریر کرنے والا کوئی نہ ملا تو اشتہار بازی پر
اترے یکے بعد دیگرے چار اشتہار شائع کیے چار اشتہاری چھ تقریری حملوں کے جواب میں اہل سنت
کی طرف سے دو تقریری اور ایک اشتہاری مدافعانہ جواب ہوئے - البتہ ایک دفعہ مولوی علی حسن صاحب نے بھی کچھ
نوازی خدمت انجام دی - اشتہار بازی کو ہم طفلانہ پتنگ بازی سے زیادہ وقعت نہیں دیتے مگر شیعیان
جون پور کی حالت قابل رحم ہے کہ اُن کا بھی سامان اغیار کے سامنے دست کشائی و گداگری کے ذریعہ
فراہم کرنا پڑتا ہے حالانکہ دریوزہ گری ضروریات سے مستغنی نہیں کیا کرتی تا خر تا بکے - اس وقت میرے
سامنے شیعوں کا اشتہار موسومہ (پیغام) "جو بوسہ" بہ پیغام سے کم بے کیف نہیں موجود ہے - اشتہار
کا تنگ میدان ہر ہر فقرہ کا جواب لکھنے کو مانع ہے ورنہ رسالہ ہو جائیگا - اس لئے اس کے بعض وہ فقرے جو تبلی
نظر سے لکھے گئے ہیں اُن کا جواب لکھتا ہوں - غور سے ملاحظہ کیجئے باز یہ بھی مگر غیرت و حیا سے ضرور کام لیجئے

فقرہ نمبر ۱ (لکھنؤ سے مقام میں آپ بالکل خاموش ہیں) خاص لکھنؤ سے تقریباً پچیس برس سے
النجم میں بہ بانگ دہل اعلانات شائع ہو رہے ہیں ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہوچکر علامہ مدیر النجم
نے آواز ضیغم نعرۂ هل من مبارز کیا پھر بھی اسکو آپ خاموشی سمجھیں تو گویائی آپ کے لئے
ہیں باوجود سامعہ و باصرہ نصیب اعداء ہو گئی - اگر لکھنؤ جیسی اجتہاد کی منڈی و دسادس کی کچھ ساکھ رکھنی ہے
یا مذہب شیعہ کی درستی مقصود ہے تو کسی کو تو میدان میں لاؤ - یاد رکھو کہ کتنے ہی رجسٹری شدہ خطوط
نامنظور ہو گئے وہی جواب آئے گا جو سنا گیا ہے کہ کسی نے تین ہزار روپے طلب کئے کسی نے تمام علمائے
شمول رسم داری چاہی (انصاف کی توقع تو آپ کے دشمن سے) سچ کہو یہ مناظرہ سے فرار ہے یا نہیں

فقرہ نمبر ۲ (جابجا فتنہ آمیز تقریریں کرکے روپیہ حاصل کرنا) اس
فقرہ کو پڑھ کر کسی پنجابی شیعہ کا شخصی ہیولیٰ میرے پیش نظر ہو گیا - مجھکو حق ہے کہ سوال کروں - کیوں
سیکڑوں روپیہ تو آپ کے زاد راہ کیلئے ہونا چاہیے - رخصت ہوتے وقت بھی رقم کثیر ملنی چاہیئے - مناظرہ کے لیے
طلبی ہو تو سنا گیا کہ ہزاروں روپیہ کا مطالبہ پیش کرو - یہ سب حصول زر کی تدبیریں ہیں - اسی وجہ سے آئے دن
اہل سنت کے مقابل آتے ہو - ہر جگہ جو کچھ اہل سنت کی طرف سے شیعوں کو بھڑکاتے ہو "دربس ہر مجلس آخر افرو ایست"

فقرہ نمبر ۳ میں آپ نے عوام کے اخیال سے بیزاری دکھائی - یہ کون سی انوکھی بات کہی - البتہ ان حضرات پر روشنی ڈالیے جنھون نے قرآن کریم مین کفر کے ستون قائم کئے - قرآن عظیم مین تحریف تغیر و تبدل کمی و زیادتی کے قائل ہوگئے جن کے اقوال سے فحش گوئی یعنی تبرا قرآن سے ثابت ہوتا ہے متعہ جیسا پُر لطف دیر ثواب مسئلہ قرآن مین ثابت کرتے ہین - ان بعض فقیر [illegible] خیال سے بیزاری یا جان نثاری کا کوئی پہلو اختیار کرکے فرمائیے کہ وہ کافر ہین یا مسلمان فقرہ نمبر ۴ کا خلاصہ (مین اول آپ کا مذہب مشخص کرلون) بڑی بھاری چوک ہوئی کہ مولانا سبط حسن صاحب قبلہ نے بشورہ میان اعجاز حسن پہلے مدیر النجم کا مذہب مشخص نہ کیا اور امروہہ مناظرہ کے لیے چلے گئے - مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ نے بھی لکھنؤ مین جو ڈپٹی کمشنر کے روبرو کمیٹی کمیشن مین بمقابلہ "مدیر النجم" شرکت [illegible] کاش شیعان بمبئی شیعان کلکتہ امروہہ نگیربان وغیرہ میان اعجاز حسن والی تدبیر پر کاربند ہوتے تو شکست و خفت سے محفوظ رہتے - میان اعجاز حسن یہ تدبیر مشتہر کردین اسکی بناء مین نہ مناظرہ کی نوبت آئیگی نہ اس کے بعد روز بد دیکھنا نصیب ہوگا اگر اخلاق فرائض کا علم ہوتا تو میان اعجاز حسن صاحب مدیر النجم کے شخصیات اور ذاتیات پر حملہ نہ فرماتے مگر جہل لا علاج مرض ہے باقی سوالات جو مدیر النجم کی ذاتیات سے تعلق رکھتے ہین ان کے متعلق یہ عرض ہے کہ شیخ بشیر احمد صاحب بذریعہ خط میان اعجاز حسن صاحب کو مطلع فرماوین کہ جواب [illegible] قدم رنجہ فرماکر مولوی علی حسن صاحب (مولوی فاضل) سے دریافت کرلین - فاضل مذکور انھین کے لہجہ مین تشفی فرماوینگے رہا علماء معتبرین کی تصدیق چند حضرات مسلم الثبوت علماء کے نام پیش کئے جاتے ہین آپ انکے براہ راست دریافت فرمائین کہ مولانا عبد الشکور صاحب عالم سنی حنفی متبحر محقق ہین خوف طوالت زیادہ نام نہین لکھتا ورنہ ہزارہا نام پیش کئے جاسکتے ہین -

مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بھون - مولانا حسین احمد صاحب آسام خلیفہ ارشد حضرت شیخ الھند - مولانا محمد علی صاحب خلیفہ ارشد - مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی مونگیر - مولانا محمد ادریس صاحب ناظم انجمن اسلامیہ بدایون - مولوی تبارک حسین صاحب بدایون - مولانا حبیب الرحمن اعظم گڈھ - مولانا سید سلیمان ندوی اعظم گڈھ - مولانا عبد السلام صاحب اعظم گڈھ - مولانا محمد مسیح الدین صاحب الہ آباد - مولانا غلام یحییٰ [illegible] کانپور - مولانا محمد سعید صاحب کانپور - مولانا فیض الحسن صاحب مرزاپور - مولانا عبد الشکور صاحب مرزاپور مولانا ماجد علی صاحب کلکتہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ - مولانا ذکی اللہ صاحب غازی پور - مولانا بہار الحق صاحب

مولانا مصطفیٰ صاحب امرتسر - مولانا محمد سہول صاحب پٹنہ بانکی پور - مولانا انور شاہ صاحب مدرس اول مدرسہ دار العلوم دیوبند - مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دار العلوم دیوبند - مولانا حبیب الرحمن صاحب نائب مہتمم دار العلوم دیوبند - مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء دہلی - مولانا محمد [illegible] صاحب سکریٹری خلافت دہلی - مولانا خلیل احمد صاحب مدرسہ سہارن پور - مولانا عنایت علی صاحب مہتمم مدرسہ سہارن پور - مولانا ضیاء الحق صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دہلی - مولانا عبد المومن صاحب صدر مدرس مدرسہ میرٹھ - مولانا مولوی شریعت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ نگینہ - مولانا مولوی مشیت اللہ صاحب [illegible] - مولانا ضرغام الدین صاحب مدرس مدرسہ عربیہ فیض آباد - مولانا مولوی محمد یسین صاحب صدر مدرس مدرسہ بریلی - مولانا مولوی مبارک علی صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ بریلی - مولانا محمود حسن صاحب [illegible] مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مدرس مدرسہ دیوبند - مولانا شبیر احمد صاحب مدرس مدرسہ دیوبند - مولانا ابوالبشر صاحب جون پور - مولانا مولوی حماد صاحب جون پور - مولانا مولوی ابوالحسین صاحب جون پور - مولانا مولوی ابوبکر صاحب جون پور - مولانا مولوی محمد فاروق صاحب جون پور - مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب الہ آباد - مولوی حمد اللہ صاحب بنارس - مولوی محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ بنارس -

الغرض ہزارہا علماء ہر صوبہ کے ان کی تصدیق فرماتے ہین دوسرا اشتہار دہلی والا بھی شیخ بشیر احمد صاحب نے شائع فرمایا ہے جس کی سرخی یہ ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب کون ہین شعر -

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلادے کہ ہم بتلائین کیا

شیخ بشیر احمد صاحب آپ نے علامہ حائری سے کیون نہ فرمائش کی وہ آپ کا تعارف علامہ مدیر النجم سے کرا دیتے کیونکہ وہ خوب علامہ سے واقف ہین تیسرے اشتہار کی سرخی مسلمانون ضرور پڑھو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے اسی لب و لہجہ مین ہم بھی کہتے ہین کہ دوست نما دشمن اسلام ہر جگہ ہو چکر بالخصوص خدام حائری صاحب اکثر سنی شیعہ کے خوش گوار تعلقات پر زہر بلا اثر ڈالتے ہین حالانکہ خود شیعان پنجاب نے ان کو برے الفاظون سے یاد کیا ہے - مگر کوئی نوکری نہین تجارت نہین روپیہ ملے تو کیسے ملے چھ سو روپیہ تو ادارہ کا ملجاتا ہے رخصتی کی رقم بالائی رہی - ہم شیعان جونپور کو دیکھتے ہین کہ دوسرون کے بھروسے [illegible] کے حلے کرتے ہین ۵

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہین : صاف چھپتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین

اس گھونگھٹ کو اُتار دیجیے میدان مین آیئے کسی مجتہد کو بلا کر میدان کا تماشہ دیکھیے واہیات اور
سے اجتناب کیجیے ورنہ وہ وقت قریب ہے کہ ہم آپ کو ایسے **میدان علمی مین لانیوالے ہین** کہ
سے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن سخت مجبوری ہوگی ۔

(اہل سنت وجماعت جون پور)

رسالہ الحافظ اور تنبیہ الحائرین

اگرچہ شیعون کو اپنے گھر مین بیٹھکر رد اہل سنت لکھنے کی بڑی مشق ہے قلم ہاتھ مین ہے اور اس بات کی کچھ پرواہ نہین کہ حق لکھ رہے ہین یا ناحق دنیا کیا کہیگی یہ اطمینان ہے کہ مذہب کی حمایت کیلئے ہم جو کچھ لکھ دینگے معقول یا نامعقول ہماری قوم اسکی قدر کریگی اس بنا پر رکھنے کی مشق کیون نہ ہو سوا اس کے ہم علمای شیعہ بارہا اسکا تجربہ کر چکے ہین کہ النجم کے مقابلہ مین اگر انکی مشق بیکار ہوگئی اور النجم کے آگے کچھ نہ ہوسکا جناب حائری صاحب مجتہد پنجاب نے رسالہ موعظہ تحریف قرآن مین کس قدر لاف زنی کی تھی کیسے کیسے جوش وخروش کے دعوے کر رکھے تھے پورے رسالہ مین کتنی جگہ لکھا تھا کہ کوئی سنی اسکا جواب نہین دیسکتا اور جواب الجواب کیلئے قلم ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے مگر تنبیہ الحائرین کے تصنیف ہوتے ہی خاموش ہوگئے چار سال کے قریب گذر گئے اب تک صدائے برنخاست۔

جونپور کے شیعون کو اس زمانہ مین تنبیہ الحائرین کے دیکھنے کا موقع ملا ایک شیعہ کو جبین مجلس وعظ مین ایک نسخہ تنبیہ الحائرین کا مفت دیا گیا۔ لہذا جونپور کے شیعون نے حائری صاحب پر جواب الجواب کے تقاضے کیے۔ رسالہ الحافظ لاہور مین لکھا ہے تنبیہ الحائرین کا جواب تیار ہو رہا ہے بہت جلد شایع ہوگا۔

حائری صاحب یاد رکھین کہ النجم کے مقابلہ مین اس قسم کی باتین کام نہ دینگی اگر ہمت ہے تو جلد سے جلد جواب الجواب شایع کرین اور یہ خیال کرین کہ جس روز ان کا جواب الجواب شایع ہوگا اس کا رد بھی اسی وقت لکھدیا جائیگا۔ ان کی جس قدر [illegible] اور خیانتین اور بے علمی اور دوسری کارروائیان تنبیہ الحائرین مین دکھلائی گئی ہین ابکی مرتبہ ان کی اچھی توضیح ہوجائیگی۔

اخبار درنجف

[illegible] نے النجم سے مبادلہ بند کر دیا۔ قصور یہ ہے کہ درنجف نے النجم کے ایک مضمون کا جواب لکھا اسکا جواب الجواب النجم مین شایع کیا گیا اور وہ بھی ایسا مفصل و مدلل کہ پھر اس کا رد درنجف اور اس کے مددگارون کے امکان سے باہر ہوگیا ہے درنجف کو کئی مرتبہ یاددہانی کرنے کے بعد اب النجم بھی اُن کے نام بند کر دیا گیا۔ سنا جاتا ہے کہ درنجف مین النجم کے خلاف اب بھی بہت کچھ زہر اگلا جاتا ہے شاباش مردانگی اس کو کہتے ہین کہ جس کا رد لکھا جائے اس کو خبر بھی نہ کی جائے ۔

حق تعالیٰ

کا

شکر ہے کہ محض اسی کی مدد اور توفیق سے یہ رسالہ ہدایت مقالہ موسوم بہ

کشف اللفافہ

لاظہار ما فی

النبوۃ والخلافہ

جس مین

رسالہ النبوۃ والخلافہ مصنفہ جناب مولوی نجم الحسن صاحب لکھنوی مجتہد شیعہ بالقابہ کی حالت کا اظہار کیا گیا ہے اور جو مضامین اس مین خلاف واقع باصفت رسالہ مین ہین ان پر محققانہ اور غیر متعصبانہ روشنی ڈالی گئی ہے

حکیمانہ قلم ہدایت رقم حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا محمد عبد الشکور صاحب

دامت برکاتہم وعمت فیوضہم

باہتمام کارپردازان صحیفہ مبارکہ النجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد اسی ہفتہ مین بعض مخلصین نے ایک رسالہ جس کا نام "النبوۃ والخلافۃ" ہے اس حقیر کو لا کر دیا - اس رسالہ کو فاضل معاصر ذوالمناصب والمفاخر جناب مولوی نجم الحسن صاحب مجتہد لکھنوی نے کمال قابلیت سے تصنیف فرمایا ہے اور مدرسۃ الواعظین نے اس کو چھاپ کر شایع کیا ہے - شیعہ صاحبون نے اس رسالہ کو اس قدر پسند کیا اور اس درجہ مفید خیال کیا کہ اس کا ترجمہ انگریزی زبان مین بڑے اہتمام سے شایع کیا گیا -

مین نے اس رسالہ کو دیکھا تو اس مین چند قسم کی باتین پائین **اوّل** یہ کہ بعض امور کو عام مسلمانون کا متفق علیہ ظاہر کیا ہے حتی کہ کہین کہین تصریح بھی کر دی ہے کہ اس مین کسی مسلمان کو اختلاف و تردد نہین ہے حالانکہ وہ امور مخصوصات شیعہ سے ہین اہل سنت کو اُن سے قطعاً اختلاف ہے - **دوم** بعض عقائد شیعون کے ایسے بیان کیے ہین جو از روے کتب شیعہ صحیح نہین ہین اور یہ بھی ہوا ہے کہ مذہب شیعہ کے بعض ضروری عقائد کا بیان ترک کر دیا گیا ہے **سوم** یہ کہ بعض باتین ایسی بیان کی ہین جو شیعہ سنی دونون کے خلاف ہین **چہارم** اہل سنت کے اختلاف اور اُن کے دلائل کو بہت کمزور کر کے اٹھایا ہے اور اپنے مذہب کی تائید مین جو دلائل پیش کیے ہین اُن کے جوابات سے چشم پوشی کی ہے -

اس قسم کی باتون سے از اول تا آخر اس رسالہ کو مملو پایا اس کے ساتھ یہ خیال آیا کہ انگریزی ترجمہ ہو جانے کے سبب سے ممکن ہے کہ ہمارے انگریزی دان طبقہ کی نظر سے بھی یہ رسالہ گزرے اور یقیناً ایسے [illegible] وہ انگریزی مین شایع کیا گیا ہے تو دھوکہ کھانے کا قوی احتمال ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ رسالہ مذکورہ مین جو باتین اس قسم کی ہین انکو بالاختصار ظاہر کر دیا جائے تاکہ امر حق مشتبہ نہ ہو -

مین اس کو بھی خوشی کے ساتھ لکھتا ہون کہ مصنف رسالہ نے جو کچھ لکھا ہے ایک حد تک تہذیب

و متانت کے ساتھ لکھا ہے بعض مقامات پر جو بعض تعریضات ملتی ہین وہ بھی بمقابلہ دوسرے شیعون کا اب و لہجہ دیکھئے خلاف تہذیب کہنے کے لائق نہین ہین -

اس مین کچھ شک نہین ہے کہ یہ رسالہ خاص اہل سنت کا رد کرنے کیلیے لکھا گیا ہے ورنہ ہر موقع پر اہل سنت کا حوالہ دینا کیا معنی مگر ہر شخص نہین سمجھ سکتا کہ اس رسالہ کا مقصود اصلی رد اہل سنت ہے [illegible] مین خود مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ رسالہ نو مسلمون کے لیے لکھا گیا ہے - مگر سمجھنے کی بات ہے کہ جو شخص ابھی مسلمان ہوا ہے اس کو سنی شیعہ کے اختلافات سنانا اور ان اختلافات کی اہمیت سے اسکو آگاہ کرنا سوا اسکے کہ اس ڈراؤنی شکل کو دیکھکر وہ اسلام سے متنفر ہو جائے اور کیا نتیجہ دیکھتا ہے -

لیکن اپنا خیال ہے شاید جناب مجتہد صاحب کے نزدیک سنی شیعہ کے اختلافات یا مسالہ امامت یا مذہب اہل سنت کے بطلان سے آگاہ کرنا اس قدر ضروری ہو کہ ہر نو مسلم کو چاہیے ابھی تک اس نے فرائض اسلام کو بھی نہ سمجھا ہو ان مباحث سے واقفیت حاصل کرنے مین دیر کرنا ناجائز و حرام ہو -

مجھے امید ہے کہ جناب مجتہد صاحب میری اس تحریر کو بغور پڑھینگے - اگر انھون نے اپنے نام سے
میری اس تحریر کا جواب شایع کیا تو مین بھی انشاء اللہ تعالی اسکو بہت خوشی کے ساتھ پڑھون گا اور انکی ٣
[illegible] جو حالت اُس جواب کی ہوگی اس کے ظاہر کرنے مین کوتاہی نہ کرون گا -

اس رسالہ کے ملنے کے بعد ہی یکایک ضلع سورت (ملک گجرات) کا سفر پیش آگیا اور ہر چند مین اس سفر کا ارادہ کر چکا تھا پھر رمضان المبارک کا مہینہ تھا مگر یہ سفر نہ ٹل سکا لہذا اب مین تحریر ہذا عالم سفر مین لکھ رہا ہون کتب شیعہ کے اکثر حوالے محض اپنی زبانی یادداشت کی بنا پر دے رہا ہون شب کو بعد تراویح کبھی کبھی وعظ بھی ہوتا ہے اور دن مین بھی فرصت نہین ملتی جو کچھ فرصت کسی وقت ملجاتی ہے تو اس مین جس قدر ہو سکا لکھدیا جاتا ہے -

تحریر ہذا کو ایک مقدمہ اور ایک مقصد اور ایک خاتمہ پر تقسیم کرتا ہون اور اللہ تعالی سے حق و صواب کی توفیق چاہتا ہون -

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

مقدمہ

نبی اور امام کا فرق - دونوں کے فرائض

اگرچہ مین اس مضمون کو بسط و تفصیل کے ساتھ کئی بار اپنی متعدد تالیفات مین اور سب سے آخر مین مقامہ تفسیر آیات خلافت مین لکھ چکا ہون لیکن اس وقت پھر اسپر روشنی ڈالنا ضروری ہے اس لیے کہ رسالہ ردالنبوۃ والخلافۃ، کا اصل موضوع یہی بحث ہے اور نیز اس رسالہ کے دیکھنے سے خیال ہوتا ہے کہ شائد جناب مجتہد صاحب کو اہل سنت کا مذہب اس مسئلہ مین معلوم نہین نہ ان کے دلائل مذہب کی تحقیق آپ کو ہے -

اہل سنت کا مذہب نبوت کے متعلق

سب سے پہلے نبی کے معنی یا نبی کی تعریف ضروری ہے ہمارے فاضل مخاطب نے اس امر مین بھی تحقیق سے کام نہین لیا جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرین گے - یہان ہم کو اس سے بحث نہین کہ اس لفظ کا ماخذ نبو ہے یا نبأ اور لغوی معنی اسکے کیا ہین -

نبی کے معنی

اصطلاح شریعت مین نبی و رسول خدا کے اُس برگزیدہ بندہ کو کہتے ہین جسکو خدا نے اپنا پیغام پہونچانے کے لیے منتخب فرمایا ہو اور اسکو اپنا ایلچی و قاصد بنایا ہو - خدا کا کلام اُس برگزیدہ بندہ پر اترتا ہے خدا کے احکام اُس کے پاس آتے ہین اور وہ خدا کا کلام اور پیغام کو دوسرے بندون تک پہونچاتا ہے - یہ نفس مقدس خدا کے اور بندون کے درمیان مین واسطہ ہوتا ہے -

معجزہ و عصمت

ہر شخص اپنے قاصد کے لیے اپنے پیغام کے لیے کچھ علامات ایسے مقرر کرتا ہے جنکی وجہ سے اسکے قاصد و پیغام پر جعلی ہونے کا شبہہ نہ ہو سکے - مثلاً آج کل بادشاہ وقت کے قاصد کے پاس خاص قسم کی وردی اور چپراس وغیرہ ہوتی ہے بادشاہی پیغام خاص قسم کے کاغذ پر

خاص بادشاہی مہر سے مزین ہوتا ہے - رعایا اس وردی اور چپراس کو دیکھ کر بادشاہی پیغام پر بادشاہی مہر کو دیکھ کر فوراً سمجھ لیتی ہے کہ یقیناً یہ بادشاہی قاصد ہے اور یقیناً یہ بادشاہی پیغام ہے چنانچہ جو شخص اس بادشاہی قاصد و پیغام کو نہین مانتا وہ بادشاہی مجرم ہوتا ہے اُسکو سزا ملتی ہے بالکل اسی طرح حق تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا رسول بناتا ہے تو اُس کے لیے کچھ علامات ایسے معین فرماتا ہے جنکی وجہ سے سچے اور جھوٹے مین کھلا کھلا فرق روز روشن کی طرح آشکارا ہوتا ہے انھین مخصوص علامات کو اصطلاح شریعت مین معجزہ کہتے ہین - معجزات کے دیکھنے سے اس رسول کی رسالت کا یقین حاصل ہوتا ہے اور جعلی و بناوٹی ہونے کا شبہہ بالکل فنا ہو جاتا ہے - جس طرح خدا کی طرف سے نبیون کی صداقت ظاہر کرنے کا مافوق العادت انتظام کیا جاتا ہے اسی طرح سہو و نسیان غلط فہمی خیانت حق پوشی وغیرہ سے بھی ان کی براءت کا پورا انتظام ہوتا ہے - اور حضرت یہی نہین بلکہ ان کو گنجینہ کمالات بنانے اور تمام اُن معائب و امراض سے جو لوگون کی نظر مین باعث نفرت و حقارت ہون - اُن کے دامن کو پاک رکھنے کا خاص خدائی انتظام ہوتا ہے اسی کو عصمت سے تعبیر کیا جاتا ہے -

نبی اور بادشاہت

نبی کے لیے کچھ ضروری نہین کہ اُسکو شاہانہ اقتدار بھی حاصل ہو یعنی وہ لوگون پر دنیاوی حکومت بھی رکھتا ہو بہت سے انبیا علیہم السلام ایسے ہوئے ہین جن کو شاہانہ قوت نہین ملی جیسے حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور بعض انبیا ایسے بھی ہوئے ہین جنکو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی دی گئی جیسے حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی کریم علیہما الصلوٰۃ والسلام بلکہ بعض نظائر ایسے بھی ہین کہ نبی موجود ہین اور اُن کا کوئی امتی بادشاہت کے منصب پر مقرر کر دیا گیا جیسے حضرت شموئیل پیغمبر کے زمانہ مین حضرت طالوت بادشاہ علیہما السلام -

یہان دو چیزین ہین ایک تبلیغ دوسرے تنفیذ - تبلیغ کے معنی حکم کا پہونچا دینا اور تنفیذ کے معنی حکم کو جاری کر دینا یعنی لوگون کو اسپر عمل کرانا مثلاً لوگون کو اس بات سے آگاہ کر دینا کہ جو شخص چوری کرے اس کے ہاتھ کاٹ دینا ضروری ہے تبلیغ ہے - اور چور کے ہاتھ کٹوا دینا تنفیذ ہے نبی کا فریضہ بحیثیت نبوت کے صرف تبلیغ ہے تنفیذ کو نبوت و رسالت کے منصب سے کوئی تعلق نہین ہے - قرآن مجید مین بکثرت آیتین ایسی ہین جن مین یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ہمارے رسولون پر صرف پہونچا دینا فرض ہے قوله تعالیٰ فهل على الرسل الا البلاغ المبين اور ما عليك الا البلاغ -

ان جن نبیوں کو منصب نبوت کے ساتھ شاہانہ اقتدار بھی ملا ہے انھوں نے تبلیغ کے ساتھ تنفیذ کا کام بھی کیا ہے تبلیغ کا کام نبوت کی حیثیت سے اور تنفیذ کا کام بادشاہانہ حیثیت سے۔

تبلیغ کے دو جز ہیں ان دونوں سے ملکر تبلیغ کا کام پورا ہوتا ہے پہلا جز تبلیغ کا وحی الٰہی کا تحمل ہے یعنی وحی الٰہی کو صحیح طور پر سمجھ لینا پھر قوت حافظہ میں بے کم و کاست بے تغیر و تبدل اس کا محفوظ کر لینا۔ دوسرا جز تبلیغ کا وحی الٰہی کو ادا کرنا ہے یعنی وحی الٰہی کو صاف صاف لوگوں کے سامنے بیان کر دینا اس کے بیان میں کسی سے نہ ڈرنا کسی مانع و مزاحم سے متاثر نہ ہونا تقیہ نہ کرنا۔

نبی کے معصوم ہونے کی ضرورت

انبیا علیہم السلام کا گناہوں سے اور ہر قسم کی خطاؤں سے اور سہو و نسیان وغیرہ سے معصوم ہونا زیادہ تر اسی سبب سے ضروری ہے کہ تبلیغ کے یہ دونوں جز امر باطنی ہیں جن کو کوئی انسان ادراک نہیں کر سکتا۔ یعنی ان دونوں کاموں میں سے کسی کام میں اگر نبی سے غلطی ممکن ہو تو اُس غلطی کا پتہ نہیں چل سکتا۔ وحی الٰہی کے سمجھنے میں یاد رکھنے میں بیان کرنے میں کسی قسم کی خرابی ہو جائے تو کون اس خرابی کو معلوم کر سکتا ہے نبی اپنی کسی مصلحت سے یا کسی کے خوف سے کوئی حصہ پیغام الٰہی کا چھپا ڈالے تو کسی کو کیا خبر ہو سکتی ہے لہذا ضروری ہوا کہ حضرات انبیا علیہم السلام سے نہ تحمل میں غلطی ممکن ہو نہ ادا میں بلکہ اُن میں تمام وہ اوصاف بدرجۂ کمال پائے جاتے ہوں جن سے مخلوق کو کامل اطمینان اس بات کا حاصل ہو کہ تحمل اور ادا دونوں کام اُنسے باحسن وجوہ انجام پائیں گے۔

نبی کی ضرورت

حق تعالیٰ کے لطف و کرم کی عجیب حالت ہے اسکی مخلوق کو جس چیز کی حاجت جتنی زیادہ ہوتی ہے اُس چیز کی اتنی ہی افراط ہوتی ہے دیکھو جسمانی زندگی کے لیے سب سے زیادہ پانی اور اس سے بھی زیادہ ہوا کی ضرورت ہے لہذا ان دونوں چیزوں کی کثرت قابل تماشا ہے پانی تو بعض اوقات مول بھی بکتا ہے یا کم از کم تالاب یا کنوئیں سے نکالنا پڑتا ہے لیکن ہوا جو اس سے بھی زیادہ ضروری ہے بالکل بے قیمت ہے اور ہر جگہ بکثرت ہے۔

بالکل اسی طرح ہماری روحانی زندگی کے لیے جس کی بنیاد خدا کی رضامندی و خوشنودی پر ہے نبی کی ضرورت ہے۔ بغیر انبیا علیہم السلام کی تعلیم کے انسان کو نیک و بد کی تمیز نہیں ہو سکتی نہ یہ پتہ مل سکتا ہے کہ اللہ کس کام سے خوش ہوتا ہے اور کس کام سے ناخوش ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب

ایک انسان اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کی رضامندی اور نارضامندی کو بغیر اس کے بتلائے نہیں جان سکتا تو پھر خدا وند قدوس جسکی شان ہے لیس کمثلہ شیٔ اسکی خوشی ناخوشی بغیر اس کے بتلائے کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ لہذا خدا نے اپنے فضل و کرم سے اس ضرورت کو بھی بذریعہ پیغمبروں کے پورا فرما دیا۔ علاوہ تعلیم کے انبیا علیہم السلام کے اقوال و افعال و احوال ایک عمدہ نمونہ ہوتے ہیں اگر صرف کتاب الٰہی کسی کے ہاتھ میں آجائے اور پیغمبر کے اقوال و افعال و احوال کی اسکو خبر نہ ہو تو ہرگز وہ اس کتاب الٰہی سے کام نہیں لے سکتا نہ کتاب الٰہی کو دیکھکر وہ منزل عمل تک پہونچ سکتا ہے۔ کتاب الٰہی اور پیغمبر کی مثال ایسی سمجھنا چاہیے جیسے طب کی کتاب اور طبیب حاذق۔ جو شخص فن طب میں کمال حاصل کرنا چاہے اسکو طب کی کتاب کے ساتھ ہی طبیب حاذق کی بھی ضرورت ہے صرف کتاب کو دیکھکر نہ وہ تشخیص امراض کر سکتا ہے نہ تجویز علاج اسی لیے قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں صرف یہ نہ فرمایا کہ وہ لوگوں کو کتاب سنا دیتے ہیں یا تعلیم فرما دیتے ہیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ وہ حکمت کی تعلیم بھی دیتے ہیں یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة یعنی ہمارا نبی لوگوں کو خدا کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت یعنی طریق عمل کی تعلیم دیتا ہے

خلاصہ یہ کہ بغیر انبیا علیہم السلام کے نہ تو خدا کے احکام اور اس کی مرضی و نامرضی کا علم ہو سکتا ہے اور بفرض محال علم بھی کسی طرح ہو جاتا تو اس علم پر عمل دشوار تھا۔ یہی سبب ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نبی آئے اور اُن پر کتاب نازل نہ ہوئی لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لکھی لکھائی کتاب بغیر نبی کے آسمان سے اتر آئی ہو۔

نبی کا رتبہ

ظاہر ہے کہ نبوت ایک بڑا مرتبۂ عالی ہے خدائی شان خدائی کے بعد پھر نبی کا رتبہ ہے نبیوں میں باہم فرق مراتب ہے مگر کوئی غیر نبی نبی کے رتبہ کو نہیں پہونچ سکتا۔ ایک بڑے سے بڑا مقدس شخص جو نبی نہ ہو انبیا علیہم السلام کے طبقہ میں کسی ادنیٰ کی برابر بھی نہیں کہا جا سکتا۔

جس طرح خدا کی خداوندی اور یکتائی پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح نبی کی نبوت پر ایمان لانا فرض ہے نبی کے سوا کوئی اور بندہ کتنا ہی بڑے رتبہ کا ہو اسپر ایمان لانا ضروری نہیں۔ خدا کی طرف سے واجب الاطاعت پیشوا صرف نبی ہے۔ صرف نبی کی یہ شان ہے کہ اوسکی

اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے ۔ وہی ایک چیز ہے چاہے اسکو اطاعت خدا کہا جائے اور چاہے اسکو اطاعت رسول **قال اللہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** ترجمہ جو شخص رسول کی اطاعت کرے تو بہ تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کرلی ۔

رسول کے انکار سے آدمی قطعاً کافر ہو جاتا ہے ۔ انکار تو سخت چیز ہے رسول سے ناواقف رہنا بھی کفر ہے ۔ رسول کے سوا کوئی اور بندہ چاہے کتنا ہی عالی مرتبہ ہو نہ اس کا انکار کفر ہے نہ اس سے ناواقف رہنا کفر ہے ۔

اہل سنت کا مذہب امامت کے متعلق

امام کے معنی

لفظ امام کے متعلق اہل سنت نے کوئی جدید اصطلاح نہیں بنائی وہی معنی جو اس لفظ کے لغت میں تھے قائم رکھے ہیں ۔ امام کے معنی پیشوا کے ہیں خواہ وہ اچھی بات میں پیشوا ہو یا بُری بات میں نماز کے امام کو بھی امام اسی سبب سے کہتے ہیں کہ ارکان نماز کے ادا کرنے میں وہ لوگوں کا پیشوا ہے اور لوگ اُس کے تابع ہیں خلیفہ کو بھی امام اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی پیشوا ہے لوگ اسکے احکام پر عمل کرتے ہیں ۔ قرآن مجید میں نبیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے امام فرمایا ہے **قولہ تعالیٰ ۔ وجعلنا ھم ائمة یھدون بامرنا** ۔ کتب الٰہیہ کو بھی امام فرمایا ہے **قولہ تعالیٰ** ۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمة غرضکہ جس کی پیروی کیجائے اسکو امام کہتے ہیں ۔ یہانتک کہ قرآن مجید میں راستہ کو امام فرمایا ہے وانھما لبامام مبین یعنی وہ دونوں بستیاں کھلی ہوئی سڑک پر ہیں ۔ سڑک کو بھی امام اس وجہ سے فرمایا کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے ۔ یعنی مسافر اسکا ساتھ نہیں چھوڑتا

امام جب بمعنی خلیفہ ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں ۔ وہ رئیس عام جو بہ نیابت پیغمبر اقامت دین کے فرائض ادا کرے ۔ رئیس عام سے مراد بادشاہ ۔ قاضی اور حکام بھی رئیس ہوتے ہیں مگر ان کی ریاست عام نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص دائرہ میں محدود ہوتی ہے ۔

امام کا کام

امام کا کام یہ ہے کہ شاہانہ قوت سے نبی کے احکام کی تنفیذ کرے ان کی تعلیمات کو قائم رکھے امام پر نہ خدا کے پاس سے کوئی پیغام آتا ہے نہ اس کو کوئی خاص احکام ملتے ہیں نہ نبی کے احکام میں کسی قسم کے رد و بدل اور ترمیم و تنسیخ کا اس کو اختیار ہوتا ہے ۔ امام نبی کا

۔۔۔ اور بندوں کے درمیان میں واسطہ نہیں ہوتا یعنی یہ بات نہیں ہوتی کہ جس طرح خدا کے احکام بغیر نبی کے معلوم نہیں ہو سکتے اسی طرح بغیر امام کے معلوم نہ ہو سکیں ۔

جب ہمارا مذہب یہ قرار پایا کہ امام پر وحی نہیں اترتی امام کے پاس خدا کے یہاں سے پیغام نہیں آتا امام کسی جدید حکم کی تبلیغ نہیں کرتا بلکہ انھیں احکام کی تنفیذ کرتا ہے جو نبی اپنی امت کو دے چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ احکام کوئی امر باطنی نہیں ہیں اگر امام ان احکام کا مطلب سمجھنے یا اُن پر عمل کرنے میں کوئی غلطی کرے تو اس غلطی کا ادراک ہو سکتا ہے لہذا جو وجہ نبی کے معصوم ہونے کی تھی وہ امام میں نہیں پائی جاتی ۔

ہمارے نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم خاتم الانبیا ہیں لہذا آپ کے بعد کسی کو معصوم ماننا گویا ختم نبوت کا انکار کرنا ہے چہ جائیکہ عصمت کے علاوہ دوسرے اوصاف نبوت بھی کسی کے لیے ثابت کیے جائیں نعوذ باللہ ۔

ہر زمانہ میں مسلمانوں کے لیے ایک امام ضروری ہے مگر نہ اس لیے کہ امام پر نبی کی طرح ایمان لانا فرض ہے اور نہ اس لیے کہ بغیر امام کے خدا کے احکام نہیں معلوم ہو سکتے بلکہ اس لیے کہ بہت سے احکام شرعیہ ہیں جن کا عمل درآمد بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہو سکتا مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنا زانی کو درہ لگانا یا سنگسار کرنا جہاد کا انتظام کرنا جھگڑوں کا فیصلہ کرنا وغیرہ وغیرہ ۔

خدا نے تمام بندوں کو احکام شرعی کے ساتھ مکلف کیا ہے لہذا بندوں پر ضروری ہے کہ جن احکام پر عمل کسی دوسری چیز پر موقوف ہو اس دوسری چیز کو بھی فراہم کریں اور اس دوسری چیز کا فراہم کرنا ان کے اوپر لازم ہو ۔ مثلاً خدا نے وضو و غسل کا حکم دیا لیکن پانی فراہم کرنے کو نہیں فرمایا تو بندوں پر از خود لازم ہو گیا پانی کے فراہم کرنے کا انتظام کریں ۔ خدا نے ستر عورت کا حکم دیا کپڑے کا فراہم کرنا اور کپڑا جن چیزوں سے تیار ہوتا ہے ان کا مہیا کرنا خود بخود بندوں کے ذمہ لازم ہو گیا ۔

یہاں سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ امام کے لیے کچھ ضروری نہیں ہے کہ خدا کا یا رسول کا مقرر کیا ہوا ہو بندوں کا فرض ہے کہ احکام شریعت پر عمل کریں اور احکام پر عمل کرنے کے سامان فراہم کریں امام کا تقرر بھی منجملہ ان سامانوں کے ایک سامان ہے ۔

اس کی عمدہ مثال نماز جماعت ہے شریعت نے جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا مگر قیامت تک کے واسطے ہر مسجد کے امام معین نہیں فرمائے بلکہ مقتدیوں کے ذمہ لازم ہے کہ اپنے لیے امام تجویز کر لیا کریں

اگر کسی لائق شخص کو امام بنائیں گے ثواب پائیں گے نالائق کو بنائیں گے گنہگار رہیں گے۔ امام اگر ارکان نماز میں غلطی کریگا اور اسکو علم نہ ہوگا تو وہ غلطی معاف، علم ہو جائیگا تو سجدۂ سہو یا اعادہ نماز سے اسکی تلافی کریگا یہ مثال ہم کو بتلاتی ہے کہ جب نماز جیسی اجل معاملہ دین بلکہ دین کے مقصود اعظم کے لیے شریعت نے امام کے معصوم ہونے کی شرط لگائی اور نہ اسکا مقرر کرنا اپنے ذمہ رکھا تو پھر نماز سے کم درجہ کی چیزوں کے لیے جو امام ہے اس کے معصوم و منصوص من اللہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ کسی خاص موقع پر شارع نے اپنے لطف و کرم سے کسی شخص کو امام نماز مقرر کر دیا ہو یا کسی کو خلافت کے لیے نامزد کر دیا ہو جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام نماز بنا دیا اور ان کی خلافت کو بھی دو تین دفعہ اشارتاً فرمایا۔ مگر اس سے قانون عام نہیں بن سکتا۔

ہر کیف امام کا ہونا بہت ضروری ہے اور امام کا مقرر کرنا بندوں کے ذمہ ہے اگر بندے کسی لائق شخص کو امام بنائیں گے تو مستحق ثواب ہوں گے ورنہ گنہگار ہوں گے۔

10 نبی کی طرح امام کی لفظ کوئی تعریف کی لفظ نہیں ہے امام اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی جیسا کہ نماز کے امام میں روزمرہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ امام اگر اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کرے تو اچھا ورنہ برا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کا افضل امت ہونا امام ہونے کی سبب سے نہیں ہے بلکہ بالفرض اگر بجائے ان کے حضرت عبد اللہ بن مسعود امام بنا دیئے جاتے تب بھی افضل امت حضرت صدیق ہی ہیں۔

نبی کی طرح امام کا انکار کفر نہیں ہے نہ امام سے ناواقف رہنا کفر ہے آج ایک شخص مسلمان ہو اور حضرت ابوبکر یا حضرت علی کا نام بھی نہ جانے تو کچھ حرج نہیں مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ جانے تو اسکا اسلام ہی صحیح نہیں۔

نبی کی طرح امام کا ہر حکم واجب الاطاعت نہیں بلکہ اسکے جو احکام شریعت کے مطابق ہوں وہی واجب الاطاعت ہیں جیسا کہ آگے چل کر ہم آیات قرآنیہ سے اس کو ثابت کریں گے۔۔

قرآن مجید میں بیشمار آیات ہیں جن میں رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت میں نجات کو منحصر فرمایا ہے مگر امام کی اطاعت کا کہیں حکم نہیں دیا اور اگر دیا ہے تو اسی قید کے ساتھ کہ اسکا حکم مطابق شریعت

شیعوں کا مذہب نبوت کے متعلق

مذہب شیعہ نے کوئی اہتمام نبوت کے متعلق نہیں کیا۔ ہمارے فاضل مخاطب جناب مجتہد صاحب نے نبی و نبوت کے متعلق جو کچھ اپنے رسالہ میں لکھا ہے زیادہ حصہ اس میں وہ ہے جو انھوں نے اہل سنت کی کتابوں سے لیا ہے اور ان کے مذہب کو اپنا مذہب ظاہر کیا ہے جیسا کہ ہم آگے انشاء اللہ ظاہر کریں گے۔

مذہب شیعہ کو جو کچھ توجہ اور اہتمام ہے وہ مسئلہ امامت کے متعلق ہے اسی وجہ سے وہ اپنے کو امامیہ کہتے ہیں یعنی اماموں کو مثل رسول کے ماننے والا اور اثنا عشریہ کہتے ہیں یعنی بارہ بزرگوں کا ماننے والا۔ اس نام پر مجھے ایک خاص افسوس ہوتا ہے کیونکہ یہ نام رسول سے بے تعلقی کو صاف ظاہر کر رہا ہے ان بارہ میں رسول کا نام نہیں ہے ان بارہ کا عدد حضرت علی سے شروع ہو کر حضرت امام مہدی پر ختم ہو جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت کو کبھی شیعوں سے تقابل کا خیال نہیں پیدا ہوا ورنہ وہ اپنا نام بجائے امامیہ کے محمدیہ اور بجائے اثنا عشریہ کے واحدیہ رکھتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت ان چیزوں کو مقصود اصلی نہیں سمجھتے اسی وجہ سے مسئلہ امامت ان کے یہاں فروع دین میں ہے نہ اصول دین۔ اصل مقصود اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس اتباع کا بھی مقصود رضائے حق جل شانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار کیا خوب فرماتے ہیں کہ ؎

ز نادانی دل پر جہل و پر مکر — گرفتار علی ماندی و بو بکر
چو یک دم زین تخیل مے نہ رستی — نمیدانم خدا را کے پرستی

شیعوں کی روایات میں انبیاء علیہم السلام کے لیے بعض ناگفتہ بہ واقعات منقول ہیں جن میں دو ایک بطور مثال کے ہم بیان ذکر کرتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق عیون اخبار الرضا و حیات القلوب وغیرہ میں ہے کہ انھوں نے حضرات شیعہ کے دوازدہ امام کے مرتبہ عالی پر حسد کیا اسی کی سزا میں جنت سے نکال دیئے گئے حالانکہ خدا نے پہلے سے ان کو متنبہ کر دیا تھا کہ دیکھو اے آدم ان ائمہ پر حسد نہ کرنا ورنہ تمکو نکال دوں گا اور تمھارا شمار ظالموں میں ہو جائے گا اور ظالموں کی جگہ جہنم کے نیچے کے طبقہ میں ہے مگر باوجود اس ممانعت کے حضرت آدم نے ان پر حسد کیا۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۳ میں ایک حدیث امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے

11

اس سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے ۔ پھر اصول کافی میں ایک باب ہے باب فی اصول الکفر وارکانہ اس باب میں ایک حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصول کفر تین ہیں حسد حرص تکبر ۔ امام نے فرمایا کہ تکبر ابلیس میں تھا اور حرص آدم میں تھا اور روایت مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ حسد بھی آدم میں تھا نتیجہ یہ نکلا کہ ابلیس میں تو ایک ہی اصل کفر کی تھی مگر حضرت آدم میں دو اصلیں موجود تھیں نعوذ باللہ منہ ۔

حسد آدم کی بحث غالباً سب سے پہلے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھی گئی جس کا جواب جناب مولوی دلدار علی صاحب نے اپنی کتاب حسام میں دیا اس جواب کو حضرت مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منتہی الکلام میں رد فرمایا ۔ مولوی حامد حسین صاحب نے استقصاء الافحام میں پھر اس رد کا جواب لکھا جس کو اس حقیر نے رد کیا آج سے بائیس برس پہلے النجم کے مناظرہ حصہ اول میں یہ بحث نہایت مکمل طور پر لکھی گئی ہے پھر آج تک کسی نے جواب نہیں دیا ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی طرح دوسرے انبیا علیہم السلام سے بھی گناہوں کے صدور کی روایات
کتب شیعہ میں مذکور ہے مگر اس وقت ہم ان سب روایات کو بغرض اختصار نظر انداز کر کے فقط ایک بات ۱۲
سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے متعلق لکھتے ہیں علمائے شیعہ نے جا بجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت میں تقیہ بازی ثابت کیا ہے یہاں تک کہ جناب مولوی دلدار علی صاحب عماد الاسلام میں یہ احتمال ظاہر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے قرآن کی تبلیغ صحابہ کے سامنے نہیں کی بہت سی آیتیں چھپا لیں اور صرف راز کے طور پر حضرت علی کو بتلائیں عبارت عماد الاسلام کے بحوالہ ازالۃ الغین حسب ذیل ہے ۔

ومنها انه معلوم من حال النبي انه لا يخفى على المتفحص الزكي ذي الحدس الصائب انه مع كمال رغبته على تخليفه عليا كان في غاية التقية من قومه ولهذا عندي دلائل واشارات لا يسع المقام ذكرها فيحتمل عند العقل ان النبي حفظا لبيضة الاسلام الظاهري ترك القرآن المنزل المشتمل على نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقين مثلا عند خواص اسراره كعلي بامر الله تعالى لئلا يرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلك و اظهر هم بقدر ما علم المصلحة في اظهاره ولما كانوا هم الباعثين للنبي على ذلك كان الاسناد اليهم في محله

منجملہ تحریف قرآن کی صورتوں کے ایک یہ ہے کہ نبی کا حال معلوم ہے اور سمجھدار ذہین آدمی جو تلاش کرے اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ آپ باوجودیکہ نہایت رغبت اس بات کی رکھتے تھے کہ علی کو اپنا خلیفہ بنائیں مگر اپنی قوم کی طرف سے بہت تقیہ کی حالت میں تھے اس بات کے لیے میرے پاس دلائل و علامات ہیں جن کے لیے یہ مقام گنجائش نہیں رکھتا پس یہ احتمال قرین عقل ہے کہ نبی نے اسلام ظاہری کی حفاظت کے لیے بحکم خدا اصلی قرآن جس میں ائمہ کے نام اور منافقوں کے نام لکھے تھے اپنے محرم راز مثلاً علی کے پاس بطور امانت رکھوا دیا تاکہ تمام لوگ مرتد نہ ہو جائیں کیونکہ آپ کو ان کا حال معلوم تھا کہ وہ ان آیات کی برداشت نہ کر سکیں گے اور آپ نے صرف اسی قدر قرآن ان پر ظاہر کیا جس کا ظاہر کرنا آپ کے نزدیک قرین مصلحت تھا اور چونکہ اصلی قرآن کے چھپا ڈالنے کا سبب صحابہ تھے اس لیے یہ کہنا کہ صحابہ نے قرآن میں تحریف کر دی بالکل بجا ہے ۔

اس کے علاوہ حضرت علی کے خلافت کا اعلان کرنے میں کس قدر پس و پیش آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیا لیکن بار بار خدا نے اصرار کیا تو آپ نے ایک گول گول بات کہہ دی ۔ غرضکہ ان تمام لا
۳ روایتوں کو ایک عقلمند شخص سخت مشتبہ نظروں سے دین اسلام کو دیکھنے لگتا ہے کہ جب پیغمبر اسلام کا خاص
اپنے قرآن میں یہ حال ہے تو دین سے امان اٹھ گیا ایک چیز بھی قابل اعتماد نہ رہی ۔

پیغمبروں کا کسی کے خوف سے تبلیغ احکام خداوندی میں تقیہ کرنا اگر مان لیا جائے تو انصاف سے بتلائیے کہ پیغمبروں کی بات پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے ۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے جب قرآن کی تبلیغ میں اپنے اصحاب سے ایسا تقیہ کیا کہ جو آیتیں ان کے خلاف مزاج تھیں ان کی تبلیغ نہ کی تو کفار کا خوف تو بدرجہا زائد تھا ان کے ڈر سے نہ معلوم کتنی آیتیں چھپا ڈالی ہونگی ۔ سچ تو یہ ہے کہ اس صورت میں نبوت بازیچہ اطفال ہو گئی ۔

انبیا علیہم السلام کے حالات پر ایک نظر ڈالو تو کبھی اس بات کا خطرہ بھی دل میں نہیں آسکتا کہ وہ کسی کے خوف سے تبلیغ احکام میں کوتاہی کریں گے ۔ وہ بلا خوف و خطر سخت سے سخت احکام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اس تبلیغ میں طرح طرح کی ایذائیں اٹھاتے ہیں مگر کچھ پروا نہیں کرتے لیکن حضرات شیعہ ان تمام واقعات سے آنکھ بند کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے اتنا تقیہ کیا کرتے تھے ۔

شیعون کا مذہب امامت کے متعلق

شیعون کی معتبر کتابین حدیث و عقائد کی دیکھو تو صاف نظر آتا ہے کہ ختم نبوت کا ان کو انکار ہے امامت کا وہ مرتبہ ہے کہ نبی کی بھی کچھ ہستی نہین۔ امام کے لیے جو اوصاف شیعہ بیان کرتے ہین اہلسنت تو ان اوصاف کو انبیا علیہم السلام کے لیے بھی نہین مانتے اس وقت اصول کافی کی کتاب الحجۃ کے چند عنوان باب ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین۔

باب ان الحجۃ لا تقوم للہ الا بامام یعنی یہ باب اس بیان مین ہے کہ اللہ کی حجت بغیر امام کے قائم نہین ہوتی۔ معلوم ہوا کہ نبیون سے بھی خدا کی حجت قائم نہین ہوتی۔ اہل سنت کے نزدیک حجت صرف انبیا علیہم السلام ہین۔

باب معرفۃ الامام والرد الیہ یعنی یہ باب ہے اس بیان مین کہ امام کا پہچاننا ضروری ہے اور ہر بات مین انھین کی طرف رجوع کرنا۔ اس باب مین امام جعفر صادق یا امام باقر سے ایک حدیث منقول ہے جسکے الفاظ یہ ہین لا یکون العبد مومنا حتی یعرف اللہ ورسولہ والائمۃ کلہم یعنی کوئی شخص مومن نہین ہوسکتا یہان تک کہ اللہ کو پہچانے اور اس کے رسول کو پہچانے اور تمام ائمہ کو پہچانے۔ اہل سنت کے نزدیک ایمان کے لیے صرف خدا و رسول کی معرفت کافی ہے۔

باب ما عند الائمۃ من ایات الانبیاء۔ یعنی یہ باب اس بیان مین ہے کہ ائمہ کے پاس تمام انبیا کے معجزات ہوتے ہین۔ اس باب کی حدیثون مین یہ مضمون ہے کہ الواح موسی عصای موسی ید بیضا انگشتری سلیمان غرضکہ تمام معجزات انبیا اماموں کے قبضہ مین ہوتے ہین۔

باب ان الائمۃ یعلمون جمیع العلوم التی خرجت الی الملائکۃ والانبیا والرسل یہ باب اس بیان مین ہے کہ امامون کو ان تمام علوم کا علم ہوتا ہے جو فرشتون اور نبیون اور رسولون کے پاس ہوتے ہین۔

باب ان الائمۃ اذا شاء وا ان یعلموا علموا۔ یہ باب اس بیان مین ہے کہ ائمہ جب کسی چیز کو جاننا چاہتے ہین تو وہ ان کو معلوم ہو جاتی ہے۔

باب ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متی یموتون وانہم لا یموتون الا باختیارھم یہ باب اس بیان مین ہے کہ ائمہ کو اپنے مرنے کا وقت معلوم رہتا ہے اور وہ اپنے اختیار ہی سے مرتے ہین۔ ۱۴

نتیجہ یہ کہ جس کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہو موت اس کے اختیار مین بھی ہو وہ قبل از وقت کیون ڈرے اور کیون کیسے خوف سے تقیہ کرکے جھوٹے مسائل دین کے تعلیم کرے۔

باب ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانہ لا یخفی علیہم شی اس باب مین بیان ہے کہ ائمہ کو ما کان و ما یکون کا علم حاصل ہوتا ہے اور ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہوتی۔ اس باب مین ہے کہ ایک روز امام جعفر صادق نے شیعون سے فرمایا کہ دیکھو یہان کوئی جاسوس تو نہین ہے جب اطمینان ہوگیا کہ کوئی جاسوس نہین ہے تو کہنے لگے کہ قسم رب کعبہ کی اگر مین موسی و خضر کے زمانہ مین ہوتا تو مین انکو بتا دیتا کہ مین ان دونون سے زیادہ علم رکھتا ہون۔

باب ان اللہ عزوجل لم یعلم نبیہ علما الا امرہ ان یعلمہ امیر المومنین وانہ کان شریکہ فی العلم یہ باب اس بیان مین ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو جو علم سکھلایا تو یہ حکم ضرور دیا کہ یہ علم امیرالمومنین کو بھی سکھلا دو اور امیرالمومنین علم مین آپکے شریک تھے۔ اہل سنت کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک علم مین یا کسی صفت مین کوئی نہین نہ حضرت ابوبکر صدیق کو وہ اس رتبہ پر سمجھتے ہین نہ حضرت علی کو

۱۵ شیعون کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اماموں کا رتبہ تمام انبیاے سابقین سے زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہے چنانچہ اصول کافی صفحہ ۱۱۷ مین ہے کہ

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما جاء بہ علی اخذ بہ وما نہی عنہ انتہی عنہ جری لہ من الفضل مثل ما جری لمحمد ولمحمد الفضل علی جمیع من خلق اللہ عزوجل المتعقب علیہ فی شی من احکامہ کالمتعقب علی اللہ وعلی رسولہ والراد علیہ فی صغیرۃ او کبیرۃ علی حد الشرک باللہ۔	امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ علی نے جو حکم دیا مین اس پر عمل کرتا ہون اور جس چیز سے انھون نے منع کیا اس سے مین باز رہتا ہون۔ علی کا رتبہ وہی ہے جو محمد کا ہے اور محمد کو تمام خلق خدا پر فضیلت ہے۔ علی کے کسی حکم پر اعتراض کرنے والا ہی ایسا ہے جیسے اللہ و رسول پر اعتراض کرنے والا۔ علی کی کسی چھوٹی یا بڑی بات کو رد کرنیوالا اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے برابر ہے۔

اہل سنت کے نزدیک یہ رتبہ صرف نبیون کا ہے قرآن مجید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا

شیعون کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اماموں کو تحلیل و تحریم کا اختیار ہوتا ہے جس حرام کو وہ چاہین حلال کردین

اور جس حلال کو چاہیں حرام کردیں ۔ اصول کافی صفحہ ۲۷۸ میں ہے ۔

عن محمد بن سنان قال كنت عند ابي جعفر الثاني عليه السلام فاجريت اختلاف الشيعة فقال يا محمد ان الله تبارك وتعالى لم يزل متفردا بوحدانيته ثم خلق محمدا وعليا وفاطمة فمكثوا الف دهر ثم خلق جميع الاشياء فاشهدهم خلقها واجرى طاعتهم عليها وفوض امورها اليهم فهم يحلون ما يشاؤون ويحرمون ما يشاؤون ولن يشاؤوا الا ان يشاء الله تبارك وتعالى

محمد بن سنان کہتے ہیں میں امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا تو میں نے شیعوں کے اختلاف کا تذکرہ نکالا امام نے فرمایا کہ اے ابو محمد اللہ تبارک تعالیٰ اپنی وحدانیت کے ساتھ متفرد تھا پھر اس نے محمد اور علی اور فاطمہ کو پیدا کیا یہ لوگ ہزار برس تک رہے پھر اللہ نے اور سب چیزوں کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو اسکی پیدائش دکھلائی اور ان کی اطاعت سب پر فرض کی اور سب کے کام ان کے سپرد کیے پس یہ لوگ جس چیز کو چاہیں حلال کردیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کردیں اور یہ لوگ بغیر خدا کے چاہے کچھ نہیں چاہتے ۔

۱۶ اس روایت کو غور سے دیکھنا چاہیے محمد بن سنان کہتا ہے میں نے امام محمد تقی سے شیعوں کے باہم اختلاف کا سبب دریافت کیا تو امام نے یہ جواب دیا کہ ائمہ کو تحلیل وتحریم کا اختیار ہے مطلب یہ نکلا کہ ائمہ کے [illegible] ہیں ایک امام کسی چیز کو حلال کہتا ہے دوسرا اس کو حرام کہتا ہے اس وجہ سے شیعوں میں بھی اختلاف ہو گیا ۔

یہ ایک مختصر نمونہ عقائد امامت کا تھا ابھی بہت سی باتیں اوصاف امامت کے متعلق ایسی ہیں جو ناگفتہ بہ ہیں مثلاً یہ کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے پیٹ محل نجاست ہے لہذا امام کا حمل پیٹ میں نہیں رہتا اور مثلاً یہ کہ امام کشیدہ میں لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہے اور ہر امام کے پاس ایک ستون نور کا ہوتا ہے جب وہ کسی چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اسی ستون پر چڑھکر دیکھ لیتے ہیں ۔ شیعوں کی کتابیں دیکھو تو معلوم ہوتا ہے جو کچھ ہیں امام ہیں نبی تو کوئی چیز ہی نہیں ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس قدر فتوحات حاصل ہوئے وہ سب حضرت علی کے زور بازو کا نتیجہ تھیں ۔ بہادری کی تعریف ہے تو حضرت علی کی اور جو کام ہے وہ انھیں کی وجہ سے ہے ۔ اماموں کی اسقدر تعظیم غالباً شیعوں کے خیال میں بدلیل محبت اہل بیت ہوگی لیکن اہل سنت کے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے منحرف کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ۔

مقدمہ ختم ہو چکا اب اصل مقصد کی طرف توجہ کیجیے ۔

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
[illegible]	فقہ حنفی کی کتب سے ضروری مسائل عام فہم اردو میں منتخب کیے گئے ہیں (۱) اردو زبان کی صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بحث محقق اور مفتی بہ مسائل (۳) [illegible] دوسری کتاب میں اس کثرت سے مسائل یکجا نہیں (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی [illegible] (۶) ہر جلد کے آخر میں چہل حدیث اور چہل آثار فاروق اعظم بالفعل چھ جلدیں اس کتاب کی تیار ہیں ۔	[illegible]
[illegible]	اس کتاب میں سات ہزار پانچسو صحابہ کرام کے حالات ہیں اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں تھی اور [illegible] سات جلدیں تیار ہیں اور اب بہت کم نسخے باقی ہیں ۔	فی جلد [illegible]
ترجمہ تاریخ [illegible]	عربی کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ ۔ پہلی جلد تیار ہے جس میں ابتداء آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہیں ۔	عہ
[illegible]	جلد اول ڈبل [illegible] بادامی لٹھر [illegible] سادہ سفید لٹھر [illegible] زرد لٹھر	
ترجمہ فتاوی عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتووں کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل وغیرہ	عہ
[illegible] تطہیر	آیت تطہیر [illegible] تفسیر شیعوں کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت میں انھوں نے آل عبا کو مراد لیا اہل سنت کی قرآن اور سنت سے تحقیق ۔	۶ر
تفسیر آیۃ المودۃ فی القربیٰ	آیہ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعوں کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے ۔	۴ر
[illegible]	از مدیر النجم	۴ر
[illegible]	قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موسوم تحریف قرآن کا جواب جس نے [illegible] ثابت کردیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور شیعوں پر [illegible] قرآن کے بیان کوئی خرافات کی [illegible] نہیں [illegible] مسائل مذہب شیعہ کے ہیں ۔	۱۲ر
[illegible]	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم میں	۴ر
[illegible]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] قرآن مجید سے لکھی گئی ہے [illegible] استدلالات ہیں	۴ر
[illegible]	از مدیر النجم	۳ر
[illegible]	عیسائیوں کی کتابوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریاں	۴ر

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

جلد ۳ | نمبر | ۲۱ رمضان و ۲۱ شوال ۱۳۴۲ھ

باہتمام ... مطبع عمل مطابع ... لکھنؤ میں طبع ہوکر ...
... مدیر النجم

نوٹ:- حصہ حالی علم الفقہ کی جلد دوم جو زیر طبع تھی تیار ہو گئی اسوقت کل مدین دفتر میں موجود ہیں ... حسب فرمائش ...

قواعد

(۱) یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

(۲) رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات ٹائیٹل کے ... صفحہ ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔

(۳) عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہو گا۔

سالانہ	ششماہی	ماہی
للعہ	۱ؔ	۸ؔ

مالک غیر ... محصول قیمت میں اضافہ ہو جائیگا

ہر رسالہ چندہ دینے والے معاونین میں شمار ہونگے

(۴) چندہ ... سال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز ماہ محرم سے ہے

(۶) جو اصحاب درمیان سال میں خریداری کرینگے اگر نصف سال ... ہوا ہو گا تو آغاز سال سے ورنہ بعد نصف سال کے جب سے وہ چاہیں گے پرچہ کا اجرا ہو گا۔

(۷) نمونہ کا پرچہ ۳ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے

(۸) غیر موصول پرچہ اندر دو اشاعت کے پہلے طلب کر لینا چاہیئے

(۹) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانوں میں اتباع شریعت کی رغبت پیدا کرنا اور انہیں اسلام کے اندرونی حملوں کا جواب دینا بالخصوص شیعوں کے حملے بہت زیادہ ہیں اور تمام ہندوستان میں ان کا جواب دینے والا نہیں ہے اس لئے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

جو اہل علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد پر کوئی مضمون عنایت فرمائینگے نہایت شکر گذاری کے ساتھ شایع کر دیا جائیگا۔

فہرست کتب موجودہ دفتر

نام کتاب

علاج معصیت

دست غیب

تفسیر آیہ قتال مرتدین و آیت ولایت

اسلام کا اتالیق

اسلام کے حسنات

پنج گنج فریدہ

الدر المکنون

راحۃ المحزون فی شرح الطاعون

حقوق الاسلام

احسن التعلیم

تفسیر آیت دعوت اعراب - اس کتاب میں ... شرح و بسط سے عربوں کو جہاد کے واسطے دعوت دینا اور پھر اصحاب حدیبیہ کے حالات اور خدا تعالی کی اصحاب رسول سے خوشنودی اور عطائے ایزدی پھر وہ اصحاب جو حدیبیہ میں شریک نہ تھے افسوس و حسرت

تحفہ اثنا عشریہ فارسی - یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی تصنیف ہے بڑا موثر الاد شیعوں کا رد ہے۔

المشتہر - منیجر دفتر النجم لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا

النجم لکھنؤ (دور جدید) نمبر ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ جلد سوم

بابت ۲۱ - رمضان و ۷ و ۲۱ شوال ۱۳۲۲ھ

عرفت ربی بفسخ العزائم

میں نے پہچانا اپنے رب کو مضبوط ارادوں کے ٹوٹنے سے

عبارت مندرجہ عنوان ایک حکیمانہ مقولہ ہے جسکی تائید قرآن کریم کی آیات سے بھی ہوتی ہے قولہ تعالی ام للانسان ما تمنی یعنی کیا انسان کو ہر ایسی چیز کا ملنا ضروری ہے جس کی وہ تمنا کرے۔

آج میں اپنی حالت کو اس کا مذکر پاتا ہوں۔ النجم کی باقاعدہ وقت پر اشاعت کیلئے بڑی کوشش کیگئی اگرچہ اس کوشش کی کامیابی سرمایہ کی کافی مقدار پر موجود ہونے اور دفتر کے عملہ کے کافی ہونے پر موقوف تھی مگر پھر بھی جس طرح ہو سکا شعبان میں اسکا پورا انتظام کر لیا گیا اور قارئین کرام کو اطلاع بھی دیدی گئی کہ آئندہ پرچہ ٹھیک وقت پر شایع ہو گا۔ رمضان المبارک کا پرچہ اپنے وقت پر تیار بھی ہو گیا کہ ٹھیک تاریخ پر شایع ہو جاتا مگر یکایک کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ وہ تمام انتظامات مختل ہو گئے۔

اولاً ایک ضروری کام کیلئے سورت کا سفر پیش آیا پھر اس سفر کے ختم ہوتے ہی نور چشم مولوی حافظ محمد عبد المومن سلمہ کی غیر معمولی علالت نے مسلسل دو ماہ تک کسی کو کوئی کام نہ کرنے دیا نور چشم مذکور کے منہ سے خون پہلے بھی کبھی کبھی آیا تھا مگر بہت قلیل مقدار میں مگر اس رمضان میں بہت زیادہ زیادہ آیا

پھر اس کے ساتھ ایک دورہ تشنج کا شروع ہوا سر سے پیر تک تمام جسم اکڑ جاتا تھا گردن پیچھے کو ..... اور جسم اچھلتا تھا کئی کئی آدمی پوری طاقت سے پکڑتے تھے پھر بھی کئی بار گر گیا اور چوٹ آئی لکھنؤ کے مشہور اطبا اور ڈاکٹر صاحبان روزانہ تشریف لاتے تھے اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے مگر کسی علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا خون روکنے کی دوا دی جاتی تھی دورہ میں شدت ہو جاتی تھی۔ دورہ میں کچھ افاقہ ہوتا تھا تو خون زیادہ آتا تھا اور ہر روز نئے نئے عوارض پیدا ہوتے تھے دماغ پر اثر یا دورہ تھا ایک ڈاکٹر صاحب نے قریب قریب مایوسی ظاہر کر دی اور اُس وقت حالت بھی ایسی ہی تھی کہ دیکھنے والے بالکل بُری حالت اندازہ کرتے تھے۔ آخر علاج بالکل ترک کر دیا اب خدا کے فضل سے سکون ہے اگرچہ مرض بالکلیہ زائل نہیں ہوا۔

اسی کے ساتھ دوسرے بچے بھی علیل ہوئے چھوٹے بچے کے چیچک نکل آئی۔ بیرون لکھنؤ بھی اکثر احباب عیادت کے لیے آئے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے نیک عطا فرمائے۔ آمین۔

ان پریشانیوں کے سبب سے نتیجہ یہ ہوا کہ ۔ رمضان المبارک کا پرچہ جو بالکل تیار تھا صرف چھپنے میں کچھ تھوڑی سی کمی تھی ذیقعدہ کی آخری تاریخوں میں شایع ہوا اور اب یہ تین نمبر ایک ساتھ شائع ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ نمبر بھی اسی ماہ ذیحجہ میں شایع ہو جائینگے۔

آئندہ اشاعت میں ایک مطبوعہ خط بھی خاص خریداران النجم کے نام پرچہ کے اندر ملفوف کر کے بھیجا جائیگا اس کا جواب جلد سے جلد ملنا چاہیئے ورنہ پھر علیحدہ خط بھیجا جائیگا جس میں دفتر کو ایک معقول رقم محصول ڈاک کی صرف کرنا پڑے گی۔

شیعون کی شورش انگیز کاروائیان

جو بے وجہ اور محض بے وجہ یکطرفہ اشتہار بازی شیعون نے لکھنؤ میں کی اس کا ذکر آپ گزشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں ذرا خیال تو کیجیے واقعات جون پور کے اور اشتہار بازی ہو لکھنؤ میں اور پھر لطف یہ کہ لکھنؤ کے مقامی اخبارات نے بھی اس اشتہار بازی پر کوئی نوٹس نہ لیا اخبار حقیقت نے لکھا بھی تو یہ کہ لکھنؤ میں شیعہ سنی دونوں فریق اشتہار بازی کر رہے ہیں حالانکہ ایک اشتہار بھی لکھنؤ کے سنیون کی طرف سے اڈیٹر حقیقت نہیں دکھلا سکتے۔

ایک طرف ہندوستان کی اس موجودہ فضا کو خیال کیجیے اور دوسری طرف شیعون کی ان کار روائیون کو ملاحظہ کیجیے اور پھر طرفہ یہ کہ سنیون کے ساتھ لکھنؤ میں اتحاد و اتفاق کا اظہار خوب کیا جاتا ہے اور حالات سے بے خبر لوگ اس زبانی جمع خرچ کے شکار ہو رہے ہیں۔

ان ایام میں باہر سے مباحثہ اور دعوا کی خبرین بھی آئی ہین۔

جناب مولنا مولوی عبدالمومن صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ کا خط آیا کہ ضلع میرٹھ کے کسی نواب صاحب کو شیعون نے بہکا کر شیعہ بنانے کی کوشش کی اور قرآن مجید کے متعلق بہت شک ان کو پیدا کرائے ایک شیعہ مولوی صاحب نے ایک بڑی لمبی چوڑی تحریر نعوذ باللہ تحریف قرآن شریف کے متعلق لکھکر اُن کو بھیجی اور ان کو باور کرایا کہ ان باتون کا جواب کوئی عالم اہلسنت نہیں دے سکتا وہ تحریر بھی مولنا موصوف نے دفتر ہذا میں بھیجی اس کے جواب میں یہان سے تنبیہ الحائرین اور چند اور رسائل بھیجے گئے بعد میں مولنا کا خط آیا کہ الحمدللہ ان کتابون کے دیکھنے سے پوری تشفی ہو گئی اور تمام اعتراضات کا مفصل و مدلل جواب مل گیا۔

پشاور سے بھی ایک صوفی صاحب کا خط آیا ہے جس میں بہت سے واقعات اس قسم کے لکھے ہین شیعون کے مبلغ کفایت حسین صاحب تو شاید وہان سے چلے گئے ہین مگر ان کی جگہ کسی دوسرے صاحب نے آباد کی ہے۔ شیعہ سنی کے مناقشات کا بازار گرم ہے خدا رحم فرمائے۔

جالندھر چھاونی سے خط آیا کہ وہان ایک بڑے معرکہ کا مناظرہ ہونے والا ہے فریقین کی طرف سے اشتہار لکھنے کی تجویز ہے۔ میرے خیال میں ان روز روز کے مناظرون سے بہتر ہے کہ کسی بڑے مقام میں پورے انتظام کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے۔

شیعون کی طرف سے یورپ اور افریقہ وغیرہ میں بھی مبلغین پہونچے ہوئے ہین اور وہ یہ پکار رہے ہین کہ اصلی اسلام وہ ہے جو شیعون کے پاس ہے۔

شیعون کا یہ شوقِ تبلیغ اور اہل سنت کے ساتھ ان کی یہ شورش انگیز کار روائیان اگر کچھ دنون

اسیطرح قائم رہین ورنہ کیا عجب ہے کہ اہل سنت کی بیداری کا ذریعہ بنجائین خدا کے فضل و کرم سے امید قوی ہے کہ ان کی بیداری کے بعد مطلع جلد صاف ہو جائیگا۔

رسالہ اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۲۹

ابکی مرتبہ رسالہ اصلاح نے اپنی سی سالہ خدمات اپنی قوم کو یاد دلا کر اپنے مالی نقصانات کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ میری ایک جائداد موروثی تو بیچ ہو گئی ایک رہن ہے دو ہزار روپیہ کا اسپر بار ہے غالباً جس قوم نے اصلاح کی امداد کے لیے دس ہزار روپیہ کی رقم تجویز کی تھی اس طور پر کہ سو اشخاص سو روپیہ دیکر اصلاح کے دوامی خریدار بنجائین اور کچھ رقمون کا اس مد مین آنا اصلاح مین چھپ بھی چکا ہے وہ قوم اپنے ایسے بہی خواہ خادم کے اسقدر لکھنے پر بہت توجہ کرے گی۔

اسی سالہ خدمات کا ماحصل یہ ہے کہ اصلاح سے پہلے شیعہ بالکل غافل سو رہے تھے لیکے ہندوستان مین شیعہ سنی کے مناقشات کی گرم بازاری نہ تھی اصلاح پہلا رسالہ ہے جو رد اہل سنت کیلئے نکلا اور اس کے بعد اب تو بہت سے رسائل و اخبار شیعون کے ہر صوبہ سے جاری ہو گئے ہین جن کی ایک مختصر فہرست بھی دی ہے۔

یہ سچ ہے کہ اصلاح ان تمام مناقشات کا بادی ہے لیکن کاش یہ مناقشات عالمانہ اور محققانہ رنگ مین ہوتے مذہبی تحقیقات تہذیب و متانت کے دائرہ مین رہکر کیجاتی یہ مجادلہ و مکابرہ بلا بغض فتنہ و فساد نہ ہوتا جس مین بد دیانتی خیانت نقل۔ غلط ترجمے اور طرح طرح کی قابل شرم کار روائیان شامل ہین باین ہمہ اصلاح کی حالت یہ ہے کہ النجم کے مقابلہ مین کئی مرتبہ اس نے قدم رکھا اور النجم کے کسی مضمون کا جواب دیا لیکن نہ تو اس کو کبھی حامل المتن جواب دینے کی توفیق ہوئی اور نہ وہ اخیر تک ثابت قدم رہا۔ اسی دور جدید مین شراب خواری کا مضمون اسنے پھر چھیڑا لیکن جب النجم مین اس کا محققانہ جواب دیا گیا اور کتب اہل سنت کے حوالون مین اس کی چوریان اور خیانتین دکھلائی گئین تو خاموش ہو گیا اس خاموشی پر خود اس کی قوم نے بھی اس کو ملامت کی جسکو اس نے اصلاح مین خدا جانے کس خیال سے چھاپ بھی دیا۔

اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً اصلاح کے بہت سے مضامین کا جواب النجم مین دیا گیا لیکن

جواب الجواب دینے کی کبھی اس نے ہمت نہ کی۔

بارہا لکھا گیا کہ ایڈیٹر صاحب اصلاح یا تو النجم کے مقابلہ مین آنا اور مذہب اہل سنت پر ناجائز حملے کرنا چھوڑ دین یا النجم کے مضامین کا حامل المتن جواب دین اور جو بحث شروع ہو جب تک ختم نہ ہو جائے روپوشی اختیار نہ کرین۔ مگر انھون نے ان دونون باتون مین سے ایک پر بھی عمل نہ کیا۔

ایک مرتبہ اصلاح جلد ۲۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۶ مین آپ نے یہ اعلان ضرور دیا تھا کہ اب ہم اہلسنت کے خلاف لکھنا چھوڑ دین گے لیکن شاید پھر کساد بازاری کا اندیشہ ہوا اور اس اعلان پر عمل نہین کیا گیا۔

اب آپ نے النجم کے مقابلہ مین یہ روش اختیار کی ہے کہ کسی مضمون کا جواب تو نہین دیتے البتہ کچھ تمسخر آمیز ہفوات النجم کے متعلق چھاپ دیا کرتے ہین اس خیال سے کہ ایسے بازاری تمسخر کا جواب النجم مین نہ دیا جائیگا۔ واقعی یہ خیال ان کا صحیح ہے النجم کے صفحات ایسے بیہودہ ہفوات کے لیے نہین ہین لیکن بڑا تعجب ہے کہ شیعہ کیونکر ان باتون سے خوش ہوتے ہین۔ اس تازہ نمبر مین النجم کے متعلق پھر ایک مضمون کلکتہ کے مولوی سید محمد عالم صاحب کے نام سے چھپا ہے جس کا ابتدائی حصہ ہم محض نمونہ کے لیے ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ معلوم ہو جائے کہ النجم کے مقابلہ مین عاجزی کی انتہائی حد یہ ہے کہ اب بیچارون کے پاس سوا ایسے فضول تمسخر کے کچھ باقی نہین رہا اور تمسخر بھی وہ جسکو کوئی ذی عقل ایک لمحہ کے لیے پسند نہین کر سکتا النجم جلد ۳ کے نمبر ۱۰ مین ایک ناصحانہ مضمون اپنے بھائیون کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے لکھا گیا تھا ایسے مضامین مین جو جو باتین جس جس پیرایہ مین بیان کیجاتی ہین اس سے الگ واقعہ مین آپکو کوئی اور مضمون نہ ملا اس مضمون کا جواب آپ چھاپتے ہین۔

مدیر النجم کو اپنی ایمانداری کا اقرار

خداوند عالم کی قدرت ہے کہ کبھی نہ کبھی ہر مخالف کی زبان پر کلمہ حق جاری ہو جاتا ہے حق کی خداداد غیر معمولی قوت اسی کا نام ہے کہ اپنے مخالف کی زبان و قلم پر کبھی نہ کبھی ضرور قبضہ کر لیتی ہے اور سالک راہ ہدایت کے لیے صراط مستقیم کو واضح و روشن کر دیتی ہے[۱] بہرکیف ہمکو اس وقت نہایت اختصار سے چند جملے النجم کے لکھنا ہین اور بس لہذا ہم ناظرین کو النجم نمبر ۱۱ جلد ۳ مجریہ ۷ جمادی الاخری ۱۳۴۸ھ کیطرف متوجہ

[۱] یہ الفاظ وہی ہین جو اہل سنت تمھارے مقابلہ مین استعمال کیا کرتے ہین ۱۲

کرنا چاہتے ہین اور مدیر النجم کے مضمون کی (جسکی سرخی ہم کون ہین) بہت کچھ تصدیق کرنا چاہتے ہین اگرچہ
اس مختصر سوال کا جواب اجمالاً یون دیسکتے ہین کہ آپ وہی ہین جن کی شان والا شان ہین مولوی عبدالمجید[۱]
صاحب دہلوی نے بیس[۲] جید علما کا فتوی کفر شایع کیا تھا لیکن مدیر صاحب کے قلم مبارک سے صفحہ قرطاس
پر جو نقوش ہوے ہین ان کا پیش کرنا ہر جہت سے اولی و بہتر ہے۔ مدیر صاحب تحریر فرماتے ہین "یون
تو عام طور پر لوگ ہم کو مسلمان کہتے ہین" (ہمیں علمار سنی اور اُن کے ہم خیال لوگون کا انتشار کرنا ...
ہے۔ مولف) "ہم بھی اپنے کو مسلمان سمجھتے ہین" ہر شخص اپنے کو اچھا سمجھتا ہے مگر خدا ہی ...[۳]
مولف) "اور مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوے" (یہ بھی بیکار ہے جناب نوح کا بیٹا نبی کے گھر
پیدا ہوا تھا مگر کیا فائدہ ہوا مولف)[۴]
اس کے بعد مضمون نگار صاحب نے آگے چلکر بحث لفظ شیعہ پر کی ہے اور اہل سنت وجماعت[۵]
کے نام کی وجہ بیان فرمائی ہے مگر ان پر لازم تھا کہ النجم جلد رواں نمبر ۱۴/۱۶ مین بجواب ایک خط کے
اہل سنت وجماعت کی وجہ تسمیہ اور اس نام کا شرعاً منصوص و محبوب ہونا اور لفظ شیعہ کی تحقیق اور اس
نام کا ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہونا نہایت مفصل و مدلل طریقہ سے بیان ہو چکا ہے لہذا اس مضمون کے
جواب دینے کے بعد کچھ لکھتے۔

[۱] عبدالمجید دہلوی جس نے نہ کبھی مولوی ہونے کا دعویٰ کیا نہ کوئی اسکے مولوی ہونے کا مدعی ہوا بمبئی مین ایک اردو اسکول کا معمولی
مدرس ہے مگر تم نے اسکو مولوی بنا دیا اسکا اشتہار اپنے مصارف سے لکھنؤ لاہور جونپور وغیرہ مین ہزارون کی تعداد مین چھاپ کر شایع کیا
اور ابھی کیا ہے کچھ دنون کے بعد تم اسکو اپنا چودھوان پندرھوان امام بنا کر اسکے نام کی کوئی بزم منعقد کروگے ۱۲
[۲] اس فتوے کے متعلق مسلمانان جونپور نے جو جواب اپنے مطبوعہ اشتہار مین دیا ہے وہ ایسا شافی و کافی ہے کہ پھر جواب الجواب دینے کی
شیعہ کو ہمت نہ ہوئی جونپور کا یہ اشتہار النجم کی گزشتہ اشاعت مین شایع ہو چکا ہے پھر تو بتاؤ تمہین ہمارے باہمی اختلافات مین دخل دینے کا
کیا حق ہے ہمارے قبلہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کو لاہور ہی کے شیعون نے جعلی مجتہد دین فروش اور دغا باز جھوٹا اور خدا جانے کیا کیا
لکھا حتی کہ اُن کے شیعہ ہونے سے بھی انکار کیا مسلسل کئی ماہ تک یہ مضامین اخبار ذوالفقار لاہور مین چھپتے رہے مگر کسی سنی نے
اس مین دخل نہ دیا کہ ہمین اس سے کیا واسطہ مگر اب پورا ریکارڈ مسلمانان جونپور نے منگا لیا ہے ۱۲
[۳] خدا کا سمجھنا تمکو معلوم ہوتا ہوگا امام غائب تمکو بتا دیتے ہون گے ۱۲ [۴] پھر کیون تم لوگ نبی زادگی و سیادت پر
فخر کیا کرتے ہو جو شیعہ واقعی سید ہو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سے زیادہ کسی مثال کا مستحق نہین ۱۲ [۵] باقی حاشیہ ...

اب بھی اگر ایڈیٹر صاحب اصلاح یا اُن کے نامہ نگار مین ہمت ہو تو النجم کے جس مضمون پر چاہین
قلم اٹھائین مگر بشرائط ذیل
(۱) جواب حال المتن ہو اور ایک ہی پرچہ مین ختم ہو جائے۔
(۲) پرچون کی تعداد خود ہی معین کردین کہ جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ کے نمبر تک چلا سکینگے
(۳) اور قبل شروع کرنے مضمون کے ان شرائط کی منظوری اصلاح مین چھاپ دین ان شرائط
کی پابندی کے بعد جس مضمون کا دل چاہے جواب دین اور حق کی سطوت و قوت مشاہدہ کرین۔

سہیل یمن لکھنؤ

اصلاح نمبر مذکور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ لکھنؤ سے کوئی ماہوار رسالہ خاص النجم کا جواب دینے
کے لیے بنام "سہیل یمن" نکلا ہے قیمت سالانہ تین روپیہ ہے رسالہ کے ایڈیٹر و منیجر کا نام اصلاح
مین ظاہر نہین کیا گیا۔
ایڈیٹر صاحب اصلاح لکھنؤ کے شیعون کو الزام دیتے ہین کہ وہ بہت دیر مین جاگے یعنی النجم کی
اشاعت کو اتنا زمانہ دراز ہو گیا اب تک انھون نے کیون جواب دینے کی ہمت نہ کی اور لکھنؤ کے شیعون نے
ایڈیٹر اصلاح کی کوششون پر پانی پھیر دیا کہ وہ النجم کا جواب نہین دیسکتا النجم کے جواب کے لیے ایک

(بقیہ صفحہ ۶) [۵] اس مضمون نگار کے علم و دیانت کا حال معلوم کرنے کیلیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اپنے اس دعوے
کے ثبوت مین کہ ۴۱ھ مین اہل سنت وجماعت نام کی ایجاد ہوئی تاریخ الخلفا کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہین خرج
معاوية على علي كما تقدم وتسمى بالخلافة ثم خرج على الحسن فنزل له عن الخلافة فاستقر فيها من
ربيع الآخر او جمادى الاولى سنة احدى واربعين فسمى هذا العام عام الجماعة لاجتماع الامة فيه على خليفة
واحد اور پھر خود ہی اس عربی عبارت کا ترجمہ بھی لکھا ہے وھو ھذا معاویہ نے حضرت علی پر خروج کیا جیسا کہ گزرا اور خود خلیفہ
بن بیٹھا پھر حضرت امام حسن پر چڑھائی کی اور آپ نے مجبوراً ظاہری خلافت سے کنارہ کشی کی تو حکومت معاویہ ماہ ربیع الثانی یا
جمادی الاولی ۴۱ھ مین مستقل ہو گئی اور اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا کیونکہ اس سال امت کا اجتماع ایک خلیفہ پر ہوا ترجمہ
تمام ہوا۔ اب دیکھئے عبارت مذکورہ سے اس سال کا نام سال جماعت رکھنا ثابت ہوتا ہے بلکہ ہمارا نام۔ اور پھر سنت کا ذکر کہا
روایت مین ہے بھی نہین۔ یہ ہے ان لوگون کی قابلیت ۱۲

مستقل رسالہ لکھنؤ سے ہونا چاہیے ۔

بہرکیف ہمین اس سے کچھ زیادہ غرض نہین نہ ہم کو اسکی پرواہ ہے کہ سہیل مین اگر نکلا اور

اصلاح دو نمبر نکل چکے تو دفتر النجم مین کیون بھیجا گیا جو چیز منظر عام مین لانیکے لیے چھپائی گئی ہو وہ

کیون چھپائی گئی - بلکہ ہم اسکو بقیمت خرید کر دیکھنے کے لیے تیار ہین مگر وہی شرط ہے کہ سہیل مین

ایڈیٹر صاحب کی طرف سے یہ وعدہ اصلاح مین چھپ جائے کہ النجم کے مضامین کا جواب حاصل المتن ہو اگر

مضمون پر چار یا پانچ مرتبہ طرفین سے تحریر ہوگی ۔

اگر ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اپنی آیندہ اشاعت مین یہ وعدہ چھاپ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ

چند صفحات اُن کے سہیل کے لیے بھی پیش کش کر دیے جائینگے ۔ کسی حکیم کا قول ہے کہ شیر زیان

از بیاری گوسفندان نہ ترسد ۔ تو پھر بھلا حق کو فوج باطل کی کثرت کی کیا پروا ہو سکتی ہے ۔

رسالہ الحافظ لاہور

رسالہ الحافظ ماہ فروری سنہ ۲۶ء مین النجم کے اس مضمون کا ذکر کیا گیا ہے جس مین شیعون کے

قبلہ حائری صاحب کی تحقیق متعلقہ حدیث شیعہ ہما اماماں کا جواب با صواب لکھا گیا تھا ۔

النجم کا یہ مضمون نہایت مبسوط بہت مفصل بہت مدلل تھا دیکھو النجم جلد رواں کے نمبر ۸ و ۹ و نمبر ۱۰ و ۱۱

حائری صاحب نے جو مطلب اپنی حدیث کا بیان کر کے اس کی تائید مین صحیح مسلم کی ایک حدیث پیش کی

النجم مین اُس پر کئی طرح گرفت کی گئی - اول یہ دکھلایا گیا کہ جو مطلب اپنی حدیث کا آپ نے بیان کیا وہ

بالکل غلط ہے قواعد زبان عرب کے خلاف عقل سلیم کے خلاف ہے - اس کا کوئی جواب ایڈیٹر الحافظ

نے نہین دیا ۔ دوم یہ دکھلایا گیا کہ اپنی حدیث کا مطلب بیان کرنے کے لیے اہل سنت کی کسی حدیث

کو قرینہ قرار دینا بالکل اصول کے خلاف ہے اپنی حدیث کا مطلب اپنے مسلمات کی رو سے بیان کرنا

چاہیے دفع الزام اپنے مسلمات سے ہوتا ہے نہ خصم کے مسلمات سے اس کا بھی کوئی جواب

ایڈیٹر الحافظ نے نہین دیا ۔ سوم یہ دکھلایا گیا کہ صحیح مسلم کی روایت کا جو مطلب آپ نے

بیان کیا وہ بالکل غلط ہے صحیح مطلب یہ ہے اس کا بھی کوئی جواب ایڈیٹر الحافظ نے نہین دیا

چہارم اور بہت سے نفیس مباحث النجم کے مضمون مذکور مین تھے کسی ایک کا بھی جواب ایڈیٹر الحافظ

نے ... بلکہ اپنے سر سے بلا ٹال دی کہ النجم مین اس مضمون کے لیے ... آیندہ لکھدیا ہے اور وہ

... اشاعت کا پرچہ ابھی تک نہین پہونچا - حالانکہ اس کے بعد الحافظ کے تین نمبر نکل چکے اسوقت

النجم کا وہ آیندہ نمبر آپ کو پہونچگیا اور ضرور پہونچگیا ہو آپ نے کیون جواب نہ لکھا ۔

بھلا ایسی کاررروائیون کو النجم کا جواب کہنا عذر گناہ بدتر از گناہ نہین ہے تو کیا ہے خدا غیرت

کی صفت سے کسی کو محروم نہ کرے ۔

جناب حائری صاحب کا ایک اور فتویٰ

رسالہ الحافظ ماہ مذکور مین جناب مجتہد صاحب کا ایک اور زرین فتویٰ شایع کیا گیا کہ کسی سائل شیعہ نے پوچھا ہے

... اہلسنت کہتے ہین کہ بی بی شہربانو مادر گرامی جناب امام زین العابدین علیہ السلام ... زمانہ خلافت

... جناب گرفتار ہو کر آئین اور امام حسین کو دیگئین اگر حضرت عمر کی خلافت حق نہ ہوتی اور ان کے

... جائز ہوتے تو جو مال غنیمت ان جہادون مین آیا اس کا لینا بھی جائز نہ ہوتا - اس اعتراض کا

... جواب دیا جائے ۔ یہ خلاصہ مطلب سوال کا تھا ۔

مجتہد صاحب اس کے جواب مین فرماتے ہین کہ صحیح یہ ہے کہ شہربانو حضرت عمر کے عہد خلافت

... مین نہین آئین بلکہ خود حضرت علی کے خلافت مین آئین اور اس کے ثبوت مین آپ نے اہل سنت کی

کتاب روضۃ الصفا کی ایک عبارت نقل کر دی ہے ۔

مجتہد صاحب کے علم و دیانت پر سخت افسوس آتا ہے اہل سنت کی کتاب کا حوالہ بیان بالکل

... کے خلاف تھا کیونکہ اہل سنت کا یہ استدلال الزامی دلیل کے طور پر شیعون کی کتابون کی بنیاد

... اپنی کتابون کی بنیاد پر - اہل سنت کی کتابون مین اس واقعہ کا ذکر ہے یا نہین اور روضۃ الصفا

... کی کتاب ہے اور اسکی عبارت کے نقل کرنے مین آپ نے کیا خیانت کی ہے اس کو تو پھر کبھی

... عرض کیا جائیگا - سردست مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ مجتہد صاحب کو خود اپنے گھر کی بھی خبر

نہین ان کے مذہب کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی ہے اسمین بھی یہ روایت موجود

ہے کہ شہربانو حضرت عمر کے عہد مین آئین اور انھین نے امام حسین کو دیا حضرت فاروق ہی کے

... بہت امام سجاد کا وجود ظہور پذیر ہوا اصول کافی باب مولد علی بن الحسین مین ہے ۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما اقدمت بنت یزدجرد علی عمر اشرف لها عذاری المدینة واشرق المسجد بضوئها لما دخلته فلما نظر الیها عمر غطت وجهها وقالت اف بیروج بادا هرمز فقال عمر اتشتمنی هذه وهم بها فقال امیر المؤمنین علیه السلام لیس ذلك لك خیرها رجلا من المسلمین واحسبها بفیئه فخیرها فجاءت حتی وضعت یدها علی راس الحسین علیه السلام فقال امیر المؤمنین علیه السلام ما اسمك فقالت جهان شاه فقال لها امیر المؤمنین بل شهربانویه ثم قال للحسین یا ابا عبد الله لیلدن لك منها خیر اهل الارض فولدت علی بن الحسین وکان یقال لعلی بن الحسین ابن الخیرتین فخیرة الله من العرب هاشم ومن العجم فارس وروی ان ابا الاسود الدؤلی قال فیه ؎

وان غلاما بین کسری وهاشم
لاکرم من نیطت علیه التمائم

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یزدجرد (بادشاہ ایران) کی لڑکی حضرت عمر کے پاس لائی گئی تو مدینہ کی لڑکیاں اسکے حسن وجمال کو دیکھنے کیلئے گھروں سے نکل پڑیں اور تمام مسجد اس کی چمک سے جگمگانے لگی جب حضرت عمر نے اس کو دیکھا تو اس نے اپنا منہ چھپا لیا اور کہنے لگی ہائے ہرمز کی شامت اعمال سے آج میں قیدی ہو گئی۔ عمر نے پوچھا کہ یہ مجھے گالی دیتی ہے اور اس کو سزا دینے کا ارادہ کیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اختیار ... ہے آپ اس کو اختیار دیجئے کہ مسلمانوں میں سے جس کو چاہے پسند کرے اور اس کو اسکے حصہ غنیمت میں محسوب کر لیجئے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس کو اختیار دیا یہاں تک آئی یہاں تک کہ اس نے اپنا ہاتھ حسین علیہ السلام کے سر پر رکھدیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تیرا نام کیا ہے اس لڑکی نے کہا جہان شاہ۔ امیر المومنین نے اس سے فرمایا نہیں بلکہ شہربانو پھر حسین سے فرمایا اے ابو عبد اللہ اس عورت سے تمہارا ایک فرزند پیدا ہوگا جو تمام اہل زمین سے افضل ہوگا چنانچہ شہربانو سے امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ امام زین العابدین کو ابن الخیرتین کہا جاتا تھا یعنی دو برگزیدہ کی اولاد کیونکہ عرب میں اللہ کے برگزیدہ ہاشم تھے اور عجم میں فارس اور مروی ہے کہ ابو الاسود دؤلی نے امام زین العابدین کے حق میں شعر کہا تھا (ترجمہ شعر) اولاد ہاشم و کسریٰ میں ... جو تمام ان لوگوں سے افضل ...

ملا خلیل قزوینی نے صافی شرح کافی مطبوعہ نولکشور جلد سوم حصہ ۲۰۴ و ۲۰۵ میں اس حدیث کی شرح لکھی ہے مگر اس شرح میں انھوں نے کوئی اختلاف شہربانو کے اس واقعہ کے متعلق نہیں بیان کیا۔ علامہ موصوف اس حدیث کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں

"روایت است از امام محمد باقر علیہ السلام کہ گفت چون آوردہ شد دختر یزدجرد نزد حضرت عمر بر بالا رفتند دختران مدینہ برائے تماشائے حسن وجمال او وچون آوازۂ آن را شنیدہ بودند و روشن شد مسجد مدینہ بتابش روئے او چون داخل مسجد شد پس چون نظر کرد بسوئے او عمر پوشانید روئے خود را و گفت بد روزگار بادا ہرمز کہ بدی تدبیر او باعث این شد کہ این قیافہ را دیدم پس عمر گفت آیا دشنام می دہد مرا این دختر و قصد آزار کرد یا او پس گفت امیر المومنین نیست آن دشنام برائے تو بلکہ برائے دیگرے ست مخیر کن او را کہ برگزیند مردے را از مسلمانان و حساب کن او را بحصہ غنیمت آن مرد باعتبار خمس پس مخیر کرد او را عمر پس آمد تا نہاد دست خود را بر سر امام حسین پس گفت امیر المومنین علیہ السلام چیست نام تو پس گفت جہان شاہ پس گفت او را امیر المومنین علیہ السلام بلکہ نام تو شہربانویہ است اشارہ است کہ آن شاہ مناسب زنان نیست بلکہ بانویہ مناسب ست و ایضاً جہان شاہ غیر اللہ کسے نیست بعد از آن گفت امام حسین را اے ابو عبد اللہ ہر آئینہ خواہد زائید البتہ برائے تو پسرے کہ بہتر اہل زمین است در زمان خود پس زائید امام زین العابدین را و گفتہ می شد امام زین العابدین پسر دو برگزیدہ پس برگزیدہ خدا از عرب قبیلہ ہاشم ست کہ برگزیدۂ آخرت است و از عجم جنس بادشاہ عجم است کہ برگزیدۂ دنیا ست و منقول شد از ابو الاسود دیلمی گفتہ در مدح امام زین العابدین این بیت را کہ بدرستی کہ پسرے کہ میان خسرو و ہاشم ست ہر آئینہ گرامی ترکسے ست کہ آویختہ شد برا و تعوید"

اب جناب **مجتہد صاحب** فرمائیں کہ اصول کافی کی اس اعلیٰ ترین روایت کے بعد کس بنیاد پر انھوں نے شہربانو کے بعد حضرت علی آنے کو صحیح کہا۔ شیخ مفید کا حوالہ جو انھوں نے دیا ان کی کتاب کی اصل عبارت نقل کریں پھر اصول کافی کی روایت پر اس کی وجہ ترجیح بیان کریں ورنہ ہم خوب جانتے ہیں کہ جس طرح وہ اہل سنت کی کتابوں کا جھوٹا حوالہ دیتے ہیں ویسے ہی اپنی کتابوں کا بھی غلط حوالہ دینے میں کوتاہی نہیں کرتے تنبیہ الحائرین میں ان کی

یہ سب کا ... روایات ... ظاہر کی گئی ہین -

آخر مین اس قدر عرض اور بھی ہے کہ اس قسم کے مسائل کے جواب مین آپ اپنی کتب سے لکھا کریں اہل سنت کی کتب سے ان مباحث کو کچھ تعلق نہین بالفرض اہل سنت کی کتب سے یہ واقعہ بالکل غلط ثابت ہو جائے تو کیا - اہل اسلام کے نزدیک حضرت فاروق اعظم کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے ان کی حقیت خلافت یا ان کی افضلیت ثابت کرنے کے لیے کسی خبر احاد یا کسی معمولی روایت کی احتیاج نہین ہے قرآن کریم اور متواتر واقعات ان کی رفعت ثابت کرنے کے لیے بیش از بیش ہین -

اس فتوے کے خاتمہ پر جناب مجتہد صاحب نے یہ لاف زنی بھی فرمائی ہے کہ خلافت حقہ کے ثبوت کے لیے خلیفہ کا مومن اور عامل الصالحات ہونا ضروری ہے - ہم بھی حارثی صاحب کی اس بات سے صاد کرتے ہین - تفسیر آیہ استخلاف مین قطعی طور پر حضرات خلفاے ثلثہ کا مومن کامل صالح الاعمال ہونا اور ان کی خلافت کا موعودۂ قرآن شریف ہونا ثابت کیا گیا ہے اگر جناب مجتہد صاحب مین کچھ ہمت ہے تو خدا کے لیے اس کا جواب لکھکر اپنی بات کو سچا کر دکھائین ورنہ ان خرافات کا نتیجہ سوا انکی فضیحت کے اور کچھ نہین ہو سکتا -

ایک نئی کتاب دفع الہجمین

یعنی حقیقۃ التشیع معروف بہ کسوٹی کی کسوٹی جسکی چند جلدین تلاش سے مل گئی ہین - اچھی کتاب ہے محققانہ مضامین ہین - امروہہ کے ایک شیعہ مولوی صاحب نے ایک کتاب حق کی کسوٹی لکھی تھی اسکے جواب مین یہ کتاب جناب مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی نے لکھی ہے اللہ جزائے خیر دے ایسی محققانہ تصانیف کی اسوقت ضرورت ہے قیمت ۴

مقصد

اب مین جناب مجتہد صاحب کی عبارتین بلفظہ نقل کر کے حامل المتن جواب شروع کرتا ہون اور ارادہ ہے کہ شروع سے لیکر آخر تک پورے رسالہ کا جواب اسی طرح ہو - ظاہر ہے کہ اسمین حجم بڑھے گا اور ... سال ختم ہونے مین بہت تھوڑے پرچے باقی ہین اندیشہ ہے کہ مضمون ناتمام رہ جائے - ... خدا کو اختیار ہے جو وہ چاہے گا وہی ہوگا -

قال مجتہد الشیعہ

الحمد للہ الکریم الغفار والصلوۃ علی نبیہ سید الابرار وآلہ الطیبین الاطہار واصحابہ الصالحین الاخیار - اما بعد تاریخ زمانہ کی ورق گردانی کرنے والے اور احادیث و اخبار پر نظر رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اس دنیا مین کچھ ایسے بندے ضرور آچکے ہین جو نبی و رسول کے لقب جلیل کے ساتھ مشہور ہوئے اور ایسے بھی بندے ہو چکے ہین جو امام یا خلیفہ کے معزز نام سے یاد کیے گئے - اور یہ سلسلہ ہدایت حضرت آدم سے شروع ہو کر دنیا مین برابر جاری رہا اور پابندان مذہب کا عقیدہ ہے کہ اسی طرح برابر جاری رہیگا - البتہ سلسلہ نبوت و رسالت جناب محمد مصطفے ﷺ پر ختم ہو گیا جس کا بیان آئندہ ہوگا مگر امامت و خلافت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور نہ تا قیامت ختم ہوگا - اس مطلب کی دلیل وہ حدیثین ہین جنمین ارشاد ہوا ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی یا یہ کہ اگر ایک ساعت کیلئے بھی زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اپنے رہنے والون سمیت تباہ و برباد ہو جائیگی مسلمانون کا عقیدہ ہے کہ جتنے انبیا اور اوصیا حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین تک گزرے ہین وہ سب برحق تھے خدا اور اسکی رضا تک پہونچنے کا ذریعہ و وسیلہ تھے اسمین کسی مسلمان کو اختلاف و تردد نہین ہے - ہان شومی نفاق سے ہمارے نبی اکرم کے وصی اور خلیفہ کے باب مین ایسا اختلاف پیدا ہو گیا کہ اسوقت تک آجتک ختم نہین ہوا اور اس اختلاف نے مسلمانون کی قوت کو منتشر کر ڈالا -

اقول بحول اللہ ذی الدرجات الرفیعہ

لہ اصحابہ کے ساتھ صالحین اخیار کی قید احترازی ہے کیونکہ صحابہ مین گنتی کے چار آدمی بلکہ عند التحقیق ... ایک بزرگ اس صفت سے موصوف تھے البتہ آل کے ساتھ طیبین اطہار کی قید مین واقف

۱۷

لوگ دھوکا کھا سکتے ہین کہ شاید یہ قید اتفاقی ہو مگر واضح رہے کہ یہ قید بھی احترازی ہے اولاد رسول
مین بھی شیعہ صرف انہین اشخاص کو مانتے ہین جو ان کے ہم عقیدہ ہون باقی سب سے عداوت رکھنا
تبرا کرنا ضروری جانتے ہین کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۰ مین ہے اولا یرون ان
الامامیة لا یلتفت الی من خالفها من العترة وحاد عن جادتها فی الدیانة ونجمها
فی الولایة ولا تسمح له بشیء من المدیح والتعظیم فضلا عن غایته واقصی نهایته
بل تبرا منه وتعادیه وتجریه فی جمیع الاحکام مجری من لا نسب له ولا قرابة ولا علقة
ترجمہ کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ امامیہ اس عترت رسول کی طرف توجہ نہین کرتے جو مذہب مین امامیہ کے
خلاف ہون اور مسالہ امامت مین انکی راہ سے علحدہ ہون اور امامیہ ایسی آل کی کچھ بھی تعریف
و تعظیم نہین کرتے چہ جائیکہ اعلیٰ درجہ کی تعریف اور انتہا درجہ کی تعظیم بلکہ امامیہ ایسی آل سے تبرا
کرتے ہین اور عداوت رکھتے ہین اور ایسی آل کیلئے وہی احکام دیتے ہین جو احکام ان لوگون
کے ہین جن کا نہ نسب رسول سے ملتا ہو نہ ان کو کوئی قرابت اور تعلق ہو۔

سلہ نبی و رسول کے ساتھ امام و خلیفہ کا ذکر کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ جس طرح نبی و رسول خدا کی ۱۸
طرف سے مقرر ہوتے تھے اسی طرح امام و خلیفہ کا تقرر بھی خدا کی طرف سے ضروری ہے تو اہل سنت
اسکے مخالف ہین اور اگر کوئی اور مراد ہے تو عبارت سے ظاہر نہین ہوتی۔ ۱۲ سلہ مذہب اہلسنت
مین تو اس مسالہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ سلسلہ امامت کا جاری رکھنا مسلمانون پر لازم ہے
نہ یہ کہ خدا نے اپنے ذمہ لازم کیا ہے کہ خواہ مخواہ یہ سلسلہ جاری رہیگا لہٰذا اس کو تمام پابندان مذہب
کا متفق علیہ عقیدہ کہنا بالکل خلاف واقع ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ مذہب شیعہ مین بھی سلسلہ امامت
صدیون سے مفقود ہے کچھ دنون تک تو یہ سلسلہ اس طور پر قائم رہا کہ کچھ لوگ ادھر ادھر بعض
بزرگون کو امام وقت کہتے تھے مگر ان بزرگ کو جب اسکی خبر ہوتی تھی تو صاف انکار کر دیتے تھے
مگر گیارھوین امام کے بعد سے آجتک کوئی امام نہین ہوا اور اگر با وجود غائب ہونے کے بھی
سلسلہ امامت قائم رہ سکتا ہے تو پھر سلسلہ نبوت کو بھی قائم ماننا چاہیے کیونکہ امام اگر غائب
چھپے ہوئے ہین تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اقدس و اطہر مین تشریف فرما ہین ۱۲
سلہ ان حدیثون مین تو حجت سے مراد پیغمبر کی تبلیغ ہے جیسا کہ قرآن شریف مین فرمایا

لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل سلہ دیکھیا اگر وہ خلفا مین جو برحق ہون
تو ان کے برحق ہونے کا مطلب بیان کرنا ضروری تھا نبیون کی طرح غیر نبی کے برحق ہونے پر ایمان
لانا مسلمانون کا عقیدہ نہین ہے صرف شیعہ اسکے قایل ہین زمانہ سابق مین چونکہ خلیفہ نبی بھی نبی
ہوتا تھا اس لئے بحیثیت نبوت ان کا برحق ماننا ضروری ہوتا تھا صحیح بخاری مین ہے ان بنی اسرائیل
کانت تسوسهم الانبیاء وانه لا نبی بعدی وستکون خلفاء نبی کا خدا کی رضا تک پہونچنے
کا وسیلہ و ذریعہ ہونا تو مسلم مگر غیر نبی کا وسیلہ ہونا ہرگز مسلمانون کا عقیدہ نہین ہے شیعون کے نزدیک
بیشک ہر امام مثل نبی کے واجب الاطاعة ہے مگر اہل سنت کے نزدیک نبی کے احکام کا ناقل ہونیکی
حیثیت مین غیر نبی واجب الاطاعة ہو سکتا ہے تو اس معنی مین اگر وسیلہ کہا جاسے تو امام کی تخصیص
نہین رہتی علمائے دین بھی وسیلہ ہین ۱۲ سلہ ایک فرقہ ہے جس کا اعتقاد ہے کہ عالم مین جو کچھ
ہوتا ہے وہ اتفاقاً ہو جاتا ہے کوئی فاعل با اختیار نہین ہے اس فرقہ کو اہل بخت و اتفاق کہتے ہین۔ سو
اتفاق اور حسن اتفاق کا لفظ اسی فرقہ کا ہے ۱۲ سلہ یہ بھی صحیح نہین ہے خود کتب شیعہ سے ثابت ہے
۱۹ کہ کوئی اختلاف ہمارے نبی کے خلیفہ کے بارہ مین نہین ہوا تمام امت نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ
پر برضا و رغبت بیعت کی صرف پانچ اشخاص کی بیعت کو حضرات شیعہ بجبر و اکراہ بتاتے ہین یعنی
حضرت علی ابوذر مقداد عمار سلمان تو یہ ان کا خیال ہے جس کا کوئی ثبوت نہین احتجاج طبرسی
مطبوعہ ایران صفحہ ۔۔ مین ہے ما من الامة احد بایع مکرها غیر علی واربعتنا۔ البتہ بہت دنون
کے بعد عبداللہ بن سبا یہودی نے اختلاف کی بنیاد ڈالی جیسا کہ خود کتب شیعہ سے بھی اسکا پتہ ملتا ہے
اور جیسے جیسے زمانہ خیر القرون سے بعد ہوتا گیا اس فتنہ کو ترقی ہوئی ۱۲

قال مجتهد الشیعه

اس مرحلہ مین توفیق الٰہی جسکی دستگیر اور عقل سلیم جسکی ہادی و رہنما ہو گئی وہ تو اس ہولناک وادی کو طے
کرکے بآسانی حق تک پہونچ گیا اور اختلافات کے سیلاب نے اسکے دامن پر چھینٹ بھی نہ ڈالی ورنہ بہت
سے آدمی تو ایسے بہ گئے کہ پتہ بھی ان کا نہ ملا۔ چونکہ عام طور پر ہر مسلمان کو اور خصوصاً ان لوگون کو
جو تازہ بتازہ شرف اسلام سے مشرف ہوتے ہین ان مباحث سے باخبر رہنا ضروری ہے لہٰذا ان
اختلافات کا اجمالی منظر پیش کرکے ناظرین سے امید کی جاتی ہے کہ بغور مطالعہ فرمائینگے بعد دقت نتیجہ

بچانے کی کوشش فرمائیں لیکن اول ہم بالاجمال اسلام کے سچے عقائد پھر نبی کے معنی اور نبوت کی
ضرورت اور نبی کے بعض صفات ذکر کرتے ہیں اسکے بعد خلافت کا تذکرہ کرینگے۔

اقول بحول اللہ ذی الدرجات الرفیعہ

ھ توفیق الٰہی اور عقل سلیم کی ضرورت ہر معاملہ میں ہے مسئلہ امامت کی تخصیص کیا ؟ اسلئے نہ مسلمان
کو ان اختلافات سے واقف بنانے کی اتنی اہمیت اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ شیعون کی طرح امام کو شرط ایمان
مانا جائے اہل سنت کے نزدیک اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور
آپ کے احکام پر عمل کرے وہ اگر بالفرض حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی کے نام سے بھی واقف
نہو تو ناجی ہے۔ ہان واقف ہونے کے بعد پھر ان کو برا سمجھنا البتہ خطرناک کام ہے ۱۲

قال مجتہد الشیعہ

عقائد اسلام کا اجمالی بیان - اسلام خدا کا حقیقی دین اور تمام مذاہب میں حق مذہب ہے - ان الدین
عند اللہ الاسلام و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران) ہر مطلع کا
۲۰ شاید صادق ہے، اسلام وہ دین ہے جسنے عالم کو سچا عقیدہ بتایا اور صحیح و درست راستہ دکھایا اسلام وہ
مذہب ہے جسنے قانون عدل و مساوات جاری کیا۔ ہر طبقہ کے حقوق اس کی حیثیت کے موافق مقرر
کئے۔ اخلاق کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دی۔ روحانیت و اخلاص کا کامل سبق دیا - اسلام نے تمام
باتون کا جو عقلا کے نزدیک ممدوح ہین مثل عدل و صدق و تواضع و ایثار اور پرورش مساکین و یتیم
و صلہ ارحام کے سب کا حکم دیا ہے اور تمام ایسی باتون کی جو عقلا مذموم ہین مثل ظلم و جور و بخل قطع
رحم و تکبر و غیبت کے ممانعت کی۔ بڑی ضرورت جن امور کی ہے وہ پانچ مقصد ہین ایک امور دین کی حفاظت
دوسرے عقل کا تحفظ تیسرے نفس کی حفاظت چوتھے مال کی محافظت۔ پانچوین نسب کا تحفظ اسلام نے
ان تمام مقاصد میں وہ نمایان اہتمام کیا ہے جو کسی دین و مذہب میں نظر نہین آ سکتا۔ پہلے مقصد
کیلئے طہارت نماز و روزہ و حج و دیگر عبادات اور دعا و مناجات کا طریقہ تعلیم کیا۔ دوسرے مقصد
کیلئے مسکرات کو حرام کیا اور اسکی مخالفت میں حدود و تعزیرات مقرر کئے۔ تیسرے مقصد کیلئے
قصاص و جنایات کے احکام جاری کئے چوتھے مقصد کیلئے متاجر و عقود و معاملات کے مفصل طریقے
تعلیم کئے اور چوری اور غصب اور مال مردم خوری کی ممانعت فرمائی۔ پانچوین مقصد کیلئے نکاح دائم

اور نکاح منقطع یعنی متعہ کا طریقہ جاری کیا اور طلاق و لعان و ظہار وغیرہ کے احکام بتائے زنا اور لواطہ کو
حرام کیا۔ ایسا مکمل اور بسیط قانون اسلام کے سوا کسی مذہب میں موجود نہین ہے

اقول بحول اللہ ذی الدرجات الرفیعہ

عنوان آپ نے وہ قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فریقین کے متفق علیہ عقائد کا
بیان کرینگے حالانکہ اسی سلسلہ میں کئی اختلافی اور سخت اختلافی باتون کو بھی آپ نے بیان
کر دیا ملاحظہ ہو ۞ اسلام نے صرف اتنا ہی نہین کیا بلکہ بہت سی وہ باتین بھی تعلیم فرمائین
جنکے ادراک سے عقلا کی عقل قاصر تھی اور اگر یہ نہو تو پھر نبوت کی ضرورت کیا عقل کافی تھی
۞ متعہ بھی صرف آپکے مذہب کے خصوصیات سے ہے اہل سنت کے نزدیک تو متعہ کی تعلیم دین
اسلام نے نہین دی بعض غزوات مین اسکی اجازت بحالت اضطرار اسی طرح دیگئی تھی جس طرح
بحالت مخمصہ سور کے گوشت کی اجازت ہے۔ پھر متعہ مین تحفظ نسب کا ہونا جو آپنے بیان کیا وہ
ایک عجیب بات ہے بلکہ یقیناً متعہ کی حلت تحفظ نسب کے خلاف ہے ایک عورت آج شب مین کسی کے
پاس متعہ مین رہی اور دوسرے دن دوسرے کے پاس تیسرے دن تیسرے کے پاس اب جو نو
ماہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہو وہ کس کا ہے کچھ نہین معلوم ہو سکتا اسکو تحفظ نسب کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے ۲۱
۞ عورتون کے ساتھ لواطت مذہب شیعہ مین جائز ہے جیسا کہ کتاب تہذیب و استبصار سے واضح ہے ۱۲

قال مجتہد الشیعہ

اسلام وہ دین ہے کہ اسکے اصول سراسر مطابق عقل ہین - اگر عقل کی کسوٹی پر کسے جائین تو
بالکل کھرے اترین گے - ہر مسئلہ مستحکم دلیلون سے ثابت ہے جنمین چون و چرا کی کسی کو گنجائش نہین
جتنے انبیا ہدایت خلق کیلئے دنیا میں آئے وہ سب دین اسلام ہی تعلیم کرتے رہے جو مذہب ہمیشہ خدا
کے نزدیک حق ہونیکا مستحق رہا ہے وہ اسلام ہی تھا۔ فرق اتنا ہے کہ کہین اسکا نام دین ابراہیمی
مشہور ہوا اور کہین دین موسوی اور کہین دین عیسوی۔ لیکن خاتم النبیین کے وقت مین صاف طور
سے اسکا نام اسلام ہو گیا اور قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ انبیاے سابقین جس دین کی ہدایت
کرتے رہے ہین وہ بھی دین اسلام تھا۔

اقول بحول اللہ ذی الدرجات الرفیعہ

ئے نہین بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے صاف طور سے اسکا نام دین اسلام ہو گیا تھا
قولہ تعالیٰ ملة ابیکم ابراهیم هو سمٰکم المسلمین من قبل ۔

قال مجتهد الشیعه

بہرحال اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام عالم کا پیدا کرنیوالا وہ واجب الوجود ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا نہ وہ کبھی معدوم تھا اور نہ کبھی فنا ہوگا ۔ وہ ہر جزئی و کلی موجود و معدوم گذشتہ و آیندہ کا جاننے والا ہے ۔ جتنی چیزین احاطۂ قدرت مین آسکتی ہین اُن سب پر قادر ہے ۔ وہ حی و مدرک و سمیع و بصیر و مرید و کارہ ہے وہ صادق و متکلم ہے ۔ کسی بات مین عاجز و مجبور نہین ۔ نہ اسکے جسم ہے نہ اعضا و اجزا نہ کوئی مکان ہے نہ محل نہ کوئی حد ہے نہ جہت نہ کسی جسم مین حلول کرتا ہے نہ کوئی چیز اسمین حلول کرتی ہے نہ وہ کسی چیز سے متحد ہوتا ہے نہ اسکے زوجہ ہے نہ بیٹا بیٹی نہ وہ دُنیا مین دکھائی دیتا ہے ۔ نہ آخرت مین دکھائی دیگا ۔ نہ اسکا کوئی شریک ہے نہ مثل و نظیر وہ واحد و یکتا ہے وہ غنی ہے ۔ کسی بات مین کسی وقت کسی کا محتاج نہین ۔ عالم کے پیدا کرنے مین نہ اُسے مادہ کی ضرورت ہوئی نہ کسی آلہ کی ۔ نہ اُسے کسی کام کی ضرورت نہ فکر و تردد کی حاجت ۔ وہ حکیم ہے کوئی کام اسکا قبیح نہین ۔ اسکی ہر بات ہر عیب و نقص سے ۲۲
پاک ہے وہ عادل ہے کسی پر ظلم نہین کرتا ۔ کسی کو تکلیف مالایطاق نہین دیتا اسنے بندون کو مجبور نہین کیا اچھائی برائی بتا کر انھین اُنکے کامون کا مختار کر دیا ۔ بندے اچھا برا جو کچھ کرتے ہین وہ سب انھین کے افعال ہین ۔ خدا کی کنہ ذات کوئی نہین پہچان سکتا ۔ اسکے صفات عین ذات ہین ۔ عالم مین سوا خدا کے جو کچھ ہے زمین آسمان جن ملک انسان نباتات جمادات حیوانات وہ سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہین ۔ خدا کے سوا کوئی چیز قدیم نہین ۔ نہ مادہ نہ روح نہ نور نہ ظلمت نہ آفتاب و ماہتاب نہ زمانہ ۔

اقول بحول الله ذی الدرجات الرفیعه

مگر مذہب شیعہ کا عقیدہ بدا اسکے خلاف ہے کیونکہ عقیدہ بدا کا صاف مطلب یہ ہے کہ خدا کو آیندہ کے تمام واقعات کا علم نہین ہے ۔ مولوی لدار علی صاحب اساس الاصول صفحہ ۲۱۹ مین اسکی تصریح کر چکے ہین ۱۲ منہ پھر آپنے اختلافی مسائل کو متفق علیہ بنا دیا ۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ آخرت مین ایمان والون کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوگا اور اسکا ثبوت متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ہوتا ہے ۱۲ منہ اگر یہ مطلب ہے کہ انہین کے خلق کئے ہوئے افعال ہین تو اہل سنت کا مذہب اسکے خلاف ہے وہ ایک

اللہ کے سوا کسی کو خالق نہین مانتے اور اگر یہ مطلب نہو تو پھر یہ عبارت مذہب شیعہ کے مطابق نہ رہیگی ۱۲ منہ صفات کا عین ذات ہونا بھی اہل سنت کے مذہب کے خلاف ہے اور انھون نے ثابت کر دیا ہے کہ صفات کو عین ذات کہنا صفات کا انکار کرنا ہے ۱۲

قال مجتهد الشیعه

یعنی انبیاء و مرسلین گذرے وہ سب گناہون سے معصوم تمام خلق سے افضل تھے ۔ انکی اطاعت واجب اور نافرمانی حرام تھی ۔ قرآن مجید جو آج موجود ہے خدا کا کلام ہے اور آسمانی کتاب نہ اسمین کمی ہوئی ہے نہ زیادتی ۔ اگر کچھ فرق ہے تو ترتیب کا اختلاف ہے قرآن کے سوا انجیل و زبور و توراۃ بھی آسمانی کتابین ہین اور صحیفے بھی نازل ہوئے ۔ اسلام کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جتنے موجودات ہین ایکدن سب فنا ہو جائینگے ۔ اور پھر بحکم خدا دوبارہ زندہ ہونگے وہ دن قیامت کا دن ہوگا ۔ بندون کو جزا سزا ملیگی ۔ اسلام کے نزدیک تناسخ اور آواگون کا عقیدہ غلط ہے اور عقل سلیم بھی اُسے باطل ثابت کرتی ہے جنت و نار موجود ہین صالحین نیک اعمال جنت مین جائینگے ۔ کفار و منافقین جہنم کے مستحق ہونگے محمد و آل محمد کی شفاعت حق ہے گناہگار مومنین کو بخشوائینگے اور آتش جہنم سے نجات دلا کر داخل جنت فرمائینگے ۔

اقول بحول الله ذی الدرجات الرفیعه

لیکن جناب اجتہاد مآب مجھے معاف فرمائین قرآن مجید کے بارہ مین انھون نے جو کچھ لکھا بالکل مذہب شیعہ کے خلاف ہے قرآن مجید مین کمی بیشی ہونے کی زائد از دو ہزار روایات کتب شیعہ مین موجود ہین جو متواتر اور دال علی التحریف ہونے کی تصریح ان کے محدثین نے کی ہے اور ایک معمولی روایت بھی اسکے خلاف موجود نہین ۔ علاوہ اسکے اگر یہ روایات بھی نہوتین تو جب آپکے مذہب نے تمام صحابہ کو اور حتی کہ حضرت علی اور ان کے ساتھیون کو بھی جھوٹا مان لیا تو آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مین کمی زیادتی نہین ہوئی سہ ترتیب کے متعلق جناب مجتہد صاحب کو بیان کرنا چاہیے تھا کہ سورتون کی ترتیب مین اختلاف ہے کہ سورتون کے اندر جو آیات ہین اُنکی ترتیب مین بھی ۔ صرف سورتون کی ترتیب مین اختلاف ہو تو اس سے قرآن مجید کا مطلب تو خبط نہ ہوگا کیونکہ ہر سورت اپنی جگہ پر جداگانہ مستقل چیز ہے اور اگر آیتون کی ترتیب مین بھی اختلاف ہو تو جس طرح کی بیشی سے کلام کا مطلب الٹ جاتا ہے اسی طرح فقرات کے الٹ پلٹ کر دینے سے بھی کلام کا مفہوم خبط ہو جاتا ہے ۔ مذہب شیعہ میں آیتون کی ترتیب بھی خراب ہو گئی بلکہ آیتون کے اندر جو کلمات ہین انکی ترتیب بھی خراب ہو گئی ۲۳

چنانچہ مین اس کو نہایت تفصیل کے ساتھ اپنی کئی کتابون مین لکھ چکا ہون خصوصًا تنبیہ الحائرین
نے یہ بھی مذہب شیعہ کے خلاف ہے ان کے مذہب مین قیامت سے پہلے رجعت مانی گئی ہے ۱۲ آل
محمد سے اگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین تو بیشک صحیح ہے اور اگر اس لفظ سے اولاد
آپ کی مراد ہے تو اسکے ساتھ شیعہ سنی دونون کے نزدیک صالح کی قید ضروری ہے بہر حال تجربہ
کہ شفاعت کا استحقاق صلاح و تقوی پر ہے نہ اولاد ہونے پر ۱۲

قال مجتہد الشیعہ

نبوت اور نبی کے معنے نبوت دینی اور دنیوی ریاست کا نام ہے جو خدا کیطرف سے کسی انسان کو بغیر توسط کسی دوسرے انسان کی عطا ہوئی ہو۔ پس نبی وہ انسان ہے جسے خداوند عالم نے اپنی خلق پر حکمرانی کی ریاست عطا فرمائی ہو اور اپنے علوم و احکام کا عالم اور اپنے بندون کیلئے ہادی و معلم قرار دیا ہو۔

نبوت کی ضرورت یہ ضرورت ایسی واضح بات ہے جسپر کسی دلیل و برہان کی حاجت نہین لیکن علماء کلام نے
اطمینان قلوب کیلیے اس مطلب پر زبردست اور مضبوط تقریرین بھی تحریر کر دی ہین تاکہ ذہن
کسی طرح کا خلجان باقی نہ رہجائے اور جو مقصد آفتاب کیطرح صاف اور روشن ہوجائے ہم اس مقام پر صرف ایک تقریر ۲۴
جو ہادیان دین کے ارشادات سے ماخوذ ہے بیان کرتے ہین اور انشاء اللہ وہی کافی ہوگی۔

تقریر جب ہم پر بخوبی ثابت ہو چکا کہ ہمارا اور تمام عالم کا پیدا کرنیوالا عالم اور صاحب حکمت ہے۔ لہذا اعتقاد ضروری ہوا کہ وہ بمقتضائے حکمت بندون کے اچھے کامون کو پسند فرمائے اور راضی و خوشنود ہو اور برے کامون سے راضی نہو اور ناپسند فرمائے۔ لیکن اسکی رضامندی و ناراضی کے معلوم کرنیکا کوئی کلیہ قاعدہ ہمارے پاس موجود نہین اور عقل انسانی مین بھی اتنی قابلیت نہین کہ ہر موقع پر ہر کام کی اچھائی برائی پوری طرح شناخت کرسکے بلکہ اسکی رسائی تو صرف بعض بعض کامون کے حسن و قبح کے سمجھنے تک محدود ہے۔ اور یہ بالکل یقینی اور واضح بات ہے کہ نجات کا حاصل ہونا محض خدا کی رضامندی پر موقوف و منحصر ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ وہی خالق عالم اپنی خوشنودی کا راز خود ہمین تعلیم کرے اور اسکا طریقہ یہی ہے کہ کسی انسان کامل و اکمل کو منتخب کرکے اپنی خوشنودی و ناراضی کے امور تعلیم کرکے اپنے بندون کے پاس بھیجے اور اسے معجزہ عطا کرے جس سے اسکی تصدیق ہو اور منکرین پر حجت بھی تمام ہو۔ یہی معنی بعثت انبیا کے ہین۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

الحمد للہ کہ رسالہ سوالیہ موسومہ

تحفۂ امامیہ

مولفہ

مولنا حافظ حکیم عبد الشکور صاحب حنفی آلہی (مرزاپوری)

در مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

بعد الحمد والصلوٰۃ فقیر عبدالشکور حنفی مرزاپوری بخدمت جمیع علماء و مجتہدین شیعہ بصد ادب ۲
عرض پرداز ہے کہ بیشتر یہ دو امر دیکھکر کہ مناظرہ مین اہل تشیع

(۱) اپنی کتب مسلمہ کے ساتھ قرآن شریف کو بھی پیش کرتے - اور

(۲) اہل سنت سے ایمان خلفاء ثلثہ کا مطالبہ کرتے ہین -

یقین کرنا پڑتا ہے کہ شیعہ اور سنی مین اصلی اختلاف مسئلہ خلافت مین نہین ہے بلکہ حقیقی نزاع ایمان صحابۂ رسول مین ہے -

اہل تشیع اگر خلفاء ثلثہ کو خلیفہ نہ تسلیم کرتے مگر اُن کو و نیز اُن کے ہمخیال لاکھون صحابہ کو مومن تسلیم کرتے تو بھی ممکن تھا کہ آج مخالفین اسلام کے متحدہ حملہ کے مقابلہ مین شیعہ سنی اتحاد و اتفاق کی کوشش کچھ مفید اور بار آور ہوتی، لیکن جبکہ صحابہ کے ظاہری حالات اور ائمہ شیعہ کے صریحی اقوال (مندرجہ کتب مسلمہ شیعہ جو ایمان صحابہ پر دال ہین) کے خلاف شیعہ ان کو معاذ اللہ غیر مومن اور اہلسنت کو ناصبی کہتے ہین تو اتنے بڑے بدترین اختلاف کی موجودگی مین مضر اسلام عناد و افتراق کے سوا اور کیا امید ہو سکتی ہے؟ نیز اس صورت مین بار ثبوت اہل تشیع پر ہونا چاہیے نہ کہ اہل سنت پر چونکہ صحابہ رسول سے سوء ظن رکھنے کے بعد مقتضاء انصاف کا بھی خون کرکے ناحق اہل سنت کو برابر مدعی بنایا جاتا ہے لہٰذا بغرض دفع نزاع منجانب اہلسنت مین اہل تشیع سے راسخین کے

پیش کردہ مسئلہ مذکورہ پر ایک فیصلہ کن تحریری مناظرہ کرنے پر مجبور ہوں چنانچہ اسی لیے آپ کو مخاطب بناتا ہون - بسم اللہ شوق سے بلا خوف لومۃ لائم آپ گھر بیٹھے قرآن شریف پیش کیجیے اور ہم سے ایمان صحابہ (خلفاء ثلثہ) کا مطالبہ فرمایئے - لیکن حسب اصول مناظرہ جو باتین قبل از مناظرہ آپ سے دریافت طلب ہین اور جنھین مین بحیثیت مدعی آپکے سامنے پیش کرنے کا مجاز ہون وہ بذریعہ تحریر ہذا حسب ذیل (تمہید - امر اول - امر دوم خاتمہ کی) صورت مین مطابق تعداد ائمہ "اثنا عشر" ہدیہ خدمت ہین - ان کے جواب با صواب سے جلد سرفراز فرمایئے - اس کے بعد اصل مبحث پر اتنی عمدہ اور نفیس بحث ہوگی کہ ایک حد تک رفع نزاع کے علاوہ اہل علم کو بھی لطف آجائے گا - انشاء اللہ تعالیٰ -

تمہید

اسم رافضی

۳ نمبر ۱ - دیگر فرق اسلامیہ کے مقابلہ مین آپ کا کوئی مخصوص مذہبی اسم ہے یا نہین؟ اگر نہین ہے تو آخر جناب کو کس خاص مذہبی نام سے مخاطب کرون؟ اگر ہے تو وہ اسم رافضی ہے یا شیعہ یا دونون؟ پہلی اور تیسری صورت مین پھر شیعہ اپنے اسم رافضی سے کیون ناراض ہوتے ہین؟ دوسری صورت مین آپکے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ جب ابو بصیر نے ایکدن حضرت امام جعفر صادق ؑ سے عرض کیا کہ مسلمانون نے ہمارا نام بہت بُرا رکھا ہے

فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضۃ قال قلت نعم قال لا واللہ ما ھم سموکم بل اللہ سماکم (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۶)

(تو امام نے فرمایا (کیا) وہ نام رافضی ہے ابو بصیر نے کہا ہان - امام نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا نام (رافضی) مخالفین نے نہین بلکہ (خود) اللہ نے رکھا ہے -

اس کے بعد امام نے رافضی نام کی خوبیان بھی بیان فرمائی ہین -

ایجاد مذہب شیعہ

نمبر ۲ - آپ کے مذہب شیعہ کا موجد اور بانی مبانی دراصل عبداللہ بن سبا یہودی ہے یا نہین؟ اگر ہے تو پھر سبائی کہنے سے شیعہ کیون خفا ہوتے ہین؟ اور اگر نہین ہے تو اس کا کیا جواب ہے جو جناب کی معتبر کتاب مین لکھا ہے کہ ابن سبا پہلے یہودی تھا

اور یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام کی بابت غلو کیا کرتا تھا - پھر مسلمان ہوا اور بعد وفات رسول صلعم علی ؓ کے متعلق ویسے ہی غلو کرنے لگا) اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ ابن سبا -

وکان اول من اشتھر القول بفرض امامۃ علی واظھر البراءۃ من اعدائہٖ وکاشف مخالفیہ واکفرھم فمن ھٰھنا قال من خالف الشیعۃ اصل التشیع ماخوذ من الیھودیۃ (رجال کشی صلہ)	پہلا شخص تھا جس نے (۱) فرضیت امامت علی ؓ مشہور کی (۲) ان کے دشمنوں پر تبرا کیا اور مخالفوں سے کھل کھیلا (۳) اور انکی تکفیر کی - پس اسی وجہ سے مخالف شیعہ کہتے ہیں کہ اصول مذہب شیعہ کا ماخذ یہودیت ہے -

تبلیغ مذہب شیعہ

نمبر ۳ - آپ کا مذہب تبلیغی ہے یا غیر تبلیغی ؟ اگر غیر تبلیغی ہے تو آپ غیر شیعہ کو شیعہ کیوں بناتے ؟ اور مناظرہ کیوں کرتے ہیں ؟ اگر تبلیغی ہے تو مذہب شیعہ کی تبلیغ اور اس کے متعلق مناظرہ کرنے سے آپ کے ائمہ کیوں ممانعت[له] کرتے تھے ؟ مثلاً امام

۴

جعفر - امام جعفر صادق ؓ فرماتے ہیں - (۱) انکم علیٰ دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (اصول کافی کتاب الایمان والکفر باب کتمان صـ۴۸۵)	بیشک تم ایسے دین پر ہو کہ جو اسکو پوشیدہ رکھیگا اللہ اُسے عزت دیگا اور جو اسکو شایع کریگا اللہ اسے رسوا کرے گا -

له چنانچہ اصول کافی صـ۴۸۰ میں ایک مستقل باب فی ترک دعاء الناس ' لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت نہ دینا ' موجود ہے ۱۲ له یہ نہ کہا جائے کہ یہ حدیث اخفاء اسرار کے متعلق ہے کیونکہ (۱) یہ باب کتاب الایمان والکفر میں ہے جو قرینہ ہے کہ یہاں کتمان سے مراد اخفاء ایمان وکفر ہے نہ کہ اسرار (۲) خود باب کتاب الکتمان کا ہے کہ اسرار وکتمان اسرار کا (۳) دین کے معنی اسرار کرنا مراد لینا حقیقۃ اور مجاز دونوں کے خلاف ہے (۴) امام کی غرض اگر اخفاء اسرار کی تعلیم ہوتی تو وہ انکم علیٰ اسرار فرماتے نہ کہ انکم علیٰ دین (۵) دین کے معنی اسرار سمجھئے تو وہ خرابی لازم آتی ہے دلیل یہ کہ کلینی کا اس حدیث کو کتاب وباب ہٰذا میں لانا بالکل بے محل فی غیر محلہ ہے - پھر عالم ماکان ومایکون امام غائب کا بھی ایسی قبیح غلطی کو دیکھکر اسپر تنبیہ کرنے کے بجائے ہٰذا کاف لشیعتنا تعریف (بانا زیدہ تعجب ہے (دوسری) یہ کہ بقرینہ ترجمۃ الکتاب والباب مطلب حدیث یہ ہوگا کہ ایمان اور کفر کے اسرار کو چھپاؤ حالانکہ ایمان اصلی دین ہے جو مامور بہ ہے اور کفر حقیقی بیدینی ہے جو منفی عنہ ہے بنا بریں اول کے اظہار سے اجتناب کے مکلف ہیں پس اسرار کفر وایمان کو بجائے ظاہر کرنے کے چھپانا بنص ظلم کرنا ہے - دین اسلام جو ایمان اور کفر کے اظہار میں سابق وحال کے دیگر ادیان منسوخہ وباطلہ سے ممتاز ہے جب خود ائمہ اس کے اخفا کی تعلیم دیں تو پھر نہ مسلم وغیرہ مسلم اور مظہر ومن الطاعۃ ہو کر بھی آخر کہ جدا کرو وہ یہی غرض جس خرابی سے بچنے کے لیے دین کا معنی اسرار کیا گیا وہی خرابی اسکی ہوا ہوا

(۲) ان المذیع لامرنا کالجاحد لہ (ایضاً صـ۴۸۶) (۳) کفوا عن الناس ولا تدعوا احداً الیٰ امرکم (ایضاً کتاب التوحید باب الہدایۃ صـ۹۵) (۴) لا تخاصموا بدینکم الناس فان المخاصمۃ ممرضۃ للقلب (اصول کافی صـ۴۰۲)	یقیناً ہمارے دین کو شایع کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا اس کا انکار کرنے والا - باز رہو لوگوں سے اور نہ دعوت دو کسی کو اپنے امر مذہب کیطرف - نہ بحث کرو اپنے دین کے متعلق لوگوں سے کیونکہ جھگڑا دل کو بیمار کردیتا ہے -

نمبر ۴ - کسی سنی کو اگر آپ شیعہ بنالیں تو وہ مومن ہے یا کافر ؟ اگر مومن ہوگیا تو پھر آپکی مستند کتاب جامع عباسی کے باب ۳ فصل ۶ میں یہ کیوں لکھا ہے کہ سنی اگر شیعہ ہوجائے تو بھی وہ حکم اصلی کا فر کا رکھتا ہے کیونکہ اسپر قضا روزہ نہیں ہے) ؟ اور اگر شیعہ ہوکر بھی وہ کافر رہا تو ظاہر ہے کہ اسکی نجات بھی نہ ہوگی پھر سنی کو شیعہ بنا کر آپ اپنی رنیز اسکی عاقبت کیوں خراب کرتے ہیں ؟

۵

امر اول

ایمان بر قرآن

نمبر ۵ - مطلق قرآن کے آپ قائل ہیں یا منکر ؟ اگر منکر ہیں تو اپنی کتب سلسلہ میں قرآن کا نام کیوں لیتے ہیں ؟ اور شیعہ مومن کیونکر ہیں ؟ اگر قائل ہیں تو قرآن کو منزل من اللہ علیٰ محمد صلعم مانتے ہیں یا نہیں ؟ اگر نہیں مانتے تو قرآن کو کتب سلسلہ شیعہ سے اور اہل تشیع کو ایمان سے خارج کیوں نہیں کرتے ؟ اگر مانتے ہیں تو چونکہ یہ امر کہ قرآن کو اللہ نے حضرت محمد صلعم پر نازل فرمایا - ایک خبر ہے جس کے اول راوی وناقل صحابہ رسول ہیں - لہٰذا ارشاد ہو کہ اس خبر کی تصدیق آپ کو خلفاء ثلثہ اور ان کے ہمخیال لاکھوں صحابہ کے ذریعے سے ہوئی یا جناب امیر اور ان کے چند شیعوں کے واسطے سے ؟

شق اول میں چونکہ اس خبر کا صحیح ہونا موقوف ہے خلفاء ثلثہ (ابوبکر ؓ وعمر ؓ وعثمان ؓ) اور ان کے ہمخیال صحابہ کے مومن جیسے پر - لہٰذا فرمایئے ان کا صادق الایمان ہونا آپ کو

له اس امر کا بزمانہ تقیہ ہونا بھی غلط ہے کیونکہ بروایت شیعہ امام جعفر صادق منسوخ التقیہ تھے ۱۲ -

تسلیم ہے یا نہین ؟ اگر تسلیم ہے تو آن کو غیر مومن کہکر اہل سنت سے ایمان خلفائے ثلٰثہ کا مطالبہ کیون کرتے ہین ؟ اور اگر تسلیم نہین ہے تو نہ صرف یہی خبر غیر مصدق اور مشکوک ہوکر غیر معتبر ہوجاتی ہے ۔ بلکہ یہ خبر بھی (کہ حضور صلعم نبی تھے ۔ خاتم النبیین تھے ۔ صادق تھے ۔ آئین سے ناسخ الادیان وکامل التعلیم اور دین اسلام کے مبلغ تھے ۔ قرآن کلام الٰہی ہے ۔ معجزہ ہے) ناقابل اعتبار ہوجاتی ہے کیونکہ ان اخبار کے بھی اول راوی وہی ہین جو بقول آپکے غیر مومن اور غیر معتبر تھے ۔ بس فرمائیے اب قرآن کی تکذیب اور اسمین تحریف لازم آتی ہے یا نہین ؟ اگر لازم آتی ہے تو قرآن کو کتب مسلمہ شیعہ مین داخل کرنے اور اہل تشیع کو مومن کہنے کی کیا وجہ ہے ؟ ۔ اگر نہین لازم آتی تو عدم لزوم کی علت ظاہر فرمائیے ؟

شق دوم مین جب شیعہ یہ تسلیم کرتے ہین کہ

(۱) خلفائے ثلٰثہ مع اپنے لاکھون ہمخیال صحابہ کے غیر مومن (**کافر ۔ منافق ۔ مرتد**) اور خدا

رسول ۔ قرآن ۔ حدیث کے صاحب شوکت وحکومت دشمن تھے ۔ ۶

(۲) صرف حضرت علیؓ (اور ان کے چند شیعہ) صادق الایمان اور محافظ قرآن تھے مگر بخوف غلبۂ دشمن (صحابہ رسول) تادم مرگ بحالت تقیہ اصل ایمان وقرآن کو باامید ثواب چھپائے اور اعدائے دین کی موافقت کرتے رہے انھین کی بیعت ۔ اقتدا ۔ تعریف کرتے اور انھین کا قرآن پڑھتے رہے ۔ یہی حالت دیگر ائمہ کی بھی رہی حتی کہ امام دوازدہم مع اصل قرآن وایمان خود غائب ہوگئے اور اہل تشیع کو تہیدست چھوڑ گئے ۔

تو ایسی حالت مین جناب امیر کا اس خبر کی **تصدیق** کرنا کہ اللہ نے قرآن حضور صلعم پر نازل فرمایا کیون قابل اعتبار ہے ؟ دشمن کی کثرت وشوکت وحکومت مین کیا **عجب** کہ جناب امیر خود بھی انھین جیسی کہکر برکت تقیہ مثاب ہوئے ہون ۔

ف ۔ تیسری شق یہ اختیار کیجائے کہ خلفا ثلٰثہ اور جناب امیر ہر دو سے اس خبر کی تصدیق ہوئی کیونکہ اول بوجہ نفاق ثانی بوجہ تقیہ غیر معتبر ہین اور اس عدم اعتبار کی خرابی ابھی اوپر ظاہر ہوچکی ہے نمبر ۶ ۔ بمقابلہ اہل سنت آپ اپنی کتب مسلمہ مین جس قرآن کا نام لیتے اور اس کو پیش کرتے ہین

کیا وہی موجودہ قرآن ہے جو بقول آپکے غیر مومن صحابہ کا روایت اور جمع کردہ نیز آج ہر شیعہ کے گھر مین موجود ہے یا وہ قرآن ہے جو بقول شیعہ حضرت امام غائب کے پاس رہتا ہے اور جسکی زیارت وہدایت سے ہر شیعہ محروم ہے ؟

صورت اول مین یہ قرآن ناقص ہے یا کامل ؟ اگر ناقص ہے تو آپ اس کو کیون پیش کرتے ہین ؟ ۔ کامل قرآن کیون نہین دکھلاتے ؟ اور اگر کامل ہے تو پھر اصول کافی کتاب الحجۃ کے باب لہٗ انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ کا کیا مطلب ہے ؟

نیز خلفائے ثلٰثہ آپ کے نزدیک اگر مومن ہین اور اسی لیے انکا روایت وجمع کردہ قرآن پیش کرتے ہین تو پھر اس کو ناقص کیون سمجھتے اور ان کے ایمان کا اہل سنت سے مطالبہ کیون کرتے ہین ؟ اور اگر وہ جناب کے خیال مین غیر مومن ہین تو کیا ایسے غیر معتبر لوگون کا روایت وجمع کردہ قرآن آپکے نزدیک قابل اعتبار ہے ؟ اگر قابل اعتبار ہے تو اعتبار کی کیا وجہ ہے ؟ اور اگر ناقابل اعتبار ہے تو بمقابلہ اہل سنت اس کو کتب مسلمہ شیعہ کے ساتھ کیون پیش کرتے ہین ؟ اور اب نبوت ختم نبوت

۷ دین اسلام پر اعتماد کرنے نیز اہل تشیع کے مومن ہونے کی کیا صورت ہے ؟ اس عدم اعتبار خلفائے ثلٰثہ کے باعث موجودہ قرآن مین کون کون سی خرابیان پیدا ہوگئین جسکی وجہ سے اب وہ غیر معتبر ہوگیا ؟

صورت دوم مین آپکے نزدیک نجات "عمل بالقرآن" پر موقوف ہے یا نہین ؟ اگر نہین تو پھر آپ کو قرآن سے کیا واسطہ ؟ اور اگر موقوف ہے تو ارشاد ہو ۔

اخفائے قرآن

(۱) اس قرآن پر آپ کے امام اول جناب امیر نے عمل کیا تھا یا نہین ؟ پہلی صورت قطعاً غلط ہے کیونکہ جب بخوف غلبہ اعدائے دین وبامید ثواب وہ اصل قرآن کو تادم مرگ ظاہر وشائع نہ کرسکے تو پھر اسپر عمل کیون کر کیا ؟ لہذا دوسری صورت کو تسلیم کر کے بیان فرمایئے کہ اب امام اول کے نجات کی کیا صورت ہے ؟ ۔ اسی پر دیگر تقیہ کنندہ ائمہ کو بھی قیاس کر لیجیے

(۲) جناب امیر سے لیکر تا ظہور امام غائب تمام فوت شدہ شیعہ (جسمین حال کے شیعہ بھی داخل ہین) عمل بالقرآن سے "جو سرمایۂ نجات ہے" محروم رہے ۔ ان کے نجات کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے ؟

لہٗ ترجمہ یہ باب اس بیان مین ہے کہ کامل قرآن ائمہ کے سوا کسی نے جمع نہین کیا ' ۱۲

(۳) اس عام گمراہی کا سبب چونکہ خود ائمہ کا اصل قرآن کو غائب کرنا ہے لہذا اہل تشیع کے عمل بالقرآن نہ کرنے کا سارا الزام ائمہ پر عائد ہوتا ہے۔ کیا معصوم اور مفترض الطاعۃ ائمہ کی شان کے یہ مناسب ہے؟ اور کیا وہ اس اخفائے قرآن کے جرم میں ماخوذ نہ ہوں گے؟

(۴) نزول قرآن کی غایت مخلوق کی ہدایت ہے یا گمراہی؟ اگر ہدایت ہے تو ائمہ کے اخفائے قرآن کے بعد اب خدا کی وہ غرض کیونکر حاصل ہو سکتی ہے؟ اور اگر گمراہی ہے تو قرآن میں نیکی کی تعلیم کیوں بیان کی؟ پہلی صورت میں خدا نے قرآن کو نازل ہی کیوں کیا؟ دوسری صورت میں پھر انہوں نے اسے غائب کیوں کیا؟

(۵) ظاہر ہے کہ اصلی قرآن جو امام غائب کے پاس ہے آپ کے پاس بالفعل وہ نہ موجود ہے نہ کبھی رہا اور جو موجود ہے وہ غیر اصلی اور ان کا روایت و جمع کردہ ہے جن کے متعلق شیعی دنیا میں آج تک "[illegible] درکف دشمن ست" کا ماتم بپا ہے جسے طعناً اہل تشیع بیاض عثمانی مصحف عثمانی کہتے ہیں۔ جب آپ کے پاس اصل قرآن موجود نہیں اور جو موجود ہے وہ معتبر نہیں تو موجودہ قرآن کو آپ اپنی کتب مسلمہ سے خارج کیوں نہیں کرتے؟ بلا اصل قرآن کے برسر حق ہونے کا دعویٰ کیوں کرتے ہیں؟ اور اس تہیدستی پر بھی اہل سنت کو اعلان مناظرہ دینا چہ معنی دارد۔

تحریف قرآن

نمبر ۷۔ تحریف کے کیا معنی ہیں؟ اسکی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ عقلاً اور عدم تحریف کے اسباب کیا ہیں؟ تحریف عدم اعتبار کو مستلزم ہے یا نہیں؟

نمبر ۸۔ آپ کے نزدیک قرآن شریف محرف ہے یا غیر محرف؟

(**بصورت اول**) کیا وہ قرآن محرف ہے جو بقول شیعہ حضرت جناب امیر کا مرتبہ امام غائب کے پاس موجود ہے یا وہ جو خلفائے ثلثہ کا جمع کردہ ہے؟ پہلی صورت میں اسی کا کیا ثبوت ہے کہ جناب امیر نے قرآن جمع کیا تھا؟ پھر ائمہ کے سوا وہ قرآن جب کسی نے آج تک دیکھا بھی نہیں تو اس میں تحریف کنندہ بھی ان کے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے؟ جب یہ ہے تو تحریف کا الزام خلفائے ثلثہ ہی پر کیوں؟

دوسری صورت میں مہربانی فرما کر امور ذیل کا جواب لکھیے۔

(۱) یہ قرآن جو خلفائے ثلثہ کا جمع کردہ ہے اب جب محرف ہے تو غیر معتبر بھی ہے پھر اسکو کتب مسلمہ شیعہ میں داخل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ (۲) اس قرآن کا محرف ہونا اگر صرف کتب شیعہ سے ثابت ہے تو اس سے اہل سنت کو الزام دینا کس قاعدہ پر مبنی ہے؟ اور اگر کتب مسلمہ اہل سنت سے بھی ثابت ہے تو

براہ عنایت ہماری کتب سے وہ روایات تحریف جو صحیح و معتبر ہوں نہ کہ نسخ اور اختلافات قرأت سے متعلق ہوں پیش فرمائیے؟

(۳) آیات ذیل

۱۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (پ ۱۴ سورۃ حجر)	ہم نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔
۲۔ انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (پ ۲۴ حم سجدہ)	قرآن بیشک معزز کتاب ہے۔ اس میں باطل آگے اور پیچھے سے راہ نہیں پا سکتا۔
۳۔ ان علینا جمعه وقرآنه (پ ۲۹ قیامہ)	قرآن کو جمع رکھنا اور تم کو پڑھانا بیشک ہمارے ذمہ ہے

قرآنی آیات ہیں یا نہیں؟ **دوسری صورت خود آپکی روایات و تفاسیر کے خلاف ہے۔ پہلی صورت** میں ان آیتوں میں **خدا کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ ہے یا بندوں کو حکم ہے؟**۔

حسب ارشاد جناب امیر

کتاب کریم قد فصله وفضله وبینه واوضحه واعزه وحفظه من ان یاتیه الباطل من بین یدیه ومن خلفه (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۸۵)	(قرآن) معزز کتاب ہے خدا نے اس کو مفصل بیان کیا فضیلت دی عزت دی اسکی تشریح کی توضیح کی اور حفاظت کی اس امر سے کہ اس کے آگے اور پیچھے سے باطل راہ پائے۔ 9

صاف ظاہر ہے کہ منجانب اللہ **حفاظت قرآن** کا وعدہ ہے اور دوسری مسلّمہ فریقین آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد (بتحقیق اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا) نتیجہ یہ کہ بیشک خدا اپنے وعدۂ حفاظت قرآن میں سچا ہے۔ پس اس وعدہ کا ظہور ضرور ہوا جس کا مصداق خلفائے ثلثہ کے جمع کردہ موجودہ قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ (صرف جناب امیر کا قرآن کو جمع کرنا۔ امام العصر کا پیدا ہو کر غائب ہونا اور اب تک غار سر من رای میں زندہ موجود رہنا اس قرآن کا ان تک بحفاظت تمام پہونچ کر مستور باقی رہنا) یہ باتیں اگر آپ کے نزدیک افسانہ نہیں بلکہ واقعہ ہیں تو قابل اطمینان ثبوت دیکر وہ محفوظ قرآن پیش کیجیے؟

(۴) قرآن میں تحریف اگر حیات رسول میں ہوئی تو یہ تحریف رسول نے کی یا صحابہ نے یا دونوں نے؟

اگر خود رسول نے کی جیسا کہ امیر آپکے مستند مجتہد جناب مولوی دلدار علی صاحب اپنی کتاب عماد الاسلام

میں یہ احتمال عقلی بیان کرتے ہیں کہ

ومنها انه معلوم من حال النبی کما لا یخفی علی المتفحص الذی ذی الحدس الصائب انه مع رغبته علی تخلیفه علیا کان فی غایة التقیة من قوله ...... فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضة الاسلام الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقین مثلا عند محارم اسراره کعلی بامر الله لئلا یرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلک واظهر لهم بقدر ما علم المصلحة فی اظهاره - ۱۰	اور مخفی یہ کہ بیشک حضور صلعم کی حالت جو ماہر صاحب فہم پر پوشیدہ نہیں [illegible] غیر مخفی ہے یعنی کہ علی کو خلیفہ بنانے کی رغبت کے باوجود قوم سے بے حد تقیہ کرتے تھے ...... پس عقلاً یہ احتمال ہے کہ نبی صلعم نے بغرض حفاظت بیضہ اسلام ظاہری اس نازل کو جو صراحتہً اسمائے ائمہ و منافقین پر مشتمل تھا علی جیسے اپنے اسرار کے پاس بحکم خدا محفوظ کر دیا ہو - تاکہ مسلمان مرتد نہ ہو جائیں کیونکہ حضور صلعم ان کے حال کو جانتے تھے کہ وہ ان تصریحات کے متحمل نہیں ہو سکتے - اور ان کے لیے اس قدر قرآن ظاہر کیا ہو جسقدر کہ اسکے اظہار میں مصلحت سمجھتے تھے -

تو ایسی حالت میں صحابہ پر الزام کیوں ؟ اور اگر صحابہ یا دونوں نے تحریف کی تو ہمارے مسلمات سے کیا معتبر شہادت لائے ؟

(۵) اگر بعد وفات رسول تحریف ہوئی تو (اولا) اصلی قرآن زمانہ نبوت میں عام طور پر شائع و ذائع تھا کیونکہ نزول قرآن بتدریج ہوا جسے لوگ پارۂ دل و لخت جگر سمجھکر آغوش آرزو میں لینے لگا حسب استعداد کسی نے کم کسی نے زیادہ کسی نے اخیر عہد نبوت تک پورا یاد کر لیا برجستہ جستہ کاغذ پر ہڈی پر لکڑی پر چمڑے پر پتے پر لکھ بھی لیا گیا " اس طرح مکمل قرآن سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہو چکا تھا - پھر جب بعد عہد رسالت محرفین نے تحریف کی اور اپنا محرف قرآن شائع کیا تو لوگ اصلی قرآن کو بجبر انھوں نے سفینوں سے نیست و نابود کیا مگر ملک عرب کے ہزاروں قوی الحافظہ انسانوں کے سینوں سے کیونکر فنا کر دیا ؟ (ثانیاً) یہ تحریف جناب امیر کی وفات سے پہلے ہوئی یا بعد کو ؟ پہلے ہونا اس لیے غلط ہے کہ جناب امیر خود فرماتے ہیں کہ میرے بعد تمپر ایسا زمانہ آنیوالا ہے جسمیں حق سے زیادہ مخفی اور باطل

سلہ اس صورت میں خود خدا و رسول نہ صرف مجرم تحریف کے مجرم بلکہ اخفائے قرآن کے بھی ملزم ٹھہرتے ہیں ۱۲

سے زیادہ ظاہر ہوگا - خدا و رسول پر جھوٹ باندھنے کی کثرت ہوگی ، آگے فرماتے ہیں -

ولا اغلی ثمنا من الکتاب اذا حرف عن مواضعه (کتاب الروضہ)

اور قرآن کو اپنی جگہ سے بدلنے کا سودا بڑا دلچسپ اور قیمتی سودا ہوگا -

آگے یہ بھی صاف کر دیا ہے کہ زمانہ ما بعد میں تحریف معنوی ہوگی نہ کہ لفظی - ہاں اگر قبول امیر عہد کو تحریف ہوئی تو پھر خلفائے ثلثہ پر الزام کیوں ؟

(۶) عالم ما کان و ما یکون امام اول جناب امیر نے خلفائے ثلثہ کو تحریف فی القرآن سے منع کیا تھا یا نہیں ؟ اگر منع کیا تھا مگر لوگ باز نہ آئے تو اپنی معجزانہ طاقت سے بزور کیوں نہیں روکا ؟ اور اگر نہیں منع کیا تھا تو اعجازی قوت رکھتے ہوئے بھی دیدہ و دانستہ سکوت کرنا تحریف کے لیے خود صراحتہً موقع اور مدد دینا ہے - پس خلفائے ثلثہ کو مجرم ٹھہرانا اور جناب امیر کو بری رکھنا چہ معنی دارد ؟

(۷) قرآن میں جہان جہان اور جو جو تحریف ہوئی - جناب امیر اگر اس سے باخبر تھے (اور حسب روایت شیعہ یقیناً باخبر تھے) تو اسکو ظاہر کیوں نہ کیا ؟ جواب میں یہ نہ کہا جائے کہ بوجہ تقیہ ظاہر نہ کیا ورنہ ۱۱ میں عرض کروں گا کہ پھر قرآن کو محرف کہنے میں تقیہ کیوں نہ کیا ؟

(۸) جناب امیر کے پاس مکمل اور اصلی قرآن محض سینہ میں تھا یا صرف سفینہ میں یا دونوں میں ؟ اگر سینہ میں تھا تو کیا وجہ ہے کہ جناب امیر یا اہل سنت کی طرح عموماً شیعہ بھی قرآن کو زبانی نہیں یاد کرتے ؟ سفینہ کی صورت میں جناب امیر نے علانیہ تمام مسلمانوں بالخصوص ممتاز اور مشہور صحابہ رسول کو خبر کرکے ان کے متفقہ مشورہ سے قرآن کو لکھا تھا یا پوشیدہ طور پر تنہا بذات خود جمع کیا تھا ؟ پہلی صورت آپ کی روایات کے خلاف ہے - دوسری صورت میں جبکہ قرآن تمام مسلمانوں کے لیے نازل ہوا اور اسپر سب کا یکساں حق ہے تو سب سے الگ مخفی طور پر تنہا بذات خود ان کو مرتب کرنے کا کیا حق تھا ؟ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ان کا قرآن نہ متواتر ہو سکتا ہے نہ بلا ثبوت عصمت امیر معتبر ہو سکتا ہے - پھر لطف یہ کہ شیعہ اس سے بھی محروم ہیں ۔

ہر صورت وہ قرآن مطابق ترتیب نزول تھا یا موافق تلاوت رسول ؟ اور خود جناب امیر اسی اپنے اصلی قرآن پر عمل کرتے تھے یا محرف پر ؟ پہلی صورت میں جب عمل کے لیے تقیہ نہیں کیا تو اسکو اسطرح غائب کرنے کے لیے (کہ اسپر عمل نہ کرنے کی وجہ سے قطعی طریقہ نجات سے شیعہ اب تک بے خبر ہیں اور نہ معلوم

ک تک بجبر رہے) کیون تقیہ کیا؟ دوسری صورت مین جناب امیر خلفائے ثلثہ کی طرح اور شیعو
اہل سنت کی مانند دین سے کیون محروم نہین ؟
ان اگران کے پاس اصلی قرآن ہی نہین تھا تو ائمہ اور شیعہ کے نجات کی کیا صورت ہے ؟
اور پھر کیا ثبوت ہے کہ اصلی قرآن امام غائب کے پاس ہے ؟
(۹) آپکے اکابر اور قدمائے شیعہ مین سے گنتی کے جو صرف چار آدمی ہین یعنی شریف مرتضی
شیخ صدوق - ابو جعفر طوسی - شیخ ابو علی طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان یہ اپنے ائمہ و تمام شیعون
کے خلاف قرآن کو غیر محرف کیون کہتے تھے ؟
(۱۰) محرف قرآن کو شیعہ نماز وغیرہ مین کیون پڑھتے اور علمائے شیعہ اسکی تفسیر کیون کرتے ہین ؟-
(بصورت دوم) اگر یہ موجودہ قرآن غیر محرف ہے تو حسب ذیل امور کا جواب عنایت ہو
(۱) خلفائے ثلثہ (اور ان کے ہمخیال لاکھون صحابہ) کو غیر مومن کیون کہا جاتا ہے ؟
(۲) اسپر آپ اپنے ائمہ کی ایسی معتبر شہادت کہ جسسے صحیح [illegible] معتبر عبارت آئی کیون نہین پیش کرتے ؟
(۳) آپکے اشخاص اربعہ مذکورہ کے سوا تمام قدیم اور اکثر جدید شیعہ قرآن کو محرف کیون کہتے ہین ؟ ۱۲
(۴) اشخاص اربعہ مذکورہ کے خیال عدم تحریف قرآن موجودہ کا علمائے شیعہ مثلاً علامہ محمد محسن کاشی تفسیر
صافی مین اور علامہ قزوینی صافی شرح کافی مین اور علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب مین پھر کیون رد کرتے ہین ؟
(۵) حسب وعدہ الٰہی جب عقیدۂ عدم تحریف (حفاظت) قرآن ضروریات دین سے ہے جسکا
مصداق قطعاً صرف خلفائے ثلثہ کا جمع کردہ موجودہ قرآن ہے تو اپنے یہان کے قائلین تحریف پر
بنام علانیہ اور بالاتفاق فتوی کفر کیون نہین صادر فرماتے ؟

فائدہ - الغرض قبل از مناظرہ اول اپنی کتب مسلمہ پیش کیجیے اور موجودہ قرآن پر اگر
ایمان ہو تو اسکو اس مین داخل فرمائیے - یہ قرآن محرف اور غیر معتبر ہو تو اسکو خارج کرکے اصلی قرآن
لائیے ورنہ مناظرہ سے انکار فرمائیے - ہان اگر یہی قرآن غیر محرف اور معتبر ہو تو خلفائے ثلثہ (اور ان کے
ہمخیال صحابہ) کو معتبر (صادق الایمان) تسلیم کرکے ان کے ایمان کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائیے۔

امر دوم

نمبر ۹ - حسب ذیل باتون کا مسلمہ طرفین امور قطعیہ سے جواب دیجیے -

(۱) دلیل قطعی کون کون سی ہین ؟ اور انکی ضرورت کن امور کے لیے ہے ؟
(۲) کیا یقین ایمان اعتقاد ایک چیز ہے یا ان مین کچھ فرق ہے ؟
(۳) ضروریات دین کیا کیا ہین ؟ اور ان کے ثبوت کے لیے کس قسم کے دلیل کی ضرورت ہے ؟
(۴) ایمان و اسلام اور مومن و مسلم اور کفر و نفاق و ارتداد اور کافر و منافق و مرتد کی صحیح
تعریف و تقسیم اور اقسام مین باہمی فرق کیا ہے ؟
(۵) ایمان و اسلام اور کفر و نفاق و ارتداد کیلیے ضروری چیزین اور اسکی ظاہری علامات کیا ہین ؟

ایمان شیعہ

نمبر ۱۰ - آپ خود بھی مومن ہین یا نہین ؟ اگر نہین ہین تو فرمائیے شیعون کا مطالبہ
(ایمان خلفائے ثلثہ) مفید ہے یا لغو ؟ اگر مفید ہے تو وہ فائدہ کیا اور کس کیلیے ہے ؟
اگر لغو ہے تو اس لغویات سے توبہ کیجیے - ہان اگر آپ سچ مچ مومن ہین تو نمونتاً حوالجات ذیل کو
بچشم بصیرت ملاحظہ فرمائیے اور انصاف سے جواب دیجیے -

(۱) شرک فی الوہیت -
۱۳ ۱- تصرف بر عالم - خدا نے محمد صلعم، علیؑ، فاطمہؑ کو تمام مخلوق پر تصرف دیا ہے (اصول کافی کتاب الحجۃ)
۲- اختیار بر تحلیل و تحریم - (معصومین) جس چیز کو چاہین حلال اور جس چیز کو چاہین حرام کرتے ہین (ایضاً)
۳- علم وقت وفات خود - ائمہ یہ جانتے ہین کہ وہ کب مرین گے (ایضاً)
۴- قدرت بر موت خود - ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہین (ایضاً)
۵- علم غیب - پہلے جو کچھ ہو چکا اور آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے ائمہ کو معلوم ہے اُن سے
کوئی چیز مخفی نہین (ایضاً)
۶- قدرت بر خلق - خالق ضلالت شیطان ہے نہ کہ خدا (منہج البیان زیر تفسیر انہ یرید الشیطان الآیۃ)

(۲) تنقیص الوہیت -
۱- جہل - خدا کو بدا ہوتا ہے (اصول کافی باب بدا) چنانچہ خود شیعون کے معتمد مجتہد مولوی
دلدار علی صاحب کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ اعلم ان البدا لا ینبغی ان نقول بہ احد لانہ یلزم
منہ ان یتصف الباری تعالی بالجہل کما لا یخفی (اساس الاصول صفحہ ۲۱۹) یعنی جان
لو کہ بدا اس قابل نہین کہ کوئی اسکو مانے کیونکہ اس سے اللہ تعالی کا جاہل ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ

پوشیدہ نہین ہے -

۲- عدم قدرت بر خلق ضلالت - خدا خالق ضلالت نہین ہے (منہج البیان)

۳- اضطرار - عدل یعنی خدا پر وہی کام کرنا واجب ہے جو بندون کے لیے مفید ہو -

(۳) شرک فی النبوۃ -

۱- عصمت - شیعون کا یہ عقیدہ مشہور ہے کہ ائمہ مثل انبیا معصوم ہین -

۲- مفترض الطاعۃ - یہ بھی مشہور ہے کہ ائمہ مثل انبیا (یا محمد صلعم) مفترض الطاعۃ ہین -

۳- رسول سے مساوات - بقول امام جعفر صادق ائمہ نبی ہین نہ اُن کو حضور صلعم کے برابر عورتین جائز ہین - اس کے علاوہ وہ ہر بات مین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہین (اصول کافی کتاب الحجۃ) منکر امام مثل منکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافر ہے (فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۹) امام کو جو پہچانے وہ مومن ہے جو نہ مانے وہ کافر جو نہ پہچانے نہ وہ منکر ہو وہ گمراہ ہے (اصول کافی کتاب الحجۃ) خدا نے اول حضرت محمد صلعم و علی و فاطمہ کو پیدا کیا وہ ہزار زمانہ تک رہے پھر تمام مخلوق پیدا کی ان کو اسکی پیدائش کا گواہ بنایا اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت فرض کی (ایضاً) (غرض بقول صاحب حملہ حیدری)

ہمہ صاحب حکم بر کائنات ہمہ چون محمد منزہ صفات

۴- نزول ملائکہ و کتاب - حضرت جبرئیل کا حضرت فاطمہ پر مصحف فاطمہ کا لانا مشہور ہے جو بقول امام جعفر صادق (اصول کافی صفحہ ۱۴۶) اس قرآن سے سہ گنا ہے مگر واللہ قرآن کا اسمین ایک حرف بھی نہین ہے صافی شرح کافی صفحہ ۲۲ مین صاف لکھا ہو کہ ہر سال شب قدر مین امام پر ایک کتاب نازل ہوتی ہے جس مین سال بھر کے احکام ہوتے ہین اس کتاب مین خدا جن عقائد کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور جنکو چاہتا ہے بدل دیتا ہے -

(۴) تنقیص نبوت - اس کے لیے شرک فی النبوۃ ہی کیا کم ہے لیکن مزید توضیح کے لیے اور بھی ملاحظہ ہو -

۱- اختیار تحریف - بحوالہ عماد الاسلام مولوی دلدار علی پہلے گزر چکا کہ بحکم خدا حضور صلعم نے اصلی قرآن جناب امیر کے پاس چھپا دیا اور محرف قرآن امت کے حوالہ کیا -

۲- ملوث با صول کفر - اصول کفر کے تین ہین حرص تکبر حسد حرص آدم مین تکبر ابلیس مین حسد آدم کے دونون بیٹون مین تھا - (اصول کافی باب فی اصول الکفر و ارکانہ)

۳- سلب نور نبوت - خدا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے نور نبوت چھین لیا تاکہ ان کی اولاد مین

کوئی نبی نہ ہو (حیات القلوب جلد اول ملا باقر مجلسی)

۴- اتہام کذب بر انبیار - حضرت ابراہیم علیہ السلام تین مرتبہ جھوٹ بولے (مجمع البیان طبرسی)

۵- فضیلت ائمہ بر انبیا - جناب امیر حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہین (دیکھو کتاب عیون اخبار الرضا باب ...) ملائکہ سے بھی ائمہ افضل ہین (حق الیقین باب ۴ مقصد ۴)

۶- فضیلت شیعہ بر انبیا - مرتبہ شیعان علی کا مرتبہ جمیع انبیا سے اشد ہے از روے فضیلت کے بہت بڑھکر ہے چنانچہ خلاصۃ المنہج مین زیر تفسیر آیۃ وان من شیعتہ لابراہیم لکھا ہے (ابراہیم از پیروان نوح است) مذکور ہے کہ (ابراہیم گفت کہ خداوندا مرا از شیعان علی بن ابی طالب گردان خداے تعالی دعای او قبول کرد و ویرا داخل شیعان علی نمود و رسول خود را خبر داد ازین آیۃ الخ)

(۵) انکار ضروریات دین -

۱- تقدیس و تنزیہ باری تعالی کے خلاف شیعہ خیالات اوپر مذکور ہو چکے -

۲- توہین و تنقیص انبیا بھی منقولہ عبارات کتب شیعہ سے ظاہر ہے -

۳- انکار ختم نبوت کے منافی ائمہ کے متعلق مفترض الطاعۃ اور عصمت کا عقیدہ ہے[۱] 15

۴- انکار حفاظت قرآن شیعون کے عقیدۂ تحریف قرآن سے واضح ہے - انتہی"

یا معشر الشیعہ - کیا ایمان کی یہی شان ہے اور مومن کے یہی علامات ہین ؟ جب یہ حال ہے تو آپ کو کیا حق ہے کہ ایمان خلفاے ثلثہ کا اہل سنت سے مطالبہ کرین ؟ -

نمبر ۱۱ - خلفاے ثلثہ اور اُن کے ہمخیال صحابہ کو آپ مومن مانتے ہین یا نہین ؟ - (**شق اول**) مین انکو اور جناب امیر کو متحد الایمان تسلیم کرتے ہین یا مختلف الایمان ؟ بصورت اولی اہل سنت کو مدعی بنا کر اپنے خلفاے ثلثہ کے ایمان کا مطالبہ کیون کرتے ہین ؟ - اور بصورت دوم دونون صحیح الایمان تھے یا صرف ایک ؟ پہلی شکل ایک تو خلاف مفروض ہے دوسرے اگر صحیح ہے تو مطالبہ فضول ہے - دوسری شکل مین صحیح الایمان خلفاے ثلثہ تھے یا جناب امیر ؟ اگر خلفاے ثلثہ تھے تو جناب امیر کا غیر مومن یا ناقص الایمان ...

---

[۱] چنانچہ مرزا واحد حسین صاحب شیعی لکھنوی نے انکار ختم نبوت کا پوشیدہ عقیدہ اشتہار بعنوان ضمیر انوار الاسلام مین ... ظاہر کر دیا ہے کہ (نبی غیر تشریعی قیامت تک ہوتے رہین گے اور وہ حضرت رسول صلعم ہین - اسیوجہ سے ائمہ علیہم السلام کو ایمانیات مین داخل کیا ہے اگر نبوت بند ہوتی تو متقدمین علماے اثنا عشری غیر نبیون کو ایمانیات مین داخل نہ کرتے) دیکھو دوسرا ضمیمہ کا النجم جلد ۳ نمبر ۶ صفحہ ۵ بابت ۲۱ - ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ۱۲

ہونا لازم آتا ہے - اور اگر جناب امیر بھی تقیہ کرتے ہیں تو گفتگو خلفائے ثلثہ کو مومن تسلیم کر لینے پر ہے لہذا یہ صورت غلط ہے
اور آپ یہ بھی نہیں فرما سکتے کہ دونوں غیر مومن تھے بس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ دونوں کو مومن مان کر اپنے
مطالبہ کو واپس لیجئے اور مذہب شیعیت سے توبہ کیجئے -

(شق دوم) یعنی خلفائے ثلثہ قبل از وفات رسول مومن اور بعد کو غیر مومن تھے یا پہلے غیر مومن اور
بعد وفات رسول مومن تھے یا ہمیشہ مومن رہے مگر بوقت وفات خود غیر مومن رہے یا شروع سے غیر مومن
رہے لیکن خاتمہ کفر پر ہوا یا ابتدا سے غیر مومن رہے اور غیر مومن ہی رہے یا از قبول اسلام مومن رہے اور
ایمان ہی پر انتقال بھی ہوا - پہلی صورت میں کتب مسلمہ اہل سنت سے بروایت معتبر اور بحوالہ صحیح ارشاد ہو کہ
بلا تاویل ثابت بالنص ضروریات دین و ایمان میں سے کس امر کا انھوں نے بعد وصال رسول انکار کیا تھا ؟
دوسری صورت آپ کے مسلمات کے خلاف ہے تیسری صورت ایک تو آپ کی روایات کے خلاف ہے دوسرے
اس کا کیا ثبوت ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ؟ چوتھی صورت بھی جناب کے نزدیک غیر مسلم ہے پانچویں صورت میں
رہا کیسے غیر مومن تھے کافر یا منافق یا مرتد ؟ اگر کافر و منافق تھے تو خدا و رسول نے بعہد رسالت ان کی
تعریف کیوں کی ؟ یہ نہ کہا جائے کہ براہ تقیہ تعریف کی کیونکہ خدا کو تقیہ کی کیا ضرورت ؟ رسول نے پھر ابوجہل
اور ابولہب جیسے موذی دشمنان دین سے تقیہ کیوں نہ کیا ؟ اگر مرتد تھے تو ماننا پڑیگا کہ ایک وقت میں قبل
ارتداد مومن تھے حالانکہ یہ خلاف مفروض ہے - 17

(۳) ان کے غیر مومن ہونے سے قرآن کا محرف ہونا لازم آتا ہے یا نہیں ؟ اگر لازم آتا ہے تو اس کو کتب مسلمہ
شیعہ سے خارج فرما کر اصلی اور معتبر قرآن لائیے ؟ اور نہیں لازم آتا تو عدم لزوم کی وجہ بیان کیجئے ؟
(۴) ان کے غیر مومن ہونے کی خبر حضور صلعم اور جناب امیر کو تھی یا نہیں ؟ - اگر تھی تو ان کے فریب سے
عام مسلمانوں کو علانیہ باخبر کر کے کیوں نہ بچا لیا ؟ اگر نہ تھی تو خدا نے نبی کو مطلع کیوں نہ کیا ؟ نیز ائمہ بالخصوص جناب
امیر کو پھر عالم ماکان و مایکون کیوں کہا جاتا ہے ؟ - نیز اس صورت میں خلفائے ثلثہ کے غیر مومن ہونے کا کیا ثبوت ہے ؟
(۴) غیر مومن ہونے سے خلفائے ثلثہ کی دینی غرض تھی یا دنیاوی ؟ اگر دینی تھی تو پھر ان کا غیر مومن ہونا چہ معنی دارد
اگر دنیاوی تھی تو آخر وہ کونسی دنیاوی چیز تھی کہ جس سے پہلے محروم تھے اور بعہد رسالت یا زمانہ خلافت حاصل
ہوگئی ؟ کیا اس حیثیت سے ان کے بعد ان کے اہل و عیال بھی مستغنی ہوگئے ؟
نمبر ا (۵) خلفائے ثلثہ صرف غیر مومن تھے یا دشمن دین بھی ؟ - پہلی صورت روایات مندرجہ کتب مسلمہ

شیعہ کے خلاف ہے - دوسری صورت میں وہ خدا - رسول - قرآن اور اہل و عیال رسول نیز جناب امیر
اور ان کی اولاد پر تبرا کرتے تھے یا نہیں ؟ جب وہ دین کے بالکل دشمن تھے تو تبرا بالکل نہ کرنا
یا بعض دل میں اور چھپ کر کرنا ظاہر ہے کہ غلط ہے - پس جب وہ علانیہ تبرا کرتے تھے اور دوسروں
سے بھی تبرا کراتے ہوں گے) تو عربی زبان میں تبرا کے وہ کون کون سے الفاظ تھے - اردو زبان میں اس کا
کیا ترجمہ ہے ؟ بروایت معتبر و بحوالہ صحیح مفصل پیش کیجئے ؟
(۶) خلفائے ثلثہ اور ان کے ہمخیال صحابہ پر (جو بقول شیعہ غیر مومن دشمن دین تھے) تبرا کرنا
شرعاً مامور ہے یا ممنوع ؟ اگر نا جائز ہے تو اہل تشیع ان پر کیوں تبرا کرتے ہیں ؟ نیز تحریراً و تقریراً تبرا
کرنے والے اور ترغیب دینے والے شیعوں کو کیوں نہیں روکا جاتا ؟ اور اگر حکم ہے تو ہر غیر مومن دشمن
دین پر یا صرف صحابہ رسول صلعم پر ؟ پہلی صورت میں ابلیس، شداد، نمرود، فرعون، قارون، ابوجہل،
ابولہب وغیرہ اور حال کے غیر مسلم اعدائے دین پر ویسے ہی تبرا کیوں نہیں کیا جاتا ؟ دوسری صورت میں
تبرا بعض اوقات دل میں کرنا چاہیے یا علانیہ زبان سے بھی ؟ صورت اول میں عموماً شیعہ ان پر تبرا کیوں نہیں کرتے
ہیں ؟ صورت دوم میں جناب امیر و دیگر ائمہ خود بھی ان پر تبرا کرتے تھے یا نہیں ؟ اگر نہیں کرتے تھے تو وہ معصوم
امام مفترض الطاعۃ، تارک امر الٰہی عاصی کیوں بنتے تھے ؟ اور اگر کرتے تھے تو عربی زبان کے کن الفاظ میں اور
اردو زبان میں اس کا کیا ترجمہ ہے مفصل و واضح ظاہر فرمائیے ؟
(۷) ائمہ اور ان کے اعزہ و احباب خمسہ و آل یسین بھی ایک دوسرے کے حق میں کس وقت اور کس حالت میں وہ یا دیگر تبرا والے
الفاظ کیا استعمال کرتے تھے ؟ چھٹی صورت یہ کہ خلفائے ثلثہ صادق الایمان تھے اور ایمان ہی پر مرے سب
سے یہ ہے تو ان کو غیر مومن کہہ کر اہل تشیع اپنا دین و ایمان کیوں خراب کرتے اور اہل سنت سے ان کے ایمان کا مطالبہ
کر کے محفوظ قرآن کو خواہ مخواہ مشکوک کیوں بناتے ہیں ؟
نمبر ۱۲ - جناب امیر و دیگر ائمہ شیعہ کی ایسی حدیثیں جو صراحتہً ایمان صحابہ (خلفائے ثلثہ) پر
دال ہیں آپ کی کتب مسلمہ میں موجود ہیں یا نہیں ؟ حق یہ ہے کہ موجود ہیں کما لا یخفی علی الناظر - لہذا ارشاد
فرمائیے کہ وہ احادیث مطابق واقع ہیں یا خلاف واقع ؟ یعنی ائمہ اپنے ان اقوال (تعریف صحابہ) میں صادق
تھے یا کاذب ؟ - اگر صادق تھے (اور یقیناً صادق تھے) تو شیعہ ان کو مومن کیوں مانتے اور اہل سنت سے
خلفائے ثلثہ کے ایمان کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں ؟ اور اگر کاذب تھے (نعوذ باللہ منہ) تو اب خود ائمہ کا

دین و ایمان (مومن ہونا) محتاج ثبوت ہوجاتا ہے۔

تقیہ کی | ہاں اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ ائمہ نے تعریف صحابہ براہ تقیہ کی ہے اسلئے کذب نہیں ہے تو بہ نہایت ادب عرض کرونگا کہ قبلہ

(۱) بحوالہ صحیح کذب اور تقیہ کا لغوی لفظی معنی اور ہر دو کی اصطلاحی و شرعی واقعی تعریف اور دونوں کا بین فرق ظاہر فرمایئے؟ لیکن اتنا یاد رہے کہ تقیہ شریف کذب قبیح سے محفوظ رہے۔

(۲) آپ کے یہاں تقیہ دین کا ضروری کار ثواب ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جناب کی معتبر کتابوں میں کیوں لکھا ہے کہ

۱- التقیة من دین الله (اصول کافی) تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے۔

۲- التقیة من دینی و دین آبائی (ایضاً) تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے۔

۳- ان تسعة اعشار الدین فی التقیة (ایضاً) دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ تقیہ میں ہیں۔

۴- لا دین لمن لا تقیة له (ایضاً) جو تقیہ نہ کرے بیدین ہے۔

۵- لا ایمان لمن لا تقیة له (ایضاً) جو تقیہ نہیں کرتا بے ایمان ہے۔

۶- التقیة فی کل ضرورة (ایضاً) تقیہ ہر ضرورت میں جائز ہے۔ 18

۷- تارك التقیة كتارك الصلوة (جامع الاخبار باب فصل ا) تارک تقیہ مثل تارک صلوۃ گنہ گار ہے۔

۸- من ترك التقیة قبل خروج قائمنا فلیس منا (کشف الغمہ باب فصل ۲) جس نے خروج امام مہدی سے پہلے تقیہ چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں

۹- براہ تقیہ جناب امیر کو بھی گالی دینا جائز ہے (اصول کافی باب تقیہ)

۱۰- امام باقر کا ارشاد ہے کہ ہم براہ تقیہ جو جواب دیتے ہیں اسپر اگر ہمارا عقیدتمند عمل کرے تو بہتر ہے اور زیادہ اجر کا باعث ہوگا (کافی کتاب العلم باب اختلاف الحدیث)

۱۱- باز و شاہین جس جانور کو قتل کرے وہ بقول امام جعفر صادق حرام ہے مگر آپکے والد امام باقر بخوف بنی امیہ براہ تقیہ اس کے حلت کا فتوی دیکر لوگوں کو عمر بھر حرام کھلواتے رہے (فروع کافی جلد ۲ کتاب الصید)

۱۲- تین شیعوں نے یکے بعد دیگرے امام باقر سے ایک ہی سوال کیا آپنے ہر ایک کو مختلف جواب دیا اسپر زرارہ بن اعین (راوی) نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ (مجھکو اور) عراق کے قدیمی دو شیعوں کو (ایک ہی سوال کا) متضاد جواب آپنے کیوں دیا؟ امام نے فرمایا ھذا خیر و ابقی لنا ولکم یہی بہتر اور ہمارے تمہارے بچاؤ کا باعث ہے (ایضاً)

۱۳- منصور بن حازم نے پوچھا کہ ایک ہی سوال کا کئی سائلوں کو آپ مختلف جواب کیوں دیتے ہیں؟ تو امام جعفر نے فرمایا۔

انا نجیب الناس علی الزیادة والنقصان بیشک ہم گھٹا بڑھا کر جواب دیا کرتے ہیں (ایضاً)

۱۴- کسی نے کہا یہ کیا بات ہے کہ تمہارے اماموں کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہو جاتی ہیں حالانکہ ہمارے رسول صلعم کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی نہیں ہوئی تو شیعہ نے جواب دیا کہ پیشین گوئیاں شیعوں کے بہلانے کے لیے تھیں شیعہ اگر بہلائے نہ جاتے تو مرتد ہو جاتے (اصول کافی صفحہ ۲۳۳)

۱۵- امام جعفر نے فرمایا جو شیعہ وقت پر نماز پڑھکر پھر براہ تقیہ باوضو سنیوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھے اللہ اسکے لیے پچیس درجے لکھدیتا ہے ...... اور جو شیعہ سنیوں کے ساتھ صف اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھی (من لا یحضر باب الجماعۃ)

کاش تقیہ صرف بحالت خوف شدید دشمن کے سامنے جائز ہوتا اور اس کے ارتکاب پر نہ ثواب نہ عذاب اور جائز بھی محض عوام کم ہمت کیلئے ہوتا تو بھی غنیمت تھا لیکن افسوس تقیہ تو یہ ہے کہ دین کا رکن اعظم ہے اللہ کا دین ہے ائمہ معصومین اور ان کے آبا و اجداد کا معمول ہے۔ اس کا تارک شراب اور زنا کے مرتکب سے بدترین عاصی ہے۔ پیش دشمن جھوٹی قسم کھاتے (کتاب الروضہ ص ۲۳۰) ناگفتنی کہتے اور دوستوں کے سامنے بھی کسی سے کچھ فرماتے ہیں حرام کھلواتے۔ ناحق ایک کا مال دوسرے کو دلواتے ہیں (کافی کتاب المواریث) راویوں بھی غلط بیانی کرتے اور اعتراض پر غیر مربوط جواب دیتے ہیں (اصول کافی کتاب الکفر والایمان باب المعادین)۔ نیز اتہام لگاتے ہیں کہ وہ چور نہ ہو اس کو چور اور صحیح کو بیمار کہتے تھے (اصول کافی ص ۴۸۳)۔

۱۶- اسپر بھی یہ کہنا کہ تقیہ جھوٹ اور دغا فریب نہیں کس قدر زبردستی ہے۔ ہاں اگر تقیہ کرنا شرعاً ضروری ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر و دیگر ائمہ نے جو تعریف صحابہ کی وہ صحیح ہے اور جو شکایت کی وہ براہ تقیہ ہے آپکے پاس اسکا کیا جواب ہے؟

(۳) بمقابلہ ام المومنین حضرت عائشہؓ و معاویہؓ جنگ جمل و صفین میں نیز بمقابلہ خوارج جنگ نہروان میں جناب امیر نے اور بمقابلہ فوج یزید و شیعان کوفہ میدان کربلا میں جناب امام حسین نے تقیہ کیوں نہ کیا؟ اور بوجہ ترک تقیہ نہ صرف ثواب سے محروم بلکہ عاصی ہو کر شان امامت و عصمت اور علم ما کان و ما یکون پر دھبہ کیوں لگایا؟

(۴) تقیہ شریف جب دین کا ایسا باثواب ضروری مسئلہ ہے کہ جس سے خدا و رسول۔ جناب امیر تک سرفراز ہوئے تو پھر حضرت امام جعفر صادق کیوں ممنوع التقیہ تھے؟

سلہ سنیوں کو اپنے اس مرتبے پر اہل تشیع کا مشکور ہونا چاہیئے ۱۲ سلہ کیا ائمہ اور شیعہ کیطرح اللہ بھی جھوٹ بولتا ہے؟ ۱۲

(۵) پردۂ تقیہ میں جس طرح دیگر ائمہ شیعہ بلا غیبوبت علانیہ موجود رہے ویسے ہی امام مسعود بھی ظاہر رہ کر کیوں نہ اپنی زیارت وہدایت سے شیعوں کو مشرف ومستفید فرماتے رہے؟

فائدہ - الحاصل خلفائے ثلٰثہ کو آپ غیر مومن تسلیم کرتے ہیں تو اُن کے روایت وجمع کردہ قرآن کو محرف مان کر اسکو کتب سلسلہ سے خارج فرمائیے اور اصلی قرآن لائیے ورنہ اپنا دین وایمان کھوئیے اگر انہیں صادق الایمان مانتے ہیں تو موجودہ قرآن کو مکمل اور محفوظ تسلیم کرکے اپنے یہاں کے روایات تحریف کی تکذیب اور قائلین تحریف کی تکفیر کیجئے' اہل سنت سے خلفائے ثلٰثہ کے ایمان کا مطالبہ اور مناظرہ سے ہاتھ اٹھائیے۔

خاتمہ

سوالات مذکورہ کا صحیح جواب آپ کے پاس ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے (اور یقیناً نہیں ہے) تو پھر مذہب شیعہ سے توبہ کرکے مذہب اہل سنت کو کیوں نہیں قبول فرماتے؟ - اگر جواب ہے تو صرف یہ لکھکر سکوت نہ فرمائیے کہ ان سوالوں کے جوابات ہماری کتب داہل سنت میں دیئے جاچکے ہیں - بلکہ اگر واقعی جواب دیئے جاچکے ہیں تو بحوالہ ۲۰
کتاب انہیں کو نقل کیجئے یا اب جواب دیجئے ہاں لیکن بہر دو صورت امور ذیل کا بھی خیال رکھیے۔

(۱) جواب نہ گمنام ہو - نہ غیر مجیب کے نام ہو - نہ یہ ہو کہ کوئی شیعہ لکھکر کسی سنی کا نام لگا دے بلکہ خود مجیب کو علانیہ باظہار نام علمی میدان میں آنا چاہیئے۔

(۲) مجیب صاحب اگر مذہب امامیہ کے مجتہد نہیں تو کم از کم مستند عالم ضرور ہوں۔

(۳) جواب شیعی دنیا کے ہر شیعہ کی طرف سے متصور ہوگا۔

(۴) جواب میں ترتیب سوال ملحوظ رہے۔

(۵) جواب طول فضول' مباحث غیر متعلق' سب وشتم اور ذاتی حملہ سے پاک عام فہم اردو زبان میں ہو

(۶) جواب قلمی ہو یا مطبوع بذریعہ جوابی رجسٹری "دفتر النجم لکھنؤ" کے پتہ سے ضرور روانہ فرمایا جائے - مجھے مل جائے گا - والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

حررہ فقیر عبدالشکور حنفی' الٰہی' مرزاپوری

(۸) طفیل بن عمرو دوسی جو قبیلہ دوس کے سردار تھے اور نواحی یمن میں ان کے خاندان کی بڑی شان تھی - بذات خود بڑے شاعر اور نہایت دانشمند تھے - اہل مکہ نے آبادی سے باہر ہی ان کا استقبال کیا اور ایسا بہکایا کہ داخل مکہ ہوکر وہ کان میں روئی رکھکر خانہ کعبہ میں آتے تھے کہ محمدؐ کے آواز کی بھنک بھی ان کے کان میں نہ پڑے - مگر ایک روز کچھ سمجھکر حضورؐ کے پیچھے ہولیے در دولت پر پہونچکر عرض کیا مجھے کچھ سنائیے - حضورؐ نے قرآن پڑھا - سنکر طفیل بیساختہ پکار اٹھے کہ بخدا میں نے ایسا پاکیزہ کلام کبھی سنا ہی نہ تھا جو عدل اور انصاف کی ہدایت کرتا ہو پھر اسیوقت وہ مسلمان ہوگئے (زاد المعاد جلد اول)

(۹) جبیر بن مطعم نے حضورؐ سے نماز مغرب میں سورۃ طور (پ ۲۷) پڑھتے سنا وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ نے ام خلقوا من غیر شئی ام ھم الخالقون شروع فرمایا اور المسیطرون تک پہونچے تو میرے دل کی یہ حالت ہوئی کہ اب وہ سینہ سے نکل پڑیگا - یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی خوبی میرے دل میں جم گئی - (تفسیر اکسیر اعظم)

(۱۰) سوید بن صامت کو حضورؐ نے دعوت اسلام دی - وہ بولے شاید آپ کے پاس وہی ہے جو میرے پاس بھی ہے - آپ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ بولے حکمت لقمان - آپ نے فرمایا بیان کرو
۴۹ انہوں نے اپنے کچھ عمدہ اشعار سنائے - آپ نے فرمایا یہ اچھا کلام ہے لیکن میرے پاس قرآن ہے جو اس سے اعلیٰ وافضل تر اور ہدایت و نور ہے - پھر تلاوت قرآن فرمائی سنتے ہی سوید بے تامل مسلمان ہوگئے (طبری صفحہ ۲۳۲)

(۱۱) انیس بن جنادہ (ابوذر غفاری کے بڑے بھائی) ایسے زبردست شاعر اور فصیح وبلیغ تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اپنے مقابلہ میں بارہ بڑے شاعروں کو عاجز کرچکے تھے - قرآن کے متعلق ان کا یہ مقولہ ہے کہ

واللہ وضعت قولہ علی اقراء الشعراء اور میں نے اس (قرآن) کو انواع شعر پر بھی لحاظ کیا
فما یلتئم علی لسان احد بعدی انہ پس نہ جاری ہوگا کسی کی زبان پر میرے بعد کہ وہ شعر ہے
شعر واللہ انہ لصادق وانھم لکاذبون بخدا محمدؐ سچے ہیں اور ان کے منکر جھوٹے ہیں

(تفسیر اکسیر اعظم بحوالہ مسلم کتاب الفضائل)

(۱۲) قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن حکیم اندلسی جو اپنے زمانہ میں شاعر کامل

اور فصاحت و بلاغت مین بے نظیر شخص تھا۔ اس نے قرآن کے مقابلہ مین کچھ عبارت بنانے کا ارادہ کیا جب سورہ اخلاص پر غور کیا اور اسکی مثل ایک سورۃ بنانا چاہا تو اسپر ایسا رعب و خوف طاری ہوا کہ مجبور ہو گیا اور عاجز و ناکام ہو کر توبہ کی (ایضاً)

(۱۳) ابولبید شاعر نے سورہ بقرہ (پ ۱) کی ابتدا ہی کی آیتین دیکھکر قرآنی فصاحت و بلاغت کے اعجاز کے قائل ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(۱۴) خلیفہ دوم مسجد مین لیٹے ہوئے تھے کہ یک بیک سرہانے ایک کافر باواز بلند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ نے حال دریافت فرمایا۔ اس نے کہا حضور مین روم کے مسیحی عالمون کی جماعت سے ہون اور عربی زبان کا ماہر ہون۔ ایک قیدی مسلمان کی زبان سے قرآن کی یہ آیت سنی ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون جب مین نے اسپر غور کیا تو تمام توریت و انجیل کی تعلیم کا اسمین عجب فصاحت و بلاغت کے ساتھ خلاصہ پایا بس بے اختیار دل سے مسلمان ہو گیا۔

(۱۵) ضماد بن ثعلبہ قبیلہ ازدشنوءہ کے رئیس یمن کے باشندہ عرب کے مشہور فسون گر اور زمانہ جاہلیت کے حضور کے دوست تھے جب مکہ آئے تو یہ سنکر کہ محمد پر مرض جنون یا جنات کا اثر ہے بغرض علاج آپکے پاس آئے اور کہا اے محمد آؤ مین منتر سناؤن۔ حضور صلعم نے فرمایا پہلے مجھسے سن لو اور یہ پڑھنا شروع کر دیا الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد۔ ضماد ابھی اتنا ہی سننے پائے تھے جو کلام خدا (قرآن) نہ تھا بلکہ اس کے الفاظ جملے فقرات سے مرکب خدا کی حمد و توحید اور اقرار رسالت و بندگی مین مختصر عبارت ہے۔ کہ ضماد بول اٹھے۔ انھین کلمات کو پھر سنا دیجئے۔ غرض دو تین دفعہ مکرر سنکر اسی کو سنکر بیساختہ پکار اٹھے کہ مین نے بہترے کاہن دیکھے۔ ساحر دیکھے۔ شاعر دیکھے لیکن ایسا پاکیزہ اور فصیح و بلیغ کلام کسی سے بھی نہ سنا۔ یہ کلام تو دریا کے تہ تک مین بھی اثر کر جائیگا۔ ذرا اپنا ہاتھ بڑھایے کہ مین اسلام پر بیعت کر لون (صحیح مسلم)

(۱۶) ایک اعرابی نے خود حضور سے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سنکر بے اختیار کہا کہ مین نے

ایسا فصیح و بلیغ اور حیرت مین ڈالدینے والا کلام آجتک نہین سنا تھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔

(۱۷) مستند شعرا اپنے جس قصیدہ کے کمال فصاحت و بلاغت کی بدولت بڑے معرکے کے مشاعرون مین افضل ترین مان لیے جاتے تھے ان کا وہ قصیدہ نمایان حیثیت سے خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزان کر دیا جاتا تھا۔ ایسے سات قصیدے لٹکائے جا چکے تھے کہ نزول قرآن اور اس کے اعجاز کا غلغلہ بلند ہوا بالآخر قرآنی اعجاز فصاحت و بلاغت کے مقابلہ مین بغرض ندامت ساتون قصیدے شاعرون نے اوتار لیے جو بنام سبعہ معلقہ ہنوز موجود و مشہور اور داخل درس ہین۔ گویا اسطرح باتفاق تمام اہل عرب اور ان کے فصحا و بلغا نے اعجاز قرآن کا لوہا مان لیا۔

(۱۸) مخالفین سے جب کچھ نہ بن پڑی تو لگے خود قرآن کی عیب جوئی کرنے چنانچہ بڑی تلاش کے بعد کہا۔ قرآن مین ھزوا - کبارا - عجاب یہ تین لفظ غیر فصیح اور متروک ہین۔ حضور نے ان کے ایک مسن اور اہل زبان شخص کو سامنے بلوا کر جلد جلد کئی بار اٹھایا بیٹھایا۔ بڈھے نے خفا ہو کر کہا اتتخذنا ھزوا - انا شیخ کبارا - ان ھذا لشیء عجاب - جن قرآنی الفاظ پر اعتراض تھا وہی الفاظ خود اپنے مسلم الثبوت فصیح و بلیغ بڈھے کی زبان سے سنکر مخالفین بڑے نادم اور قائل ہوئے۔ سچ ہے " جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے "

الغرض جب عربون کو بمقابلہ قرآن بجز سکوت یا قبول اسلام کے اور کوئی چارہ نہ تھا تو بیچارے عجمی کس شمار مین ہین۔ اور آریہ دوستو تم تو ایسے عجمی ہو کہ تمھین سیدھی طرح خود اپنی وید کی زبان بھی نہین آتی۔ اسی لیے مین نے یہ عام فہم جواب پیش کیا ہے۔ ورنہ وجوہ اعجاز کا دفتر لکھو لکر رکھدیتا خوب یاد رکھو کہ قرآن جیسا قرآن یا اسکی سورۃ جیسی سورۃ کا بنا لینا تو الگ رہا۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ خود قرآن مین کوئی نقص نکال سکے ابھی اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ عرب کے بعض مخالفین نے یہ ہمت بھی کی تھی مگر ناکامی و محرومی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مین تو اعجاز قرآن کی بنا پر یہ دعوی بھی کرتا ہون کہ قرآن مین بعض ایسی باتین بھی ہین جو نقصان فصاحت کو مقتضی ہین لیکن باین ہمہ قرآن مجید فرقان حمید ویسے ہی معجزانہ فصیح و بلیغ ہے۔ مثلاً۔

۱۔ اہل عرب کی فصاحت کا سارا زور معشوقہ۔ ملوک۔ حسب نسب اور حرب و ضرب وغیرہ کی تراکیب مین صرف ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے کلام مین جیسے الفاظ وہ استعمال کرتے تھے قرآن مین ذکر

حالانکہ آئے مگر قرآن کی فصاحت میں کچھ فرق نہ آیا۔

۲۔ کون نہیں جانتا کہ شاعر کے جھوٹے مضامین والے اشعار بلحاظ سچے مضامین والے اشعار کے زیادہ زوردار ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن میں محض سچے مضامین ہیں مگر زور فصاحت میں بے نظیر

۳۔ یہ بھی مسلم ہے کہ باعتبار نثر کے نظم میں مضامین ادا کرنے سے زیادہ موثر ہوتے ہیں اس کے برعکس مضامین قرآن صرف نثر میں ہیں مگر قوت تاثیر میں بے نظیر ہیں۔

۴۔ اہل عرب کا کلام بہ نسبت نثر کے نظم میں زیادہ فصیح ہوتا تھا۔ مگر قرآن باوجود نثر میں ہونے کے ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ جس کے سامنے عرب کے فصحا و بلغا کے اشعار کی فصاحت و بلاغت بالکل ہیچ ہے۔

۵۔ قصیدہ کے تمام اشعار یکساں اچھے نہیں ہوتے صرف ایک دو شعر عمدہ ہوتے ہیں مگر قرآن از اول تا آخر یکساں معجزنما فصیح و بلیغ ہے۔

۶۔ کتاب میں بقید باب و فصل مضامین کا مرتب اور یکجا نہ ہونا معیوب ہے مگر قرآن میں نہ باب ہے نہ فصل ہے نہ فصل مضامین مرتب ہیں نہ یکجا ہیں۔ اسپر بھی اس کے حسن فصاحت و بلاغت میں بجائے عیب کے کمال اعجاز ہے۔ ۵۱

۷۔ کسی چیز کی ایک مرتبہ فصیح شعر میں تعریف کے بعد پھر اسی چیز کی تعریف میں دوسرا شعر اتنا فصیح نہیں ہوتا۔ بخلاف اس کے قرآن میں بیشتر مضامین متعدد جگہ مختلف الفاظ و عنوان سے مذکور ہیں مگر فصاحت و بلاغت میں ذرہ برابر فرق نہیں۔

۸۔ اگر کوئی نماز روزہ حج۔ زکوۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ سادے مضامین کو نظم یا نثر میں ادا کرے تو اس کی فصاحت و بلاغت معلوم۔ آج ایک نہیں صدہا کتابیں نظم و نثر میں ان مضامین میں موجود ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ بخلاف اس کے یہی سادے مضامین قرآن میں اس فصاحت و بلاغت سے مذکور ہیں کہ اسکا مقابلہ ناممکن ہے۔

۹۔ ہر شاعر کی طبیعت کو کسی خاص مضمون سے مناسبت ہوتی ہے اور ہر ایک کا مذاق جدا اور رجحان علیحدہ ہوتا ہے۔ ایک حمد و نعت اچھی لکھتا ہے تو دوسرا مضمون حسن و عشق سے دلچسپی رکھتا ہے۔ جیسے مرزا سودا کہ بلحاظ دیگر مضامین کے ہجو بڑے زور کی کہتے تھے۔ لیکن قرآن شریف

میں جتنے مضامین ہیں وہ سب یکساں ایسے بلیغ اور اسکی عبارت ایسی فصیح ہے کہ دنیا اس کا مثل بنانے سے عاجز ہے۔

آریو دیکھو یہ ہے قرآن کا کمال حسن اور شان اعجاز۔ پس تمھارے گرو کا یہ کہنا کہ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کے مانند کوئی سورت نہ بنے؟) تمھیں انصاف کرو کتنی بڑی سفاہت و جہالت ہے۔ اس مفصل جواب سے تمہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن معجزہ ہے بلا وہم و ریب و شک اسمیں نہیں ہے دخل ذرا احتمال کا

سوامی نمبر ۳۰	کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا؟
مسلم	آریو کیا خود سوامی دیانند نے پورا یجروید اور کچھ رگوید نہیں بنا لیا تھا؟ دیکھو جلدی میں کہیں یہ نہ کہدینا کہ سوامی جی نے وید نہیں بنایا بلکہ اس کی تفسیر لکھی ہے۔ ورنہ تم کو ہم سے بھی یہ سننا پڑے گا کہ "فیضی" نے قرآن نہیں بنایا بلکہ اسکی تفسیر

۵۳

لکھی ہے۔

لکھنے کو تو اپنے چوتھے نیم میں لکھتے ہو کہ "ہم سچ کو قبول کرتے اور جھوٹ کو چھوڑتے ہیں" لیکن جب اس کا وقت آتا ہے تو سچ کو چھوڑ کر جھوٹ پر فخر کرنے لگتے ہو۔ ورنہ سچ بتاؤ کہ سوامی جی کا تفسیر کو قرآن لکھکر جھوٹ بولنا یہ کون دھرم ہے؟۔

جب دعوی کیا تھا کہ' قرآن کا مثل بنانا مشکل نہیں ہے' تو مناسب تھا کہ خود بناتے ورنہ دعوی کس برتے پر کیا تھا۔ یا اہل عرب کا بنایا ہوا پیش کرتے' یہ بھی عاجز تھے تو دیگر مسلموں یا غیر مسلموں کا تصنیف کردہ دکھلاتے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ جب قرآن کا مثل بنانا ہی ناممکن ہے تو کوئی بناتا ہی کیوں۔ پھر سوامی جی بیچارے پیش کیسے کرتے؟ تاہم چونکہ ان کے یہاں الٹی گنگا بہتی ہے اس لیے محال کو ممکن بنانے کی دھن میں پیش بھی کیا تو "تفسیر"

قرآن کے مقابلہ میں قرآن بنانا اگر اسی کا نام ہے تو آجتک تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، سراج منیر، فتح القدیر، مدارک، معالم، بیضاوی، جلالین، درمنثور، فتح العزیز، فتح البیان، ترجمان القرآن، بیان القرآن، مظہری، سواطع الالہام وغیرہ متعدد زبانوں میں جتنی تفسیریں لکھی گئی ہیں

وہ سب سوامی جی کے نزدیک گویا بمقابلہ قرآن نئے قرآن بنائے گئے ہین - واقعی کلجگ کا زمانہ بھی عجیب زمانہ ہے کہ جنھین قرآن اور تفسیر قرآن مین تمیز نہین وہ بھی تصنیف قرآن کا خواب دیکھنے لگے۔ آریو اسنو - اکبر کے ڈول لینے والی پالیسی کے لحاظ مین اس کے فیضی کا راگ گانا فیضی کی بے نقط تفسیر کو نام قرآن بیش کرنا اور بات ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ اس نے بانقط قرآن کے جواب مین بے نقط قرآن نہین لکھا تھا بلکہ تفسیر لکھی تھی اور اپنی اس بے نقط تفسیر کا نام خود اس نے قرآن نہین بلکہ سواطع الالہام رکھا تھا - اگر سوامی جی کی طرح وہ بھی بمقابلہ قرآن نیا قرآن بنانے کا قائل ہوتا تو یقیناً وہ غیر مسلم ہوتا - قرآن کا منکر ہوتا - نیا قرآن تصنیف کرتا - حالانکہ فیضی مسلم ہے قرآن کا قائل ہے اسکی تفسیر لکھتا ہے - جس مین قرآن کی تعریف مین اسطرح رطب اللسان ہے۔

والعلوم کلھا صلاع الاعلم کلام اللہ و کل علم ما سواہ اعطلہ و اھلہ و کلام اللہ لاعدلمحامدہ ولاحد لمکارمہ ولاحصر لرسومہ ولا احصاء لعلومہ وھو اسلام اھل الاسلام وصلاح اھل المرام	قرآن کے سوا تمام علوم در دسر ہین - اس کے سوا کیا علم سمجھو اور چھوڑ دو - اور قرآن کی خوبیان بے حساب ہین نہ اس کی بزرگی کی کوئی حد ہے نہ اس کے نشانیون کا کوئی شمار ہے نہ اس کے علوم کی کوئی انتہا ہے قرآن ہی اسلام اور وہی ہمارے اصل مقصود کا مرکز ہے۔
دو چار سطر بعد پھر لکھتا ہے کہ	
وما علم علوم کلام اللہ کما ھا احد الا اللہ و رسولہ والو العلم ما علموا الاعداد ورد علوم کلام اللہ عداد کلمہ (صفحہ ۲)	تمام علوم قرآن خدا و رسول کے سوا کسی کو معلوم نہین علما نے معلوم کیا مگر کم - اور قرآن کے علوم کی تعداد اس کے کلمون کی گنتی کے برابر ہے -

پس سوامی جی کا یہ کہنا کہ فیضی نے بے نقط قرآن لکھا' سفید جھوٹ - نرا بہتان اور محض فریب ہے

سوامی نمبر ۳۱ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے ؟ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہیے اس آگ مین بھی جو کچھ پڑے وہ بھی اس کا ایندھن ہے۔

مسلم آپ کو تو دونون آگ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ آپ کو اور آپ کے چیلون کو مرنے پر یہان دنیا کی آگ مین بھی جلنا ہے اور اس کے بعد عقبی مین جہنم کی آگ مین بھی جلنا ہوگا ہے -

سوامی نمبر ۳۲ جیسے قرآن مین لکھا ہے کہ کافرون کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے ویسے پرانون مین لکھا ہے کہ ملیچھون کے لیے گھور نرک بنا ہے - آپ کیسے کسکی بات سچی مانین ؟

مسلم آپ تو دونون کے نزدیک ملیچھ ہین بس آپ دونون کو سچا مانین - جہنم و گھور نرک مین یقین جانیے آپ کے لیے عذاب کے سوا کوئی دوسری چیز نہین ہے جس کا تجربہ مرتے ہی چتا کی آگ مین جلکر ہو گیا ہو گا -

سوامی نمبر ۳۳ اپنے اپنے قول سے تو دونون بہشت مین جانیوالے اور ایک دوسرے مذہب کے روسے دونون دوزخی ہوتے ہین - بس سب کا جھگڑا جھوٹا ہے کیونکہ جو ایک مین دھرمی ہین وے سکھ اور جو پاپی ہین وے سب مذہبون مین دکھی ہوں گے -

مسلم اگر آپ تو بالاتفاق دونون کے نزدیک دوزخی ہین - کیونکہ قرآن اور مسلمانون کے متعلق جھوٹ بولنے بہتان باندھنے اور غلط بیانی سے اورون کو دھوکہ و فریب دینے کی وجہ سے آپ پاپی ہین اور یہ آپ خود ہی تسلیم فرماتے ہین کہ ہر پاپی دوزخی ہے - نتیجہ یہ کہ بقول آپ خود دوزخی ہین - افسوس " مفت اپنے آپ کو تم نے تماشا کر دیا !"

نمبر ۹ - اور خوشخبری دے اُن لوگون کو جو کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے یہ کہ واسطے اُن کے بہشتین ہین چلتی ہین نیچے اُن کے نہرین جب وے جاوین گے اس مین سے میوون کا رزق کہینگے یہ وہ چیزین ہین جو ہمکو پہلے دی گئی تھین (.........) اور واسطے اُن کے بیویان ہین ستھری اور ہمیشہ ہے ان کا وہان رہنا "

سوامی نمبر ۳۴ بھلا اس قرآن کی بہشت مین دنیا سے بڑھکر کون سی عمدہ شے ہے ؟ جو چیزین دنیا مین ہین وہی مسلمانون کی بہشت مین ہین اور اتنی زیادتی ہے کہ یہان جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہین اسطرح بہشت مین نہین - مگر یہان عورتین ہمیشہ نہین رہتین اور وہان بیویان ہمیشہ رہتی ہین - جب تک قیامت کی رات نہ آویگی تب تک اُن بیچاریون کے دن کسطرح گزرتے ہون گے ؟ ہان اگر خدا کی ان پر مہربانی ہوتی ہوگی اور خدا کے ہی سہارے وقت گزارتی ہونگی یہی ٹھیک ہو سکتا ہے - مسلمانون کا بہشت گوکلیے گسائیون کے

گو لوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے جہان کہ عورتون کی عزت بہت ہے مردون کی نہین۔ اُسی طرح خدا کے گھر مین عورتون کی قدر بہت ہے۔ اور اُن بہشت سے خدا کی محبت بھی مردون کی نسبت زیادہ تر ہے کیونکہ خدانے بی بیون کو ہمیشہ کے لیے رکھا ہے نہ کہ مردون کو۔ وے بی بیان بلا خدا کی مرضی بہشت مین کیونکر رہ سکتی ہین۔ اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتون مین غلطان ہے:۔

مسلم دیباچہ مین گو مین نے وعدہ کیا تھا کہ سوامی جی کے سوال کی صرف قابل جواب عبارت نقل کرون گا مگر دل پر جبر کرکے یہ سوال بلفظہ پورا نقل کر دیا ہے تاکہ ناظرین کو آریون کے قابل فخر اور مہذب گرو کی تہذیب و دیانت اور کذب بیانی اور بھکڑ بازی کا بھی اندازہ ہو جائے۔ سوال ہذا کی عبارت پر دس تک مین نے سہولت کے لیے نمبر بھی دیدیا ہے۔ نمبر جب نقل کر چکا ہون تو اب کچھ میری بھی سن لیجیے۔

(۱) آیت مین یہ کہین نہین کہ جنت مین مردون کی عزت کم اور عورتون کی عزت زیادہ ہے۔

(۲) نہ یہ ہے کہ جنت مین خدا مردون سے زیادہ تر عورتون سے محبت کرتا ہے۔

(۳) نہ یہی ہے کہ جنت مین ہمیشہ ہی سے بی بیان موجود ہین۔ ٥٦

(۴) اور نہ اسکا ذکر ہے کہ جنت مین سب دنیا ہی کی چیزین ملین گی۔

(۵) ترجمہ مین جہان بین القوسین نقطے ہین وہان آیت کا درمیانی جملہ واتوا بہ متشابہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت مین کھانے کو جو پھل ملینگے وہ اہل جنت کو بظاہر دنیاوی پھل کے مشابہ[١] معلوم ہون گے مگر سوامی جی کی یہ دیانت ہے کہ ایک تو اس جملے کے ترجمہ کو ہضم کر گئے۔ دوسرے مطلب کچھ کا کچھ بنا دیا۔

(۶) آیت مین تو یہ ہے کہ جو اچھے ایمان و عمل والے ہین ھم فیھا خٰلدون (وہ جنت مین ہمیشہ رہین گے) جس مین عورت و مرد دونون داخل ہین اور یہ دوام قیامت مین بعد دخول جنت ہو گا جس پر خود آیت ہذا و دیگر آیات اور احادیث شاہد ہین مگر سوامی جی نے اپنی طرف سے سوال مین ایک توہم کا ھن بنا دیا۔ دوسرے جزا و دخول جنت کو غائب کرکے دوام قیام جنت مین مفہوم ازل کو بھی شامل کر دیا۔ آیت مین ضمیر ھم اور صیغہ خلدون جمع مذکر موجود ہے لیکن رشی دیانند کو

[١] یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خود جنت ہی کے پھل آپس مین ایک دوسرے سے مشابہ ہون گے ۱۲ منہ

بہشت ان سے کچھ ایسی ہمدردی ہے کہ اسپر بھی ان کو عورتون ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی بہشت [illegible] مردون سے بھی دلچسپی کا اظہار کر دیا ہے۔ کیون نہ ہو بھولے سوامی!" قیامت گو [illegible] ہے مگر تم بھی اقیامت ہو"

(۷) ہر سوال کا ایک منشا ہوا کرتا ہے مگر سوال ہذا بے منشا ہے۔ غور کرو فقرہ ۱-۲-۳ [illegible] مین واقعہ کے سوا کہین منشا کا وجود ہے؟ نہین اور ہرگز نہین۔ ہان اگر یہ کہا جائے سوامی جی (یک لگے ہین جنون مین کیا کیا کچھ؛ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی) تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ [illegible] غرض لوگ اپنی غرض کے پورا کرنے مین برے کامون کو بھی اچھا سمجھکر عیب کو نہین دیکھتے (ستیارتھ صفحہ ۳۹۲)

آریو۔ سوال ہذا مین تمھارے گرو کا جھوٹ۔ فریب۔ بہتان؛ ان کی بد دیانتی غلط بیانی [illegible] بھکڑ بازی سب کچھ بے نقاب موجود ہے اس کو دیکھو اور بتاؤ کیا تمھارے یہان اسی [illegible] لوگ۔ سوامی۔ رشی اور مہرشی ہوا کرتے ہین؟

نمبر ۱- آدم کو سارے نام سکھائے پھر فرشتون کے سامنے کرکے کہا جو تم سچے ہو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ کہا اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے۔ پس جب بتا دیئے ان کے نام (تو خدانے فرشتون سے) کہا کہ کیا مین نے تم سے نہ کہا تھا کہ تحقیق مین زمین اور آسمان کی چھپی چیزین اور ظاہر اور اچھے اعمالون کو جانتا ہون۔ ٥٧

سوامی نمبر ۳۵ بھلا اسطرح پر فرشتون کو دھوکا دے کے اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے یہ تو ایک (ردبھیر) نمود کی بات ہے۔ اس کو کوئی عالم نہین مان سکتا اور ایسی لاف زنی کر سکتا ہے کیا ایسی باتون سے بھی خدا اپنی کرامات جتانا چاہتا ہے؟ ہان جنگلی لوگون مین کون کیسا ہی پاکھنڈ چلا لیوے چل سکتا ہے۔ شائستہ آدمیون مین نہین:۔

مسلم سوامی جی نے اس نمبر مین اول تو آیت اور اُس کے ترجمہ مین یہ غضب فرمایا ہو کہ (۱) درمیان کی یہ ایک پوری آیت قالوا سبحانک الخ چھوڑ دیا ہے۔

(۲) بظاہر ان کے ناقص ترجمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود آدم کو خدانے فرشتون کے سامنے کیا حالانکہ یہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ خدانے آدم کو جن ضروری چیزون کا نام و علم سکھایا تھا ان چیزون

کو فرشتون کے ۔۔۔ سے کیا ۔

(۳) واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون کا ترجمہ (اور ظاہر اور چھپے اعمال

کو جانتا ہون) سوامی جی نے غلط کیا ہے ۔ صحیح ترجمہ یہ ہے (اور مجھکو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو

جو کچھ چھپاتے ہو)

(۴) مذکورہ جملہ سے پہلے یہ جملہ ہے ۔ انی اعلم غیب السموات والارض (بیشک میں

جانتا ہون آسمانون اور زمین کی پوشیدہ چیزون کو) اور ہر دو جملے آپس مین معطوف معطوف علیہ ہین ۔

مگر سوامی جی نے اس رعایت مغایرت کا جس طرح خون کیا ہے وہ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہے ۔

(۵) آیت مین السموات (آسمانون) جمع ہے یعنی خدا کو ہر آسمان کے پوشیدہ چیز کا علم ہے ۔ مگر

سوامی جی نے اپنی طرف سے واحد کا ترجمہ (آسمان) کیا ہے ۔ اب یہ مطلب ہوگیا کہ خدا کو ایک آسمان کی

پوشیدہ چیز کا علم ہے (بھلا اس بددیانتی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے ؟)

یہ تو آیت و ترجمہ کے متعلق ہوا ۔ اب سوامی جی کے سوال کے متعلق سنیے ۔

(۱) آیت مین نہ تو یہ ہے کہ خدا نے فرشتون کو دھوکہ دیا اور نہ دھوکہ دہی کا کوئی واقعہ مذکور ہے ۔

ہان بضمن تخلیق آدم اللہ کا اعلم ہونا ۔ خدا کا فرشتون پر آدم کو بحیثیت انسان اول اور رسول ہونے کے

علمی فضیلت دینا ۔ خدا کے سامنے فرشتون کا اپنے ناقص العلم ہونے کا اعتراف و اقرار کرنا البتہ

لکھا ہے مگر اسکو دھوکہ کہنا سوامی جی جیسے رشیون کے سوا اور کس کا کام ہے ؟

(۲) سوامی جی بگوش ہوش سنو ۔ خدا مین بڑائی کی صفت ہے یا نہین ؟ اگر ہے تو اس کو اپنی

مخلوق پر ظاہر کرنا چاہیے یا نہین ؟ اگر ظاہر کرنا چاہیے تو آیت پر اعتراض کیون ؟ اور اگر پوشیدہ رکھنا

چاہیے تو دعوی الہام وید سے دست بردار ہو جاؤ اور مذہب کی ضرورت سے ہاتھ دھو بیٹھو کیونکہ

اسی لیے (وید مذہب کی کتاب نہین ہے بڑی سوانح عمری سوامی دیانند ۔ صفحہ ۶۲۹) اور (وید

مقدس کی ہدایت منقولی دین نہین ہے ۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۰۶) ہان اگر سرے سے خدا کی بڑائی

کا انکار ہے (چنانچہ اسپر آپ کا عقیدہ قدم روح و مادہ شاہد ہے) تو پھر جناب کے دہریہ ہونے میں

کیا شک ہے ؟ (مفصل جواب نمبر ۱۹ مین دیکھو) آریو اپنے محقق گرو کی بہکی بہکی باتین سنتے ہو

(۳) فقرہ ۳ و ۴ کے متعلق جس مین خدا کی شان مین بدترین گستاخی کی گئی ہے ۔ نمبر ۴

کو (بے علم کے سوائے بھلا ایسی باتین کون کرسکتا ہے ؟ ستیارتھ صفحہ ۶۱۲)

(۴) فقرہ پانچ پر تو بس بیساختہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ مہاراج ۔ بیشک آپ جیسے

۔۔۔ انسانون مین خدا کی بڑائی کا کہان گذر ؟ وہان تو نیوگ کا چرچا ہونا چاہیے ۔

نمبر ۱۱ ۔ جب ہم نے فرشتون سے کہا سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا پر شیطان

نے نہ مانا اور تکبر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کا فر تھا :۔

سوامی نمبر ۳۶ — اس سے (ثابت ہوا کہ) خدا ہمہ دان نہین یعنی ماضی ۔ حال ۔ استقبال کی باتین پورے طور پر نہین جانتا ۔ اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیون کیا

مسلم

الزامی جواب نمبر ۲۶ مین لکھا جا چکا ہے کہ آپ کے مسلہ عقیدہ کے مطابق غیر مخلوق روح اور مادہ کی ترکیب سے پہلے نیکی تھی نہ بدی ۔ جب

ایشور نے ہر دو کو مرکب کیا تب اسکا بھی ظہور ہوا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ ویدک ایشور ہمہ دان نہین

ہے نہ مادہ و روح کو ترکیب ہی کیون دیا ؟ بس آریو سوامی جی کے اس سوال کو غلط کہو کیونکہ بقول تمہارے

گرو کے (ایشور کو تینون زمانون کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے ۔ ستیارتھ صفحہ ۲۵۲)

تحقیقی جواب ۔ مولنا آزاد سبحانی نے ٹریکٹ نمبر ۱ ۔ مدرسہ الٰہیات کانپور مین بجواب

سوال (۲۵) پنڈت درشنانند آریہ اس کا خوب جواب دیا ہے کہ (شیطان کو خدا نے ہی پیدا

کیا جیسا کہ بد انسانون کو خدا نے ہی پیدا کیا مگر خدا نے جسطرح بد انسانون کو بد بنا کر پیدا نہین کیا

بلکہ وہ پیدا ہونے کے بعد آپ ہی بد ہوئے ۔ اسی طرح شیطان کو بھی شیطان بنا کر پیدا نہین کیا ۔

بلکہ بالکل سادہ مخلوق ۔ البتہ وہ سرکشیان کر کے خود شیطان بنگیا ۔[1] خدا کو جسطرح تمام کائنات کے برے

بھلے نتائج معلوم ہین ویسے ہی شیطان کی شیطانی بھی معلوم تھی مگر جسطرح اس قسم کے علم سے انسانون

اور دیگر ہیچ کائنات کی تخلیق خدیر الزام نہین قائم کرتی ویسے ہی اس علم کے باوجود شیطان کی تخلیق

[1] چنانچہ قرآن مین ہے کہ ابلیس کان من الجن (جنات مین سے تھا) حدیث سے ثابت ہے کہ وہ خدا کا

بڑا فرمان بردار اور عبادت گزار تھا مگر پھر وہ خود ہی ففسق عن امر ربہ (خدا کا حکم نہ ماننے سے فاسق ہو گیا) خود

آیت زیر بحث مین جملہ ابی واستکبر وکان من الکافرین بھی شاہد ہے کہ وہ از خود خدا کا حکم نہ ماننے

اور غرور کرنے سے کافر ہو گیا ۔ منہ

۵۹

بھی خدا کے لیے موجب الزام نہیں ہو سکتی۔ بات اتنی ہے کہ قدرت خداوندی کا ذاتی اقتضا تخلیق
کے فعل سے رک نہیں سکتا۔ ہاں اس کی حکمت والضاف کا یہ مقتضا رہے کہ اس تخلیق میں عارضی طور
پر جو شرور پیدا ہو جائیں ان کے رفع کے تدارک مقرر ہونے بیان ہیں "وہی تدارک" مذہب" ہے

سوامی نمبر ۳۷ اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم نہیں مانا اور
خدا اسکا کچھ بھی نہ کر سکا:۔

مسلم یہ سچ ہے کہ شیطان نے خدا کا حکم نہیں مانا مگر یہ کہ (خدا اس کا کچھ بھی نہ کر سکا)
دیانند کا سفید جھوٹ ہے۔ سنو۔ خدا نے ابلیس کو نافرمانی کی سزا میں یہ سزائیں دیں:

(۱) اسکی تمام گذشتہ نیکیاں سلب ہو گئیں۔

(۲) آیندہ نیکی کرنے سے محروم کر دیا گیا۔

(۳) کافر اور شیطان کا خطاب ملا۔

(۴) ابدی جہنمی قرار دیا گیا۔

(۵) عالم علوی سے خارج کر دیا گیا۔ ۶۰

یہ سب باتیں صراحۃً کنایۃً خود قرآن میں موجود ہیں لیکن سوامی جی کو چونکہ خود خدا کی شکایت
اور شیطان کی حمایت میں مزا ملتا ہے اس لیے جھوٹ لکھکر فریب دیتے ہیں۔

سوامی نمبر ۳۸ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے خدا نے
یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی اور شیطان نے خدا سے۔ کیونکہ سوائے
خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا:۔

مسلم نمبروار ہر فقرہ کے متعلق گزارش ہے کہ

(۱) آیت ہذا میں نہ بیماری کا نام ہے نہ اس کے بڑھانے کا ذکر ہے۔ ہاں اس
سے بہت پہلے رکوع دوم میں فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ہے شاید بیان اس
حملہ پر طعنہ ہو۔ تو اس کا جواب نمبر ۲ میں دیکھو۔

(۲) گمراہی کا بھی مفصل جواب نمبر ۲۶ میں گزر چکا۔

(۳) رہا ۳-۴-۵ وان شیطانی فقرہ تو اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا عرض کروں

جو خود تو بچتا ہو اور دوسرے کو جھوٹ میں چلائے اسکو شیطان کہنا چاہیے" (ستیارتھ صفحہ ۶۰۵)

نمبر ۱۲ - اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہکر کھاؤ تم بافراغت جہاں
چاہو مگر اس درخت کے نزدیک جاؤ اس درخت کے گناہ گار ہو جاؤگے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کیا اور ان کو
بہشت کے عیش سے کھو دیا۔ تب ہم نے کہا کہ اترو۔ بعضے تمھارے میں بعض کے دشمن ہیں اور تمھارا
ٹھکانا زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔ پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ
باتیں پس وہ زمین پر آگیا"

سوامی نمبر ۳۹ دیکھیے خدا کی کم علمی۔ ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا اور ابھی کہا
کہ نکلو۔ اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو بہشت میں رہنے کا عطیہ
کیوں دیتا؟

مسلم (الزامی جواب) بقول سوامی دیانند ویدک دھرم میں مکتی (نجات) کی مدت
۳۱ نیل ۱۰ کھرب ۴۰ ارب برس ہے (ستیارتھ صفحہ ۳۱۶) اس کے بعد پھر۔
ع "وہی لہنگا وہی ساری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے"
ایشور روح کو مکتی خانہ سے نکال کر جنم (پیدائش) اور مرن (موت) کے چکر میں ڈال دیتا ہے
پس سوامی جی کو وقلنا یا ادم اسکن الآیۃ پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے ویدک ایشور سے
دریافت کرنا چاہیے کہ (آپ کیسے کم علم ہیں کہ نجات کی عزت دیکر پھر جنم مرن کی ذلت دیتے ہیں۔ اگر
آئندہ باتوں کو نہیں جانتے تو مکتی کا عطیہ ہی کیوں دیتے ہیں؟) ۶۱

تحقیقی جواب - خدا کی شان میں قول "کم علمی" قائل کی خود جہالت ہے۔ آریو!
معلوم نہ ہو تو سنو! جہالت اس کا نام ہے کہ "بقول خود" بزبان دیوناگری یا آریہ بھاشا
ترجمہ قرآن سوامی جی کے پیش نظر تھا اور ستیارتھ پرکاش لکھتے وقت وہ اس زبان سے "کم
واقف تھے" "بعد کو ماہر نہیں بلکہ) واقف بھی ہوئے تو صرف اتنے کہ "بولنے اور لکھنے کا
مشق ہو گیا تھا" لیکن باین اقرار جہالت پھر بھی اُسی زبان میں ترجمہ قرآن دیکھکر لگے قرآن کی تحقیق اور
اس پر اعتراض کرنے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پہلے "عبارت غلط ہو گئی تھی" اور بعد ربط بار دوم بھی
اندھا دھند بگاڑکر مکھی مار رہے ہیں۔

زیر بحث آیت ہی کو دیکھو صاف ظاہر ہے کہ جنت مین آدم کے سکونت کی وجہ محض خدا کی اجازت و مرضی اور اس سے اخراج کی وجہ آدم کی لغزش تھی۔ کیونکہ جنکے رتبے ہین سوا ان کو سوا مشکل ہے۔" اس مین خدا کی طرف سے کونسی ایسی بات ہوئی جسپر سوامی جی اتنے چراغ پا ہو کر اعلان جہالت فرما رہے ہین ؟ -

سوامی نمبر ۳۹ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے (خدا) قاصر بھی ہے :-

مسلم **الزامی جواب** - سوامی جی! بقول آپکے بودھون نے تین سو برس تک بڑے شان و شوکت سے حکومت کرکے آریہ ورت مین آریہ قوم، آریہ دہرم اور وید کو ناس اور اپنے دہرم کا پرچار کیا (ستیارتھ صفحہ ۴۷۶) جیسی بت پرستی کے بانی اور ملک کے دہمون کی جڑ ہین (ایضاً صفحہ ۵۶۲) دونون آج بھی چین اور جاپان مین برسر حکومت ہین۔ ذرا سے ویدک ایشور نے ان کو فوراً سزا کیون نہ دی - اس سے معلوم ہوتا ہے وہ ان کو سزا دینے سے قاصر ہے

تحقیقی جواب - آیت مین تو کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے خدا کا شیطان کو سزا دینے سے قاصر ہونا معلوم ہوتا ہے - بلکہ جملہ قلنا اہبطوا سے منجملہ اور سزاؤن کے ایک سزا کا دیا جانا مفہوم ہے - بس آریو! سچ تو یہ ہے کہ تمھارے بانی مبانی سے لیکر آجتک جس قدر ہوگزرے ہین یا آگے ہون گے انھون نے دوسرے مذہب کو گالی دینے کے سوائے اور کچھ بھی نہ کیا اور نہ کرین گے۔" ستیارتھ صفحہ ۶۸) مفصل جواب نمبر ۳۷ مین دیکھو۔ ۶۲

سوامی نمبر ۴۰ وہ درخت کس لیے پیدا کیا تھا ؟ کیا اپنے لیے یا دوسرے کے لیے - اگر دوسرے کے لیے تو کیون (آدم کو) روکا ؟

مسلم سوامی جی! قرآن کوئی انسانی کتاب نہین ہے بلکہ کلام الٰہی ہے جسکی آیت زیر بحث مین نہ اس درخت کا نام ہے نہ یہ ذکر ہے کہ وہ کیون اور کس کے لیے پیدا کیا گیا ہے پس جس امر کا اس مین ذکر ہی نہ ہو اس کے متعلق "کیون" اور "کس کے لیے" کہنا اگر حماقت نہین تو اور کیا ہے ؟ کیا آپ خدا کی ملکیت مین ساجھی دار - جنت کے ٹھیکہ دار - خدائی فوجدار ہین جو خدا کے ہر بات کی وجہ پوچھتے ہین ؟ اور لاتقربا ھذہ الشجرۃ کی صاف وجہ فتکونا من الظالمین مین خود موجود

پھر بھی یہ سوال کہ (کیون آدم کو روکا) چہ معنی دارد ؟

غرض سوامی جی کا یہ کہنا کہ (اس لیے ایسی باتین نہ خدا کی اور نہ اسکی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہین) محض غلط اور خود ان کے بے علمی کی دلیل ہے -

سوامی نمبر ۴۱ آدم صاحب خدا سے کتنی باتین سیکھ آئے تھے ؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے تب کس طرح سے آئے ؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا زمین پر ؟ بہشت سے کیونکر اترآئے کیا پرند کے مانند اڑکر یا پتھر کی طرح گر کر ؟

مسلم اس مین کئی سوال ہین - ہر سوال کا نمبر وار جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) یہ سوال چونکہ وعلم آدم الاسماء کلہا کے متعلق نہین بلکہ فتلقی آدم من ربہ کلمات کی بابت ہے لہذا جواباً عرض ہے کہ آدم نے خدا سے جن کلمات کو سیکھا اپنی لغزش کی معافی کے لیے توبہ کی تھی خدا نے خود ہی ان کو قرآن مین ذکر فرما دیا ہے ربنا ظلمنا انفسنا الایۃ (پ اعراف)

۶۳ (۲) آیت مین آدم کا جنت سے زمین پر صرف آنا مذکور ہے اسکی صورت مذکور نہین رہا یہ سوال کہ خدا نے وہ طریقہ کیون نہ بیان فرمایا ؟ - تو اس کا سیدھا جواب ہے کہ "خدا کی خوشی" لیکن مشکل سوامی جی کو ہے کہ انھون نے یہ "سوال کیون کیا ؟" آریو بتاؤ اس صورت کے معلوم ہونے کی وجہ سے دنیا کی یا سوامی جی کی کونسی ضرورت اٹکی ہوئی ہے ؟

(۳) ایک وجود جنت ہے - دوسرے مقام جنت قرآن مین خدا نے صرف وجود کی خبر دی ہے نہ کہ مقام کی - پس امر غیر مذکور وغیر ضروری کو پوچھنا محض نادانی ہے -

(۴) یہ وہی سوال ہے جو دوسرے فقرہ مین تھا جسکا جواب گزرچکا۔

سوامی نمبر ۴۲ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گے تو ان کے بہشت مین بھی خاک ہوگی اور جتنے وہان فرشتے وغیرہ ہین وہ بھی خاک ہی کے ہون گے کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضا نہین بن سکتے - اور خاکی جسم ہونیکی وجہ سے مرنا بھی ضرور ہوگا - اگر وہان موت ہوتی ہے تو وہان سے (بعد موت) کہان جاتے ہین - اور اگر موت نہین ہوتی تو ان کی پیدائش بھی نہین ہونی چاہیے - جب پیدائش ہے تو موت بھی ضروری ہے - ایسی صورت مین

قرآن کا یہ لکھنا کہ بی بیان ہمیشہ بہشت مین رہتی ہین جھوٹا ہو جائیگا کیونکہ ان کو بھی مرنا ہوگا جسکا یہ حاصل ہے
(بہشت مین جانے والون کی بھی موت ضرور ہوگی ۔

مسلم سوامی جی کے قول (ظاہر ہوتا ہے) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتین خود آیت سے ظاہر ہین حالانکہ ایسا نہین ہے ۔ انکی عادت ہے کہ جو بات آیت مین نہین ہوتی اسکو اپنی طرف سے ترجمہ مین بڑھا دیتے ہین ۔ مثلاً یہ بحث آیت کے اخیر ترجمہ مین (پس وہ زمین پر آگیا) اپنی طرف سے کسی جملہ کا ترجمہ نہین ہے محض اپنی طرف سے اضافہ کردیا ہے ۔ جب ترجمہ مین یہ حالت ہے تو سوال مین قرآن پر اپنی طرف سے جو چاہین اور جتنا چاہین اتہام جڑ دین کم ہے ۔ جیسے سوالات ہذا کہ جنکا ان کو کچھ تعلق نہین مگر سوامی جی نے لکھ مارا لہٰذا مجبوراً نمبروار ہم بھی جواب دیتے ہین ۔

(۱) جسم آدم (جیسے آپ اور ہم ہین) اسی کرۂ ارض کی خاک سے بنا تھا لیکن کہان ؟ قرآن مین اس کی تصریح نہین ممکن ہے اول بیرون جنت بنا کر تب آدم جنت مین داخل کئے گئے ہون ۔ اور اگر جنت ہی مین بنائے گئے تو بھی جنت کی اصلی چیزین اور فرشتون کا خاکی ہونا لازم نہین ورنہ ماننا پڑیگا جس آریہ گھر مین پہاڑی پتھر کا سل بٹہ ۔ اور کھلی ۔ چونا بنا کر رکھا گیا ہو اس مکان کے آریہ اور ان کی چیزین مثلاً سونا ۔ چاندی نیز آگ ۔ ہوا پانی ۔ دودھ ۔ گھی وغیرہ سب پتھر ہین ۔ حالانکہ اسکا غلط ہونا ظاہر ہے

(۲) بلا خاکی جسم کے زندہ اعضا اگر آپ سے اور ہم سے نہین بن سکتے تو درست ہے اور آیت سے اسکو کوئی تعلق نہین لیکن یہ کہ خدا سے بھی نہین بن سکتے غلط ہے ۔ ورنہ فرمایئے یجروید ادھیائے ۲۴ مین پرمیشور کے بتائے ہوئے متعدد دیوتا جن کے لیے مختلف قسم کے جانور لکھے ہین اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۱ مین آپ کے بیان کردہ تاریخ اور نکشتر کے دیوتا کے غیر خاکی اعضا ویدک ایشور نے کیونکر بنائے ؟

(۳) خاکی جسم والون کی موت و حیات خدا کے اختیار مین ہے اور خدا جسکو جب تک چاہے زندہ رکھ سکتا ہے ۔ جنت مین بھی جنتی باختیار خود نہین بلکہ خدا ہی کے باقی رکھنے سے ہمیشہ موجود رہینگے اگر آپ کو اس سے انکار ہو تو پھر خدا کو مجبور ماننا پڑیگا جو صریحاً گمراہی ہے ۔

(۴) جنت مین چونکہ موت ہی نہ ہوگی لہٰذا یہ سوال بھی نہین ہو سکتا کہ ” بعد موت وہان سے کہان جاتے ہین “

(۵ و ۶) مخلوق کی پیدائش اور موت چونکہ خدا کے ارادہ اور اختیار پر موقوف ہے لہٰذا یہ جائز ہے کہ

(خدا) ایک چیز کو پیدا کرکے پھر اسکو ہمیشہ زندہ رکھے ۔ رہا ایسی چیز کا غیر مخلوق ہونا یہ آپکا دعوی بلا دلیل ہے (جو) قابل سماعت نہین ۔

(۷) قرآن مین یہ کہین نہین کہ جنت مین بی بیان ہمیشہ رہتی ہین ۔ اور اگر خدا کی قدرت سے جیسے حورین تو اسمین نہ عقلاً کوئی خرابی ہے نہ نقلاً کچھ برائی کیونکہ اس عالم کی ازواج کا بیہان کی عورتون پر قیاس ہی غلط ہے ۔

(۸) جنتی جنت مین خود خدا کے زندہ رکھنے سے ہمیشہ زندہ رہین گے ۔

نمبر ۱۳ ۔ اس دن سے ڈرو کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھے گی نہ اس کی سفارش قبول کیجاویگی نہ اس سے بدلا لیا جاویگا اور نہ وے مدد پاوین گے ۔

سوامی نمبر ۴۳ کیا موجودہ دنون مین نہ ڈرین ؟ برائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے ۔

مسلم نہ آیت مین ہے اور نہ ترجمہ مین کہ (اس دن مین ڈرو) بلکہ یہ ہے کہ (اس دن سے ڈرو) مطلب یہ ہے کہ موجودہ دنون مین قیامت سے ڈرو ۔ جب آپ کو (دنون مین) اور (دن سے) مین تمیز نہین تو قرآن پر اعتراض کس برتے پر کرنے چلے ہین ؟

سوامی نمبر ۴۴ جب سفارش نہ مانی جاوے گی تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دیگا کیونکر سچ ہو سکے گی ؟

مسلم آپ کی قابلیت تو لفظ شہادت سے ظاہر ہوتی ہے تاہم سنیئے ۔ گنہ گار دو قسم کے ہین (ایک) ناقابل شفاعت ۔ آیت ہذا مین انھین کا بیان ہے (دوسرے) قابل شفاعت ۔ ان کا ذکر دیگر آیات مین ہے ۔ پس اب تناقض ہے نہ اختلاف ۔

سوامی نمبر ۴۵ کیا خدا بہشت والون ہی کا مددگار ہے دوزخ والون کا نہین ؟ اگر ایسا ہے تو خدا طرفدار ہے ۔

مسلم معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کو نیک (جنتی) سے نفرت و عداوت اور بد (دوزخی) سے بڑی الفت و محبت ہے ۔ اسی لیے اہل دوزخ کی حمایت پر کمربستہ ہین ۔ آپ کو مبارک ہو !

فائدہ ۔ سوامی جی نے ترجمہ آیت مین غلطی کی ہے یہ اور اس قسم کی تمام غلطیان

میرے رسالہ اغلاط دیانند میں دیکھو :-

نمبر ۱۴ - ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیے .... ہم نے ان کو کہا کہ تم ذلیل بندر ہو جاؤ - یہ ایک ڈر دکھایا جو ان کے سامنے اور پیچھے تھے - ان کو اور ہدایت ایمان داروں کو

سوامی نمبر ۴۶ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے -

مسلم (الزامی جواب) اگر اگنی رشی کو پرمیشور نے رگوید دیا تھا تو یجروید سام وید اتھروید کا ہونا فضول ہے - (مفصل جواب پیشتر گزر چکا -

سوامی نمبر ۴۷ یہ بات جو بائبل اور قرآن میں لکھی ہے کہ اس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا تو اب بھی ہوتا - اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا :-

مسلم (الزامی جواب) آپ اور آپ کے چیلے آریہ برابر یہ صدا بلند کرتے ہیں کہ ٦٦

(۱) مادہ اور روح جدا تھے - ایشور نے بلا تعلق جسم و جسمانیت کے محض اپنے ارادہ سے دونوں کو ملا دیا -

(۲) ایسے ہی شروع دنیا میں چار مجسم رشیوں پر چار وید کا الہام کیا تھا -

(۳) ایشوری فرشتی میں بلا ماں باپ کے جوان جوان ہزاروں انسان پیدا ہو گئے تھے -

آپ کے قاعدہ کے مطابق میں کہتا ہوں کہ یہ سب غلط ہے کیونکہ اگر ایسا پہلے ہوا تھا تو اب بھی ہوتا - جب اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا - لیجئے ویدک دھرم کا خاتمہ ہے اب سر پر ہاتھ رکھکر ماتم کیجئے "

تحقیقی جواب - آپ نے چونکہ معجزہ کے متعلق یہاں و نیز اکثر جگہ فضول خامہ فرسائی کی ہے لہٰذا اسکی مختصر مگر فیصلہ کن جامع بحث اسی جگہ سن لیجئے -

واضح ہو کہ عربی زبان میں اعجاز سے معجز اور معجزہ اسم فاعل بمعنی عاجز کرنے والا ہے اور یہ اصطلاح اسلام میں وہ امر خارق عادت ہے کہ جو منجانب اللہ نبی کی معرفت ظاہر ہو جسکو خدا نے قرآن میں بلفظ آیہ تعبیر کیا ہے - اسمیں تین باتیں ہوتی ہیں -

(۱) فاعل - بظاہر نبی مگر حقیقۃً خدا ہوتا ہے -

(۲) فعل جو بہ نسبت فاعل نہیں بلکہ بلحاظ ناظر (انسان) بظاہر (عقلاً نہیں بلکہ) عادتاً خلاف اور محال معلوم ہوتا ہے -

(۳) نبی جسکی معرفت خدا کا فعل معجزہ ظاہر ہوتا ہے -

پس نبی کی معرفت اپنا فعل ظاہر کرنے سے خدا کو کون روک سکتا ہے ؟ - رہا معجزہ کے امکان - وقوع اور غایت کا سوال تو سنو کہ

امکان معجزہ عقلاً درست ہے - یہ سچ ہے کہ عادتاً محال و خلاف ہے مگر اس میں ناظر (انسان) کے علم و فہم کا قصور ہے نہ کہ فاعل (خدا) کا -

وقوع معجزہ کی بنا عقل پر نہیں بلکہ نقل (معتبر روایت) پر ہے چنانچہ اپنے محل میں یہ بھی نقلاً و دلائل و براہین سے ہے از انجملہ ایک دائم و خاتم معجزہ قرآن ہے جس کے متعلق اوپر بحث ہو چکی ہے -

غایت معجزہ ضعفاء و طالبین و منکرین کے مقابلہ میں ان کی ہدایت اور اتمام حجت کے لئے نبی کے صدق نبوت کی تصدیق و تائید و علامت ہے -

٦٧ الغرض جب خدا ہی حقیقی فاعل اور اصلی مقنن ہے نیز اسی کی مشیت اسکا قانون ہے تو یہ اعتراض کہ اسکا فعل (معجزہ) قانون قدرت کے خلاف ہے غلط ہے - اور سوامی جی کا یہ لکھنا قرآن میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو معجزہ[1] کرنے کی طاقت دی تھی (سفید جھوٹ ہے - اور یہ لکھنا کہ (معجزہ اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا) محض جہالت و سفاہت ہے -

سوامی نمبر ۴۸ اگر خدا نے ذلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کے لیے کہا تو اس کا کہنا جھوٹا ہوا یا اس نے دھوکا دیا جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی :-

مسلم **الزامی جواب** - اگر آپ کو اس پر حیرت ہے کہ جرم کے پاداش میں خدا نے مجرم کو بندر بنا دیا تو آپ اپنے ہی ترجمہ کردہ حسب ذیل منتر پر بھی ماتم کیجئے -

اے سور کی مانند سونیسے نفرت کرنے والے مختلف ال دمتاع رکھنے والے

[1] قرآن میں لفظ فرقان ہے جسکا ترجمہ معجزہ کرنا سوامی جی کی غلطی بالبداہت ہے ۱۲ منہ

جاہ و حشمت کے سوامی راجا! آپ کو نمسکار ہو - آپ کے جا انواع و اقسام کے
ہتیار ہین وہ ہمارے سوائے دوسرے دشمنون کو مارنے کا موجب ہون
(یجروید ۱۶)"

دیکھئے اسمین نفرت کے لیے بلکہ غیبت کے لیے وہ بھی کسی معمولی شخص کو نہین بلکہ راجہ کو "سور کے مانند" کہا گیا ہے؟ فرمایئے کیا سوامی راجہ سچ مچ سور کی مانند ہے یا ویدک پرمیشور نے مجبور کہا یا دھوکا دیا؟ سچ ہے بقول آپ کے (جو ایسی باتین کرتا ہے وہ پرمیشور نہین اور جس پستک مین ایسی باتین ہین وہ ایشور کی طرف سے نہین ہوسکتی)

تحقیقی جواب آپ نے دو مختلف المضمون و المقام آیتون کا وہ بھی ناقص ترجمہ کر کے اعتراض کردیا۔ پہلی آیت ولقد اٰتینا موسی الکتاب الایۃ ہے جس کے متعلق اعتراض کا جواب نمبر ۴ مین ہوچکا - اور دوسری آیت **فقلنا لھم الخ** ہے لیکن جناب نے نہ پوری آیت کا ترجمہ کیا نہ آیت سے متعلق واقعہ کا ذکر کیا اور آدھی آیت کا ترجمہ بھی کیا تو غلط - پوری آیت یہ ہے

٦٨ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین - فجعلنٰھا نکالا لما بین یدیھا وما خلفھا وموعظۃ للمتقین (پ۱ بقرہ)
اور البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگون کو حد سے نکل گئے جو تم مین بیچ ہفتے کے پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ بندر ذلیل پس کیا ہم نے اس قصے کو عبرت واسطے ان کے جو روبرو اس کے تھے اور نصیحت واسطے پرہیزگارون کے -

یہی واقعہ قدرے تفصیل سے (پ۹ اعراف) آیات **واسئلھم عن القریۃ التی** (تا) فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین مین بھی مذکور ہے - اور ان مین جس امر کا ذکر ہے اس کے تین حصے ہین
اول جرم کہ بجانب اللہ یوم السبت مین بنی اسرائیل کے لیے مچھلی کا شکار منع تھا مگر وہ باز نہ آئے
دوم سزا کہ خدا نے ان کو ذلیل بندر بنا دیا -
سوم عبرت کہ غیر مجرم ڈرین اور معصیت سے بچین -
سزا کے متعلق دو قول ہین (ایک ابن عباس رض صحابی کا) کہ وہ مجرمین فی الواقع بصورت بندر معذب اور مسخ ہوگئے پھر تیسرے دن مرگئے تھے - (دوسرے مجاہد رح تابعی کا) کہ ان نافرمانون کی صورت نہین بلکہ دل مسخ ہوگئے یعنی مثل بندر مطبوع القلب اور قاسی القلب

ہوگئے تھے -
ان مین سے قول اول راجح اور قول دوم مرجوح ہے کیونکہ اولاً ابن عباس صحابی اور مجاہد تابعی ہین اور صحابی کو تابعی پر ترجیح ہے - ثانیاً قول ثانی خلاف حقیقت بلا قرینہ صارفہ مجاز ہے " نتیجہ یہ کہ باوجود ممانعت کے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کھیلنے کے پاداش مین یہودی بحکم خدا سچ مچ بلا تناسخ بندر ہوگئے تھے -

پس جب سزا مین مجرمین بندر بنائے گئے اور اس سے غیر مجرمین کو عبرت دلائی گئی تو پھر بھی سوامی جی کا یہ اعتراض (خدا نے ذلیل بندر ہوجانا محض ڈر کے لیے کہا تو اس کا کہنا جھوٹا ہوا یا اس نے دھوکا دیا) اگر ہٹ دھرمی پر جہالت نہین تو اور کیا ہے ؟

نمبر ۱۵ - اس طرح خدا مُردون کو زندہ کرتا ہے اور تمکو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ تم سمجھو

سوامی نمبر ۴۹ | اگر مردون کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیون نہین کرتا ؟

مسلم | (الزامی جواب) ویدک پرمیشور نے شروع دنیا مین برساتی مینڈک کی طرح بلا ماں باپ جوان جوان ہزارون مرد و عورت کو اگر محض اپنے
٦٩
ارادہ سے پیدا کیا تھا تو اب کیون نہین پیدا کرتا ؟

سوامی نمبر ۵۰ | کیا وہ قیامت کی رات تک قبرون مین پڑے رہین گے کیا آجکل دورہ سپرد ہین ؟

مسلم | اسکا الزامی اور تحقیقی دونون جواب نمبر ۱۲ مین ہوچکا ہے -

سوامی نمبر ۵۱ | کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہین - کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہین ہین - کیا کائنات مین جو گوناگون مخلوقات سامنے نظر آتی ہے یہ کوئی کم نشانیاں ہین ؟

مسلم | آیت ہذا مین لفظ اٰیات جمع ہے - جناب نے خود بھی اسکا ترجمہ (نشانیاں) کیا ہے جس مین ساری مخلوق داخل ہے پھر بھی آفتاب پر خاک ڈالتے آپ کو شرم نہین معلوم ہوتی "افسوس"

نمبر ۱۶ - وے ہمیشہ کے لیے بہشت مین رہنے والے ہین:-

سوامی نمبر ۵۲

چونکہ جیو (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے ہمیشہ کے لیے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے - اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ بے منصف اور لاعلم ٹھہرے - اگر قیامت کی رات[۵۱] انصاف ہوگا تو انسانوں کے گناہ و ثواب مساوی ہونے چاہئیں اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو ان کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے

مسلم

آپ کے چیلے آریہ چونکہ اس کو بڑا معرکۃ الآرا اعتراض سمجھکر اکثر پیش کیا کرتے ہیں لہذا ہم اس کا مفصل جواب لکھتے ہیں - بچشم بصیرت ملاحظہ ہو -

الزامی جواب (پہلا جواب) اپنی کتابوں میں آپ خود لکھ چکے ہیں کہ

(۱) ہمیشہ سچائی سے ہی موکش (نجات) اور دنیا کا سکھ حاصل ہوتا ہے اور کبھی اس کو زوال نہیں ہوتا (بھومکا صہ بحوالہ تیتریہ ارنیک پرپاٹھک ۱۰ انوواک ۶۲ و ۶۳)

(۲) عالموں کا دائمی آنند بخشنے والا سچے دھرم کا راستہ سچائی سے ہی ملتا ہے ..... جو سچائی اور دھرم کا مخزن اعلی برہم ہے اسی کو حاصل کرکے راحت جاودانی (موکش) حاصل ہوتی ہے (ایضاً بحوالہ منڈک اپنشد منڈک ۳ کھنڈ ۱ منتر ۶)

60 (۳) جہالت کے دور ہونے سے جیو کے تمام عیب دور ہو جاتے ہیں (اس سے) ادہرم اور نفس پرستی وغیرہ کا خیال دور ہو جاتا ہے (جس سے) پھر جنم نہیں ہوتا اور جنم کے نہ ہونے سے تمام دکھ بالکل معدوم ہو جاتے ہیں - دکھوں کے مٹنے سے موکش یعنی پرمیشور کے قرب میں پرم آنند (راحت اعلی) حاصل ہوتا ہے اسی کو موکش کہتے ہیں (ایضاً صہ ۱۹ بحوالہ نیائے درشن ادھیائے ۱ - آہنک ۱ سوتر ۲)

(۴) عالم موکش پاکر ہمیشہ انہیں آنند پاتے ہیں اور تیسرے دھام یعنی خالص ستو (نور علم) سے منور ہوکر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں (ایضاً صہ ۱۲۳ بحوالہ یجروید ۳۲/۱۰)

(۵) ایشور کا دھیان کرنے والے عالم ہمارے ہاں تشریف لاکر کھانا تناول فرماویں ..... انہیں کے طفیل سے ان نیک گنوں کے عطا کرنے والے بزرگوں سے میں علم حاصل کرتا ہوں ....

۵۱؎ سوامی جی آپ جیسے مجرد سنیاسی کی زبان سے "قیامت کی رات" کا لفظ بار بار سنکر آپ کے بھگتوں کو خوشی نہ ہوگی اگر یہ نہ کہدیں کہ ریچھ دال میں کالا ہے) ۱۲ منہ -

یعنی اس لازوال موکش پد (نجات کے درجہ) کا علم ہوا ہے (ایضاً صہ ۱۶۳ ایضاً ۱۹/۵۶)

(۶) جب سنیاسی سب بھاووں ..... سے پاکیزہ ہوتا ہے تب ہی اس جسم میں اور موت کے بعد دائمی خوشی حاصل کرتا ہے (ستیارتھ صہ ۱۶۳ بحوالہ منو)

(۷) جو جسم سے بری مکت جیو آتما (غیر مجسم نجات یافتہ روح) برہم میں رہتا ہے اسکو دنیوی سکھ دکھ چھو نے بھی نہیں بلکہ ہمیشہ آنند میں رہتا ہے (ایضاً صہ ۳۱۴)

سوامی جی! یہ آپکی مانی ہوئی[۵۲] بلا جسم کی لازوال، دائمی راحت جاودانی - اگر متناہی اعمال کی غیر متناہی جزا (ابدی نجات) نہیں تو پھر کیا ہے؟

ازلیو! کہیں یہ نہ کہدینا کہ سوامی جی ستیارتھ صہ ۳۱۶ و بھومکا صہ ۱۳۱ میں محدود اور غیر دائمی نجات کے قائل ہیں ورنہ اولاً خود انہیں اپنے گرو کو ایک نہ ایک قول میں جھوٹا ماننا پڑے گا - ثانیاً وید شاستر اور دیگر بڑے پنڈتوں کے مقابلہ میں سوامی جی کی کیا حقیقت ہے؟ غرض نجات کو خود دائمی[۵۲] ماننا پھر اس کا انکار اور اس پر اعتراض بھی کرنا - یہ کلجگ کے سوامی کے سوا اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟

61 دوسرا جواب - آریہ سماج کو جب یہ تسلیم ہے کہ "روح جب نجات پاتی ہے تو بالکل پاک ہو جاتی ہے اور پچھلے گناہ کا نہ اپنے اندر کچھ بد اثر رکھتی ہے نہ ذرہ برابر اسکی سزا باقی رہتی ہے[۵۳]" اور یہ بھی مسلم ہے کہ "روح مع اپنے تمام طبعی و ذاتی صفات، حرکات، خواص کے ازلی اور ابدی ہے لیکن اس کا فطری اور دکھ عارضی اقتضا ہے - مکتی میں اس کے کل طبعی اور ذاتی صفات مثلاً ارادہ وغیرہ اور ۲۴ طاقتیں موجود رہتی ہیں - نجات میں روح ہر قسم کا آرام محض ارادی جسم سے پرمیشور کے سہارے رفتہ نہیں بلکہ تدریجاً حاصل کرتی ہے"

تو اب یہ کہنا کہ "روح دائمی یا آپکی مدت معینہ سے زائد نجات کی متحمل نہیں ہو سکتی" کس قدر لغو ہے

۵۲؎ چنانچہ آپ نے اپنے لکچر میں بھی یہ اعلان فرمایا ہے - ملاحظہ ہو ایڈیشن منجری صہ ۲۶

۵۲؎ پنڈت لیکھرام کو بھی اقرار ہے کہ "سنسکرت میں اس (نجات) کے معنی ہیں دوبارہ جنم میں نہ آنا بار بار آواگون سے رستگاری ... سنسکرت میں اس کے واسطے دوسرا لفظ مکتی یا موکش یا نروان ہے جس کے معنی بھی ایک ہیں (کلیات صہ ۹۱)

۵۳؎ دیکھو موجودہ مکتی کا بیان صفحہ ۱۱ خاتمہ ۲۲ و کلیات صفحہ ۲۲۴ و ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲ - منہ

پس اگر مذکورۃ الصدر اقوال مین آپ جھوٹے ہین تو "آریہ کے اس مذہب سے خدا پر الزام آتا ہے کہ وہ غیر کامل القدرت ہے کہ روح کو دائمی نجات نہین دیسکتا اور ظاہر ہے کہ روح کو اس کے پاک ہونے اور ..... ختم ہونے کے پہلے نجات دیدیتا ہے" اور بقول پنڈت لیکھرام "جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ... (کلیات صـ۵۹)" لہٰذا مذہب آریہ باطل ہے"

ہان اگر وہ اقوال صحیح ہین تو پھر یہ اقرار کرکے کہ "پرمیشور کو مکتی پائے ہوے جیو بھی اسکتے ہین اسلئے پاک جیو ہمیشہ سکھی رہتا ہے" بھوسکا صـ۱۲۲) اپنے اس مہمل اعتراض کو جو اسلام کے ابدی نجات پر کیا ہے بڑی ندامت واپس لیجیے"

تیسرا جواب - آپ کو یہ تسلیم ہے کہ مذہب آریہ کے مطابق ہر سزا کے لیے ۸۴ لاکھ قالب ہین (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹ و ۵۴) جزا (مکتی یا نجات کیلئے ۳۱ نیل ۱۰ کھرب ۴۰ ارب برس کی مدت ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۱) جسکی مدت اتنی ہے جتنی کہ دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کی (ایضاً صفحہ ۳۱۸) اور دنیا کی پیدائش (محسوس) نیز اس کے فنا (غیر محسوس) رہنے کی مجموعی مدت ۸ ارب ۶۴ کروڑ برس ہے (حاشیہ ایضاً صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹) ۴۲

یہ امر کہ (چوراسی لاکھ قالب کی سزا مین کتنا زمانہ لگتا ہے ؟ قالب کی یہ تعداد نیز نجات کی مدت وید کے کس منتر مین مذکور ہے ؟) نہ سوامی دیانند نے ظاہر فرمایا نہ پنڈت لیکھرام نے بلکہ پنڈت لیکھرام نے تو یہ لکھکر کہ جن مختلف قالبون مین روحون کا گزر کرم انوسار ہوتا ہے پرانے آریہ محققون نے انکی تعداد ۸۴ لاکھ بتلائی ہے - کلیات صـ۵۴) بالفاظ دیگر اقرار کرلیا ہے کہ یہ مسئلہ وید کا نہین بلکہ یارون کی محض تکبندی ہے - بہرحال ہمین تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آریون کی یہ خیالی تعداد قالب اور مدت نجات گو محدود ہے تاہم اسکا کیا ثبوت ہے کہ روح

(۱) اس طویل مدت سزا و نجات کی متحمل ہوسکتی ہے ؟

(۲) مدت عمل اور زمانہ سزا و نجات مساوی ہے ؟

آپ کے اصول کے مطابق جب تک یہ ثابت نہ ہوے اسوقت تک تو ذرا سے علم اور ذرا سے طاقت والے جیو کے (ستیارتھ صـ۳۱۶) سزا جزا کے لیے ہم کہتے ہین کہ یہ فرضی میعاد بھی ناقابل برداشت اور خلاف انصاف ہے -

(تحقیقی جواب) **پہلا جواب** - اصل یہ ہے کہ انسان کی نجات اس کے عمل پر نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے - یا خدا کے علم پر آدمی کا عمل کرنا تو بحیثیت مملوک ہونے کے اسپر ضرور فرض ہے مگر اس کا بدلہ دینا خدا پر ضروری نہین ورنہ خدا کا مضطر ہونا لازم آئیگا - ہان اگر وہ خود نیکی کا بدلہ دے تو یہ بھی اسکا اختیار و فضل ہے - پس روح کی قوت اور عمل کی بنا پر نجات کے متعلق سوامی جی کا سوال کرنا بھی فضول ہے

دوسرا جواب - ہمین یہ تسلیم ہے کہ سزا و جزا مجنابت (گناہ) اور طاعت کے مناسب ہونی چاہیے لیکن مناسبت کا یہ معنی کہ زمانۂ عمل کے برابر سزا جزا ہونی چاہیے غلط ہے - ورنہ چاہیے کہ دنیا مین بھی اتنی ہی سزا جزا ہو جتنا عرصہ کہ جرم اور اطاعت مین لگتا ہے اور بجرم بغاوت قتل و دوام حبس اور بعوض طاعت دائمی عطایا و بخشش کا سد باب ہو جائے - حالانکہ نہ ایسا پہلے ہوا اور نہ اب ہوتا ہے - یہی وجہ ہے خود منو سمرتی مین بھی جتنے جرمون کی سزائین لکھی ہین ان مین زمانہ جرم کے برابری کا کہین بھی لحاظ نہین کیا گیا ہے ہان اگر یہ معنی ہین کہ عمل کی نوعیت اور اس کے ضعف و قوت و شدت کا لحاظ سزا جزا مین ہونا چاہیے تو مسلم ہے مگر اب سوامی جی کا اعتراض بیکار ہو جاتا ہے -

۴۳ **تیسرا جواب** عمل کی سزا جزا کا سبب اسکی صورت کے سوا ارادہ و نیت بھی ہے - بلکہ بسا اوقات سزا جزا کا دارومدار بھی نیت پر ہوتا ہے - چنانچہ اسی بنا پر آج روزمرہ عدالتون مین بعد ثبوت بلا نیت ظہور جرم بھی مجرم بری اور بلا ظہور جرم محض وجود نیت پر سزایاب ہوا کرتے ہین - مذہبی معاملہ مین بھی چونکہ کافر کی کفر پر اور مسلم کی اسلام (اطاعت) پر دائماً عمل کرنے اور مستقیم رہنے پر پختہ نیت ہوتی ہے حتی کہ اسی نیت خیر و بد پر مرتے بھی ہین لہٰذا ان کے لیے دائمی سزا جزا عین انصاف ہے جسکو ظلم کہنا خود سوامی جی کی جہالت ہے -

چوتھا جواب - چونکہ حقوق الٰہی غیر متناہی ہین لہٰذا اس کے اضداد بھی بیحد ہین اسلام مین ضد اور اجتناب کے ساتھ حقوق اللہ کی رعایت ہوتی ہے اور کفر مین اس کے برعکس - پس چونکہ اسلام مسلم مین خدا کی غیر محدود حقوق کی حفاظت اور کفر کا فرمین اسکی اضاعت ہے تو مسلم کو ابدی نجات اور کافر کو دائمی سزا دینا عین عدل ہے -

پانچوان جواب - سزا و جزا کی شدت و قوت بے فعل جرم و طاعت کی اہمیت کے علاوہ اسکی ..... بھی پیش نظر ہے جسکی آن فعل سے مجرم اور مطیع نے نافرمانی اور فرمانبرداری کی ہے - مثلاً

وفادار کا نمایاں عطایا و بخشش سے سرفراز اور باغی کا پھانسی یا حبس بعبور دریائے شور سے سزایاب ہونا
فضل و وفاداری اور جرم بغاوت کے سوا خود بادشاہ کی رفعت منزلت و شوکت حقوق کی بھی دلیل ہے
جب مخلوق کا یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ خالق کی شان تو اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے اور اس
کے مطیع اور باغی کو تو بے انتہا وفاداری (ایمان) بہترین جزا اور بغاوت (کفر) بدترین سزا دینا
جس سے خدا اور اس کے حقوق کی عظمت ظاہر ہو الحمد للہ دین اسلام خدا کو اسدرجہ بے انتہا بلند
سمجھتا ہے کہ قرآن اس کے وفادار کو ابدی جنتی اور باغی کو دائمی جہنمی قرار دیتا ہے لیس ویدک
اس سے خالی ہے (جیسا سوامی جی کا سوال شاہد ہے) تو قرآن کی دائمی نجات والی آیت پر
پر اعتراض کرنے کے بجائے سوامی جی کو اپنے کم رتبہ ویدک پرمیشور پر ماتم کرنا چاہیئے۔

سوامی نمبر ۵۳

مسلمان لوگ دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برسوں سے بھی کم بتاتے ہیں
کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا رہا تھا؟ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہیگا
یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

مسلم

الزامی جواب جب آپ خود یہ مانتے ہیں کہ ایشور نے شروع دنیا کے بعد پھر
فعل الہام نہیں کیا۔ موجودہ دنیا سے پہلے بھی پرلے (فنا) تھی اور بعد کو بھی پرلے ۵۴
ہوگی۔ اس دنیا کو پیدا ہوئے ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۷۶ برس ہوئے) تو زمانہ
(۱) پیدائش دنیا کی مدت پارسیوں کے لحاظ سے تو آپ کی بہت کم ہے پس یہی اعتراض ان کی طرف سے
خود آپ پر بھی ہوتا ہے (۲) کیا موجودہ دنیا سے پیشتر پرلے میں چار ارب ۳۲ کروڑ برس تک ویدک
ایشور نکما بیٹھا رہا تھا اور آئندہ پرلے میں بھی نکما رہیگا (۳) شروع دنیا میں ویدک ایشور کا فعل
الہام وید دیکر پھر ہمیشہ ختم دنیا بلکہ آخر پرلے تک کے لیے کیوں بند ہو گیا؟
اجی! ذرا اپنے گرو سے پوچھو کہ مہاراج کیا آپکی " یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند" نہیں ہیں؟

تحقیقی جواب (۱) دنیا کو پیدا ہوئے ۷،۸ ہزار برس ہونا یہ نہ کہیں قرآن میں لکھا ہے
نہ کسی معتبر حدیث میں پس یہ کہنا کہ مسلمان ایسا مانتے یا کہتے ہیں، سفید جھوٹ ہے (۲) خدا خود
و بغیر تحکم فاعل ہے جس نے نہ یہ بتایا ہے کہ قبل از پیدائش عالم وہ کیا کرتا تھا نہ ہم اس سے دریافت
کر سکتے ہیں لیکن ہمارے نہ جاننے سے اس کا نکما رہنا لازم نہیں آتا کیونکہ بقول آپ کے جیسے اعلیٰ

کے نہ ہونے سے علت کا عدم نہیں ہوتا۔ سیتارتھ صـ) ویسے ہی "عدم علم سے شئی غیر معلوم کی
نفی نہیں ہوتی" (۳) قیامت کے پیچھے بھی نکما نہ رہے گا کیونکہ اسوقت بھی مثلاً سزا جزا کا عالم اسکا
عطا و انعام وغیرہ خدا کا کام ہوگا۔ غرض ابدی نجات بلا غبار ثابت اور سوامی جی کا اسپر اعتراض غلط ہے
خدا فرماتا ہے۔ اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ ڈالو تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکالو کسی آپس
کو گھروں اپنے سے پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کو
اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں ان کے سے:-

سوامی نمبر ۵۴

بھلا اقرار کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟
جب خدا ہمہ دان ہے تو ایسی بیہودہ باتیں دنیا داروں کی مانند
کیوں کریگا؟ ...... کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف کریں گے؟

مسلم

(الزامی جواب) سوامی جی اب ذرا وید بھگوان کا پربان بگوش ہوش سنیئے۔
(۱) عبادت کا طریق سکھانے اور سیکھنے والے دونوں سے ایشور وعدہ بھی کرتا
ہے (جب تم دونوں آتما کو قائم کر کے سچے دل سے عجز و نیاز کے ساتھ مجھ قدیم پرم کی اپاسنا (عبادت)
کروگے تب میں تم کو یہ آشیرباد (دعا) دونگا کہ تم سچی کیرتی (ناموری) کو حاصل کرو الخ) جو صحیح
بحوالہ یجروید ۵/۱۱ "
(۲) انسانوں سے ایشور عہد لیتا ہے (اے اگنی پرمیشور) عہد و صداقت کے مالک و محافظ رب
میں سچے دہرم پر چلوں گا...... اے پرمیشور...... آپ مجھکو ہمت دیجیے کہ میرا یہ سچے دہرم کا عہد
آپکی عنایت سے پورا ہو (عہد مذکور یہ ہے کہ) میں آج سے سچے دہرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن
اور دہرم سے دوری اختیار کرتا ہوں) بھومکا صـ ۶۷ بحوالہ یجروید ۱/۵ "
کیوں سوامی جی! یہ اقرار کرنا کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا ایشور کی؟ شائد اسی لیے وید
ایشور کو نہ ہونیوالی باتوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے (سیتارتھ صـ ۲۵۲) ورنہ اگر پہلے سے جانتا کہ
یہ "جنگ مہابھارت کے بعد بید حرم ہو جائینگے" تو سماجی پرمیشور نہ وعدہ کرتا نہ عہد لیتا۔ آریو اچھا
نہیں بتاؤ کہ اگر سوامی جی کا قرآن پر اعتراض درست ہے تو پھر ویدمیں "ایسی بیہودہ باتیں دنیا داروں
کی مانند کیوں ہیں؟"

(تحقیقی جواب۔ واضح ہو کہ کسی امر کے متعلق وعدہ یا عہد کی دو صورت ہے (۱) خود وعدہ کرنا (۲) غیر سے عہد لینا پھر ہر ایک کی دو صورت ہے اس طرح حسب ذیل چار صورتیں ہوئیں ۱۔ خود خدا کا اپنے بندوں سے وعدہ کرنا ۲۔ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے عہد کرنا ۳۔ خدا کا اپنے بندوں سے اقرار کرانا ۴۔ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے عہد لینا۔ چنانچہ آیت زیر بحث میں صرف تیسری صورت ہے یعنی خدا نے بندوں سے اقرار کرایا ہے۔ اور کسی امر کی بابت اوروں سے عہد لینا (اقرار کرانا) یا تو اس لیے ہوتا ہے کہ عہد لینے والا اقرار کنندہ کے آئندہ حالات سے بے خبر ہوتا ہے یا گو عہد لینے والا با خبر ہے مگر اس لیے ہوتا ہے کہ اقرار کنندہ کے لیے مزید تاکید و تنبیہ اور اتمام حجت ہو خدا کے لیے شق اول ممتنع اور شکل ثانی جائز ہے ورنہ جہل لازم آئیگا اور یہ ذات باری تعالیٰ کے لیے قطعاً محال ہے۔ غرض آیت میں علیم و خبیر خدا عہد لینے والا اور بنی اسرائیل اقرار کرنے والے ہیں اور جن باتوں کے لیے عہد لیا گیا وہ بھی محمود ہیں پس جب کوئی امر محل کلام نہیں تو سوامی جی کا اعتراض بالکل مہمل ہے۔

٦٦ **سوامی نمبر ۵۵** آپس میں لہو بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب والوں کا لہو بہانا اور گھر سے انھیں نکالدینا بھلا کونسی اچھی بات ہے! یہ تو بے علمی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔

مسلم (الزامی جواب) سوامی جی وہ نہیں بلکہ "بے علمی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات" یہ ہے کہ "مخالف وید (غیر آریہ) کو بابستہ و گرہ دست بدست دگر بے ذات۔ جماعت بلکہ ملک سے نکالدینا چاہیئے" (ستیارتھ ۵۹ بحوالہ منو)

(تحقیقی جواب) اس لغو اعتراض کا مفصل جواب تو نمبر ۵۱ میں ہو چکا ہے یہاں صرف اتنا عرض ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساری دنیا کے لیے نہیں بلکہ صرف قوم بنی اسرائیل کیلئے نبی تھے توریت بھی انھیں پر نازل ہوئی تھی لہٰذا انھیں کی ہمقوم کے لیے یہ عہد بھی تھا کہ آپس میں ناحق نہ خونریزی کرنا نہ ایک دوسرے کو گھر سے نکالنا انھیں یہودیوں میں سے قریظہ اور نضیر دو قبیلے قریب مدینہ آباد تھے جن میں صدیوں سے بزم و رزم قائم تھی اور جو علانیہ بدعہدی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی معرفت اس جگہ پہ ذکر کیا ہے اور لطف یہ کہ بنی اسرائیل ہی کا ذکر بہت اوپر سے مسلسل چلا آرہا ہے مگر سوامی جی کی دیانت یا

نا سمجھی کا یہ حال ہے کہ یہود کے مذکورہ قبیلے کے اس خاص قصہ کو عام کرکے اس انداز سے غلط اعتراض کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں گویا تمام طور پر ناحق غیر مذہب والوں کو مار ڈالنے اور نکالدینے کا حکم ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ محض سوامی جی کا وہم فاسد ہے۔

سوامی نمبر ۵۶ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا بھی عیسائیوں کے خدا کی طرح بہت صفات رکھتا ہے اور یہ قرآن دوسری کتاب کا محتاج ہے کیونکہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب باتیں بائبل کی سی ہیں۔

مسلم (الزامی جواب) جناب کی ستیارتھ پرکاش سے بحوالہ منوسمرتی یہ نادر حکم نقل کر چکا ہوں کہ (وید کے مخالف کو ذات، جماعت، ملک سے نکالدو) اس حکم کو وید کے مخالف نہیں کہہ سکتے ورنہ منوجی بوجہ لکھنے اور آپ کو یہ نقل و تسلیم کرنے کے جرم کے مجرم ہونگے کہ وید کے نام سے جھوٹ موٹ منو اور آپ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں پس وید کے مطابق ہونے کی صورت میں بعینہ وہی بائبل والی بات ہوئی کہ اپنوں کو بار نہ نکالو لیکن غیروں کو مار دو اور نکالو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آریوں کا خدا بھی عیسائیوں کے خدا کی طرح بہت صفات رکھتا ہے اور یہ وید بھی دوسری کتاب کا محتاج ہے کیونکہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب باتیں بائبل کی سی ہیں"۔

٦ (تحقیقی جواب) اپنے ہمقوم کو ناحق نہ مارنا نہ گھر سے نکالنا سوامی جی اسی سے ناخوش ہیں یعنی آیت میں اگر یوں ہوتا کہ "اپنے ہمقوم کو ناحق مار دو اور گھر سے نکالدو" تو سوامی دیانند سلیمان سے راضی ہوتے نہ قرآن پر اعتراض کرتے نہ اس بنیاد پر یہ کہتے کہ قرآن دوسری کتاب کا محتاج ہے" انا للہ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

ان کا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ بعض الہامی باتیں جو بائبل کی موجودہ مصنوعی یا محرف توریت، زبور، انجیل میں منقول ہیں وہ قرآن سے ملتی جلتی ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ (تھوڑی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب باتیں قرآن کی بائبل کی سی ہیں) سفید جھوٹ ہے۔

نمبر ۱۸۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ مول لیا دنیا کی زندگی کو بدلے آخرت کے پس نہ ہلکا کیا

جاوے گا ان سے عذاب اور نہ وے مدد کیے جاوین گے :-

سوامی نمبر ۵۷ بھلا ایسی نفرت و حسد کی باتین کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہین؟ جو جن کے گناہ ہلکے کیے جاوین گے یا جن کو مدد دی جاوے گی وے کون ہین؟ اگر وے گنہگار رہین اور گناہون کے بلا سزا دیے ہلکے کیے جاوین گے تو بے انصافی ہوگی۔ جو بہ گناہ ہلکے کیے جاوین گے ان کا بیان اس آیت مین نہ ہو یہ بھی سزا پاکے ہلکے ہو سکتے ہین اور سزا دیکر بھی نہ ہلکے کیے جاوینگے تو بیانصافی ہوگی اگر گناہ ہونے ہلکے کیے جانیوالون سے مطلب بیگناہ ہونے کا ہے تو ان کے گناہ تو آپ ہی ہلکے ہین خدا کیا کرے گا؟

مسلم مطلب تو آیت کا بالکل صاف ہے یعنی جن بد عہد یہودیون کا تذکرہ اوپر سے چلا آرہا ہے انھین کے بدکرداریون کی سزا کا اس آیت مین بیان ہے کہ دین کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرنے کی عوض مین آخرت مین ان کو عذاب ہوگا اسمین نہ کمی ہوگی نہ انکی مدد کیجاویگی۔ مگر افسوس کہ سوامی جی کو پاپیون کی حمایت کے جوش مین نہ پاپ، پاپ معلوم ہوتا ہے نہ پاپی دکھائی دیتے ہین بلکہ اسکی سزا کو پسند کرتے ہین، اگر یہی ہم کرتے تو سوامی جی چراغ پا ہو کر آسمان و زمین ایک کر دیتے مگر وہ خود کبھی بھی ایسی حرکت سے نہین شرماتے، افسوس :-

خاتم ۱۹ (ترجمہ) اور بالتحقیق دی ہم نے موسی کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبرون کو لائے اور دیا ہم نے عیسی بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے پھر بھلا جب آیا تمھارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہین چاہتے جی تمھارے۔ تکبر کیا تم نے پس ایک فرقے کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے :-

سوامی نمبر ۵۸ جب قرآن مین شہادت ہے کہ موسی کو کتاب دی تو اس کا ماننا مسلمانون کے لیے لازم آیا۔ اور جو جو اس کتاب مین نقص ہین وے بھی مسلمانون کے مذہب مین آگئے :-

مسلم اس کا الزامی و تحقیقی اصولاً مفصل جواب نمبر ۲۱ مین گذر چکا۔ ہان بمناسبت مقام اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس آیت مین حکم نہین بلکہ ہم نے پہلے موسی کو بھی کتاب (توریت) دی تھی۔ حضرت موسی علیہ السلام کی اصل کتاب (توریت) غیر موجود ہے جسکو مسلمان عقیدۃً خود بھی مانتے ہین اور موجود ہے وہ مصنوعی یا محرف ہے مگر جس توریت مین نقص ہے نہ وہ اصلی ہے نہ مسلمان

ان کو مانتے ہین نہ آیت مین اس کا ذکر ہے۔

پس آپ کا لفظ شہادت کہنا بھی غلط نیز اس کا نتیجہ اور الزام نقص سب غلط ہے :-

سوامی نمبر ۵۹ اور معجزے کی باتین سب فضول ہین اور سادہ لوح آدمیون کے بہکانے کے واسطے گھڑی گئی ہین کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتین جھوٹی ہی ہوا کرتی ہین :-

مسلم آپ کے اس لغو اعتراض کا شافی جواب تو نمبر ۴۴ مین گزر چکا۔ اس جگہ صرف یہ عرض ہے کہ
(۱) معجزہ کی علت غائی (غرض) پہلے لکھ چکا ہون۔

(۲) محض آپ کا دعوی ہے کہ معجزہ کی باتین "گھڑی گئی ہین" یاد رہے کہ اہل اسلام کے نزدیک نفس معجزہ جن مستحکم اصول نقل (روایت) کی بنا پر اپنے محل مین ثابت ہے تاوقتیکہ آپ اسکو غلط نہ ثابت کرین (جو ناممکن ہے) صرف "گھڑی گئی ہین" کہدینے سے کام نہ چلے گا۔

(۳) "قانون اور علم" سے مراد اگر خود آپ کا محدود قانون و علم ہے تو "بندہ نواز آپ کسی کے نہین؟" وہ کیون چاہیئے، پنڈت لیکھرام جی کا یہ قول ملاحظہ فرمائیے کہ "ہر شخص اپنی میزان واقفیت مین دوسرون کے معلومات کو تولتا ہے اور خواص جہالت کے غلبہ سے اسکو یہی منظور ہوتا ہے کہ برابری پلڑا نیچا رہے" (کلیات صفحہ ۳۷۶) دیکھیے چیلہ اپنی میزان واقفیت مین دوسرے آدمی کے معلومات کو تولنے سے منع کرتا ہے مگر آپ نہ معلوم کیسے گرو ہین کہ آدمی تو آدمی، خدا کے قوانین و معلومات کو بھی اپنی میزان واقفیت مین تولتے ہین، شرم شرم، شرم۔ ہان اگر اس سے خدا کا غیر محدود قانون و علم مراد ہے تو آپ ان سب سے واقف ہین یا نہین؟ اگر واقف ہین تو چونکہ اب خدا سے مساوات کا علم لازم آتا ہے جو عقلاً محال ہے، لہذا معجزہ کے پردہ مین آپ اعتراض نہین بلکہ بالفاظ دیگر خدائی کا دعوی کرتے ہین، افسوس ع

قلب انسان مین کبھی پڑ جاتی ہے اک نیک بات
جب پڑا لیکن تمھارے دل مین کینا ہی پڑا

خیر جب یہ ہے تو اول خدا کا سب قانون اور تمام علم پیش کیجیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ نفس معجزہ یا اس کا خاص خاص واقعہ خدا کے فلان قانون اور فلان علم کے خلاف ہے۔ ورنہ توبہ کیجیے۔ ہان اگر آپ

خدا کے جمیع قوانین وعلوم سے واقف ہیں اور یقیناً نہیں ہیں کوئی انسان ہو سکتا ہے زبان میں دل
رکھتی ہے دانی اور اسی طرح معجزہ بھی مانے واسطہ؟

بے اصولی و لغزش پر کیسے سوامی جی ——— خدا کے واسطے تم کرو ایک راہ پسند

نمبر ۳۰ - اور اس سے پہلے کا فرمان پر فتح چاہتے تھے جو کچھ پہچانا تھا جب ان کے پاس رہ گیا
جب کا فر ہو گئے - کا فرون پر لعنت ہے اللہ کی ؛ -

سوامی نمبر ۶۰ جس طرح تم غیر مذہب والون کو کافر کہتے ہو اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے ؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے (تمہیں لعنت) دیتے ہیں پھر کون سچا اور کون جھوٹا ہے ؟

مسلم (الزامی جواب) نمبر ۲۰ میں گزر چکا - وہاں میں نے آپ کے تین حوالے پیش کیے ہیں اور چوتھا حوالہ ملاحظہ ہو - پنڈت لیکھرام جناب کی بڑی سوانح عمری میں آپ کا قول نقل کرتے ہیں -

" میں تو صرف ویدک دھرم کو سچا جانتا ہون اور باقی سب کو باطل (صفحہ ۳۳۴) " 80

فرمائیے جس طرح آپ غیر مذاہب کو باطل اور دیگر اہل مذاہب کو ناستک کہتے ہیں اسیطرح کیا وہ لوگ مذہب آریہ کو باطل اور آپ کو ناستک نہیں کہتے ؟ پھر کہئے کون سچا اور کون جھوٹا ہے ؟

سوامی نمبر ۶۱ جب غور سے دیکھتے ہیں تو سب مذہب والون میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور جو سچ ہے وہ سب میں یکسان ہے - یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں ۱۲

مسلم (الزامی جواب) جب مذہب والون میں جھوٹ پایا جاتا ہے تو اسی سب میں مذہب آریہ بھی ہے جسکی بنیادی کتاب وید میں جھوٹ کے ہونے کا آپ کو بھی اس طرح اعتراف ہے کہ پارسی لوگ بھی آتش کدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں - کیا اس عمل کی بنیاد ویدون میں نہیں ہے ؟ ایڈیشن سنجری (صفحہ ۴۷)

پنڈت جی اگر یہی ہم کہتے تو سارے غصہ کے دھوتی ، لنگوٹی سے آپ بیخبر ہو جاتے - مگر

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے ——— جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

پس میں بھی کہتا ہون کہ آپ بقول تمہارے گروکے " یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں " ۱۲

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

الحمد للہ تعالے کہ

مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلہ کا پہلا رسالہ بذیل مقالہ سوم یعنی

الاول من المأتین

علی

المنحرف عن الثقلین

نمبر چہارم ملقب بہ

اجوبۃ المتحیرین 1

فی

ترک الکتاب المبین

جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیعون نے ان دلائل کا کیا جواب دیا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے ان جوابات کے دیکھنے سے پورا اطمینان ہو جاتا ہے کہ بیشک قرآن کریم سے کوئی تعلق ان کا نہیں ہے

باہتمام کارپردازان صحیفہ النجم

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر النجم کے ساتھ شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اورث کتابہ الخیار من عبادہ وجعلھم منصورین غالبین علی اعدائہ والصلوۃ والسلام علی من اختص باصطفائہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ

امابعد مذہب شیعہ کے انتخاب کیے ہوے دوسو مسائل مین سے پہلا مسألہ ایمان بالقرآن کا تھا جس کے متعلق تین نمبر شائع ہو چکے۔ اگرچہ اس مسألہ کے مختلف پہلوؤن پر بحث کرنے کے لیے بہت سے نمبرون کی ضرورت تھی مگر بغرض اختصار مین نے اس مسألہ کو صرف چار نمبرون پر ختم کر دیا ہے واللہ الموفق والمعین۔

پہلے نمبر مین یہ بیان تھا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے نمبر مین یہ بیان ہے کہ قرآن شریف کو ترک کر کے اپنے مذہب کے لیے کیا کیا چیزین شیعون نے اختیار کی ہین۔ تیسرے نمبر مین یہ بیان ہے کہ قرآن شریف پر ایمان نہ ہونے مین اندر مذہب شیعہ کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین۔

اب یہ جوتھا نمبر ہے اس مین بیان کیا جائیگا کہ نمبر اول مین جو دلائل شیعون کا ایمان قرآن مجید پر ہونے اور نہ ہو سکنے کے بیان ہوے ہین علماے شیعہ اُن دلائل کا کیا جواب دیتے ہین۔

واضح ہو کہ نمبر اول مین تین وجوہ شیعون کے ایمان نہ ہو سکنے کے بیان کیے گئے ہین۔ اُن مین سے پہلی اور دوسری وجہ کو روایات تحریف سے کوئی تعلق نہین اگر کتب شیعہ مین ایک روایت بھی تحریف قرآن کی نہ ہوتی تب ان وجہون کی رو سے شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نا ممکن تھا۔

ان تینون وجوہ نے مسألہ کو اس قدر صاف کر دیا ہے کہ کم کوئی مسألہ اس سے زیادہ روشنی مین لایا جا سکتا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ علماے شیعہ صاف صاف اقرار کر لیتے کہ اُن کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے مگر قرآن شریف کا رعب و دبدبہ یہ ہے کہ اس اقرار کی آج تک کسی شیعہ کو جرأت نہین ہوئی بلکہ قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعوی بڑی بلند آہنگی سے کرتے ہین۔ غالبًا اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اگر صاف صاف اقرار کر لین تو پھر کوئی غیر محقق بھی اُن کو مسلمانون مین شمار نہ کرے اور مسلمانون کے فریب دینے کا موقع ان کو نہ ملے۔

اب دیکھیے کہ اُن تین وجوہ کا کیا جواب دیتے ہین۔ پہلی اور دوسری وجہ کا کوئی معقول یا نامعقول جواب کسی شیعہ عالم نے آج تک نہین دیا امروہہ کے مناظرہ مین بھی مولوی سبط حسن صاحب نے کوئی جواب اُن دونون وجہون کا نہین دیا۔

بلکہ عام طور پر شیعون نے یہ مشہور کر رکھا ہے۔ یہ بات کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہو سکتا محض روایات تحریف قرآن کی بنیاد پر ہے۔

باقی رہی تیسری وجہ جو بحث تحریف سے تعلق رکھتی ہے اس کا جواب البتہ شیعون کی طرف سے دیا گیا ہے۔ تقریبًا ایک صدی سے بڑے بڑے مجتہدین شیعہ اس کے جواب دینے مین اپنی قابلیت خرچ کر رہے ہین۔ رنگ برنگ کے متعدد جوابات ابتک دیے جا چکے ہین جو علاوہ اس کے کہ باہم مخالف و متضاد ہین علم و دیانت سے بھی کوسون دور ہین بطور نمونہ کے ہم چند جوابات درج ذیل کرتے ہین۔

پہلا جواب

جو علامہ شریف مرتضی وغیرہ نے دیا ہے اور تفسیر مجمع البیان کے فن خامس مین اور تفسیر صافی کے دیباچہ مین مذکور ہے۔ یہ ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہین ہین شیعون مین صرف چند محدثین اس کے قائل ہو گئے ہین کچھ ضعیف روایتین تحریف قرآن کے متعلق کتب شیعہ مین ہین ان کو محدثین نے صحیح سمجھ کر دھوکا کھایا ہے۔ اور یہ روایات بھی صرف قرآن مین کمی کے متعلق ہین قرآن مین زیادتی کی تو کوئی روایت بھی نہین اور وہ بالاجماع باطل ہین۔

جواب الجواب الحمد للہ یہ لوگ روایت تحریف کے وجود کا اقرار کرتے ہیں اب یہ جو ان روایات کو ضعیف کہتے ہیں تو دو باتیں ان پر لازم تھیں **اول** یہ کہ ان کے ضعیف ہونے کی وجہ بیان کرتے یعنی کوئی راوی ان کا مجروح ہے تو اس کو ظاہر کرتے۔ بغیر وجہ ضعف بیان کیے ہوئے اگر روایت کو ضعیف کہدینا درست ہو تو جس کا جی چاہے جس روایت کو ضعیف کہدیا کرے سارا فن حدیث بیکار۔ **دوم** یہ کہ ان روایات کے مقابلہ میں کوئی روایت عدم تحریف کی اپنے ائمہ معصومین سے نقل کرکے پیش کرتے مگر یہ دونوں کام ان لوگوں نے نہیں کیے نہ کر سکتے ہیں۔

اور شریف مرتضیٰ کا یہ کہنا کہ قرآن میں زیادتی کی کوئی روایت نہیں ہے اور وہ بالاجماع باطل ہے ایک ایسی بات ہے کہ شیعوں کے سوا کسی کی زبان سے نہیں نکل سکتی نیز اور کسی کو اس قدر انکار بدیہیات کی جرأت ہو سکتی ہے۔ نمبر اول میں بحوالۂ کتاب احتجاج طبرسی حضرت علی مرتضیٰ سے حسب ذیل اقوال منقول ہو چکے ہیں۔

والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ من فریۃ الملحدین	قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے یہ ملحدوں کی افترا کی ہوئی (یعنی جامعین کی بڑھائی ہوئی) ہے
انھم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ۔	منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کردیں جو اللہ نے نہ فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو فریب دیں۔
زادوا فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ	انھوں نے قرآن میں وہ عبارتیں بڑھادیں جن کا خلاف فصاحت و قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔

اور بحوالۂ تفسیر عیاشی امام باقر علیہ السلام سے منقول ہو چکا کہ

لولا انہ زید فی القرآن ونقص ماخفی حقنا علی ذی حجی۔	اگر قرآن میں کمی اور بیشی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا۔

باوجود ایسی صاف روایات کے قرآن میں بیشی کا انکار کرنا اور بیشی نہ ہونے پر اجماع بتلانا سوا شیعوں کے اور کس سے ہو سکتا ہے۔

پھر ایک بات یہ بھی قابل سمجھنے کے ہے کہ شیعہ اجماع کے منکر ہیں لہذا اجماع کا حوالہ بے معنی اور

اگر اجماع کے قائل بھی ہیں تو اس صورت میں کہ قول معصوم اس کے خلاف نہ ہو۔ حالانکہ بیان معصوم کا قول خلاف میں موجود ہے۔

دوسرا جواب

جس کو سب سے آخری جواب کہنا چاہیے وہ جناب اجتہاد مآب حائری صاحب مجتہد پنجاب کا ہے وہ اپنے رسالہ موعظۂ تحریف قرآن میں لکھتے ہیں کہ کتب شیعہ میں کوئی روایت تحریف قرآن کی نہیں ہے۔

جواب الجواب نہایت کافی و شافی ہم تنبیہ الحائرین میں لکھ چکے ہیں اور کتب شیعہ سے روایات تحریف قرآن اور ان کے تواتر کی تصریح دکھا چکے ہیں۔ پھر آج تک کئی سال ہوئے حائری صاحب خاموش ہیں۔

تیسرا جواب

جو مولوی حامد حسین صاحب نے استقصاء الافحام میں دیا ہے اور ان کی تقلید کرکے ایڈیٹر

۵ اصلاح نے بھی الشمس میں اس کو حرز جان بنایا ہے۔ حاصل جواب کا یہ ہے کہ کتب شیعہ میں روایات تحریف کے وجود کا بھی انکار نہ کیا جائے ان کی صحت میں بھی کلام نہ کیا جائے بلکہ ان روایات کی تاویل کی جائے۔

مولوی حامد حسین صاحب فرماتے ہیں کہ شیعوں کی روایتیں بھی نسخ تلاوت اور اختلاف قرأت پر محمول ہو سکتی ہیں۔ استقصاء الافحام مجلد اول صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں "پس چرا بر روایات اہل حق زبان طعن دراز میسکنند آیا جائز نیست کہ آنچہ ایشاں از نقصان و تبدیل آیات فرقانیہ روایت می کنند آنہم محمول بر اختلاف قرأت باشد چنانچہ این احتمال را خود اہل حق ہم ذکر می سازند"

جواب الجواب۔ ان تمام تاویلات کا رد النجم کے سابقہ جلدوں میں بحمد اللہ ایسا مفصل درج ہو چکا ہے کہ چون و چرا کی گنجائش باقی نہیں رہی نمونہ کے طور پر چند تاویلات مع جواب درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) مولوی حامد حسین صاحب کا یہ کہنا کہ روایات شیعہ اختلاف قرأت یا نسخ تلاوت وغیرہ پر محمول ہو سکتی ہیں چند وجوہ مردود ہے **اول** یہ کہ روایات شیعہ میں صاف تصریح موجود ہے کہ قرآن

تحریف ہوئی کمی بیشی کی گئی جس سے مقصود کلام خراب ہوگیا اور قرآن مین بے دینی کی باتین درج ہوگئین حتی کہ اس قرآن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین پھر بھلا ان تصریحات کے بعد تاویل کی گنجائش کیونکر ہوسکتی ہے **دوم** یہ کہ خود مولوی حامد حسین اس امر کا اقرار کرچکے ہین کہ روایات شیعہ تحریف قرآن کے بارہ مین نص صریح ہین چنانچہ **استقصاء الافحام** مجلد اول صنا مین لکھتے ہین "اگر بیچارہ شیعہ بمقتضاے احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف ونقصان برزبان آرد ہدف سہام طعن وملام ومورد استہزاء وتشنیع گردد"

نیز ص ۶۴ مین لکھتے ہین "اگر اہل حق از حافظان اسرار الٰہی وحاملان آثار جناب رسالت پناہی کہ ہداۃ اسلام وائمہ انام اند روایت کنند احادیثے را کہ دال ست بر آنکہ در قرآن مبطلین واہل ضلال تحریف نمودند وتصحیف بعمل آوردند" پس باوجود اس اقرار کے ان روایات کو محتمل تاویل کہنا مولوی حامد حسین صاحب ہی کا کام ہے۔**سوم** اختلاف قراءت کا نام لینا مذہب شیعہ سے بے خبری کی دلیل ہے اہل سنت کے یہان تو بیشک قرآن شریف متعدد قراءتون پر نازل ہوا ہے مگر مذہب شیعہ مین تو صرف ایک قراءت ہے متعدد قراءتون پر نزول قرآن کا ائمہ نے انکار کیا ہے۔ کافی باب فضل القرآن ص ۶۷ مین ہے۔

قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان الناس یقولون ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف فقال کذبوا اعداء اللہ ولکنہ نزل علی حرف واحد من عند الواحد۔	راوی کہتا ہے مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ قرآن سات قراءتون پر نازل ہوا تو امام نے فرمایا کہ دشمنان خدا جھوٹے ہین بلکہ قرآن ایک ہی قراءت پر نازل ہوا ہے اور ایک کے پاس سے آیا ہے۔

(۲) ایڈیٹر اصلاح اپنی بعض روایات کی تاویل مین کہتے ہین کہ یہ تفسیر آیت کی ہے مثلاً اصول کافی کے یہ روایت عن ابی جعفر قال نزل جبریل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھٰکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ ایڈیٹر اصلاح کہتے ہین کہ امام باقر علیہ السلام نے جو فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کی تفسیر اس طرح ہونی چاہیے۔

یہ تاویل بھی بچند وجوہ مردود ہے اول یہ کہ تفسیر کرنے کا یہ ڈھنگ وطریقہ کسی کا نہین ہے کہ

[illegible] یون نازل ہوئی تھی صاف الفاظ بتا رہے ہین کہ یہ تفسیر نہین بلکہ آیت مین دراصل یہ لفظ موجود تھا [illegible] گیا۔ **دوم** خود مصنف کافی نے اس روایت کو تحریف ہی پر محمول کیا ہے چنانچہ عنوان باب اسکو [illegible] کر رہا ہے۔ **سوم** تمام محدثین شیعہ نے ان روایات کو تحریف پر محمول کیا چنانچہ ان کی عبارتین [illegible] اول مین نقل ہوچکین ہین۔ **چہارم** یہ تاویل ان روایات مین تو کسی طرح بھی نہین چل سکتی جن مین [illegible] تصریح ہے کہ جامعین قرآن نے فلان مقام سے ایک تہائی قرآن سے زیادہ نکال ڈالا اس لیے [illegible] مطلب آیت کا خبط ہوگیا جیسا کہ احتجاج طبرسی کی روایت مین ہے

(۳) ایڈیٹر اصلاح قرآن مین کمی اور بیشی کی تاویل یہ کرتے ہین کہ ایک مقام سے آیتین نکال کر دوسرے مقام پر لگا دی گئین جہان سے نکالی گئین وہان کمی ہوگئی جہان لگائی گئین وہان بیشی ہوگئی۔ اس تاویل کو اگر ہم مان لین اور محدثین شیعہ کی تصریحات سے بھی قطع نظر کرین تو بھی قرآن کا محرف اور [illegible] اعتبار ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ جہان سے آیت نکالی گئی وہان کا مطلب بھی خلاف مراد الٰہی ہوگیا [illegible] جہان لگائی گئی وہان کا مطلب بھی بدل گیا دونون مقام کی عبارت خبط بے ربط ہوگئی اور دونون [illegible] ناقابل اعتبار ہوگئے۔ دوسری بات سب سے بڑی یہ ہے کہ روایات شیعہ مین یہ تصریح بھی ہے [illegible] آیات خدا نے نہ فرمائی تھی وہ بعد لوگون نے قرآن مین درج کردی جیسا کہ ابھی ہم بحوالہ احتجاج [illegible] ذکر کرچکے ہین۔

الحاصل تاویل کا دروازہ بالکل بند ہے۔ اسی لیے مولوی دلدار علی صاحب صاف لکھ چکے ہین [illegible] روایات کے مان لینے کے بعد تحریف قرآن کا انکار ہو نہین سکتا۔

چوتھا جواب

دراصل حضرات شیعہ کو جو کچھ ناز ہے وہ اسی چوتھے جواب پر ہے اسی کو وہ اپنے لیے حصن حصین [illegible] باقی جوابون کو تو وہ خود بھی سمجھتے ہین کہ دفع الوقتی کے سوا کچھ نہین ہین۔

وہ چوتھا جواب یہ ہے کہ سنیون کی کتابون مین بھی تو تحریف قرآن کی روایتین موجود ہین مولوی دلدار علی [illegible] مرزا محمد کشمیری نے تزہہ مین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام مین بڑا زور اسپر دیا ہے اور بڑی [illegible] سے اہل سنت کی کتابون سے روایتین نقل کی ہین۔ النجم کے مناظرہ حصہ اول مین اور تنبیہ الحائرین [illegible] کافی بحث ہوچکی ہے مگر یہان بھی مختصراً بطور اصول کلی کے کچھ ہم ذکر کرتے ہین۔

جواب الجواب چند امور اس مقام مین قابل غور ہین -
اول بالفرض شیعون کا یہ کہنا کہ اہل سنت کے یہان بھی تحریف قرآن کی روایات ہین صحیح بھی ہو تاہم
الزامی جواب ہوگا جو اہل سنت کے مقابلہ مین کام دیگا لیکن دراصل مذہب شیعہ کی صفائی اس سے کچھ نہ ہوگی
فرض کرو اگر کوئی آریہ یا عیسائی شیعون پر تحریف قرآن کی بابت اعتراض کرے تو شیعہ اسکو کیا جواب دینگے کیا یہی
سامنے بھی یہی کہینگے کہ تنہا ہمین تحریف قرآن کے قائل نہین بلکہ سنیون کی کتابون مین بھی انکی روایتین موجود ہین
دوم یہ الزامی جواب اہل سنت کے مقابلہ مین بھی کام نہین دےسکتا - کیونکہ اہل سنت نے جو روایات تحریف قرآن کی
کتب شیعہ سے نقل کی ہین اول تو ان مین صاف صاف تصریح تحریف کی ہے پھر اس کے ساتھ تین اقرار
علماء شیعہ کے نقل کیے ہین - **اقرار اول** اس امر کا کہ روایات تحریف متواتر ہین زائد از دو ہزار ہین
مسئلہ امامت کی روایات سے کسی طرح کم نہین ہین **اقرار دوم** اس امر کا کہ یہ روایات تحریف قرآن
پر صراحۃً دلالت کرتی ہین **اقرار سوم** اس امر کا کہ انھین روایات کے مطابق اکابر علماء شیعہ صحابۂ ائمہ
سفرای امام غائب تحریف قرآن کے معتقد بھی ہین -
اس کے ساتھ ساتھ امور ذیل بھی قابل لحاظ ہین ۱ زائد از دو ہزار روایات تحریف کے مقابلہ مین ۸
ائمہ معصومین سے عدم تحریف کی ایک روایت بھی منقول نہین ۲ وقوع تحریف حسب اصول شیعہ عقل
کے مطابق ہے کیونکہ جن لوگون کے ہاتھون سے قرآن جمع اور شائع ہوا اُن کو شیعہ بے دین اور دشمن دین
جانتے ہین اور عدم تحریف بالکل عقل کے خلاف ہے ۳ شیعون مین گنتی کے چار آدمی جو منکر تحریف ہین وہ
بھی قائلین تحریف کو کافر نہین کہتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنا ان کے نزدیک ضروری نہین ہے
قرآن کو محرف کہدینے سے ایمان مین کچھ خلل نہین آتا -
پس علماء شیعہ کو اگر دلیل الزامی پیش کرنے کی ہوس تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ انھین سب شرائط کے ساتھ
کتب اہل سنت سے روایات تحریف نقل کرتے یعنی ایسی روایات نقل کرتے جن مین صاف تصریح تحریف کی
ہوتی اور علماء اہلسنت کا اقرار پیش کرتے کہ یہ روایات متواتر ہین اور یہ کہ یہ روایات تحریف پر صراحۃً
دلالت کرتی ہین اور یہ کہ انھین روایات کے مطابق اہل سنت تحریف کے معتقد ہین -
لیکن علماء شیعہ نے ایسا نہین کیا نہ کرسکتے ہین - اب بھی مین اعلان دیتا ہون کہ ان شرائط کے ساتھ
ایک روایت تحریف کی اہل سنت کی کتابون مین دکھادی جائے تو مین کھلے الفاظ مین اعلان دیدونگا

شیعون کا دیا ان بھی قرآن شریف پر نہین ہو سکتا -
حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت کی کتابون مین کوئی ضعیف روایت بھی تحریف قرآن کی موجود نہین ہے
یہی وجہ ہے کہ سلف سے آج تک کوئی سنی کبھی تحریف قرآن کا قائل نہین ہوا اور بلا اختلاف سب
سنی عقیدہ تحریف کو قطعاً کفر سمجھتے ہین -
اہل سنت کی جن روایات کو مولوی دلدار علی - اور مولوی حامد حسین وغیرہ تحریف
کی روایات کہتے ہین ان کے متعلق حسب ذیل امور قابل یاد رکھنے کے ہین -
اول ان روایات مین صاف صاف یہ مضمون نہین ہے کہ قرآن شریف مین تحریف ہوگئی
یا کسی نے کمی بیشی کردی یا اپنی طرف سے کوئی لفظ یا حرف بدل دیا - جیساکہ روایات شیعہ مین
بعضا مین صاف صاف مذکور ہین -
دوم ان روایات مین زیادہ سے زیادہ یہ مضمون ہے کہ فلان سورہ مین اتنی آیتین تھین
یا فلان آیت نازل ہوئی تھی بعض روایات مین اس کے ساتھ یہ تصریح بھی موجود ہے
9 کہ منسوخ ہوگئی بعض مین یہ تصریح نہین ہے -
سوم اہل سنت کے تمام علما و محدثین نے ان روایات کو نسخ تلاوت پر محمول کیا ہے کسی ایک نے
بھی تحریف کا مضمون ان روایات سے نہین سمجھا چنانچہ تفسیر اتقان تفسیر کبیر معالم التنزیل وغیرہ
وغیرہ مین جہان یہ روایات مذکور ہین نسخ کی تصریح بھی موجود ہے اور لطف تو یہ ہے کہ خود علماء
شیعہ بھی مولوی دلدار علی وغیرہ سے پہلے اس امر کو تسلیم کرچکے ہین کہ یہ روایتین نسخ تلاوت
کی ہین علامہ ابو علی طبرسی شیعی اپنی مشہور و مستند تفسیر مجمع البیان مین بذیل تفسیر آیہ کریمہ
ما ننسخ من آیۃ لکھتے ہین وَالنَّسْخُ فِي الْقُرْآنِ عَلٰى ضُرُوبٍ مِنْهَا اَنْ يُرْفَعَ حُكْمُ
الْآيَةِ وَتِلَاوَتُهَا كَمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ
آبَائِكُمْ فَاِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ وَمِنْهَا اَنْ تَثْبُتَ الْآيَةُ فِي الْخَطِّ وَيُرْفَعَ حُكْمُهَا
كَقَوْلِهِ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَهٰذِهِ ثَابِتَةُ اللَّفْظِ
سَاقِطَةُ الْحُكْمِ مَرْفُوْعَةُ الْحُكْمِ وَمِنْهَا مَا يُرْفَعُ اللَّفْظُ وَيَثْبُتُ الْحُكْمُ
كَآيَةِ الرَّجْمِ فَقَدْ قِيْلَ اِنَّهَا كَانَتْ مُنَزَّلَةً فَرُفِعَ لَفْظُهَا وَقَدْ جَاءَتْ

اَخْبَارٌ کَثِیْرَۃٌ بِاَنَّ اَشْیَاءَ کَانَتْ فِی الْقُرْاٰنِ فَنُسِخَ تِلَاوَتُھَا فِیْھَا مَااُرْوِیَ
عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقْرَءُوْنَ لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی
اِلَیْھِمَا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللہُ عَلٰی مَنْ تَابَ
ثُمَّ رُفِعَ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ السَّبْعِیْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَۃَ قُرِئَ
فِیْھِمْ قُرْاٰنٌ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ
اِنَّ ذٰلِکَ رُفِعَ **ترجمہ** نسخ قرآن میں کئی قسم کا ہوا ہے ازانجملہ یہ کہ آیت کا حکم اور اسکی
تلاوت دونوں منسوخ ہوجائیں جیساکہ ابوبکرہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لاترغبوا عن
آباءکم فانہ کفر بکم پڑھا کرتے تھے اور ازانجملہ یہ کہ آیت کی کتابت باقی رہے یعنی تلاوت منسوخ
نہ ہو مگر حکم منسوخ ہوجائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار
اس آیت کے الفاظ تو کتابت میں قائم ہیں مگر حکم منسوخ ہے اور ازانجملہ یہ کہ آیت کی تلاوت منسوخ
ہوجائے مگر حکم باقی رہے جیسے آیت رجم پس بہ تحقیق کہا گیا ہے کہ آیت رجم نازل ہوئی تھی تلاوت
اسکی منسوخ ہوگئی اور بہ تحقیق بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ کچھ آیتیں قرآن میں ایسی تھیں
جنکی تلاوت منسوخ ہوگئی منجملہ اُن کے ایک روایت وہ ہے جو ابوموسیٰ سے منقول ہے کہ لوگ
لو کان لابن آدم وادیان من مال الخ کی تلاوت کرتے تھے پھر وہ منسوخ ہوگئی اور انس سے روایت
ہے کہ ستر انصار جو بیر معونہ میں شہید ہوگئے تھے ان کے متعلق ایک قرآن یعنی کچھ آیتیں نازل
ہوئی تھیں بلغوا عنا قومنا الخ پھر منسوخ ہوگئیں - اس کے بعد صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں
قَدْ ذَکَرْنَا حَقِیْقَۃَ النَّسْخِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ یعنی نسخ کی جو حقیقت محققین کے نزدیک
تھی ہم نے بیان کردی معلوم ہوا کہ تمام محققین شیعہ نسخ کی ان تین قسموں کو مانتے ہیں اور
ان روایات کو نسخ پر محمول کرتے ہیں نہ تحریف پر - تعجب ہے کہ مولوی دلدار علی و مولوی حامد حسین
وغیرہ نے اپنے علما کی ان تصریحات سے آنکھ بند کرکے ان روایات کو تحریف کی روایات کہہ دیا
حالانکہ یہ تحریف کی روایات نہیں ہیں تحریف کی روایات تو وہ ہیں جو کتب شیعہ کے ساتھ مخصوص ہیں
چہارم - یہ کہ ان روایات میں سے اکثر کی صحت بھی ثابت نہیں دو ایک روایات ایسی ہیں جن کو
صحیح کہا جاسکتا ہے جیسے آیت رجم کی روایت تو وہ بھی اخبار احاد کی حد میں داخل ہیں علمائ

اہل سنت میں سے کسی ایک نے بھی ان روایات کو متواتر نہیں کہا نہ ان روایات کا متواتر ہونا
کوئی ثابت کرسکتا ہے - اسی وجہ سے محدثین و مفسرین کی ایک جماعت نے سرے سے نسخ
تلاوت کا انکار کردیا ہے اور کہا ہے کہ جن روایات سے بعض آیات کا منسوخ التلاوۃ ہونا
ثابت ہوتا ہے وہ سب اخبار احاد ہیں ظنی ہیں ان کی بنا پر کسی آیت قرآنی کے نزول اور نسخ
کا حکم نہیں لگایا جاسکتا علامہ سیوطی تفسیر اتقان میں لکھتے ہیں -
تنبیہ حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار ھذا الضرب لان الاخبار
فیہ اخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن ونسخہ باخبار احاد لاحجۃ فیھا
ترجمہ آگاہ کرنے کی ایک بات یہ ہے کہ قاضی ابوبکر نے اپنی کتاب انتصار میں علما کی ایک
جماعت نسخ کی اس قسم کا انکار نقل کیا ہے کیونکہ روایتیں اس بارہ میں اخبار احاد ہیں اور جائز
نہیں ہے یقین کرنا قرآن کے نازل ہونے پھر منسوخ ہوجانے کا اخبار احاد کی بنا پر جو کسی
طرح سند نہیں ہوسکتیں **لہٰذا** بالفرض محال اگر یہ روایات تحریف کی بھی ہوتیں تو واجب الرد
تھیں کیونکہ قرآن شریف متواتر ہے غیر متواتر روایت کیونکر اسکا مقابلہ کرسکتی ہے - ١١
بخلاف روایات تحریف کے جو کتب شیعہ میں ہیں کہ ان کے متواتر ہونے کا زائد از دو ہزار
ہونے کا مسئلہ امامت کی روایات کے ہم پلہ ہونے کا علمائے شیعہ کو اقرار ہے -
پنجم ان روایات میں ایک روایت بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے
ازانکہ صحابہ کرام کیطرف منسوب ہیں اور اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق سوا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی معصوم نہیں لہٰذا بالفرض محال یہ روایات متواتر بھی ہوتیں اور
بالفرض محال تحریف قرآن پر دلالت بھی کرتیں تو بھی بیکار تھیں کیونکہ ان میں غیر معصوم کے
اقوال ہیں بخلاف روایات شیعہ کے کہ ان میں ان کے ائمہ معصومین کے اقوال ہیں -
ششم - اہل سنت میں کوئی شخص تحریف قرآن کا قائل نہیں بالاتفاق سب اس عقیدہ کو
کفر جانتے ہیں - اہل سنت کے اس اعتقاد کا اقرار علمائے شیعہ نے بھی کیا ہے مولوی حامد حسین
صاحب استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں "در مصحف عثمانی کہ اہل سنت آن را قرآن
کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آن را ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند"

ہفتم اہل سنت کے متفقہ عقائد مین تحریف قرآن قطعاً نا ممکن و محال ہے اور اس کے محال ہونے پر عقلی دلائل بھی ہین آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ بھی اسپر دلالت کرتی ہین اجماع سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے ۔ اہل سنت کے نزدیک قرآن شریف کے بہت سے معجزات مین سے ایک معجزہ عدم تحریف بھی ہے ۔

اس بحث کو چونکہ ہم مناظرہ حصہ دوم مین بہت بسط کے ساتھ لکھ چکے ہین لہذا یہان ان دلائل کی طرف اجمالی اشارہ کافی ہے ۔ بخلاف شیعون کے کہ ان کے یہان نہ کوئی عقلی دلیل تحریف قرآن کے محال ہونے کو بتاتی ہے بلکہ چونکہ وہ صحابہ کرام کو دشمن دین جانتے ہین لہذا عقلی دلیل قرآن کے محرف ہونے کو بتا رہی ہے اور نہ کسی آیت قرآنی سے ان کے یہان تحریف قرآن کا محال ہونا ثابت ہوتا ہے آیہ انا لہ لحافظون مین شیعہ کہتے ہین کہ ضمیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے اور آیت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مراد ہے کبھی کہتے ہین کہ ضمیر تو قرآن ہی کی طرف پھرتی ہے مگر قرآن کی حفاظت لوح محفوظ مین مراد ہے ۔ نیز شیعون کے یہان متواتر کیا معنی کوئی ضعیف روایت بھی تحریف قرآن کے خلاف 12
نہین بلکہ جس قدر روایات ہین سب تحریف قرآن کے موئد ہین ۔ علی ہذا شیعون کا اجماع بھی تحریف قرآن کے خلاف نہین ہے بلکہ ان کا اجماع تحریف قرآن کے وقوع پر ہے ۔ لہذا اہل سنت کے یہان کوئی روایت تحریف قرآن کے ہو نہین سکتی اور بالفرض کفرض المحال ہو تو وہ واجب الرد ہے ۔

ان سات امور کے اچھی طرح محفوظ کر لینے کے بعد کسی شیعہ کی طاقت نہین کہ اہل سنت کی کتابون سے تحریف قرآن ثابت کرنے کا دعوی کرے ۔ لہذا یہ چوتھا جواب بھی حضرات شیعہ کے لیے کچھ مفید نہین ہو سکتا ۔

المختصر قرآن شریف کی وجہ سے شیعون کی جان ضیق مین ہے اگر قرآن شریف پر ایمان لاتے ہین اور اس کو ہر قسم کی تحریف سے پاک کہکر قائلین تحریف کو بیحد کہتے ہین تو شکل سارا مذہب مع تمامی علمای مذہب ہاتھ سے جاتے ہین اور اگر قرآن پر ایمان نہ ہونے کا اقرار کرتے ہین تو مسلمانون کی فہرست سے نام کٹا جاتا ہے اللہ تعالی ان بیچارون کی حالت پر رحم کرے اور اس کشمکش سے ان کو نجات دے ۔

تتمہ

الحمد للہ کہ مسالہ ایمان بالقرآن کا بیان چارون نمبرون مین تمام ہو گیا جو شخص انصاف کی آنکھ سے ان چارون کا مطالعہ کریگا اسکو مذہب شیعہ کے باطل ہونے مین ذرہ برابر شک باقی نہین رہ سکتا ۔

آجکل کے بعض شیعون نے اپنے متقدمین سے بھی سبقت کر کے کچھ نئے جوابات کا اضافہ کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ ان کا نمونہ بھی اس تتمہ مین ہدیۂ ناظرین کر دیا جائے ۔

(۱) کہتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہے اور تحریف کی روایات ایمان مین خلل انداز نہین ہو سکتین جس طرح مسلمانون کا ایمان توارت و انجیل پر ہے باوجودیکہ وہ توارت و انجیل کو محرف جانتے ہین بالکل اسیطرح شیعون کا ایمان قرآن مجید پر ہے ۔

جواب اسکا بچند وجوہ ہے ۔ **اولاً** یہ کہ توارت و انجیل مین اور قرآن شریف مین بڑا فرق ہے توارت وانجیل منسوخ کتابین ہین ان پر عمل کرنا نہین ہے لہذا ان پر صرف اسی قدر ایمان کافی ہے کہ اس نام کی کتابین خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھین ان کے موجودہ نسخون پر ایمان لانے کی ضرورت نہین بخلاف قرآن شریف کے کہ وہ غیر منسوخ اسکے احکام قیامت تک واجب العمل لہذا اسکے موجودہ نسخون پر ایمان لانا بھی ضروری ہے ۔

ثانیاً یہ کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ایسا بھی نہین ہو سکتا جیسا کہ مسلمانون کا توارت وانجیل پر ہے یعنی صرف اتنی بات پر بھی شیعون کا ایمان ممکن نہین کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے اتری تھی کیونکہ جب مذہب شیعہ نے تمام صحابہ کرام کو بلا استثنا جھوٹا مان لیا تو اس امر کا بیان کرنے والا کہ قرآن نام کی کتاب نازل ہوئی تھی صحابہ کرام کے سوا کون ہے وہی جھوٹے لوگ ہین اور جھوٹے کی گواہی قابل اعتبار نہین ۔

اگر شیعون نے تمام صحابہ کرام کو جھوٹا نہ مانا ہوتا صرف تحریف قرآن کے قائل ہوتے تو البتہ وہ کہسکتے تھے کہ ہمارا ایمان قرآن پر ایسا ہے جیسا مسلمانون کا توارت وانجیل پر ۔

(۲) کہتے ہین کہ اگر قرآن موجود پر ایمان رکھنا ضروری ہے تو اس قرآن کا وجود تو حضرت عثمان کے

زمانہ مین ہوا حضرت ابو بکر و حضرت عمر کا ایمان کس قرآن پر تھا ۔
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قرآن موجود بالکل مطابق اس قرآن کے ہے جو زمانہ رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے عہد مین رائج تھا لہذا انکا ایمان
بھی قرآن موجود پر ظاہر ہے ۔

(۳) کہتے ہین کہ تحریف قرآن کے عقیدہ مین کچھ خرابی نہین جو کچھ الزام اسکا ہے
وہ تحریف کرنے والون پر ہے اور یہ اعتراض کہ حضرت علی نے تحریف کیون کرنے دی اپنے
زمانہ خلافت مین غیر محرف قرآن کی اشاعت کیون نہ کی کسی طرح قابل التفات نہین جناب
رسالت مآب کے زمانہ مین توراۃ وانجیل مین تحریف ہوئی انھون نے اس تحریف کو کیون نہ
روکا یا اصلی توراۃ وانجیل کو کیون نہ شایع کیا ۔

جواب یہ ہے کہ توراۃ وانجیل کی مثال یہان کسی طرح زیبا نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور مسلمانون پر توراۃ وانجیل کی حفاظت یا اس کے اصلی نسخون کی اشاعت فرض نہ تھی اور
کیون فرض ہوتی جبکہ وہ کتابین منسوخ ہو چکی تھی بخلاف قرآن شریف کے کہ اسکی حفاظت 14
واشاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض تھی اور مسلمانون پر بھی لہذا اگر قرآن کو محرف
مانا جائے تو ضرور حضرت علی پر الزام مذکور عائد ہوگا ۔ اور جو جو خرابیان عقیدہ تحریف قرآن کی
ہم بیان کر چکے ہین سب مذہب شیعہ پر عائد ہونگی ۔

(۴) کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح فریقین کی کتابون مین ہے کہ حضور
نے مسلمانون کو فرمایا کہ تم قدم بقدم بنی اسرائیل یعنی یہود ونصاری کے چلوگے اور مسلّم ہے کہ یہود و
نصاری نے اپنی کتب سماوی مین تحریف کی پس بموجب اس حدیث کے ضروری ہوا کہ مسلمان
بھی قرآن مین تحریف کرین ۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ قرآن کا محرف ہو جانا ضروری تھا ۔

جواب یہ کہ اس حدیث کا یہ مطلب قطعًا نہین ہو سکتا کہ حضور نے تمام مسلمانون کی بابت
فرمایا کہ سب کے سب بلا استثنا یہود ونصاری کے قدم بقدم ہو جائینگے ضرور ہے کہ حضور
کا یہ ارشاد بعض کلمہ گویان اسلام کے بابت مانا جائے ورنہ شیعہ اپنے گروہ کو اپنے امامون کو
بھی اس جرم کا مرتکب ماننے پر مجبور ہونگے ۔ اور جبکہ بعض مسلمان اس خطاب کے مورد ہوئے

تو تحریف قرآن کا ارتکاب بعض کلمہ گویان اسلام سے ثابت ہو جانا کافی ہے اور صحیح مصداق
اس کے بانیان مذہب شیعہ ہین انھون نے قرآن مین تحریف کی بڑی بڑی کوششین کین یہ دوسری
بات ہے کہ ان کی تحریف چل نہ سکی ان کی محرف آیتین انھین کے کتابون مین درج ہو کر رہ گئین

دوسری بات یہ ہے کہ تمام باتون مین یہود ونصاری کا قدم بقدم ہونا بھی مراد نہین
یہودیون نے پیغمبرون کو قتل کیا تھا مسلمانون کا کسی پیغمبر کو قتل کرنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے
نبوت ختم ہو چکی لہذا تحریف کتاب الہی مین بھی یہود ونصاری کا پیرو ہونا کچھ ضروری نہین
خصوصًا جبکہ قرآن مجید کی حفاظت کا خدا ذمہ دار ہو چکا تو اس کو ضرور ان امور سے مستثنی کیا
جائیگا جن مین پیروی یہود ونصاری بعض کلمہ گویان اسلام سے صادر ہوگی ۔

(۵) بعض شیعہ گھبرا کر یہ بھی کہدیتے ہین کہ اگر ہمارا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے تو علمای
اہل سنت نے ہمارا شمار فرق اسلامیہ مین کیون کیا نیز زمانہ حال کے بعض لوگون کے اقوال
پیش کرتے ہین کہ انھون نے اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہین ہین ۔
15 **جواب** اسکا یہ ہے کہ علمائے مسلمین نے تمھارا شمار فرق اسلامیہ مین محض اس وجہ سے
کیا ہے کہ تم زبان سے کلمہ اسلام پڑھتے ہو نیز ان علما کو تمھاری اس عقیدہ کی بالکل خبر
بھی نہ تھی وہ نہین جانتے تھے کہ تم قرآن کو محرف مانتے ہو قرآن کے ایک حرف کے انکار سے آدمی دائرہ
اسلام سے خارج ہو جاتا ہے چہ جائیکہ پورے قرآن کو مشکوک ماننا اور زمانہ حال کے جن
صاحبون نے تمھارے قائل تحریف ہونے سے انکار کیا ہے ان کا انکار تو محض عدم تحقیق پر
مبنی ہے ۔ ان لوگون نے تمھارے ان چار اشخاص کے اقوال سے دھوکا کھایا ہے جو تحریف کے
منکر ہین انھون نے اس بات کی تحقیق نہین کی کہ آیا انکار تحریف ان اشخاص کی ذاتی رائے ہے
یا مذہب شیعہ مین اسکی اصلیت ہے ۔

بات اصل یہ ہے کہ مسلمان اور قرآن کو محرف کہے یہ بات اس قدر بعید از قیاس ہے کہ
کوئی عقلمند اول وہلہ مین اس کے ماننے کے لیے تیار نہین ہو سکتا شیعون کی کلمہ گوئی کو دیکھکر
یہ خیال بھی جاتا ہے کہ شیعون پر عقیدہ تحریف قرآن کا الزام بیجا ہے پھر اس کے بعد جب چار
اشخاص منکر تحریف نظر آتے ہین تو اس خیال کو اور بھی قوت ہو جاتی ہے لیکن جب کوئی شخص

تحقیق پر آمادہ ہو اور مذہب شیعہ کو اول سے آخر تک دیکھے تب اسکو روز روشن کی طرح نظر آتا ہے کہ یہاں تو کچھ اور ہی معاملہ ہے اس وقت یہ عقدہ اسپر کھل جاتا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

بعض مسلمانوں کو عیسائیوں اور آریوں سے بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے کہ کلمہ گویان اسلام میں سے کوئی فرقہ تحریف قرآن کا قائل ثابت ہو مگر غور سے دیکھا جائے تو کوئی بات غیرت کی نہیں اول تو شیعوں کا قائل تحریف ہونا ہمارے چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔ دوسرے عیسائی اور آریہ جس قدر اعتراضات قرآن شریف پر کرتے ہیں سب کا ماخذ کتب شیعہ ہیں لہذا جب ان کو معلوم ہو جائیگا کہ جمہور اہل اسلام خود ہی اس عقیدہ کی بابت شیعوں کو ملزم قرار دے رہے ہیں تو پھر وہ ہمارے سامنے کسیطرح ان کے اقوال پیش کر سکیں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ النجم کے ذریعہ سے یہ مسئلہ پوری روشنی میں آگیا اگر کوئی شیعہ طالب حق ہو اور وہ مذہب شیعہ کو اسلام کی شاخ اور دین الہی کی اصلی تعلیم سمجھ کر مذہب شیعہ میں آیا ہو تو امید ہے کہ اسکو ضرور میرے ان رسائل سے فائدہ ہوگا - وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۶

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
علم الفقہ ازمولانا عبدالشکور	فقہ حنفی کی کتب سے ضروری مسائل عام فہم اردو میں منتخب کئے گئے ہیں (۱) زبان نہایت صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مفتی بہ مسائل (۳) حتی الامکان کوئی مسئلہ چھوٹنے نہیں پایا فقہ کی کسی دوسری کتاب میں اس کثرت سے مسائل یکجا نہ ملیں گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی حاشیہ پر (۶) ہر جلد کے آخر میں جہل حدیث اور جہل آثار فاروق اعظم بالفعل چھ جلدیں اس کتاب کی تیار ہیں۔	جلد اول [illegible] جلد دوم [illegible] جلد سوم [illegible] جلد چہارم [illegible] حصہ خطوط [illegible] جلد پنجم و ششم [illegible]
ترجمہ ازالۃ الخفاء	اس کتاب میں سات ہزار پانچسو صحابہ کرام کے حالات ہیں اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں تھی اور اب سات جلدیں تیار ہیں اور اب بہت کم نسخہ باقی ہیں۔	فی جلد [illegible] ۱۲
ترجمہ تاریخ طبری	عربی کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ - پہلی جلد تیار ہے - جس میں ابتدائے آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہیں۔	[illegible]
[illegible]	جلد اول ڈبل [illegible] باوائی کلمہ سادہ سفید [illegible] زرد [illegible]	
ترجمہ فتاوی عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی کے فتووں کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل دلچسپ	[illegible]
تفسیر آیۃ تطہیر	آیت تطہیر یطہرکم تطہیرا تفسیر شیعوں کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت میں انھوں نے آل عبا کو مراد لیا لہذا اہل سنت کی قرآن اور لغت سے تحقیق۔	۶
تفسیر آیۃ مودۃ القربی	آیۃ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعوں کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	۴
[illegible]	از مدیر النجم	۴
[illegible]	نسبہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے [illegible] آجتک جو اب دیکھے ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور شیعوں پر [illegible] قرآن کے بیان کوئی تحریف کی روایت نہیں تکملہ میں چالیس پرلطف مسائل مذہب شیعہ کے ہیں۔	۱۲
[illegible]	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم میں	۴
[illegible]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ قدسیہ صرف قرآن مجید سے لکھی گئی ہے اسمیں بے پناہ استدلالات ہیں	۴
[illegible]	از مدیر النجم	۳
[illegible]	عیسائیوں کی کتابوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان	۱

تحفۂ محمودیہ	حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل وہابیہ کو خاندان شاہی دہلی کے لئے لکھا تھا۔	۳؍
تحقیق بیان	رسالہ تحقیق مسجد ۔ جابجا نجم لطیف ۔ مصنفہ مولوی اکرام حسین صاحب کاکوروی	۶؍
...	مصنفہ اعلیٰ حضرت مدیر النجم	۳؍
...	ایڈیٹر اصلاح کا مناظرہ سے فرار	۲؍
...	ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لئے مقرر کیا تھا۔	۱؍
مناظرہ بمبئی	بمبئی میں شیعہ علماء میں شیعوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے حقیت خلافت ثابت کی گئی ۔	۳؍
فتح مبین	شیعوں کے قبلہ وکعبہ ایڈیٹر اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز آکر مغلوب ہونا	۲؍
سیر رنگون	رنگون میں خواجہ کمال الدین مرزائی حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد میں ۔ نہایت ہی جامع کتاب ہے	۱۰؍
چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی جمع کی ہوئی چالیس حدیثیں نماز روزہ کے متعلق ۔	۲؍
مجموعہ وظائف متبرکہ	جس میں یہ رسالے ہیں حزب البحر ۔ حزب اعظم ۔ دعائے گنج ۔ چہل اسمائے اعظم اسمائے اصحاب بدر ۔ شجرہ ۔ قصیدہ منظوم	۶؍
احسن الوصایا	بہترین وعظ ہر قسم کی نصیحتیں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے ۔	۲؍
انصاف	صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں جس قدر فقہی اختلافات ہوئے ان کے وجوہ و اسباب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف اور مدیر النجم کا اردو ترجمہ ہے اصل کتاب مع ترجمہ چھپی ہے۔	۳؍
تقدیر و تدبیر	مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا فرض کس درجہ میں ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	۳؍
آفتاب حق و جفا	مصنفہ مولوی عبد الحکیم صاحب بنگالی ۔	۲؍
ہفت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی	۱؍
فتوی تعزیہ داری	تعزیہ داری کی حرمت میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا فتویٰ ۔	۱؍
تحفۃ لاثانی	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو بمقام لکھنؤ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب اور مولوی شاہ احمد صاحب کانپوری سے ہوا	۳؍
رسالہ تحریف و...	نہایت محققانہ دلائل سے شیعہ کا محرف ہونا ثابت کیا ہے	۳؍
مباحثہ مکیریان	اس معرکۃ الآرا مباحثہ کی روئداد جو شیعوں سے بمقام مکیریان ضلع ہوشیارپور ہوا ۔	۶؍
حقیقۃ المتعہ معروف بہ کسوٹی کی کسوٹی	شیعیان اودھ کا رسالہ حق کی کسوٹی کا جواب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ میں دیا ہے مضامین نہایت محققانہ اصولی دلائل وہ ایک شیعہ کو ... ثابت کر دکھائیں	۳؍

رسالۂ النجم لکھنؤ

نمبر ۲۱ و ۲۲

نمبر	۱۵ و ۳۰ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ	جلد

باہتمام ... مطبع ... المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

قواعد

(۱) یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۱۰ و ۲۲ تاریخ کو شائع ہوا کرے گا۔
(۲) رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات و ٹائٹل کے ۳۲ صفحے ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زائد بھی ہو جاتا ہے۔
(۳) عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا۔

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
[illegible]	[illegible]	[illegible]

ممالک غیر سے بقدر زیادتی محصول قیمت میں اضافہ ہوجائے گا۔ عہ سالانہ چندہ دینے والے معاونین میں شمار ہوں گے
(۴) چندہ ہر حال پیشگی لیا جائے گا۔
(۵) سال کا آغاز ماہ محرم سے ہے
(۶) جو اصحاب درمیانی سال میں خریداری کریں گے اگر نصف سال نہ ہوا ہوگا تو آغاز سال سے اور بعد نصف سال کے جب سے وہ چاہیں گے پرچہ کا اجرا ہوگا۔
(۷) نمونہ کا پرچہ ۳ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے
(۸) غیر موصولی پرچہ آئندہ اشاعت سے پہلے طلب کر لینا چاہئیے
(۹) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانوں میں اتباع شریعت کی روح پھونکنا مخالفین اسلام کے اندرونی حملوں کا جواب دینا بالخصوص شیعوں کے حملے بہت زیادہ ہیں اور تمام ہندوستان میں ان کا جواب دینے والا نہیں ہے اس لئے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔
جو اہل علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد پر کوئی مضمون عنایت فرمائینگے نہایت شکر گزاری کے ساتھ شائع کر دیا جائیگا۔

فہرست کتب موجودہ دفتر النجم

نام کتاب

علاج معصیت
دست غیب
تفسیر آیہ قتال مرتدین و آیت ولایت
اسلام کا اتالیق
اسلام کے حسنات
پنج گنج وزیدہ
الدر المکنون
راحۃ المحزون فی شرح الطاعون
حقوق الاسلام
احسن التعلیم
تفسیر آیت سورت احزاب - اس کتاب میں [illegible] شرح و بسط سے عربوں کو جہاد کے واسطے ترغیب دینا اور پھر اصحاب حدیبیہ کے حالات اور خدا تعالی کی اصحاب رسول سے خوشنودی اور عطایا ایزدی پھر وہ اصحاب جو حدیبیہ میں شریک نہ تھے
افسوس و حسرت
تحفہ اثنا عشریہ فارسی - یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی تصنیف ہے۔ بڑا مو[illegible] الا شیعوں کا رد ہے۔

المشتہر - منیجر دفتر النجم لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

النجم لکھنؤ - (دور جدید) نمبر ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ جلد ۳
۱۰ و ۲۲ ذیقعدہ و ۷ ذیحجہ ۱۳۴۲ ہجری

النجم کی خدمات

اس موضوع پر لکھنے کے لئے بجائے میرے کوئی دوسرا شخص زیادہ مناسب تھا کیونکہ مجھے یاد بھی نہیں کہ اس طویل مدت میں کیا کیا خدمات النجم سے ظہور میں آئیں اور بہت ممکن ہے کہ جو خدمات ذکر سے رہ جائیں وہ بہ نسبت مذکورہ خدمات کے زیادہ قابل ذکر ہوں۔

النجم کی اشاعت سے پہلے کچھ دنوں میرا قیام دہلی میں تھا غالبا یہ زمانہ ۱۳۲۲ھ سے قبل کا ہے اس وقت سب سے پہلے رسالہ اصلاح میری نظر سے گزرا جس میں یہ دلخراش مضمون کچھ عجب انداز سے لکھا گیا تھا کہ شیخین کا روضہ پیغمبر میں مدفون ہونا ناجائز ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نبی کے گھر میں بغیر اذن داخل ہونے کی ممانعت کی ہے یہ پہلا دن تھا کہ شیعوں کے قلم سے ایک ناپاک حملہ بزرگان اسلام کی شان میں دیکھکر دل کو صدمہ ہوا اسی وقت میں نے اسکا جواب لکھا جو کرزن گزٹ میں شائع ہوا۔ حالت یہ تھی کہ شیعوں کے خلاف اگر کوئی دفاعی مضمون بھی لکھا جائے تو کوئی اس کے چھاپنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔

اسکے بعد جب لکھنؤ آنا ہوا تو یہاں کی حالت ہی دگرگوں پائی شیعوں کے مشہور واعظ مقبول احمد صاحب کا نیا نیا عروج تھا امرائے شیعہ اپنے یہاں علانیہ مجلسیں کرتے تھے اور مقبول احمد صاحب بیان فرماتے تھے بیان کیا تھا کھلے الفاظ میں تبرا ہوتا تھا مراسم قدیم کی بنا پر سنی

بھی ان مجالس مین شریک ہوتے اور شریک کئے جاتے تھے تھوڑے ہی دنون مین تمام شہر مین ایک شور برپا ہوگیا اسپر طرہ یہ کہ گلی کوچون مین جو شیعہ کسی سنی کو دیکھ لیتا تھا تو اس سے کہتا تھا کہ دیکھو ہمارے مولوی صاحب تمھارے مذہب کا کس طرح رد فرمارہے ہین اب تمھارے یہان کوئی نہین جو ان کا جواب دے - اس وقت سے پہلے لکھنؤ مین کبھی شیعون کی یہ جرأت نہین ہوئی حتی کہ اپنے سلطنت کے زمانہ مین بھی -

استاذی المرحوم مولنا سید محمد عین القضاۃ صاحب نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ کا علاج بہت ضروری ہے ادھر مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی مرحوم کا بھی اصرار ہوا اور چونکہ بعض آخری کتابون مین میرے ہم سبق بھی تھے لہذا ان کا اصرار بہت زیادہ ہوا الغرض مین نے اسی وقت مقبول احمد صاحب کو ایک خط لکھا کہ سنا گیا ہے کہ آپ اپنی مجالس مین مذہب اہلسنت پر اعتراضات کیا کرتے ہین اگر یہ سچ ہے تو مین چاہتا ہون کہ ان اعتراضات کو آپ میرے سامنے بیان کرنے کی تکلیف گوارا فرمائین اس خط کے پہونچتے ہی تمام مجلس مین ایک ہلچل پڑگئی اور کئی دن کے بعد اس خط کا یہ جواب ملا کہ مین اسی وقت فیض آباد نواب شفاء الدولہ کے خاندان کا طبیب ہوکر جا رہا ہون چنانچہ وہ تشریف لیگئے مناظرہ کبھی راضی نہوئے مگر تبرا بازی بھی ترک نہ کی جسکی سزا انکو ملی یعنی ایک ہزار روپیہ جرمانہ ان پر ہوا۔

اس وقت لکھنؤ کی حالت یہ تھی کہ دو اخبار شیعون کے یہان سے نکل رہے تھے ایک الحکم اور دوسرا اخبار امامیہ۔ اور اصلاح اور شیعہ کھجوہ ضلع سارن سے نکلتا تھا - ان اخبارون مین جو ناقابل برداشت حملے مذہب اہلسنت پر ہوتے تھے ان کا کوئی جواب ہماری طرف سے نہ ہوتا تھا اگر کوئی جواب دینے کا ارادہ بھی کرتا تو اسکی اشاعت کی کوئی صورت نہ تھی -

اسی اثنا میں الحکم نے ایک مضمون زیر عنوان "نماز بنا بر مذہب ابو حنیفہ" شائع کیا جو خاص شیعون کی دل آزاری کیلئے لکھا گیا تھا اور رسالہ شیعہ مین ناول کے پیرایہ مین ایک مضمون نکلنا شروع ہوا جس کا عنوان "عالم برزخ مین واویلا" تھا اس مضمون کے ایک نمبر مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی نسبت ایسے فحش اور ناپاک کلمات تھے کہ کسی بازاری عورت کی نسبت بھی کوئی مہذب شخص استعمال نہیں کر سکتا

یقینا اگر کسی آریہ نے ایسا مضمون لکھا ہوتا تو مسلمان بہت شور کرتے مگر چونکہ لکھنے والے شیعہ تھے اس لیے کسی نے کچھ احساس نہ کیا -

ان سب حالات کو دیکھکر النجم کا آغاز کیا گیا - النجم کے شائع ہوتے ہی شیعون مین ایک غیر معمولی تگ و دو شروع ہوئی اور ہر قسم کی کوشش اسکے بند کرانے کے لئے کی گئی - مگر خدا کے فضل سے کوئی کوشش کارگر نہوئی -

کئی سال تک النجم اخباری شکل مین ہفتہ وار رہا اسکے بعد پندرہ روزہ رسالہ کی صورت مین کردیا گیا اسکے بعد کچھ دنون بند رہا پھر خدا کی تائید سے شروع ہوا اور اب دور جدید مین پہلے تو ماہوار تھا مگر اب بعونہ تعالی پندرہ روزہ ہے -

النجم نے اس زمانہ مین جو خدمتین کین اجمالی طور پر ان کا تذکرہ حسب ذیل ہے -

(۱) شیعون کی بہت سی مشہور کتابون کی لاجوابی کا غلغلہ اسنے مٹا دیا مثلاً استقصاء الافحام جسکی بابت شیعہ یہ کہتے تھے کہ یہ کتاب امام غائب کی مدد سے لکھی گئی ہے اسکا جواب کوئی سنی نہین لکھ سکتا النجم نے اسکے متعدد مضامین کا جواب شائع کیا خصوصاً بحث تحریف قرآن اور بحث قدح احادیث کا تو مکمل جواب دیا جواب الجواب کے لئے شیعون کی متفقہ قوت صرف ہوگئی مگر آخر سب پر مہر سکوت لگ گئی -

(۲) شیعی رسائل و اخبار جو بلا خوف مزاحمت مذہب اہل سنت پر حملہ کیا کرتے تھے انکے جوابات النجم مین نہایت محققانہ شائع ہوئے کہ بہت سے رسائل تو بند ہوگئے مثل اخبار امامیہ لکھنؤ و الحکم لکھنؤ کے اور ایڈیٹر اصلاح نے اپنے رسالہ اصلاح نمبر ۱ جلد ۲۱ مین یہ اعلان شائع کیا کہ اب مین اہل سنت کے خلاف مضامین نہ شائع کرونگا -

شیعون کو اپنے گھر مین بیٹھکر لکھنے کی اور زمین آسمان کے قلابے ملانے کی بڑی مشق ہے مگر حق تعالی کی تائید سے النجم نے ان کی اس مشق کو بیکار کردیا اور ان مین ہمت نہ رہی کہ اپنے گھر مین بیٹھکر بھی اہل سنت کا رد لکھین -

(۳) النجم نے مذہب شیعہ کی اصلی حقیقت کو عالم آشکار کر دیا بہت سی باتین جن سے عوام کیا خواص بھی واقف نہ تھے النجم کے ذریعہ سے اس طرح مشتہر ہوگئین کہ تمام ہندوستان مین

اُن کا چرچا ہوگیا۔

مثلاً یہ مسالہ کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور مثلاً یہ کہ شیعون کا ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ختم نبوت پر ناممکن ہے اور یہ کہ جھوٹ بولنا مذہب شیعہ مین اعلیٰ ترین عبادت ہے۔

مسالہ ایمان بالقرآن پر بہت سی زبردست کتابین بھی تصنیف کی گئین اور بڑے معرکۃ الآرا مناظرہ بھی ہوئے۔ جس سے یہ مسالہ پوری روشنی مین آگیا۔

(۴) النجم نے شیعون سے مناظرہ کرنے کی بساط بالکل بدل دی پہلے یہ تھا کہ شیعہ صحابہ کرام پر اعتراض کرتے تھے حتی کہ نعوذ باللہ ان کے ایمان ثابت کرنیکا ہم سے مطالبہ کیا کرتے تھے اور ہمارا پہلو مدافعانہ ہوتا تھا مگر اب تمام علماء نے مان لیا کہ جب شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو ان سے کسی اور مسئلہ پر گفتگو کرنا بیکار ہے اور کسی دوسرے مسالہ مین دخل دینے کا ان کو حق بھی نہیں ہے۔

(۵) شیعہ سنی کا مناظرہ ایک نایاب چیز تھی النجم کی کوششون سے کئی ایک معرکۃ الآرا مناظرے صوبہ متحدہ اور پنجاب مین ہوئے جن سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ شیعون کے مذہب کی حقیقت سب پر منکشف ہوگئی اور شیعون سے مناظرہ کرنے کا طریقہ عام طور پر لوگون کو معلوم ہوگیا۔

(۶) سنیون کو شیعون کے حملون سے باخبر بنانے کا صرف النجم ہی ایک واحد ذریعہ تھا اگرچہ پوری بیداری برادران اہلسنت مین تو ابتک بھی پیدا نہین ہوئی لیکن پھر بھی شیعون کی تبلیغی کوشش جو النجم سے پہلے کامیاب ہو رہی تھین اب ناکام ہونے لگین۔

(۷) بہت سے معرکۃ الآرا مسائل پر النجم مین ایسی محققانہ تحریرات شائع ہوئین کہ خود شیعون کو بھی ان کی لاجوابی کا اعتراف کرنا پڑا۔ مثلاً سید مصطفےٰ حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ کوٹ آف وارڈس گونڈا نے جو پہلے لکھنؤ مین تھے ایک تحریر اپنی دستخطی النجم مین چھپوائی تھی جسمین دو باتون کا اقرار ہے۔ اول یہ کہ النجم مین جو دلائل اس بات پر

پیش کئے گئے ہین کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہین ان کا کوئی تشفی بخش جواب شیعون کی طرف سے نہین ہوا۔ دوم یہ کہ عصمت ائمہ پر کوئی معقول دلیل شیعون نے نہین پیش کی اور سید صاحب موصوف نے یہ بھی اعلان دیا کہ دو ماہ کے اندر اگر عصمت ائمہ پر کوئی قابل قبول دلیل شیعون کی طرف سے نہ پیش ہوئی تو مین سنی ہوجاؤن گا لیکن نتیجا اس اعلان کے بعد سید صاحب پر کچھ پوشیدہ دباؤ ڈالے گئے اور ان کو خاموش کردیا گیا

اور مثلاً ابھی دو سال ہوئے حکیم تہمیر حسن صاحب مولوی فاضل حکیم جروال کا دستخطی اقرار النجم مین چھپا مناظرہ کیرانہ کے دیکھنے سے میری تشفی ہوگئی کہ حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کا مومن کامل ہونا آپ نے دلائل قطعیہ سے ثابت کردیا اسکے بعد پھر متعہ کے متعلق حکیم صاحب موصوف کے شبہات کا جواب دیا گیا اس کے متعلق انھون نے بہت کوشش کی کہ کوئی مجتہد شیعہ جواب الجواب کے لئے آمادہ ہو لیکن جب کوئی آمادہ نہ ہوا تو انھون نے اقرار کرلیا کہ بیشک متعہ کی حرمت آپ نے ثابت کردی حکیم صاحب موصوف نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر متعہ کے متعلق میری تشفی کردی جائے تو مین سنی ہوجاؤن گا مگر افسوس کہ اس وعدہ کو انھون نے ابتک پورا نہ کیا۔

(۸) النجم کو دیکھکر بغیر کسی تحریک و کوشش کے بہت سے لوگ سنی ہوگئے دور قدیم مین ممتاز حسین کا واقعہ ایک بڑے معرکہ کا واقعہ تھا اور دور جدید مین سید صالح حسین صاحب رئیس چھپرہ کا سنی ہوجانا النجم مین درج ہوچکا ہے۔

(۹) النجم ہی ایک ہے جس نے دور قدیم مین شیعہ حملہ آورون کو عاجز کردیا تھا اور اب بھی وہی اکیلا خدا کی مدد سے ان کے تمام رسائل و اخبارات کا جواب دیتا ہے۔

اس وقت شیعون کے باقاعدہ دو مشن قائم ہین ایک لکھنؤ مین دوسرا لاہور مین اور دونون مشنون کی طرف سے بڑی پُر زور کوششین تبلیغ مذہب شیعہ کی ہو رہی ہین ان سب کے مقابلہ مین اہل سنت و جماعت کا صرف ایک النجم ہے۔ شیعون کے متعدد رسائل و اخبار ہر صوبہ مین جاری ہین جنکی فہرست وقتاً فوقتاً النجم مین شائع ہوتی رہتی ہے ان سب کے مقابلہ مین صرف ایک النجم ہے۔

(۱۰) النجم کے ذریعہ سے بہت سی مفید اور ضروری تصنیفات تیار ہوئین بہت سی کتابون کا ترجمہ ہوا۔

(۱۱) النجم صرف شیعون کے مقابلہ مین نہین بلکہ عیسائیون اور آریون اور مرزائیون کے مقابلہ مین بھی بہت قابل قدر خدمات کرچکا ہے اور خود مسلمانون کے اپنے مذہبی معلومات کے لیے بھی کافی ذخیرہ اسمین ہوتا ہے۔

یہ مختصر تذکرہ النجم کی خدمات کا تھا لیکن اس کے ساتھ خریدارون کو اگر کوئی شکایت ہے تو یہ ہے کہ النجم کی اشاعت ٹھیک وقت پر نہین ہوتی۔ اس شکایت کی بابت مین اسکے سوا کچھ نہین کہہ سکتا کہ اس شکایت کا رفع کر دینا خود خریدارون کے ہاتھ مین ہے۔

اس سال النجم کو پندرہ روزہ کیا گیا لیکن شروع سال مین سالانہ قیمت کے جو ویلو بھیجے گئے تھے اس قدر واپس ہوئے کہ بظاہر النجم کے بقا کی کوئی امید نہ تھی مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے اس کو باقی رکھا۔

اب یہ سال ختم ہے اگر تمام خریدار قائم رہجائین تو یقیناً دفتر مین جو کمی عملہ کی ہے وہ دور ہوسکتی ہے اور انتظام اشاعت کا درست ہوسکتا ہے۔ مگر یہ بات خدا کے اختیار مین ہے۔

نہایت افسوس اور قلق ہوتا ہے جب ایک طرف شیعون کی سرگرمیان دیکھی جاتی ہین اور دوسری طرف اپنے بھائیون کی بے توجہی۔ شیعہ جنکی تعداد ہمارے مقابلہ مین کچھ نسبت نہین رکھتی ان کے پچیس چھبیس رسائل و اخبار جاری ہون اور اہل سنت و جماعت کیطرف سے صرف ایک النجم اور اسکی بھی یہ حالت۔ اُن کے دو تبلیغی مشن ہندوستان مین قائم ہون اور اہل سنت کا ایک بھی نہین۔

اسوقت مین اُنکے صرف ایک مشن یعنی مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی مالی آمدنی اور وہ بھی صرف ایک سال کی الواعظ سے نقل کرتا ہون تاکہ ہمارے بھائی دیکھکر عبرت حاصل کرین کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت پر کسقدر خرچ کرتے ہین اور قوم کس فیاضی سے دے رہی ہے۔

الواعظ نمبر ۵ ماہ مئی ۲۶ء مین چندہ کی فہرست حسب ذیل شائع کی ہے۔

وقف ریاست محمودآباد ۔ کورٹ ریاست بلرام پور ۔ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۵ء جناب سید عظمت علی صاحب کاٹھیاوار

جناب رستم علی صاحب رنگون ماہ فروری ۱۹۲۵ء جناب نواب بہادر جنگ بہادر حیدرآباد دکن جناب الحاج سید جلال الدین حیدر صاحب لاہور مارچ ۱۹۲۵ء جناب سید حشمت علی صاحب تحصیلدار ریکارڈ ... جناب مولوی جرار حسین صاحب جونپور اپریل ۱۹۲۵ء خمس از رقیقہ۔ جون ۱۹۲۵ء جناب وزیر ... صاحب بمبئی۔ جناب غلام حسین بھائی صاحب بمبئی جولائی ۱۹۲۵ء ۔ جناب مولوی حسین بخش صاحب ... جناب مولوی جرار حسین صاحب جونپور ۔ جناب شریف دیوجی کھارسا اگست ۱۹۲۵ء ۔ ایک مومن نے اظہار اسم کی ممانعت کی ہے ۔ جناب سید آل احمد صاحب انسپکٹر آبکاری ... جناب رستم علی صاحب رنگون ۔ جناب وزیر حسن صاحب وکیل بچھرہ ۔ جناب ڈاکٹر سید علی حسن صاحب مرادآباد ۔ جناب خواجہ نواب حسین صاحب وکیل اورنگ آباد دکن ۔ جناب سید ابوالحسن صاحب بچھرا ۔ جناب الحاج سید جلال الدین حیدر صاحب لاہور ۔ جناب میر ... صاحب وکیل رائے بریلی ستمبر ۱۹۲۵ء ۔ مومنین چک ... تحصیل بھکر ضلع میانوالی ۔ جناب عبدالستار صاحب رنگون ۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء جناب سیٹھ رجب علی صاحب رنگون ۔ جناب مولوی جرار حسین صاحب جونپور ۔ نومبر ۱۹۲۵ء ۔ جناب حاجی سیٹھ ... عدن ۔ دسمبر ۱۹۲۵ء ۔ انجمن اثناعشری پشاور ۔ جناب راجہ ٹھاکر نواب علی خان صاحب ۔ بذریعہ جناب غلام رسول صاحب کراچی جناب نواب کاظم حسین صاحب ضلع کھیری ۔ جناب سید اظہر حسین صاحب ہردوئی بابت نیلام اسباب فاتحہ چہلم ریاست محمودآباد ۔ جناب قاضی محمد طاہر صاحب وکیل ہردوئی ۔ جناب میر ذاکر حسین صاحب ہردوئی ۔ جناب ڈاکٹر سید آغا حسن صاحب گجرات ۔ جناب مولوی جرار حسین صاحب جونپور ۔ بذریعہ جناب مولوی بقا علی صاحب واعظ کراچی

قرض گرفتہ خدیجہ ... ... ۔ / ۳۹

میزان ...

اٹھارہ ہزار ایک سو نوے روپیہ ساڑھے پندرہ آنہ

اس حالت تو یکھکر بھی اگر ہمارے بھائیون کو عبرت نہ پیدا ہو تو افسوس ہے۔

النجم کے متعلق چند ضروری باتین

(۱) یہ آخری نمبر ۱۳۴۴ھ ہجری کے ہین ایک نمبر کی اشاعت باقی رہگئی امید ہے کہ ناظرین اس کو کسی تعطیل مین محسوب کرلین گے۔ دوسرے رسائل و اخبارات عیدین کی تعطیل لیتے ہین النجم مین کوئی تعطیل نہین لی جاتی مگر اس وقت مجبوری ہے۔

(۲) جو مضامین اس سال چل رہے تھے ان مین سے دو مضمون باقی ہین ایک کشف اللفافہ دوم بیان الحق جو انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ سال مین پورے ہون گے جو لوگ آیندہ سال سے خریدار ہون گے ان کو ان دونون مضامین کے گزشتہ نمبر مل سکتے ہین۔

(۳) اب آیندہ نمبر یعنی ۱ محرم ۱۳۴۵ھ کا زائد از زائد دس دن کے بعد شائع ہوگا خریداران النجم سے التماس ہے کہ سالانہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدین وی پی کا انتظار نہ کرین وی پی مین اول تو ۲ر کا خرچ زائد پڑتا ہے دوسرے دفتر کے لئے ایک بڑا کام پیش آجاتا ہے۔

(۴) اس تحریر کے پڑھنے کے ساتھ ہی منی آرڈر بھیجدیجیے تاکہ پھر علیحدہ خط بھیجنے کے مصارف دفتر کے ذمہ نہ پڑین۔

ہمکو قوی امید ہے کہ النجم سے ہمدردی رکھنے والے النجم کی بقا کے چاہنے والے اس مختصر تحریر کو بہت سمجھین گے اور زائد لکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

"النجم" کا یہ نمبر روانہ ہونے کے بعد ایک ہفتہ آپ سب کے منی آرڈر اور خط کا انتظار کیا جائیگا اسکے بعد تمام خریدارون کو علیحدہ علیحدہ خط اور اسکے بعد وی پی بھیجا جائے گا۔

اخبار سرفراز لکھنؤ اور گاندھی صاحب کے نام کھلی چٹھی

اخبار سرفراز شیعوں کا ایک ہفتہ وار اخبار ہے جو لکھنؤ سے اسی سال شائع ہونا شروع ہوا ابتدائی اشاعت میں اخبار سچ لکھنؤ کی تحریک انسداد تعزیہ داری کی بیجا مخالفت اسکا نصب العین تھی بیجا مخالفت کو بیجا اس لئے کہا گیا کہ اخبار سچ تعزیہ داری کا انسداد صرف شیعوں سے چاہتا تھا جنکے مذہب میں تعزیہ قطعاً ناجائز ہے شیعوں سے اسکا روے سخن نہ تھا۔

اخبار مذکور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا ارگن ہے اور اگرچہ سیاسیات پر بھی کچھ خامہ فرسائی کرتا ہے مگر مذہبی مناقشانہ مضامین ہی اسکا عین مقصد ہیں اہلسنت کے مذہب پر حملے کرنا اور بزرگان اسلام پر بیجا اعتراضات کرکے اہلسنت کا دل دکھانا ہی اسکا اصلی موضوع ہے۔ ہر پرچہ میں کوئی نہ کوئی مضمون ضرور اس موضوع پر رہتا ہے۔ اگرچہ قاعدہ کے مطابق اس اخبار کو دفتر النجم میں بطور مبادلہ کے آنا چاہیے تھا لیکن دوسرے شیعی رسائل و اخبارات کی طرح وہ بھی النجم سے مبادلہ کرنا اپنے مصالح کے خلاف سمجھتا ہے اخبار مذکور مورخہ ۵ ذیحجہ میں ایک کھلی چٹھی گاندھی صاحب کے نام چھپی ہے۔ گاندھی صاحب نے اپنے اخبار میں لکھا تھا کہ مجھے ایک گرو کی تلاش ہے اسی کے متعلق اُن کو کھلی چٹھی لکھی گئی ہے اگر اس کھلی چٹھی میں ان کو مذہب شیعہ کی دعوت دی جاتی مذہب شیعہ کی خوبیاں انکو بتائی جاتیں اور بالفرض اُن پر اس دعوت کا اثر بھی ہوتا اور وہ شیعہ ہو جاتے تو ہم کو اس سے کوئی تعرض نہ ہوتا اگر ہم کو ان کے شیعہ ہو جانے کی خوشی نہ ہوتی تو رنج بھی نہ ہوتا۔

مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس کھلی چٹھی میں صحابہ کرام کے مطاعن بیان کئے گئے خلفاء راشدین کی مذمت ان کو سنائی گئی ہے اور کتب شیعہ سے جو فضائل خلفاء راشدین کے ثابت ہوتے ہیں انکا جواب دیا گیا ہے گویا پورا پورا مناظرہ اہلسنت سے ہے۔ مذہب شیعہ کی اصلی تعلیم کے خلاف بہت سی باتیں اس چٹھی مین درج کی گئی ہیں۔

جس ناقابل برداشت طریقہ سے اس چٹھی میں اسلام و بزرگان اسلام پر حملہ کیا گیا ہے اس کو دیکھکر بعض احباب کا اصرار ہوا کہ مختصر جواب اسکا لکھدیا جائے ورنہ ایسی بے بنیاد باتین جنمین کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو نہ تاریخی واقعات سے انکی تصدیق ہو سکتی ہو اُن کے جواب کی

ضرورت ہی کیا تھی۔

یہ غلطی بھی بہت طویل ہے ورنہ ہم پوری نقل کر دیتے خلاصہ یہ ہے کہ آپ گاندھی صاحب کو لکھتے ہیں کہ آپ نے پیغمبر اسلام کے حالات شیعوں کی کتابوں میں پڑھے ہونگے صحابہ کے کارنامے تاریخوں میں پڑھے ہونگے اس وجہ سے آپ کی کوئی اچھی رائے اسلام کے متعلق ہوگی کیونکہ ان کتابوں میں پیغمبر اسلام کے عملی کمالات نہیں ہیں صحابہ پیغمبر کی تعلیم سے بالکل اجنبی تھے انھوں نے تمام دنیا میں اپنی نفس کی خاطر بدامنی پھیلادی نہ اسی سلسلہ میں خوب برائی صحابہ کرام کی بیان کی ہے آپ کو چاہیے کہ حضرت علی کے حالات دیکھیے پیغمبر کی تعلیم کے صحیح طور پر سمجھنے والے اور اسکو عملی جامہ پہنانے والے وہی ایک تھے اس سلسلہ میں چاہیے تھا کہ حضرت علی کے کچھ کمالات بیان کرتے مگر سوا چند لفاظیوں کے جنمیں ان کے ہمرتبہ رسول ہونیکا دعویٰ کیا گیا ہے اور انکی زبانی خلافت کا گیت گایا گیا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اخبار مذکور کے چند فقرات کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی کی مساوات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان دونوں بزرگ ہستیوں کے چیدہ چیدہ حالات زندگی پر اگر آپ ایک غائر نظر ڈالیں گے تو آپکو معلوم ہوگا کہ یہ دونوں درحقیقت درا صل ایک ہی تھیں جو ایک عالمگیر اخوت کے عظیم الشان مشن کے دو منصبوں کو مختلف عنوانات سے پورا کر رہی تھیں۔ ایک گزرگاہ دوسرا چیلا ایک رستہ تھا دوسرا شاگرد ایک فلاح دارین کے قوانین کو پیش کرنیوالا تھا۔ اور دوسرا ان کو عملی جامہ پہنا کر دکھانیوالا۔ ایک حکم دینیوالا تھا دوسرا انکی تعمیل کرکے دوسروں کیلئے نمونہ پیش کرنیوالا۔ اسکے آپ یہ سمجھیں کہ گو خود عملی نمونہ پیش نہ کرتا تھا بیشک وہ خود اپنے چیلوں کیلئے ایک زندہ مثال تھا۔ اور اس امر کی زندہ دلیل کہ گو دوسرے عمل میں کوشش کرتا وہ دوسروں کو اپنے نقش قدم پر چلانیکی صلاحیت رکھتا ہو اسکے بتائے ہوئے اعمال اسقدر سہل ہیں کہ جن پر نہ صرف وہ خود عمل کر سکتا ہو بلکہ اسکے پاس بیٹھنے والے بھی ان پر عمل کر سکتے ہیں حضرت علی کی موجودگی سے ملتی تھی۔

انگریزی مورخوں کے ساتھ سنیوں کی تصنیفات کو ملا کر انکی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مجھے معلوم ہو کہ آپنے رسول کریم کی ... انگریزی مورخوں کی زبانی سنی ہونگی یہ بھی علم ہو کہ ہندوستان کے مشہور و معروف مصنف مولانا شبلی کی سیرۃ النبی اور الفاروق ... آپکی نظر سے گذر چکی ہیں۔ اگر آپکے تمام ذرائع معلومات آپکے سامنے رسول عربی ...

... اگر ذہانت نکر سکے تو ذرا بھی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ دراصل ان مصنفوں نے حضور سرور عالم کے واقعات زندگی اور ... کے مطالعہ کرنیکی کوشش نہیں کی ہے۔ انھوں نے ہر جگہ پر عرب اپنے کے بسیط سادہ زندگی کو ایک زبردست گر ... ایشین قسمت آزما ...

... مہتمم نیاز ... جو۔

... تنگ نظر ... جاہ طلب۔ انسان ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ خود فاضل شبلی کی کتابیں والہانہ الفاظ ... کی زندگی پر اسطرح روشنی ڈالتی ہیں کہ ... ہر پڑھنے والے کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ رسول عربی کی زبردست کامیابی کچھ تو ... حالات کی اور کچھ انکے تجربہ کار، ہوشمند، جہاندیدہ صحابہ کی مرہون منت ہے۔

صحابہ کرام اور خلفائی راشدین کی بدگوئی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

... اور شان و شوکت والے بادشاہ جنھوں نے اسلام کا نام لیکر روم و شام، چین و ہندوستان سے ... کیلئے ایک خطرہ بن گئے جنھوں نے تبلیغ اسلام کی آڑ میں اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنیکا فکر رکھتے رہے جنھوں نے اپنے ... کے خون کی ندیاں بہا کر فاتح اعظم اور بعد برابر کا خطاب حاصل کیا وہ دراصل رسول عربی کی تعلیم کے اصلی مفہوم کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ انہیں سے ایک مشہور ہستی کیلئے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتے تو آج تمام یورپ مسلمان ہوتا بیشک قرون وسطیٰ میں تلوار کی مدد سے۔ فوجوں کے ذریعہ سے کسی بدترین سے بدترین مذہب کی اشاعت کرنا بھی ... تھا۔ اور اگر اسلام اپنے ان بادشاہوں پر ناز کرے جنھوں نے تسخیر عالم کے کاموں کو بخوبی سے انجام دیا ضرورت زور بادشاہ کے تخت و تاج کو خاک میں ملا دیا مضبوط سے مضبوط قلعوں کی بنیاد دی ... تو اس کا اظہار دنیا کے ... ان اور روس کے بالشویکوں کی تحریک کے سلسلہ میں تو آسانی ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر روحانیت اور ...

لے ... کرام کی منت پذیری تو قرآن شریف سے بھی ثابت ہے قولہ تعالیٰ ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین وقولہ تعالیٰ فان حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین ۱۲

لے ... انسانی اور واقعات کے ... بیانی ہے ... کہ ... خلافت ... صحابہ کرام نے جن ملکوں کو فتح کیا وہاں ایسا امن و امان عدل و انصاف قائم کیا کہ وہاں کے لوگ سمجھے کہ خدا کی رحمت ہم پر نازل ہو گئی ... مضمون نگار صاحب ... کیلئے کیا خطرہ پیدا ہوا اور انھوں نے اپنی نفسانی خواہشیں کیا پوری کیں۔ آگے چل کر ہم دکھلائیں گے کہ ... ان بادشاہت سے نہ خود نفع حاصل کیا نہ اپنے کسی عزیز کو نفع پہنچایا ... کے وہ اس پر لوٹ دنیا کا ... زبان ... ایران و روم وغیرہ کی لڑائیاں نفسانی خواہشوں کی بنا پر تھیں تو پھر رسول کیوں ... ان کی خبر اور ان کے ... دے گئے قرآن میں کیوں بطور پیشین گوئی کے اس کا تذکرہ ہے اور شیعوں کے ... معصومین نے کیوں ... کا مطابق شرع اسلام ہونا بیان کیا ہے دیکھو اپنی کتاب کافی حیات القلوب نہج البلاغہ وغیرہ ۱۲

ملے ... حضرت فاروق اعظم امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف ہے ۱۲

ملے ... رسول کی خوب عزت کی صحابہ کرام کی شان خوب بیان کی جزاک اللہ ۱۲

امن و امان عالم سے اسے ذرہ برابر بھی تعلق نہین رہتا۔ رسول کی تعلیم کو دیکھنا ہو۔ اس کے اصلی مفہوم کو سمجھا ہو تو
اس بلند مرتبہ انسان کی لائف پڑھیئے جو ایک زبردست سلطنت کو باوجود اپنے استحقاق کے صرف اس لیئے چھوڑ کر بیٹھ
رہا کہ اس کے حصول مین خون کی ندیان[1] بہانی پڑینگی جس نے عرب کے امن و امان کی خاطر باوشاہت چلانے اور
اور علم و حکمت کی تبلیغ کے پیشہ کو اختیار کر لیا۔ ہان جب رسول کی تعلیم سے ناواقف لوگ ملکون کی تسخیر مین مشغول
تھے تلوار بن لئے دوڑے دوڑے پھرتے تھے۔ تیرے مال پر حرص کی نگاہین ڈال رہے تھے تو یہ اپنے رشید
شاگرد ابن عباس کو ساتھ لئے ہوئے علوم و فنون پر لیکچر دینے مین مشغول تھا۔ قرآن مقدس کی تدوین و ترتیب
کر رہا تھا۔ (جس کے چند صفحات[2] آج بھی قسطنطنیہ اور مصر کے اسلامی عجائب خانون مین موجود ہین) احادیث
رسول کو مجتمع کرنے پر کربا ندھے بیٹھا تھا۔ قرآن شریف پر تفسیری[3] نوٹ لکھ رہا تھا (جو حکومت وقت نے اپنے
سیاسی اغراض کی بنا پر رد کر دیئے۔

پھر حضرت علی کی مساوات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دکھاتے ہوئے لکھتے ہین۔

علی کی شخصیت اور رسول اسلام کی شخصیت دونون واقعات کے اعتبار سے بالکل یکسان[4] ہین رسول کی
مکی حالی زندگی ان کے اخلاق کے اصلی جوہر کو روز روشن کی طرح ہویدا کرتی ہے۔ ان کی مدنی زندگی تو
ان کے حلم و عفو کو اور چار چاند لگا دیتی ہے۔

پھر اسی سلسلہ مین لکھتے ہین۔

علی کی زندگی بھی بالکل انھی واقعات کا توارد[5] ہے۔ رسول کی وفات کے بعد غیر آئینی حکومت سے اُن کا

[1] مگر خود اپنی خلافت کے زمانہ مین خون کی ندیان کیون بہائین صرف جنگ جمل مین تیرہ ہزار صحابی طرفین سے شہید ہوئے اگر خون بہانے سے بچنا چاہتے تھے تو اس وقت خلافت سے دست بردار ہو جاتے ایک لڑائی بھی نہ ہوتی ۱۲

[2] گاندھی صاحب کے سامنے صحابہ کرام کی مذمت بیان کرنا کافی نہ تھی قرآن شریف پر بھی تو ہاتھ صاف کرنا ضروری تھا تاکہ گاندھی صاحب یہ سمجھ کر ضرور مذہب شیعہ کی طرف مائل ہو جائین گے کہ ان کے یہان اصلی قرآن بھی غائب ہے صرف چند صفحات مصر وغیرہ مین ہین وہ بھی خدا جانے صحیح کہ غلط ۱۲

[3] کیا مضمون نگار صاحب کسی روایت مین یہ دکھا سکتے ہین کہ حضرت علی نے کچھ تفسیری نوٹ قرآن شریف پر لکھے تھے۔ ہرگز نہین دکھا سکتے ۱۲

[4] کیسا صاف دعوی مساوات رسول کا ہے ۱۲

[5] توارد کی لفظ غور سے دیکھو حضرت علی کے کمالات رسول سے حاصل کئے ہوئے نہ تھے بلکہ توارد تھا ۱۲

ترک موالات۔ خاموش مقابلہ۔ پھر تخت خلافت پر متمکن ہو کر ان کی مدافعانہ جنگین بالکل رسول کی تصویر
پیش کر رہی ہین۔

خلفائے راشدین کے جو فضائل اور حضرت علی کے انکے ساتھ مخلصانہ تعلقات کتب شیعہ مین مذکور ہین اُن کا جواب دینے کے لئے لکھتے ہین۔

حضور والا! ترک موالات کے عہد مین جس طرح آپ لارڈ ریڈنگ سے تبادلہ خیالات کرنے گئے۔ اور
چند دن ہوئے سر ہنری لارنس ایکٹنگ گورنر بمبئی سے جا کر ملے اور زرعی کمیشن کے متعلق ان کو مشورے
دیئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اسی طرح (بلا تشبیہ) سیدنا علی بھی اپنے زمانے کی حکومت کو مفید مشورے[1] دینے
سے کبھی باز نہین رہے جب کبھی کوئی مشکل درپیش آئی حضرت علی نے حکومت کو ہمیشہ فراخ دلی سے
مشورہ دیا۔

حضرت علی کے فضائل کے بیان مین لکھتے ہین۔

علی اور ان کی اولاد کا یہ نظریہ[2] تھا کہ جب تک قوم مین ایک شخص بھی بھوکا اور عریان موجود ہے
ہمین پیٹ بھر کے کھانے اور تن پوشی کرنے کا حق حاصل نہین۔ علی کی مزدورانہ زندگی کو اس ن قدر
کرنے والے موجود نہ تھے۔ اور ان کی سخاوت کو خرچ بیجا اور ناعاقبت اندیشی سے تعبیر کرتے تھے۔ لیکن
آج دنیا علی کے حرز عمل کی قدر شناسی کرنے کو تیار ہے۔

[1] صحابہ کرام خلفائے راشدین کو کافرون سے تشبیہ دی اسکی تو کچھ شکایت نہین مگر افسوس یہ ہے کہ تمام دنیا کی آنکھون مین خاک جھونکنا چاہتے ہین حضرت علی نے صرف اتنا ہی نہین کیا کہ خلفائے راشدین کو مفید مشورے دیئے ہون بلکہ اُن کے فضائل بیان کئے ان کو خلیفہ برحق کہا ان کی خلافت کو قسمی خلافت فرمایا اُن کے لشکر کو خدا کا لشکر ان کے دین کو اللہ کا دین کہا ان کو خدا کے وعدون کا موعود فرمایا ان کی خلافت کے شکر کو واجب الفعل قرار دیا اُن کے زمانہ مین مسلمانون کے باہمی اتفاق کی تعریف کی وغیرہ وغیرہ دیکھو نہج البلاغہ ۱۲

[2] قرآن شریف مین ہر مسلمان کو یہی تعلیم دی گئی ہے اور بلا شک ہم حضرت علی کو اس صفت سے موصوف مانتے ہین مگر حضرت علی کے زمانہ مین کوئی قحط نہین پڑا جسمین اس صفت کا عملی ظہور ہوتا البتہ حضرت فاروق اعظم امیر المومنین عمر بن خطاب کے زمانہ مین ایک مشہور قحط پڑا جس کا نام عام الرمادہ تھا تمام زمانہ قحط مین آپ نے گھی گوشت دودھ کا استعمال نہ کیا مقدار معمول کے مطابق غذا نہ کھائی روٹیون کے انبار اپنی پیٹھ پر لاد کر چارون طرف تقسیم کرتے پھرتے تھے جب اچھی طرح جانچ لیتے تھے کہ اب کوئی بھوکا باقی نہین رہا تو دوسرے وقت چند لقمے جو کی روٹی کے خود بھی کھا لیتے تھے دیکھو ازالۃ الخفا ۱۲

پھر اسی ذیل مین ایک واقعہ حضرت علی کی فضیلت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین۔

ایک شخص رات کے وقت حضرت سے ملنے گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت بادشاہ وقت تھے وہ کہتا ہے کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا تھا اندھیری رات تھی۔ مین جو کوفہ کے دار الامارہ مین داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص ایک پتلی سی چادر مین لپٹا کھڑا ہے اور سردی سے کانپ رہا ہے۔ غور سے دیکھا تو وہی میرے مولا علی بن ابی طالب تھے۔

عرض کی "یا امیر المومنین کیا حال ہے" فرمایا "مدینہ سے یہی ایک چادر لیکر چلا تھا خدا کی قسم تمھارے بیت المال سے مین نے اپنی ذات کے لئے کچھ نہین لیا"

اس کے بعد سرفراز مورخہ ۱۲ ذیحجہ مین پھر اسی کھلی چٹھی کا تذکرہ کیا گیا ہے گاندھی صاحب نے لکھا تھا کہ مین ایک ایسے گروہ کی تلاش مین ہون جس کا وجود خارج مین ہو اس کے جواب مین ایڈیٹر صاحب سرفراز کو بہت مشکلات پیش آئین اور آخر مین دبی زبان سے انھون نے اس کا اقرار کر لیا کہ ایسے گروہ کا پتہ مین اس دنیا مین نہین دے سکتا۔ اس سے زیادہ افسوس کے قابل کیا بات ہوگی کہ امام غائب کے زندہ موجود ہونے کا دعوی تو اس بلند آہنگی سے کیا جائے مگر ایسے وقت مین بھی ان کی زندگی سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے۔

اگر اہل سنت اس کا جواب دیتے تو بلا تکلف وہ قرآن کریم کو پیش کر دیتے

له اس قسم کے واقعات حضرت فاروق اعظم کے اگر بیان کئے جائین تو بلا مبالغہ دفترون مین نہ سما سکین حسن بصری فرماتے ہین کہ حضرت عمر خطبہ پڑھتے کھڑے ہوئے تو دیکھا گیا کہ اُن کے ازار مین سترہ پیوند ہین۔ حضرت قتادہ کہتے ہین کہ حضرت عمر اپنی عہد خلافت مین ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے تھے جسمین بعضے پیوند چمڑے کے تھے عامر بن ربیعہ کہتے ہین گرمی کے موسم مین حضرت عمر سفر مین جاتے تھے تو کوئی خیمہ یا شامیانہ ساتھ نہ ہوتا تھا کسی درخت پر چادر تان دی جاتی تھی اسکے سایہ مین پڑ رہتے تھے۔ آپ کی غذا کا بھی یہی حال تھا با اوقات خشک روٹی پانی مین بھگو کر کھا لیتے تھے تمام زمانہ خلافت مین نہ خود کوئی فائدہ خلافت سے حاصل کیا نہ اپنے کسی عزیز کو کسی عہدہ پر مقرر کیا۔ تمام زمانہ خلافت مین رات بھر گشت کیا کرتے تھے خلق اللہ کی خدمت اور شفقت مین جیسے جیسے مشقت کے کام خود بنفس نفیس انجام دیتے تھے ان کو کتابون مین پڑھکر حیرت ہوتی ہے آج ایک چوکیدار سے بھی وہ کام نہو سکین گے جو وہ باوجود عرب و عجم کے بادشاہ ہونے کے کرتے تھے بلا شک جس طرح ان کا عدل و انصاف ضرب المثل ہے اسی طرح ان کا زہد اور شفقت و خدمت خلق بھی بے نظیر ہے ۱۲

کہ وہ ایک ایسا گروہ ہے جو تمام عیوب سے پاک ہے اور خارج مین موجود بھی ہے ذالک الکتاب یهدی الی الرشد مگر شیعہ قرآن کا نام نہین لے سکتے کیونکہ اول تو ان کے مذہب مین قرآن محرف ہے اور محرف نہ ہوتا تو بھی امام کے مرتبہ کے سامنے قرآن کا کچھ مرتبہ اُن کے یہان نہین ہے۔

اخبار سرفراز مورخہ ۱۹ ذیحجہ مین پورے دو کالم مین آیات بینات کے کسی نو تصنیف جواب کی تعریف کے پل باندھے گئے ہین اور قوم کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اس جواب کی اشاعت و طباعت مین مدد کرے خیر اس سے ہمین کچھ تعرض نہین مگر اس مضمون کے خاتمہ پر ایک مضحکہ خیز بات یہ لکھی ہے کہ "اب میدان مین تو صرف مولوی عبد الشکور ایڈیٹر النجم معلوم ہوتے ہین اُن کی اصلاح دماغ کے لئے میرا تیر بیشہ نجف یعنی ابو البشر سید عنایت علی شاہ ایڈیٹر در نجف کافی ہے"

اس کے متعلق اولاً عرض یہ ہے کہ ہمیشہ اہل سنت کی طرف سے یہی بے اتفاقی آپ کے مذہب کے ساتھ کی گئی اس وقت کی تخصیص کیا ایک عالم اہل سنت کا بھی متوجہ ہو جانا آپ کے مذہب کے لئے کافی ہے۔ ثانیاً یہ کہ معلوم ہوا کہ جناب مدیر النجم کے مقابلہ مین اصلاح وغیرہ کی خدمات شیعون کو پسند نہین آئین در نجف پر سب کی نظرین اُٹھ رہی ہین لیکن در نجف کی النجم کے مقابلہ مین وہ قابل شرم کارروائی اور اس کے بعد روپوشی جو النجم مین بارہا چھپ چکی ہے اصلاح وغیرہ کی حالت سے بدرجہا بدتر ہے کیا اسی حالت پر در نجف النجم کا مقابلہ کریگا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مدرسہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان

آجکل مسلمانونکی تعلیمی حالت جیسی کمزور ہو رہی ہے ظاہر ہے خصوصاً ان کے مذہبی تعلیم کا نظام جسقدر بگڑا ہوا ہے ناقابل بیان ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ اپنے بچہ کو مذہبی تعلیم مین لگانا گویا اس کو خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنانا ہے اسی وجہ سے عام طور پر لوگ اپنے لڑکون کو قرآن مجید بھی نہین پڑھواتے اور انگریزی اسکولونمین داخل کر دیتے ہین۔

ایسی از کار رفتہ حالت مین اگر کسی مکتب یا مدرسہ کی تعلیم اچھی سنی جاتی ہے تو بے اختیار دل چاھتا ہے کہ اسکی ترقی ہو۔

ڈیرہ غازی خان پنجاب کا آخری ضلع اور سرحدی مقام ہے مسلمانون کی تعلیمی حالت وہان بھی بد سے بدتر ہے شہر سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک بستی گدائی ہے ڈاکخانہ بھی وہان ہے اور ایک خام مسجد ہے مگر نمازیون سے آباد ہے تقریباً آٹھ دس سال سے وہان ایک مدرسہ اسلامیہ جناب مولوی ابو علی محمد حسین صاحب نے جاری کر رکھا ہے خود بھی اس مدرسہ مین تعلیم دیتے ہین اور اچھی تعلیم ہوتی ہے یہ مدرسہ ان اطراف کیلئے گویا چشمہ آبحیات ہے مولوی صاحب موصوف ایک زاہد متوکل اور بابرکت بزرگ ہین یہ حقیر خود مقام گدائی مین جا چکا ہے اور مولوی صاحب موصوف کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے مدرسہ کو بھی دیکھا ہے۔

سال پیوستہ جب النجم مین تحریک کی گئی تھی کہ مدارس اسلامیہ مین تعلیم تبلیغ کی شاخ قائم کی جائے اور باقاعدہ تبلیغ و مناظرہ کا فن طلبہ کو سکھلایا جائے اس وقت سب سے پہلے مولوی صاحب موصوف ہی نے صدائے لبیک بلند فرمائی تھی۔

باین ہمہ ان اطراف مین مسلمانون کے افلاس و غربت کی حالت ایسی بڑھی ہوئی ہے کہ اس مدرسہ کے ابتدائی مصارف بھی پورے نہین کر سکتے۔ اگر کوئی صاحب درد اس مدرسہ کے حالات کسی والی ملک مثلاً سرکار بھوپال کے گوش گزار کر دین تو امید ہے کہ کچھ وظیفہ اسکا مقرر ہو جائے اور سفارش کرنے والے صاحب کو بھی بہت ثواب ملے۔

ایک مخلص کی وفات

میرے ایک مخلص قدیم مولوی محمد وسیع صاحب وکیل بنارس کا ۲۶ جون کو انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ناظرین النجم سے استدعا ہے کہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کرین اور فاتحہ پڑھکر ایصال ثواب کرین۔

مرحوم لکھنؤ آئے ہوئے تھے یہین انکو ہیضہ ہوا اور چند گھنٹون مین ختم ہو گئے النجم کے بڑے ہمدرد اور بالکل ابتدائی خریدارون مین تھے۔ مرحوم نے چار فرزند چھوڑے ہین ظہیر عالم نظیر عالم منظور عالم اور محبوب عالم جو ابھی بہت کم سن ہے تینون لڑکے سعادتمند اور نیک چلن ہین اور باپ کے قدم بقدم ہین اللہ تعالیٰ ان سب کو فلاح دارین عطا فرمائے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسئلہ ایمان بالقرآن اور اخبار درنجف کے مضمون نوشتہ مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی مدرس مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا جواب

اخبار درنجف سیالکوٹ مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۶ء مین ایک مضمون مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی کا چھپا ہے جسمین انھون نے بخیال خود حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے مضامین متعلق مسئلہ ایمان بالقرآن کا جواب دیا ہے۔ تہذیب و متانت اس مضمون مین ایسی ہے کہ مضمون نگار کی شرافت کیلئے اس سے بہتر دلیل ہو نہین سکتی۔

یہ پرچہ درنجف کا بلکہ صرف وہ ورق جسمین یہ مضمون ہے پنجاب کے ایک باحمیت بھائی نے بھیجکر جواب کی استدعا کی اس لئے جواب لکھنا ضروری معلوم ہوا ورنہ اس مضمون مین سوا گالیون کے اور کوئی بات ایسی نہین ہے جس کا جواب النجم کے دور قدیم کے پرچون مین نہ ہو چکا ہو مجھے اپنی اس تحریر مین النجم ہی کے انوار ساطعہ کا اقتباس کافی ہوا۔ البتہ متفرق جواہر کو یکجا مرتب کر دینے سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ فائدہ زیادہ ہوگا۔ اصل جواب شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ النجم کے قارئین کرام کو اخبار درنجف اور مولوی اعجاز حسن صاحب سے تعارف کرا دیا جائے۔

اخبار درنجف شیعون کا ہفتہ وار اخبار ہے شیعہ اسکی بڑی قدر کرتے ہین ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ شیعہ قوم نے بڑی ہمدردی و فیاضی سے کثیر رقمین چندہ کی فراہم کر کے اس کیلئے مشین پریس لگا دیا اس قدر دانی کی وجہ محض یہ ہے کہ اخبار مذکور کا واحد مقصد اہل سنت و جماعت کا رد کرنا ان کے خلاف مضامین لکھنا ہے۔ اخبار مذکور کا اعلیٰ کارنامہ جس کا فراموش کرنا جائز نہین ہو سکتا یہ ہے کہ اُسنے نہایت عالی ہمتی سے اپنے پرچہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۴ء مین یہ اعلان کیا کہ النجم کے مضامین کا بالاستقلال جواب درنجف مین دیا جائیگا اور ساتھ ہی اُسنے ایک مضمون کا جواب بھی اپنے ایک نامہ نگار کی طرف سے چھاپ دیا۔ درنجف کے اس جواب کا رد النجم ماہ

صفر ۱۳۳۳ھ مین چھپا جو دیکھنے کے قابل ہے جسمین سب سے پہلے یہ دکھایا گیا ہے کہ النجم کے جس مضمون کا جواب درنجف نے دیا ہے اُسمین اکتیس مطالب تھے ان مطالب کی ایک فہرست بھی دی ہے ان تمام مطالب مین سے صرف دو کا جواب درنجف نے دیا باقی کا جواب کچھ نہیں اسکے بعد ان دو مطالب کے جواب نقل کرکے خود کتب شیعہ سے اسکے تار تار الگ کردئے ہین۔

النجم نمبر مذکور مین یہ بھی لکھدیا گیا تھا کہ ایسا نہو کہ اخبار اثنا عشری دہلی کیطرح درنجف بھی چُپ ہوجائے اور النجم سے مبادلہ بند کردے لیکن نتیجہ وہی نکلا النجم کے اُس تزلزل افگن مضمون کے بعد سے آج تک کہ قریب دو سال کے ہوئے درنجف کا کوئی پرچہ دفتر النجم مین نہیں آیا۔ النجم اسکے بعد بھی سال بھر تک برابر ان کو جاتا رہا ان کو اس نازیبا کارروائی پر تحریراً بھی دلائی گئی مگر صدائے برنخاست۔ آخر سال بھر کے بعد النجم کے رجسٹر سے بھی درنجف کا نام کاٹ دیا گیا۔

کسی مضمون کے جواب سے عاجز ہوکر مبادلہ بند کردینا ہی کیا کم لطیف بات ہے مگر اس سے زیادہ لطیف بات یہ ہے کہ مبادلہ بند کردینے کے بعد بھی النجم کے مضامین کا جواب لکھا جاتا ہے جسکی اطلاع بھی دفتر النجم کو نہیں ہوتی۔ انہین کارروائیون پر شیعون کو ناز ہے۔

مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی۔ کوئی نئے صاحب ہین ابھی اس میدان مین نووارد ہین مگر ابھی حال مین جو بے وجہ اشتہار بازی لکھنؤ مین آپنے کی اور عالیجناب مدیر النجم دامت برکاتہم کی شان مین ناپاک الفاظ ان اشتہارات مین لکھے اور النجم کے بند کرانے کا بیڑا اُٹھایا اور اس مقصد کیلئے نہایت رکیک اور شرارت آمیز کارروائیان کی گئین گو نتیجہ مین آپ کو کامیابی نہ ہوئی اور نہ انشاء اللہ کبھی ہوگی مگر قوم مین آپ کی شہرت خوب ہوگئی اعجاز الملۃ کا خطاب بھی مل گیا مدرسۃ الواعظین کی پروفیسری بھی ہاتھ آگئی۔

آپ جابجا وعظ بیان کرنے بھی جاتے ہین اور اخبارون مین یہ اعلان بھی دیتے ہین کہ مین سنی شیعہ مین اتفاق پیدا کرانیکی کوشش کرتا ہون مگر لکھنؤ کی یکطرفہ اشتہار بازی سے واقف ہونیکے بعد شاید اب کم لوگ اس اعلان کو اچھی نظر سے دیکھین گے۔ مختصر تعریف آپ کی یہ ہے کہ آپ کی روش بتا رہی ہے کہ تھوڑے دنون مین آپ اپنے متوفی مقبول احمد صاحب کے جانشین ہوجاتے ہین۔ اس مختصر تعارف کے بعد اب اصل جواب

کی طرف توجہ کرنا چاہیئے۔

درنجف کے مضمون کا ایک حرف بھی فروگذاشت نہیں کیا گیا پورا مضمون نقل کیا گیا ہے اور سوا گالیون کے حرف حرف کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔ کیا درنجف کے اڈیٹر صاحب یا مولوی اعجاز حسن صاحب سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اسی طرح ہمارے اس مضمون کو پورا نقل کرکے جواب الجواب کی زحمت گوارا کرینگے۔ تجربہ تو شاہد ہے کہ شیعہ کبھی ایسا نہ کرینگے اور نہ کرسکتے ہین ورنہ خود ان کے پرچے کے خریدار ان کے جواب کی حقیقت سے واقف ہوجائین۔

اگر مولوی اعجاز حسن صاحب حامل المتن جواب دینے کی ہمت کرسکتے ہین اور بالفرض درنجف پر ان کا قابو نہ چلے تو رسالہ الواعظ سے وہ کام لے سکتے ہین کیونکہ رسالہ مذکور اسی مدرسۃ الواعظین کا ارگن ہے جسکے وہ پروفیسر بنائے گئے ہین۔

عبارت درنجف (نمبر ۱)

"النجم لکھنوی اور ایمان بالقرآن شیعو یہ مضمون ضرور پڑھو۔

چشم بد دور النجم کیسا چمکیلا کوکب ہے جیسے دلی والا فلک جرمنی کا چمکتا ستارہ بس اتنا فرق ہے کہ اُس کے پرتو سے بال کالے ہوجاتے ہین اور اسکی نورانی چمک سے قلب عوام کالانعام کی بینائی پست ہوجاتی ہے النجم خرافات و مضرات کا [illegible] ہے اور وہ ایک شتر بے مہار ہے۔ النجم اپنی بے ڈھنگی رفتار سے فساد پھیلاتا ہے اور وہ اپنی چال سے کبھی کبھی ٹھوکر دیتا ہے۔ النجم کی رنگت گرگٹ کے مانند بدلتی رہتی ہے اور وہ اول درجے کے نگون نحیثہ فلک مین ضیا بار ہے۔ النجم کی نحوست یوم نحس مستمر سے بدرجہا زائد ہے کہ یہ روز ہر سال مین ایک مرتبہ دیکھنا پڑتا ہے اور النجم کی خونی شعاعین ہر ماہ مین رنگ لاتی ہین اور برگ اثر دکھاتی ہین النجم کی پیشانی پر آیہ و النجم ہم یہتدون ایسی ہے جیسے پیر بے پیر کے سر پر تاج شفاعت یا غلام بے عمل کے بر پر قبائے ہدایت یا مخنث نجابت کے بدن مین قمیص خلافت یا جاہل احمق کے چندیا پر دستار فضیلت شیعو عجب لطیفہ ہے کہ وہ سا سول خود گمراہ ہے لیکن ہدایت کا دم بھرتا ہے اس کا مدیر سراپا تقصیر فاسق و بے دین ہے لیکن ہم پر اپنا عیب لگاتا ہے خود مومن بالقرآن نہین اور نہ اس کے ہم مشرب مگر اپنا گناہ بے لذت ہماری طرف منسوب کرتا ہے"

جواب باصواب

اس عبارت کو دیکھکر شیعون کی تہذیب کی داد دینی چاہیے مگر وہ بیچارے مجبور ہین ان کے مذہب کی حقیقت النجم نے طشت ازبام کردی ان کے اصلی راز فاش کردیئے اور ان کو جواب سے عاجز کردیا تو کیا وہ بازار تمسخر و استہزا اور دعا ہائے بد سب و شتم بھی نکرین۔ مگر ہم خوش ہین کہ اگلے کفار حضرات انبیا علیہم السلام کی شان مین ایسے ہی الفاظ استعمال کرچکے ہین جو قرآن مجید مین منقول ہین لہٰذا آج اگر ان مقدسین کے فرمان بردارون کو یہ الفاظ کہے گئے تو سبحان اللہ آخر اباؤن سے نسبت ہے

مثلاً النجم کو نحوس کہا سورۂ یٰسین مین ہے کہ اصحاب قریہ نے بھی پیغمبرون کو کہا تھا کہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ یعنی ہم تمھارے آنے کو اپنے حق مین منحوس سمجھتے ہین جس کا جواب حضرات انبیا علیہم السلام نے دیا کہ طَائِرُکُمْ مَعَکُمْ تمھاری نحوست خود تمھارے ساتھ ہے۔

اور مثلاً جناب مدیر النجم کو گمراہ کہا سورۂ اعراف مین ہے کہ حضرت نوح علیہم السلام کو ان کی قوم نے یہی لفظ کہا تھا قولہ تعالیٰ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن یعنی انکی قوم کے سردارون نے کہا کہ ہم آپ کو صریح گمراہی مین دیکھتے ہین۔

علی ہذا القیاس یہ تمام تمسخر و استہزا کفار سابقین کا تتبع ہے خدا مبارک کرے۔

ذرا دیکھو تو النجم کے ٹائیٹل کا کاغذ مختلف رنگت کا ہوتا ہے اسپر بھی نکتہ چینی کی ہے یہ بھی کوئی بات تھی اچھا وہ اپنے الواعظ کو دیکھین کہ اسکا ٹائیٹل بھی کئی رنگ بدل چکا۔

النجم کو یوم نحس مستمر سے زیادہ مضر قرار دیا یہ بات البتہ سچ لکھی قرآن مجید مین یوم نحس مستمر اس دن کو فرمایا ہے جس دن قوم عاد پر مہلک عذاب آیا سورۂ قمر مین ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ یعنی ہم نے ان پر ایک تیز آندھی سخت نحوست والے دن مین بھیجی لہٰذا النجم کے براہین و دلائل کی تیز آندھی نے جس قوم کو ہلاک کیا وہ قوم اگر النجم کو یوم نحس مستمر سے زیادہ مضر کہے اسکے انوار ساطعہ کو خونی شعاع کا لقب دے تو بالکل ٹھیک ہے۔

شیعہ النجم کو منحوس کہین لیکن قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے اس کو نہایت سعد اور نہایت مبارک جانتے ہین خدا کی قدرت ہے ایک ہی چیز مختلف لوگون کو کیسی مختلف نظر آتی ہے

ع گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست۔

یوم نحس مستمر کا ہر سال مین ہونا ایک ہی ہوا۔ یہ بھی شیعون کا عقیدہ ہے ان کے یہان بتقلید ہنود تاریخ اور دن کی نحوست کا عقیدہ نہایت مہتم بالشان عقیدہ ہے حتیٰ کہ خود ان کے ائمہ معصومین سے ان کی کتب مین منقول ہے (دیکھو اصول کافی وغیرہ) مگر الحمد للہ اہل سنت وجماعت باتباع آیت ان چیزون کو نہین مانتے۔ قوم عاد کے حق مین وہ دن منحوس تھا نہ کہ ہمیشہ کیلئے اور نہ ہر شخص کیلئے۔ کہ اب مین بھی سعادت ونحوست کے اہل اسلام قائل نہین ہین۔ مرنجی اثر کا عقیدہ ذریت ابن سبا کے خصوصیات سے ہے۔

ان سب باتون سے قطع نظر کرکے اس عبارت کو ایک مرتبہ شروع سے اخیر تک پڑھو تو خوب اندازہ ہوجاتا ہے کہ شیعون کے دل مین النجم کا خوف کس قدر ہے اور وہ اس کو اپنے مذہب کیلئے کس قدر مہلک سمجھتے ہین بس اتنی ہی بات کیا کم نتیجہ خیز ہے۔

عبارت در نجف نمبر ۲

اسکی حدیثین بول رہی ہین کہ قرآن موجودہ اصلی قرآن نہین ہے اس کے محدثین اجماع پرست یک زبان ہین کہ اصلی قرآن مجموع و مرتب نتھا نہ اسمین پارے تھے (جعلوا القرآن عضین) نہ ہر پارہ مین چار ربع تھے نہ ہر ربع مین چند رکوع تھے نہ ہر رکوع مین چند آیات تھین نہ ہر آیت پر رموز نہ ہر رمز پر علامت تھی اسکی سند ضرور یہ ہین کوئی حدیث نہین ہے کہ رسول اللہ نے جمع قرآن کی وصیت فرمائی ہو یا قضیہ وراثت کے مانند یہ معاملہ صرف خلیفہ جی کے گوش گذار کیا ہو لہذا رسول کی رحلت کے بعد قرآن کا مرتب ہونا دینی بدعت قرار پایا بدعت پرست اگر سچے ہو تو قرآن کی صفات موجودہ عہد رسول والے قرآن پر منطبق کردینا ورنہ اپنے دعوائے باطلہ سے تائب ہوجانا پھر کبھی اس قرآن کے اصلی ہونے کا دعویٰ نہ کرنا۔"

جواب باصواب

مضمون نگار صاحب کا پہلا فرض یہ تھا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ثابت کرتے اور ان دلائل قاہرہ کا جواب دیتے جنسے جناب مولنا صاحب مدیر النجم انار اللہ برہانہ نے روز روشن کی طرح ثابت کردیا ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے دیکھو النجم کا مناظرہ حصۂ اول۔ مناظرہ امروہہ مباحثہ یکبریان تنبیہ الحائرین مگر مولوی

اعجاز حسن صاحب نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ انھون نے اپنا سب سے بڑا فریضہ جناب مدیر النجم کی شان میں تحقیر و توہین کے الفاظ استعمال کرنے کو سمجھا ہے اس سے فراغت ملتی ہے تو جھوٹے حوالے کتب اہل سنت کے دینے کو تیار ہو جاتے ہین۔

ان کی عبارت مذکورہ بالا کا حاصل یہ ہوا کہ ہان شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے مگر اہل سنت کا بھی نہین ہے ایک آنکھ والے نے کسی مادر زاد نابینا کو اندھا کہا اُسنے کہا مین تو اندھا ہون مگر تو بھی اندھا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس کارروائی کا جواب بھی تنبیہ الحائرین وغیرہ مین خوب دیدیا گیا ہے اور اچھی طرح ثابت کر دیا گیا ہے کہ جس طرح شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ممکن نہین اسی طرح سنیون کا قرآن شریف پر ایمان نہونا ممکن نہین مولوی اعجاز حسن صاحب کو لازم تھا کہ اس مضمون کے لکھنے سے پہلے جناب مولنا صاحب عم فیضہم کی تصنیفات کا مطالعہ کر لیتے اچھا اب اپنے اقوال کا جواب سنئے۔

قولہ انکی حدیثین بول رہی ہین الخ **جواب** بھلا اس جھوٹ کی کچھ حد ہے آپ ایک حدیث ایک روایت نہین دکھا سکتے جسمین یہ مضمون ہو کہ قرآن موجود اصلی قرآن نہین ہے۔ قرآن مین اصلی اور نقلی کی تشقیق منکرین قرآن کا محاورہ مخصوصہ ہے کسی سنی کے کلام مین قرآن شریف کے ساتھ اصلی یا نقلی کا لفظ قیامت تک کوئی نہین دکھا سکتا۔

قولہ اصلی قرآن مجموع و مرتب نہ تھا **جواب** یہ بھی دروغ محض ہے محدثین کا یکزبان ہونا کیا معنی ایک محدث کا بھی یہ قول آپ سب مل کر بھی نہین دکھا سکتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن بالکل مجموع و مرتب نہ تھا بلکہ تمام محدثین کا اسپر اتفاق ہے بلکہ تمام امت کا اسپر اجماع ہے کہ قرآن شریف کی جمع و ترتیب کا جو اصلی اور اہم حصہ تھا اس کو رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم باحسن وجوہ انجام دے گئے تھے سب سے بڑا کام ترتیب آیات کا تھا یعنی ہر ہر سورت کو بجائے خود مکمل و مختتم کر دینا اسکی آیتون کو مرتب کرنا یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پورا فرمایا ترتیب آیات خود آپ نے بتعلیم جبریل علیہ السلام دی اسی ترتیب سے آپ نماز مین اور خارج نماز مین تلاوت فرمایا کرتے تھے اور جو آیت یا سورت نازل ہوتی تھی فوراً آپ اس کو لکھوا دیتے تھے کہ یہ فلان

[illegible] کی تقریر پورے انتظام کے ساتھ تھا بکثرت روایات اس مضمون کی ہین جن کا قدر مشترک تواتر کو پہونچ گیا ہے اس وقت اسی کتاب اتقان سے چند مقامات نقل کرتا ہون جس کا حوالہ بار بار آپ نے اس مضمون مین دیا ہے اتقان کی اٹھارھوین نوع دیکھئے

[illegible] حاکم فی المستدرک جمع القرآن [illegible] مرات احدھا بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخرج بسندہ [illegible] شرط الشیخین عن زید بن ثابت [illegible] کنا نولف القرآن من الرقاع [illegible] قال البیھقی یشبہ ان یکون [illegible] تالیف ما نزل من الآیات [illegible] فۃ فی سورھا وجمعھا فیھا باشارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

حاکم نے مستدرک مین بیان کیا ہے کہ قرآن شریف تین مرتبہ جمع کیا گیا۔ پہلی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمع ہوا۔ پھر انھون نے اپنی سند سے جو بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم قرآن کو پرچون سے جمع کرتے تھے بیہقی نے کہا ہے کہ حق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد متفرق آیات کو انکی سورتون مین جوڑنا اور جمع کرنا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے۔

[illegible] اتقان کی اسی نوع مین ہے۔

[illegible] جماع والنصوص المترادفۃ علی ان [illegible] ترتیب الآیات توقیفی لا شبھۃ فی ذلک [illegible] الاجماع فنقلہ غیر واحد منھم [illegible] الزرکشی فی البرھان و ابو جعفر بن [illegible] الزبیر فی مناسباتہ و عبارتہ [illegible] ترتیب الآیات فی سورھا واقع بتوقیفہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم و امرہ من غیر [illegible] خلاف فی ھذا بین المسلمین

اجماع اور بہم معنی روایات اسپر دلالت کرتی ہین کہ آیات کی ترتیب شارع کی طرف سے ہے اسمین کچھ شک نہین۔ اجماع کو بہت لوگون نے نقل کیا ہے۔ منجملہ ان کے علامہ زرکشی نے برہان مین اور ابو جعفر بن زبیر نے اپنی کتاب مناسبات مین اور انکی عبارت یہ ہے کہ آیتون کی ترتیب انکی سورتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپکے حکم سے ہوئی ہے اسکے متعلق مسلمانون مین باہم کوئی اختلاف نہین ہے۔

[illegible] اس کے بعد لکھتے ہین۔

[illegible] من النصوص واقوال العلماء

عنقریب وہ احادیث اور علما کے اقوال آئینگے جو

مما یدل علیه اما النصوص فمنها حدیث
ابن عباس السابق کنا عند النبی صلی الله علیه
وسلم نؤلف القرآن من الرقاع

ترتیب آیات کے منجانب شارع ہونے پر دلالت کرتے ہیں ازانجملہ
زید کی وہ حدیث ہے جو اوپر گزر چکی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس قرآن کو مختلف پرچوں سے جمع کرتے تھے۔

اس کے بعد اتقان میں صحیح بخاری صحیح مسلم مسند احمد سنن ابو داؤد جامع ترمذی مستدرک حاکم سے متعدد روایتیں
اس مضمون کی تائید میں نقل کی ہیں جنمیں سے دو ایک روایتیں یہ ہیں۔

منها ما اخرجه احمد باسناد حسن عن عثمان
ابن ابی العاص قال کنت جالسا عند رسول الله
صلی الله علیه وسلم اذ شخص ببصره ثم صوبه
ثم قال اتانی جبریل فامرنی ان اضع هذه
الآیة بهذا الموضع من هذه السورة ان الله
یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی
الی اخرها - ومنها ما اخرجه البخاری عن
ابن الزبیر قال قلت لعثمان والذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا قد نسختها الآیة
الاخری فلم تکتبها او تدعها قال یا ابن اخی لا
اغیر شیئا من مکانه ومنها ما رواه مسلم
عن عمر رضی الله عنه قال ما سألت النبی
صلی الله علیه وسلم عن شیء اکثر مما سألته
عن الکلالة حتی طعن باصبعه فی صدری
وقال تکفیك آیة الصیف التی فی
آخر سورة النساء ومنها الاحادیث
فی خواتیم سورة البقرة۔

ازانجملہ وہ حدیث ہے جو امام احمد نے بسند حسن عثمان بن ابی
العاص سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آپ نے نظر اوپر اٹھائی
پھر نیچے جھکائی اسکے بعد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے تھے اور
مجھسے کہا کہ اس آیت کو فلاں سورت کے فلاں مقام پر رکھیے
وہ آیت یہ تھی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء
ذی القربی۔ اور ازانجملہ وہ حدیث ہے جو بخاری نے ابن زبیر سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عثمان سے کہا کہ والذین
یتوفون منکم ویذرون ازواجا کو دوسری آیت نے
منسوخ کردیا پس آپ نے ناسخ آیت کو کیوں نہ لکھا
یا منسوخ آیت کو چھوڑ کیوں دیا تو حضرت عثمان نے کہا کہ اے
بھتیجے میں کسی آیت کو اسکی جگہ سے نہیں ہٹاتا۔ اور ازانجملہ وہ
حدیث ہے جو مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کو اتنا
نہیں پوچھا جس قدر کلالہ کی بابت پوچھا یہانتک کہ آپ نے
میرے سینہ میں اپنی انگلی رکھکر فرمایا کہ تم کو آیت الصیف
کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے اور ازانجملہ وہ
احادیث ہیں جو سورۂ بقرہ کے خاتمہ کے متعلق ہیں۔

الغرض اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے عہد نبوی میں سورتوں میں آیتوں کا مرتب ہونا اور
سورتوں کا ایک مکمل و مختتم صورت میں ہو جانا ثابت ہوتا ہے ان احادیث کی ایک کافی مقدار
اتقان میں نقل کرکے پھر ائمہ محدثین و مفسرین کے اقوال نقل کئے ہیں جنمیں سے دو ایک حسب ذیل ہیں۔

وقال مکی وغیره ترتیب الآیات فی السور
بامر النبی صلی الله علیه وسلم ولما لم یامر
بذلك فی اول براءة ترکت بلا بسملة وقال
القاضی ابو بکر ترتیب الآیات امر واجب
وحکم لازم فقد کان جبریل یقول ضعوا
آیة کذا فی موضع کذا وقال ایضا الذی
نذهب الیه ان جمیع القرآن الذی انزله
الله وامر باثباته ولم ینسخه ولا رفع تلاوته
بعد نزوله هو هذا الذی بین الدفتین
الذی حواه مصحف عثمان رضی الله عنه
وانه لم ینقص منه شیء ولا زید فیه وان
ترتیبه ونظمه ثابت علی ما نظمه الله تعالی
ورتبه علیه رسوله من آی السور لم
یقدم من ذلك مؤخر ولا اخر مقدم وان
الامة ضبطت عنه نفس القرآن وذات
التلاوة وانه یمکن ان یکون الرسول
صلی الله علیه وسلم قد رتب سوره
وامکن ان یکون قد وکل ذلك الی الامة
بعده ولم یتول ذلك بنفسه قال وهذا
الثانی هو اقرب ۔ واخرج عن ابن وهب

مکی وغیرہ نے کہا ہے کہ سورتوں میں آیتوں کی ترتیب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی ہے اور چونکہ آپ نے سورۂ براءت کے
شروع میں کچھ حکم نہیں دیا اس لئے وہ بغیر بسم اللہ کے
چھوڑ دی گئی۔ اور قاضی ابوبکر نے بیان کیا ہے کہ آیتوں
کی ترتیب ایک ضروری چیز اور لازمی حکم ہے اس لئے کہ
جبریل آتے تھے اور کہتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں مقام میں
رکھئے نیز قاضی ممدوح نے کہا ہے کہ ہم سبکا مذہب یہ ہے کہ پورا قرآن
جسکو اللہ نے نازل کیا اور اسکے قائم رکھنے کا حکم دیا اور اسکو
منسوخ نہ کیا یعنی نازل کرنیکے بعد اسکی تلاوت موقوف نہ کی
وہ یہی ہے جو دو دفتیوں کے درمیان ہے جسکو مصحف عثمان
رضی اللہ عنہ نے گھیر لیا ہے اسمیں نہ کچھ کم کیا گیا اور نہ اسمیں کچھ
بڑھایا گیا ہے۔ اور اسکی ترتیب و نظم بھی وہی ہے
جو اللہ تعالی نے قائم کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے سورتوں کی آیتوں کی ترتیب دی اسمیں نہ کوئی آیت آگے سے پیچھے کی
نہ پیچھے سے آگے اور امت نے نبی سے نفس قرآن کو یاد کیا اور نفس تلاوت
کو بھی۔ اور ممکن ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کی ہو اور ممکن ہے کہ یہ کام
اپنے بعد اپنی امت کے سپرد کر گئے ہوں خود انجام
نہ دیا ہو۔ قاضی ممدوح نے لکھا ہے کہ یہی دوسری بات
قریب بصحت ہے۔ اور قاضی ممدوح نے ابن وہب سے

قال سمعت مالکا یقول انما الف القرآن علی ما کانوا یسمعون من النبی صلی الله علیه وسلم وقال البغوی فی شرح السنة الصحابة رضی الله عنهم جمعوا بین الدفتین القرآن الذی انزله الله علی رسوله من غیر ان زادوا او نقصوا منه شیئا خوف ذهاب بعضه بذهاب حفظه فکتبوه کما سمعوه من رسول الله صلی الله علیه وسلم من غیر ان قدموا شیئا او اخروا او وضعوا له ترتیبا لم یاخذوه من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یلقن اصحابه ویعلمهم ما نزل علیه من القرآن علی الترتیب الذی هو الآن فی مصاحفنا بتوقیف جبریل ایاه علی ذلک واعلامه عند نزول کل آیة ان هذه الآیة تکتب عقب آیة کذا فی سورة کذا فثبت ان سعی الصحابة کان فی جمعه فی موضع واحد لا فی ترتیبه فان القرآن مکتوب فی اللوح المحفوظ علی هذا الترتیب انزله الله تعالی جملة الی السماء الدنیا ثم کان ینزله مفرقا عند الحاجة وترتیب النزول غیر ترتیب التلاوة وقال ابن الحصار ترتیب السور ووضع الآیات فی مواضعها انما

روایت کی ہو دیکھتے ہیں ہم نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی جمع و ترتیب اسی کے مطابق ہوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتے تھے، امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دو دفتیوں کے درمیان اُس قرآن کو جمع کیا جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا بغیر اسکے کہ اسمین کچھ بڑھایا گھٹایا ہو اور یہ جمع کرنا محض اس خوف سے تھا کہ حفظ کے فوت ہو جانے سے کوئی حصہ قرآن کا جاتا رہے پس صحابہ نے ویسا ہی لکھا جیسا انھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا بغیر اسکے کہ کسی آیت کو آگے پیچھے کیا یا اسکی کوئی ایسی ترتیب قائم کی ہو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انھون نے نہ لی ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو درس دیتے تھے اور جسقدر قرآن آپ پر نازل ہوتا تھا اسکی تعلیم اُسی ترتیب سے دیتے تھے جو ترتیب آج ہمارے مصحفون مین ہے بسبب اسکے کہ جبرئیل آپ کو ہر آیت کے نزول کے وقت بتلاتے تھے کہ یہ آیت فلان آیت کے بعد فلان سورت مین لکھی جائیگی پس ثابت ہوا کہ صحابہ کی کوشش صرف یہ تھی کہ قرآن کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین نقل کر دین نہ اسکی ترتیب مین اس لیے کہ قرآن لوح محفوظ پر اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے اللہ تعالی نے پورا قرآن آسمان دنیا پر دفعۃً اتار دیا پھر تھوڑا تھوڑا بوقت ضرورت اترا رہا اور ترتیب نزول ترتیب تلاوت کے خلاف ہے اور ابن حصار نے کہا ہے کہ سورتون کی ترتیب یعنی آیتون کا اپنے اپنے مقام مین رکھنا وحی کے ذریعے سے ہوا ہے

کان بالوحی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ضعوا آیة کذا فی موضع کذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بهذا الترتیب ومما اجمع الصحابة علی وضعه هکذا فی المصحف۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ فلان آیت کو فلان مقام مین رکھو اور اس ترتیب کا یقین ہم کو روایات متواترہ سے حاصل ہوا ہے نیز اس بات سے کہ صحابہ نے مصحف مین اسی ترتیب پر اجماع کیا ہے۔

ان عبارات و روایات سے اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ تمام محدثین و مفسرین بلکہ کل امت کا اسپر اجماع ہے کہ قرآن شریف کی ہر ہر سورت عہد نبوی مین مرتب اور مکتوب ہو چکی تھی۔ باقی رہی سورتون کی باہم ترتیب اسمین البتہ کچھ اختلاف ہے تو اس سے کوئی اثر نفس قرآن شریف پر نہین پڑتا یعنی کلام الٰہی کے مطالب کے سمجھنے مین اس کا مفہوم معلوم کرنے مین کوئی خلل نہین آتا کیونکہ ہر سورت بجائی خود مستقل اور جدا گانہ چیز ہے اور اسمین بھی محققین کا مذہب یہی ہے کہ یہ ترتیب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے بکثرت روایات ہین جو اسکی تائید کرتی ہین

اب مولوی اعجاز حسن صاحب کی جرأت و دلیری کی تعریف کرو کہ انھون نے کس بے باکی کیساتھ لکھدیا کہ اہل سنت کے تمام محدثین یک زبان کہہ رہے ہین کہ اصل قرآن عہد نبوی مین مجموع و مرتب نہ تھا۔

بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اُسنے نہ صرف آیتون کی ترتیب بلکہ آیتون کے اندر جو کلمات ہین ان کی ترتیب کو بھی محرف مانا ہے اور یہ کہ صحابہ کرام نے یہ تینون ترتیبین اپنے اغراض کے مطابق خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف کر دی ہین۔ فصل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ ۹۷ مین جہان حضرت علی کے جمع کئے ہوئے فرضی قرآن کا ذکر کیا ہے لکھا ہے۔

وهو مخالف لهذا القرآن الموجود من حیث التالیف وترتیب السور والآیات بل الکلمات ایضا من جهة الزیادة والنقیصة وحیث ان الحق مع علی علیه السلام وعلی مع الحق ففی القرآن الموجود تغییر من

اور وہ یعنی قرآن علی اس قرآن موجود کے خلاف ہے سورتون اور آیتون بلکہ کلمات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی اور زیادتی کمی کے لحاظ سے بھی اور چونکہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہین لہذا قرآن موجود مین دو قسم کی تبدیلی ہوئی اور یہی دونون تبدیلیون کا

میں مقصود ہے۔

جمعتین وھو المطلوب۔

قولہ: تیس پارے تھے الخ **جواب** سبحان اللہ آپ کی طباعی یہان کمپ ہو گئی۔ بھلا بتایئے تو اگر سہولت حفظ وغیرہ کے خیال سے پارے اور رکوع تیس کر لئے جس سے اصل قرآن شریف میں نہ کوئی حرف گھٹایا گیا نہ بڑھایا گیا اس سے کیونکر قرآن بدل گیا۔ غالبا آپ یہ لکھنا بھول گئے کہ اصلی قرآن میں صفحات پر ہندسہ نہ تھے اُس میں جدولیں نہ تھیں اس کا کاغذ ولایتی مشین کا بنا ہوا نہ تھا وہ چھپا ہوا نہ تھا وہ خط نسخ میں نہ تھا بلکہ خط کوفی میں تھا۔

اگر آپ کی ذہانت کا یہی حال ہے تو دنیا میں کوئی کتاب کسی مصنف کی نہیں کہی جا سکتی آپ کی کتاب کافی بھی اصلی نہیں کیونکہ مصنف کے مسودہ میں اور آج کے مطبوعہ نسخوں میں اس قسم کے صدہا اختلافات موجود ہیں اور کتابوں پر کیا موقوف دنیا کی ہر چیز میں یہی تقریر جاری ہو جائے گی۔

قولہ جعلوا القرآن عضین الخ **جواب** اس آیت کا یہان لانا یہ مطلب رکھتا ہے کہ صحابہ جامعین قرآن یا مسلمانوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اس کے متعلق ہم صرف یہ کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ اسی قسم کی باتوں نے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نا ممکن کر دیا۔

قولہ اس کے ستہ ضروریہ میں الخ **جواب** جمع قرآن کی خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری لی قولہ تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ پھر آیات کی ترتیب خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ویکر ہر ہر سورت کو مکمل کر دیا اب کیا کام باقی تھا جسکی وصیت کر جاتے اور محققین کی ایک جماعت تو کہتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی حضور ہی نے دی تھی۔

قولہ تقیہ وراثت کے مانند الخ **جواب** واقعی شیعوں کی حیا و غیرت قابل تعریف ہے سیکڑوں مرتبہ اس کا شافی جواب دیا گیا کہ انبیا علیہم السلام کے مال میں میراث جاری نہ ہونے کی حدیث کے صرف حضرت ابوبکر صدیق راوی نہیں بلکہ دوسرے

صحابی بھی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں انتہا یہ کہ خود کتب شیعہ میں یہ روایت ان کے ائمہ معصومین سے دکھاری گئی۔ اصول کافی کتاب العلم میں ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذالک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیء منھا فقد اخذ حظا وافرا	امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ علما وارث انبیا ہیں اور یہ اس سبب سے کہ انبیا نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا اور سوا اس کے نہیں کہ اپنی احادیث کا وارث بنایا پس جس نے انکی احادیث میں سے کچھ حاصل کر لیا اُس نے کامل حصہ پایا۔

کیسی صاف حدیث ہے جس سے ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام سے درہم و دینار یعنی مال دنیا کسی کو میراث میں نہیں ملتا۔ اس مضمون کی حدیثیں اسی اصول کافی میں دوسرے مقامات پر بھی ہیں اور شیعوں کی دوسری کتب میں بھی ہیں۔ مگر باین ہمہ آج تک وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت صدیق ہی نے روایت کی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

قولہ بدعت قرار پایا الخ معلوم ہوا کہ بدعت کی حقیقت سے بھی آپ بے خبر ہیں اور جمع قرآن کا کام تو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے حکم سے ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

قولہ بدعت پرستو الخ خدا کی قدرت کہ آج تعزیہ پرستوں کو بھی یہ جرأت ہے کہ اہل سنت کو بدعت پرست کہتے ہیں مگر انشاء اللہ یہ بد زبانی انھیں کے حق میں مہلک ثابت ہوگی۔

قولہ دعوی باطلہ الخ الحمد للہ خود اپنے منھ سے اقرار کر لیا کہ قرآن کے اصلی ہونے کا دعوی باطل ہے اب کس منھ سے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعوی کروگے۔ ہم نے اپنے مذہب کی رو سے تو ثابت کر دیا کہ یہ قرآن اصلی ہے یعنی حرف بحرف مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمع و ترتیب اور آپ کی تلاوت کے ہے نہ اس میں کمی ہے نہ بیشی نہ اسکی ترتیب اسکے خلاف ہے۔ البتہ تمھارے مذہب کی رو سے قرآن کی حالت بیان کرنا باقی ہے جو ان شاء اللہ بیان ہوگی۔

عبارت درنجف نمبر ۳

النجم تم کس منھ سے قرآن موجود کو پورا بتاتے ہو درانحالیکہ اصلی قرآن میں سورۂ احزاب

دو سو آیت کی تھی دیکھو اتقان ص۳۱۶ اس سورت میں آیۂ رجم بھی تھی دیکھو محاضرات راغب
اب نہ سورۂ احزاب میں اتنی آیات ہیں اور نہ اُسمیں آیۂ رجم موجود ہے۔ آور سنو سورۂ توبہ کا
صرف ایک حصہ رہگیا ہو باقی تین حصہ غائب ہوگئے دیکھو درمنثور جلد۳ ص۲۰۸ اس سورہ کی آخری آیات
بڑی تلاش سے خزیمہ انصاری کے پاس دستیاب ہوئی تھیں دیکھو اتقان بڑے افسوس کی بات ہے
کہ قرآن کے تواتر کا دعوی کیا جاتا ہے مگر حال یہ ہے کہ قرآنی آیات بڑی مشکل سے ملتی تھیں معلوم
ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اصحاب میں کوئی بھی پورے قرآن کا حافظہ تھا ورنہ جمع قرآن کے وقت یہ
دشواری نہ آتی عبدالشکور صاحب کا یہ لکھنا کہ لکھی ہوئی آیتیں ڈھونڈی جاتی تھیں عذر گناہ بدتر
از گناہ ہے اس لیے کہ صدور رجال سے بھی قرآن لکھا گیا ہاں جو آیت کسی کو یاد نہ ہوتی تھیں وہ تلاش
کی جاتی تھیں کہ شاید کسی کے پاس لکھی ہوئی مل جائیں۔ ہاں میاں عبدالشکور ذرا رسول اللہ کی
تصدیق سے خلفائے ثلثہ کا ایمان بالقرآن ثابت کردیجئے الغرض پورا قرآن موجود نہیں ہے اور
نہ اس کا دعوی صحیح ہے دیکھو اتقان ص۲۰۱ بی بی عائشہ کہتی ہیں آیت رجم کی بعد رسول بھی تلاوت
ہوتی تھی دیکھو شرح بزدوی قرآن سے پورا سورۂ نورین غائب ہوگیا دیکھو دبستان المذاہب۔
قرآن موجود میں دو مکمل سورے یعنی حفد و خلع بالکل ندارد ہیں حالانکہ ان دونوں کو ابی بن کعب
صحابی نے اپنے قرآن میں لکھا تھا دیکھو اتقان۔ اگر یہ دونوں سورے جزو قرآن نہ تھے پھر ابی بن
کعب نے داخل کیا تو رسول اللہ کا گرامی قدر صحابی ملعون و کافر قرار پائیگا حالانکہ آنحضرت نے
آپکے قرآن کو صحابہ کیلئے واجب التمسک بنایا تھا لہٰذا عبدالشکور صاحب بہت جلد قرآن میں یہ
دونوں سورے دکھائیں ورنہ ان کا قول مثل بول متصور ہوگا کہ یہ مفتری اپنی ذات کو مومن سمجھتا
ہے اور ہمیں کافر لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور لطیفہ عقیدہ باطلہ سے کفر خلفای ثلثہ کا فتوی دیا ہے"
مسٹر استقصاء الافحام کی کورانہ تقلید کرکے اعجاز حسن صاحب نے نسخ تلاوت کی روایتوں کو
تحریف کے ثبوت میں پیش کرنا شروع کردیا حالانکہ استقصاء الافحام کے بحث تحریف کا مکمل رد
النجم کے مناظرہ حصہ اول میں شائع ہو چکا تھا پھر دوبارہ ان سب روایات کی بحث تنبیہ الحائرین
میں بجواب حائری صاحب مجتہد پنجاب نہایت مبسوط ہو چکی تھی جس کا جواب آج تک شیعوں
کی طرف سے نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے اگر کچھ بھی حیا ہوتی تو اب ان روایات کا نام کوئی شیعہ نہ لیتا

جن کو پیش کرکے مولوی حامد حسین اور حائری صاحبان اس قدر ذلت حاصل کر چکے تھے۔
پھر لطف تو یہ ہے کہ جن روایات کو نقل کیا ہے قطع نظر اس سے کہ انمیں اکثر روایات کی صحت
پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتی اور قطع نظر اس سے کہ سوا نسخ تلاوت کے کوئی اور مفہوم ان روایات
سے نکل ہی نہیں سکتا تمام علمای اہل سنت نے ان کو نسخ ہی پر محمول کیا ہے خود علمائے شیعہ نے
بھی ان کو نسخ تلاوت ہی سے متعلق مانا ہے نہ تحریف سے۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان از علامہ طبرسی
ذیل تفسیر آیہ ما ننسخ من آیۃ

قولہ کس منہ سے قرآن موجود کو پورا بتاتے ہو الخ اُسی منہ سے پورا بتاتے ہیں جس منہ سے کلمہ ایمان
پڑھتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور جناب مدیر النجم دامت برکاتہم کی تخصیص نہیں تمام
اہل سنت و جماعت قرآن موجود کو پورا بتاتے ہیں چنانچہ آپ کی عبارت ۱۸ کے جواب میں علمائے
اہل سنت کی عبارتیں نقل ہو چکیں اور تماشا تو یہ ہے کہ تمہارے علما بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں
کہ تمام اہل سنت قرآن موجود کو کامل و مکمل جانتے ہیں اور جو اس کو ناقص کہے اسکو کافر قرار
دیتے ہیں چنانچہ مسٹر حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول میں لکھتے ہیں "مصحف عثمانی کہ حضرات اہلسنت
آن را قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آن را ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند"
باقی رہا نسخ کا معاملہ تو اس سے قرآن کے پورے ہونے میں کوئی خلل نہیں آسکتا کسی کتاب
کا مصنف اس کتاب کے کسی حصہ کو نکال ڈالے تو اس سے وہ کتاب ناقص نہیں کہی جاسکتی ہاں
مصنف کے علاوہ کوئی اور شخص نکال ڈالے تو البتہ کتاب ناقص کہی جائیگی۔

قولہ اصلی قرآن میں سورۂ احزاب الخ اصلی کی لفظ آپ نے بڑھائی ہے اتقان
کا حوالہ صریح خیانت ہے اتقان میں صرف یہ مضمون ہے کہ سورۂ احزاب میں دو سو
آیتیں تھیں پھر اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی ہاں یہ ثابت کرو کہ یہ آیتیں جامع قرآن نے
نکال ڈالیں تو البتہ تحریف ثابت ہوگی پھر اتقان میں صاف تصریح موجود ہے کہ باقی آیتیں
منسوخ ہو گئیں نسخ ہی کے مثال میں اس روایت کو مصنف اتقان نے بھی لکھا ہے اسپر آپنے
آنکھ بند کر لی کیا خوب دیانت ہے۔

قولہ سورۂ توبہ الخ باقی تین حصوں کا غائب ہو جانا آپکے الفاظ ہیں درمنثور میں ہرگز

کوئی ایسا لفظ نہین جس کا یہ ترجمہ ہوسکے - اس سورت کا بھی جو حصہ اب نہین ہے ...
ہزار روایات مین بالتصریح مذکور ہے دیکھو النجم کا مناظرہ حصۂ اول -

قوله بڑی تلاش سے الخ یہ تلاش صرف وقت نزول کی لکھی ہوئی آیت کی تھی ...
بہت لوگون کو یاد تھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق پرچون سے جو ...
کرائی تھین انہین بھی یہ آیت لکھی ہوئی تھی - یہ مضمون کہ لکھی ہوئی آیت کی تلاش تھی جناب ...
صاحب مدیر النجم نے اپنی طرف سے نہین بیان فرمایا بلکہ علمائے سابقین اس کو لکھ گئے ہین
اتقان کی اٹھارھوین نوع مین یہ عبارت ملاحظہ ہو -

قال ابن حجر وکان المراد بالشاھدین الحفظ والکتاب

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین کہ دو گواہون سے مراد حفظ اور کتابت ہے -

پھر اس کے بعد لکھتے ہین -

قال ابو شامة وکان غرضھم ان لا یکتب الا من عین ما کتب بین یدی النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا من مجرد الحفظ ولذلک قال فی آخر سورة التوبة لم اجدھا مع غیرہ ای لم اجدھا مکتوبة مع غیرہ لانہ کان لا یکتفی بالحفظ دون الکتابة -

ابو شامہ کہتے ہین کہ صحابہ کی غرض یہ تھی کہ وہی ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھے گئے تھے ... نقل کی جائے نہ محض حفظ سے اسی وجہ سے ... توبہ کی آخری آیت کے متعلق کہا کہ سوا حضرت ... کے اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ ملی کیونکہ ... کے صرف حفظ پر کفایت نہ کی جاتی تھی -

قوله اس زمانہ مین طبقہ صحابہ مین کوئی الخ صحابہ کرام کی طرف انہین بدگمانیون
اور غلط خیالات نے قرآن تمھارے ہاتھ سے چھین لیا جواب کبھی تم کو مل نہین سکتا حتی
یلج الجمل فی سم الخیاط - جنگ یمامہ مین جو چند ماہ بعد رسول خدا کے ہوئی جو
حفاظ قرآن شہید ہوگئے تھے صرف ان کی تعداد ستر تھی اور زندہ لوگون مین جس قدر تعداد
حفاظ قرآن کی ہوگی اس کا اندازہ سوا خدا کے کون کرسکتا ہے اگر یہ حفاظ قرآن
عہد نبوی کے نہ تھے تو جنگ یمامہ مین کہان سے آگئے کیا چھ سات ماہ مین
حافظ ہوگئے -

قوله یہان عبد الشکور الخ اس بیہودہ طریقہ سے ایک عالم اہل سنت کا نام لینا تیرہ درونی اور
بدخوردگی کا نتیجہ ہے - مگر یہ تو بتایئے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ عنہم کے ایمان بالقرآن اور
بھی تصدیق رسول سے ثابت کرنے کا مطالبہ اس بحث سے کیا ربط رکھتا ہے کیا جس طرح شیعہ حضرت
علی اور اپنے دوسرے ائمہ کا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہین ایسا ہی اہل سنت کو سمجھتے ہین مگر
دوسرے کہ اس بحث مین بھی حضرت مولٰنا صاحب نے ایک پہاڑ آپ کے سرون پر رکھدیا ہے مباحثہ
رامپور کی روئیداد دیکھو جسمین چالیس دلائل حضرات خلفائے ثلٰثہ کے مومن کامل ہونے پر پیش کئے گئے ہین
جس کا جواب کئی سال گزرنے پر بھی مولوی مرزا احمد علی شیعی جو اس مباحثہ مین مقابل تھے نہ دے سکے
اور نہ کسی دوسرے مجتہد نے ہمت کی - اسکے بعد ہزیمت شیعان پنجاب دیکھو جسمین ان دلائل اور اس
پر اضافہ کئے گئے ہین -

قوله الغرض پورا قرآن موجود نہین الخ بعض آیات کے منسوخ ہوجانے سے قرآن کو پورا
نہ ماننا یعنی محرف جاننا بالکل غیر معقول بات ہے اتقان کا حوالہ محض بے بنیاد ہے سچے ہون تو
... نقل کرین -

قوله بی بی عائشہ الخ ام المومنین کی شان مین یہ تحقیر آمیز جملہ اللہ تعالٰی منتقم حقیقی ہے - آیت
رجم کی پوری تحقیق النجم کے مناظرہ حصہ اول اور تنبیہ الحائرین مین دیکھو کہ شیعون کے امام جان
مجتہدین کی دیانت و قابلیت کا پردہ کس طرح چاک ہوا ہے -

قوله سورۂ نورین الخ یہ لطیفہ سب سے بڑھیا رہا - خدا یہ تو بتایئے کہ دبستان المذاہب کس کی
کتاب ہے اور اسکے مصنف نے سورۂ نورین کی بابت شیعون کا عقیدہ نقل کیا ہے یا سنیون کا -
افسوس ہے کہ حائری صاحب کو دبستان المذاہب کا حوالہ دینے پر کافی ذلت ہوچکی تھی مگر پھر بھی
آپ لوگون کے ہوش درست نہ ہوئے -

قوله سورۂ حفد و خلع الخ ان دونون سورتون کا بھی منسوخ ہونا روایات مین صراحۃً مذکور ہے
دیکھو النجم کا مناظرہ حصۂ اول چونکہ یہ دونون سورتین قنوت وتر مین پڑھی جاتی ہین اس لئے
حضرت ابی بن کعب نے بطور یادداشت کے لکھ لی تھین نہ بطور قرآنیت کے ورنہ حضرت ابی بن کعب
جن لوگون کو قرآن پڑھاتے تھے ان کو یہ سورتین بھی پڑھاتے حالانکہ قرائے سبعہ کی متواتر سندون

مین حضرت ابی بن کعب سے جو قرآن شریف منقول ہے وہ بھی قرآن ہے نہ اسمین سورہ حفد ہے نہ سورۂ خلع ہے۔

قولہ آنحضرت نے آپ کے قرآن کو واجب التمسک بنایا تھا الخ یہ مضمون آپ کا مین ہے حضرت ابی بن کعب کے قرآن کو واجب التمسک بنانا کسی حدیث مین نہین ہے نہ عند التحقیق حضرت ابی بن کعب کا کوئی قرآن ہمارے قرآن کے علاوہ ثابت ہوتا ہے۔

قولہ قول شل بول الخ آپ کے پیشوا ابو بصیر صاحب کے منھ مین کتے نے پیشاب کر دیا تھا کتاب کافی غالباً اس وقت سے آپ کو ہر اہل ایمان کا قول شل بول معلوم ہوتا ہے۔

عبارت در نجف نمبر ۴

بقول حضرت عثمان اس قرآن مین غلطیان ہین دیکھو درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ اتقان معالم التنزیل الیواقیت والجواہر۔ اور سنو تمھارے مذہب مین بسم اللہ کسی سورہ کا جزو نہین ہے۔ ورنہ تمھاری نماز بغیر بسم اللہ کے نہ ہوتی۔ تمھارے دین مصنوعی کے لحاظ سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔ کہ یہ قرآن جو تمھارے زعم ناقص مین مکمل ہے۔ مطابق لوح محفوظ سے اترے ہوئے قرآن کی نہ آیتین مرتب ہوئی ہین اور نہ سورے دیکھو ازالۃ الخفا اور مقدمہ تفسیر حقانی قرآن موجود کی ترتیب موافق تنزیل نہین ہے۔ دیکھو بخاری پ صفحہ ۱۲۵ مزید ثبوت آگے آتا ہے۔ عبد الشکور صاحب فرمایئے کہ اگر آیہ انا لہ لحافظون کے ذریعہ سے اصلی ذخیرہ مجموع قرآن کی حفاظت کا وعدہ خدا نے فرمایا تھا تو وہ کہان محفوظ رہا۔ اس قرآن مین بہت سی آیات ذہین سورے موجود نہین ہین نیز آیہ رضاع کبیر بھی نہین ہے جسے بقول حضرت عائشہ بکری کھا گئی۔ دیکھو محاضرات راغب نیز آیہ رجم بھی اس کا جزو تھی دیکھو اتقان جمع الجوامع۔ کنز العمال۔ اور اگر خدا نے اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جو بقول حضرت عثمان غلط ہے۔ اور بقول مفسرین ومحدثین اہلسنت ناقص بھی ہو۔ اور اسی پر آپ کا اور آپ کے بزرگون کا ایمان بھی ہے۔ تو فرمایئے۔ ہمارا ایمان اس قرآن پر کس لئے نہین ہو سکتا۔ ملا جی تم بڑے غدار ہو کہ جھوٹی باتین اڑایا کرتے ہو شرم کرو۔ انہی بیہودہ حرکتون سے تم کو علمائے اہل سنت نے کافر بنایا ہے۔ مگر تم کو حیا نہین آتی۔ اور چلو بھر پانی مین ڈوب نہین مرتے کہ قصہ پاک ہو۔ اور سنو تم کو بیچ قرآن کو غیر مخلوق و قدیم کہتے ہو۔ اور تمھارے بھائی بند بعض مقابلہ کس قرآن کی

جلد و غلاف کو قدیم بتاتے ہین۔ تعدد قدما کے عقیدہ رکھنے والو تم کو جواب دینا ضرور ہو یہان لکھتی کہنا پس اگر بعد رسول اللہ قرآن غیر مخلوق ہے جو مجموع وجلد نہ تھا تو اس کا وجود صفحۂ ہستی سے غائب ہے اور اگر یہ قرآن مراد ہے۔ تو وہ جس کے جامع جناب عثمان ہین پھر کیسے قدیم ہو سکتا ہے۔

جواب باصواب

قولہ بقول حضرت عثمان الخ افسوس اسمین بھی آپ نے خیانت سے کام لیا خود تفسیر اتقان مین ان روایتون کا غیر معتبر ہونا اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے مگر اتقان کا حوالہ تو دیا لیکن جرح کا ذکر بھی نہ کیا دیکھیئے صاحب اتقان ان روایات کو نقل کرکے فرماتے ہین۔

وقد اجاب العلماء عن ذلك بثلاثة اوجه احدها ان ذلك لا يصح عن عثمان فان اسناده ضعيف مضطرب منقطع

علما نے ان روایات کا جواب تین طریقے دیا ہے ایک طریقہ یہ کہ حضرت عثمان سے ان روایتون کا ثبوت صحیح نہین کیونکہ سند اسکی ضعیف اور مضطرب اور منقطع ہے۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہین۔

وهذه الآثار مشكلة جدا وكيف يظن بالصحابة اولا انهم يلحنون في الكلام فضلا عن القرآن وهم الفصحاء اللد ثم كيف يظن بهم ثانيا في القرآن الذى تلقوه من النبي صلى الله عليه وسلم كما انزل وحفظوه وضبطوه واتقنوه ثم كيف يظن بهم ثالثا اجتماعهم كلهم على الخطأ وكتابته ثم كيف يظن بهم رابعا عدم تنبههم ورجوعهم عنه ثم كيف يظن بعثمان انه ينهى عن تغييره ثم كيف يظن ان القرآن استمر على مقتضى ذلك الخطاء وهو مروى بالتواتر سلف عن خلف هذا مما يستحيل شرعا

یہ روایات نہایت قابل اعتراض ہین اولاً یہ کہ صحابہ کیطرف یہ گمان کیونکر ہو سکتا ہو کہ وہ معمولی بات چیت مین غلطی کرتے ہون چہ جائیکہ قرآن مین حالانکہ وہ بڑے خلیق فصیح تھے دوسرا یہ گمان انکی طرف کیسے کیا جائے جس قرآن کو انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا اور اسکو حفظ کیا تھا اور خوب ضبط کیا تھا اسمین وہ غلطی کرتے تھے ثالث پھر یہ گمان انکی طرف کیونکر کیا جائے کہ وہ سب اس غلطی پر اور اسکے لکھنے پر متفق ہو گئے رابعاً پھر یہ گمان انکی طرف کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کو اس غلطی پر تنبیہ نہوا اور انھون نے اس سے رجوع نہ کیا پھر حضرت عثمان کیطرف یہ خیال کیسے کیا جائے کہ وہ اس غلطی کی اصلاح سے منع کرتے پھر یہ خیال کس طرح کیا جا سکتا ہو کہ قرآن مین وہ غلطی برابر قائم رہی حالانکہ قرآن سلفاً عن خلف بتواتر نقل ہو رہا ہے یہ باتین شرعاً اور عقلاً اور عادۃً محال ہین۔

وعقلاً وعادۃً۔

اس عبارت مین علامہ سیوطی نے ایسی زبردست جرح ان روایات پر کی ہے جسکی خوبی علم حدیث کے جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہین۔ اصول حدیث مین یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو روایت کسی محال عقلی یا شرعی یا عادی پر شامل ہو وہ جھوٹی سمجھی جائے گی اگرچہ اسکی سند مین کوئی راوی مجروح نہ معلوم ہو پس علامہ ممدوح کا یہ کہنا کہ یہ روایتین محال شرعی اور محال عقلی اور محال عادی پر شامل ہین ان روایات کے موضوع ہونے کو مدلل کرتا ہے۔

علامہ حکیم ترمذی ان روایات کی بابت نوادر الاصول مین فرماتے ہین۔

والعجب من هولاء الرواة احد هو یروی عن ابن عباس انه قال فی قوله حتی تستأنسوا وتسلموا هو خطأ من الکاتب انما هو تستأذنوا وتسلموا وما اری مثل هذه الروایات الا من کید الزنادقة فی هذه الاحادیث انما یریدون ان یکیدوا الاسلام بمثل هذه الروایات فیا سبحان الله کان کتاب الله بین ظهر انی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مضیعة حتی کتب الکتاب فیها ما شاءوا و زادوا ونقصوا۔	ان راویون سے تعجب ہے کوئی ان مین روایت کرتا ہے کہ ابن عباس نے حتی تستأنسوا وتسلموا کاتب کی غلطی بتلایا اور کہا کہ صحیح تستأذنوا ہے مین ان روایات کو سوا اس کے کچھ نہین خیال کرتا کہ زندیقون کی ساختہ بافتہ ہین چاہتے ہین کہ ایسی روایات بناکر اسلام کے ساتھ فریب کرین۔ سبحان اللہ گویا کہ خدا کی کتاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے سامنے ایک کھیل ہو گئی کہ کاتبون نے اس مین جو چاہا لکھدیا یا بڑھا دیا یا گھٹا دیا۔

علامہ زمخشری ان روایات کی نسبت لکھتے ہین۔

وهی والله فریة بلا مریة۔	یہ روایتین اللہ کی قسم افترا کی ہوئی ہین اسمین کچھ شک نہین

حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فتح الباری مین اگرچہ ان روایات کو بلحاظ سند مجروح نہین کہتے تو بھی فرماتے ہین کہ کان غیرها المعتمد یعنی ان روایات کے خلاف پر اعتماد ہے۔ یہ روایتین قابل اعتماد نہین ہین۔

المختصر یہ روایات بالکل مجروح و ناقابل اعتماد ہین اور بفرض تسلیم ان روایات کا وہی مطلب ہے جو آپ لکھتے ہین تو تفسیر اتقان مین انکی تاویل بھی لکھی ہوئی ہے۔

قولہ بسم اللہ کسی سورت کا جز نہین الخ اس مسئلہ کا بیان کچھ ربط نہین معلوم ہوتا شاید مقصود یہ ہو جس کو مولوی اعجاز حسن صاحب ظاہر نہین کر سکے کہ بسم اللہ جز سورت نہین پھر ہر سورت کے شروع مین لکھی ہے اس سے زیادت فی القرآن ہو گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بسم اللہ جو ہر سورت کے شروع مین لکھی ہوئی ہے بیشک حنفیہ کے نزدیک سورت کا جز نہین ہے بلکہ آیت مستقل ہے جو ہر سورت کے شروع مین اس لئے نازل ہوئی ہے کہ جدید سورت کا آغاز معلوم ہو جائے۔ لہذا بسم اللہ کا ہر سورت کے آغاز مین لکھنا زیادت فی القرآن نہین ہے زیادت فی القرآن توجب ہوتی کہ کسی انسان کا کلام اسمین لکھدیا جاتا۔ حضرت استاذ الاساتذہ مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ تعالی کا ایک مستقل رسالہ ہے احکام القنطرۃ فی احکام البسملۃ اسمین نہایت مفصل و مدلل طریقہ سے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے جس کو زیادہ تحقیق منظور ہو وہ اس رسالہ کو دیکھے۔

قولہ تمھارے زعم ناقص مین الخ الحمدللہ آپ نے اس قول مین مان لیا کہ یہ قرآن ہمارے زعم و اعتقاد مین مکمل ہے رہا یہ کہ آپ لوگ ہمارے اس زعم کو ناقص کہتے ہین یہ حق بجانب ہے قرآن شریف کی عداوت اسی کو چاہتی ہے کہ جو شخص قرآن کو مکمل جانے اسکے زعم کو ناقص کہا جائے قرآن شریف کو مکمل کہنے سے جن کے دل زخمی ہوتے ہین لہذا مکمل کہنے والے کو وہ جس قدر گالیان دین معذور ہین۔

قولہ دیکھو ازالۃ الخفا الخ ہماری دیکھی ہوئی ہے ہم اوپر بروایات معتبرہ ثابت کر چکے کہ آیات قرآنیہ کی ترتیب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے ازالۃ الخفا کی عبارت اس کے خلاف نہین ہے۔

قولہ ترتیب موافق تنزیل نہین ہے الخ یہ تو ہم سب مانتے ہین کہ یہ ترتیب مطابق نزول نہین ہے بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور آپ کی تعلیم کے مطابق ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا۔

قولہ انا لہ لحافظون الخ اس آیت مین اسی قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہے جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس کو حضور نے لکھوایا جسکی آیتون کو مرتب کیا جس کو امت کیلئے قیامت تک کے واسطے رہنما بنایا اور فرمایا انی تارک فیکم الثقلین آب رہا یہ کہ جب حفاظت کا وعدہ تھا تو اسکی کچھ آیتین منسوخ کیون ہوئین تو معلوم رہے کہ نسخ منافی حفاظت نہین حفاظت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ غیر اسمین تصرف نہ کر سکے نہ یہ کہ خدا بھی تصرف نہ کر سکے ان آیتون کو خدا نے منسوخ کیا نہ یہ کہ کسی نے نکال ڈالا۔

قولہ بقول حضرت عائشہ بکری کھا گئی الخ آیہ رضاع کبیر بھی منسوخ ہو چکی ہے اور کسی کاغذ کو بکری کا کھا جانا ایک معمولی واقعہ ہے آج روزانہ سیکڑون نسخے قرآن شریف کے تلف ہوتے رہتے ہین اس سے قرآن پر کیا اثر پڑتا ہے روایت کا یہ مطلب نہین ہے کہ بکری کے کھا جانے کے سبب سے یہ آیت درج مصحف ہونے سے رہ گئی۔

قولہ بقول مفسرین و محدثین۔ الخ۔ بالکل جھوٹ ہے ایک مفسر یا محدث کا قول نہین پیش کیا نہ پیش کر سکتے ہو۔

قولہ تو فرمائیے ہمارا ایمان اس قرآن پر کیون نہین ہو سکتا الخ کہ دفعہ فرما ئین النجم کے [illegible] حصہ اول مین فرمایا [illegible] وہم کے مناظرہ مین فرمایا۔ مباحثہ ٹکریان ضلع ہوشیارپور مین [illegible] لکھنؤ مین پنڈت بھگت پرشاد والے مباحثہ مین فرمایا تنبیہ الحائرین مین فرمایا الا ول ... الخ تینون نمبر اول مین فرمایا۔ اور اب پھر شوق ہے تو سنیئے۔

شیعون کا ایمان نہ اس قرآن پر ہو سکتا ہے نہ کسی قرآن پر اور اس دعوی کی بنیاد ایسی روایات پر نہیں ہے جن کو آپ لوگ کتب اہل سنت سے پیش کرتے ہین کہ وہ روایات اول و اخبار احاد ہین دوسرے ان کی صحت مین بحث کلام ہے اور ان مین سے اکثر کی صحت تو قطعًا ثابت نہین ہو سکتی تیسرے ان روایات کا مفہوم سوا نسخ یا اختلاف قرات کے اور کچھ نہین ہے کسی عالم اہل سنت نے آج تک ان روایات سے تحریف کا مفہوم بطور احتمال کے بھی نہین سمجھا۔ اگر مولوی اعجاز حسن یا ان کے اکابر ثابت کر دین کہ ایسی روایات کی بنیاد پر جناب مدیر النجم یا کسی عالم اہل سنت نے کہا ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف

نہین ہو سکتا تو باللہ العظیم مین اس قول کو واپس لینے کیلئے تیار ہون مگر نہین علمای اہلسنت ایسے بے انصاف ایسے ناخدا ترس ایسے لاغی نہین ہین کہ اتنا بڑا الزام چند ایسی روایات کی بنا پر رکھدیتے جو علاوہ متواتر نہ ہونے کے پایہ صحت کو بھی نہین پہنچتین اور با این ہمہ تحریف پر صراحۃً دلالت بھی نہین کرتین بلکہ علمای اہل سنت کے اس دعوی کی بنیاد دو چیزون پر ہے

اول یہ کہ مذہب شیعہ نے تمام صحابہ کرام کو جھوٹا مانا ہے حضرات خلفائے ثلثہ اور ان کے ساتھیون کو بھی اور حضرت علی اور اُن کے ساتھیون کو بھی اور جب طبقہ صحابہ سب کا سب جھوٹا مان لیا گیا تو ظاہر ہے کہ قرآن اور دین کی ہر چیز جو ما بعد والون کو انھین جھوٹون کے نقل و روایت سے ملی ہے قابل اعتماد نہ رہی نہ اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے نہ قرآن کا کلام الٰہی ہونا قطع نظر اس سے کہ وہ یہ قرآن موجود ہو یا بخیال شیعہ امام غائب کا فرضی قرآن۔

دوم یہ کہ بلا اختلاف تمام شیعہ قرآن موجود کو حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کا جمع کیا ہوا اور شائع کیا ہوا مانتے ہین اور حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو وہ دین کا دشمن اور در پئے تخریب دین جانتے ہین اور ظاہر ہے کہ خدا نے ان کو دنیا مین ایک بڑی بادشاہت اور ایک اعلی طاقت عنایت کی تھی ہر قسم کا اختیار سفید و سیاہ کا ان کو حاصل تھا پس جب ایسے قوت و ربا اختیار کامل دشمن دین کے ہاتھ سے دین کی وہ کتاب ملے جس پر دین کی بنیاد ہے تو کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ اس دشمن کے تصرف سے محفوظ ہوگی اور جب یہ یقین نہ ہو سکا تو ایمان کیونکر ممکن ہے اب رہا یہ کہ گو دشمن دین کے ہاتھ سے یہ قرآن ملا مگر چونکہ ائمہ نے تصدیق کر دی ہے کہ اس دشمن نے کوئی کمی بیشی کسی قسم کا تغیر و تبدل اسمین نہین کیا اسوجہ قرآن پر ایمان حاصل ہوا تو ایسی کوئی تصدیق کسی امام کی کتب شیعہ مین موجود نہین بلکہ

سوم یہ کہ شیعون کی معتبر کتابون مین ائمہ معصومین سے قرآن مین پانچ قسم کی تحریف کی روایات موجود ہین کمی بیشی تبدل الفاظ تبدل حروف خرابی ترتیب اور ان روایات کے ساتھ علمائے شیعہ کے تین اقرار بھی موجود ہین ایک اقرار یہ کہ یہ روایات متواتر ہین زائد از دو ہزار ہین مسائل امامت کی روایات سے کم نہین ہین دوسرا اقرار یہ کہ یہ روایات

تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین۔ تیسرا اقرار یہ کہ انہین روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہین۔

ان تینون باتون کا ثبوت اپنی کتابون سے دیکھنا ہو تو کم از کم مناظرہ امروہہ اور تنبیہ الحائرین کا مطالعہ کرو۔

کیون مولوی صاحب اب آپ کو معلوم ہوا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر کیون نہین ہے کتب شیعہ مین جو نا اندازہ دو ہزار روایتین تحریف قرآن کی ہین وہ ایسی صاف و صریح ہین کہ ان کے دیکھنے کے بعد ایک ناواقف شخص کو حیرت ہوتی ہے اور پھر ان روایتون کے بعد جو شیعہ اپنے کو منکر تحریف کہتے ہین یا اہل سنت کی روایات نسخ و اختلاف قرأت کو اپنی روایات کا مماثل کہتے ہین تو حیرت پر حیرت بڑھجاتی ہے نمونہ کے طور پر چند روایات جو تنبیہ الحائرین وغیرہ مین درج ہین اُن کے بعض فقرات ملاحظہ ہون۔

اِنَّهُمْ اَثْبَتُوْا فِی الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقُلْهُ اللّٰهُ لِيُلَبِّسُوْا عَلَى الْخَلِيْقَةِ۔

تحقیق جامعین قرآن نے قرآن مین وہ باتین درج کر دین جو خدا نے نہ فرمائی تھین تاکہ مخلوق کو فریب دین۔

وَتَضْمِيْنِهٖ مِنْ تِلْقَاۗئِهِمْ مَا يُقِيْمُوْنَ بِهٖ دَعَاۗئِمَ كُفْرِهِمْ۔

قرآن مین وہ باتین اپنی طرف سے شامل کر دین جنسے وہ اپنے کفر کے ستونون کو قائم کرتے ہین۔

وَالَّذِیْ بَدَا فِی الْكِتٰبِ مِنَ الْاِزْرَاۗءِ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْ فِرْيَةِ الْمُلْحِدِيْنَ۔

اور قرآن مین جو برائی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کی ظاہر ہوتی ہے یہ ملحدون کی بڑھائی ہوئی ہے۔

زَادُوْا فِيْهِ مَا ظَهَرَ تَنَاكُرُهٗ وَتَنَافُرُهٗ۔ وَلَوْ شَرَحْتُ لَكَ كُلَّ مَا اُسْقِطَ وَحُرِّفَ وَبُدِّلَ لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَحْظُرُ التَّقِيَّةُ اِظْهَارَهٗ۔

اگر مین تجھسے تمام وہ مقامات بیان کرون جہان قرآن مین کمی کیگئی اور تحریف کی گئی اور بدلا گیا تو طول ہو گا اور تقیہ جس بات کے ظاہر کرنے کو منع کرتا ہے وہ ظاہر ہو جائیگی

لَوْلَا اَنَّهٗ زِيْدَ فِی الْقُرْاٰنِ وَنُقِصَ مَا خَفِیَ حَقُّنَا عَلٰى ذِیْ حِجًى۔

اگر یہ نہوتا کہ قرآن مین بیشی اور کمی کر دی گئی تو ہمارا حق کسی پر مخفی نہ رہتا۔

قوله ملا جی تم بڑے غدار الخ کافرون نے پیغمبرون کو اسی قسم کی گستاخانہ باتین کہی تھین جو آج تم ایک عالم اسلام کی شان مین استعمال کرتے ہو۔ خیر تمنے تو محض بے وجہ اور بے ثبوت بات کہدی مگر

سنو غدار وہ ہین جنکے مذہب مین جھوٹ بولنا اعلیٰ عبادت اعلیٰ ترین فرض ہے دین کے ۹/۱۰ حصے جھوٹ بولنے مین ہین جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے جنکے ائمہ کا یہ بیان ہے کہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین جھوٹ بولنا ہے دیکھو اصول کافی ص۴۸۴ غدار وہ ہین جنکے اسلاف نے خود اُنکے سامنے اقرار کیا کہ جو لوگ تمھاری امامت کے ماننے والے ہین اُنمین نہ امانت ہے نہ سچائی نہ وفا دیکھو ص۲۳۶

غدار وہ ہین جنکے اسلاف نے حضرت امام حسین کو دغا سے کوفہ بلا کر شہید کیا اور پھر کئی بار یہ اقرار کیا کہ امام حسین پر جو کچھ مصیبت آئی ہماری بے وفائی سے آئی مجالس المومنین کی یہ عبارت قابل دید ہے

"بعد از آنکہ امام حسین را طلاب اشقیم تیغ بر روی او کشیدیم تا از بے وفائی ما رسید انچہ با و رسید"۔

غدار وہ ہین جنکے اسلاف کو امام زین العابدین نے کربلا سے چلتے وقت اَيَّتُهَا الْغَدَرَةُ الْمَكَرَةُ کہا دیکھو احتجاج طبرسی مولوی تجار حسن صاحب بھی غدارون کا پتہ مین خود آپہی کی کتابون سے آپ کو اور بہت کچھ بتلاتا مگر طول کے خیال سے صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہون آیندہ انشاء اللہ دیکھا جائیگا۔

قوله کافر بنایا الخ اچھا پھر آپ کو کیا۔ چند رضا خانیون کا اشتہار جسمین ہمارا ہاتھ کام کر رہا ہو اسپر تم کو اسقدر ناز کیون۔ پھر اس اشتہار مین بھی کافر کی لفظ نہین۔ بالفرض رضا خانیون نے اگر ایسا کیا تو اختلاف مسلک ہے لیکن تم اپنے قبلہ حائری صاحب کہ انکو خود آپہی کے ہموطن یعنی لاہوری شیعون نے بغیر اختلاف مسلک کیا کیا نہین لکھا جعلی مجتہد مکار بد مذہب بے علم وغیرہ وغیرہ دیکھو اپنا اخبار ذوالفقار لاہور۔

قوله قصہ پاک ہوا الخ اس سے اُس عداوت کا پتہ چلتا ہے جو تمھارے دلون مین حضرت فاروق سے ہے تم اُنکی حیات کو اپنے لئے مصیبت سمجھتے ہو اور عورتون کیطرح کوستے ہو اسکے جواب مین ہم وہی آیت پڑھتے ہین قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ

قوله کون ہے قرآن کو غیر مخلوق الخ اول تو اس رسالہ کو اس بحث سے کوئی تعلق نہین دوسرے نہایت افسوس ہے تمھارا کہنا مضمون نگار کو ابتک علم کلام کا یہ مشہور مسئلہ بھی معلوم نہین ہے ہم اس قرآن کو غیر مخلوق و قدیم کہتے ہین جو خدا کا کلام ہے کیونکہ وہ خدا کی صفت ہے اور کلام اپنے متکلم کی صفت ہوتا ہے اور خدا کی ذات جس طرح قدیم ہے اسی طرح اسکی صفات بھی قدیم ہین باقی رہا یہ کہ ہم جو تلاوت قرآن کی کرتے ہین یہ ہمارے الفاظ ہین جنکے ذریعہ سے اصل کلام الٰہی کی حکایت ہوتی ہے تو ہم اپنے الفاظ تلاوت کو قدیم نہین کہتے اور جلد و غلاف کیا معنی اُن نقوش کو بھی قدیم نہین کہتے جو قرآن پر دلالت کرتے ہین خواہ وہ نقوش آج لکھے جائین یا زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوے ہون

قوله تعدد قدما کا عقیدہ رکھنے والا الخ استغفر اللہ تعدد قدما کیسا خدا کی صفات کو قدیم کہا گیا ہے نہ کسی اور چیز کو

آپ اپنی خبر لیجیے کہ معتزلہ کی زلہ ربائی کر کے آپ لوگوں نے صفات کا انکار کر دیا لہذا اسکے صفات کو
ہم کو تعدد قدما کا قائل کہتے ہو شرم کرو دیکھو اپنا عقیدہ تو دیکھو کہ تم تعدد خالق کے قائل ہو خدا کے سوا کتنی
بے شمار خالق مانتے ہو بندوں کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہو چنانچہ چند سطر کے بعد سے حضرت عثمان کو
قرآن کا خالق کہا ہے جس سے علاوہ بدمذہبی کے تمھاری بے علمی بھی ظاہر ہو رہی ہے تمھارے مذہب کی رو سے
حضرت عثمان اگر خالق ہونگے تو اس قرآن کے جو انھوں نے لکھا تھا آجکل تو کاتبوں اور پریسیوں کو
خالق قرآن کہنا چاہیئے۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

عبارت و زنجف نمبر ۵

سنہ رسول کی رحلت کے بعد جناب ابوبکر نے زید بن ثابت سے قرآن جمع کرایا تھا دیکھو فتح الباری زید نے صرف آیات کو جمع کیا تھا۔ سورے مرتب نہ کئے تھے۔ دیکھو فیض الباری ج ۴ زید نے ہر ایک آیت دو گواہوں کی گواہی سے لکھی تھی مگر سورہ توبہ کی آخری آیات صرف خزیمہ کے پاس ملی تھیں۔ دیکھو اتقان وغیرہ۔ کیونکہ علاوہ صرف خزیمہ کے یاس ان آیتوں کا علم اور کسی صحابی کے پاس موجود نہ ہوا قرآن کے عدم تواتر کی اس سے بڑھکر دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ زید حضرت عمر کے نزدیک معتمد نہ تھے دیکھو اتقان۔ عمر صاحب نے زید پر قرآن میں کمی اور زیادتی کا جرم لگایا تھا۔ دیکھو کنز العمال جس تو عمر صاحب نے سالہا سال [illegible] سے [illegible] کر کے قرآن کی تصحیح فرمائی۔ غلط چیز [illegible] بھی چھانٹا تھا دیکھو ازالۃ الخفاء افسوس [illegible] زید کی محنت برباد ہوئی [illegible] ابوبکر کا قرآن غلط ثابت ہوا جسکی ہر ایک آیت دو عادلوں کی گواہی سے لکھی گئی تھی۔ ایسی فضول بھرتی ثابت ہونیسے عدل صحابہ اور ایمان صحابہ کیسا تو حضرت ابوبکر کا ایمان رخصت ہوا کیونکہ سب غلط قرآن پر ایمان رکھتے تھے۔ اور بتائیے قرآن کی تصحیح ختم ہونے تک جناب [illegible] کونسے قرآن پر ایمان رکھتا تھا [illegible] جواب عنایت ہو [illegible] کے صحیح قرآن [illegible] مگر صرف آیات مرتب ہوئی تھیں [illegible] عثمانی شروع ہو لیا۔ آپ کو بھی جامع القرآن ہونیکی ہوس ہوئی۔ آپ نے زید سے [illegible] آدمی کو یہ خدمت عطا فرمائی۔ [illegible] زید کی [illegible] برباد ہے۔ لیجئے خلاف سیرت شیخین قرآنی حلیہ بدلا کہ سورے بھی مرتب ہو گئے [illegible] صرف قریش کے محاورات میں قرآن لکھوایا باقی چھ زبانوں کے محاورے اس میں چھانٹ گئے [illegible] معلوم جناب عثمان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا تھا کہ خدا تو قرآن کو سات زبانوں میں نازل فرمائے رسول اللہ نے حضرت ابوبکر و عمر نے شان نزولی کا لحاظ رکھا مگر آپ نے ایجاد بندہ فرمائی۔ اب بتاؤ اصلی قرآن کہاں گیا۔ ساتوں زبانوں میں قرآن کا اترنا۔ اور جناب عثمان کا صرف زبان قریش میں قرآن لکھوانیکا تذکرہ فتح الباری وغیرہ میں موجود ہے اب عثمانی کے متعلق فیصلہ تمھارے ہاتھ ہے۔ اب قرآن موجود کی ترتیب آیات اور سورہ کی ترتیب ملاحظہ ہو۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اسکے پہلے سورہ اقرا نازل ہوئی تھی اسکے دیکھو کہاں ہے۔ آیات کی بے ڈھنگی ملاحظہ ہو کہ قاعدہ اول منسوخ ہونا چاہیئے پھر ناسخ مگر قرآن میں اول ناسخ ہے اور پھر منسوخ ثبوت کیلئے دیکھو دوسرے پارہ کا چودھواں رکوع اس میں عدہ وفات کی مدت موجود ہے جس سے عدہ وفات کی مدت چار ماہ دس روز ظاہر ہوتی ہے۔ اسکے بعد والے رکوع میں آیت منسوخہ دیکھو جس سے عدہ وفات کی مدت ایک سال معلوم ہوتی ہے۔ منسوخ کے مؤخر ہونیکے علاوہ یہ دوسری آیت بالکل بے ربط مقام میں لکھی گئی ہے جیسے آیہ تخییر ازواج نبی کے تذکرہ میں [illegible] اور [illegible] پارہ کے چوتھے رکوع میں طوفان نوح کا قصہ عجیب عنوان میں لکھا گیا ہے جس سے جامع القرآن کی جہالت کا ثبوت [illegible]

کیا اپنی [illegible] مذہب کی خرافات کو خدا نے [illegible] فرمایا ہے۔ کیا اسی ترتیب پر آیا ہے اور جامع القرآن کا ایمان ہو [illegible] بعد کر ترتیب الٰہی
تحریف میں ہوا اور اپنی جھوٹی بکواس سے توبہ کرلو۔ آئندہ کبھی بیہودگی کا قصد نہ کیجئیگا۔ ورنہ تمھارا [illegible] تمھارے منہ پر آئیگا۔

جواب باصواب

و تتبع و ترتیب قرآن ہم اوپر بحوالہ روایات معتبرہ بیان کر چکے کہ کتابت قرآن اور ترتیب آیات کا کام بالکل
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا تھا حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عثمان کا مقصود صرف
یہ تھا کہ خاص اپنے اہتمام سے صحیح نسخے قرآن شریف کے لکھوا کر شائع کئے جائیں جن میں کتابت کی غلطی نہ رہنے پائے
اور وہ نسخے آئندہ نقول کیلئے اصل قرار پائیں بس صرف یہ مقصود تھا لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے جو ذیل باتیں
آپ نے لکھی ہیں وہ بے بنیاد ہیں اگر آپ اصل روایات نقل کرتے تو اصل حقیقت کھل جاتی۔

قولہ کمی زیادتی کا جرم لگایا الخ بالکل جھوٹ کنز العمال کی اصل روایت مع سند نقل کرو اور راویوں
کی توثیق کتب رجال سے ثابت کرو ورنہ خرط القتاد۔

قولہ قرآن کی تصحیح فرمائی الخ قرآن کی تصحیح آج بھی ہوتی رہتی ہے کتابت کی اغلاط آج بھی درست
کی جاتی ہیں یہ کیا بات ہوئی۔

قولہ فضول بھرتی الخ یہ آپ کا طبعزاد مضمون ہے کسی روایت میں آپ نہیں دکھا سکتے کہ اس
قرآن میں کوئی مضمون طبعزاد تھا۔

قولہ عدل صحابہ الخ صحابہ کی عدالت اور انکا ایمان تو چند سفہا کے کہنے سے کیا رخصت ہوگا البتہ
اس ناپاک عقیدہ کے باعث تم کو اپنا ایمان قرآن شریف پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
پر ثابت کرنا محال ہو گیا کہ اب تمھارے اولین و آخرین بھی ملکر ثابت نہیں کر سکتے صاحب لغار بھی
اپنی پوری طاقت ختم کر کے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔

قولہ قرآن کی تصحیح ختم ہونے تک الخ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے لکھوائے قرآن کی تصحیح
جبتک ختم نہ ہوئی تھی قرآن کا وجود ہی دنیا میں نہ تھا نہ سینوں میں نہ سفینوں میں نعوذ باللہ
ارے عقلمند قرآن شریف کے بیشمار نسخے اس وقت موجود تھے اور ہر زمانہ میں موجود رہے حفاظ
قرآن کی تعداد اس وقت بھی حد تواتر کو پہونچی ہوئی تھی جیسا کہ آج ہے لہذا جس قرآن پر ہمارا
ایمان ہے اسی پر حضرت ابوبکر و عمر اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ

الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون
علیہ وسلم کا ایمان بھی اسی پر تھا۔ امن
قولہ اگر حضرت آیات الخ۔ ہم اوپر ثابت کرچکے کہ ترتیب آیات بلا اختلاف خود شارع کی کی ہوئی ہے
قولہ آپکے نزدیک نا سمجھ الخ صحابہ کرام کو نا سمجھ سمجھنے ہی کا نتیجہ ہے کہ آج زمین آسمان کے قلابے ملا
رہے ہو اور پھر بھی شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ثابت کر سکتے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ صرف
حضرت زید یا چند بنی امیہ اس کام پر مامور تھے نہیں بلکہ تمام صحابہ کی جمہوری قوت اس میں شریک
تھی چنانچہ خود حضرت علی سے اسکے متعلق روایت اتقان میں موجود ہے۔
قولہ نہ معلوم جناب الخ یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے جبکہ ہم ثابت کرچکے کہ قرآن کی
ترتیب اور قرأت وغیرہ بلا اختلاف اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔
اور تمام صحابہ کا درس اسی پر تھا۔
قولہ پہلے سورۂ اقرا الخ یہ اعتراضات تو اس وقت زیبا تھے جب ہم کہتے کہ یہ ترتیب مطابق
نزول ہے۔ اور جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب مطابق تلاوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور موافق تعلیم جبریل امین کے ہے اور اس کو ہم روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے تو یہ اعتراضات
بالکل فضول ہیں۔ اور ذرا عقل سے کام لیا جائے تو عقل بھی بتلاتی ہے کہ خلاف نزول
ترتیب جب سے کوئی فائدہ بھی کسی کا نہو سوا اس کے کہ شارع کے حکم سے مانی جائے اور کس سبب
ہو سکتی ہے مثلاً سورۂ اقرا سورہ بقرہ سے پہلے ہو جاتی تو کسی کا کیا نقصان تھا اور پیچھے ہو گئی تو کسی کا
کیا فائدہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترتیب کسی نے اپنی مصلحت یا منفعت کیلئے
نہیں دی بلکہ جو کچھ ہوا شارع کے حکم سے ہوا۔
قولہ آیات کی بے ڈھنگی الخ نعوذ باللہ۔ کیا ایسی صریح بے ادبی کے بعد بھی قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا
دعویٰ ہو سکتا ہے! اول تو یہ قاعدہ کس کا بنایا ہوا ہے کہ منسوخ پہلے ذکر کیا جائے ناسخ بعد میں ہاں ترتیب اگر نزول کے
مطابق ہوتی تو اس قاعدہ کی پابندی ضروری ہوتی۔ ثانیاً بعض اقوال مفسرین کے یہ بھی ہیں کہ حول
والی آیت منسوخ نہیں اب بھی اسکا حکم جاری ہے جیسا کہ مجاہد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ چار مہینے
دس دن کی عدت تو عورت پر لازم ہے مگر مرد پر ایک سال کی وصیت کرنا ضروری ہے اور مفسرین کا
قول یہ ہے کہ حول والی آیت حسین وصیت کا حکم ہے آیت میراث سے منسوخ ہوئی ہے نہ چار مہینے دس دن والی

آیت سے چنانچہ عطا سے بھی منقول ہے۔ رہا بے ربطی کا اعتراض وہ علم قرآن نہونے کا نتیجہ ہے مضامین
قرآنیہ میں اس خاص رنگ کی ترتیب کا تلاش کرنا جو متاخرین مصنفین کے مذاق کے موافق ہو مطالبہ عبث ہے۔

عبارت درنجف نمبر ۶

دیکھئے میں تم اس قرآن کی ترتیب کو توقیفی بتا کر ازواج نبی کا پلہ بھاری اور تطہیر میں لپیٹنا چاہتے ہو مگر ایں خیال است و محال است و جنون
[illegible] ازواج نبی کیلئے ان اتقیتن کی شرط اور وقرن فی بیوتکن کا حکم [illegible] ان طلقکن کی وعید [illegible]
[illegible] قلوبکما کی جھڑکی ہوئی۔ اگر زوجہ نبی خلاف حکم [illegible] نکلتی [illegible]
[illegible] خدا اور رسول سے لڑتی ہوتی [illegible]
لہذا اب تمہاری کوشش فضول [illegible]
[illegible] کونسی کتاب کیلئے فرمایا تھا [illegible]
پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو [illegible]
مذکورہ کا تذکرہ کہیں نہیں ہے۔ اور اگر اس زمانہ کے قرآن میں یہ احکام تھے تو قرآن میں تحریف ہو گئی [illegible]
[illegible] والسلام علی من اتبع الہدیٰ (الراقم الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی)

جواب باصواب

قولہ جیسے آیہ تطہیر الخ اب آپکے مطلب کی آئے ساری تمہید اس لئے تھی۔ اچھا بتایئے آیہ تطہیر میں کیا بے ربطی
ہے آیہ مذکورہ ازواج مطہرات کے متعلق ہے لہذا اسکو ازواج کے تذکرہ میں ہونا ہی چاہئے جو لوگ آیہ تطہیر کو ازواج مطہرات سے
متعلق نہیں لیتے کلام الٰہی کے بے ربط کرنے کا الزام ان پر ہے نہ کلام الٰہی پر۔ تفسیر آیہ تطہیر مصنفہ جناب مدیر النجم دیکھئے تو آپکی
آنکھیں کھلیں بیس سال ہو چکے اب تک آپکے کسی قبلہ سے اس کا جواب نہیں ہو سکا۔
قولہ طوفان نوح الخ اول تو قرآن شریف میں قصص کو ترتیب وار بیان کرنے کا التزام نہیں کیونکہ کوئی تاریخ
یا سیرت کی کتاب نہیں ہے ثانیاً ونادی میں لفظ واو ہے جو ترتیب پر دلالت نہیں کرتا ثالثاً بعد غرق ہی کے
دعا مانگی ہو تو کیا قباحت ہے آپکے مذہب میں احیاء موتی پر خدا کو قدرت نہ ہوگی مگر حضرت نوح اور تمام
انبیا علیہم السلام احیاء موتی کو خدا کی قدرت میں داخل مانتے ہیں۔
قولہ کیا یہی بیڈھنگی ترتیب الخ ہاں یہی ترتیب مطابق لوح محفوظ اور خدا کی موعود ہے اسکو بیڈھنگی یا
اوندھی کہنا بے ایمانی و بے علمی کی دلیل ہے دو مثالیں آپنے بیڈھنگی ترتیب کی دی تھیں دونوں کا جواب ہم دے چکے
قولہ ترتیب الٹنا تحریف نہیں الخ سبحان اللہ یہ بیان کے خلاف کرنا انہیں لوگوں کا شیوہ ہے ذرا کسی کلام
اردو کو گلستان کی ایک حکایت سہی اسکے فقرات کو الٹ پلٹ کر دیکھو مفہوم کلام اور مراد مصنف میں
تبدیلی پیدا ہوتی ہے یا نہیں ضرور پیدا ہوگی پھر کیسے کہہ دیا جائے کہ یہ تحریف نہیں ہے۔ یقیناً اگر

قرآن شریف مین آیات کی ترتیب کا الٹا پلٹنا مان لیا جائی تو سارا قرآن مشکوک و بیکار ہو جائیگا کہ معلوم اصلی ترتیب کیا تھی اور اس وقت مقدم کلام کیا تھا۔

اچھا بالفرض کسی نے انصاف وعقل کو بالاے طاق رکھکر آپ کی خاطر سے کہدیا کہ ترتیب کا الٹا پلٹنا تحریف نہین تو آپ کو کیا فائدہ ملیگا شیعہ تو صرف خرابی ترتیب کے قائل نہین بلکہ قرآن مین کمی بیشی تبدل الفاظ تبدل حروف کے بھی قائل ہین اور اس عقیدہ تحریف کے علاوہ دو وجہین اور بھی تو ہین جنسے ان کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہوسکتا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے

قولہ شیعون کو کافر بنائیگا الخ ہرگز جناب مولنا نے کافر نہین بنایا انھون نے تو تمھارا مذہب دنیا کے سامنے رکھدیا ہے اب تمھارا مذہب تم کو جو کچھ قرار دے تم وہی ہو تمھارا ہی تحرک تمھارے نظر آرہا ہے۔ اگر واقعی تم کو کفر برا معلوم ہوتا ہے تو سنیون کیطرح قرآن پر ایمان لے آؤ جس مذہب نے زیادہ از دو ہزار روایات تحریف تصنیف کرکے ان کو ہم پلہ روایات امامت کا بنا دیا اس مذہب کو ترک کرو اور ان قرآن کی عظمت وتقدس کا اعتقاد پیدا کرو مگر یہ تمسے نہ ہوگا آخر تم انہین کے مقتدی ہو جن کا حال اس آیت مین بیان ہوا ہو کہ واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انومن کما امن السفہاء۔

قولہ ازواج نبی کا پلندہ الخ اس عبارت مین کس قدر گستاخی کے الفاظ ازواج طاہرات کی شان مین دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اپنے نبی حبیب کی طرف سے انتقام لینے کو خدا کافی ہے پلندا انتشار چھری ماور نامہربان ڈائن وغیرہ الفاظ انکی شان مین ہین جن کو خدا نے فرمایا وازواجہ امھاتھم نبی کی بی بیان ایمان والون کی مائین ہین جن کو فرمایا لستن کاحد من النساء یعنی تمھارے مثل کوئی عورت نہین یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دنیا مین پر کوئی عورت آغاز آفرینش سے قیامت تک ازواج نبی کی ہم رتبہ نہین پیدا کی گئی نہ پیدا کی جائیگی۔ اور ان اتقیتن کی شرط جو لگائی تو خود آیات قرآنی بتلا رہی ہین کہ ان مین یہ شرط یعنی صفت تقوی موجود تھی ورنہ نبی ضرور ان کو طلاق دیدیتے خدا نے فرمایا یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ یعنی اے نبی آپ اپنی بی بیون سے کہدیجیے کہ تم اگر زندگی دنیا اور اسکی

زینت کی طالب ہو تو آؤ مین تم کو مال دون اور اچھی طرح رخصت کردون اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق نہ دی اس سے صاف ظاہر ہو کہ وہ طالب دنیا نہین بلکہ صفت تقوی کے ساتھ موصوف تھین۔

ازواج نبی کو مطلقا گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت قرآن شریف مین نہین ہے بلکہ ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی فرمایا ہے یعنی زمانہ جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ نکلو۔ ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج مین اور غزوات مین ازواج مطہرات کو اپنے ساتھ نہ لیجاتے۔

حواب کے کتون کے بھونکنے کا قصہ چندان قابل اعتبار نہین پھر اس روایت مین کوئی الفاظ [illegible]ت کے بھی نہین ہین۔

حضرت عائشہ کا حضرت علی سے لڑنا اول تو بالقصد نہ تھا محض دھوکہ مین بلا ارادہ یہ لڑائی ہوگئی دوسرے نفس رسول سے لڑنا کیا معنی حضرت علی کو نفس رسول کہنا اگر صحیح بھی ہو تو مجازًا ہے یعنی حقیقی نہین ہوسکتا کیونکہ اگر وہ حقیقۃً نفس رسول ہوتے تو حضرت فاطمہ کا نکاح ان سے کیونکر صحیح ہوتا۔ اس لڑائی کے واقعہ مین اگر علماے اہل سنت کی تحقیقات سے آنکھ بند کرکے کسی فریق کا الزام دیا جائے تو سب سے بڑا الزام حضرت علی پر آئیگا کہ وہ نبی کی بی بی سے لڑے اور ماں بھی وہ جس کو قرآن نے ماں قرار دیا۔

قولہ سنی ناشکورا الخ ہر دشمن اسی طرح کہتا ہے مگر یاد رہے کوشش ناشکوران کی ہے جو قرآن کریم کو مشکوک بنانے کے درپے ہین جو نور خدا کو اپنی پھونک سے بجھانا چاہتے ہین۔

قولہ حسبنا کتاب اللہ الخ اجی حضرت کتاب اللہ یہی قرآن شریف ہے [illegible] مرتبہ کہا جائے۔

قولہ نئی توجیہ الخ سبحان اللہ کیا عمدہ توجیہ ہے شیعہ خوب قدر کرین گے ع

ہست ہرگندہ پرے راگندہ خر۔

اولاً حسبنا کتاب اللہ کا یہ مطلب نہین ہے کہ حدیث رسول کی ضرورت نہین ورنہ آیہ قرآنی حسبنا اللہ کا مطلب یہ لینا پڑے گا کہ رسول کی حاجت نہین۔ ثانیا

آپ لوگون کو قرآن سے کیا تعلق آپ کو کیا خبر کہ قرآن مین کیا ہے کیا نہین پھر آپ نے کیسے حکم لگا دیا کہ قرآن سے مردون کا دفن کرنا ثابت نہین - سنو! اس وقت تین آیتین لکھی جاتی ہین فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ - اور ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ اس دوسری آیت سے نہ صرف دفن بلکہ نماز کا بھی ثبوت ہوتا ہے ثم اماتہ فاقبرہ -

قرآن کریم سے یہ بے تعلقی اور اجنبیت پھر اسپر یہ دلیری کہ قطعی حکم لگا دیتے ہین کہ فلان بات قرآن مین نہین ہے شیعون ہی کا کام ہے اسپر وہ جتنا ناز کرین بجا ہے درنجف کے مضمون کا جواب ہوگیا ایک حرف بھی بے جواب نہین چھوڑا گیا

اب مین انتظار کرون گا کہ اڈیٹر صاحب درنجف یا مولوی اعجاز حسن صاحب جواب الجواب مین کیا تحریر فرماتے ہین -

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت

جناب مولوی کرم الدین صاحب رئیس بھین ضلع جہلم کی تازہ تصنیف ہے - مفید اور جامع کتاب ہے مذہب شیعہ کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے نہایت عمدہ چیز ہے - مولوی صاحب موصوف میرے ساتھ مباحثہ چکوال مین شریک تھے کتب شیعہ پر آپ کی نظر اچھی ہے -

اس کتاب مین خلافت کی بحث اور مطاعن صحابہ کے جوابات بھی ہین ہر بحث دلچسپ و دلنشین ہے اُردو صاف وسلیس ہے اور طرز بیان مہذب ہے -

ایسی تصانیف کی قدردانی کرنی چاہئے تاکہ مصنفین کی ہمت افزائی ہو کتاب کا حجم ۳۰۸ صفحہ ہے اور قیمت علاوہ محصول ڈاک تین روپیہ -

ناظرین النجم سے خاص طور پر اس کتاب کی خریداری کی سفارش کیجاتی ہے اپنے سے کتاب طلب کریں جناب مولوی [صاحب] کرم الدین ڈاک خانہ بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم -

---

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

رسالہ سوالیہ موسومہ بہ

تحفہ اثنا عشریہ

مولفہ

مولنا حافظ حکیم عبدالشکور صاحب حنفی الہی (مرزاپوری)

در مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ طبع گردید

۱۹۳۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اثنائے تحریک "ترک موالات" میں جب آریون نے ایک طرف "ہندو مسلم اتحاد" کو بذریعۂ "شدھی" مٹانے کی کوشش کی اور دوسری طرف اس شدھی کے بانی سوامی شردھانند نے علماء اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو ہر چہار طرف سے مسلم علماء اور اسلامی انجمنون نے "صدائے لبیک" بلند کی بڑی امید تھی کہ اب علمی میدان مین تقریری مناظرہ کی فیصلہ کن چہل پہل ہوگی۔ لیکن یہ سن کر حیرت ہوئی کہ سوامی جی نے ہندوستان کی فضائے امن مین امکان تکدر کا حیلہ کرکے اس امید پر بالکل پانی پھیر دیا۔ حالانکہ شدھی کی جد وجہد مین وہ مصروفِ عمل رہکر اپنے آپ کو اتحاد کے لیے قاتل اور امن کے لیے ضرب کاری ثابت کرتے رہے۔

مین نے بھی سوامی جی موصوف کا چیلنج تحریر مناظرہ کی صورت مین قبول کیا (کیونکہ اس مین ان کا پیش کردہ خوف نقض امن نہین ہے) یعنی (۱) سوامی جی مذکور کے نام ۲۱-اکتوبر ۱۹۲۳ء کے روزانہ اخبار ہمدم لکھنؤ مین ایک کھلا خط شایع کرایا۔ انتظار کیا مگر جواب نہ ملا تو مجبوراً (۲) تمام آریہ سماج کو مخاطب کرکے نمبری بیس مگر ضمناً سو سے زائد اصولی اور ضروری سوالون کا مجموعہ بنام آریہ توڑ پہلی مرتبہ مارچ ۱۹۲۴ء مین اپنے رسالہ مطالبۂ حق حصہ اول طبع اول کے ساتھ بطور ضمیمہ طبع کرایا جس کو دوسری مرتبہ علٰحدہ ۱۹۲۵ء مین انجمن حزب الاطفال بدایون نے بانعام چھپوایا لیکن سماجی دنیا کی مہر خاموشی ہنوز قائم ہے۔ بالآخر بار دوم وہ خط اور تیسری مرتبہ ۱۹۲۶ء مین آریہ توڑ دونون کو ملاکر بنام تحفۂ آریہ سوامی جی اور آریون کی خدمت مین پھر پیش کرتا ہون۔

گو یہ امید نہین ہے کہ اتنے دنون کے لاجواب سوالون کا جواب اب بھی ملیگا۔ تاہم میری یہی درخواست ہے کہ اگر در اصل مذہب آریہ ہی نوع انسان کو ورطۂ ضلالت سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر لانے کا مدعی ہے تو آریہ سماج کو ان سوالات کے صحیح جوابات کی طرف جلد تر توجہ کرنی چاہیے۔ چنانچہ اسی لیے اوّل وہ خط، پھر آریہ توڑ ہدیہ ناظرین ہے۔ ملاحظہ ہو:-

(مؤلف)

کھلا خط بنام سوامی شردھانند صاحب آریہ

جناب سوامی شردھانند صاحب۔ تسلیم۔

تمہید

آپ کی موجودہ تحریک شدھی، سیاسی ہے یا مذہبی؟ بصورت اول اہل اسلام ہی کے مقابلہ مین کر جناب کا یہ فرمانا کہ شدھی ہمارا پیدائشی حق ہے، ہر اہل مذہب کی طرح ہمکو بھی حق تبلیغ حاصل ہے ہندو مسلم اتحاد اس کے اثر بد سے محفوظ ہے وغیرہ کہان تک مناسب ہے؟ بصورت دوم کیا آریہ مذہب تبلیغی ہے جیسے اسلام۔ یا غیر تبلیغی ہے جیسے ہندو دہرم؟ دوسری صورت مین آپ کو شدھی کا پیدائشی یا سیاسی یا مذہبی حق کیونکر حاصل ہے؟ پہلی صورت مین۔

(۱) (الف) کس وید منتر مین اسکا حکم ہے تاکہ آپ کا یا آریہ سماج کا مذہباً مامور ہونا معلوم ہو

(ب) فی الحال تبلیغ بنام شدھی صرف اہل اسلام ہی کے مقابلہ مین کیون مخصوص ہے؟

(ج) سوامی دیانند سے پہلے غیر ہندو بالخصوص اہل اسلام کو کب کس نے کس جگہ تبلیغ کی کس سنہ مین کہان، کسکی تبلیغ سے، کتنے مسلمان۔ ہندو یا آریہ باشندہ ہوئے، طریقۂ تبلیغ باقاعدہ محکمۂ تبلیغ کو کسی سلطنت کی سرپرستی حاصل تھی یا قوم کی؟

(۲) مبلغ پر قبل از تبلیغ دوسرے کے مقابلہ مین اپنے مذہب کی صداقت وحقانیت کا ثابت کرنا ضروری ہے یا نہین؟ عند الطرفین شق ثانی غیر مقبول اور صورت اول مسلم ہے۔ پس سوامی جی اگر فی الواقع آپ کو اپنے دھرم (مذہب آریہ) کے حق اور دین اسلام کے باطل ہونیکا

یقین ہے تو سات کروڑ ہندی مسلمانوں کی شدھی کرنے سے پہلے مہربانی فرما کر میرے جملہ استفسارات
کے صحیح جوابات مرحمت فرما کر حق و باطل کے فیصلہ کا جلد موقع دیجئے ؟

مقصد

(۱) لفظ الہام کے معنی، اس کی تعریف، تقسیم، کیفیت، ضرورت ؟

(۲) الہام (وحی) یا اس کے ہم معنی لفظ کا وجود، وید اور اس کے ملہم کے قول یا تصنیف میں جو الہام وید پر صادق آتا ہو ؟

(۳) وید الہام کی کس قسم میں داخل ہے ؟

(۴) لفظ وید سے قطع نظر صرف رگ، یجر، سام، اتھرو کے کیا معنی ہیں ؟

(۵) اس کا کیا ثبوت ہے کہ وید کے ملہم (اگنی - وایو - آدیتہ - انگرا) انسان تھے ؟

(۶) چاروں رشیوں پر وید کا الہام کس عمر میں ہوا ؟

(۷) ہر رشی پر الہام وید بتدریج ہوا یا دفعۃً ؟

(۸) ہر رشی پر چاروں وید کا الہام ہوا یا صرف ایک ایک وید کا ؟ پہلی صورت میں ایک ہی رشی کافی تھا بقیہ تین پر الہام کیوں ہوا ؟ دوسری شق میں لازم آتا ہے کہ ہر رشی تین حصہ وید سے محروم یا جاہل رہا ؟

(۹) مذکورہ رشیوں کو وید کے سنسکرت زبان کی مہارت کب ہوئی، قبل الہام یا بعد الہام ؟

(۱۰) یہ دعوی کہ پرمیشور نے فلاں وید کا الہام مجھ پر کیا ہے، خود چاروں رشیوں نے بھی کیا تھا یا نہیں ؟ دوسری صورت میں سوامی دیانند یا آپ یا آریہ سماج کو (پونے دو ارب برس بعد آج) کیسے خبر ہوئی کہ خدا کی طرف سے فلاں وید کا فلاں رشی پر الہام ہوا تھا ؟ اگر پہلی شکل تسلیم ہے تو آپ خود دعوی کرنے سے پہلے بصحت وید کے ملہم کا دعوی نقل کیجئے ؟

(۱۱) الہام وید کا دعوی اگر خود وید کے ملہم کا ہے تو یہ معلوم کرنے کے لیے کہ وہ اپنے اس قول میں صادق تھے یا کاذب، ان کی زندگی کے قابل وثوق صحیح حالات از ولادت تا وفات پیش کیجئے ؟

(۱۲) ان نیک کاموں کی تفصیل و تقسیم مطلوب ہے جن کی بنا پر مذکورہ رشی (وہ بھی صرف ایک ایک) الہام کے مستحق ہوئے ۔

(۱۳) کیا یہی چاروں رشی ہر دنیا میں الہام وید کے لیے مخصوص ہیں اور ان پر اسی ترتیب سے ابھی موجودہ وید الہام ہوا کرتا ہے ؟

(۱۴) اس کا کیا ثبوت ہے کہ وید غیر محرف ہے ؟

(۱۵) کیا فی زمانہ چاروں وید کا کوئی حافظ ہے ؟ اس کے نام و پتہ سے باخبر کیجئے ؟

(۱۶) کیا تعلیم وید ایسی اچھی اور کامل ہے کہ ہر زمانہ میں ہر ملک ہر قوم اور ہر پیشہ کے انسانوں کیلئے کافی ہو ؟

خاتمہ

(۱) الہامی ہے غیر محرف ہے کامل ہونا یہ تین باتیں جس کتاب کو حاصل ہونگی یقیناً وہ ہر زمانہ میں ہر انسان کیلئے واجب الایمان اور قابل عمل ہوگی پس اگر آریہ سماج کی طرف سے آپ نے جملہ استفسارات بالخصوص مقصد کے ۱۶ سوالات کے صحیح جوابات دیدیے تو نہ صرف وید کا الہامی، غیر محرف اور کامل ہونا ثابت ہوگا بلکہ اس مرحلہ کے بعد اگر مذہبی دنیا بالخصوص اہل اسلام وید ہی کو قابل ایمان و عمل نہ تسلیم کریں تو یہ ان کی جہالت و ہٹ دھرمی ہوگی ۔

(۲) جواب (مطبوع ہو یا قلمی) تحریری چاہیے ؟

(۳) میرے مخاطب چونکہ صرف سوامی شردھانند ہیں اس لیے آریہ سماج میں سے کوئی اور صاحب بلحاظ جواب دینے کی تکلیف نہ اٹھائیں - ہاں ہر آریہ مہاشہ کو مناسب ہے کہ اپنے صحیح علم، تحقیق اور مفید مشورہ سے سوامی جی کی مدد کریں تاکہ سوامی صاحب کو زیادہ محنت اور جواب دینے میں دیر نہ ہو ۔

(۴) سوامی جی! وید اگر قابل ایمان و عمل کتاب ہے تو اسکا الہامی، غیر محرف، کامل ہونا ضروری ہے اور ان ہر سہ امور کے متعلق آریہ سماج کے مسلمہ اصول و عقیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جتنے ضروری استفسارات تھے وہ پیش خدمت ہیں - لہذا اہل اسلام اور مذہب اسلام کے مقابلہ میں شدھی یعنی حق تبلیغ حاصل کرنے یا محکمہ تبلیغ قائم کرنے سے پہلے بذریعہ صحیح جواب، ویدک دھرم (آریہ مذہب) کی صداقت و حقانیت کا راز طشت ازبام فرمایئے تاکہ ہندوستان میں ایک دو کے بجائے دنیا کے ۳۲ ۲۰۰ کروڑ مسلمان اسی سرچشمہ علوم و فنون کتاب کے بحر ناپیدا کنار میں شناوری کرکے گوہر مراد حاصل کریں اور آپ کو دعا دیں ۔ فقط ۔

آریہ توڑ

تمہید

ابتدائی سوالات نمبر ۱۔ شروع دنیا میں انسانوں میں سے بلا ماں باپ صرف ایک شخص کی پیدائش مانتے ہو یا بقول سوامی دیانند (ستیارتھ پرکاش صہ ۲۹۴) ہزاروں انسان کی پہلی صورت تمہارے گرو کے قول کے خلاف ہے۔ ودوسری صورت میں بتاؤ ہزاروں انسان کا بلا ماں باپ جوان جوان آغاز دنیا میں زمین سے نکل آنا یہ طرز پیدائش نتیجہ عمل ہے یا محض کرشمۂ قدرت؟ بقول سوامی دیانند (ستیارتھ صہ ۲۹۴) وحسب عقیدۂ تناسخ تمہیں شق اول تسلیم ہے سلیں اول وہ عمل پیش کرو۔ پھر یہ بیان کرو کہ آج یقینی طور پر کیا ہر آریہ اپنے باپ کا نام وحال ویسا ہی بتا سکتا ہے جس طرح صرف ایک انسان کی اول پیدائش ماننے والے اہل اسلام یہودی۔ عیسائی۔ سناتن دھرمی ہندو میں سے ہر شخص اپنے پہلے باپ کا نام آدم اور بے جھجک بتاتا ہے؟ اگر بتا سکتا ہے تو مثلاً اپنے مہارشی سوامی دیانند بانی آریہ سماج کے اول باپ کا نام پیش کرو۔ ورنہ تمہیں انصاف سے کہو کہ جس شخص اور جس قوم کے باپ کا نام اور حال معلوم نہ ہو اُسے کیا کہتے ہیں۔ اور ایسے بدترین لقب سے بچنے کی آریہ سماج کے پاس کوئی تدبیر ہے؟

نمبر ۲۔ تم کوئی دھرم (مذہب) رکھتے ہو یا لامذہب ہو؟ دوسری صورت کا تم یقیناً انکار کروگے۔ پس پہلی صورت میں بتاؤ تمہارا مذہب کوئی خاص نام رکھتا ہے یا نہیں؟ غالباً شق ثانی کو ناپسند کروگے۔ لہٰذا شق اول میں اپنے مذہب کا خاص نام نیز خود اپنا مخصوص مذہبی اسم ظاہر کرتے ہوئے بتاؤ کہ وہ نام خدا نے رکھا ہے یا انسان نے؟ پہلی شق میں تمہاری مسلّمہ الہامی کتاب وید میں اُس نام کا پایا جانا لازمی ہے پس ثبوت میں وید منتر پیش کرو۔ اور دوسری شق میں وجہ تسمیہ اسم مسمّٰی اور اُس کا معتبر تاریخی وجود بیان کرو؟

کتب مسلّمہ آریہ

نمبر ۳۔ ستیارتھ صہ ۹ رگ وید بھومکا صہ ۱۸۱ میں سوامی دیانند کی پیش کردہ مستند کتابیں آریہ سماج کے نزدیک مسلّم ہیں یا نہیں؟ اگر غیر مسلّم ہیں تو بنی دیگر کتب مسلّمہ پیش کرو۔ اور اگر مسلّم ہیں تو امور ذیل کا جواب دو۔

(۱) سوامی دیانند نے خود ایک اشتہار مطبوعہ شعلہ طور میں لکھا ہے کہ (۴ وید ۴ اُپ وید ۶ وید انگ ۱۲ اُپنشد۔ شاریرک سوتر۔ کاتیاین آدی سوتر۔ یوگ بھاشیہ واکو واک منوسمرتی مہابھارت) ان ۲۱ شاستروں کو ست اور باقی سب کو کیا سمجھا جاوے (بڑی سوانح عمری سوامی دیانند صہ ۵۹۹) ظاہر ہے کہ سوامی جی کی ہر دو کتاب (ستیارتھ و بھومکا) اور اس اشتہار کی تحریر میں بیّن اختلاف اور صریحی تناقض ہے۔ بتاؤ ان میں کون تحریر قابل وثوق اور کون ناقابل اعتبار ہے؟

(۲) سوامی دیانند کی بھومکا صہ ۱۸۱ میں مسلّمہ کتابوں کی یہ تقسیم کہ ۴ وید مستند بالذات ہیں باقی مستند بالغیر یعنی اپنی صحت میں تصدیق وید کی محتاج ہیں۔ صحیح ہے یا غلط تمہیں چونکہ شق اول تسلیم ہے لہٰذا بیان کرو۔

الف ۔ مستند بالذات ۴ وید مذہبی کتاب ہے یا غیر مذہبی۔ اگر بقول سوامی دیانند (بڑی سوانح عمری سوامی جی صہ ۶۹) غیر مذہبی ہے تو وید کو اپنے دھرم کی بنیادی کتاب (کلیات آریہ مسافر صہ ۲۶۱) کیوں کہتے ہو۔ اور اگر مذہبی ہے تو سوامی جی کے قول مذکور کا کیا معنی ہے؟

ب ۔ مستند بالغیر کتابیں مذہبی ہیں یا غیر مذہبی۔ صورت اول بقول پنڈت لیکھرام (کلیات صہ ۲۶۱) غلط ہے اور بصورت دوم یہ کتابیں تصدیق وید کی محتاج کیوں ہیں؟

(۳) سوامی دیانند نے بھومکا صہ ۱۸۱ میں بجائے کتابوں کے رفتہ رفتہ سو یا کرن۔ نرکت

چھند۔ جیوتش۔ آیروید۔ دہنروید۔ گاندہروید۔ ارتھ وید۔ جو علی الترتیب علم قرأت علم صرف ونحو۔ علم لغت۔ علم عروض۔ علم ہیئت و ہندسہ۔ علم طب۔ فن جنگ واسلحہ۔ انتظام سلطنت۔ علم موسیقی۔ علم صنعت وحرفت کا نام ہے نہ کہ کتاب کا) علوم وفنون کا نام کیون لکھا ہے؟

(۴) یہ تناقض بھی تمھاری نظر توجہ کا محتاج ہے کہ سوامی جی اسی صفحہ پر فرماتے ہیں "نگھنٹو گویا وید مانا جاتا ہے" "اگر یجر صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں" نرکت معنف یا سک منی جس میں نگھنٹو بھی شامل ہے وید کا چوتھا انگ ہے" پس بتاؤ نگھنٹو طب کی کتاب ہے یا لغت کی؟

(۵) مجموعہ میں سوامی جی کی لکھی ہوئی مستند کتابوں میں سے ایک ہزار سے بھی زائد کتابیں اب معدوم ہیں یا نہیں؟ اگر معدوم ہیں تو بسلسلۂ کتب مسلمہ غیر موجود کتابوں کے پیش کرنے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھو کہ یہ کتابیں سچ سچ بزمانۂ گذشتہ دنیا میں کہیں تھیں بھی یا نہیں۔ شق دوم کو بھلا تم کیون پسند کرنے لگے۔ پس اگر واقعی کبھی تھیں تو براہ مہربانی تعداد کے مطابق کتابیں نہیں تو کم از کم اسم کتاب ہی سہی اور بزمانۂ ماضی اُن کا موجود ہونا ثابت کرو۔ ہاں اگر موجود ہیں تو سوامی جی کو چونکہ یہ تسلیم ہے کہ رگوید کی ۲۱ یجروید کی ۱۰۱ سام وید کی ۱۰۰۰ اتھروید کی ۹ شاکھا ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۵۲) جن کا مجموعہ علاوہ وید ۱۱۳۱ شاکھا ہے اور ستیارتھ صفحہ ۲۷ و بھومکا ۱۸۱ میں ۱۱۲۰ شاکھا لکھا ہے۔ پس یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ ہر دو تعداد میں سے کون صحیح اور کون غلط ہے علاوہ وید کے ۱۱۳۱ یا ۱۱۲۰ شاکھا دکھاؤ؟ مگر دیکھو عجلت میں کہیں یہ غلطی نہ کیجیو کر دید کے چاروں برہمن کو شاکھا میں شامل کر دو۔

(۶) یہ مستند بالغیر کتابیں جو بقول سوامی دیانند قدیم رشیوں کی تصنیف ہیں بحالت موجودہ محفوظ ہیں یا محرف۔ شق اول بقول پنڈت لیکھرام (کلیات صفحہ ۱۹۶) و مترجم بھومکا اردو دیباچہ صفحہ ۱۳ غلط ہے۔ پس محرف ہونے کی حالت میں بتاؤ ان پر اعتبار کی کیا صورت ہے یہ نہ کہنا کہ بذریعہ وید محرف اور غیر محرف میں تمیز ہو جائے گی کیونکہ اپنے محل میں خود وید کا محرف ہونا اور اس لیے اس کا غیر معتبر ہونا ثابت شدہ مسئلہ ہے (دیکھو ہماری کتاب تحفۂ ہنود) پس چونکہ تمھارا موجودہ سرمایہ نقل غیر مذہبی اور محرف ہے لہٰذا مذہبی امور کے لیے غیر معتبر ہے اس لیے تم اپنی وہ مسلمہ کتابیں پیش کرو جو موجود ہوں۔ مذہبی ہوں اور غیر محرف ہوں۔

نمبر ۴۔ سوامی دیانند کے اقوال اور اُن کی تحریر وتصانیف آریہ سماج کے نزدیک مسلّم ہیں یا نہیں؟ پہلی صورت چونکہ تمھیں تسلیم ہے (دیکھو تیب حق پرکاش حصہ اول مصنفہ پنڈت درشنانند مطبوعہ گروکل پریس دیباچہ بھومکا صفحہ ۶، ۲۹، ۳۰، ۵۵ وکلیات صفحہ ۱۹۱) لہٰذا اب یہ بتاؤ کہ بشرط تصدیق وصحیح ماننے یا بلا شرط تصدیق وید۔ اگر کہو مع الشرط تو اس کا ناموزوں ہونا اوپر معلوم کر چکے ہو۔ اور اگر بلا شرط تسلیم ہے تو اب یوں کہو کہ آریہ دھرم دراصل دیانندی دھرم ہے اور اس دھرم کی انھیں کی تحریر وتصانیف بنیادی کتابیں ہیں۔ پھر تم وید اور قدیم ویدک پستکوں کا نام کیوں لیتے ہو؟

الہام آریہ نمبر ۵۔ الہام کے قائل ہو یا منکر۔ تم صورت اول کے مدعی ہو کیونکہ خدا کی طرف سے رشیوں پر ہم وید کا الہام ہونا تسلیم کرتے ہو۔ پس بتاؤ لفظ الہام اور وحی سنسکرت ہے یا عربی اور عربی ہے تو لازم ہے یا متعدی۔ صورت دوم یعنی لفظ الہام ووحی کا عربی اور متعدی ہونا تو ظاہر ہے یہ بیان کرو کہ وید کا ملہم اور ملہم بھی الہام وید کا مدعی ہے یا نہیں۔ بصورت نفی، الہام وید کا دعویٰ تمھارا ہی ایجاد واختراع کردہ ماننا پڑے گا۔ بصورت اثبات خود کلام ملہم اور کلام ملہم میں الہام اور وحی کے ہم معنی سنسکرت لفظ کا وجود لازمی ہے پس وید یا اُس کے ملہم کے کلام سے وہ لفظ ۹
پیش کرو۔ ورنہ تمھیں انصاف کرو دعوی الہام وید کا فرضی ہونا کیا ظاہر نہیں ہے؟

نمبر ۹۔ الہام خدا کی صفت ہے یا اُس کا فعل۔ اگر صفت ہے تو بتاؤ؟

(۱) جب وید نام ہے شبد (لفظ) ارتھ (معنی) سنبندھ (تعلق) کا اور تمام شبد قدیم ہیں جن کا مقام آکاش ہے (بھومکا صفحہ ۱۹) تو الفاظ وید جس کا موصوف آکاش ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۵۵) خدا کی صفت کیونکر ہو سکتے ہیں؟

(۲) جب صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی (کلیات صفحہ ۳۳۳) تو الفاظ ومعانی متعلق خدا کی ذات سے جدا ہو کر باسم وید چاروں رشیوں کو کیونکر ملے؟

(۳) اگر الہام خدا کا فعل ہے تو یہ اُس کا طبعی فعل ہے یا ارادی۔ اگر طبعی ہے تو

(۱) خدا کو مختار ثابت کرو۔

(۲) آگ کی حرارت پانی کی برودت۔ آفتاب کی روشنی وتمازت کی طرح خدا کا طبعی فعل الہام وید بلا انقطاع استمراری کیوں نہیں؟ اور اگر ارادی فعل ہے تو اُس کا یہ فعل لازم ہے یا متعدی اگر لازم ہے تو خدا کا سہ رشیوں بلکہ کسی انسان یا غیر خدا پر الہام وید کرنا چہ معنی دارد؟ اور اگر متعدی ہے

توخدا کا بخطاب خاص یا بذکر نام ملہم وید میں مثلاً یہ بیان کرنا کہ اے اگنی رشی ہم نے انسانوں کی ہدایت کے لیے تمکو یہ وید الہام کیا، کیوں منافی الہام ہے؟ ہاں یہ کہنا کہ کسی خاص انسان کو یا اُس کا ذکر الہامی وید کی شان قدامت کے خلاف ہے (دیباچہ بھومکا صفحہ ۱۰) ورنہ بتاؤ

(۱) یجروید ۱۲ میں وشم ریو۔ اور اتھرو وید ۲۳/۱۰ (بھومکا صفحہ ...) میں انگرس کا خاص نام کیوں ہے؟

(۲) یجروید میں مثلاً ۲۶/۱۶ تلوار۔ توپ۔ بندوق۔ تیر۔ کمان ۳/۱۶ زرہ بکتر ۳۵/۱۶ گھوڑے کا تنگ۔ گاڑی پچھاڑی کی رسی۔ لگام ... سوت ... کپڑا تانا۔ بانا ... پگڑی ... رتھ ... کشتی ... ہوائی جہاز ... ہل پھالی پوڑے ... ٹھونا ... ہنڈولی ... پھول کا مالا ... تانت ... چمچہ یا کرچھی ... دہی۔ انگل ... روٹی۔ مٹھائی۔ گھی وغیرہ کا جن کا وجود خود انسان سے بھی متاخر ہو فرمائیے قدیم الہامی وید میں کیوں ذکر ہے؟

نمبر ۸۔ الہام وید سے خدا کا اصل مقصد عموماً بنی نوع انسان پر رحم اور اُن کو ہدایت کرنا ہے یا صرف ملہمین وید کو جزا دینا۔ بصورت دوم۔

(۱) تم یہ کیوں کہتے ہو کہ پرمیشور بڑا رحیم ہے جس طرح باپ اپنی اولاد پر نظر عنایت رکھتا ہے اسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بے غایت سے کل انسانوں کے لیے ویدوں کا الہام دیا ہے (بھومکا صفحہ ...)

(۲) جب تم یہ مانتے ہو کہ انسانی قالب کرم جونی اور غیر انسانی قالب بھوگ جونی ہے اور جزا کے لئے ہر روح سے الگ نجات کا زمانہ ہے تو بتاؤ جزائے عمل بصورت الہام ملہمین وید کو کرم جونی میں کیوں دی گئی۔

اور بصورت اول مجھ کو جواب دو (۱) الہام کا صرف سنسکرت زبان میں ہونا (۲) الہام والی زبان سنسکرت کا غیر انسانی زبان ہونا (۳) شروع ہی دنیا میں آخر دنیا تک کے لئے کامل الہام ہونا (۴) الہامی تعلیم میں بطور پند و نصیحت بھی کسی انسان۔ مقام۔ واقعہ کا بیان نہ ہونا (۵) ملہم کا نجات سے واپس شدہ ہونا (۶) ملہم کا عدد میں چار ہونا (۷) چاروں کا آغاز دنیا ہی میں ایک وقت پیدا ہونا (۸) چاروں کے بعد کبھی کسی اور ملہم کا نہ ہونا وغیرہ یہ سب بندشیں کیوں ہیں؟

نمبر ۹۔ وید کو تم کن معنوں میں الہامی کہتے ہو یا اصطلاحی۔ پہلی صورت میں ثابت کرو

اور بعد الہام وید۔ پھر ایسا الہام کیوں ممنوع ہے؟

(۲) برہمن گرنتھ اور ۱۲۷ شاکھا کو غیر الہامی کیوں مانا جائے جنھیں سوامی دیانند بھی خدا کی ذات سے بہت سے رشیوں پر الہام یا کشف شدہ مانتے ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۹ و بھومکا صفحہ ۲۱۴)

اور بصورت دوم اصطلاحی معنی بیان کرو مگر مناسبت لغوی ملحوظ رہے اور ہر دو صورت پر تقسیم کے قائل ہو تو الہام کے جمیع اقسام نمبر وار مع تعریف پیش کرو؟

نمبر ۹۔ اول سنسکرت زبان کا الہام ہوا یا وید کا؟ پہلی صورت میں الہام اور وجود سنسکرت زبان کا وید پر مقدم ہونا لازم آتا ہے جو تمھارے مسلمات کے خلاف ہے۔ اور بصورت دوم جواب دو کہ ملہمین وید رشیوں پر صرف الفاظ وید کا الہام ہوا تھا یا محض معانی کا یا الفاظ معانی ہر دو کا۔ شق اول میں چونکہ وید خود سنسکرت زبان نہیں بلکہ سنسکرت زبان میں ہے اس وید کا سمجھنا اول اچھی طرح سنسکرت زبان جاننے پر موقوف ہے اور اعجازی طور پر بھی وہ بلا مہارت زبان سنسکرت وید کو نہیں سمجھ سکتے تھے کیونکہ تم معجزہ کے بھی منکر ہو پس بتاؤ ان رشیوں نے بلا علم و مہارت سنسکرت زبان وید کو بوقت الہام وید کیوں کر سمجھا۔ شق دوم میں ویدک سنسکرت الفاظ اگر الہامی ہیں تو اول معانی پھر الفاظ کے الہام کرنے کی وجہ بتاؤ۔ اور اگر غیر الہامی ہیں تو ویدک سنسکرت کا غیر ایشوری یعنی انسانی زبان ہونا لازم آتا ہے اور یہ بھی مسلمات سماج کے خلاف۔ شق سوم میں بتاؤ خود چاروں ملہمین وید نے بھی وید سمجھا یا نہیں؟ اگر نہ سمجھا تھا تو بذریعہ الہام وید خدا کے عدل و رحم کا نفع وید کے ملہم اور غیر ملہم بنی نوع انسان کو کیا پہونچا۔ اور اگر سمجھا تھا تو ملہمین وید نے غیر ملہمین کو وید کی تعلیم و تبلیغ کی یا نہیں؟ انکار تو تم کر ہی نہیں سکتے۔ پس بصورت اقرار بتاؤ کہ جب اول الہام ثانی بھی نہیں مانتے تو پھر بعد الہام و تبلیغ وید بقول سوامی دیانند (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۱) بہت سے برہمن رشیوں کے آتماؤں میں وید کے معانی کا انکشاف و الہام کیوں ہوا؟ پس برہمن گرنتھ۔ شاکھا۔ ان سب کو وید [illegible] وید کی طرح الہامی کیوں نہ مانا جائے [illegible] الہام خود [illegible] ستاتن دھرمی ہندو مانتے ہیں؟

نمبر ۱۰۔ رشیوں پر مکمل الہام وید یکدفعہ ہوا یا تدریجاً۔ پہلی شق کے [illegible]

11

منکر ہیں (جیسے سوانح عمری سوامی دیانند صاحب) اور دوسری شق میں کچھ کرتا رجح الہام وید ہونے کی ضرورت اور اس کا ثبوت بیان کرو؟

مسئلہ اوّل الہام وید

مطالبہ اول | نمبر ۱۱ - چاروید میں سے ہر وید کے متعلق اُس کے ملہم کا خود اپنا یہ قول کہ خدا نے وید، انسانوں کی ہدایت کے لئے مجھ پر الہام کیا مجھ کو دیا یا میں نے خدا سے پایا موجود ہے یا نہیں - اگر موجود ہے تو بتاؤ؟

(۱) ان کا وہ قول کس معتبر کتاب میں موجود ہے؟

(۲) اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ قول ملہمین وید کا ہے نیز صاحب کتاب کو محفوظ طاہر ہو؟

اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تمھیں بھی خوب معلوم ہے کہ الہام یا وحی خدا کا مخفی فعل ہے، مادیات کی طرح محسوس یا ابر و باد کی طرح طوفان نہیں ہے کہ ملہم کے بلا بیان کئے ہوسکے۔ دیگر (غیر ملہم) لوگوں کو خود بخود خبر ہو جائے کہ خدا نے فلاں وید کا فلاں رشی پر الہام کیا ہے۔ ۱۴

پس اس صورت میں ملہمین وید کے ہمعصر دیگر غیر ملہمون حتیٰ کہ سوامی دیانند اور ان کے بعد زمانہ حال کے آریوں کو یہ قابل اطمینان خبر کیونکر ملی کہ خدا نے فلاں وید کا فلاں رشی پر الہام کیا تھا؟

مطالبہ دوم | نمبر ۱۲ - اگر چاروں وید کے متعلق چاروں رشی کے چار قول ہنوز موجود و محفوظ ہیں تو اب یہ بتاؤ کہ وہ چاروں اپنے اس قول میں صادق تھے یا کاذب - اگر کاذب تھے تو دعوی الہام وید سے دست بردار ہو جاؤ - اور اگر صادق تھے تو ثبوت کے لئے بذریعہ کتب معتبرہ ان کا قابل اطمینان چال و چلن - پھر اُس پر ان کے ہمعصر موافقین و مخالفین کی عینی شہادت اور ہم تک بصحت ان واقعات کے خبر رسانی کی معتبر صورت پیش کرو؟

مطالبہ سوم | نمبر ۱۳ ملہمین وید میں قبول الہام کی قابلیت تھی یا نہیں؟ شق دوم تمہارے مسلمات کے خلاف ہے رہی شق (دوم) اس کے متعلق خوب سمجھ کر جواب دو کہ

(۱) الہام یا وحی کی قابلیت کو جس طرح اہل اسلام بلفظ نبوت و رسالت تعبیر کرتے ہیں ویسے ہی تم کس مخصوص لفظ سے تعبیر کرتے ہو۔

(۲) یہ قابلیت چاروں رشیوں میں ہر رشی میں چاروں وید کی تھی یا صرف ایک ایک وید کی پہلی صورت میں ہر رشی تین وید کے الہام سے کیوں محروم رہا؟ اور دوسری صورت میں ہر رشی میں تین عدم قابلیت الہام وید کی وجہ بتاؤ؟

مطالبہ چہارم | نمبر ۱۴ - ملہمین وید کے قابلیت الہام وید کو وہبی مانتے ہو یا کسبی؟ تم چونکہ شق دوم کے مدعی ہو لہذا جواب دو کہ (۱) ان اعمال کی الگ الگ تفصیل بیان کرو جن کی جزا میں چاروں رشی ایک ایک وید کے الہام سے مشرف ہوئے اور تین تین وید کے الہام سے محروم رہے؟

(۲) لازم آتا ہے کہ خدا فعل الہام اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک انسان قابلیت الہام، والا عمل نہ کرے اور یہ ظاہر ہے کہ مختار کل قادر مطلق خدا کی شان اختیار کرنے کے لیے کس قدر نازیبا ہے۔

۳ (۳) جب الہام قابلیت پر اور قابلیت، عمل پر اور عمل، الہام پر موقوف ہے۔ جس سے تقدم شی علی نفسہ لازم آتا ہے اور اس کا محال ہونا مسلم ہے تو اس خرابی سے بچنے کے لیے وہی قابلیت الہام کے سوا اگر کوئی اور تدبیر ہو تو پیش کرو؟

(۴) حصول قابلیت و الہام وید جن اعمال پر موقوف ہے ان پر عمل کرنا کیا کسی زمانہ ملک، قوم، شخص کے لئے مخصوص ہے؟ اگر ہے تو تمھارا تعلیم وید کے عالمگیر ہونے کا شور و غل غلط ہے - اور اگر غیر مخصوص ہے تو تمھارے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ بعد الہام وید، پھر خدا الہام نہیں کر سکتا؟

(۵) جب جزائے عمل میں تاخیر کے منکر ہو حالانکہ تم تسلیم کرتے ہو کہ وید ملہمین کا جزائے عمل ہے تو بتاؤ اس جزا میں چار ارب تیس کروڑ برس کی تاخیر کیوں ہوئی؟

مطالبہ پنجم | نمبر ۱۵ - اگر الہام کی غرض معرفت ربانی اور اصلاح انسانی ہے تو بیان کرو - الہام وید کب ہوا؟ قبل از ضرورت یا بوقت ضرورت یا بعد از ضرورت - غالباً شق اول کے منکر ہو کیونکہ اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہو کہ اگر تمام ارواح ایک ہی

مرتبہ پیدا کی گئیں تو خدا پر فضول کام کرنے کا الزام عائد ہوتا ہے کیا یہ پوتر ان کا کام نہیں [illegible]
شخص الف ب پڑھتا ہو اور اس کے لیے ایم اے کا کورس خرید لیا جائے (مباحثہ [illegible])
کنور بہادر سنگھ بیجر [illegible] اس قسم کا بھی تمہارے نزدیک غیر مسلم ہونا ظاہر ہے [illegible]
دوم بقول تمہارے دوائی ہمیشہ بیماروں کے لئے ہوا کرتی ہے کہ تندرستوں کیلئے (مباحثہ [illegible])
(۱) قدرت کے بے لوث بچوں (ابتدائی انسانوں) کو پیدا ہوتے ہی ہوائی اور بحری جہاز، ریل، تار
توپ بندوق، تمدن اور جہانداری کے اعلیٰ اصول وغیرہ کی کیا ضرورت تھی کہ خدا نے ان کو بذریعہ
الہام وید تعلیم دی؟
(۲) قبل از الہام وید عمل کا موجود ہونا لازم آتا ہے جو تمہارے شرائط الہام اور قدامت وید کے خلاف ہے

مسئلہ دوم وجوب عمل بر وید

مطالبہ ششم | نمبر ۱۶ - وید اس وقت معدوم ہے یا موجود۔ اگر موجود ہے تو بتاؤ
(۱) کیا یہ وہی وید ہیں جن کا بقول تمہارے ایشوری سرشٹی میں خدا نے چار رشیوں پر الہام کیا تھا؟ ۱۴
(۲) ہر وید کے متعلق [illegible] جو بدرجہ علی الاتصال اس طرح سند بیان کرو کہ فلاں [illegible]
فلاں نے [illegible] سے فلاں نے حتی کہ زمانہ حال میں فلاں سے فلاں پنڈت نے مثلاً پورا رگوید پڑھا یا سنا یا تھا
(۳) یہ بھی پیش کرو کہ اس سلسلہ سند کے تمام راوی معتبر ہیں۔
(۴) تم کہتے ہو کہ وید چار ہیں (رگوید، یجروید، سام وید، اتھروید) اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ وید
منتروں پر بہت سے رشیوں کے نام لکھے ہوئے ہیں پس بتاؤ رشی ان منتروں کے مصنف ہیں یا بقول
سوامی دیانند (ستیارتھ [illegible]) و پنڈت لیکھرام (کلیات [illegible]) شارح اور محشی ہیں؟ اگر کہو کہ مصنف
ہیں تو تمہارے دعویٰ الہام وید کے خلاف ہے۔ اور اگر کہو شارح و محشی ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یہ چاروں
وید متن ہیں یا شرح و حاشیہ۔ اگر متن ہیں تو حاشیہ و شرح پیش کرو۔ اور اگر حاشیہ و شرح ہیں تو اصل الہامی وید دکھاؤ کہاں ہے؟
مطالبہ ہفتم | نمبر ۱۷ - ملہمین وید [illegible] ہر زمانہ میں [illegible] تعلیماً کتابتاً حفظاً وید کو تواتر حاصل رہا یا نہیں؟
تم [illegible] اول کے [illegible] سے آغاز دنیا سے جنگ مہابھارت اور پھر سوامی دیانند تک تواتر وید پیش کرو۔ مگر
اول خود ملہمین وید کے بعد ہر ہر زمانہ میں [illegible] کے نام بنام اتنی تعداد بیان کرو جس پر تواتر کی تعریف صادق آسکے؟

مطالبہ ہشتم | نمبر ۱۸ - تم الہامی کتاب (وید) میں نسخ کے قائل ہو یا منکر یقیناً منکر ہو ورنہ قائلین
نسخ پر اعتراض کیوں کرتے۔ پس بصورت انکار [illegible] امور ذیل کا جواب دو۔
(۱) تعلیم نیوگ اگر قابل عمل اور شریف انسان کی فطری غیرت وحمیت اس کی متحمل ہے تو
آج کل آریہ سماج اسے ملتوی کر کے ازدواج ثانی کا کیوں مؤید ہے؟
(۲) سوم بوٹی جس کے فوائد کا بیان اور استعمال کا حکم ہزاروں وید منتروں میں موجود ہے
چونکہ آج کل صفحۂ ہستی سے معدوم اور بقول مترجم [illegible] خدانخواستہ کہیں مل بھی جائے تو
استعمال کرنا خطرناک ہے پس ظاہر ہے کہ وید کے ایسے ہزاروں منتر اب بیکار رہیں۔ کیا انسانوں
کو اب اس کی ضرورت نہیں ہے؟
(۳) ویدک تناسخ کے مطابق جب انسان سلسلۂ اعمال کا اس زندگی میں بھی مفید ہے
نہ توبہ اور دعا کا نہ قبول ہونا بھی ظاہر ہے جس کے تم خود بھی منکر ہو پس انصاف سے کہو
وید کے بعض اور دعا کے ہزاروں وید منتر بجز اس کے کس مرض کی دوا ہیں؟
۱۵ (۴) خدا کا وہ قانون جس کے مطابق آغاز دنیا میں ہزاروں انسان بلا ماں باپ
جوان جوان برساتی مینڈک کی طرح از خود پیدا ہو گئے تھے اب کیوں منسوخ ہو گیا۔ اگر
بقول سوامی دیانند وہ طریق پیدائش ابتدائی انسانوں کے لئے ان کے جنم سابق کا
ثمرہ عمل ہے تو ایسے نتیجہ والا وہ عمل پیش کرتے ہوئے بیان کرو کہ آج ایسا عمل کرنے والا کیوں
اس طرز پیدائش سے محروم ہے۔
مطالبہ نہم | نمبر ۱۹ - تعلیم وید ہر زمانہ میں جمیع بنی نوع انسان کے لئے کامل ہے یا ناقص۔
معلوم ہے کہ تم صورت اول لو گے۔ تو [illegible] بتاؤ تعلیم وید کو کس حیثیت سے کامل مانتے ہو۔ پھر
حاجت انسانی کا ایک اجمالی مگر جامع نقشہ پیش کرو اور ہر حاجت کے بالمقابل اگر تفصیلاً نہیں
تو اصولاً تعلیم وید لکھو مگر وید منتر کا صحیح لفظی ترجمہ اور ملہمین وید کی شرح الگ الگ لکھو۔ مخلوط نہ ہو؟
مطالبہ دہم | نمبر ۲۰ - تم مدعی ہو کہ ہنوز وید محفوظ (غیر محرف) ہے۔ لہذا اول نمبر وار وہ امور پیش کرو جو تمہارے
نزدیک وید کی حفاظت کیلئے لازمی ہیں پھر بتاؤ وہ لوازمات حفاظت وید کو حاصل ہوئے یا نہیں؟ اگر
انکار کرتے ہو تو تمہیں کیونکر حیثیت الہامی ہونے کی وید اب واجب العمل کیونکر ہے؟ اور اگر اقرار کرتے ہو تو لکھو کہ

(۱) ہر الہام کتنے ـ کس کس نے ـ نیز کس طرح مکمل ہر وید کو حاصل کیا ؟

(۲) ہر وید ضبط تحریر میں کب آیا ـ اول کس نے ـ کن کن لوگوں کی نگرانی میں لکھا اور بلا انکار اس وقت کے جمیع پیروان وید نے اُس اول تحریر کو صحیح تسلیم کر لیا تھا ـ کیا وہ اول تحریر یا اُس کی معتبر نقل ہنوز موجود و محفوظ ہے ؟

(۳) پورے وید کا حفظ کرنا مذہبًا محمود ہے یا مذموم ـ اگر محمود ہے تو مع فہم معنی یا بلا فہم معنی تعیین شق اول تسلیم ہے ـ کیونکہ ہر زمانہ میں حافظان وید کی موجودگی مدعی ہو ـ لہٰذا از طہیں وید تا زمانہ حال ہر صدی کے مشہور حافظان وید آریہ کا نام پیش کرو ـ مگر اس وقت کے حافظ وید کا نام مع ولدیت ـ قومیت سکونت غرض پورا پتہ تحریر کرو ـ ہاں اگر مذموم ہو جس کی یہ عملی شہادت ہو کہ آج مسفوٰۃ ہستی پر مکمل وید کے عالم حافظ کا تو ذکر ہی کیا ـ غیر عالم حافظ وید کا بھی وجود معدوم ہو تو کیا ثبوت ہو کہ پہلے وید کے غیر مکتوب رہنے کی حالت میں بذریعہ حفظ لوگوں نے وید کی حفاظت کی ؟

(۴) بحالت موجودہ تدوین وید کس نے اور کب کی ـ وید کی موجودہ ترتیب و تفریق و تقسیم اصل الہام شدہ وید کے مطابق ہے یا مخالف ؟ 16

(۵) سام وید اگر اصالتًا علحدہ ایک مستقل اور غیر محرف وید ہو تو کیا وجہ ہو کہ اس میں خود اس کے منتر سو سے بھی کم ہیں مگر اس میں رگوید کے ۹۶۳ منتر موجود ہیں ؟ سام وید کے اصل منتر کیا ہوئے ـ اور یہاں رگوید کے اتنے منتر کس نے ملا دیئے ؟

خاتمہ

مذکور الصدر جمیع سوالات کے صحیح جوابات اگر تمھارے پاس نہیں ہیں اور یقینًا نہیں ہیں تو انصاف سے کہو (۱) خود وید کو الہامی سو اجب العمل اور آریہ دھرم کو عالمگیر کہنے اور غیروں سے کہلوانے کا تمھیں کیا حق ہے (۲) جب وید اور آریہ دھرم کی صداقت غیر ثابت بلکہ اُسکی بطالت اظہر من الشمس ہے تو تحریک شدھی قطعًا غیر مذہبی اور مسلم قوم پر یقینًا سیاسی حملہ ہو پھر غور کرو، بنام مذہب ایک باطل مذہب کی تبلیغ کے تم حقدار کیونکر ہو سکتے ہو ؟ (۳) بجائے صحیح جواب کے اگر بیجا حملہ یا سکوت اختیار کیا گیا تو تمھارا یہ طرز عمل ہی شاہد ہوگا کہ وید اور آریہ دھرم الہامی مذہب نہیں بلکہ قطعًا اور یقینًا بناوٹی دھرم ہے ـ

تمام شد

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ

بتحقیق یہ قرآن ہدایت کرتا ہے اُس راہ کی جو سب سے زیادہ سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو

الحمد للہ تعالیٰ کہ محض اُسکی حسن توفیق سے سلسلہ تفسیر آیات خلافت کا چھٹا نمبر موسومہ

از قلم حضرت مولانا محمد عبد[illegible] صاحب [illegible] لکھنوی مدیر [illegible]

تفسیر آیت مباہلہ

(جسمیں)

سورہ آل عمران کی آیہ کریمہ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم کی صحیح تفسیر بیان کر کے روز روشن کی طرح دکھایا گیا ہے کہ اس آیہ کریمہ سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل یا انکی افضلیت تمام صحابہ پر ثابت کرنا قرآن شریف کی تحریف ہے

(باہتمام)

کارپردازان صحیفہ مبارکہ "النجم" صحیفہ مذکور کے صفحات پر

مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد اس زمانہ مین جبکہ ہر طرف سے نئے نئے فتنہ اُٹھ رہے ہین اور ناواقفون کی رہزنی کیلئے ہر قسم کی کوششین ہو رہی ہین ایک نیا شگوفہ یہ کھلا کہ بمبئی کے بعض شیعون نے صلح و آشتی کا لباس پہنکر سنیون کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دی اور اسکی صورت یہ تجویز کی کہ جو مذہبی تقریبات فریقین مین مشترک ہین اُن کو دونون فریق ایک جگہ جمع ہو کر ادا کرین منجملہ اُن مشترک تقریبات کے ایک عید مباہلہ کو بھی بیان کیا گیا۔ یہ عید شیعون کے یہان ذیحجہ کے مہینہ مین ہوتی ہے۔ کہا گیا کہ واقعہ مباہلہ کا ثبوت سنیون کی کتابون مین بھی ہے لہذا اس عید سے سنیون کو بھی انکار نہونا چاہیئے۔

۲ اس دعوت اتفاق پر بڑے بڑے مضمون لکھے گئے جنمین دکھلایا گیا کہ واقعہ مباہلہ عہد نبوت کا ایک عظیم الشان واقعہ اور معجزات نبوی مین ایک غیر معمولی معجزہ ہے لہذا اس دن کو ضرور عید منانا چاہیئے۔

مقصود یہ تھا کہ اہل سنت جو ہر وقت دعوت صلح پر لبیک کہنے کو تیار رہتے ہین اگر اس دعوت کو قبول کرلین تو ہر سال سنی شیعہ کا ایک مشترک جلسہ ہوا کرے اور اُسمین واقعہ مباہلہ کے پردہ مین شیعون کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا موقع ملتا رہے حضرت علی کا افضل الصحابہ اور خلیفہ بلافصل ہونا سنیون کے کان تک بھی پہونچایا جائے اور یہ عید ان کی خلافت بلافصل کی یادگار مین سنیون کے یہان بھی رائج ہو جائے۔

یقیناً اگر یہ افسون چل جاتا تو مجالس محرم سے زیادہ یہ عید مباہلہ مذہب شیعہ کی اشاعت کا ذریعہ بنتی مگر خدا کا شکر ہے کہ اہل سنت کی طرف سے اُسی وقت جواب دیدیا گیا کہ ہمارے مذہب مین عید مباہلہ بالکل بے اصل چیز ہے ہمارے یہان سوا ان دو عیدون کے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کی ہوئی ہین کوئی تیسری عید نہین ہوتی نہ ہم کو اپنی طرف سے کسی عید کے

اضافہ کرنے کا حق ہے اسی وجہ سے بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات اسلام مین ہوے مگر ہم نے کسی کی یادگار مین کوئی عید نہین قائم کی۔ اور یہ واقعہ مباہلہ تو کوئی ایسا بڑا واقعہ بھی نہین مباہلہ کی نوبت بھی نہین آئی صرف ارادہ ہی ارادہ تھا۔

المختصر اُس وقت تو یہ فتنہ دب گیا مگر شیعون کی کوشش برابر جاری ہے ان کے اگلے علما بھی آیت مباہلہ سے خلافت بلافصل ثابت کرنے مین بڑے زور لگا چکے ہین ان کے امام اعظم شیخ حلی نے منہاج الکرامہ مین بھی اس آیت کو بڑے شد و مد سے پیش کیا ہے لہذا ضروری ہوا کہ آیت کی صحیح تفسیر اور اصلی واقعہ سے مسلمانون کو آگاہ کردیا جائے امید ہے کہ اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی کا فریب کارگر نہ ہوگا۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

آیت - آیت مباہلہ

پارہ ۳ - سورۂ آل عمران - رکوع چھٹا

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

پھر جو شخص آپ سے جھگڑا کرے عیسیٰ کے بارہ مین بعد اسکے کہ آگیا آپ کے پاس علم تو کہہ دیجیے

تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا

کہ آؤ بلائین ہم اپنے بیٹون کو اور تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو اور تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنی ذاتون کو

وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

اور تم اپنی ذاتون کو پھر گڑگڑا کر دعا مانگین پھر کرین ہم اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والون پر

اس آیت مین جس واقعہ کا بیان ہے اُسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب نجران نام کی ایک بستی تھی جس مین عیسائی آباد تھے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت اور آپ کے فتوحات کی خبر اُن کو پہونچی تو سنہ ۹ ہجری مین اور بقول بعض سنہ ۱۰ مین ایک جماعت ان عیسائیون کی حاضر خدمت ہوئی مقصود ان لوگون کا یہ تھا کہ آپ سے صلح کی کوئی تجویز نکالین اور آیندہ کے خطرات سے اپنی حفاظت کرین اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی خیال تھا کہ آپ کی نبوت کو جانچین۔

ان لوگون نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ سوالات کیے جنکے جواب مین

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش کا واقعہ اور اُن کے حالات بذریعہ وحی الٰہی کے آپ پر نازل ہوئے چنانچہ آیت بحوثہ کے اوپر مسلسل یہی بیان چلا آرہا ہے۔

ان باتون کا کچھ جواب اُن عیسائیون سے نہ بن پڑا مگر اپنی کج بحثی سے باز نہ آئے اور فضول باتون مین آپ کا وقت عزیز ضائع کرنے لگے اُسپر یہ آیت مباہلہ اُتری جسمین حکم دیا گیا کہ اے نبی وحی الٰہی کے نازل ہونیکے بعد بھی ان کی کج بحثی ختم نہین ہوتی تو آپ ان سے فرمایئے کہ اچھا تم لوگ مجھ سے مباہلہ کرلو۔ اور مباہلہ کی صورت یہ ارشاد فرمائی کہ آپ اور آپ کی پاری جماعت مع اپنے لڑکون اور عورتون کے ایک مقام مین جمع ہون اور یہ عیسائی بھی مع اپنے اپنے لڑکون اور عورتون کے وہان آجائین اسکے بعد سب لوگ خدا کے سامنے تضرع وزاری کے ساتھ دعا مانگین کہ یا اللہ ہم دونون مین جو جھوٹا ہو اُسپر اپنی لعنت نازل کر۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم خداوندی اُن عیسائیون کو سُنا دیا ان لوگون نے کہا اچھا ہم آپس مین مشورہ کرکے اسکا جواب دینگے لیکن جب ان لوگون نے اپنے بڑے بوڑھون سے مشورہ کیا تو انھون نے کہا تم کیا حماقت کرتے ہو تمکو معلوم ہوچکا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے نبی ہین دیکھو جب کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا تو نہ اُن کا بوڑھا بچا نہ بچہ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے یہ سُنکر اُن کی ہمت پست ہوگئی اور انھون نے مباہلہ سے قطعی انکار کردیا اور جزیہ دینا قبول کرلیا ہر سال دو ہزار جوڑے کپڑے صفر کے مہینہ مین اور ایک ہزار رجب کے مہینہ مین دینا انھون نے منظور کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اہل نجران مباہلہ منظور کرلیتے تو سور اور بندر ہوجاتے اور تمام میدان آگ سے بھڑکنے لگتا اور نجران مین انسان تو انسان درختون کے اوپر چڑیان بھی نہ بچتین ایک سال کے اندر سب کے سب ہلاک ہوجاتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس مباہلہ کیلئے بالکل تیار ہوگئے تھے یہان تک کہ قبل ازان آپ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا کو مباہلہ مین شریک کرنے کیلئے بلا لیا تھا۔ بلکہ بعض روایات مین ہے کہ بعض صحابہ کرام بھی اپنی اولاد کو لیکر آگئے تھے چنانچہ درمنثور جلد دوم صفحہ ۳۸ اور روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۰۶ مین ہے کہ۔

اخرج ابن عساکر عن جعفر بن محمد عن ابیہ فی ھذہ الآیات تعالوا ندع ابناء نا الآیۃ قال فجاء بابی بکر و ولدہ وبعمر وولدہ وبعثمان وولدہ وبعلی وولدہ۔	ابن عساکر نے امام جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد سے آیت یعنی تعالوا ندع ابناءنا کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر کو بھی مع انکی اولاد کے بلا لیا تھا اور حضرت عمر کو بھی مع ان کی اولاد کے اور حضرت عثمان کو بھی مع انکی اولاد کے اور حضرت علی کو بھی مع انکی اولاد کے۔

یہ مختصر قصہ اس واقعہ مباہلہ کا تھا جس سے آیت بحوثہ کو تعلق ہے۔ اب بتایئے کہ اس واقعہ مین غیر معمولی اہمیت کیا ہے اور حضرت علی کی خلافت بلا فصل سے آیت کو یا واقعہ کو کیا تعلق ہے۔ ہان اگر مباہلہ ہوجاتا اور نجران کے عیسائیون پر عذاب الٰہی نازل ہوجاتا تو البتہ واقعہ مین غیر معمولی اہمیت پیدا ہوجاتی مگر خلافت سے پھر بھی کوئی تعلق نہ ہوتا۔

بحالت موجودہ اس واقعہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل البتہ ظاہر ہوتی ہے کہ مخالف اور منکر بھی دل مین آپ کی صداقت کا اعتراف رکھتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ خوارج کے مقابلہ مین حضرات حسنین وجناب سیدہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہا ۵
کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ بھی نہ آیت سے بلکہ شان نزول کی روایت سے۔

شیعہ کہتے ہین

کہ اس آیت سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و حضرت فاطمہ اور حسنین کو مباہلہ مین شریک کرنے کیلئے اپنے ساتھ لیا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کو جو کچھ تعلق تھا وہ صرف انہین حضرات سے تھا۔ پھر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت مین لفظ انفسنا سے حضرت علی اور ابناءنا سے حسنین اور نساءنا سے حضرت فاطمہ مراد ہین پس معلوم ہوا کہ حضرت علی نفس رسول تھے اور ظاہر ہے کہ نفس رسول کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو خلیفہ بنانا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

کہتے ہین کہ نفس رسول ہونا ایک ایسی فضیلت ہے کہ سوا حضرت علی کے کسی کو حاصل نہین ہوئی نفس رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کی ذات اور ان کی ذات

ایک چیز ہے اس سے حضرت علی کا معصوم ہونا اور تمام اُن صفات کے ساتھ موصوف ہونا ثابت ہوتا ہے جو رسول کی ذات مین تھین پس ثابت ہوگیا کہ وہ تمام صحابہ سے افضل تھے اور یہ کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ بنانا ناجائز تھا۔

بعض شیعہ تو اس آیت سے حضرت علی کا انبیای سابقین سے افضل ہونا ثابت کرتے ہین امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین ایک شیعہ کی تقریر اس کے متعلق نقل کرکے بہت تعجب کیا ہے غالبًا امام ممدوح کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عام طور پر تمام شیعون کا عقیدہ ہے کہ ائمہ کا رتبہ تمام انبیای سابقین سے زیادہ ہے۔

اہل سنت کہتے ہین

کہ اس آیت سے حضرت علی کی خلافت بلافصل کیا معنی مطلق خلافت بھی ثابت نہین ہوسکتی نہ اُن کا تمام صحابہ سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے جو استدلال شیعون نے کیا ہے اُسمین چند در چند خرابیان ہین جنمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

پہلی خرابی یہ ہے کہ شیعون کے اس استدلال کی بنیاد آیت قرآنی پر نہوئی بلکہ ایک 6
روایت پر ہوئی اور روایت بھی حد تواتر کو نہین پہونچی کیونکہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حسنین کو ساتھ لینے کا مضمون روایت ہی مین ہے اور اُسی پر استدلال کی بنیاد ہے لہذا شیعون کا یہ کہنا کہ اس آیت سے خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہو بالکل بے اصل رہا۔ فقط اس آیت کی تخصیص نہین بلکہ شیعون نے قرآن کی جس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اُسکے ساتھ روایت احاد کا ضمیمہ لگایا گیا ہے بغیر اس ضمیمہ کے لگائے ہوئے انکا کام ہرگز نہین چلتا چنانچہ آیت ولایت کی تفسیر مین اسکا نمونہ دکھایا جا چکا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے جن روایات احاد کو آیت کے ساتھ ضمیمہ بناکر استدلال کرتے ہین اکثر و بیشتر وہ روایات صحیح بھی نہین ہوتین۔ علمائی شیعہ خود بھی اپنے مقام پر لکھتے ہین کہ اخبار احاد سے عقائد مین استدلال کرنا ناجائز ہے اور پھر خود وہی اپنے اتنے بڑے عقیدہ کی بنیاد اخبار احاد پر رکھتے ہین ان ہذا لشی عجیب۔

شیعہ بجای اس کے کہ اپنی اس کارروائی پر نادم ہوتے بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہین

قرآن کے ساتھ اگر روایات نہ ملائی جائین تو تفسیر بالرائے ہوجائیگی اور تفسیر بالرائے فریقین کے یہان ممنوع ہے۔ مقدمہ تفسیر آیات خلافت مین ہم تفسیر بالرائے کا مطلب بیان کرچکے ہین اور کئی ایک عبارتین ائمہ تفسیر و حدیث کی نقل کرچکے ہین جن سے بھی طرح واضح ہوگیا ہے کہ قواعد عربیت کی پابندی کے ساتھ بغیر روایات ملائے ہوئے اگر قرآن کی تفسیر کی جائے تو وہ ہرگز تفسیر بالرائے نہین ہے۔ اس وقت اسی مقصد کی تائید مین ایک عبارت اور نقل کی جاتی ہے۔ علامہ محمد طاہر گجراتی مجمع بحار الانوار مین لکھتے ہین۔

حدیث من قال فی کتاب اللہ برایہ فاصاب فقد اخطأ لایجوز ان یراد ان لایتکلم احد فی القرآن الا بما سمعه فان الصحابة رضی اللہ عنھم قد فسروہ واختلفوا فیه علی وجوه ولیس کلما قالوہ سمعوہ منه ولانه لایفید حینئذ دعاءہ اللھم فقھه فی الدین وعلمه التاویل فالنھی لوجھین احدھما یکون له رای والیه میل من طبعه وھواہ فیتاول علی وفقه لیحتج علی تصحیح غرضه وھذا قد یکون مع علمه ان لیس المراد بالآیة ذلک ولکن یلبس علی خصمه وقد یکون مع جھله بان یکون الآیة محتملة له لکن یرجحه لرایه ولولاہ لما یترجح ذلک الوجه له وقد یکون له غرض صحیح کمن یدعو

یہ حدیث کہ جسنے کتاب اللہ مین اپنی رائے سے کچھ بیان کیا اسنے صحیح بھی کہا تو خطا کی اسکا یہ مطلب نہین ہوسکتا کہ کوئی شخص قرآن کے متعلق سوا سُنے ہوئے کے کچھ نہ بیان کرے اسلیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن کی تفسیر بیان کی اور اُسمین بہت اختلاف بھی کیا اور یہ بات نہین کہ جو کچھ اُنھون نے تفسیر بیان کی وہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر بیان کی نیز اگر ایسا ہوتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض صحابہ کو یہ دعا دینا کہ یا اللہ انکو دین کی سمجھ دے اور تفسیر کا علم دے بیکار ہو جائے گا۔ پس اصلی تفسیر بالرائے کی ممانعت دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اس شخص کی کوئی خاص رائے ہو اسکی طبیعت کا میلان اسکی طرف ہو اور وہ اپنی رائے کے موافق آیت کو بیان کرے اپنی صحت ثابت کرنے کیلئے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسکو علم بھی ہوتا ہے کہ آیت کی مراد یہ نہین مگر اپنے حریف کو دھوکا دینے کیلئے ایسا کرتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ اسکو آیت کی مراد معلوم نہین ہوتی اور آیت کئی مطلب کی ہوتی ہے مگر اپنی رائے کے موافق جو مطلب ہوتا ہے اسی کو ترجیح دیتا ہے

الی مجاہدة القلب فتأمل ویستعمل بقوله اذهب الی فرعون انه طغی ویشیر الی قلبه ویستعمل الوعظ تحسینا وترغیبا وموضع وقد یستعمل الباطنیة فی المقاصد الفاسدة لتغریر الناس الی باطله والثانی ان یتبع الی التفسیر ظاهر العربیة من غیر استظہار بالسماع فی غرائبه ومبهماته وما فیه الحذف والتقدیم وما عدا ذلک فلا وجه للمنع فیه۔

اگر کسی دوسری ہوتی تو ہرگز منطبق نہ ہوتی ہو کوئی غرض صحیح اس شخص کی ہوتی ہو جیسا مجاہدۂ قلب کی ترغیب دینا چاہتا ہو اور اس آیت سے استدلال کرتا ہو اذہب الی فرعون اور کہتا ہو کہ فرعون سے مراد قلب ہے اکثر باطنیہ اپنے غرض کیلئے کرتے ہیں حالانکہ یہ ممنوع ہو فرقہ باطنیہ کے لوگ اپنی غرض کیلئے لوگوں کو دھوکا دینے کیواسطے ایسی تفسیرات کرتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہو کہ قرآن کی تفسیر قواعد عربیہ کے مطابق کرے اسکے غرائب و مبہمات میں اور جنمیں حذف یا تقدیر وغیرہ ہو منقولات کے نہ ملنے تو اسکے ممنوع ہونیکی کوئی وجہ نہیں۔

دوسری خرابی یہ ہو کہ حضرت فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم کا بلانا تو بلا اختلاف صحیح روایات میں مذکور ہو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا بلانا اکثر صحیح روایات میں نہیں ہو تفسیر طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۳ میں ہو۔

8 ورثنا ابن حمید قال ثنا جریر قال فقلت للمغیرة ان الناس یروون فی حدیث اہل نجران ان علیا کان معهم فقال اما الشعبی فلم یذکره فلا ادری لسوء رأی بنی امیة فی علی او لم یکن فی الحدیث۔

ہمسے ابن حمید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمسے جریر نے بیان کیا کہ میں نے مغیرہ سے کہا کہ لوگ نجران کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ علی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو انھوں نے کہا کہ شعبی نے علی کا ذکر نہیں کیا اب میں نہیں جانتا کہ بنی امیہ کا خیال جو کہ علی کیطرف سے خراب تھا اسکی وجہ سے شعبی نے انکا ذکر نہ کیا یا درحقیقت وہ تھے ہی نہیں۔

پھر اسی تفسیر میں ایک روایت قتادہ سے منقول ہو اسمیں بھی حضرت علی کا ذکر نہیں ہو

تیسری خرابی یہ ہو کہ روایت سے اگر ثابت ہوتا ہو تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بلایا باقی رہا یہ کہ انفسنا سے مراد حضرت علی ہیں اور فلان لفظ سے فلان اور فلان سے فلان مراد ہیں یہ مضمون کسی روایت میں نہیں ہو ان الفاظ کی مراد جسنے بھی بیان کی ہو اسنے اپنی رای سے بیان کی ہے اس کو حدیث کی طرف منسوب کرنا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کہنا قطعاً کذب و افترا ہے۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ لفظ انفسنا سے حضرت علی کے مراد ہونے پر مفسرین اہلسنت کا اجماع

بیان کرنا بھی خالص بہتان ہو بلکہ تمام محققین مفسرین اسکے خلاف ہیں۔

تفسیر بحری جلد سوم صفحہ ۱۹۳ میں ہے۔

لا نسلم ان المراد بانفسنا الامیر بل المراد نفسه الشریفة صلی اللہ علیه وسلم

ہم نہیں مانتے کہ انفسنا سے جناب امیر مراد ہیں بلکہ اس سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

قیل ابناءنا اراد الحسن والحسین ونساءنا فاطمة وانفسنا عنی نفسه وعلیا رضی اللہ عنهم والعرب تسمی ابن عم الرجل نفسه کما قال اللہ تعالی ولا تلمزوا انفسکم یرید اخوانکم وقیل هو علی العموم لجماعة اهل الدین۔

کہا گیا ہے کہ ابناءنا سے حسن وحسین اور نساءنا سے حضرت فاطمہ اور انفسنا سے خود آپ کی ذات اور حضرت علی مراد ہیں۔ اہل عرب اپنے چچا کے بیٹے کو نفس کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اپنے نفسوں کو عیب نہ لگاؤ یعنی مراد نفس سے بھائی ہیں۔ اور کہا گیا ہو کہ یہ الفاظ اپنے عموم پر ہیں تمام جماعت اہل دین مراد ہے۔

9 تفسیر جلالین میں لفظوں کی مراد کچھ بیان ہی نہیں کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ انکے نزدیک ان الفاظ کے وہی معنی مراد ہیں جو لغت سے سمجھے جاتے ہیں۔

تفسیر کشاف میں ہے۔

یدع ابناءنا وابناءکم ای یدع کل منی ومنکم ابناءه ونساءه ونفسه الی المباهلة

یعنی ابناءنا و ابناءکم کا مطلب یہ ہو کہ ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو اور اپنے نفس کو مباہلہ کیطرف بلائے۔

تفسیر مدارک میں بالکل کشاف کا تتبع ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

ای یدع کل منا ومنکم نفسه واعزة اهله۔

یعنی بلائے ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے نفس کو اور اپنے خاندان کے عزیز تر لوگوں کو

پانچویں خرابی یہ ہے کہ ان الفاظ کی خاص خاص مراد جس شخص نے بیان کی ہیں اسکے اس خیال کی بنیاد صرف یہ ہے کہ اسنے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت

صرف انہین حضرات کو بلایا لہذا اُس نے خیال کیا کہ ان سب الفاظ کا مصداق کسی نہ کسی طرح انہین حضرات کو بنانا چاہیے۔ حالانکہ یہ بنیاد ہی غلط ہے۔ ہان اگر اہل نجران مباہلہ منظور کرلیتے تو اُس وقت دیکھا جاتا کہ حضور کن کن لوگون کو اپنے ساتھ لیجاتے اگر اُس وقت بھی سوا ان حضرات کے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاتے تو بیشک ان الفاظ کا مصداق انہین حضرات کو ماننا ضروری ہوتا۔ یقیناً اگر نوبت مباہلہ کی آتی تو آپ اپنی ازواج مطہرات کو ضرور ہمراہ لیجاتے کیونکہ نسار نا سے کوئی اور مراد ہو ہی نہین سکتا۔

تفسیر بحر محیط جلد اول ص۴۸۳ مین ہے۔

ولو عزم نصاری نجران علی المباھلۃ وجآ وا لھا لامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلمین ان یخرجوا باھالیھم للمباھلۃ۔

اور اگر نجران کے عیسائی مباہلہ کا ارادہ کرتے اور اس کیلئے آتے تو ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کو حکم دیتے کہ اپنے اپنے اہل وعیال کو لیکر مباہلہ کیلئے آئین۔

چھٹی خرابی یہ ہے کہ انفسنا سے حضرت علی کا مراد ہونا اور نسارنا سے حضرت فاطمہ کا اور

۱۰ ابنارنا سے حضرات حسنین کا لغت عرب اور محاورۂ قرآنی کے خلاف ہے۔

لفظ انفس جمع نفس کی ہے نفس ہر شخص کا اسکی ذات کو کہتے ہین نہ کسی دوسرے کو پھر لفظ جمع سے شخص واحد کو مراد لینا بھی ناجائز ہے الا مجازاً۔ محاورۂ قرآنی دیکھئے تو قرآن مجید مین کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل مکہ اور تمام مسلمانون کے انفس سے فرمایا قولہ تعالی لقد مَنّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم وقولہ تعالی لقد جاءکم رسول من انفسکم لہذا صرف حضرت علی کو لفظ انفس سے مراد لینا اور سب کو خارج کردینا ان آیات کے خلاف ہوگا۔ لفظ ابنا ، نا جمع ابن کی ہے لغت عرب مین اپنے بیٹے کو کہتے ہین نواسے کو ابن البنت کہتے ہین قرآن مجید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہین ہین ما کان محمد ابا احد من رجالکم لہذا کسی مرد کو آپ کا بیٹا کہنا اس آیت کے خلاف ہوگا۔ احادیث مین بیشک وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین رض کو بیٹا فرمایا مگر یہ فرمانا بطور مجاز کے محض اظہار محبت کے لئے تھا جیسا کہ ظاہر ہے۔

لفظ نسا ، جمع ہے اسکے معنی عورتون کے ہین جب یہ لفظ کسی شخص کی طرف مضاف ہوتی ہے تو اس سے اُس شخص کی زوجہ مراد ہوتی ہے قرآن مجید مین کئی جگہ یہ لفظ مضاف ہوکر مستعمل ہوا ہے اور وہان بالاتفاق زوجہ مراد ہے سورۂ احزاب مین یا نساء النبی سے بلا اختلاف آپ کی ازواج مطہرات مراد ہین۔ لہذا اس لفظ سے حضرت فاطمہ کو مراد لینا کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا کسی زبان مین کسی کی بیٹی کو اسکی عورت کہنا درست نہین ہے۔

ن مباہلہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بلایا ازواج مطہرات کو نہ بلایا اسکی حکمت ہمارے بیان مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوگئی۔ جو حضرات الفاظ آیت سے مراد نہ ہوسکتے تھے اُن کو آپ نے قبل از وقت اس لئے بلا لیا کہ ان کے دل مین یہ خیال نہ آئے کہ حضرت ہم کو اپنے ہمراہ نہ لیجائین گے اور اُنکی دل شکنی نہو اور جو حضرات الفاظ آیت سے مراد تھے ان کے بلانے مین آپ نے عجلت نہ فرمائی بلکہ انتظار فرمایا کہ نصاری کی منظوری معلوم ہوجائے تو اُن کو بلایا جائے یہ بالکل ویسا ہی ہوا کہ آیت تطہیر کے

۱۱ نازل ہونیکے بعد جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد نہو سکتے تھے اُن کو کمل مین لیکر آپ نے دعا مانگی اور جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد تھے اُن کو اس دعا مین شامل نہ کیا حضرت ام سلمہ نے شامل ہونا چاہا تو آپ نے اُن کو یہ کہکر روک دیا کہ انک علی خیر یعنی تم بہتر حالت مین ہو۔

ایک لطیفہ اس مقام مین یہ ہے کہ آیت مباہلہ مین حق تعالی نے ایک فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کو بنایا ہے اور دوسرا فریق نجران کے عیسائیون کو اور یہ الفاظ ابنار اور نسار اور انفس کے دونون فریق کے لئے علحدہ علحدہ استعمال فرمائے ہین۔ حضرات شیعہ نے اپنی ساری ذہانت وطباعی جو ان الفاظ کے معانی تصنیف کرنے مین صرف کی ہے وہ صرف ایک فریق یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ آپ کے ابنار سے حضرات حسنین اور آپ کی نسار سے حضرت فاطمہ اور آپ کے انفس سے حضرت علی مراد ہین لیکن دوسرے فریق کے لئے ان الفاظ کے کوئی معنی حضرات شیعہ نے بیان نہین کئے۔ حالانکہ اگر از روے لغت یہ معنی صحیح ہین تو دوسرے فریق کیلئے بھی

کی معنی ہونے چاہئیں۔

کیا براہ عنایت اب کوئی شیعہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ عیسائیوں کے ابناء اور نساء اور انفس سے اسی طرح انہیں خاص تعلقات کے لوگ مراد ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کیلئے یہ الفاظ اپنے عموم پر قائم رکھے گئے ہیں اور لغوی معنی میں مستعمل ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دوسرے فریق کیلئے ان الفاظ کے معنی میں اس قدر تکلف سے کام لیا گیا۔

ایک عقلمند شخص کے لئے اس تمام کارروائی کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے یہی ایک لفظ کافی ہے۔

ساتویں خرابی یہ ہے کہ بفرض محال مان لیا جائے کہ انفسنا سے حضرت علی مراد ہیں تو بھی خلافت بلافصل ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت علی کا نفس رسول ہونا حقیقی معنی میں تو ہو ہی نہیں سکتا ورنہ حضرت علی کا نبی ہونا بھی ثابت ہو جائیگا اور اس سے بڑھکر خرابی یہ ہوگی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ جناب سیدہ کا نکاح آپ کے ساتھ درست نہ ہوگا۔ لامحالہ
۱۲ مجازی طور پر حضرت علی کو نفس رسول کہا جائیگا تو اس صورت میں نہ ان کا معصوم ہونا ثابت ہوگا نہ تمام صحابہ سے افضل ہونا کیونکہ مجاز میں حقیقت کے تمام اوصاف کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ اس مجاز کا استعمال محض چچازاد بھائی ہونے کے سبب سے مانا جائیگا جیسا کہ تفسیر معالم سے اوپر منقول ہوا کہ اہل عرب چچا کے بیٹے کو نفس کہدیتے تھے اور اگر خواہ مخواہ نفس رسول ہونے سے استحقاق خلافت ثابت ہو تو پھر یہ استحقاق تمام صحابہ بلکہ تمام اہل مکہ کے لئے ماننا پڑے گا کیونکہ قرآن مجید میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کے نفس سے فرمایا گیا ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

آیت مباہلہ کی صحیح تفسیر اور شیعوں کا غلط استدلال اور اس استدلال میں جو خرابیاں تھیں ان کا بیان ہو چکا۔

اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ آیت سے بغیر اخبار احاد کا ضمیمہ لگائے ہوئے خلافت بلافصل کیا معنی کوئی فضیلت بھی حضرت علی مرتضیٰ کی ثابت نہیں ہوتی۔ اور اخبار احاد کے ملانے کے بعد خلافت بفصل یا بلافصل تو ثابت نہیں ہوتی البتہ خوارج

کے مقابلہ میں حضرت علی مرتضیٰ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس میں اہل سنت کو کوئی نزاع نہیں بلکہ خود اہل سنت وجماعت نے جس قدر اہتمام اس کا کیا ہے شیعوں کو اس کا عشر عشیر نصیب نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

قرن اول میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمت و محبت کا کوئی شکوہ نہ تھا۔ تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق تھا کہ وہ دونوں افضل امت ہیں اور مسلمانوں کی انتہائی معراج یہ ہے کہ انہی دونوں بزرگوں کے قدم بقدم چلیں حضرات شیخین کی اس بے نظیر مقبولیت کا اقرار کتب شیعہ میں نہایت صفائی کے ساتھ موجود ہے احقاق الحق میں بوارق میں احتجاج طبرسی میں اور ان کے علاوہ بکثرت کتب شیعہ میں اسکی تصریح موجود ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی آخر آخر میں لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے ان کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت ایک حد تک محدود رہکر رہ گئی اور تھوڑے دنوں کے بعد زائل ہو گئی۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اتنی مقبولیت بھی حاصل نہ ہوئی جتنی حضرت عثمان کو حاصل تھی ان کی مخالفت بہت زیادہ کی گئی اور نہ صرف ان کے استحقاق خلافت میں بلکہ ان کے ایمان و اسلام میں معاذ اللہ کلام کیا گیا۔ اور یہ مخالفت روز بروز ترقی کرتی گئی یہاں تک کہ ایک مستقل مذہب بن گئی اس مذہب کے لوگوں نے نہ صرف حضرت علی کی بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماننے والوں کی تکفیر و تضلیل میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ شیعوں کی کتاب نہج البلاغہ میں متعدد خطبے حضرت علی مرتضیٰ کے منقول ہیں جنمیں انھوں نے اپنے مخالفین کو نصیحت کی ہے اور سمجھایا ہے کہ میری وجہ سے تم تمام امت کو کیوں گمراہ کہتے ہو مسلمانوں کی کیوں تکفیر کرتے ہو۔

المختصر اہل سنت وجماعت نے اس حالت کو دیکھکر ضروری سمجھا کہ حضرت علی کے مناقب و فضائل کی اشاعت کی جائے جن احادیث میں ان کی تعریف وارد ہوئی

ان کی روایت خوب پھیلائی جائے چنانچہ اس خدمت کو بڑے اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا گیا حتیٰ کہ
بعض اکابر علمائے اہل سنت نے مثل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی جرم مین کہ فضائل
علی کی فضیلت کیون بیان کرتے ہین نواصب کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا
لیکن اس فریضہ کو نہ چھوڑا۔ نتیجہ ان مساعی جمیلہ کا یہ ہوا کہ حضرت علی کے فضائل کی
احادیث کا خوب چرچا ہوا یہانتک کہ کہا گیا ہے کہ حضرت علی کے فضائل مین جس قدر
احادیث مروی ہین اس قدر کسی صحابی کے متعلق نہین ہین۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ
ایک بات یہ بھی ہوئی کہ ضعیف اور موضوع روایات بہت داخل ہوگئین کچھ تو اس وجہ
سے کہ ہمارے محدثین نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ فضائل مین ضعیف حدیث بھی قبول
ہوجاتی ہے امام احمد حنبل فرماتے ہین اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا
واذا روینا فی الفضائل تساهلنا۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ شیعون کا ہاتھ بھی تھوڑے
دنون کے بعد اسمین شریک ہوگیا تھا اور یہ لوگ سند کی تصنیف کرنے مین کچھ ایسے مشاق
تھے کہ ان کی گڑھی ہوئی سند ان کی ڈھالی ہوئی حدیث کا اسی وقت پرکھ لینا مشکل 14
تھا شیعون کی بنائی ہوئی بعض بعض روایات کا جعلی اور موضوع ہونا صدیون کے
بعد ظاہر ہوا ہے۔

ہمارے اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ حضرت علی کے فضائل مین روایات
بکثرت ہین اور ان مین بڑا حصہ موضوع وضعیف روایتون کا ہے۔

ہمارے اس بیان سے دو باتین معلوم ہوئین اول یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ کے
فضائل مین روایات کی کثرت کیون ہے دوم یہ کہ ان روایات مین ضعیف اور
موضوع روایتون کا حصہ کیون زائد ہے۔ اِن دو باتون کے معلوم ہوجانے کے بعد
یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کی روایات سے استدلال
کرنے کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ یا تو اُس روایت کو کسی محدث ناقد بصیر غیر متساہل
نے صحیح کہا ہو یا اُس روایت کی پوری سند معلوم ہو اور اُس سند کے تمام
راویون کو جانچا جائے اور جانچنے کے بعد یہ معلوم ہوجائے کہ وہ راوی

... نہین ہین۔

... مباہلہ کے متعلق علمائے اسلام کا اختلاف ہے کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ
... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص تھا آپ کے بعد مسلمانون کے لئے کسی
... سے مباہلہ کرنا جائز نہین اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ سب مسلمانون کے لئے جائز
... احتیاط اسی مین ہے کہ مسلمان از خود اپنی طرف سے کسی کو مباہلہ کی دعوت
... دین لیکن جب کوئی مخالف ان کو دعوت دے اور عذاب کی بھی تعیین کرے
... وقت بھی مقرر کردے تو ایسے مباہلہ کی دعوت منظور کرلین۔

تتمہ

پنجابی شیعون کے سرکار شریعت مدار جناب حائری صاحب لاہوری نے
بھی ایک رسالہ آیت مباہلہ کے متعلق لکھا ہے جس کا نام موعظہ مباہلہ رکھا ہے
یہ رسالہ مجھے اس تفسیر کے لکھنے کے بعد ملا مین نے اس کو شروع سے آخر تک 15
پڑھا مگر اسمین بجائے اس آیت کی تفسیر کے دوسرے غیر متعلق قصے لکھکر طول
... دیا ہے اور اپنی عادت جبلی یا تعلیم مذہبی کے موافق کتب اہل سنت کی
عبارتون کے نقل کرنے مین خوب خیانت کی ہے اس وجہ سے دل نہ چاہا کہ
اس رسالہ کے مضامین کا رد لکھکر وقت ضائع کیا جائے۔

حائری صاحب کی بڑی معرکۃ الآرا کتاب موعظہ تحریف قرآن کا
جواب کئی سال ہوئے النجم مین شائع ہوچکا ہے جس کا نام تنبیہ الحائرین
ہے۔ جن لوگون نے تنبیہ الحائرین کو دیکھا ہے ان کو معلوم ہے کہ چوری
... نقل کتابون کا جھوٹا حوالہ معمولی عربی عبارات کا غلط ترجمہ غلط مطلب
... بیان کرنا ان سب کارروائیون مین حائری صاحب یکتائے روزگار ہین۔
اہل انصاف خوب جانتے ہین کہ جس شخص کی تصنیفات مین ایسی کارروائیان
... ہون وہ اہل علم کے التفات کے لائق ہوسکتا ہے یا نہین۔

مزید برآن یہ کہ حائری صاحب نے اپنے موعظہ تحریف قرآن مین متعدد جگہ لکھا تھا کہ میری اس کتاب کا کوئی سنی جواب نہین لکھ سکتا اور یہ کہ مین جواب الجواب کے لئے قلم ہاتھ مین لئے بیٹھا ہون مگر تنبیہ الحائرین کی اشاعت کو کئی سال ہو گئے اب تک صدائے برنخاست واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔

حق تعالیٰ

کے فضل وکرم سے

اس سلسلہ مین ابتک چھ

آیتون کی تفسیر ہو چکی ہو اور یہ اس سال

کا آخری پرچہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال

مین بقیہ آیات مجوزہ کی تفسیر ختم کر دی جائے گی اللہ

تعالےٰ مسلمانون کو اس سے منتفع کرے اور دوسرون کے لئے

ذریعہ ہدایت بنائے ثم آمین۔

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
علم الفقہ مؤلفہ مدیر النجم	فقہ حنفی کی کتب سے ضروری مسائل عام فہم اردو مین منتخب کئے گئے ہین (۱) زبان کی صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مفتی بہ مسائل (۳) حتی الوسع کوئی مسئلہ چھوٹنے نہین پایا قیمت ... دوسری کتابون اس کثرت سے مسائل یکجا نہ ملین گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی حاشیہ پر (۶) ہر جلد کے آخر مین چہل حدیث اور چہل آثار فاروق اعظم بالفعل چھ جلدین اس کتاب کی تیار ہین۔	[illegible]
ترجمہ الغابہ	اس کتاب مین سات ہزار پانچسو صحابہ کرام کے حالات ہین اردو مین کوئی کتاب ایسی نہین ... سات جلدین تیار ہین اور اب بہت کم نسخہ باقی ہین۔	فی جلد ...
ترجمہ تاریخ طبری	عرب کی قدیم مستند تاریخ کا اردو ترجمہ پہلی جلد تیار ہے جس مین ابتداء آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہین۔	[illegible]
... ازالۃ الخفا	جلد اول ڈبل قلم باوامی کاغذ سادہ سفید کاغذ ...	
ترجمہ فتاوی عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتوون کا اردو مین ترجمہ ہر قسم کے مسائل دینیہ	[illegible]
تفسیر آیۃ تطہیر	آیت تطہیر کی تفسیر شیعون کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت مین پنجتن ... کا مراد ہونا باتفاق اہل سنت کی قرآن اور لغت سے تحقیق۔	۶
تفسیر آیۃ مودۃ القربیٰ	آیۃ لا اسئلکم علیہ اجراً کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعون کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	۴
تنقید آیات ...	از مدیر النجم	۴
تنبیہ الحائرین مع تکملہ	فیصلہ قضیہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے ... آجتک جواب دیکھئے ثابت کر دیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور شیعون ... ان کے بیان کردہ تحریف کی روایت نہین نکلا مین چالیس ... مسائل مذہب شیعہ کے ہین۔	۱۲
درة ...	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم مین	۴
...	سیرۃ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ... قرآن مجید سے لکھی گئی ہے اسمین بے بنا استدلالات ہین	۴
...	از مدیر النجم	۳
... بشارات	عیسائیون کی کتابون سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان	۴

النجم لکھنؤ

نمبر ۱

نمبر ۱	۷ محرم الحرام ۱۳۴۵ ہجری	جلد ۲

لکھنؤ مطبع شمس المطابع واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

تحفۂ محمدیہ	حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل وراثت کا فائدہ بن شاری وغیرہ کے لیے لکھا تھا۔	۳/
تحقیق البیان	مسائل کی تحقیق… جواب مذہب شیعین۔ مصنفہ مولوی اکرام حسین صاحب کاکوروی	۶/
رسالہ…	مصنفہ اعلیٰ حضرت مدیر النجم	۳/
ایڈیٹر اصلاح کی…	ایڈیٹر اصلاح کا شافی ثبوت…	۳/
…	ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا۔	۲/
مناظرہ بمبئی	بمبئی میں شیعہ سنیوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے حقیت ہر سہ خلافت ثابت کی گئی۔	۳/
فتح مبین	شیعوں کے قبلہ وکعبہ ایڈیٹر اصلاح کا ثانی ساتھ ثبوت عاجز آکر مغلوب ہونا	۳/
سیر نگوت	رنگون میں خواجہ کمال الدین صاحب مرزائی کا حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد میں۔ نہایت ہی جامع کتاب ہے	۱۸/
چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی جمع کی ہوئی چالیس حدیثیں نماز روزہ کے متعلق۔	۲/
مجموعہ وظائف متبرکہ	جس میں یہ رسالے ہیں حزب البحر۔ حزب اعظم۔ دعائے گنج عرش۔ چہل اسمائے اعظم۔ اسمائے اصحاب بدر۔ شجرہ نقشبندیہ منظوم	۶/
احسن الوصایا	بہترین وعظ ہر قسم کی نصیحتیں آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے۔	۱۸/
انصاف	صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں جس قدر بھی اختلافات ہوئے ان کے وجوہ واسباب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف اور مدیر النجم کا اردو ترجمہ ہے اصل کتاب مع ترجمہ چھپی ہے۔	۸/
تقدیر و تدبیر	مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا شرعاً کس درجہ میں ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	۴/
آفتاب…	مصنفہ مولوی عبد الحکیم صاحب بنگالی۔	۴/
ہفت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی	۱/
خواہ تعزیہ داری	تعزیہ داری حرمت میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا فتویٰ۔	۲/
تحفۃ الصادق	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو بمقام بمبئی حضرت مولانا عبد الشکور صاحب اور مولوی شاہ احمد صاحب کانپوری سے ہوا	۴/
رسالہ تحریف…	نہایت محققانہ دلائل سے شیعہ کا محرف ہونا ثابت کیا ہے	۴/
مباحثہ…	اس معرکۃ الآرا مباحثہ کی روئداد جو شیعوں سے بمقام گھریان ضلع ہوشیارپور ہوا۔	۶/
حقیقت… کسوٹی کی کسوٹی	شیعیان امروہہ کا رسالہ حق کی کسوٹی کا جواب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ میں دیا ہے مضامین نہایت محققانہ اصولی دلائل سے مذہب شیعہ کو رد کر کے ثابت کر دکھایا ہے	۴/

قواعد

۱- یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۷ تاریخ کو شائع ہوا کریگا
۲- رسالہ النجم کم از کم ۱۶ صفحہ اشتہارات وٹائیٹل کے
۲۰ صفحہ ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زائد بھی ہو جاتا ہے
۳- عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا۔

سالانہ — ششماہی — سہ ماہی

للعہ

مالک بیرونی سے بقدر ڈاک محصول قیمت میں اضافہ ہوگا جو صاحب
صرف سالانہ چندہ دیں وہ معاونین میں شمار ہونگے
۴- چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔
۵- سال کا آغاز ماہ محرم سے ہے
۶- جو اصحاب درمیان سال میں خریداری کرینگے اگر
نصف سال نہ ہوا ہوگا تو آغاز سال سے اور بعد نصف
سال کے جب سے وہ چاہینگے پرچہ کا اجرا ہوگا۔
۷- نمونہ کا پرچہ ۳ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جاسکتا ہے۔
۸- غیر موصولی پرچہ آیندہ اشاعت سے پہلے طلب کر لینا چاہئے
۹- جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانوں میں اتباع شریعت کی
روح پھونکنا مخالفین اسلام کے اندرونی حملوں کا جواب دینا
بالخصوص شیعوں کے حملے بہت زیادہ ہیں اور تمام ہندوستان
میں ان کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہے اس لیے النجم نے
اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔
جو اہل علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد پر کوئی مضمون عنایت
فرمائینگے نہایت شکرگزاری کے ساتھ شائع کر دیا جائیگا

فہرست کتب موجودہ دفتر النجم

نام کتاب

علاج معصیت
دست غیب
تفسیر آیۂ قتال مرتدین و آیت ولایت
اسلام کا آنالیق
اسلام کے حسنات
پنج گنج وزیدہ
الدر المکنون
راحۃ المحزون
فی
شرح الطاعون
حقوق الاسلام
حسن التعلیم
تفسیر آیت دعوت اعراب - اس کتاب میں ماہیہ
شرح و بسط سے عربوں کو جہاد کے واسطے ترغیب
دینا اور پھر اصحاب حدیبیہ کے حالات اور خدا
تعالیٰ کی اصحاب رسول سے خوشنودی اور عطاء
ایزدی پھر وہ اصحاب جو حدیبیہ میں شریک نہ
ان کا حسرت و افسوس
تحفۂ اثنا عشریہ فارسی - یہ کتاب حضرت مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیف ہے - بڑی
معرکۃ الآرا شیعوں کا رد ہے -

المشتہر — منیجر دفتر النجم لکھنؤ

١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۱ جلد ۴

۷ محرم ۱۳۴۵ ہجری

تاریخ ہجری کا نیا سال

عام طور پر لوگ نئے سال کے آغاز پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں بعض قوموں میں سالگرہ کا جشن ہوتا ہے
لیکن حقیقت شناس لوگ بجائے خوشی کے افسوس کرتے ہیں کہ عمر عزیز کا ایک سال اور کم ہو گیا اور مسلمانوں کیلیے
تو یہ امر کچھ کم قلق انگیز نہیں کہ رسول رب العلمین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے ایک سال کی دوری اور بڑھ گئی
جس پورے تیرہ سو چونتیس برس ہوئے کہ دنیا آپ کے جمال جہان آرا سے محروم ہے ظاہر ہے کہ اس عہد مقدس سے
جس قدر بعد بڑھتا جاتا ہے اسی قدر دنیا میں فتنہ و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔
حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کے حق میں اس سال کو مبارک کرے ان کے آپس کے
نزاعات دور ہوں سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑیں اور رحمت الٰہی بارش کیطرح ان پر برسے۔ آمین

النجم کا نظام اس سال کیا ہوگا

یہ سال جو گزر گیا النجم کے لیے بہت مصیبت کا سال تھا۔ شروع سال میں سالانہ قیمت کے ویلیو جو
واپس آئے تھے ان کو دیکھکر کون کہہ سکتا تھا کہ النجم باقی رہیگا مگر تائید غیبی نے کام چلا دیا اگرچہ اشاعت
میں کچھ دیر ہوگئی اور کبھی کبھی دو دو تین تین نمبر ایک ساتھ ہوئے مگر الحمد للہ پرچے پورے ہوگئے۔

اس سال گردیلوون کی واپسی اس کثرت سے نہ ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت بھی وقت پر ہو گی اور ہر نمبر علیحدہ علیحدہ شایع ہوگا اور ہر مہینے کے ایک نمبر مین مذہب شیعہ کے دو سو منتخب کردہ مسائل مین سے کوئی مسالہ اور دوسرے نمبر مین ایک آیت کی تفسیر ضرور ہوا کرے گی۔

نہایت ضروری اطلاع

یہ پرچہ "محرم" کا سب خریدارون کے نام وی پی جانا چاہیے تھا مگر چونکہ گزشتہ اشاعت مین سب احباب سے منی آرڈر بھیجنے کی استدعا کی گئی ہے اگرچہ ابھی اسپر عمل بہت کم لوگون نے کیا ہی اس لیے یہ پرچہ وی پی نہین بھیجا جاتا۔ ۲۱ محرم کا پرچہ اُن لوگون کے نام جنکا منی آرڈر نہ آئیگا اور وہ انکار بھی نہ کرین گے وی پی بھیجا جائیگا۔ خدا کے لیے انصاف کیجئے کہ پے در پے اطلاعات کے بعد جو لوگ انکاری خط نہ بھیجین بھی وی پی واپس کردین وہ کسقدر بے رحمی کے ساتھ ایک مذہبی خادم کا خون اپنی گردن پر لے۔ نہ ہمین زیادہ کیا لکھا جائے سوا اس کے کہ حق تعالیٰ ہم کو اور آپ کو سب کو دینی خدمات کی اعانت کی توفیق دے۔ آمین

تاریخ تعزیہ

لغت مین تعزیت نام ہے مصیبت زدہ کو تلقین صبر کرنے کا چونکہ کسی کا مرنا بھی اس کے ورثا کے لیے ایک سخت مصیبت اور باعث رنج و غم ہے لہذا ان کے تلقین صبر کرنے کو بھی تعزیت کہتے ہین بلکہ عرف عام مین غالب اطلاق اسی پر ہونے لگا شریعت مین بھی اس کے یہی معنی ہین یا کسی کے مرنے پر صرف تین دن تک تعزیت جائز ہے جسمین نہ رونا ہے نہ پیٹنا نہ چیخنا ہے نہ چلانا۔ نہ کپڑا پھاڑنا اور گریبان چاک کرنا ہے نہ بال بکھرانا اور پریشان ہونا۔ نہ سینہ کوٹنا ہے نہ زانو اور رخسارون پر ہاتھ مارنا نہ اجتماع و اہتمام اور جزع فزع کی ضرورت ہے نہ میت کے مدح و ذم کے بیان کی حاجت جیسا کہ عوام کالانعام مین کسی کے مرنے پر دیکھا جاتا ہے لیکن یہ سب خرافات محض زائد آج جس تعزیہ مین ہوتا ہے وہ محرم کا تعزیہ ہے اور اس مختصر مضمون کا زیر بحث یہی رسم تعزیہ ہے جسکو لغۃً۔ عرفاً۔ شرعاً کسی طرح بھی تعزیت کہنا صحیح نہین۔ مذہباً اس کے عدم جواز کی بحث تو میرے اشتہار "محرم الحرام" اور رسالہ "حرمت تعزیہ" مین دیکھنی چاہیے اس وقت سنیون کو متنبہ کرنے کیلئے مورخانہ طور پر مجملاً صرف یہ عرض کرنا ہے کہ محرم مین جس تعزیہ کی بدولت ہزارہا ...

... روانی کے باعث لاکھون سنی عملاً شیعہ ہو جاتے ہین حسب کتب شیعہ وہ اہل سنت کی نہین بلکہ یزید اور دشمنان آل رسول و شیعون کی ایجاد ہے۔ اس تعزیہ کی روح امام حسین شہید کربلا پر نالہ و ماتم اور نوحہ و شیون ... ہے۔ اور اس کا جسم روضۂ امام حسین کی وہ نقل ہے جو بانس و کاغذ وغیرہ کا بنا کر بنام تعزیہ باجہ، ماتم اور مرثیہ کے ساتھ ہر سال محرم مین نکالا جاتا ہے جس کے ساتھ ہمیشہ مختلف مقام پر اور بھی بہت سی رسمین ... کی جاتی اور نیز آئے دن نئی چیزین نکلتی رہتی ہین۔

روح تعزیہ

یعنی نوحہ و ماتم، نالہ و شیون بر امام حسینؓ کی ابتدا دنیا مین جس نے سب سے پہلے کی وہ بقول شیعہ یزید ہے جو ان کے خیال کے مطابق اول درجہ کا دشمن اور قاتل حسین تھا۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی شیعی اپنی مشہور کتاب جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ جب اہلبیت حسین کا قافلہ کوفہ سے دمشق مین آیا اور دربار یزید مین پیش ہوا تو یزید کی زوجہ ہند دختر عبداللہ بن عامر بے تاب ہو کر بے پردہ مجلس یزید مین چلی آئی۔ یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا کہ گھر مین جا اور رسول خدا کے فرزند قریش کے بزرگ پر نوحہ و زاری کر کہ ابن زیاد نے ان کے بارہ مین جلدی کی مین ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ صـ ۵۲۶"

جب اہلبیت حسینؓ یزید کے محل مین داخل ہوئے تو اہلبیت یزید نے زیور اُتار کر لباس ماتم پہنا ... اور گریہ بلند کی اور یزید کے گھر مین برابر تین روز ماتم برپا رہا۔ ایضاً صـ ۵۲۶"

صاحب خلاصۃ المصائب فرماتے ہین کہ جب حرم محترم پیش یزید لائے گئے تو

"کان بیدہ منادیل فجعل یمسح دموعہ فامرھم ان یحولن الی ھند بنت عامر فادخلن عندھا فسمع عن داخل القصر بکاء وندا و عویلا۔ صـ ۲۹۳"

یزید کے ہاتھ مین رومال تھا جس سے اپنا آنسو پونچھتا تھا پس اس نے کہا کہ ان کو میرے محل مین ہند بنت عامر کے پاس لیجاؤ جب یہ اس کے پاس پہونچائی گئین تو داخل ہونے پر صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی جو باہر سنائی دیتی تھی۔

نیز صاحب ناسخ التواریخ نے صـ ۲۷۸ مین اور صاحب منتخب نے صـ ۳۲۸ مین کم و بیش اس ماتم کا ذکر کیا ہے۔ امام حسینؓ پر نوحہ و ماتم اور نالہ و شیون کا یہ پہلا دن تھا جو بحکم یزید محل یزید مین خود اہلبیت یزید نے اہتمام سے کیا جس کا نقشہ شیعون کے مشہور شاعر اور بے نظیر مرثیہ خوان جناب مرزا دبیر نے اپنے لاجواب مرثیہ مین اس طرح کھینچا ہے۔

بچون کے فاقہ توڑنے کو خوان میوون کے
اور زیور و لباس پہنانے کو بیوون کے

ہر کشتی و طبق مین یہ ہدیہ جدا جدا — ہاتھون پہ اور سر پہ خواصون کے رکھا
خود مشک اور جام اٹھا کے سوئے قتلگہ گیا — نذر حسین کرتی ہون سقائی اے فدا

ہمراہیون سے بولی کہ حق پر نظر کرو
چلتی ہون سوگوارون مین عریان سر کرو

وان سے بڑھی اسیرون کی جانب وہ نیک نام — پڑھتی ہوئی درود تو کرتی ہوئی سلام
تھا خلق فاطمہ کا جو زینب پہ ختم تام — بچپے سے بولی خندہ سے وہ خواہر امام

رکھتی ہے دوست یہ مرے مظلوم بھائی کو
جا سیر سے ہند کی تو پیشوائی کو

پہونچی جو بھاوج وہان ہندۂ بے وفا — میوون کے آگے کشتیان رکھوائین جابجا
بچون کے واسطے طبق میوہ خود رکھا — شرما کے سر کے بچے بھی اور آل مصطفا

زینب وفور شرم سے یون تھرتھرا گئی
آواز استخوان سے لرزنے کی آ گئی

پھر بیچ مین بٹھا کے سکینہ کو ننگے سر — اور بے پدر کی گود مین رکھا سر پدر
پھر ماتم حسین کیا سب نے یکدگر — تربت سے نکلے بال نبی اپنے کھول کر

ماتم کیا حسین کا اس روز و شور سے
زہرا نے ہاتھ چوم لیے آ کے گور سے

غرض اس طرح محرم یا شیعون کے تعزیہ کی روح نے اول اول خانۂ یزید مین جنم لیا پھر جب یزید نے بعد چندے اہل بیت حسین کو بعزت و حرمت شام مین رہنے یا مدینہ جانے کا اختیار دیا تو انھون نے ماتم برپا کرنے کی اجازت چاہی جو دی گئی اور شام مین جس قدر قریش و بنو ہاشم تھے سب شریک نوحہ و ماتم ہوے ایک ہفتہ یہ گریہ و زاری قائم رہی - زان بعد یزید نے با آرام تمام ان کو جانب مدینہ روانہ کیا - جلاء العیون صفحہ ۵۲۱ و ناسخ صفحہ ۳۳۵ " یہ دوسرا ماتم تھا جو باجازت یزید قائم ہوا

یزید کے بعد دوسرا شخص مختار ثقفی شیعہ ہے جس نے کوفہ مین سب سے پہلے خاص عاشورہ محرم کے لیے اس رسم بد کی بنا ڈالی بلکہ اور اضافہ کیا اس کے شیعہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ صاحب مجالس المومنین فرماتے ہین (در حسن عقیدۂ او شیعہ را سخنے نیست) نیز قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہین (و منقول است کہ امام جعفر صادق بر او رحمت فرستاد مجالس المومنین صفحہ ۳۵۶) اور سید برنے بحوالہ کتاب رجال کشی امام باقر سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا مختار کو برا نہ کہو۔ اس نے ہمارے قاتلون کو قتل کیا۔ ہمارے شہدا کا انتقام لیا۔ ہماری رانڈون کو سہاگن بنایا۔ تنگدستی مین ہمارے درمیان مال تقسیم کیا وغیرہ توضیح المقال صفحہ ۲۹۸ اور مختار کے دشمن آل رسول ہونیکا یہ ثبوت ہے کہ امامت حسنین و زین العابدین سے اس نے انکار کیا۔ مسلم بن عقیل کوفہ مین اول اس کے گھر مہمان ہوے مگر وقت پر ان کی کچھ اعانت نکی اور الگ ہو کر تماشہ دیکھا کیا۔ مجالس المومنین کی مجلس ہشتم مین مذکور ہے کہ ایک دفعہ اپنے چچا سعد بن مسعود کو مختار نے ترغیب دی کہ امام حسن کو پکڑ کر معاویہ کے حوالے کر دے۔ اسی کی بدولت امام حسن کو زخم پہونچا تھا شیعہ ہر نماز کے بعد لعنت کرتے تھے صفحہ ۳۵۶ " جناب امیر کے لخت جگر عبد اللہ کو اسی نے شہید کیا۔ امام زین العابدین اس سے اتنے ناراض تھے کہ اس کا چالیس ہزار دینار کا ہدیہ مسترد کر دیا جلاء العیون صفحہ ۵۶ " اسی دشمن آل رسول شیعہ نے تسلط تام در فریفتہ کرنیکیلیے شیعیان کوفہ کو علانیہ کوفہ مین رسم ماتم عاشورہ جاری کی ابد مجیدیہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۴۳ اور بنام تابوت سکینہ جناب امیر کی کرسی کی پرستش شروع کی حالانکہ یہ کرسی جناب امیر کی نہ تھی بلکہ طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دوکان سے اٹھا لایا تھا (الضاً صفحہ ۱۴۲) علامہ شہرستانی بھی لکھتے ہین کہ وہ ایک پرانی کرسی تھی جسپر مختار نے ریشمی غلاف چڑھا کر اور خوب آراستہ کر کے ظاہر کیا کہ یہ حضرت علی رض کے توشہ خانہ مین سے ہے جب کسی دشمن سے جنگ کرتا تو اسکو صف اول مین رکھکر اہل لشکر سے کہتا بڑھو قتل کرو فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے یہ تابوت سکینہ تمہارے درمیان مثل تابوت بنی اسرائیل کے ہے اسمین سکینہ ہے اور ملائکہ تمہاری اعانت کیلیے نازل ہو رہے ہین۔ صفحہ ۸۳ ملل و النحل مصری - تیسرا شخص معز الدولہ شیعہ ہے جس نے دار الخلافہ بغداد مین بزور حکومت عشرہ محرم مین نہایت دھوم سے رسم ماتم جاری کی اور تعزیہ وغیرہ کا اضافہ کیا ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۴۲۵ کامل ابن اثیر جلد دوم مین ہے کہ معز الدولہ نے دس محرم ۳۵۲ھ کو عام حکم دیا کہ دکانین بند کر دیجائین بازار اور خرید و فروخت کا کام روک دیا جائے لوگ نوحے کرین کملی کا لباس پہنین عورتین پراگندہ مو گریبان چاک کیے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی شہر کا چکر لگا دین صفحہ ۱۹۷ " عید غدیر بھی اس نے اسی سال ایجاد کی —

آنریبل سید امیر علی سپرٹ آف اسلام انگریزی میں لکھتے ہیں کہ معز الدولہ نے بیاد گار شہادت امام حسین و دیگر شہدائے کربلا، یوم عاشورہ ماتم کا دن مقرر کیا، صفحہ ۴۶۲" اس کو مولوی سید اعجاز حسین صاحب بھی اپنی کتاب تلخیص مرقع کربلا صفحہ ۷۰ و ۹۰ میں بحوالہ تاریخ الخلفا تسلیم کرتے ہیں کہ معز الدولہ دیلمی بادشاہ مذہب امامیہ پر تھا جس نے بیوم عاشورہ بازار بند کرا دیے نانبائیوں کو کھانا پکانے کی ممانعت کر دی عورتیں سر کھولے راستوں میں نکلیں اور ماتم حسین کیا ۔ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر کی دھوم وغیرہ" رسم ماتم کی یہ مختصر داستان ہے جو بحکم یزید اسی کے گھر سے شروع ہوئی، تھا اور معز الدولہ نے ترقی دی پھر شیعوں نے اسے مذہبی رنگ چڑھایا اب عشرہ محرم میں گھر گھر اسی کا جلوہ ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ

رسم ماتم بنا یزید نمود — ہر کہ آمد برآن مزید نمود

جسم تعزیہ مختلف وضع اور قطع کے بنتے ہیں مشہور یہ ہے کہ روضہ امام حسین کی نقل ہے اور جگہ کا تو حال معلوم نہیں مگر ہندوستان میں ہر سال عشرہ محرم میں بڑے تزک احتشام اور دھوم دھام سے نکالا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ عہد تیمور میں اسکی ابتدا اس طرح ہوئی کہ بعض وزرا امرا اور بیگمات نیز اہل لشکر شیعہ تھے اور ہندوستان میں قیام سلطنت و جنگ کے انتظام کے باعث وہ ہر سال کربلا معلی نہیں جا سکتے تھے، یہ شکایت بادشاہ کے بھی گوش زد ہوئی، امیر تیمور نے کربلا سے روضہ امام کی نقل منگائی تاکہ یہاں کے شیعہ اس نقل کے ذریعہ سے زیارت کربلا کا ثواب حاصل کریں، چنانچہ یہی ہوا اور اس نقل کی بجائے کربلا کے زیارت ہونے لگی جس نے کم و بیش جلد یہ صورت اختیار کر لی جو اب مروج ہے چنانچہ تلخیص مرقع کربلا کے مصنف شیعہ بھی رقمطراز ہیں کہ "جوہری صاحب طبع قران السعدین نے امیر تیمور کا عراق میں آنا اور زیارت کربلا و نجف اشرف کرنا اور پیادہ چلنا اور روزہ کا پیادہ روی سے منع کرنا اور اسکا قرآن میں فال کھلوانا آیہ فاخلع نعلیک کا نکلنا اور تبرکات لانا اور **الفاظ تعزیہ داری خصوصاً ہندوستان میں** مفصل لکھا ہے اور سب جانتے ہیں صفحہ ۱۰۳" پھر اسمیں بتدریج بڑی ترقی ہوئی اور اب تو اس کے ساتھ دلدل، علم وغیرہ بہت سی چیزیں نکلنے لگی ہیں، شیعہ اور جاہل سنی اس تعزیہ کے ساتھ بعینہ وہ برتاؤ کرتے ہیں جو حد شرک کو پہونچ جاتے ہیں عجیب و غریب حکایتیں تراش کر اس کے متعلق مشہور کی جاتی ہیں کہ جس سے عام مسلمان متاثر ہو کر گمراہ ہوتے ہیں ۔

کسی نے تعزیہ کے روح و جسم ہر دو کا فوٹو کھینچا ہے چنانچہ کہتا ہے ۔

نام کی ہوتی ہے عشرہ میں خیرات کثیر — ہے کہیں سبیل کہیں کھچڑہ کہیں ملتی ہے کھیر
مجلسیں کرتے عزاداری کے ہیں اکثر امیر — بنتے ہیں خوش اعتقادی سے محرم میں فقیر

پہنتے ہیں لوگ اکثر جامہائے سبز رنگ
ہوتی ہے گنگا بھری سے طرف کی مصنوعی جنگ
مجلسوں میں نوحہ خوانوں کی عجب ہوتی ہے دھوم — پاک ان کے سینوں کا دیکھو تو ہر جا ہجوم
وہ محرم کے سپاہی جیسے فوج شام ومدوم — اس سرے سے اس سرے تک سینہ کوبی بالعموم
اور تماشا گاہ عالم تعزیہ داروں کے گھر
جلتے ہیں فانوس روتی شمع ہے با چشم تر
نوبتوں کی جگمگاہٹ حبابوں کا مدعا — مشعلوں کی روشنی مہتابیوں کی وہ ضیا
اور وہ یا لیتنی کنت معهم کی صدا — وہ شب غم جس میں مخفی لطف روز عید کا
سانگ وہ بہروپیوں کے دنگلوں کی دھوم دھام
ہر قدم پر نعرہ ہائے یا علی و یا امام
وہ سبیلوں کی نمایش جھنڈیوں کا گھمگھٹ — کورے کورے مٹکے جن میں سرد شربت قند کا
علاوہ گر مصنوعی پنجہ شاہ مردان کا جدا — اور وہ تمثال دلدل، رخصت پیکر کربلا
جس اڑانا سر پہ اور رونا زبردستی کا وہ
اور نمونہ مشتے بعد از جنگ کی ہستی کا وہ
بانس کے وہ ڈھانچ جن پر کاغذی ہو پیرہن — تعزیہ کہتے ہیں اس کو سب یہاں کے مرد و زن
جان کر روضہ شہید کربلا کا نیک تن — پوجتے ہیں وہ بھی جن کا لقب ہے بت شکن
اشرف المخلوق اور خیر الامم ہو کیا غضب
مانتے ہیں منتیں اور مانتے ہیں اسکو رب
اور بھی رسمیں بہت سی ہند اور ایران میں — اعتراض آتا ہے جس سے اور خلل ایمان میں
ہے حدیثوں میں مذمت جنکی اور قرآن میں — جن سے بٹہ لگتا ہے اسلامیوں کی شان میں
ہیں بری بنیاد مذہب کیلیے جو مثل سیل
کلمہ گویوں میں ہوئیں رائج جہالت کے طفیل

غرض تعزیہ تعزیہ کے جب اہل سنت موجد نہیں تو ان سے ان کی غرض سے کیا واسطہ؟

اور چونکہ وہ محض یزید ہی کا موجد اور شیعہ ہی کے حامی ہین سو تعزیہ محرم کی غرض بہ نسبت [illegible] کے سوا اور کیا ہو سکتی
ہو؟ ہم کیسے بھی ہین نے کتب شیعہ کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ بحوالہ بیان مصنفہ مولوی [illegible]
ایک شیعہ تعزیہ ہی جس مین بحث محرم کے عنوان سے صفحہ [illegible] سے [illegible] تک تعزیہ داری سے متعلق بحث
کرتے ہوئے اس مین یہ درج کیا ہے کہ "تعزیہ نقل روضہ مبارک امام حسین ہے اس کی غرض یہ ہے کہ جو لوگ بوجہ
مجبوری کے دور رہتے ہین سبب تعزیہ کے دیکھنے سے روضہ مبارک اور واقعات کربلا یاد آئینگے
مصائب آقائے مظلوم یاد کر کے جب تنگ ہونگے تو عزاداری اور ہمدردی کرینگے انتہی [illegible] یہی حال
محرم موقوف کر دیئے جائین تو کیا اس کے چند برس بعد عوام الناس شہادت حضرت امام و ظلم لشکر یزید سے
بالکل ناواقف نہ ہو جائینگے صفحہ [illegible] ۔ حاصل یہ ہوا کہ لشکر یزید کے لشکری کربلا مین بمقابلہ امام کوفی شیعہ
جنھون نے امام ہمام کو بحضرت خط لکھکر بلایا تھا جب آگئے تو انھین بلانیوالے شیعون نے ان کو [illegible] اور فریب یا دغا
یزید بنکر امام کو قتل [illegible] مع ہمراہیون پر ظلم کیا اس کو مین نے اپنے رسالہ "قاتلان حسین" مین خود کتب شیعہ سے اچھی
طرح ثابت کر دیا ہے ۔ پس یہ دوستان قاتلان حسین کو ہر سال محرم مین اس ظلم کو جو ان کے شیعہ بھائیون نے امام عالیمقام پر
کیا یاد کرنا مبارک ہے ۔ تاکہ یہ یاد بوقت رجعت پھر کام آئے ۔

سنی اور تعزیہ بھلا نادان تعزیہ دار سنیون سے کوئی پوچھے کہ شیعہ تو بذریعہ تعزیہ محرم مین امام پر اپنے بھائیون
کا ظلم کرنا یاد کرتے ہین مگر تم کیا کرتے ہو؟ شیعون کو تو خیر اپنی ناکردنی ہمدردی پر قیامت تک نوحہ و ماتم کرنے کا حق
بھی ہے لیکن تم کیون خواہ مخواہ عقل کے پیچھے لٹھ لیے پھرتے ہو؟ قاتلان حسین کا کام کرتے ہو اور شرماتے نہین افسوس

حکم تعزیہ شریعت مین جب میت کے ورثا کو با آواز رونے کی ممانعت ہے تو تعزیت کنندگان کو اسکی اجازت
کیون ہونے لگی ۔ پھر لغو تعزیہ محرم کے عدم جواز کا کیا پوچھنا ۔ قطعاً حرام اور ناجائز ہے ۔ دشمنان آل رسول کے
ایجاد کا سنیون کو بھول کر بھی کبھی نام تک نہ لینا چاہیئے ۔ فقط

فقیر عبدالشکور حنفی مرزاپوری

بنارس مین ایک مسجد کی بابت شیعہ سنی کا مقدمہ

بنارس مین ایک چھوٹی سی پرانی مسجد دریا کنارے مہاراجہ بنارس کی زمین پر بنی ہوئی ہے چند سال پہلے وہ شکستہ
اور غیر آباد ہوگئی تھی نیز اس کے قریب بعض ہندوون نے اپنی عبادتگاہ بنا کر ہمیشہ کیلئے اس کے غیر آباد رہنے کا سامان کر دیا تھا

بندہ بحیثیت [illegible] کوشش کر کے مہاراجہ بنارس سے وہ مسجد [illegible] لگا کر [illegible]
[illegible] شیعون نے بحضرت [illegible] مین [illegible]
[illegible] ہوگا ۔

مقدمہ [illegible] شیعون نے [illegible] کیا کہ وہ مسجد [illegible] شیعہ [illegible]
[illegible] قابل عبرت [illegible] شیعون نے [illegible] حضرت سنیون کو [illegible] شیعون [illegible]
[illegible] شیعون کے [illegible] صاحب [illegible] شیعون کی [illegible]
[illegible] تعزیہ [illegible] شیعہ [illegible]
[illegible] کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہین ۔ جب [illegible] بنارس [illegible] سنیون نے بھی [illegible]
[illegible] حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب [illegible]
[illegible] اس وقت کچھ نادرست تھی مگر [illegible] بیان [illegible] تو آپ تشریف لیگئے ۱۵ - ۱۰ - [illegible]
[illegible] عدالت سب جج صاحب بہادر بنارس مین شہادت [illegible] گھنٹہ مین ختم ہوگئی [illegible] شیعہ [illegible]
[illegible] شروع کی جس کا سلسلہ دو دن تک [illegible] تعزیہ کے [illegible]
حضرت [illegible] کو شہادت دینا پڑی تھی [illegible] جرح کیلئے آئے تھے [illegible] صاحب [illegible] الزمان [illegible] صاحب ۔ وہان بھی
[illegible] جرح کی [illegible] صاحب جرح کرتے کرتے تھک جاتے تھے تو دوسرے صاحب جرح کیلئے اٹھتے تھے [illegible]
[illegible] سنیون کی طرف سے بغیر کسی معاوضہ کے [illegible] تمام عمر مین آج [illegible]
[illegible] شہادت [illegible] چونکہ ان شہود [illegible] صاحبان کی [illegible]
[illegible] شیعہ وکیل صاحب البتہ آگئے تھے ۔ اسوقت سب سے پہلے [illegible] سنیون کی شہادت درج کی جاتی [illegible] شیعون کی [illegible]
[illegible] شہادت [illegible] حاصل کیا اسکے بعد حضرت مولانا صاحب کی شہادت درج کی جائیگی ۔

خلاصہ اظہار رحمت اللہ ولد حیات اللہ ساکن محلہ دوسی پورہ

مین سنی ہون ۔ شیعہ بھی اپنی پنج وقتی نماز مسجد [illegible] مین پڑھتے تھے ۔ ۲۵ برس سے مین [illegible] شیعہ [illegible]
[illegible] شیعہ [illegible] مسجد [illegible] کی مرمت کرتے ہوئے دیکھتا ہون شیعہ [illegible] کی نماز با جماعت مسجد [illegible] مین پڑھتے ہین [illegible]
[illegible] کی مسجدون مین شیعون کا نماز پڑھنا بیان کیا)
(بجواب سوال [illegible]) مین نے شیعہ سنی کو کسی مسجد مین ایک ساتھ نماز پڑھتے ہوئے نہین دیکھا اگر شیعہ میری [illegible] نماز پڑھین [illegible]

مجھے کوئی سند نہیں ہے۔ سوال کیا گیا کہ کیا تم اسکو پسند کروگے کہ کوئی شخص کہے کہ سوا حضرت علی کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا
کہا ہاں میں پسند کرونگا[۱]۔

خلاصہ اظہار مولوی عبد المجید صاحب عالم اہل حدیث

میں سنی اہل حدیث ہوں جس کا یقین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر و نیز یوم قیامت پر ہے وہ مسلمان ہے۔ ہر مسلمان کو خواہ سنی ہو یا شیعہ ہر مسجد میں نماز پڑھنے کا حق ہے اسکی سند آیت ہے فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ (الآیۃ) (پ ع ۱۴) ترجمہ کوئی اس سے زیادہ ظالم نہیں ہے جو روکے لوگوں کو نماز پڑھنے سے مسجدوں میں[۲]۔ کوئی مسجد کسی خاص فرد یا فرقہ یا گروہ کیلئے مخصوص نہیں کیجا سکتی اگر کوئی ایسی شرط کسی مسجد کے متعلق کیجائے تو وہ شرط ناجائز ہے اور مسجد ملکیت عامہ ہوگی[۳] (دیکھو فتاوی صفحہ ۳۶ فتاوی قاضی خان)

کوئی رواج جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا آنکے چاروں خلفا کے زمانہ میں نہ رہا ہو جائز نہیں ہو سکتا شیعہ و سنی اذانوں میں صرف[۴] یہ فرق ہے کہ شیعہ یہ بات زیادہ کرتے ہیں "اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ علی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست[۵] جانشین ہیں۔

میں نے شیعوں کی کتب دینیات[۶] نہیں پڑھی ہیں میں نہیں جانتا کہ شیعہ اپنی نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں جہاں تک حال ارکان سے تعلق ہے شیعہ اور سنی طریقہ نماز میں بعض فرق ہیں سنی باستثنا مالکیوں کے ہاتھ باندھکر نماز پڑھتے ہیں اور سنی دونوں سجدوں کے درمیان میں ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں مگر شیعہ ہاتھ نہیں باندھتے ہیں اور اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ مالکی ہاتھ نہیں باندھتے ہیں سنی دو نماز میں دوسرے مواقع پر ہاتھ اٹھاتے ہیں مثلاً نماز کے شروع میں اور جھکتے وقت۔ عام اور ضروری ارکان نماز کے یہ ہیں۔

(۱) کھڑے ہونا (۲) جھکنا (۳) سجدہ یعنی زمین پر گر پڑنا (۴) بیٹھنا مطابق شرع کے شیعہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں[۷] کو بھی اس مسجد میں جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکے پیرو ان نماز پڑھتے تھے نماز پڑھنے

[۱] اس شخص پر لازم ہے کہ اعلان کے ساتھ توبہ کرے گناہ کو پسند کرنا بڑا خطرناک گناہ ہے نعوذ باللہ منہ ۱۲

[۲] یہ ترجمہ آیت کا صحیح نہیں ہے جیسا کہ جرح میں خود مولوی صاحب کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت مولانا صاحب کی شہادت میں یہ امر بالکل صاف ہوگیا ہے ۱۲

[۳] بحر الرائق وغیرہ میں ہرگز یہ مضمون نہیں ہے کہ اہل ارتداد کے مقابلہ میں بھی مسجد کی تخصیص ناجائز ہے ۱۲

[۴] صرف یہی فرق نہیں ہے بلکہ اور فرق بھی ہیں مثلاً شیعہ نماز میں حی علی خیر العمل زیادہ کرتے ہیں اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں کہتے ۱۲

[۵] یہ ترجمہ لفظ بلا فصل کا صحیح نہیں ہے بلا فصل کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور براہ راست کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رسول ہی کے خلیفہ تھے نہ آن کے خلیفہ کے خلیفہ براہ راست تو چاروں خلیفہ رسول ہی کے تھے اس کا کون منکر ہے ۱۲ -

[۶] جب آپ نے شیعوں کی کتابیں نہیں پڑھیں تو آپ نے شیعوں کے مسلمان ہونے کی شہادت کیوں دی۔ ایک منصف کی نظر میں اس جملہ سے آپ کی کل شہادت بیکار ہوگئی ۱۲

[۷] پھر تعجب ہے کہ آپ نے مسجد میں حقدار ہونے کے لیے مسلمان ہونے کی شرط کیوں لگائی مولوی صاحب پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی مساجد میں یہود و نصاریٰ کے حقدار ہونے کا بھی فتویٰ دیں ۱۲

کی اجازت دی ہے عیسائیوں کو انہیں کے طریقہ پر نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ملاحظہ ہو صحیح مسلم
مجھے صفحہ یا باب کتاب مذکور کا یاد نہیں ہے۔

(بجواب سوالات جرح) مجھے یاد نہیں ہے کہ آیہ مذکورہ بالا کس موقع پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں عیسائیوں کی ادائے نماز کا کیا طریقہ تھا وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اس زمانہ میں مسلمان بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے مگر اس موقع سے پہلے مسلمان بھی نماز کے وقت بیت المقدس کیطرف رخ کیا کرتے تھے۔ عیسائی مدینہ گئے تھے یاد نہیں کہ ہجرت کے کتنے دن بعد گئے تھے آیہ مذکورہ بالا کے متعلق کچھ مسلمان علما کی یہ رائے ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ سے مکہ میں روکے گئے تھے۔ آیہ مذکورہ صدر کا لفظی ترجمہ[۱] حسب ذیل ہے کون ظالم اس شخص سے زیادہ ہے جو اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے روکے کہ آن میں خدا کا ذکر کیا جائے یا اس کا نام لیا جائے۔ میں نہیں جانتا کہ عاشورا کی نماز شیعوں میں فرض ہے کہ نہیں سنیوں میں ایسی کوئی نماز نہیں ہے۔

سوال کیا گیا کہ کیا ایک سنی ایک شیعہ کی جماعت میں نماز ادا کر سکتا ہے جواب دیا کہ ہاں۔ سوال کیا گیا کہ کیا ایک سنی جماعت ایک شیعہ کو اپنا پیش امام قرار دے سکتی ہے جواب دیا کہ ہاں اگر سنی اپنوں میں سے کوئی مناسب شخص امامت کرنے کیلیے نہ پائیں ورنہ نہیں۔ ہر ایک مقتدی پر پیش امام کی تقلید لازم ہے اگر سنی اپنی نماز اپنے بانی فرقہ کی ہدایت کے بموجب ادا کریگا۔ اس مسئلہ کیلئے کہ سنی ایک شیعہ کو اپنا امام قرار دے سکتے ہیں ذیل کے اسناد ہیں (۱) مشکوۃ[۲] فاروقی پریس (۲) شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۹ محمدی پریس۔

شیعہ فرقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا۔ جس کا ایمان قرآن پر نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے مسلمان کا یہ فرض ہے کہ مسلم قرآن پر ایمان رکھے۔

میرے محلہ میں ایک مسجد ہے جس کو سنی مسجد کہتے ہیں جس میں شیعہ اور سنی دونوں اپنی نمازیں اپنے اپنے طریقہ پر ادا کرتے ہیں میں نے شیعہ و سنی کو اس محلہ کی تین مسجدوں میں نماز پڑھتے دیکھا اور میں نے آن کو فرداً فرداً نماز پڑھتے دیکھا ہے

[۱] یا انوار مولوی صاحب نے گو ... کہ پہلا جو انھوں نے آیت کا ترجمہ بیان کیا تھا غلط تھا مگر حقیقت میں صحیح ترجمہ یہ ہے [illegible] ۱۲

[۲] [illegible] شرح فقہ اکبر [illegible] معلوم ہوگا [illegible] کے پیچھے نماز پڑھنا [illegible] امام بنانے کا جواز نہیں [illegible] کا امام بنانا اسی طرح جائز نہیں [illegible] ۱۲

شیعہ فرقہ حضرت معاویہ کے عہد میں پیدا ہوا۔

خلاصہ ترجمہ اظہار حضرت مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ

میں نے شیعہ سنی دونوں کی کتب دینیہ پڑھی ہیں آیہ ومن اظلم کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو روکے اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے کہ لیا جائے ان میں نام اسکا شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ قرآن کے صحیح ترجمے ہیں۔

لکھنؤ میں شیعہ اور سنیوں کی مسجدیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ شرعاً شیعوں کو سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اسکے وجوہ حسب ذیل ہیں۔

اول شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہوگئی یعنی لوگوں نے قرآن سے کچھ آیتیں نکال ڈالیں اور کچھ اپنی دین میں کفر کی باتیں شامل کردیں کچھ الفاظ و حروف بدل دیے اس کے ثبوت میں حسب ذیل کتب ملاحظہ ہوں کتاب احتجاج طبرسی از ص ۱۱۹ تا ص ۱۳۰ اصول کافی از ص ۲۶۱ تا ص ۲۶۷ تفسیر قمی ص ۷ (یہ تینوں کتابیں داخل عدالت کردی گئیں)۔

دوم۔ شیعہ اذان میں الفاظ خلیفہ بلافصل کہتے ہیں جسکے معنی یہ ہیں کہ حضرت علی خلیفہ ہیں رسول کے بلافصل یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت عثمان خلیفہ نہ تھے۔

سوم شیعہ مذہب کے لحاظ سے ستر عورت صرف پاخانہ اور پیشاب کا مقام ہے ملاحظہ ہو فروع کافی جلد دوم ص ۲۱ (جسمیں امام معصوم کا قول ہے کہ ستر عورت صرف دو ہیں ایک پاخانہ کا مقام تو وہ خود بخود سرین سے چھپا ہوا ہے دوسرا پیشاب کا مقام اسکو ہاتھ سے چھپالو پھر دوسری حدیث میں خود امام باقر علیہ السلام کا ذرہ لگا کر لوگوں کے سامنے برہنہ ہوجانا مذکور ہے۔ کتاب داخل عدالت کی گئی) اور جو لوگ مذہب اہل سنت کے مطابق اپنے جسم کو ستر نہ کریں ان کو سنیوں کی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دیجا سکتی کیونکہ سنیوں کے یہاں کسی کا ستر عورت دیکھنے والے پر لعنت آئی ہے ملاحظہ ہو کنوز الحقائق ص ۱۴۷ کتاب [illegible] دی گئی [illegible] مباحث جعفریہ جو مولوی کاظم علی شیعی نے داخل کی تھی اسکا ص ۴۷ جسمیں دعا نماز عاشورا لکھی ہوئی ہے مولنا صاحب کو دکھا کر پوچھا گیا کہ رابع سے کیا مراد ہے۔ جواب دیا کہ رابع سے حضرت معاویہ اور اول و ثانی و ثالث سے پہلے تین خلیفہ مراد ہیں۔

[illegible] مذکور کی مندرجہ دعائے عاشورا نیز فروع کافی ص ۱۱۵ کی آخری دو سطروں کے ترجمہ [illegible] اہل سنت کے وکلا نے اصرار کیا جناب مولنا صاحب نے فرمایا کہ چونکہ ان عبارتوں میں صریح تبرا ہے [illegible] میں اسکو اپنی زبان سے نہیں ادا کرنا چاہتا اور عدالت سے عذر کرتا ہوں۔ عدالت نے کہا کہ [illegible] عدالت آپ کو ایسے کام پر مجبور نہیں کرتی جو آپکے مذہب کے خلاف ہو۔

شیعہ اقامت میں بھی وہی الفاظ کہتے ہیں جو نماز میں کہتے ہیں اور سنیوں کا مذہبی مسئلہ ہے کہ جس کے قول و فعل سے دوسروں کو ایذا پہنچے ان کو مسجد میں جانے سے روکنا چاہیے۔ ملاحظہ ہو شامی جلد [illegible] ص ۴۰۹ کتاب داخل عدالت کی گئی۔

جواب سوالات جرح - شیعہ وکیل صاحب نے ایک اشتہار مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ شیعوں کی جانب [illegible] میں لیکر مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ مولنا احمد رضا خانصاحب بریلوی حنفی مذہب کے بڑے عالم تھے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہاں میں نے اُن کا نام سنا ہے باقی اور کچھ نہیں جانتا۔ شیعہ وکیل صاحب نے وہ اشتہار دکھلا کر کہا کہ یہ اشتہار کبھی آپنے دیکھا ہے ابھی مولنا صاحب جواب نہ دینے پائے تھے [illegible] جج صاحب نے پوچھا کہ یہ اشتہار کیسا ہے سنی وکیل نے اس اشتہار کا خلاصہ مضمون بتلایا تو سب جج صاحب نے کہا کہ میں ایسی باتوں کے پوچھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسوقت شیعہ وکلا کی مایوسی جو اُن کے چہروں سے ظاہر ہو رہی تھی کیونکہ بیچاروں نے سب سے بڑی جرح یہی تجویز کی تھی اس کا بیکار ہوجانا اور اسطرح بیکار [illegible] اُن کے لیے سخت صدمہ کا باعث ہوا۔ تقریباً پندرہ منٹ اسی اشتہار میں شیعہ وکلا الجھے رہے اس کے بعد

[illegible] یہ وہی اشتہار ہے جو شیعوں کے خوش کرنے کیلئے جناب مولنا صاحب کے خلاف چند رضاخانیوں نے شایع کیا اور پھر شیعوں نے [illegible] روپیہ صرف کرکے لکھنؤ لاہور جونپور وغیرہ میں خوب چھپا چھپا کر شایع کیا۔ اتفاق سے مولوی ظفرالدین صاحب [illegible] پٹنہ سے اس مقدمہ کے لیے آئے ہوے تھے اور اسوقت عدالت میں موجود تھے ان کو جب اس اشتہار کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں مولنا احمد رضا خان صاحب کے مخصوص شاگردوں میں ہوں مولنا کا کوئی فتوی کوئی تصنیف ایسی [illegible] جو مجھے نہ پہونچتی ہو۔ یہ فتوی اگر مولنا احمد رضا خان صاحب کا ہوتا تو مجھے ضرور اس کا علم ہوتا یقیناً یہ جعلی ہے [illegible] اور کوئی معصوم نہ تھے ممکن ہے کسی غلط فہمی کی بنا پر انھوں نے ایسا فتوی دیا ہو اس کے بعد جمعہ کی نماز کا وقت آیا [illegible] ظفرالدین صاحب سے امامت کے لیے کہا گیا مگر انھوں نے مولنا صاحب سے اصرار کیا اور حضرت مولنا صاحب کے پیچھے [illegible] عملی طور پر بھی اس فتوے کی تکذیب کردی جزاہ اللہ خیراً ۱۲

انکی جرح پر جوابات دیے گئے وہ حسب ذیل ہین

مین مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد لکھنؤ اور مولوی عبدالمجید صاحب سنی فرنگی محلی کو جانتا ہون لیکن ان دونون کو ایک مسجد مین نماز پڑھتے کبھی نہین دیکھا۔

میری تحقیق مین شیعہ مسلمان نہین ہین پہلے شیعہ[۱] اور سنی کے درمیان مین شادیان ہوا کرتی تھین لیکن آٹھ سال گزشتہ کے درمیان مین کوئی ایسی شادی میرے علم مین نہین ہوئی ہر چند پہلے یہ شادیان جائز اور طلاقین بھی کبھی جاتی تھین۔ مین شیعون کو مسلمان اس لیے نہین کہتا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ تین خلفانے قرآن مین کچھ کمی و بیشی کردی ملاحظہ ہون کتب محولہ صدر۔ مین نے دو چار شیعون کو قرآن پڑھتے دیکھا ہے وہ یہی قرآن تھا جو ہم پڑھتے ہین۔ مین نے کتاب درمنثور پڑھی ہے مین نے تفسیر کبیر پڑھی ہے سنی ان دونون کتابون کو مانتے ہین نیز تفسیر کنزالعمال صحیح بخاری جامع ترمذی کو بھی سنی مانتے ہین۔ ان کتابون مین کہین نہین لکھا کہ قرآن مین اضافہ کیا گیا البتہ یہ کہا گیا ہے کہ قرآن جو موجود ہے اسمین وہ شامل نہین ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ کچھ حصہ اسمین سے منسوخ ہوگیا ہے مین نے شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۱ مین دیکھا ہے کہ شیعہ مسلمان نہین ہین یہ کتاب داخل مدارس کی ہے (یہ ایک سنی عالم کی کتاب ہے) مسلمان وہ ہے جو ایمان لائے تمام ان باتون پر جو بیان فرمائین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قرآن اور مرزائیون کو سنیون کی بنائی ہوئی مسجد مین نماز پڑھنے کا حق نہین ہے اسیطور سے سنیون کو ان فرقون کی تعمیر کردہ مساجد مین نماز پڑھنے کا حق نہین ہے مین نے کسی کتاب مین صاف الفاظ مین نہین دیکھا کہ شیعون کو مسجد مین نماز پڑھنے کی اجازت نہ دینا چاہیئے۔ سوال کیا گیا کہ سنی مسجد کی تعریف کیا ہے جواب دیا کہ جو مسجد سنیون کی تعمیر کردہ یا سنیون کے انتظام مین ہو۔ بلا ثبوت اس امر کے کہ کوئی خاص مسجد سنی کی بنوائی ہوئی ہو یا سنیون کے انتظام مین رہی ہو سنیون کو کوئی حق نہین ہے کہ شیعون کو اس مخصوص مسجد مین نماز پڑھنے سے روکین مین کوئی علامت یا نشان سنی اور شیعہ کی مسجد مین فرق کرنے کا نہین بتا سکتا مین نے اسوجہ سے کہ شیعون کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف مین تحریف ہوگئی اور اسوجہ سے کہ ستر عورت اُن کے یہان سنیون کے مذہب کے مطابق بالکل نہین ہے یہ رائے قائم کی ہے کہ شیعون کو سنیون کی مسجد مین نماز نہ پڑھنے دینا چاہیے۔ مین نے اُنکی کتابون کا حوالہ دیا ہے

[۱] ہمارے علمائے سابقین کو مذہب شیعہ سے پوری واقفیت نہین ہوسکی جس کا اصلی سبب یہ تھا کہ شیعہ اپنا مذہب چھپایا کرتے تھے اسی سبب سے شیعون کے کفر مین اختلاف رہا لیکن اب کہ شیعون کا عقیدہ قرآن شریف کے متعلق معلوم ہوگیا ہے جسکے کفر ہونے مین کوئی شک نہین کرسکتا شیعون کا خارج از اسلام ہونا قطعی ہے ۱۲

شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۱ کی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے " مین نے تفسیر مجمع البیان مین جو شیعہ مذہب کی تفسیر ہے دیکھا کہ اُن کے بعض[۱] اصحاب اس طرف گئے ہین کہ قرآن معاذ اللہ اس سے زیادہ تھا جتنا کہ لکھا ہوا ہے صحابہ نے جنھون نے قرآن کو جمع کیا ان کے قصور سے کم اس تفسیر کے مصنف نے اس قول کو اختیار نہین کیا جو شخص اسکا قائل ہو وہ کافر ہے" تفسیر مجمع البیان کا مصنف ابو علی طبرسی تھا اسکا عقیدہ یہ نہین تھا کہ قرآن مین کچھ کم کیا گیا ہے شیعہ عالم تھا۔ شیعہ اصولی[۲] اور اخباری ہوتے ہین۔ مین نے کہین نہین پڑھا ہو کہ قرآن کی کس آیت یا کن جزون کو منافق کیا ہو۔ بیان کرتے ہین شرح مسلم الثبوت کے مصنف مولانا عبدالعلی بحر العلوم تھے۔ انھون نے شیعون کے متعلق جو کچھ لکھا یا انکی ذاتی رائے نہین ہے۔ سوال ہوا کہ آیا قرآن مین کوئی ایسی آیت ہے جسمین مسلمان کی تعریف بیان کی گئی ہو جواب دیا کہ ہان سورہ بقرہ کے آخری رکوع مین آمن الرسول سے مصیر تک۔ مین نہین کہہ سکتا کہ آیا شیعہ اس آیت پر ایمان رکھتے ہین یا نہین مین نے اس کے متعلق کسی کتاب مین کچھ نہین دیکھا۔ خانہ کعبہ مسلمانون کا قبلہ مانا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شیعہ کعبہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتے ہین۔ حنفیون کے امام ابو حنیفہ ہین انکا شرعی مسئلہ ہے کہ لانکفر اہل القبلۃ ترجمہ نہین کافر کہتے ہم قبلہ والون کو۔ قبلہ والون کے معنی اس کے یہ نہین ہین کہ وہ شخص جو کعبہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتا ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہین کہ وہ دین کے تمام ضروریات کو مانتا ہو اہل قبلہ کے یہ معنی مین نے شرح فقہ اکبر مین پڑھے ہین۔ آیہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ مین ذکر خدا سے روکنے کی ممانعت ہے نہ کہ کسی خاص شخص یا فرقہ کو مسجد کے استعمال سے روکنے کی ممانعت مسجد کو ذکر خدا سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر ذکر خدا کی اسمین ممانعت کیجائے۔ مجھے اسکا علم نہین ایک دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد مین عیسائیون کو نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے فرائض یہ بتائے ہین (۱) ایمان رکھتا ہو تمام تعلیمات پیغمبر پر (۲) نماز پڑھتا ہو (۳) زکوۃ کا پابند ہو (۴) رمضان کا روزہ رکھتا ہو (۵) حج کرے۔ یہ کئی حدیثون کا خلاصہ ہے صحیح بخاری کی ایک حدیث مین کلمہ شہادتین کو مسلمانون کے فرائض مین کہا گیا ہے وہ میرے بیان کردہ

[۱] تفسیر مجمع البیان کا مصنف چونکہ ان چار اشخاص مین ہے جو تحریف قرآن کا انکار کرتے ہین لہذا اس نے عقیدہ تحریف کو بعض کا عقیدہ بتایا ہے ورنہ بعض اصحاب نہین بلکہ کل شیعہ باستثنائے ان چار کے قائل تحریف ہین ۱۲ [۲] اصولی اور اخباری کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اخباری ان چار کے سوا سب قائل تحریف ہین اور ہم لوگ ... تحریف اصولی مین ...

مگر گھر اشخاص مین ان چار مین سے ایک سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ... مولوی حامد حسین کے ... متعلق تحریف نکال لئے گئے تھے ۱۲

قرض نمبر اول مین شامل ہے - احادیث مین ان الفاظ کی پابندی نہین ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے بلکہ مطالب ادا کئے گئے ہین - اگر فرق نمبر اصرف کلمہ شہادتین تک محدود رکھا جائے تو شیعہ مسلمان کہے جائینگے -

مجھے قرآن کی کوئی ایسی آیت یاد نہین پڑتی جسمین اسلام اور ایمان مین فرق بیان کیا گیا ہو اور پارہ ۲۶ سورہ ۴۹ رکوع ۱۳ مین جو آیت ہے کہ قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اعرابیون نے کہا ہم ایمان لائے کہدو مجھے اے نبی کہ تم ایمان نہین لائے بلکہ تم کہو کہ ہم نے اطاعت کی - سنیون مین شافعی مالکی بھی شامل ہین انکی نمازون مین تھوڑا تھوڑا فرق ہے حنفی ہاتھ باندھکر نماز پڑھتے ہین شیعہ ہاتھ چھوڑکر پڑھتے ہین مالکی مذہب کی کوئی کتاب نہین دیکھی نہ کسی مالکی کو نماز پڑھتے دیکھا اسلئے نہین کہہ سکتا کہ آیا وہ نماز ہاتھ باندھکر پڑھتے ہین یا ہاتھ چھوڑکر - اہل حدیث اور حنفیون کی نماز مین تھوڑا فرق ہے اہل حدیث اور حنفی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہین قرآن مین کوئی ایسی آیت نہین بتا سکتے جسمین اذان کے الفاظ بتائے گئے ہون - اذان مین خلیفہ بلا فصل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہین ہے بلکہ الفاظ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہین جو خلیفہ اول کا نقص آپنے فرمائی تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۱ مین حضرت عمر سے روایت ہے کہ آیت رجم سورۂ احزاب مین تھی اب نہین ہے مگر یہ نسخ کی مثال ہے نہ تحریف کی - صحیح بخاری جلد اول مین ایک حدیث ستر عورت کے بارہ مین ہے جسمین ران کے چھپانے کا حکم ہے اور اسکا کھولنا بھی منقول ہے مگر مصنف نے چھپانے کے حکم کو ترجیح دی ہے مولوی علی سجاد بنارسی کا نام سنا ہے مین نہین جانتا کہ شیعون مین انکی کیا حیثیت ہے لکھنؤ میونسپٹی کی فہرست مین میرا نام بھی ہے مین کبھی ووٹ دینے نہین گیا مجھے نہین معلوم کہ گورنمنٹ نے شیعون کا نام مسلم فہرست مین شامل کیا یا غیر مسلم مین - سوال کیا گیا کہ جو آیتین خدا نے منسوخ کردین وہ قرآن مین لکھی ہوئی ہین یا نہین جواب یہ ملا کہ جن آیتون کی تلاوت منسوخ کردیگئی وہ قرآن مین نہین لکھی گئین - پھر سوال کیا گیا کہ منسوخی آیات قرآنیہ کا تذکرہ کہین قرآن مین ہے جواب دیا کہ ہان پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۳ مین ما ننسخ من اٰیۃ الخ

اسی سوال پر شہادت ختم ہوگئی اب مقدمہ مین فریقین کے وکلا کی بحث باقی ہے -

---

لہ یہ سوال اسلئے تھا کہ شیعہ وکلا چاہتے تھے کہ صرف کلمہ شہادتین کہنے پر مسلمان ہونے کا حکم دیدیا جائے قرآن پر ایمان رکھنا اسلام کیلئے ضروری نہ قرار پائے ۱۲ سے ایمان و اسلام کا فرق غالباً اس لئے شیعہ وکلا دکھلانا چاہتے تھے کہ شیعون کے لیے اگرچہ اسلام ثابت نہ ہو مگر ایمان ان کے لیے ثابت ہے ۱۲

۵۲ بالغرض گورنمنٹ نے شیعون کو مسلمانون کی فہرست مین لکھا تو کیا نتیجہ - کلمہ گو ہونے کے باعث سے غیر مسلم ان سب سنی مسلمان جو شیعہ مذہب کی اصل حقیقت سے ناواقف ہین شیعون کو مسلمان سمجھتے ہین - لیکن اس سے ان کا مسلمان ہونا نہین ثابت ہوسکتا ۱۲

جس مین

سورۂ انبیا کی آیہ کریمہ ولقد کتبنا فی الزبور (الآیہ) کی تفسیر کی گئی ہے اور بعونہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ثابت کردیا گیا ہے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت قرآن شریف کی اور کتب آلہیہ سابقہ کی موعودہ خلافت تھی اور یہ کہ ان حضرات کی خلافت بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص فاضلہ کی کامل ترین مظہر ہے

باہتمام

کارپردازان صحیفہ مبارکہ النجم عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہوکر ۱۳۴۵ھ مین

رسالہ النجم لکھنؤ کے صفحات پر شائع ہو کر یہ ہدیہ ناظرین ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

امابعد حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے آٹھ آیتون کی تفسیر اِس سے پہلے شایع ہو چکی ہے
اب آج نوین آیت کی تفسیر زیب رقم کیجاتی ہے ۔

تفاسیر سابقہ مین ہم بیان کر چکے ہین کہ آیات قرآنیہ مین حق تعالیٰ نے خلفاے راشدین کی خلافت
کو بصیغہ امر نہین بیان فرمایا یعنی یون نہین فرمایا کہ فلان فلان اشخاص کو تم لوگ خلیفہ بنانا بلکہ ان کی
خلافت کو بصورت خبر بطور پیشین گوئی کے بیان فرمایا ہے ۔ بصیغہ امر اگر بیان ہوا ہوتا تو بندون کو ۲
اختیار ہوتا چاہتے تو اُن اشخاص کو خلیفہ بنا کر مستحق ثواب بنتے اور چاہتے تو اُن کو خلیفہ نہ بناتے
اور نافرمانی کر کے مستحق عذاب بنتے ۔ لیکن پیشین گوئی کی صورت مین یہ خطرہ باقی نہ رہا اور معلوم ہوا
کہ اُن حضرات کی خلافت تقدیر الٰہی مین مصمم ہو چکی ہے لہٰذا اُس کا ظہور ضروری ولابدی ہے ۔
اس وقت جس آیت کی تفسیر لکھنا منظور ہے اُس آیت مین بھی ایک زبردست پیشین گوئی ہے
جو شخص حضرات خلفاے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق نہین مانتا یا تو اس کو اس آیت کی تکذیب
کرنی پڑے گی یا کلام الٰہی مین فریب ودغا کا عیب ماننا پڑیگا نعوذ باللہ منہ

نوین آیت

آیت میراث ارض ۔ سورۂ انبیا ۔ رکوع آخری ۔ پارہ سترھوان

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ

اور بہ تحقیق ہم لکھ چکے ہین زبور مین بعد نصیحت کے

أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝

کہ زمین کے وارث ہون گے میرے نیک بندے

اس آیت کی تفسیر کرنے سے پہلے ایک بات کا سمجھ لینا مفید بصیرت معلوم ہوتا ہے
وہ یہ کہ قرآن مجید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل
ترین خصوصیات مین سے ایک چیز یہ ہے کہ آپ پر ایمان لانے والون آپ کی پیروی کرنے والون کو دونون
جہان کی اعلیٰ ترین نعمتون کی خوشخبری سنائی گئی ہے ۔

یہ خوشخبری قرآن مجید کی متعدد آیتون مین مذکور ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس خصوصیت کا غلغلہ قرون اولیٰ مین بھی بلند ہو چکا تھا اور اگلی آسمانی کتابون مین بھی اس کا تذکرہ تھا ۔
سورۂ اعراف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی مین مناجات کی کہ اکْتُبْ
لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ یعنی اے پروردگار ہمارے
لیے لکھدے اس دنیا مین بھلائی اور آخرت مین بھی بتحقیق ہم راہ پا گئے ہین تیری طرف یعنی تیرے
دروازہ پر بھیک مانگنے کیلئے آگئے ہین ۔ بارگاہ الٰہی سے اس مناجات کا جواب جو کچھ ملا اس کا ۳
خلاصہ یہ ہے کہ آپکی درخواست منظور نہین کی گئی اور ان کو خبر دی گئی کہ یہ انعام یعنی دنیا وآخرت دونون
کی بھلائی ایک دوسری امت کے لیے مین لکھون گا جس کا ظہور آیندہ زمانہ مین ہونے والا ہے ۔
اور اس امت کا بیان ان الفاظ مین کیا گیا کہ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي
يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو پیروی کرین گے
اُن رسول نبی امی کی جسکو وہ لوگ لکھا ہوا پاتے ہین اپنے پاس توریت وانجیل مین یہ خصوصیت
حضرت سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد آیات قرآنیہ مین بیان فرمائی گئی ہے اور احادیث ان
کا ایک دفتر کا دفتر ہے جو سنی شیعہ دونون کی کتب مین منقول ہے ۔ اہل سنت کی کتابون مین بخاری
مسلم اور دوسری کتب حدیث مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ہجرت کہ یہ خطبہ
پڑھا اور اس خطبہ مین آپ نے فرمایا کہ والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوز کسریٰ وقیصر
فی سبیل اللہ لتنفقھما فی سبیل اللہ یعنی قسم ہے اسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ تم لوگ کسریٰ و قیصر
ملک روم کے خزانون پر قبضہ پاؤ گے اور تم ان کو راہ خدا مین صرف کرو گے ۔ اور کتب شیعہ

حیات القلوب جلد دوم صـ۵۵ مین ہے ۔
حق تعالیٰ امر فرمود آنحضرت را باظہار دعوت خود پس حضرت بمسجد آمد و بر حجر اسمعیل ایستاد وبصدای بلند ندا کرد کہ اے گروہ قریش و اے طوائف عرب شمارا می خوانم بسوے شہادت بوحدانیت خدا و ایمان آوردن بہ پیغمبری من وامر میکنم شمارا کہ ترک کنید بت پرستی را واجابت نمائید مرا و را انچہ شمارا بآن میخوانم تا پادشاہان عرب گردید دگروہ عجم شمارا فرمان برداران گردند و در بہشت بادشاہان باشید ۔

حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اپنی دعوت ظاہر کرین پس آپ کعبہ مین آئے اور حجر اسمعیل پر کھڑے ہو کر آپنے باواز بلند پکارا کہ اے گروہ قریش و اے قبائل عرب مین تم کو بلاتا ہون خدا کی وحدانیت اور اپنی پیغمبری کی گواہی دینے کی طرف اور تم کو حکم دیتا ہون کہ بت پرستی چھوڑ دو اور میری بات مانو اس چیز کی جسکی طرف مین تمکو بلاتا ہون تاکہ تم عرب کے بادشاہ ہو جاؤ و عجم کے لوگ تمھارے محکوم ہو جائین اور بہشت مین بھی تم بادشاہ ہو ۔

۴ الحختصر یہ مضمون حد تواتر کو پہونچگیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والون کو دونون عالم کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتون کی خوشخبری سنائی گئی آیات قرآنیہ مین بھی اور احادیث صحیحہ مین بھی ۔

پس اب واضح ہو کہ اس آیت یعنی آیت میراث ارض مین حق تعالیٰ نے یہی خوشخبری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کو سنائی ہے سلسلہ کلام کہی آیت اوپر سے شروع ہوا ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی سے آیت مبحوثہ تک اخروی نعمتون کی بشارت ہے اور آیت مبحوثہ مین دنیا کی نعمت یعنی بادشاہت کی خوشخبری ہے اور وہ بھی اس عنوان سے کہ اس خوشخبری کو ہم اگلی کتابون مین لکھ چکے ہین ۔ دونون قسم کی نعمتون کی خوشخبری سُنا کر آیت مبحوثہ کے بعد فرمایا اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ یعنی اس خوشخبری مین عبادت گزار لوگون کے لیے بڑی کامیابی ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام عالم کیلئے

رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ اس سلسلہ بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کا مطلب خوب واضح ہو گیا کہ چونکہ آپنے اپنے متبعین کو دونون جہان کے نعمتون کی خوشخبری سنائی اس لیے آپ اس لقب کے مستحق ہوئے ۔

اس تمہید کے بعد اب آیت کی تفسیر کی طرف توجہ کرنی چاہیے جس کو دو فصلون پر تقسیم کیا جاتا ہے ۔

فصل اول مین آیت کے الفاظ کی شرح کی جائے گی ۔
فصل دوم مین حقیت خلافت پر استدلال کیا جائیگا ۔
فصل سوم مین کچھ روایتین ذکر کیجائینگی جو اس آیت کی تفسیر سے تعلق رکھتی ہین ۔

فصل اول

زبور ۔ لغت مین کتاب کو کہتے ہین اور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب کا نام بھی ہے یہان دونون معنی بن سکتے ہین ۔

۵ **ذکر** ۔ لغت مین بمعنی نصیحت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی توریت مقدس کا لقب بھی ہے یہان دونون معنی بن سکتے ہین ۔ زبور سے اگر مطلق کتاب اور ذکر سے توریت مراد ہو تو معنی یہ ہون گے کہ "ہم توریت کے بعد سب صحیفون مین لکھ چکے ہین" اور اگر زبور سے خاص داؤد علیہ السلام کی کتاب اور ذکر سے نصیحت یا توریت مراد ہو تو معنی یہ ہونگے کہ زبور مین نصیحت کے مضامین کے بعد ہم لکھ چکے ہین یا توریت کے بعد زبور مین بھی ہم لکھ چکے ہین ۔ بہر صورت مطلب یہ ہوا کہ ہم اگلی کتب مقدسہ مین یہ پیشین گوئی بیان فرما چکے ہین کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہون گے ۔

الارض اس لفظ کے معنی زمین کے ہین مگر الف لام جو اس پر ہے وہ بتلا رہا ہے کہ کوئی خاص زمین مراد ہے اور وہ زمین ملک شام کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایران بھی اس مین شامل کیا جائے تحقیق اس کی انشاء اللہ تعالیٰ فصل دوم مین ہو گی ۔

یرثھا ۔ اصل مین میراث اس کو کہتے ہین کہ اگلون کا متروکہ پچھلون کو بوجہ رشتہ قرابت

کے لیے چونکہ زمین موعود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مملوک تھی اور اہل عرب اُن کی اولاد میں تھے اس وجہ سے میراث کا اطلاق ہوا ۔ اور کبھی مطلق تملیک کو بھی میراث کہتے ہیں
عبادی الصالحون لفظی معنی نیک بندے اور مراد اس سے صحابہ کرام ہیں اسلیے کہ انھیں کو خوشخبری سنانے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ہے ۔

ف علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب خصائص سے ازالۃ الخفا میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ انھون نے فرمایا اللہ سبحانہ نے توریت اور زبور میں اپنے علم ازلی سے جو اُس کو آسمان و زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حاصل تھا فرمایا کہ امت محمدیہ کو میں زمین میں وارث بناؤن گا اور حضرت ابوالدرداء صحابی سے روایت ہے کہ اُنھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ وہ نیک بندے ہم لوگ ہیں پھر سیوطی نے لکھا ہے کہ مین نے زبور کا ایک نسخہ دیکھا اوس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں چوتھی سورت میں یہ مضمون تھا کہ اے داؤد جو کچھ میں کہتا ہوں سنو اور سلیمان کو حکم دو کہ تمھارے بعد لوگون سے بیان کردیں کہ زمین میری ہے میں اس کا وارث محمد صلی اللہ ٦
علیہ وسلم اور ان کی امت کو بناؤن گا ۔

یہ ناچیز کہتا ہے کہ زبور کا جو نسخہ آجکل ہندوستان میں ملتا ہے اُسمین بھی ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور ہر سورت کا نام زبور ہے یون لکھا ہے کہ زبور ۱ زبور ۲ زبور ۳ مگر چوتھے زبور میں یہ مضمون نہیں ہے جو علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ علامہ کو کوئی قدیم غیر محرف نسخہ مل گیا تھا ۔ لیکن اب بھی موجودہ زبور میں آیت مبحوثہ کا مضمون موجود ہے چنانچہ زبور ۳۷ کی چند آیتیں حسب ذیل ہیں ۔

” لیکن وے جو خدا کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لینگے لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہونگے جن پر اُسکی برکت ہے زمین کے وارث ہون گے اور ابد تک اسپر بسینگے “
مجموعہ بائیبل عہد نامہ قدیم مطبوعہ لودھیانہ صفحہ ۵۹

توریت میں صاف صاف تصریح اس زمین کی ہی ہے چنانچہ توریت کتاب پیدائش باب ۱۷ کی آٹھوین آیت بخطاب حضرت ابراہیم یہ ہے ” میں تجھکو اور تیرے بعد تیری نسل کو

کنعان کا تمام ملک جسمین تو پردیسی ہے دیتا ہون کہ ہمیشہ کے لیے ملک ہوا اور میں اُن کا خدا ہون “ کنعان کے تمام ملک سے مراد ملک شام ہے کیونکہ کنعان سرزمین شام میں ہے ۔

فصل دوم

اس آیت سے بھی حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے خلیفہ برحق ہونے پر استدلال ثابت واضح ہے ۔ کیونکہ الفاظ آیت سے بغیر کسی روایت کے ملائے ہوئے یہ بات ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے کچھ لوگون کے وارث زمین یعنے بادشاہ ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے اور اُن متبعین کو اپنا نیک بندہ فرما کر اُن کے جامع اوصاف حمیدہ ہونے کو ظاہر فرمایا ہے اور ایسی ہی بادشاہت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں ۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ پیشین گوئی صحابہ کرام ہی کے زمانہ میں پوری ہوئی کیونکہ قرآن کریم کے تمام خطابات کے اول مخاطب وہی حضرات ہیں لہذا اس آیت میں جو خوشخبری ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ ٧
سننے والے خوش ہون اُن میں استقامت فی الدین ترقی کرے مصائب موجودہ ان کے اطمینان میں خلل انداز نہ ہون دوسرے لوگون کو اسلام کی رغبت پیدا ہو اس خوشخبری کے بھی پہلے مخاطب صحابہ کرام ہی ہین اور ظاہر ہے کہ کسی ایسی جماعت کو کوئی ایسی خوش خبری سنا کر خوش کرنا جس میں اس جماعت کے کسی فرد کا کچھ حصہ نہ ہو سوا دغا و فریب کے اور کسی نام سے نہین یاد کیا جاسکتا نعوذ باللہ منہ ۔

ان دونون باتون کے معلوم ہو جانے کے بعد یعنی یہ کہ آیت میں مومنین صالحین کو بادشاہت ملنے کی پیشین گوئی ہے اور یہ کہ اس پیشین گوئی کا صحابہ کرام کے زمانہ میں پورا ہونا ضروری ہے اب ہمین صرف اس بات کا معلوم کرنا باقی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کس کے زمانہ میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی تاکہ جسکے ہاتھ پر پوری ہوئی ہو اسکو ہم خلیفہ برحق سمجھیں یعنے اس کی خلافت کو ہم اس آیت کی موعودہ خلافت یقین کرین اور اس شخص کو ہم خدا کے بندگان صالحین میں شمار کرین ۔

اس بات کے معلوم کرنے کے لیے ہمیں اس کی تحقیق کرنا چاہیے کہ اس آیت میں زمین سے کیا مراد ہے تو واضح ہو کہ زمین سے تمام زمین یعنی پورا ربع مسکون تو مراد ہو نہیں سکتا کیونکہ اب تک پورے ربع مسکون پر مومنین صالحین کی بادشاہت نہیں ہوئی لامحالہ کوئی خاص زمین مراد ہے۔ اس تخصیص کی تائید ارض کے حرف باللام ہونے سے بھی ہوتی ہے کہ اس کے متعلق مفسرین کے تین قول ہیں۔

قول اول - یہ کہ زمین سے مراد ملک شام کی زمین ہے۔

قول دوم یہ کہ زمین سے مراد روم و ایران کی زمین ہے

قول سوم یہ کہ زمین سے مراد جنت کی زمین ہے۔

تیسرا قول بالکل بے دلیل اور نہایت بعید از فہم ہے نہ قرآن شریف میں کوئی نظیر اس کی مل سکتی ہے نہ حدیث میں کہ زمین بول کر جنت مراد لی گئی ہو۔ نہ کوئی روایت اسکی تائید کرتی ہے نہ کوئی قرینہ ایسا ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہو سکیں۔

8 اب رہا پہلا اور دوسرا قول یہ البتہ صحیح ہیں اور قطعاً و یقیناً مراد الٰہی ان دونوں سے باہر نہیں ہے۔

پہلا قول مراد ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ جن کتب سابقہ الٰہیہ کا حوالہ آیت میں ہے وہ انبیاء بنی اسرائیل کی کتابیں ہیں جنکا مسکن ملک شام تھا لہذا یہ بہت بڑا قرینہ زمین سے زمین شام مراد لینے کے لیے ہے اس کی مزید تائید توریت کے دیکھنے سے ہوتی ہے کہ اس میں کنعان کی تصریح موجود ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ملک شام کی زمین کو ارض مقدس اور ارض مبارک فرمایا ہے لہذا مطلق زمین بول کر فرد کامل ہونے کی وجہ سے زمین شام مراد لینا قرین قیاس ہے۔

دوسرا قول مراد ہونے کیلیے بھی متعدد دلائل ہیں از انجملہ یہ کہ نزول قرآن کے وقت یہی دو زمینیں ایران و روم کی مقر سلطنت تھیں کوئی تیسری سلطنت اُس وقت روئے زمین پر نہ تھی پس جب زمین کی بادشاہت کا وعدہ فرمایا گیا تو ذہن انھیں دونوں زمینوں کی طرف سبقت کرتا ہے۔ یہ دوسرا قول پہلے قول کو شامل ہے کیونکہ زمین شام روم کی سلطنت

... ارض تھی۔

شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۲۱ میں فرماتے ہیں۔

اگرچہ بعضے معنی آیت جمع زمین جنت مراد داشتہ اند و ہیچ جا شاہد آن نخواہی یافت که در قرآن یا سنت لفظ ارض گفته باشند و جنت عدن اراده کرده ـ بلکه معنی صحیح آن آیت آنست که از ارض اراضی معتدله صالحه برای نشأ ... معتدل الاخلاق اراده کرده اند یا ارض شام ... بسبب آنکه انبیاء بنی اسرائیل در شام ... و ذکر وقائع ارض شام پیش ایشان معہود ... این سخن بدان میماند که تاجر از لفظ مال ... خواہد و راعی مواشی و زارع زراعت ... بالجمله چندین آثار برین معنی دلالت میکند

یہ فقیر کہتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس آیت کے معنی میں جنت کی زمین مراد لی ہے مگر اس کی نظیر تم کہیں نہ پاؤگے کہ قرآن یا حدیث میں زمین کی لفظ فرمائی ہو اور جنت مراد لی ہو۔ بلکہ صحیح معنی یہ ہیں کہ زمین سے وہ زمینیں مراد ہیں جو معتدل ہوں جہاں معتدل اخلاق کے انسان پیدا ہوتے ہوں یا صرف زمین شام مراد ہے اس لیے کہ انبیاء بنی اسرائیل شام میں تھے اور شام کے واقعات کا ذکر ان کے نزدیک مقصود تھا۔ یہ بات ویسی ہی ہے کہ جب تاجر مال کا لفظ بولیگا تو اپنا سرمایہ مراد لیگا اور چرواہا اس سے مویشی اور کسان اس سے کھیتی مراد لیتا ہے اور بہت سی ... 9

پس جب متحقق ہو گیا کہ زمین سے مراد یا ملک شام ہے یا ملک روم و ایران اور تاریخ کے واقعات متواترہ سے ثابت ہے کہ یہ زمینیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں آئیں انہیں کے حسن تدبیر سے مفتوح ہوئیں بیت المقدس خاص حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں بغیر لڑائی کے ایک عجیب طریقہ سے محض اگلی پیشین گوئیوں کی بنا پر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا لہذا مہر نیمروز کی طرح ظاہر ہو گیا کہ یہ دونوں بزرگوار خدا کے اس وعدے کے مطابق خلیفہ ہوئے اور انھیں کو خدا نے اس آیت میں عباد صالحین فرمایا ہے۔

ف فتح بیت المقدس کا واقعہ بھی ایک عجیب واقعہ ہو بجائے خود بھی ایک مستقل دلیل حضرت فاروق اعظم کے خلیفہ موعود ہونے کی کہا جا سکتا ہے لہذا بالاختصار وہ واقعہ اس مقام پر لکھا جاتا ہے۔

فتح بیت المقدس کا واقعہ حضرت عمرو بن عاص نے جب سنہ ۱۶ھ میں بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو علمائے نصاریٰ نے کہا کہ تم لوگ بے فائدہ تکلیف

اٹھاتے ہو تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے فاتح بیت المقدس کا حلیہ اس کی علامات ہمارے یہان لکھی ہوئی ہیں اگر تمھارے امام میں وہ سب باتیں موجود ہیں تو بغیر لڑائی کے بیت المقدس ان کے حوالہ کر دیں گے اس واقعہ کی خبر حضرت فاروق اعظم کو دیگئی اور آپ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

یہ واقعہ تاریخ عالم میں ہمیشہ زرین حروف میں چمکتا رہیگا کہ حضرت فاروق اعظم کا زاد راہ اس سفر میں جو اور چھوہارے کے سوا کچھ نہ تھا ایک اونٹ آپ کے پاس جس پر آپ اور آپ کا غلام نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے آپ کے کرتہ میں پیوند لگے ہوے تھے۔ مسلمان جب آپکی پیشوائی کو آئے اور آپ کو اس حال میں دیکھا تو سب نے اصرار کرکے آپ کو عمدہ لباس پہنایا اور ایک گھوڑے پر سوار کیا چند قدم چلنے کے بعد آپ نے فرمایا میرے نفس پر اس کا برا اثر پڑتا ہے پھر وہی پیوند لگا ہوا کرتہ پہن لیا اور گھوڑے سے اتر پڑے۔ رومیوں نے اس عرب وعجم کے فرمانروا اس روحانی بادشاہ کو جس کے نام سے تمام عالم میں زلزلہ پڑا ہوا تھا دیکھا تو کہا کہ بیشک فاتح بیت المقدس یہی ہیں اور دروازہ آپ کے لیے کھول دیا۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ [illegible] میں تاریخ یافعی سے نقل کرتے ہیں

نزل عمر رضی اللہ عنہ علی بیت المقدس وکان المسلمون قد حاصروا تلک المدینۃ المقدسۃ المبارکۃ وطال حصارهم فقال لهم اهلها لا تتعبوا فلن یفتحها الا رجل نعرفه علامته عندنا فان کان امامکم به تلک العلامة سلمناها له من غیر قتال فارسل المسلمون الی عمر یخبرونه بذلک فرکب رضی اللہ عنه راحلته وتوجه الی بیت المقدس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے وجہ یہ ہوئی کہ مسلمانوں نے اس شہر مقدس مبارک کا محاصرہ کیا اور محاصرہ کو بہت طول ہوا تو وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم لوگ مت تکلیف اٹھاؤ بیت المقدس کو سوا اس شخص کے جسکو ہم پہچانتے ہیں اسکی پہچان ہمارے پاس ہے کوئی فتح نہیں کر سکتا اگر تمھارے امام میں وہ علامت موجود ہے تو ہم ان کو بغیر لڑائی کے بیت المقدس دیدیں گے مسلمانوں نے یہ خبر حضرت عمر کو دی بس آنجناب رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئے آپ کے

وکان معه غلام له یعاقبه فی الرکوب دابة بنوبة وقد تزود شعیرا و تمرا و زیتا وعلیه مرقعة لم یزل یطوی القفار اللیل والنهار الی ان قرب من بیت المقدس فتلقاه المسلمون وقالوا له ما ینبغی ان یری المشرکون امیر المومنین فی هذه الهیئة ولم یزالوا به حتی البسوه لباسا غیرها وارکبوه فرسا فلما رکب وجد به الفرس داخله شیء من العجب فنزل عن الفرس ونزع اللباس ولبس المرقعة وقال اقیلونی ثم سار فی هذه الهیأة الی ان وصل فلما راٰه المشرکون من اهل الکتاب کبروا وقالوا هذا هو وفتحوا له الباب۔

ساتھ آپ کا غلام تھا جو نوبت بہ نوبت آپ کے اونٹ پر سوار ہوتا تھا۔ زاد راہ آپ کا جو اور چھوہارے اور روغن زیتون تھا لباس میں پیوند لگے ہوے تھے۔ رات دن جنگلوں کو طے کرتے ہوئے آپ چلے جب بیت المقدس کے قریب پہونچے تو مسلمان آپ سے ملے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ زیبا نہیں ہے کہ کفار امیر المومنین کو اس حالت میں دیکھیں اور بہت اصرار کیا یہانتک کہ آپ کو ایک دوسرا لباس پہنایا اور ایک گھوڑے پر آپ کو سوار کیا جب آپ سوار ہوے اور گھوڑے نے خوش خرامی کی تو آپ کے دل میں کچھ عجب داخل ہوا لہذا آپ گھوڑے سے اتر پڑے
11 اور وہ لباس بھی اتار دیا اور فرمایا کہ مجھے میرا لباس واپس دو اور اسی ہیأت میں چلے یہانتک کہ بیت المقدس پہونچے جب کفار اہل کتاب نے آپ کو دیکھا تو کہا ہاں یہ وہی شخص ہیں اور آپ کے لیے دروازہ کھول دیا۔

اس واقعہ فتح بیت المقدس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ کتب سابقہ میں حضرت فاروق اعظم کا فاتح بیت المقدس ہونا موعود تھا اور آپ کے اوصاف وعلامات مذکور تھے اور اس قدر مکمل ومفصل تھے کہ علماء اہل کتاب نے شکل مبارک دیکھتے ہی پہچان لیا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت فاروق اعظم کو بھی اپنی بابت پورا علم اس امر کا تھا ورنہ اطلاع سنتے ہی اس کے لیے تیار ہو جانا اور تشریف لے جانا ہرگز نہ ہوتا۔ ایران وروم کی لڑائیوں میں آپکو اپنے جانے کی ضرورت محسوس ہوا اور صحابہ کرام سے مشورہ لیں حضرت علی مرتضی نے آپکا دشمن کے مقابلہ میں خلاف مصلحت قرار دیکر آپ کو اصرار کے ساتھ روکیں اور آپ اپنا

ارادہ ملتوی کردیں لیکن سفر بیت المقدس کے لیے آپ اس طرح آمادہ ہو جائیں اور کوئی بھی نہ روکے ضرور ہے کہ آپ کو معلوم تھا اور دوسرے صحابہ بھی جانتے تھے کہ یقیناً بیت المقدس آپ کے جانے سے فتح ہو جائیگا اور لوگ آپ کو دیکھتے ہی پہچان لین گے کہ یہی وہ خلیفہ موعود ہیں جنکے ہاتھ پر فتح بیت المقدس مقدر ہے ۔

شیعہ کہتے ہین

کہ اس آیت مین ارض سے مراد تمام روے زمین ہے اور یہ پیشین گوئی امام مہدی کے زمانہ مین پوری ہوگی ۔ علامہ محسن کاشی تفسیر صافی مین اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین ۔

یرثھا عبادی الصالحون قال (ای القمی) القائم و اصحابہ و فی المجمع عن الباقر فی قولہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون قال اصحاب المھدی فی آخر الزمان ۔	یرثھا عبادی الصالحون کے متعلق قمی نے کہا ہے کہ قائم یعنی امام مہدی اور اُن کے اصحاب مراد ہین اور تفسیر مجمع البیان مین امام باقر سے ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مراد امام مہدی کے اصحاب ہین جو آخر زمانے مین ہون گے

12

اس کے سوا اس آیت مین شیعہ صاحبان کے پاس اور کچھ جواب نہین ہے ۔

اہل سنت کہتے ہین

کہ اس آیت مین کوئی لفظ یا کوئی قرینہ ایسا نہین ہے جس سے یہ مفہوم ہو سکے کہ یہ وعدہ آخر زمانے مین پورا ہوگا بلکہ آیت کا سیاق وسباق بتلا رہا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خوشخبری دینے کے لیے نازل ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ کسی ایسی چیز کی خوشخبری لوگون کو سنانا جو ان مین سے کسی کو ملنے والی نہین بلکہ صدیون بعد اُس کا ظہور مقرر ہے سخت فریب و دغا ہے جس سے کلام الٰہی پاک ہے ۔

یہ خرابی اسی وجہ سے پیش آئی کہ لفظ ارض سے پوری زمین[1] مراد لی گئی حالانکہ یہ مراد قطعاً غلط ہے ۔

[1] تفسیر امام ابن جریر طبری مین امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے جس کا حاصل یہ ہے کہ ارض سے تمام زمین مراد لینا ان کو آیت مین بیجا تاویلات کرنی پڑین ۱۲ ۔

قرآن مجید مین بیسیون جگہ ایسے مواقع پر لفظ ارض آیا ہے اور اُس سے مراد تمام زمین نہین ہے بلکہ بقرینہ مقام خاص خاص زمینین مراد ہین چند آیات ملاحظہ ہون سورۂ یوسف مین ہے وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یعنی ہم نے یوسف کو زمین مین تمکین دی یہان تمام زمین کسی طرح مراد نہین ہو سکتی بلکہ بالاتفاق بقرینہ مقام مصر کی زمین مراد ہے ۔

سورۂ قصص مین ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض یعنی ہم یہ چاہتے ہین کہ جو لوگ زمین مین کمزور سمجھے گئے ہین اُن پر احسان کرین اور اُن کو امام بنائین اور اُن کو وارث بنائین اور زمین مین اُن کو جگہ دین ۔ اس آیت مین بھی زمین سے مراد زمین مصر ہے کیونکہ قرینہ مقام اسی کو چاہتا ہے ۔

سورۂ اعراف مین ہے واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی بارکنا فیھا یعنی ہم نے اُس قوم کو جو کمزور سمجھی جاتی تھی (یعنی بنی اسرائیل کو) 13
زمین کی مشرقون اور مغربون کا وارث بنادیا جس مین ہم نے برکت دی تھی ۔ یہان بھی زمین سے مراد مصر کی زمین ہے ۔

آیۂ استخلاف اور آیۂ تمکین مین بھی ارض کی لفظ ہے اور وہان زمین سے مراد ایران و روم کی زمین ہے جیساکہ آیۂ استخلاف مین ہم تفاسیر شیعہ سے نقل کر چکے ہین ۔

پس اسی طرح آیت مجوزہ مین بقرینہ مقام لفظ ارض سے ملک شام کی زمین مراد ہونی ضروری ہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ زبور اور توریت جس سرزمین مین نازل ہوئی تھی وہان کے لوگ زمین کے لفظ سے اپنی ہی زمین سمجھ سکتے تھے ۔

اچھا ہم اس سب سے درگزر کرتے ہین اور شیعون کو اختیار دیتے ہین کہ لفظ ارض سے جو زمین چاہین مراد لین مگر کلام الٰہی کو فریب کے عیب سے محفوظ رکھکر کوئی ایسا مطلب آیت کا بیان کردین جس سے حضرات خلفاے ثلثہ مین سے کوئی مصداق اس آیت کا نہ بنے ۔ مگر یہ بات حضرات شیعہ کے امکان سے باہر ہے ۔ چاہے کلام الٰہی کی تکذیب ہو جائے چاہے کیسا ہی الزام کلام الٰہی پر آجائے مگر حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت ثابت نہ ہو معاذ اللہ من ذلک الخذلان

یہ آیت میراث ارض آیت معیت یعنی آیت محمد رسول اللہ کی ہم مضمون ہے
اس آیت میں بھی حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا تذکرہ
توریت و انجیل میں کیا ہے۔

فصل سوم

روایات جو اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیجا سکتی ہیں بہت ہیں جنکا ایک بڑا ذخیرہ
حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفا میں ذکر فرمایا ہے اُسی سے
منتخب کرکے چند روایات بیان لکھی جائینگی پہلے ایک تاریخی واقعہ لکھا جاتا ہے۔

ایک تاریخی واقعہ

جب حضرت فاروق اعظم بیت المقدس تشریف لے گئے تو ایک عیسائی عالم آپکے
پاس آیا اور ایک تحریر آپ کو دی جس کے جواب میں آپنے فرمایا کہ یہ مال زعمر کا ہے عمر کے
بیٹے کا حاضرین کی سمجھ میں یہ جواب نہیں آیا اور نہ آسکتا تھا لہذا حضرت ممدوح نے
پورا واقعہ ان کو سنایا فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ میں ملک
شام گیا تھا میں اپنی کوئی چیز بھول گیا اس کے لینے کے لیے واپس ہوا پھر جو گیا تو قافلہ کو نہ پایا ایک 14
پادری مجھے ملا اور ایک گرجا میں مجھے لے گیا کچھ مٹی ایک مقام پر ڈھیر تھی اُس نے مجھے ایک
پھاوڑا دیا اور ایک ٹوکری دی اور کہا کہ اس مٹی کو یہاں سے اوٹھا کر وہاں ڈالدو۔ یہ کہکر
گرجا کا دروازہ باہر سے بند کرکے چلا گیا مجھے بہت بُرا معلوم ہوا اور میں نے کچھ کام نہیں کیا جب وہ
دوپہر کو آیا اور اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا تو اُس نے ایک گھونسہ میرے سر میں
مار دیا میں نے بھی اوٹھکر پھاوڑا اس کے سر پر دے مارا جس سے اس کا بھیجا نکل آیا اور میں بھاگ
چل دیا بقیہ دن چلتا رہا اور رات بھر چلتا رہا یہان تک کہ صبح ہوئی تو ایک گرجا کے سامنے میں
اس کے سایہ میں آرام لینے کے لیے بیٹھ گیا ایک شخص اُس گرجا سے باہر نکلا اور مجھ سے پوچھا کہ تم یہان
کیسے آئے ہو میں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ہوں پھر یہ شخص میرے لیے کھانا اور
پانی لایا اور سر سے پیر تک خوب غور سے مجھے دیکھا اور کہا کہ تمام اہل کتاب جانتے ہیں کہ آج مجھ
سے بڑا کوئی عالم کتب سابقہ کا روی زمین پر نہیں ہے۔ میں اس وقت یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ وہی

شخص معلوم ہوتے ہیں جو اس گرجا سے ہمیں نکالیگا اور اس شہر پر قابض ہوگا میں نے کہا اے شخص تیرا خیال
معلوم کہاں چلا گیا۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے میں نے کہا عمر بن خطاب یہ سُنکر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ ہی
وہ شخص ہیں آمین کچھ شک نہیں لہذا آپ مجھے ایک تحریر لکھدیجئے اس گرجا کو میرے نام واگذار کردیجئے میں نے کہا کہ اے شخص
تو نے میرے ساتھ احسان کیا ہے اسکو مسخرا پن کرکے ضائع مت کر مگر آخر میں نے اسکو ایک تحریر لکھدی وہ تحریر کئی
آج یہ اُسی تحریر کو لیکر میرے پاس آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنا وعدہ پورا کیجئے میں نے اسکا جواب یہ دیا کہ یہ مال میرا ہے نہ میرے بیٹے کا میں کیسے
دیسکتا ہوں۔ (ازالۃ الخفا بحوالہ دینوری و ابن عساکر) اب روایات دیکھیے۔

(۱) اخرج ابن عساکر فی تاریخ دمشق عن کعب قال کان اسلام ابی بکر الصدیق سببہ وحی من السماء وذلک انہ کان تاجرا بالشام فرای رؤیا فقصہا علی بحیرا الراہب فقال لہ من این انت قال من مکۃ قال من ایہا قال من قریش قال فای شی انت قال تاجر قال صدق اللہ رؤیاک فانہ یبعث نبی من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد موتہ فاسرہا ابوبکر حتی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ فقال یا محمد ما الدلیل علی ما تدعی قال الرؤیا التی رایت بالشام فعانقہ وقبل بین عینیہ وقال اشہد انک رسول اللہ۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب احبار سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ایک آسمانی وحی تھی وہ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے انھوں نے وہان ایک خواب دیکھا اسکو بحیرا راہب سے بیان کیا اس نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں حضرت صدیق نے فرمایا مکہ کا اس نے پوچھا کس قبیلہ کے آپنے فرمایا قریش کے پھر پوچھا آپ کیا کام کرتے ہیں فرمایا تجارت اس نے کہا اگر آپکا خواب سچا ہے تو دکھلایا آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا آپ اُس کی زندگی میں آپ اُنکے وزیر ہونگے اور انکی وفات کے بعد آپ اُنکے خلیفہ ہونگے حضرت ابوبکر نے اسکو پوشیدہ رکھا یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکر آپکے پاس گئے اور پوچھا اے محمد آپکے دعوے کی کیا دلیل ہے حضور نے فرمایا کہ وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا تھا پس ابوبکر نے معانقہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ 15

اس مضمون کو شیعہ راویون نے بھی روایت کیا ہے مگر صرف اس قدر تصرف کیا ہے کہ جہان ان لوگوں نے کاہن کردیا ہے
چنانچہ علامہ باذل شیعی اپنی کتاب حملہ حیدری میں حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کے بیان میں لکھتے ہیں۔

پاکر ازان پس برد یاد گذاشت	کہ گفتار کاہن بدل یاد داشت	باو کاہنے دادہ بود این خبر
بمبعوث گردد یکے نامور	ز بطحا زمین در زمن چند گاہ	بود خاتم انبیاے الہ
تو خاتم انبیا نگروی	چو او بگزرد جانشینش شوی	نگاہین چو بود ش بیاد این نوید
پاور ایمان نشان چون جدید	وزان پس بجز چند سے دگر	نبی را بفرمان نماند سر

(۲) اخرج ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر والحسن بن عرفۃ فی جزئہ

ابو یعلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن عساکر و حسن بن عرفہ نے اپنے جزو مشہور میں حضرت ابو ہریرہ سے

المشهورة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ليلة عرج بی الی السماء ما مررت بسماء الا وجدت اسمی فيها مكتوبا محمد رسول الله و ابو بكر الصديق خلفی۔

روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شب کو مجھے معراج ہوئی جس آسمان پر میرا گذر ہوا میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا پایا محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق کا نام دیکھا۔

(۳) اخرج الدارقطنی فی الافراد والخطيب وابن العساكر عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله عليه وسلم قال رايت ليلة اسری بی فی العرش فرندة خضراء فيها مكتوب بنور ابيض لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر الصديق عمر الفاروق۔

دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی میں نے عرش میں ایک سبز جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا تھا لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر صديق۔ عمر الفاروق رضہ

(۴) اخرج الحاكم عن ابن عباس عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال اللهم اعز الاسلام بعمر۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ اسلام کو عمر سے عزت دے۔ ۱۶

یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروایات مستفیضہ متعدد صحابہ سے منقول ہے از انجملہ حضرت عائشہ سے ابن ماجہ میں اور حضرت ابن عمر سے ترمذی میں اور حضرت ابن مسعود سے مستدرک حاکم میں مروی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر و فی رواية والله ما استطعنا ان نصلی عند الكعبة ظاهرين حتی اسلم عمر (مستدرک حاکم)

ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم لوگوں کی عزت بڑھتی گئی جب سے عمر اسلام لائے۔ اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس علانیہ نماز بھی نہ پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر اسلام لائے (مستدرک)

(۶) اخرج ابن ماجة من حديث عوام بن حوشب عن ابن عباس قال لما اسلم عمر نزل جبرئيل فقال يا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر۔

ابن ماجہ نے عوام بن حوشب سے انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب عمر اسلام لائے تو جبرئیل نازل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے محمد آسمان والے عمر کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے

تمت

الحمد للہ تفسیر آیت میراث ارض تمام ہوگئی انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد آیت معیت کی تفسیر ہوگی جو بہ حضرت کی ہے۔

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
علم الفقہ از مدیر النجم	فقہ حنفی کی کتب سے ضروری مسائل عام فہم اردو میں منتخب کئے گئے ہیں (۱) زبان اس کی صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مدلل بہ مسائل (۳) حتی الامکان کوئی مسالہ چھوٹنے نہیں پایا فقہ کی دوسری کتاب میں اس کثرت سے مسائل یکجا نہیں ملیں گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی حاشیہ پر (۶) ہر جلد کے آخر میں چہل حدیث اور چہل آثار فاروق اعظم بالفعل نو جلدیں اس کتاب کی تیار ہیں۔	[illegible]
ترجمہ ازالۃ الخفاء	اس کتاب میں سات ہزار یا بخصوص صحابہ کرام کے حالات ہیں اردو میں کوئی کتاب ایسی ہمیں نہیں اور شرح سے سات جلدیں تیار ہیں اور بہت کم نسخہ باقی ہیں۔	[illegible]
ترجمہ تاریخ طبری	عربی کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ۔ پہلی جلد تیار ہے۔ جس میں ابتدائے آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہیں۔	۵/
ترجمہ ازالۃ الخفاء	جلد اول ڈبل ٹکٹ جلد دوم ڈبل ٹکٹ جلد سوم زیر طبع	
ترجمہ فتاوی عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتووں کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل دیکھئے۔	[illegible]
تفسیر آیۃ التطہیر	آیت تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعوں کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت میں انھوں نے آل عبا کو مراد لیا لہذا اہل بیت کی تزئین اور صفت سے تحقیق۔	۶/
تفسیر آیۃ مودۃ القربیٰ	آیہ استلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعوں کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	۴/
عقدۃ انیقات	از مدیر النجم	۲/
تنبیہ الحائرین مع تکملہ	قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے زلزلہ ڈال دیا آج تک جواب نہ دے سکے ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں اور شیعوں پر الزام ہے ان کے یہاں کوئی تحریف کی روایت صحیح نہیں تکملہ میں چالیس پر لطف مسائل مذہب شیعہ کے ہیں۔	۱۲/
		۲/
ارمغان فاروقی	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم میں	۴/
رفع ضیق الشطیع	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ ذریعہ صرف قرآن مجید سے لکھی گئی ہے	۳/
ابوالحکم الموسوی	مولفہ مولوی عاشق الٰہی صاحب	۱/
مقدس بشارات	مذہب دنیوں کی کتابوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ	

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۲

نمبر ۲	۲۱ - محرم الحرام [illegible] ہجری	جلد [illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کے متعلق۔	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] صحیح ہے۔	[illegible]
فساد	[illegible] حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف [illegible] ترجمہ ہے اصل کتاب [illegible] درج بھی ہے۔	[illegible]
تقدیر و تدبیر	مسائل تقدیر کی بحث [illegible] تدبیر [illegible] فلسفیانہ طریق [illegible] مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	[illegible]
[illegible]	مصنفہ مولوی عبدالحلیم صاحب بنگالی۔	[illegible]
ہفت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی	[illegible]
[illegible]	[illegible] مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ	[illegible]
[illegible]	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو بمقام [illegible] حضرت مولانا عبدالشکور صاحب اور مولوی [illegible] صاحب [illegible] ہوا	[illegible]
[illegible]	[illegible] ثابت کیا ہے	[illegible]
[illegible]	[illegible] ضلع [illegible] ہوا۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ [illegible]	[illegible]

قواعد

۱۔ یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۵، ۲۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
۲۔ رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات و ٹائیٹل کے
۳۲ صفحہ ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زیادہ بھی ہو جاتا ہے
۳۔ عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا۔

ماہی	ششماہی	سالانہ
عہ	۸/	للعہ

مالک غیر سے بقدر بار ڈاک محصول قیمت میں اضافہ ہوگا جو صاحب
صہ سالانہ چندہ دیں وہ معاونین میں شمار ہوں گے

۴۔ چندہ ہر حال پیشگی لیا جائے گا۔
۵۔ رسالہ کا آغاز ماہ محرم سے ہے
۶۔ جو اصحاب درمیان سال میں خریداری کریں گے اگر
نصف سال نہ ہوا ہوگا تو آغاز سال سے اور بعد نصف
سال کے جب سے وہ چاہیں گے پرچہ کا اجرا ہوگا۔
۷۔ نمونہ کا پرچہ ۳/ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے۔
۸۔ غیر موصولی پرچہ آیندہ اشاعت سے پہلے طلب کر لینا چاہئے
۹۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے

مقاصد

النجم کا مقصد اصلی مسلمانوں میں اتباع شریعت کی روح پھونکنا اور مخالفین اسلام کے اندرونی حملوں کا جواب دینا خاص کر شیعوں کے حملے بہت زیادہ ہیں اور تمام ہندوستان میں ان کا جواب دینے والا نہیں ہے اس لیے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

جو اہل علم النجم کے مذکورہ بالا مقاصد پر کوئی مضمون بھیجنا چاہیں وہ نہایت شکرگزاری کے ساتھ شائع کر دیا جائیگا

فہرست کتب موجودہ دفتر النجم

نام کتاب	قیمت
علاج مصیبت	۱/
دست غیب	۱/
تفسیر آیہ قتال مرتدین و آیت ولایت	۲/
اسلام کا آموختہ سبق	۲/
اسلام کے حسنات	۲/
ہیچ گنج وزیدہ	۲/
الدر المکنون	۱۲/
راحۃ المحزون فی شرح الطاعون	۴/
حقوق الاسلام	۲/
احسن التعلیم	۳/

تفسیر آیت دعوت اعراب ۔ اس کتاب میں نہایت شرح و بسط سے عربوں کو جہاد کے واسطے ترغیب دینا اور پھر اصحاب حدیبیہ کے حالات اور خدائے تعالی کی اصحاب رسول سے خوشنودی اور عطایائے ایزدی پھر وہ اصحاب جو حدیبیہ میں شریک نہ تھے ان کا حسرت و افسوس ۲/

تحفہ اثنا عشریہ فارسی ۔ یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیف ہے۔ بڑا ہی معرکۃ الآرا شیعوں کا رد ہے۔

المشتہر منیجر دفتر النجم لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
باسمہ تعالی حامدا و مصلیا

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۲ جلد چہارم
۲۱ محرم ۱۳۴۵ھ

خاص توجہ کے لایق

النجم کے نئے سال کا یہ دوسرا نمبر ہے ۔ پہلا نمبر بھی بغیر وی پی کے گیا تھا ۔ اور یہ نمبر بھی بغیر وی پی کے روانہ ہو رہا ہے ۔ سال گزشتہ وی پی کے واپسی کی کثرت اور دفتر کے شدید نقصان کا خیال کر کے اس مرتبہ پے در پے یہ تحریک کی گئی کہ خریداران النجم سالانہ قیمت بذریعہ منی آڈر بھیجدیں اور جن کو آیندہ خریداری منظور نہ ہو وہ انکاری اطلاع دیکر دفتر کو مرہون منت بنائیں یہ بھی لکھدیا گیا تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر اسکی تعمیل ہونی چاہیئے۔

مگر آجتک کہ ایک ہفتہ سے بہت زیادہ ہو گیا سب خریداروں نے اس کی تعمیل نہ فرمائی ۔ صرف اصحاب ہیں جنھوں نے منی آڈر بھیجدیا اور کچھ اصحاب نے وی پی مانگا ہے اور تین چار نے خریداری سے انکار کیا ہے اور تین چار نے کچھ مہلت مانگی ہے لیکن اب انصاف کرنا چاہیے کہ خلاف دستور دو پرچہ بغیر وی پی کے بھیجدیے گئے اس سے زیادہ مہلت اور کیا چاہیے ۔ آخر دفتر کے مصارف کس طرح چلینگے اور کہانتک اپنے پاس سے اس میں روپیہ لگایا جا سکتا ہے۔

بعض ہمدرد اصحاب ایسے بھی ہیں جو بلا طلب و بلا تحریک بجائے ۱۲ روپیہ کے صہ سال شروع ہوتے ہی بھیجدیتے ہیں مثلاً سردار غلام قادر خان صاحب افسر ال ویرہ اسمٰعیل خان وغیرہم ۔ انشاء اللہ تعالی ایسے اصحاب کی فہرست آیندہ شایع ہوگی بعض اصحاب نے جو صرف سال گزشتہ خریدار ہیں النجم کے خدمات اسکے مضامین کو دیکھکر دفور مسرت میں اس سال صہ دینا منظور کیا ہے

مشتاق حسین تاجر پان صاحب کلکتہ ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگون کی دینی حمیت اور مذہبی محبت کو اور ترقی دے آمین
سال گذشتہ مین آخر آخر بوجوہات چند بدنظمی اشاعت بہت بڑھگئی جس کا سلسلہ ابتک چلا آرہا ہے مگر انشاءاللہ
تعالیٰ اسی ماہ صفر مین سلسلہ درست ہو جائیگا ۔ ابکی مرتبہ انشاءاللہ ہر نمبر علحدہ علحدہ شائع ہوگا ۔ اور
خدا نے چاہا تو ربیع الاول کے مہینے سے وقت کی پابندی بھی ہوگی ۔
اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیون کو توفیق دے کہ وہ النجم کے مذہبی خدمات کا احساس کرین اور سمجھین کہ
آج ہندوستان بھر مین اس فرض کفایہ کا ادا کرنے والا صرف النجم ہے ۔

اطلاع ضروری است ضروری

اس نمبر کی اشاعت کے بعد ایک ہفتہ انتظار کی آخری میعاد ہے ۔
اس کے بعد جن اصحاب کی طرف سے خاموشی رہے گی اُن کو انشاءاللہ
وی پی ۔ بھیجا جاے گا ۔

شیعون کی شورش انگیزیان

شیعون کی شورش انگیزیان اور اہلسنت پر ناجائز حملون کی شرر افشانیان روز بروز بڑھتی جاتی
ہین اور پھر لطف یہ ہے کہ بعض سادہ لوح سنی ابتک اسی خیال پر ہین کہ شیعون کے ساتھ اتفاق رہنا چاہیے
اور یہ کہ شیعہ خلاف مسالمت کوئی فعل نہین کرتے ۔
سیاسی چالین جو سنیون کے خلاف چلی جا رہی ہین ان پر روشنی ڈالنا ہمارا فرض نہین البتہ اونکی
مذہبی کارروائیون کا شمہ نمونہ از خروارے ذکر کیا جاتا ہے ۔ شیعون سے یہ شکایت کہ وہ اپنی مذہبی
تبلیغ مین سنیون کے مذہب پر ناجائز حملے کیون کرتے ہین اور بزرگان اسلام پر ناروا تہمتین لگا کر اُن کی
شان مین بدترین گستاخیان کرکے سنیون کی دل آزاری کیون کرتے ہین یا ہمارے عوام کو جھوٹ اور فریب
سے کیون بہکاتے ہین اور پھر یہ کہ ناواقفون کے سامنے اپنے کو سنیون کا دوست ظاہر کرکے عقیدۂ سنی کے
منافی جھگڑے دوی و بانی سنیون کو اور خاص کر النجم کو کیون قرار دیتے ہین ۔ یہ سب شکایتین اس قوم سے
بیجا ہین جنکے مذہب مین جھوٹ بولنا عبادت ہو جنکے علماء یہ اعلان کرچکے ہین کہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی

شیعون کی مخالفت ہو ہے (دیکھو مقدمہ جونپور مطبوعہ ضمیمہ مین ان کے واعظ لاثانی مولوی مقبول احمد
دہلوی کا قول) جن کے ائمہ ہدایت کرچکے کہ سنیون کی مخالفت کرنے ہی مین رشد و ہدایت ہے (دیکھو
اصول کافی باب اختلاف الحدیث) جن کے مذہب مین سوا اس کے کوئی حسن و خوبی نہ ہو کہ بزرگان اسلام
کی بدگوئی کیجاے قرآن کریم سے اور اس کی مقدس تعلیمات سے لوگون کو متنفر بنایا جاے ۔
بہرحال اب شیعون سے کسی قسم کی شکایت بیکار ہے شکایت جو کرنی چاہیے وہ اپنے بھائیون
کی غفلت اور سادگی کی ۔

کیرانہ کا واقعہ

کیرانہ ضلع مظفر نگر مین ابھی حال مین یہ عبرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ شیعون نے کسی
ناواقف کو تعویذ لکھکر دیا اور کہا کہ اس تعویذ کا اثر ظاہر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ
کہ اس پر جوتے مارے جائین ۔ دیکھا گیا تو اس تعویذ مین خلفاے راشدین کے نام تھے
اسپر مقدمہ چلایا گیا عدالت نے دو شیعون کو اس جرم مین نو نو ماہ قید سخت اور دو
دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی شیعون نے اس فیصلہ کا اپیل الہ آباد ہائیکورٹ مین کیا وہان سے بھی
فیصلہ عدالت ماتحت بحال رہا ۔ اخبار زمیندار مین بھی یہ واقعہ اسیطرح مختصر چھپا ہے کیرانہ سے ایک
خط بھی دفتر ہذا مین آیا ۔ انشاءاللہ آئندہ اشاعت مین نقل فیصلہ اگر دستیاب ہوئی تو شائع کیجائیگی ۔

صوبہ بہار

صوبہ بہار مین بھی شیعہ سنیون مین کچھ مذہبی مناقشات ہوے ہین ۔ شیعون کے بعض اخبارات
مین اس کے متعلق کچھ چھپا ہے لیکن براہ راست دفتر ہذا مین کوئی صحیح اطلاع آئیگی
تو درج کیجاے گی ۔

مناظرہ کا واقعہ

مقام چمبرانوالی ضلع جھنگ مین شیعون سے مناظرہ ہوا جسکی روئداد بھی شیعون نے چھاپ کر شائع
کی ہے شیخ شاہ پوری ایک صاحب جو النجم کے خریدار ہین اس مناظرہ کی روئداد کی ایک
کاپی بھیجی ہے اور لکھا ہے کہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی ۔ بحث مناظرہ بالکل فروعی مسائل
کو قرار دیا گیا ہے ۔ اس موقع پر اپنے برادران اہلسنت سے دو باتون کی شکایت ہے ۔
اول یہ کہ ان فروعی مسائل پر بحث کیلیے انھون نے شیعون کو کیون دعوت دی ۔ جسکی بابت بارہا النجم
مین لکھا گیا اور پنجاب مین زبانی اعلان بھی دیا گیا کہ جب شیعون سے مناظرہ ہو تو انھین مسائل پر
ہونا چاہیے ۔ ان مسائل پر بحث ہوتی تو مذہب شیعہ کی اصل حقیقت کھلتی ۔ اور معلوم ہوتا کہ مذہب

شیعہ کو کوئی تعلق دین اسلام سے قرآن کریم سے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جناب علی مرتضیٰ سے نہیں ہے۔ دوم یہ کہ مناظرہ کی روئداد انھوں نے کیوں نہ شائع کی شیعوں کی مرتبہ روئداد پر کوئی رائے نہیں قائم ہو سکتی جن کے مذہب میں بغیر مذہبی ضرورت اور بغیر کسی خوف کے جھوٹ بولنا عبادت اور سنت انبیا ہو ان کی کسی بات پر کیا اعتماد ہو سکتا ہے۔

اگر پنجاب کے شیعہ ابھی مذہبی مباحثوں سے سیر نہیں ہوئے اور مباحثہ چکوال[1] و مباحثہ کیرانہ(؟) نے ان کی ہوس پوری نہیں کی تو یہ حقیر بعونہ تعالیٰ اُن کی تشفی کے لیے اب بھی حاضر ہے مگر ابکی مرتبہ اپنے تمام مجتہدین کو ہندوستان کے ہر گوشہ سے بلالیں اور پورے اہتمام کے ساتھ اپنے صوبہ کے کسی بڑے شہر میں ایک فیصلہ کن مباحثہ کرکے قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھیں جس قدر اعتراضات مذہب اہل سنت کے اصول یا فروع پر وہ کرسکتے ہوں اُن سب پر ہمیں بحث کرنا منظور ہے ہماری طرف سے مذہب شیعہ کے متعلق وہی دس مسائل پیش ہوں گے جو بارہا النجم میں شائع ہو چکے جن سے اب ہندوستان کا کوئی شیعہ خصوصاً ان کے مولوی مجتہد بے خبر نہیں ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

زنجبار کا واقعہ

وہی مولوی اعجاز حسن بدایونی جنھوں نے چند ماہ ہوئے لکھنؤ میں بے وجہ بے سبب اشتہار بازی کا طوفان برپا کیا تھا اور جونپور کے شیعوں نے جو استدعا کی تھی کہ سنیوں سے جونپور میں مناظرہ کرنے کے لیے کسی مجتہد کو آمادہ ہونا چاہیے اس استدعا کو اسی اشتہار بازی کے طوفان میں غرق کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہی مولوی اعجاز حسن جنھوں نے اسلامی اخبارات میں یہ اعلان شائع کیا تھا اور زبانی بھی کہتے پھرتے تھے کہ میں جہاں جاتا ہوں سنی شیعہ میں اتحاد کی کوشش کرتا ہوں۔ وہی مولوی اعجاز حسن جو درنجف مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۶ء میں قرآن کریم کی شان میں سخت نامہذب اور گستاخانہ الفاظ لکھ چکے ہیں۔

مثلاً یہ کہ قرآن شریف کی ترتیب ایک اوندھی ترتیب ہے (معاذ اللہ منہ) یہی مولوی اعجاز حسن زنجبار پہونچے اور وہاں آپ نے شیعہ سنی میں مباحثہ کا بازار گرم کرنے کی پوری کوشش کی۔ زنجبار سے ایک مخلص کا خط آیا ہے۔ جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

[1] ان دونوں مباحثوں کی روئدادیں چھپ چکی ہیں مگر ضرورت ہے کہ پھر چھاپی جائیں اور ہزاروں کی تعداد میں شیعوں کو مفت یا لاگت کم قیمت پر دیجائیں انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کیا جائے تو پنجاب میں پھر مناظرہ کی گرم بازاری نظر آئے ۱۲

اگلی مرتبہ زنجبار میں اہل تشیع کے یہاں مولوی اعجاز حسین صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے۔ ہم لوگ اہل سنت تو ان کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے مگر اثنا عشری خوجوں سے معلوم ہوا کہ پہلے وعظ میں انھوں نے بیان کیا کہ لکھنؤ میں سنی اور شیعوں کے درمیان اتفاق ہو گیا ہے اور آپکی نسبت جو الفاظ استعمال کیے وہ لائق لکھنے کے نہیں میں گرچہ اسے سنا تحریر کیے دیتا ہوں) اور ایک وہابی ہے عبد الشکور اسکو میں نے بھگا دیا۔ وہ جواب نہ دے سکا دشمن میرے پاس ہے جب میرے سامنے یہ بات آئی میں نے جواب دیا کیا اور دوسرے کہ اسوقت جو بڑے مجتہد لکھنؤ میں ہیں بلکہ سارے ہندوستان میں انکا درجہ بڑا مانا گیا ہے۔ ان کی طرف تو جواب بھیج(؟) اور مولانا صاحب کے سامنے زبان نہیں ہلا سکتے۔ درمیان زنجبار میں اگر کسی کا جی چاہا ہو کریں دوسرے یا تیسرے وعظ میں کہا کہ میں اکیلا ہوں اور سنی دس بارہ عالم مگر مجھ سے مناظرہ کریں میں قرآن سے خلافت بلا فصل ثابت کروں گا (یہ کیفیت ایک میمن سے جسکی دوکان پر تین اثنا عشریوں نے میرے سامنے کہی) اسکو بچارہ میمن نے دوسرے دن مجھ سے سب دفعہ بیان کیا میں نے جواب دیا کہ پہلے قرآن شریف پر اپنا ایمان ثابت کرلیں اس کے بعد جو چاہے دعویٰ کریں میں نے میمن کو تاکید کردی کہ اگر وہ لوگ دوسری مرتبہ آویں تو یہی جواب دیدینا اس کے بعد میں نے النجم کا مضمون اس کو اور دوسرے کچھیوں کو اور دو چار عرب لوگ کو پڑھکر سنایا اور کافی وغیرہ کے حوالے سنائے سب لوگ سنکر حیرت میں پڑ گئے شب عاشورہ کو مولوی اعجاز حسین نے شاہ لوعام(؟) پر لکچر دیا کیونکہ اس شب کو شیعوں کا تعزیہ نکلتا ہے۔ اس میں آپنے بیان کیا کہ اگر حضرت امام حسین یزید کی بیعت کرلیتے تو آج دنیا میں فسق و فجور اس کثرت سے ہوتا کہ جسکا بیان نہیں اور شراب خوری اور زناکاری وغیرہ علانیہ ہوتیں آپکی شہادت نے سب باتیں روک دیں اور آپکے اوصاف بیان کیے اور بہت کچھ واللہ جیسا کہ اُن کی کتابوں میں لکھے ہیں بیان کیے۔ میں خود تو گیا نہیں تھا دوسرے لوگوں نے (جو بعض اہل سنت) مجھے بیان کیا میں نے کہا ایسی بیہودہ باتوں کا میں کیا جواب دوں تم لوگ خود غور کرو کہ اگر حضرت امام حسین نے محض دین کے واسطے جنگ کی تھی (حالانکہ اسکا ثبوت نہیں) اور فتح پاتے تو ایک بات تھی جب وہ خود شہید ہوگئے تو فسق و فجور زیادہ ہونا چاہیے تھا وجہ یہ کہ اگر یزید کو خوف سیدنا امام حسین کا تھا تو وہ جاتا رہا پھر کونسی چیز مانع تھی یا اگر امام حسین بیدار ہوتے تو شاید اسلام ہی نہ رہتا اسیواسطے اپنے علما منع کرتے ہیں کہ اہل شیعہ کی مجلس میں نہ جانا چاہیے جب آپ لوگ اسقدر بھی نہیں سمجھ سکتے تو آپ لوگ کیوں اُن کا وعظ سنتے ہیں آپ لوگ آیندہ سے احتیاط کیجیگا۔ اب یہاں لوگوں کو کسیقدر النجم کے دیکھنے کا شوق

ہو جاتا ہے اکثر ادی پرچہ بیجا نے ہیں اور پڑھکر واپس کر دیتے ہیں ۔

محرم کی مجالس

اس سال اگرچہ بعض سنیون نے شیعون کے ساتھ اتحاد کیا ہے مگر پھر بھی علماء شیعہ نے اپنے بیانات میں رد اہل سنت کا مضمون ترک نہین کیا مولوی سبط حسن صاحب جن کو ابھی حال مین شمس العلماء کا خطاب ملا ہے اس موضوع پر خصوصیت سے بیان کرتے رہے ۔ دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ اس سال مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی بھی لکھنؤ مین تھے اور انھون نے شیعون کے یہان بکثرت مجلسین پڑھین جس پر اکثر اہلسنت متعجب ہین ۔

ایک سوال اور اُس کا جواب

داڑھی کتروانا یا منڈوانا مردانیون کا کام ہے

س ۔ آپ نے امروہہ مین ایک مرتبہ اپنے وعظ مین فرمایا تھا کہ شیعون کا دعوی محبت حضرت علی مرتضی کا بالکل بے دلیل ہے کیونکہ نہ وہ عقائد مین حضرت علی کے پیرو ہین نہ اعمال مین یہان تک کہ اپنی صورت بھی حضرت ممدوح کی تعلیم کے خلاف بناتے ہین داڑھی منڈوانے والے اور مونچھون کے بڑھانے والے کو حضرت علی نے بنی مروان کا لشکری فرمایا مگر شیعون نے تقلیدیجم اس فعل کو اپنا خاص شعار قرار دے رکھا ہے ۔ اس مضمون کے لیے آپ نے کافی کا حوالہ دیا تھا مگر صفحہ وغیرہ نہین بیان کیا تھا امید کہ صفحہ اور وہ اصل عبارت ارشاد فرمائین ۔

ج ۔ اصول کافی صفحہ ۳۰۲ کی پہلی ہی روایت مین یہ مضمون موجود ہے عبارت حسب ذیل ہے ۔

عن حبابة الوالبیة قالت رأیت امیر المؤمنین علیه السلام فی شرطة الخمیس و معه درة لها سبابتان یضرب بها بیاع الجری والمارماهی والزمار و یقول لهم یا بیاعی مسوخ بنی اسرائیل وجند بنی مروان فقام الیه فرات بن احنف فقال یا امیر المؤمنین وما جند بنی مروان قال فقال له اقوام حلقوا اللحی و فتلوا الشوارب فمسخوا ۔

حبابہ والبیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہین مین نے امیر المومنین علیہ السلام کو فوج کے سپاہیون کے درمیان مین دیکھا اُن کے پاس ایک درہ تھا جسکے دو دو شاخ تھے اس سے جری اور مارماہی اور زمار (مچھلیون کی قسمین ہین) کے بیچنے والون کو مارتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل کے مسخ شدہ جانورون کے بیچنے والو اور اے اولاد مروان کے لشکر پس اس پر فرات بن احنف کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا کہ یا امیر المومنین اولاد مروان کے لشکر سے کیا مراد آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو داڑھیون کو منڈاتے اور مونچھون کو تاؤ دیتے ہین اور انھون نے اپنی صورت کو مسخ کر دیا ہے ۔

علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی مین اس روایت کا ترجمہ یون لکھتے ہین ۔

روایت ست از عبد الکریم از حبابہ والبیہ گفت دیدم امیر المومنین علیہ السلام را با جماعۂ نگہبانان لشکر و با او تازیانہ بود آن را دو سر بود میزد بآن یا بمعنی کہ امر میکرد خدمتگاران را کہ بزنند بآن فروشندگان مسوخات بنی اسرائیل را اے لشکر اولاد مروان پس برخاست و متوجہ او شد فرات بن احنف پس گفت اے امیر المومنین چیست لشکر اولاد مروان ۔ حبابہ گفت پس امیر المومنین علیہ السلام گفت اطائفہ چند کہ تراشیدند ریشہا و تاب دادند سبلہا را پس مسخ کردند خود شان را چنانچہ گویا کہ از صورت آدمی بدر رفتند مخفی نماند کہ این جواب بعنوان مجمل کاری ست بنحو اسنہ کہ تصریح کنند کہ مراد مروان بن الحکم ست کہ بعد از یزید آن پلید خلیفہ مشہور و اولاد او و فلان و فلان ست اشخاص ہمین ماہی فروشان داخل لشکر ایشان خواہند بود یا لشکر بصورت این ماہی فروشان خواہد بود در تراشیدن ریشہا و تاب دادن سبلہا ۔

اصول کافی کی عبارت اور علامہ قزوینی کی شرح نے اچھی طرح ظاہر کر دیا کہ داڑھی منڈوانا یا کتروانا مردانیون کا کام ہے نہ پیروان حضرت علی مرتضی کا ۔

اگر کوئی خیال کرے کہ اس روایت مین تو داڑھی منڈوانے کو مردانیون کا فعل فرمایا ہے نہ کتروانے کو اور شیعون مین زیادہ رواج کتروانے کا ہے ان کے عوام البتہ داڑھی منڈواتے ہین مگر خواص کتروانے پر قناعت کرتے ہین تو جواب یہ ہے کہ یہ فعل بھی حضرت علی مرتضی اور دوسرے ائمہ کی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے داڑھی کو کتروا کر حد شرعی سے کم کر دینا بھی ممنوع ہے اور داڑھی کی حد بالکل وہی ہے جو اہل سنت کے یہان ہے فروع کافی جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۵۳ مین ہے ۔

عن یونس عن بعض اصحابه عن ابی عبد الله علیه السلام فی قدر اللحیة قال تقبض بیدك علی اللحیة و تجز ما فضل

یونس اپنے بعض اصحاب سے داڑھی کی مقدار کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ داڑھی کو مٹھی سے پکڑو اور جس قدر زیادہ ہو اسکو کاٹ ڈالو ۔

بنارس کا مقدمہ

اس مقدمہ کا تذکرہ گزشتہ اشاعت مین ہو چکا ہے اور اسمین فریقین کے بعض ضروری شہادتون کا بیان بھی ہے -

اس مقدمہ مین سب جج صاحب نے ۱۰ - اگست کو فیصلہ سنا دیا الحمد للہ فیصلہ سنیون کے موافق ہوا فیصلہ مین سب جج صاحب نے لکھدیا کہ مسجد سنیون کی ہے اس مین شیعون کو باجماعت نماز پڑھنے کی یا اذان دینے کی اجازت نہین ہے تنہا ایک شخص نماز پڑھ سکتا ہے مگر سنیون کے مذہب کے مطابق ستر عورت کرکے - اور اگر باجماعت نماز پڑھنا ہو تو سنی امام کے پیچھے اقتدا کرکے نماز پڑھین -

شیعون کا مطالبہ تھا کہ اگمن کے پہلے جمعہ کی اور نماز عاشورا کی ان کو اجازت ملے یہ اجازت شیعون کو نہ ملی -

فیصلہ کی نقل ابھی عدالت سے نہین ملی - وکلاے فریقین کی بحثین زبانی تھین اس لیے ان کی نقل نہین مل سکتی -

اس مقدمہ نے بنارس کے ہر کہ دمہ کو اس بات سے باخبر کر دیا کہ شیعون کا قرآن شریف پر ایمان نہین ہے اور شیعون کے یہان ستر عورت نہین ہے - اور بزرگان اسلام کو گالی دینا ان کے یہان بڑی عبادت ہے - یہ شہرت بھی کافی طور پر ہو گئی کہ وکلاے شیعہ اور اُن کے پردہ مین علماے شیعہ دو دن تک کوشش کرتے رہے مگر اپنا مسلمان ہونا ثابت نہ کر سکے -

ایک نئی کتاب دفتر النجم مین

یعنی حقیقۃ التشیع معروف بہ "کسوٹی کی کسوٹی" جسکی چند جلدین تلاش سے مل گئی ہین اچھی کتاب ہے محققانہ مضامین ہین امروہہ کے ایک شیعہ مولوی صاحب نے ایک کتاب حق کی کسوٹی لکھی تھی اسکے جواب مین یہ کتاب جناب مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی نے لکھی ہے اللہ جزاے خیر دے ایسی محققانہ تصانیف کی اسوقت ضرورت ہے قیمت ۴ر

موضوعات کلینی
نمبر ۳

النجم نمبر ۲۴ جلد ۳ صفحہ پر اس عنوان کے ماتحت میرے مضمون کا ایک حصہ شایع ہو چکا ہے دوسرا حصہ ہدیہ ناظرین ہے - یون تو اصول کافی کا ہر باب ایک محقق اور ناقد کے لیے اپنے اندر سامان دلچسپی رکھتا ہے مگر باب ما جاء فی الاثنی عشر والنص علیہم پورے طور پر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

کا مصداق ہے باب مذکور اصول کافی مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۳۴۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۴۹ پر ختم ہوتا ہے - اس باب کی پہلی روایت حسب ذیل ہے -

عن ابی جعفر الثانی علیہ السلام قال اقبل امیر المومنین ومعہ الحسن بن علی وهو متکئ علی ید سلمان فدخل المسجد الحرام فجلس اذ اقبل رجل حسن الهيئة واللباس فسلم علی امیر المومنین فرد فجلس ثم قال یا امیر المومنین اسألك عن ثلث مسائل ان اخبرتنی بهن علمت ان القوم رکبوا من امرك ما قضی علیهم وان لیسوا بما مونین فی دنیاهم واخرتهم وان تكن الاخری علمت انك وهم شرع سواء فقال له امیر المومنین علیه السلام سلنی عما بدا لك قال اخبرنی عن الرجل اذا نام این تذهب روحه

ابو جعفر ثانی (امام محمد تقی) نے فرمایا کہ ایک دن امیر المومنین اور اُن کے ساتھ حسن بن علی سلمان پر تکیہ کیے ہوے آئے اور خانہ کعبہ مین داخل ہو کر بیٹھے اتنے مین ایک خوبصورت اور خوش لباس شخص آیا اور امیر المومنین کو سلام کیا جس کا جواب آپ نے دیا پھر وہ شخص بیٹھا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے تین مسئلے پوچھتا ہون اگر آپ نے اون کا جواب دیا تو مین یہ جانون گا کہ قوم نے گزشتہ زمانے مین آپ کی حق تلفی کی اور وہ دین و دنیا مین مامون نہ تھے اور اگر آپ جواب نہ دیجیے تو مین سمجھون گا کہ آپ اور وے دونون برابر ہین - امیر المومنین نے فرمایا کہ جو کچھ تمھارے جی مین آوے پوچھو تو اس شخص نے کہا کہ یہ فرمایئے کہ انسان جسوقت سوتا ہے اسوقت اسکی روح کہان چلی جاتی ہے - اور یہ بھی بتایئے کہ انسان کیونکر کسی بات کو یاد رکھتا ہے اور کیون بھول جاتا ہے اور یہ بھی بتایئے کہ آدمی کی اولاد کیون چچاؤن یا مامون سے مشابہ ہوتی ہے

عن الرجل کیف یذکر و ینسی وعن الرجل کیف یشبہ ولدہ الاعمام والاخوال۔ فالتفت امیرالمومنین الی الحسن فقال یا یا محمد اجبہ قال فاجابہ الحسن فقال الرجل اشہد ان لا الہ الا اللہ ولم ازل اشہد بہا و اشہد ان محمدا رسول اللہ ولم ازل اشہد بذلک واشہد انک وصی رسول اللہ والقائم بحجتہ واشار الی امیرالمومنین ولم ازل اشہد بہا واشہد انہ وصیہ والقائم بحجتہ و اشار الی الحسن واشہد ان الحسین بن علی وصی اخیہ والقائم بحجتہ بعدہ و اشہد علی علی بن الحسین انہ القائم بامر الحسین بعدہ واشہد علی محمد بن علی انہ القائم بامر علی بن الحسین و اشہد علی جعفر بن محمد بانہ القائم بامر محمد واشہد علی موسی انہ القائم بامر جعفر بن محمد واشہد علی علی بن موسی انہ القائم بامر موسی بن جعفر واشہد علی محمد بن علی انہ القائم بامر علی بن موسی واشہد علی علی بن محمد بانہ القائم بامر محمد بن علی واشہد علی الحسن

ان سوالون کو سنکر امیرالمومنین حسن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابومحمد ان سوالون کا جواب دو پھر حسن نے ان سوالون کا جواب دیا تو اُس شخص نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہین ہے اور یہ گواہی مین ہمیشہ دیتا رہا ہون اور مین یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور یہ گواہی مین ہمیشہ دیتا رہا ہون اور مین یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول کے وصی ہین اور رسول کی حجت کے ساتھ قائم ہین اور یہ کہتے ہوئے اُس نے امیرالمومنین کی طرف اشارہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مین یہ گواہی ہمیشہ دیتا رہا ہون اور مین یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ آپ اُن کے وصی اور اُن کی حجت کے ساتھ قائم ہین اور یہ کہتے ہوئے حسن کی طرف اشارہ کیا اور مین یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ حسین بن علی اپنے بھائی کے بعد اُن کے وصی اور اُن کی حجت کیساتھ قائم ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ علی بن حسین اپنے باپ کے بعد بامر حسین قائم ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ محمد بن علی قائم بامر علی بن حسین ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ جعفر بن محمد قائم بامر محمد ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ موسی قائم بامر جعفر بن محمد ہین اور گواہی دیتا ہون کہ علی بن موسی قائم بامر موسی بن جعفر ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ محمد بن علی قائم بامر علی بن موسی ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ علی بن محمد قائم بامر محمد بن علی ہین اور گواہی دیتا ہون کہ حسن بن علی قائم بامر علی بن محمد ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ حسن کی اولاد مین سے ایک شخص کی نسبت جو اظہار امامت تک نام کے

بن علی بانہ القائم بامر علی بن محمد واشہد علی رجل من ولد الحسن لا یکنی ولا یسمی حتی یظہر امرہ فیملاہا عدلا کما ملئت جورا والسلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم قام فمضی فقال امیرالمومنین یا ابا محمد اتبعہ فانظر این یقصد فخرج الحسن بن علی فقال ما کان الا ان وضع رجلہ خارج من المسجد فما دریت این اخذ من ارض اللہ فرجعت الی امیرالمومنین فاعلمتہ فقال یا ابا محمد اتعرفہ قلت اللہ ورسولہ وامیرالمومنین اعلم قال ہو الخضر علیہ السلام

بغیر کنیت اور بغیر نام کے رہیگا اور جب اظہار امامت کا زمانہ آویگا تو وہ دنیا کو جو ظلم وجور سے بھری ہوگی عدل وانصاف سے بھر دیگا۔ اور اے امیرالمومنین آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت وبرکت نازل ہو پھر وہ شخص چلا گیا تب امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے ابومحمد اسکا پیچھا کرو دیکھو وہ کہان جاتا ہے۔ حسن بن علی اسکے پیچھے گئے اُن کا بیان ہے کہ مین نے اس کو مسجد سے نکلتے دیکھا مگر پھر وہ نہ معلوم کہان غائب ہو گیا مین لوٹ کر امیرالمومنین سے یہ حال کہا تو آپ نے مجھسے پوچھا کہ اے ابومحمد تم نے پہچانا کہ یہ کون شخص تھا مین (حسن بن علی) نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول اور امیرالمومنین بہتر جاننے والے ہین تب امیرالمومنین نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

علامہ قزوینی شارح اصول کافی نے اپنی کتاب صافی مطبوعہ نولکشور کے جزو سوم حصہ ۲ کے صد ۳۲۲ مین عبارت ان القوم رکبوا من امرک ما قضی علیہم وان لیسوا بجا مومنین فی بیاہم و اخرتھم کا ترجمہ آن جمعے کہ دعوی خلافت پیش از تو کردند مرتکب شدند انکار تو چیزے را کہ حکم کرد بر ایشان بہ شرک ونفاق یعنی غصب کردند خلافت ترا و مشرک و منافق شدند واین کہ ایشان نبودہ اند محل اعتمادے در دنیا ایشان و در آخرت ایشان "۔ کیا ہے مین اس کا فیصلہ اہل علم پر چھوڑتا ہون کہ علامہ خلیل قزوینی نے منصب شارح سے تجاوز کرتے ہوئے خیانت وزیادت علی المتن کا ارتکاب کیا ہے یا نہین اور یہ کہ علامہ ممدوح نے فقرہ مذکورہ کی شرح لکھتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ متن سے ہویدا ہے یا کہ وہ قزوینی کے خبث باطنی اور نفاق کا نتیجہ ہے۔ اصول کافی کی روایت مذکورہ بالا مین حسن مجتبیٰ کا جواب مذکور نہین ہے۔ مگر علامہ قزوینی صافی جزو سوم حصہ ۲ کے صد ۳۲۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ

ابن بابویہ درکمال الدین واتمام النعمہ چنین نقل کردہ وقال یا ابا محمد اجبه فقال اما ما سئلت عنہ من امر الانسان اذا نام این یذهب روحه فان روحه متعلقة بالریح والریح متعلقة بالهواء الی وقت ما یتحرك صاحبها للیقظ فان اذن الله عز وجل برد تلك الروح علی صاحبها جذبت تلك الروح الریح وجذبت تلك الریح الهواء فرجعت فاسکنت فی بدنه وان لم یاذن الله تعالی برد تلك الروح الی صاحبها جذب الهواء الریح جذب الریح الروح فلم ترد علی صاحبها الی یوم یبعث واما ما ذکر من امر الذکر والنسیان فان قلب الرجل فی حق وعلی الحق طبق فان صل الرجل عند ذلك علی محمد و ال محمد صلوة تامة انکشف ذلك الطبق عن ذلك الحق فاضاء القلب فذکر الرجل ما کان نسیه وان لم یصل علی محمد وال محمد او نقص من الصلوة علیهم انطبق علی ذلك الحق فاظلم القلب ونسی الرجل

ابن بابویہ نے اپنی کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں اس روایت کو اس طور پر نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین نے فرمایا کہ اے ابو محمد اس کا جواب دو تو حسن نے فرمایا کہ تم نے جو یہ سوال کیا ہے کہ سوتے وقت انسان کی روح کہاں چلی جاتی ہے سو اُس سوال کا جواب یہ ہے کہ سونے والا جب تک جاگنے کیلئے حرکت نہیں کرتا اسوقت تک اسکی روح ریح سے اور ریح ہوا سے متعلق رہتی ہے اور پھر جب خدا کا حکم ہوتا ہے کہ روح انسان کے بدن میں واپس جائے تب روح ریح کو اور ریح ہوا کو جذب کر لیتی ہے اسکے بعد روح بدن میں واپس آکر قیام پذیر ہو جاتی ہے اور اگر اللہ تعالی کا حکم واپسی کا نہیں ہوتا تو ہوا ریح کو اور ریح روح کو جذب کر لیتی ہے اور روح جسم میں واپس نہیں آتی جب تک کہ یوم بعثت نہ آجاوے۔ اب رہا دوسرا سوال ذکر و نسیان والا سو اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کا قلب حق میں ہے اور اس حق کے اوپر ایک طبق ہے پس جب انسان کسی بات کے یاد کرنے وقت محمد وآل محمد پر پورے طور پر درود بھیجتا ہے تو یہ طبق حق پر سے ہٹ جاتا ہے اور قلب روشن ہو جاتا ہے اور انسان بھولی ہوئی بات کو یاد کر لیتا ہے لیکن اگر وہ محمد وآل محمد پر درود نہیں بھیجتا یا ناقص طور پر بھیجتا ہے تو طبق حق پر سے نہیں ہٹتا اور قلب تاریک ہو جاتا ہے اور انسان اس بات کو بھول جاتا ہے جو اُسے یاد تھی۔ رہا یہ تیسرا سوال کہ بچہ اپنے چچا یا ماموں سے کیونکر مشابہ ہوتا ہے تو اس کا جواب

ما کان ذکرہ واما ما ذکرت من امر المولود الذی یشبه اعمامه واخواله فان الرجل اذا اتی اهله فجامعها بقلب ساکن وعروق غیر هادیة وبدن مضطرب اضطربت تلك النطفة فوقعت فی وقت اضطرابها علی بعض العروق الاعمام اشبه الولد اعمامه وان وقعت علی عرق من عروق الاخوال اشبه الرجل اخواله

یہ ہے کہ جب انسان سکون قلب وعروق غیر ہادیہ اور بدن مضطرب کے ساتھ اپنی بیبی کے پاس بغرض جماع جاتا ہے تو اسوقت نطفہ میں اضطراب ہوتا ہے اور بحالت اضطراب نطفہ چچا دن والی رگوں میں داخل ہو جاتا ہے اس وقت صورت میں بچہ چچا کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر نطفہ بحالت اضطراب ماموں والی رگ میں داخل ہو جاتا ہے تو بچہ ماموں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت موضوع ہے اور کلینی یا اُس کے راویوں میں سے کسی نے امام محمد تقی کے نام سے حضرت علیہ السلام پر بہتان باندھا ہے اور اس واقعہ کے کذب افترا ہونے کیلئے کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ الفاظ ثابت خود اپنے کذب افترا ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ الفاظ روایت سے مترشح ہوتا ہے کہ بوقت سوال خانہ کعبہ میں صرف علی وحسن وسلیمان تھے اور ان تینوں بزعم شیعہ سبات سے واقف تھا کہ علی امام زمانہ اور وصی رسول اللہ ہیں ایسی صورت میں امتحان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ امتحان کی دو ہی غرض ہو سکتی ہیں کہ ان امتحانی سوالات کے ذریعہ سے حضار کو یہ تعلیم دینا مقصود تھا کہ علی امام وخلیفہ بلا فصل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سوالات پہلی غرض یعنی اطمینان قلب کے لیے نہ تھے کیونکہ سائل کے الفاظ اشھد انك وصی رسول اللہ والقائم بحجتہ ولم ازل اشھد بھا سے ظاہر ہے کہ سائل سالخوردہ رافضی اور اصول رفض کا معتقد تھا اب رہی دوسری غرض تعلیم سو وہ بھی مقصود نہ تھی کیونکہ حسن وسلمان دونوں علی کی امامت کے معتقد تھے نتیجہ یہ ہے کہ یہ سوالات امتحانی فضول تھے اور اُن کی کوئی غرض وغایت نہ تھی اور خضر علیہ السلام سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسی لغو حرکت اور فعل عبث کے مرتکب ہوتے علاوہ بریں جب خضر علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ علی امام برحق اور وصی رسول ہیں اور وہ ہمیشہ اس بات کا

شہادت دیتے رہے تھے جیسا کہ الفاظ لم ازل اشہد بھا سے ظاہر ہے تو کیسے ممکن تھا کہ خضر علیہ السلام امیرالمومنین سے یہ کہتے کہ ان تکن الاخری علمت انک وھم شرع سوا یعنی اگر تم نے جواب دیا تو میں سمجھوں گا کہ تم اور تمہارے پیشرو دونوں اپنے دعوے میں برابر ہیں۔ کیونکہ خضر کو بحیثیت ایک رافضی کے یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ امام عالم بما کان وبما یکون ہوتا ہے اسلیے یہ خلاف عقل ہے کہ خضر نے ان تکن الاخری والے گستاخانہ الفاظ کہے ہوں۔ نیز روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خضر نے خلفاے ثلاثہ سے سوالات مذکورہ پوچھے تھے اور وے جواب دینے سے قاصر رہے اور درصورت عدم سوال ایک مجہول رافضی کے سوا کوئی صحیح العقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان اخبرتنی بھن علمت ان القوم رکبوا من امرک (الخ) کیونکہ اگر ان سوالوں کا جواب دیدینا ہے کسی شخص کے امام برحق ہونے کی دلیل ہے تو جب تک خلفاے ثلثہ سے یہ سوالات نکئے جاویں اور وہ جواب دینے سے قاصر نہ ہوں اُن کے امامت پر کوئی اعتراض سنجیدگی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا اور ایک سمجھدار آدمی سے یہ امید نہیں کیجا سکتی کہ بغیر امتحان وہ کسی شخص کی نسبت یہ راے قائم کرے کہ اگر امتحان لیا جاتا تو وہ شخص ناکامیاب رہتا اور جب معمولی سمجھ کے آدمی سے ایسی امید نہیں کیجا سکتی تو خضر علیہ السلام کی نسبت کیونکر یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس درجہ ضعیف العقل سے بیگانہ تھے کہ خلفاے ثلاثہ سے سوالات مذکورہ دریافت کیے بغیر اُن کی نسبت یہ راے قائم کرلیں کہ وے امام حق نہ تھے اور اگر یہ کہا جاوے کہ خضر کو بحیثیت ایک برگزیدہ خدا کے یہ معلوم تھا کہ خلفاے ثلثہ امام حق نہ تھے اس لیے سوال کی ضرورت نہ تھی تو میں کہوں گا کہ ایسی صورت میں خضر کو یہ بھی معلوم تھا کہ علی امام برحق ہیں پھر ان سے بھی سوال کی ضرورت نہ تھی اور خضر ایک فعل عبث کے مرتکب ہوے جو ان کی شان کے شایان نہیں ہے۔ علاوہ ان دلائل کے خود پہلا سوال اسبات کی دلیل ہے کہ یہ روایت اکاذیب وافترا ہے کیونکہ ابن تذھب روحہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ خضر اس کے معتقد تھے کہ سوتے وقت روح انسان کے جسم سے جدا ہو کر کہیں دوسری جگہ چلی جاتی ہے حالانکہ یہ عقیدہ سخت جہالت اور انتہائی حماقت کا ہے کیونکہ انسان جب سوتا ہے تو نبض و قلب کی حرکت اور نفس کی آمد و شد اسی طرح جاری رہتی ہے جس طرح جاگنے کی حالت میں جاری رہتی ہے اور جب مرجاتا ہے تو نبض ساقط ہو جاتی ہے اور قلب کی حرکت اور نفس کی آمد و شد منقطع ہو جاتی ہے جس سے ظاہر ہے کہ نبض اور قلب کی حرکت اور نفس کی آمد و شد روح کے خواص و لوازم میں سے ہے اگر روح جسم میں رہتی ہے

تو یہ باتیں بھی پائی جاتی ہیں اور جب روح جسم سے جدا ہوجاتی ہے تو یہ باتیں بھی نابید ہوجاتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سوتے وقت نبض اور قلب کی حرکت اور نفس کی آمد و شد جاری رہتی ہے اس لیے یہ کہنا کہ سوتے وقت روح جسم انسان سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ چلی جاتی ہے ایک ایسی بات ہے جسے سواے پاگل کے کوئی اور شخص تسلیم نہیں کرسکتا اور حضرت خضر علیہ السلام کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ ایسے مجنونانہ عقیدہ کے ہوں۔ جناب کلینی نے نہایت چالاکی سے کام لیکر اپنی روایت میں ان سوالات کے جوابات نقل نہیں کیے تھے مگر خدا علامہ [illegible] کے عذاب میں تخفیف کرے کہ انھوں نے کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ مصنفہ ابن بابویہ سے جوابات بھی نقل کردیے ان جوابات سے صاف ظاہر ہے کہ اس روایت کا وضع کرنے والا اور اس کذب و افترا کا بانی کوئی جاہل شخص ہے کیونکہ یہ جوابات اس درجہ لغو اور احمقانہ ہیں جنکا ایک معمولی علم و حکمت کے انسان کی طرف منسوب کرنا اُس شخص کی توہین ہوگی چہ جائیکہ ریحان رسول حسن مجتبیٰ علیہ السلام ایسے تقدس مآب اپنی زبان کو آلودہ کریں۔ ہم اس تحریر کے ذریعہ سے مجتہدین ہند و عراق کو بالعموم اور [illegible] شیعوں کے فخر الحکما مدیر اصلاح کو بالخصوص چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ان جوابوں کو اور نیز ان جوابوں میں مستتر مذہب کو بھی بدلائل عقلیہ صحیح ثابت کریں تو ہمسے سو روپیہ فی جواب کے حساب سے محنتانہ وصول کریں فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین شاید کہا جاوے کہ حضرت نے یہ سوالات اس غرض سے کیے تھے کہ ان کے جواب ملنے پر وہ بعد میں ائمہ کے اسماے مبارکہ کا ذکر کرکے سلمان کو ائمہ اثنا عشر کے ناموں سے آگاہ کردیں تو میں عرض کروں گا کہ خضر کے سوالات کی غرض یہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ سلمان خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب بیان کلینی ائمہ اثنا عشر کے نام پوچھ چکے تھے جیسا کہ روایت ذیل سے ظاہر ہے۔

عن سلیم بن قیس قال سمعت عبداللہ بن جعفر طیار یقول کنا عند معاویۃ انا والحسن والحسین وعبداللہ بن عباس وعمر بن ام سلمۃ واسامۃ بن زید فجری بینی وبین معاویۃ کلام فقلت لمعاویۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یقول انا اولی بالمومنین من انفسھم ثم اخی

سلیم بن قیس سے کہ کہا میں نے عبداللہ بن جعفر طیار سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں اور حسن و حسین و عبداللہ بن عباس و عمرو بن ام سلمہ و اسامہ بن زید معاویہ کے پاس بیٹھے تھے کہ مجھ میں اور معاویہ میں باہم بحث ہو گئی میں نے معاویہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں مسلمانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں پھر میرے بعد میرا بھائی علی بن ابی طالب ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہے

علی ابن ابیطالب اولی بالمومنین من انفسھم فاذا استشھد علی فالحسن بن علی اولی بالمومنین من انفسھم ثم ابنی الحسین من بعدہ اولی بالمومنین من انفسھم فاذا استشھد فابنہ علی بن الحسین اولی بالمومنین من انفسھم ستدرکہ یا علی ثم ابنہ محمد بن علی اولی بالمومنین من انفسھم وستدرکہ یا حسین فتکملہ اثنی عشر اماما تسعۃ من ولد الحسین قال عبد اللہ بن جعفر واستشھدت الحسن والحسین وعبد اللہ بن عباس وعمر بن ام سلمۃ واسامۃ بن زید فشھدوا لی عند معاویۃ قال سلیم وقد سمعت ذلک من سلمان وابی ذر والمقداد وذکروا انھم سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

اور ان کے بعد میرا بیٹا حسین ہیں اور جب حسین شہید ہوجائینگے تو ان کے بیٹے علی بن حسین ہیں اور اے علی تم اس علی کو دیکھوگے پھر علی بن الحسین کے بعد محمد بن علی ہیں اور اے حسین تم ان کو دیکھوگے اسیطرح بارہوں اماموں کا نام لیا جسمیں سے نو امام حسین کی اولاد میں سے ہیں عبداللہ بن جعفر کہتے تھے کہ میں نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حسن وحسین وعبداللہ بن عباس وعمرو بن ام سلمہ و اسامہ بن زید کو اپنی صدق بیانی پر گواہ قرار دیا تو ان لوگوں نے میری تائید میں شہادت دی۔ سلیم راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث سلمان وابی ذر ومقداد سے بھی سنی ہے اور وہ سب کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ گو کہ یہ روایت بھی موضوع ہے اور چونکہ وہ بھی باب ما جاء فی الاثنی عشر میں واقع ہے اس لیے اس کا نمبر آنے پر انشاء اللہ میں اسکا کذب افترا ہونا بھی ثابت کردونگا فی الحال مجھے یہ کہنا ہے کہ اس روایت کی موجودگی میں کسی رافضی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ خضر کی غرض تعلیم سلمان تھی کیونکہ روایت مذکورہ سے ثابت ہے کہ سلمان نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہوں اماموں کے نام سنے تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سوالات خضر کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اثبات سابقا روایت زیر بحث کا فقرہ اشھد علی رجل من ولد الحسن لا یکنی [illegible] موضوع ہونے پر دلیل ہے کیونکہ آجکے دن بھی جبکہ سارے شیعہ بالاتفاق [illegible] اور صاحب الزمان بخوف اعدا غار سر من رائے میں پناہ گزین ہیں ہر رافضی یہ جانتا ہے کہ حسن عسکری کے ان صاحبزادے کا نام [illegible] خضر کا یہ بیان کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ تب تک اظہار امامت کا زمانہ آ کر دنیا عدل انصاف سے نہ بھر جاوے حسن کی اولاد کا کوئی نام ہوگا لعنۃ اللہ علی الکاذبین چونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ باب ما جاء فی الاثنی عشر کی پہلی روایت [illegible] موضوع ومفتری ثابت ہوچکی اسلیے میں ناظرین النجم سے آج رخصت ہوتا ہوں انشاءاللہ آیندہ صحبت میں اس باب کی دوسری روایتوں پر توجہ کرونگا وباللہ التوفیق وہو المستعان وہو الرؤف الرحیم۔

علی حسین قدوائی (مولوی فاضل) از جونپور

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

الحمد للہ تعالیٰ

[illegible]

الثانی من المائتین
علی
المنحرف عن الثقلین
ملقب بہ
تحذیر المسلمین عن خداع الکاذبین

نمبر اول

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ میں سب سے بڑی عبادت دروغ گوئی ہے جس سے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوسکتا

باہتمام [illegible] بدر [illegible] النجم المطابع میں مطبع النجم صحیفہ [illegible] لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بعد حمد وصلوۃ واضح ہو کہ بعونہ تعالیٰ مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کا سلسلہ سال گذشتہ مین شروع ہوگیا تھا لیکن صرف ایک ہی مسالہ ایمان بالقرآن کا اُس سال شائع ہوا اِس مسالہ مین چار نمبر تھے چارون شائع ہو چکے -

اب بفضلہ تعالیٰ دوسرا مسالہ شروع کیا جاتا ہے اور اس کو تین نمبرون پر تقسیم کیا جاتا ہے نمبر اول مین یہ بیان ہوگا کہ جھوٹ بولنا مذہب شیعہ مین اعلیٰ درجہ کی عبادت
۲ اور اعلیٰ درجہ کا فریضہ ہے جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے ائمہ شیعہ کا دین جھوٹ بولنا تھا اور نمبر دوم مین ائمہ معصومین کے جھوٹ بولنے کے مواقع بطور نمونہ کتب شیعہ سے دکھائے جائینگے نمبر سوم مین اس نرالی عبادت کے ایجاد کے اسباب و نتائج بیان کئے جائینگے جھوٹ بولنا چونکہ مذہب شیعہ مین ایک عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے اور ان کی نقل و روایت پر اُس کا اثر پڑنا ظاہر ہے اس لئے ہمنے ان دو سو مسائل مین ایمان بالقرآن کے بعد اس کو رکھنا مناسب سمجھا ورنہ ان دو سو مسائل مین کسی فروعی مسالہ کا رکھنا منظور نہین ہے - یہ دو سو مسائل ایسے ہی ہین کہ ہر مسالہ بجائے خود مذہب شیعہ کے ابطال کے لئے کافی دلیل ہے -

جھوٹ بولنے کے مسالہ کو النجم دور قدیم مین بہت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے مگر وہ مضامین متفرق تھے انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ مین تلخیص کے ساتھ وہ سب یکجا ہو جائینگے اور کیا عجب ہے کہ بتوفیقہ تعالیٰ کچھ نئی تحقیقات بھی اِسمین ہون - حق تعالیٰ اس تحریر کو اپنے وجہ کریم کے لئے خالص کرے اور اپنے بندون کو اِس سے منتفع کرے - آمین -

آغاز مقصود

غالبًا اِس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ جھوٹ ایک ایسی بُری نجاست ہے جس کو دنیا مین آج تک کسی انسان نے اچھا نہین سمجھا اہل مذہب اور لامذہب سب اُس سے نفرت کرتے ہین حتی کہ بُت پرست بھی اُس کو نہایت بُرا جانتے ہین - جھوٹ بولنا سب کے نزدیک نہایت ذلیل کام ہے بقول حضرت سعدی ؒ

دروغ اے برادر مگو زینہار کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

لہٰذا جس مذہب مین جھوٹ بولنا اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا گیا ہو اُس مذہب کے باطل ہونے مین کس کو شک ہو سکتا ہے - اور اُس مذہب کے لوگ اگر کسی بات کی خبر دین کوئی روایت بیان کرین اُسپر کون اعتبار کر سکتا ہے -

اگر جھوٹ بولنے کو بوقت ضرورت شدیدہ جائز کہا جائے تو اُسمین عقلاً و عرفاً چندان قباحت نہین کیونکہ جائز اُس چیز کو کہتے ہین جسکے کرنے مین ثواب بھی نہو گناہ بھی نہو مگر جب جائز سے ترقی کر کے اُس کو فرض و واجب کہا جائے اُس کو عبادت کہا جائے تو یقینًا عقل سلیم کبھی پسند نہین کر سکتی - ۳

اب مین دکھاتا ہون کہ صفحۂ ہستی پر ایک نرالا اور انوکھا مذہب شیعون کا ہے جسمین جھوٹ بولنا نہ صرف جائز و مباح بلکہ اعلیٰ درجہ کا فرض اعلیٰ درجہ کی عبادت قرار دیا گیا ہے -

شیعون کی مذہبی کتابون مین چار کتابین بہت معتبر و مستند مانی گئی ہین کافی تہذیب الاحکام استبصار من لایحضرہ الفقیہ - اِن چار کتابون کو شیعہ اصول اربعہ کہتے ہین -

اِن چار مین بھی کافی کا رتبہ سب سے زیادہ ہے کافی کے مصنف محمد بن یعقوب کلینی ملقب بہ ثقۃ الاسلام ہین - کلین بروزن امیر ایک مقام کا نام ہے جو رَی کے قریب ہے یہ بزرگ وہین کے رہنے والے تھے اس لئے ان کو کلینی کہتے ہین - یہ بزرگ شاگرد ہین علی بن ابراہیم قمی کے اور وہ شاگرد ہین گیارھوین امام حسن عسکری کے - کافی کے مصنف نے بقول شیعہ امام غائب

ف یعنی عوام کیلئے ضرورت شدیدہ کے وقت مین جھوٹ بولنا معیوب نہین خواص کیلئے ایسے وقت مین بھی معیوب ہے [illegible]

کی غیبت صغریٰ کا زمانہ پایا ہے جبکہ امام کے اور شیعون کے درمیان مین پیغام و سلام کا سلسلہ قائم تھا امام کے سفیر شیعون کے پاس آتے جاتے تھے۔ آخری سفیر ابو الحسن تھا جو ۳۲۹ھ مین مرا اسکے مرنے کے بعد غیبت کبریٰ شروع ہو گئی یعنی اب امام کے پاس سے کوئی نامہ و پیغام شیعون کو نہین آتا۔ محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی یہ کتاب کافی اس آخری سفیر کے ذریعہ سے امام غائب کے پاس غار سرمن راے مین بھیجی اور کہلا بھیجا کہ حضور مین نے آپ کے آبای کرام کی حدیثین اس کتاب مین جمع کی ہین اگر کوئی روایت اسمین صحیح نہو تو حضور والا اسکی اصلاح کر دین۔ امام ممدوح نے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھکر فرمایا ھٰذَا کَافٍ لِشِیْعَتِنَا یہ کتاب ہمارے شیعون کے لئے کافی ہے اسی وجہ سے اس کتاب کا نام کافی رکھا گیا۔ کافی کی پانچ جلدین ہین پہلی جلد کا نام اصول کافی ہے اسمین عقائد و اخلاق کا بیان ہے اور تین جلدون کا نام فروع کافی ہے آخری جلد کا نام روضہ کافی ہے۔

۴ مسئلہ زیر بحث مین انشاء اللہ تعالیٰ انہین چار کتابون کی اور زیادہ تر کتاب کافی کی روایتین پیش کی جائینگی۔

اصول کافی مین ایک خاص باب ہے جس کا نام باب التقیہ ہے اس باب مین جھوٹ بولنے کے فضائل اسکی تاکید کی حدیثون کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہے چند حدیثین اس باب کی حسب ذیل ہین۔

پہلی حدیث عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا اباعمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیء الا فی النبیذ والمسح علی الخفین اصول کافی ص۴۸۲	ابن ابی عمیر عجمی سے روایت ہے وہ کہتے ہین مجھسے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے نو حصے دس کے تقیہ مین ہین اور جو شخص تقیہ نہ کرے اس کے پاس دین نہین ہے اور تقیہ ہر چیز مین ہے سوا نبیذ پینے کے اور موزون پر مسح کرنے کے۔

ف امام جعفر صادق کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اتنی بڑی عبادت ہے کہ کل دین کے دس حصے ہین ان مین سے نو حصہ جھوٹ بولنے مین ہین ایک حصہ باقی عبادات مین ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہو نماز روزہ اور کسی عبادت سے اسکو سروکار نہو دین کے نو حصہ اسکے پاس ہین ایک حصہ نشد نشد۔ اور اگر کوئی کمبخت نماز روزہ اور تمام عبادات کا پابند ہو

اگر جھوٹ نہ بولتا ہو وہ دین کے نو حصون سے محروم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹ نہ بولنے والا بیدین ہے اس سے زیادہ جھوٹ بولنے کی فرضیت و فضیلت کیا ہو سکتی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث مین تو تقیہ کے فضائل بیان ہو رہے ہین نہ جھوٹ بولنے کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم آگے چل کر اسی کتاب کافی سے امام معصوم کے ارشاد سے ثابت کر دینگے کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہین۔

حدیث مذکور مین ایک تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ہر معاملہ مین جھوٹ بولنے یا تقیہ کرنے کی اجازت ہے یہان تک کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا اللہ کی تکذیب کرنا بھی تقیہ مین درست ہے مگر نبیذ پینا اور موزون پر مسح کرنا جائز نہین کیا نبیذ پینا اور موزون پر مسح کرنا شرک باللہ اور تکذیب اللہ و معصومین سے بھی بڑھکر گناہ ہے۔ اسکی وجہ ایک سمجھدار آدمی زیادہ سے زیادہ یہ خیال کر سکتا ہے کہ چونکہ نبیذ پینا اور موزون پر مسح کرنا اہل سنت کے نزدیک درست ہے اور ان کے خصوصیات سے مشہور ہو گیا ہے اس لئے تقیہ مین بھی اسکی اجازت نہ دی گئی کیونکہ سنیون کی مخالفت کرنا بڑا ثواب ہے مگر اسکی ایک نہایت عمدہ وجہ شیخ ابو جعفر طوسی نے اپنی کتاب استبصار مین بیان فرمائی ہے کتاب ۵
استبصار بھی اصول اربعہ مین ہے شیخ صاحب نے سب سے پہلے موزون پر مسح کرنیکی بحالت تقیہ اجازت نقل فرمائی ہے اور اسی کو فرقہ شیعہ کا معمول بہ قرار دیا ہے فرماتے ہین۔

عن ابی الورد قال قلت لابی جعفر علیہ السلام ان ابا ظبیان حدثنی انہ رای علیا علیہ السلام اراق الماء ثم مسح علی الخفین فقال کذب ابو ظبیان اما بلغک قول علی علیہ السلام فیکم سبق الکتاب الخفین فقلت فهل فیهما رخصۃ فقال لا الا من عدو تتقیہ	ابو الورد سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ ابو ظبیان نے مجھسے بیان کیا کہ انھون نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ انھون نے پانی بہایا یعنی وضو کیا پھر موزون پر مسح کیا تو امام باقر نے فرمایا کہ ابو ظبیان جھوٹ کہتا ہے کیا تم کو علی علیہ السلام کے اس قول کی خبر نہین کہ آپ نے فرمایا کتاب اللہ مسح خفین [illegible] موزون پر [illegible] مسح کرنیکی اجازت کسی طرح ہو سکتی ہے تو امام نے فرمایا نہین سوا اس صورت کے کہ کسی دشمن کا خوف ہو

۵ نبیذ اسکو کہتے ہین جسمین چھوہارے وغیرہ بھگو دیے جائین کہ ان کی شیرینی پانی مین آ جائے جبتک اسمین نشہ نہ پیدا ہو اسکا استعمال درست ہے جب نشہ پیدا ہو جائے تو قطعی حرام ہے ۱۲

اَوْ تَلَفِ مَالِیْ عَلٰی خُلَطَائِکَ

یا چیزون پر برف گرنے کا اندیشہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزون پر مسح کرنے میں بھی تقیہ ہے اسکے بعد حسب ذیل روایت ہے۔

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ هَلْ فِیْ مَسْحِ الْخُفَّیْنِ تَقِیَّةٌ فَقَالَ ثَلٰثٌ لَا اَتَّقِیْ فِیْهِنَّ اَحَدًا شُرْبُ الْمُسْکِرِ وَمَسْحُ الْخُفَّیْنِ وَمُتْعَةُ الْحَجِّ

زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ کیا موزون پر مسح کرنا از راہ تقیہ ہو سکتا ہے امام نے فرمایا تین چیزون میں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا مسکر کا پینا اور موزون پر مسح کرنا اور متعۃ الحج

اس روایت میں اصول کافی کی روایت سے ایک چیز یعنی متعۃ الحج کا اضافہ ہے۔ اس کے بعد شیخ صاحب اپنا فیصلہ حسب ذیل الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔

وَلَا یُنَافِیْ الْخَبَرَ الْاَوَّلَ لِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّهٗ اَخْبَرَ عَنْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ لَا یَتَّقِیْ فِیْهِ اَحَدًا وَیَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ اِنَّمَا اَخْبَرَ بِذٰلِکَ لِعِلْمِهٖ بِاَنَّهٗ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی مَا یَتَّقِیْ فِیْهِ فِیْ ذٰلِکَ وَلَمْ یَقُلْ لَا تَتَّقُوْا اَنْتُمْ فِیْهِ اَحَدًا وَهٰذَا وَجْهٌ ذَکَرَهٗ زُرَارَةُ بْنُ
اَعْیَنَ وَالثَّانِیْ اَنْ یَکُوْنَ اَرَادَ لَا اَتَّقِیْ فِیْهِ ۲
اَحَدًا فِی الْفُتْیَا بِالْمَنْعِ مِنْ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَیْهِمَا دُوْنَ الْفِعْلِ لِاَنَّ ذٰلِکَ مَعْلُوْمٌ مِنْ مَذْهَبِهٖ فَلَا وَجْهَ لِاسْتِعْمَالِ التَّقِیَّةِ فِیْهِ وَالثَّالِثُ اَنْ یَکُوْنَ اَرَادَ لَا اَتَّقِیْ فِیْهِ اَحَدًا اِذَا لَمْ یَبْلُغِ الْخَوْفُ عَلَی النَّفْسِ اَوِ الْمَالِ وَاِنْ لَحِقَهٗ اَدْنٰی مَشَقَّةٍ اِحْتَمَلَهٗ وَاِنَّمَا تَجُوْزُ التَّقِیَّةُ فِیْ ذٰلِکَ عِنْدَ الْخَوْفِ الشَّدِیْدِ عَلَی النَّفْسِ اَوِ الْمَالِ۔

یہ روایت پہلی روایت کے خلاف نہیں ہے بچند وجہ اول یہ کہ امام نے اپنا حال بیان فرمایا ہے کہ میں ان تین چیزون میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا ممکن ہے کہ یہ انھون نے اس وجہ سے فرمایا کہ ان کو علم ہوگا کہ ان امور میں ان کو تقیہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئیگی امام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ بھی ان امور میں کسی سے تقیہ نہ کرو یہ مطلب حدیث کا زرارہ بن اعین نے بیان کیا ہے دوم یہ کہ امام نے یہ مراد لی ہو کہ میں ان امور کے متعلق ممانعت کا فتویٰ دینے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا۔ یہ کہ عمل میں تقیہ نہیں کرتا کیونکہ ان امور میں امام کا مذہب سب کو معلوم تھا لہذا ان امور میں تقیہ کرنا بے سود تھا سوم یہ کہ امام نے یہ مراد لیا ہو کہ میں ان امور میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا جبتک خوف جان یا مال کا نہ ہو کچھ تھوڑی سی مشقت ہو تو اس کو برداشت کر لیتا ہوں کیونکہ ان امور میں تقیہ اُسی وقت جائز ہے جب کہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

شیخ صاحب نے تین تاویلیں کیں پہلی تاویل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسئلہ تقیہ میں پیشوایان دین اور عوام الناس میں کچھ فرق شیعہ بھی مانتے ہیں یہ بات آیندہ کام آئیگی۔ دوسری تاویل سے

یہ معلوم ہوا کہ ائمہ مذہبی فتووں میں بھی تقیہ کیا کرتے تھے اس کو ہم نمبر دوم میں تفصیل سے بیان کرینگے۔ تیسری تاویل سے معلوم ہوا کہ تقیہ میں خوف جان و مال کی شرط نہیں ہے۔ یہ خوف صرف تین چیزون کیلئے شرط ہے۔ لہذا جو شیعہ گھبرا کر کہا کرتے ہیں کہ تقیہ ہمارے یہاں ہر وقت جائز نہیں بلکہ جان یا مال کا خوف شدید ہو اُس وقت کیلئے ہے یہ کہنا اُن کا محض غلط ہے۔

دوسری حدیث عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام اَلتَّقِیَّةُ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ قُلْتُ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ قَالَ اِیْ وَاللّٰهِ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ وَلَقَدْ قَالَ یُوْسُفُ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ وَاللّٰهِ مَا کَانُوْا سَرَقُوْا شَیْئًا وَلَقَدْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ اِنِّیْ سَقِیْمٌ وَاللّٰهِ مَا کَانَ سَقِیْمًا ۔ اصول کافی ص۴۸۳

ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ اللہ کا دین ہے میں نے (تعجب سے) کہا کہ اللہ کا دین ہے امام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ کا دین ہے۔ تحقیق یوسف پیغمبر نے کہا تھا اے قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اس قافلہ کی قسم انھون نے کچھ چرایا نہ تھا اور تحقیق ابراہیم پیغمبر نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ اللہ کی قسم وہ بیمار نہ تھے

ف تقیہ کے بحث میں تین امور تحقیق طلب ہیں اول یہ کہ تقیہ کا حکم مذہب شیعہ میں کیا ہے آیا وہ صرف جائز و مباح کہا گیا ہے یا فرض و واجب قرار دیا گیا ہے۔ تو یہ بات پہلی ہی حدیث سے ظاہر ہوگئی اور ابھی اور احادیث بھی اس کے متعلق آئینگی دوم یہ کہ تقیہ کے معنی از روئے مذہب شیعہ کیا ہیں یہ بات اس دوسری حدیث سے ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ امام فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اُس کو چور کہا گیا یہ تقیہ ہے ایک شخص بیمار نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا اسی کا نام تقیہ ہے اور اسی کو تمام دنیا جھوٹ کہتی ہے پس معلوم ہوا کہ تقیہ کے معنی ہیں جھوٹ بولنا اور دوسری احادیث اور ائمہ کے تقیہ کرنیکے مواقع کے دیکھنے کے بعد تقیہ کی کامل و مکمل تعریف یہ معلوم ہوتی ہے کہ جھوٹ بولنا یا خلاف اپنے اعتقاد کوئی قول یا فعل کرنا۔ لہذا جب امام معصوم کے ارشادات سے تقیہ کے معنی معلوم ہوگئے تو اب کسی مجتہد کو اپنی طرف سے تقیہ کے معنی بیان کرنے کا حق نہ رہا۔ سوم یہ کہ تقیہ کے شرائط کیا ہیں تو اگرچہ استبصار کی عبارت سے معلوم ہو چکا کہ سوا تین چیزوں کے اور کسی شی میں تقیہ کرنے کے لئے جان یا مال کے خوف کی شرط نہیں ذرا ذرا سی معمولی ضرورتوں میں بھی تقیہ کو

حکم ہے لیکن اب قول معصوم سے بھی اس کو سنئے۔

تیسری حدیث عَنْ زُرَارَۃَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ التَّقِیَّۃُ فِیْ کُلِّ ضَرُوْرَۃٍ وَصَاحِبُھَا اَعْلَمُ بِھَا حِیْنَ تَنْزِلُ بِہٖ۔ اصول کافی ص۴۸۴

زرارہ امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا تقیہ ہر ضرورت میں ہے اور جس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے وہ اس ضرورت سے خوب واقف ہوتا ہے۔

ف اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ تقیہ کے لئے خوف شدید کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر ضرورت میں کرنا چاہیئے ضرورت کی تعیین وتحدید بھی شریعت کی طرف سے نہیں کی گئی بلکہ صاحب ضرورت کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

جن تین امور کی تحقیق مبحث تقیہ میں ضروری تھی ان کے متعلق تین احادیث نقل ہو چکیں مگر ابھی دو تین احادیث اور بھی نقل کی جاتی ہیں۔

چوتھی حدیث عَنْ مَعْمَرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الْقِیَامِ لِلْوُلَاۃِ فَقَالَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ التَّقِیَّۃُ مِنْ دِیْنِیْ وَدِیْنِ اٰبَائِیْ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ۔ اصول کافی ص۴۸۴

معمر بن خلاد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ حکام وقت کی اطاعت کا کیا حکم ہے تو انھوں نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام فرماتے تھے تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نہ کرے اس کا ایمان ہی نہیں۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ائمہ کا دین تقیہ تھا یعنی ہر امام تقیہ کیا کرتے تھے اور تارک تقیہ بے ایمان ہے۔

پانچویں حدیث عَنْ مَسْعَدَۃَ بْنِ صَدَقَۃَ قَالَ قِیْلَ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ النَّاسَ یَرْوُوْنَ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ عَلٰی مِنْبَرِ الْکُوْفَۃِ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ ثُمَّ تُدْعَوْنَ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنِّیْ فَلَا تَبَرَّءُوْا مِنِّیْ فَقَالَ مَا اَکْثَرَ مَا یَکْذِبُ النَّاسُ عَلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا قَالَ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ ثُمَّ تُدْعَوْنَ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنِّیْ وَاِنِّیْ لَعَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَلَمْ یَقُلْ وَلَا تَبَرَّءُوْا مِنِّیْ۔ اصول کافی ص۴۸۴

مسعدہ بن صدقہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا کہ اے لوگو تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دینا پھر تم سے کہا جائے گا کہ مجھ سے تبرا کرو تو تبرا نہ کرنا امام نے فرمایا کہ لوگ علی علیہ السلام پر بہت جھوٹ جوڑتے ہیں انھوں نے تو فرمایا تھا کہ تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو تو مجھے گالی دے دینا پھر تم سے کہا جائے گا کہ مجھ سے تبرا کرو حالانکہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر ہوں حضرت علی نے یہ نہیں فرمایا کہ تبرا نہ کرنا

8

9

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقیہ میں حضرت علی کو گالی دینا اور ان سے تبرا کرنا بھی درست ہے اور جو لوگ اسکے خلاف روایت کرتے تھے امام نے ان کو جھوٹا کہا۔ انہیں تعلیمات نے یہ رنگ دکھلایا کہ شیعوں نے پابند تقیہ ہو کر حضرت امام حسین کو شہید کر دیا۔

چھٹی حدیث کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں کہ وہ بھی اصول اربعہ میں ہے صوم یوم الشک کے بیان میں روایت ہے۔

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَوْ قُلْتُ اِنَّ تَارِکَ التَّقِیَّۃِ کَتَارِکِ الصَّلٰوۃِ لَکُنْتُ صَادِقًا وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ تارک تقیہ مثل تارک نماز کے ہے تو میں اس قول میں سچا ہونگا نیز امام ممدوح نے فرمایا کہ جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز فرض قطعی ہے ویسا ہی تقیہ بھی فرض قطعی ہے اور اتنی بات تقیہ میں زیادہ ہے کہ تقیہ نہ کرنے والا بے دین ہے۔ تقیہ کے متعلق تینوں باتیں صاف ہو گئیں یعنی تقیہ کا حکم کہ وہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اعلیٰ درجہ کا فرض ہے اور یہ کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کسی قول و فعل کے مرتکب ہونے کے ہیں اور یہ کہ تقیہ کے لئے نہ ضرورت شدیدہ کی شرط ہے نہ خوف جان و مال کی لہذا اب اور احادیث نقل کرنا تطویل لاطائل ہے پھر ان پر مزید روشنی نمبر دوم میں پڑیگی جہاں ائمہ معصومین کا طرز عمل ان کے تقیہ کرنے کے مواقع بیان کئے جائیں گے۔

شیعوں کے جوابات

مذہب شیعہ کا یہ راز کہ ان کے یہاں جھوٹ بولنا اپنے اعتقاد کے خلاف کام کر کے لوگوں کو دھوکا دینا نہایت عظیم الشان عبادت ہے مدتوں تک ایسا پوشیدہ رہا کہ ہمارے علمائے سابقین کو اس کی خبر نہ ہوئی یہی وجہ ہے ہمارے اکابر محدثین نے بعض شیعہ راویوں سے روایتیں لے لیں اسماء الرجال کی کتابوں میں جا بجا دیکھنے میں آتا ہے کہ فلاں راوی شیعہ تو ہے مگر سچ بولتا ہے کوئی جرح نہیں کی۔ اگر ہمارے محدثین ومتقدمین کو مذہب شیعہ کا یہ راز معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ کہتے اور سمجھ لیتے کہ تشیع اور کذب لازم وملزوم ہیں۔

حضرت امام شافعی نے جو بعض شیعون کی نسبت فرمایا لَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُكَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَكْذَبُ النَّاسِ یعنی ان کے ساتھ نشست و برخاست نکرو ان سے ہمکلام نہو کیونکہ وہ بڑے جھوٹے لوگ ہین یا حضرت امام مالک نے شیعیان کوفہ کے متعلق فرمایا کہ ان کے پاس روایت بنانے کی ٹکسال ہے رات کو ڈھالتے ہین اور دن کو چلا دیتے ہین يَضْرِبُوْنَهَا بِاللَّيْلِ وَيُنْفِقُوْنَهَا بِالنَّهَارِ ان ارشادات کا اثر انہین خاص لوگون پر پڑا یہ نہین سمجھا گیا کہ اس مذہب کا خاصہ لازمہ کذب ہے کوئی فرد اس مذہب کا کذب سے خالی نہین ہو سکتا۔

بہرکیف صدیون کے بعد جب یہ راز طشت از بام ہوا اور شیعون کو محسوس ہوا کہ تمام مخلوق ہمارے مذہب کے اس رکن اعظم کو سخت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے تو انھون نے طرح طرح کی کوششین اس عیب کے چھپانے مین کین مختلف جوابات مختلف اشخاص نے دئے جن کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ جہان تک ہم نے مجتہدین شیعہ کی تصنیفات اس مبحث مین دیکھین انکی ساری کوششون کا ماحصل تین جوابون مین منحصر پایا۔ جو حسب ذیل ہین۔

(جواب اول) یہ ہے کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کام کرنیکے نہین ہین بلکہ دشمن کے شر سے بچنے کے لئے اپنے مذہب کو اس سے پوشیدہ رکھنے کا نام تقیہ ہے 10

جواب الجواب

یہ ہے کہ تقیہ کے معنی حدیث معصوم سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین اور ائمہ کے طرز عمل سے بھی اسی معنی کی تائید ہوتی ہے لہذا تقیہ کے معنی مذہب چھپانے کے ہرگز نہین ہو سکتے مذہب کے چھپانے مین اور تقیہ مین بڑا فرق ہے مذہب کو آدمی بغیر جھوٹ بولے ہوئے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کام کئے ہوئے بھی چھپا سکتا ہے اس کو ہرگز تقیہ نہین کہتے اس کا نام مذہب شیعہ مین کتمان ہے چنانچہ شیعون کے رئیس المحدثین محمد بن یعقوب کلینی نے اصول کافی مین باب التقیہ کے بعد باب الکتمان علحدہ قائم کیا ہے اور اس باب مین مذہب چھپانے کی تاکید اور فضیلت کی حدیثین نقل کی ہین اس باب کی حدیثین بہت لطف انگیز ہین جنمین سے ایک یہ ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام يَا سُلَيْمَانُ اِنَّكُمْ عَلٰى دِيْنٍ مَنْ كَتَمَهُ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَاعَهُ اَذَلَّهُ اللّٰهُ	سلیمان بن خالد سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائیگا خدا اسکو عزت دیگا اور جو اسکو ظاہر کریگا خدا اسکو ذلیل کریگا

اس باب کی ایک دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شیعہ اپنا مذہب چھپائیگا اللہ اس کو دنیا مین عزت دیگا اور آخرت مین اسکی دونون آنکھون کے درمیان مین ایک روشنی ہوگی جو اس کو جنت مین لیجائیگی اور جو شیعہ اپنا مذہب ظاہر کر دیگا اللہ اس کو دنیا مین بھی ذلیل کریگا اور اسکی دونون آنکھون کے درمیان مین بجائے روشنی کے تاریکی پیدا کر دیگا جو اس کو جہنم مین لے جائیگی۔

مذہب کے چھپانے کی ان تاکیدون کے ساتھ قرآن مجید کی اس آیت کو ملاؤ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی خدا نے اپنے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ دین برحق کو تمام دینون پر ظاہر و غالب کر دین چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکہ و تنہا تمام مخلوق کے سامنے دین برحق کا اعلان فرمایا کبھی تقیہ کیا نہ کتمان۔ معلوم ہوا کہ ائمہ شیعہ کا جو دین تھا جسکے چھپانے کی وہ تاکید کرتے ہین وہ اس دین کی یہ صفت ہے کہ اسکے چھپانے سے عزت اور ظاہر کرنے سے ذلت ملتی ہے وہ دین اسلام 11 کے سوا کوئی اور دین تھا اسلام تو نازل ہوا اعلان کیلئے نہ اخفا و کتمان کے واسطے۔

الغرض تقیہ کے معنی صرف چھپانے کے نہین ہین صرف چھپانے کو کتمان کہتے ہین۔

(جواب دوم) یہ ہے کہ تقیہ ہر حالت مین ہمارے یہان نہین ہے بلکہ شدید خوف کے وقت مین ہے۔ شدید خوف کی حالت مین خدا نے بھی تقیہ کی اجازت دی ہے قوله تعالى اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ یعنی جو شخص مجبور کیا جائے اور اس کا قلب ایمان پر قائم ہو اور زبان سے اگر کلمہ کفر کہے تو جائز ہے۔ اور فرمایا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً یعنی کافرون سے تقیہ کرنا جائز ہے۔

جواب الجواب

یہ ہے کہ مذہب شیعہ مین ہرگز خوف شدید کی شرط تقیہ کیلئے نہین ہے بلکہ ائمہ معصومین کے اقوال و افعال سے تقیہ کرنے کی بغیر نہایت صراحت کے ثابت ہو چکی ہے اوپر جو حدیثین نقل ہو چکین ان مین اس شرط کی نفی موجود ہے اصول کافی کی تیسری حدیث مین جو اوپر نقل ہوئی امام جعفر

صادق نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیون کو چور کہا حالانکہ انھون نے چوری نہ کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کو بیمار کہا حالانکہ وہ بیمار نہ تھے - کوئی شیعہ صاحب براہ عنایت بتا دین کہ حضرت یوسفؑ نے جو ایک بیگناہ کو چور کہدیا تو اس جھوٹ بولنے کیلئے کون سی ضرورت شدیدہ ان کو لاحق ہوئی تھی کون شخص اُن کو مجبور کر رہا تھا کہ ان بے گناہون کو چور کہو ورنہ مین تمھین مار ڈالون گا حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصود اپنے حقیقی بھائی ابن یامین کو اپنے پاس روکنا تھا تو اس مقصود کو نہ خوف شدید کہہ سکتے ہین نہ ضرورت شدیدہ اور بالفرض ضرورت بھی سہی تو اس ضرورت کو وہ یون بھی پورا کر سکتے تھے کہ جیسا آخر مین اپنے کو ظاہر کیا اُسی وقت ظاہر کر دیتے کہ مین یوسفؑ ہون اور ابن یامین میرا حقیقی بھائی ہے جو آیتین قرآن شریف کی شیعون نے ذکر کین وہ اُن کے مدعا سے کچھ تعلق نہین رکھتین کیونکہ آیتون مین کلمۂ کفر زبان سے نکال دینا یا کافرون کے شر سے بچنے کیلئے کوئی ایسا کام کرنا بشرط اکراہ جائز کیا گیا ہے اور شیعون کا تقیہ اس شرط کے ساتھ مشروط نہین ہے -

۱۲ ف چونکہ بسب روایت اصول کافی شیعون کے امام صادق صاحب نے حضرت یوسفؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا قصہ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ یہ مضمون بحوالہ قرآن شریف سمجھا جاتا ہے اس لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ تو بالکل غلط ہے قرآن شریف مین نقد قال یوسف نہین ہے بلکہ یون ہے اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ یعنی ایک اعلان دینے والے نے اعلان دیا کہ اے قافلے والو تم چور ہو - یہ اعلان دینے والا حضرت یوسف علیہ السلام کا ملازم تھا جسکی تحویل مین انکی استعمال کی چیزین رہتی تھین جب اس ملازم نے دیکھا کہ بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ گم ہے تو اس کو خوف پیدا ہوا کہ مجھسے اسکی بازپرس ہوگی اور اُسنے تفتیش کی کہ کون کون لوگ یہان آئے تھے معلوم ہوا کہ سوا ان قافلہ والون کے اور کوئی اس وقت یہان نہین آیا ان قرائن کی بنیاد سے قافلہ والون پر چوری کا الزام قائم کر کے انکے اسباب کی تلاشی لی اس ملازم کو معلوم نہ تھا کہ حضرت یوسف م نے یہ پیالہ خود ان کے اسباب مین رکھدیا ہے لہذا اسکا اعلان بھی جھوٹ نہ ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بحکم خدا وندی وہ پیالہ ان کے اسباب مین رکھا تھا ان کو خبر نہ تھی کہ اسکا نتیجہ کیا نکلیگا حضرت یوسفؑ چاہتے تھے

کہ ان کے بھائیون کو ابھی یہ علم نہو کہ مین یوسف ہون اور ابن یامین میرے پاس رہ جائین خدا نے یہ مقصد انکا اس تدبیر سے پورا کر دیا نہ انکو جھوٹ بولنا پڑا نہ انکے کسی ملازم کو اور کام بنگیا اسی لئے قرآن مجید مین فرمایا کَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ یعنے یوسف کیلئے یہ تدبیر مخفی کی - باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ اسمین اتنا تو سچ ہے کہ انھون نے اپنے آپ کو بیمار کہا لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ وہ بیمار نہ تھے واقعی وہ بیمار تھے بیماری کی ہزارون قسمین ہین انمین ایک قسم رنج و غم کی بیماری ہے یعنی رنج و غم کی وجہ سے دل و دماغ پر کوئی غیر معمولی اثر پڑ جائے تو یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے - اصطلاح طب مین اس کو مرض ساذج کہتے ہین -

[illegible] یہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین بھی تقیہ کرنا درست ہے چنانچہ آیات مذکورہ بالا کی تفسیر مین انکے مفسرین نے لکھا ہے اور اُنکے علما نے اپنی کتابون مین اسکی تصریح کی ہو لیکن جو چیز شیعون کیلئے یہان درست ہو اسکے متعلق بیچارے شیعون کو نشانۂ ملامت بنانا سخت نا انصافی ہے -

جواب الجواب

۱۳ یہ ہر گز محض افترا اور خالص بہتان ہے حاشا و کلا شاہ صاحب جماعت شیعون کے اصطلاحی تقیہ کا کہین [illegible] ذکر [illegible] نہین نہ کسی مفسر نے لکھا ہو نہ کسی اور عالم نے ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین -

اصل حقیقت یہ ہو کہ دین اسلام مین چونکہ سختی اور تنگی نہین ہے اس لئے ہر حالت اور ضرورت کے لئے [illegible] مین احکام موجود ہین مثلاً کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہو اور کوئی حلال چیز [illegible] [illegible] اسکو اجازت ہو کہ کوئی حرام چیز مثلاً سور کا گوشت بقدر جان بچانے کے کھالے یہ مسئلہ قرآن شریف مین [illegible] فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ [illegible] لیکن دنیا مین کوئی عقلمند اس اجازت کو دیکھکر [illegible] نہین کہہ سکتا کہ دین اسلام مین سور کا گوشت حلال ہے -

[illegible] اسی طرح اگر کوئی شخص مضطر اور مجبور کیا جائے تو اسکو جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے عقیدہ کے [illegible] کہنے یا کوئی کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے الا من اکرہ وغیرہ آیات قرآنی سے یہ مضمون [illegible] ظاہر ہے -

[illegible] جس طرح سور کا گوشت مذہب اسلام مین حلال نہین کہا جا سکتا اسی طرح تقیہ مذہب اہلسنت مین حلال نہین سمجھا جا سکتا -

اہل سنت جس چیز کو جائز کہتے ہیں اسمین اور شیعون کے تقیہ مفروضہ مین کئی کھلے ہوئے فرق ہیں۔

اول یہ کہ اہل سنت کے نزدیک کراہ و اضطرار کی شرط ہے مذہب شیعہ مین یہ شرط نہیں بلکہ شخص پر

ضروری ہے کہ جب وہ موقع تقیہ کا سمجھے تو تقیہ کرے اور یہ سمجھ مختلف ہوتی ہے لہذا ممکن ہے کہ ایک

شخص کے نزدیک کوئی ضرورت قابل تقیہ کے ہو دوسرے کے نزدیک نہ ہو۔

(۲) اہل سنت و جماعت حالت اکراہ و اضطرار مین بھی جھوٹ بولنے یا اپنے اعتقاد کے خلاف کام کرنے کو

صرف جائز کہتے ہین فرض و واجب نہین کہتے یعنی یہ کہتے ہین کہ گناہ نہ ہوگا مگر کچھ ثواب بھی نہ ملے گا

بخلاف مذہب شیعہ کے کہ انکے یہان فرض و واجب ہے دین کے نو حصے جھوٹ بولنے مین ہین جھوٹ

نہ بولے تو بے دین و بے ایمان ہے۔

(۳) اہل سنت و جماعت معصومین کیلئے بلکہ تمام ایسے پیشواؤن کیلئے جن کی ذات کے ساتھ خلق اللہ

کی ہدایت و ضلالت وابستہ ہو حالت اکراہ و اضطرار مین جھوٹ بولنا جائز نہین خصوصاً دینی

مسائل مین۔ بخلاف مذہب شیعہ کے کہ ان کے معصومین بھی تقیہ بازتھے اور دینی مسائل بھی جھوٹے

بیان کرتے ہین فتوے جھوٹے دیتے ہین جیسا کہ نمبر دوم مین ظاہر ہوگا۔ ۱۴

باوجود ان کھلے کھلے فرقون کے کون صاحب حیا کہہ سکتا ہے کہ تقیہ سنی شیعہ

دونون کے یہان ہے۔

بعض شیعہ نافہمی سے یہ بھی کہہ بیٹھتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی

اور بوقت ہجرت ایک غار مین تین دن تک پوشیدہ رہے یہ بھی تقیہ ہے (نعوذ باللہ منہ) افسوس کہ

کہ ایسی صاف بات بھی انکی سمجھ مین نہین آتی ہجرت کرنے یا غار مین پوشیدہ ہونے سے کون سا

جھوٹ یا غلط مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا اور جب یہ نہ ہوا تو اسکو تقیہ

کہنا کیا معنی۔ اسکو تو کتمان بھی نہین کہہ سکتے کتمان مذہب کے چھپانے کو کہتے ہین نہ خود اپنے آپ کے

چھپانے کو۔

نعوذ باللہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ کرتے تو مکہ مین قبل ہجرت ایک حرف توحید کا زبان

مبارک سے نہ نکالتے اور بعد ہجرت بھی یہودیون وغیرہ کی وجہ سے دین کا اعلان نہ فرماتے دین اسلام

کیسے پھیلتا جس طرح علمائے شیعہ اقرار کرتے ہین کہ اصحاب ائمہ نے ائمہ سے دو اصول دین کے تیس سال

کے ساتھ حاصل کیا نہ فروع دین کی یہی حالت دین اسلام کی ہوتی اور سارا دین مشکوک ہوتا۔

شیعون پر ایک بڑی مصیبت

ایک طرف تو شیعون نے تقیہ کے ایسے زبردست فضائل تصنیف فرمائے اس قدر تاکید اسکی اپنے

ائمہ معصومین سے روایت کین اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے کیونکہ اگر تقیہ کا سلسلہ نہ ہو تو مذہب

شیعہ کا ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرنا قطعاً ناممکن ہو جائے مذہب شیعہ کو تقیہ کے ساتھ وہی

نسبت ہے جو ریل گاڑی کو تار برقی کے ساتھ ہے اگر تار کاٹ دیئے جائین تو ریل گاڑی ایک

قدم نہین چل سکتی۔ دوسری طرف کچھ ایسے واقعات بھی ہین جنسے تقیہ کی جڑ کٹتی ہے۔

از آنجملہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان سے زیادہ خوف جان و مال اور

ضرورت شدیدہ کس کو لاحق ہوگی خصوصاً جب کربلا میں پہنچ گئے اور اپنی آنکھون سے اپنے شیعون

کی بے وفائی مشاہدہ کرلی اور مقابل مین ایک بڑا خونخوار لشکر دیکھا باوجود اسکے بھی انھون نے

تقیہ نہ کیا اور یزید کی بیعت قبول نہ کی نتیجہ مین جو کچھ مصائب پیش آئے ظاہر ہین اگر تقیہ اعلیٰ

درجہ کا فرض و واجب ہے اگر اس کے یہ فضائل صحیح ہین اگر تارک تقیہ ذلت دنیا کے ساتھ

عذاب آخرت کا بھی مستحق ہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ پر تقیہ نہ کرنے کے باعث کیا سخت اور سنگین جرم

قائم ہوتا ہے۔

علمائے شیعہ اس عقدۂ لاینحل کا کوئی معقول جواب آجتک نہین دیسکے اور نہ دیسکتے ہین بہتر سے

بہتر جواب جو انھون نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ امام حسین کو علم غیب حاصل تھا اگر تقیہ کرکے بیعت کرلیتے پھر

بھی ان کی جان نہ بچتی اور یزیدی لوگ ان کو بہر صورت قتل ہی کر دینگے اس وجہ سے انھون نے

تقیہ نہ کیا۔ بس یہی جواب شیعون کا سرمایۂ ناز ہے فاضل معاصر مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد کے دادا

مفتی محمد قلی صاحب نے اپنے رسالۂ تقیہ مین اسی جواب کو علق نفیس سمجھا ہے لکھتے ہین۔

نیست فاش ترتیب اعلان فی تقیہ ... وقطع نظر از ینکہ چون اہل کوفہ عہود

ومواثیق بسیار کردند ونامہ ہائے بیشمار نوشتند واحکام دین بظاہر ... مرحوم جہاد

بود ہرگاہ بے وفائی وغدر ... لیکن ... اگر توہم کردہ شود کہ

چرا در ان وقت بیعت عمر سعد و ابن زیاد نمود لیس مذموم است باین کہ غالباً آنحضرت دانستہ باشد

کہ آن طاعت از غدر و بے وفائی بانہ خواہند آمد اگرچہ آنحضرت بیعت ہم کند۔

اس جواب کی سخافت اظہر من الشمس ہے اگر ہم مان لین کہ امام حسین کو کسی طرح یہ علم غیب حاصل تھا کہ بیعت کرنے پر بھی وہ لوگ اُن کو قتل کر دین گے۔ تو بھی ان کو اس علم غیب پر عمل کرنا جائز نہ تھا احکام شریعت ظاہر حال پر مبنی ہین چنانچہ اسی عبارت منقولہ مین ہے کہ ،، احکام مبنی بر ظاہر است،، اور ظاہر حال یہی ہے کہ بیعت کر لینے پر یہ تمام فتنہ فرو ہو جاتا کیونکہ یزید کا مطالبہ صرف یہی تھا کہ بیعت کر لو اور جن لوگون نے بیعت کر لی اُن سے اُسنے کچھ تعرض نہین کیا۔

اور اگر امام کو اپنے علم مکنون پر بھی عمل کرنا جائز کہا جائے تو شیعون کا مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ہر امام کو اپنی موت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور موت ان کے اختیار مین ہوتی ہے چنانچہ اصول کافی مین ایک پورا باب ہے اس عنوان سے ہے باب اَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ مَتَى يَمُوتُونَ وَاَنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ اِلَّا بِاِخْتِيَارٍ مِنْهُمْ پس چاہیے کہ کوئی امام کبھی تقیہ نہ کرے۔

اب شیعون کو بڑی مشکل درپیش ہے اگر تقیہ کو واجب کہتے ہین تو حضرت امام حسین رضی پر ۱۴
حرف آتا ہے اور اگر واجب نہین کہتے تو دوسرے ائمہ خصوصاً ابو الائمہ جو عمر بھر تقیہ مین بسر کرتے رہے اُن کی شان مین بے ادبی لازم آتی ہے۔

ایسے مشکل موقع کے لئے بھی شیعون کے پاس ایک جادو کا منتر موجود ہے اس سے کام لین تو ان کی مشکل کشائی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ صاحبو یہ باتین اسرار امامت سے تعلق رکھتی ہین کسی کی سمجھ مین نہین آ سکتین ائمہ نے خود فرما دیا ہے کہ ہماری باتین یا نبی مرسل سمجھ سکتے ہین یا ملک مقرب یا کوئی ایسا مومن کامل الایمان جسکے دل کو خدا نے جانچ لیا ہو ان کے سوا کوئی اور نہین سمجھ سکتا۔ ھذا آخر الکلام والحمد للہ رب العالمین۔

تمت

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
علم الفقہ از مدیر النجم	فقہ حنفی کی کتب ضروری مسائل عام فہم اردو مین منتخب کئے گئے ہین (۱) زبان اس کی صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مفتی بہ مسائل (۳) حتی الامکان کوئی مسئلہ چھوٹنے نہین پایا فقہ کی دوسری کتاب مین اس کثرت سے مسائل یکجا نہ ملین گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی حاشیہ پر (۶) ہر جلد کے آخر مین چہل حدیث اور چہل آثار فاروق اعظم بالفعل چھ جلدین اس کتاب کی تیار ہین۔	[illegible]
[illegible] الصحابہ	اس کتاب مین سات ہزار پانچسو صحابہ کرام کے حالات ہین اردو مین کوئی کتاب ایسی نہین تھی اور نہ ہے سات جلدین تیار ہین اور بہت کم نسخے باقی ہین — فی جلد	۱۲
ترجمہ تاریخ طبری	عربی کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ۔ پہلی جلد تیار ہے۔ جس مین ابتداء آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کے واقعات ہین۔	[illegible]
ترجمہ ازالۃ الخفا	جلد اول ڈبل [illegible] بادامی [illegible] سادہ سفید [illegible]	[illegible]
ترجمہ فتاوی عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کا مجموعہ مین ترجمہ ہر قسم کے مسائل وغیرہ۔	[illegible]
تفسیر آیۃ تطہیر	آیت تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعون کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت مین انھون نے آل عبا کو مراد لیا ہے اہل بیت کی قرآن و سنت سے تعیین۔	[illegible]
تفسیر آیۃ مودۃ القربی	آیہ استکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر [illegible] شیعون کے اس قول کا جواب کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	[illegible]
تحفۂ خلفاء	از مدیر النجم	[illegible]
[illegible]	قبلۂ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب [illegible] از زور ڈال دیا آج تک جواب نہ دیسکے ثابت کر دیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر [illegible] اور سنیون پر الزام ہے ان کے یہان کوئی قرآن کی مدح مین [illegible] بلکہ مسائل مذہب شیعہ کی [illegible]	[illegible]
[illegible] فاروقی	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم مین	[illegible]
[illegible]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ [illegible]	[illegible]
[illegible]	مولفہ مولوی عاشق الہی صاحب [illegible]	[illegible]

النجم

فہرست مضامین

نمبر ۱۹ | ۲۱ر شوال ۱۳۴۵ھ | جلد [illegible]

تحفہ مجددیہ	حضرت استاد المحدثین مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل و شیعہ کا خاندان شاہ ولی اللہ کے لیے لکھا تھا۔	۴ر
تحقیق البیان	بدعات کی تحقیق اور رد [illegible] مصنفہ مولوی اکرام حسین صاحب کاکوروی	۶ر
[illegible]		۳ر
[illegible]	۱۱ نمبر اصلاح کا مناظرہ [illegible]	۳ر
[illegible]	ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا۔	۱ر
مناظرہ بمبئی	بمبئی میں شیعوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے حقیت [illegible] خلافت ثابت کی گئی۔	۳ر
فتح مبین	شیعوں کے [illegible] اصلاح کا [illegible] مناظرہ سے عاجز آکر مغلوب ہونا	۳ر
[illegible]	رنگون میں خواجہ کمال الدین مرزائی سے حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد میں نہایت ہی جامع کتاب ہے۔	۸ر
چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی [illegible] کی جمع کی ہوئی چالیس حدیثیں نماز روزہ کے متعلق۔	۴ر
مجموعہ وظائف مقبولہ	جس میں چھ رسالے ہیں۔ حزب البحر۔ حزب اعظم۔ دعائی [illegible]۔ چہل اسمائے اعظم اسمائے اصحاب بدر۔ شجرہ چشتیہ منظوم	۶ر
احسن الوصایا	[illegible] آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے۔	۸ر
انصاف	صحابہ و ائمہ مجتہدین میں جو مسئلہ فقہی اختلافات ہوئے ان کے وجوہ و اسباب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف [illegible] مدیر النجم کا اردو ترجمہ ہے اصل کتاب مع ترجمہ چھپی ہے۔	۶ر
تقدیر و تدبیر	مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا شرعاً کس درجہ میں ہے فلسفیانہ طریق سے [illegible] مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	۴ر
آفتاب [illegible]	مصنفہ مولوی عبدالحکیم صاحب بنگالی۔	۴ر
ہفت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی	۱ر
فتویٰ [illegible]	تعزیہ داری [illegible] مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ	۱ر
[illegible]	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو مقام بمبئی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب اور مولوی [illegible] صاحب لاہوری سے ہوا	۴ر
رسالہ [illegible]	[illegible] یزید کا [illegible] ہونا ثابت کیا ہے	۴ر
مباحثہ [illegible]	اس [illegible] مباحثہ کی روئداد جو شیعوں سے [illegible] ضلع ہوشیارپور میں ہوا۔	۶ر
[illegible]	شیعیان امروہہ کا رسالہ [illegible] جواب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ میں دیا ہے [illegible]	۴ر

دفتر النجم کے ذخیرہ کتب کی فہرست

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت
علم الفقہ از مدیر النجم	فقہ حنفی کی کتب ضروری مسائل بطرز فہم اردو میں مرتب کیے گئے ہیں (۱) زبان اسکی صاف اور سلیس طرز بیان دلکش (۲) ہر مسئلہ کی خصوصاً اختلافی مسائل کی بہت تحقیق محقق اور مفتے بہ مسائل (۳) حتے الامکان کوئی مسئلہ چھوٹنے نہیں پایا نقل کسی دوسری کتاب میں اس کثرت سے مسائل یکجا نہ ملیں گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس (۵) موقع موقع سے احادیث بھی حاشیہ پر (۶) ہر جلد کے آخر میں چہل حدیث اور چہل آثار فاروق اعظم بالفعل چھ جلد میں اس کتاب کی تیار ہیں۔	[illegible]
ترجمہ اسد الغابہ	اس کتاب میں سات ہزار بانچسو صحابہ کرام کے حالات ہیں اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں تھی اور یہ ہے سات جلدین تیار ہیں اور اب بہت کم نسخہ باقی ہیں	[illegible]
ترجمہ تاریخ طبری	عربی کی قدیم مستند تاریخ کا نادر ترجمہ جسمین ابتداے آفرینش سے حضرت موسے علیہ السلام کے زمانے تک کے واقعات ہیں۔ جلد اول ڈبل للعہ بادامی للعہ سادہ سفید للعہ زرد للعہ	[illegible]
ترجمہ ازالۃ الخفا		
ترجمہ فتاوے عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالے کے فتووں کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل دینیہ۔	[illegible]
تفسیر آیہ تطہیر	آیت تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعون کی اس تحریف کا جواب کہ بجائے ازواج مطہرات کے اس آیت میں نعوذ بہ آل عبا کو مراد لیا لہذا اہلبیت کی قرآن و لغت سے تحقیق	[illegible]
تفسیر آیہ سورہ القربے	آیہ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارات شیعون کے اس اقرار کا جواب کہ محبت اہلبیت اجر رسالت ہے۔	[illegible]
مقدمہ آیہ خلافت	از مدیر النجم	[illegible]
تنبیہ الحائرین مع تکملہ	قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے زلزلہ ڈالدیا آجتک جواب دیکے ثابت کردیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور تنقیح الزام جوانکے یہان کوئی تحریف کی روایت نہیں تکملہ میں چالیس پر لطف مسائل مذہب شیعہ کے ہیں	[illegible]
درہ فاروقی	شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم میں	[illegible]
سیرۃ الحبیب الشفیع	رسول خدا صلعم کی سیرۃ صرف قرآن مجید سے لکھی گئی ہے اسمین بے پناہ استدلالات ہیں	[illegible]
نبوت کی ضرورت	از مدیر النجم	[illegible]
مقدس بشارت	عیسائیون کی کتابون سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان	[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

النجم لکھنؤ دور جدید نمبر ۱۹ جلد ۴

رشحات ضروریہ

شوال کے آخری دنون مین پنجاب کا سفر پیش آیا اس سفر کی دعوت کئی سال سے آرہی تھی اب کی مرتبہ اصرار زیادہ ہوا۔ اس سفر کے حالات جناب مولوی عبد اللہ صاحب بٹالوی رفیق سفر کے قلم سے آیندہ پرچہ مین ہدیہ ناظرون کے جاینگے جسمین چند عبرت کے سبق ہین اختصار سے بہت کام لیا گیا ہے۔ مائتین کا سلسلہ اور تفسیر آیات کا سلسلہ کئی نمبرون مین دوسرے ضروری مضامین کے باعث ملتوی ہے لیکن انشاء اللہ تعالی سال کا آخری پرچہ جو ۲۱ ذیحجہ کا پرچہ ہوگا آیت بیعت کی تفسیر پر شامل ہوگا۔

بار ہا ظاہر کیا گیا کہ یا تو النجم کا حجم بڑھنا چاہیے یا اسکی اشاعت مہینہ مین دو بار سے زائد ہونی چاہیے تاکہ ضروری مضامین بھی شائع ہوتے رہین اور مائتین اور تفسیر آیات کا سلسلہ بھی قائم رہے مگر بغیر توسیع اشاعت کے یہ ناممکن ہے وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العٰلمین۔

سہیل لکھنؤ کے اوپر ایک مضمون تو اسی جلد کے نمبر ۹ مین لکھا گیا تھا جسکا آجتک جواب نہین ہوسکا اب انکے خاص مبحث تحریف کا حامل المتن جواب دو نمبرون سے نکل رہا ہے اور انشاء اللہ اس بحث کا پورا جواب دئے بغیر یہ سلسلہ ختم نہوگا۔ آیندہ بھی وہ اس بحث مین جو کچھ لکھین گے خرافات ہی ہو تو انشاء اللہ تعالی بے جواب نہ چھوڑا جائیگا اور بحول اللہ وقوتہ یہ بات منوالی جائیگی کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور یہ کہ مذہب شیعہ کو اصل عداوت قرآن شریف کے ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و دلائل نبوت کے ساتھ ہے۔

سہیل نے بھی بالآخر وہی کیا جو اسکی اخوات سے اب تک ہوتا رہا یعنی اول تو انہے اپنے پرچہ کو النجم سے چھپایا جب رسالہ اصلاح کے ذریعہ سے اسکے نکلنے کی خبر ملی اور نیز دو پرچہ النجم مین اسپر مضامین لکھے گئے اور انہے بھی اپنی اس حرکت کا معیوب ہونیکے علاوہ بے نتیجہ ہونا بھی اچھی طرح محسوس کرلیا تو اپنا پرچہ بھیجنے

بیاد لاہین بھیجنا شروع کیا النجم بھی انکے یہان جانے لگا۔ کل چار پرچے یعنی نمبر ا تک آئے تھے کہ یکایک انہے
دیکھکر کہ النجم مین اسکی کار روائیان ظاہر کیجارہی ہین بیاد لہ بند کر دیا مگر النجم اب تک برابر بھیجا گیا سنا گیا ہے
اگر سہیل کی کسی تازہ اشاعت مین النجم پر دروغگوئی کا الزام لگایا گیا ہے اور یہ لکھا گیا ہے کہ سہیل تو دفتر
النجم مین جاتا ہے مگر النجم دفتر سہیل مین نہین آتا یہ اچھا مناظرہ سہیل کے پردہ نشین محقق نے تجویز کیا ہے۔

مگر ان محقق صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا ان خرافات کے ماننے کو تیار نہین ہے جھوٹ بولنا انکا کام
ہے جو قرآن کریم پر ایمان نہ رکھتے ہون انما یفتری الکذب الذین لا یومنون۔ جھوٹ بولنا انکا کام
ہے جنکے مذہب مین دین کے ۹/۱۰ حصہ جھوٹ بولنے مین ہین جنکے ائمہ کا بلکہ اُنکے خدا کا دین تقیہ ہے دیکھو اصول کافی
اہل سنت کی صداقت کا آفتاب تو ایسا روشن ہے کہ شیعون کے ائمہ معصومین کے اصحاب نے ائمہ کے سامنے
گواہی دی کہ شیعون مین امانت ہے صدق ہے وفا ہے اور شیعہ ان تینون صفتون سے محروم ہین ائمہ نے
اس گواہی کو برقرار رکھا یہ دوسری بات ہے کہ جنت کا مستحق شیعون ہی کو قرار دیا تا کہ جنت جھوٹ بولنے
اور خیانت اور غداری کرنے ہی سے ملتی ہو۔ دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۲۳

خیر اب ہم اس فضول قصہ کو ختم کرتے ہین اور اسکے بعد بھی اگر سہیل کے پرچے نمبر ۲۱ سے تازہ اشاعت
تک ہمارے دفتر مین نہ آگئے تو النجم بھی انکے نام بند کر دیا جائیگا۔

سہیل والون کو یہ اطمینان ہے کہ النجم انکو اپنے دوسرے رسالہ الواعظ کے دفتر سے ملجائیگا یہ بھی نہین تو
کسی کو بھیجکر دفتر سے منگوا لین گے لیکن سہیل کا حاصل کرنا خصوصاً دفتر النجم کیلئے دشوار ہوگا اچھا پھر ایسا ہی سہی
بھی بہین زیادہ کد و کاوش کی ضرورت نہین اگر انکی مصلحت اور انکی مذہبی تعلیم اسی کی مقتضی ہے تو وہ
ضرور ایسا ہی کرین۔ سہیل کے چوتھے مضمون کا جواب ہم لکھ چکے ہین اور ہمارے نزدیک بلکہ تمام اہل
ایمان کے نزدیک مسئلہ ایمان بالقرآن کے بعد کسی دوسرے مسئلہ مین شیعون سے تخاطب کرنا بالکل بے ضرورت ہے

رنگیلا رسول نام کی جو کتاب آریون نے لکھی تھی جسمین بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس
مین گستاخی کر کے مسلمانونکی دل آزاری اس طرح کی گئی تھی کہ بغیر مسلمانون کے استغاثہ کئے ہوئے خود
گورنمنٹ نے اسپر مقدمہ چلایا اور مصنف کو سزا دی یہ واقعات اخبارون مین برابر شائع ہوتے رہے
اب معلوم ہوا کہ پنجاب ہائی کورٹ نے اپیل مین مصنف کو بالکل بری کر دیا۔ اسلامی اخبارات نے

اسپر صدائے احتجاج بلند کی ہے مسلمانون کو چاہیئے کہ اپنے اپنے شہر مین بڑے بڑے جلسہ کر کے اس فیصلہ پر اپنی
ناراضمندی کا اظہار کرین اور گورنمنٹ کو اسکی اطلاع دین۔ اگر ہم اس موقع پر خاموش رہے اور جو قانونی
کارروائی کیجا سکتی ہے وہ بھی ہمنے نہ کی تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا ہم اپنے آقائے نامدار سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو برداشت کر گئے نعوذ باللہ منہ۔

یہ انکشاف بھی کچھ کم قابل عبرت نہین ہے کہ کتاب مذکور یعنی رنگیلا رسول تمام تر شیعون کی کتاب
گنجینہ مطاعن اور ہفوات المسلمین سے اخذ کر کے لکھی گئی ہے کیا اب بھی مسلمان اسکو محسوس نہ کرینگے کہ دشمنان
اسلام کو شیعون سے کس قدر مدد مل رہی ہے۔

مکہ معظمہ کا ایک مکتوب

اس سال ناچیز مدیر النجم کے بہت سے احباب حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے ہین اللہ تعالی ان
سب کو حج مبرور عطا فرمائے اور سالماً و غانماً واپس لائے آمین۔

انھین مین میر سید علی صاحب دریابادی بھی ہین جو بوقت روانگی لکھنؤ مین مجھسے ملنے کیلئے آئے
اگر مین سفر پنجاب مین تھا پھر بمبئی سے انھون نے خط بھیجا جواب مانگا مگر وہ خط بھی بعد از وقت مجھے ملا۔
اور انھین مین جناب مولانا حکیم سید شاہ وزیر حسین صاحب اشرفی کچھوچھوی ضلع مونگیر متوطن صوبہ بہار ہین
آپنے مرزا غلام احمد قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کا جواب لکھا ہے جو چھپکر شائع ہو چکا ہے آپنے مکہ معظمہ سے
ایک خط بھیجا ہے چونکہ وہ خط ذوق و محبت کی ایک موج ہے اس لئے اسکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

۳۰ - رمضان روز سہ شنبہ - از مکہ معظمہ

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا صنمے کہ بر جمالش دو جہان نثار بادا

مولانا المحترم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بحمد اللہ میرے تمام ہمراہی جنکی تعداد ۵۳ ہے بخیریت تمام ۱۰ رمضان
شریف کو مکہ معظمہ پہونچے۔ جدہ سے موٹر مین بیٹھکر دو ڈھائی گھنٹہ مین مکہ معظمہ پہونچ گئے کرایہ ... دیا گیا اور اسباب
کا اونٹ دوسرے دن پہونچا چونکہ میرے ساتھیون نے سفر کے عذر سے جہاز مین روزہ نہین رکھا اس لئے مکہ معظمہ پہونچکر
ارادہ کر کے ۱۲ - رمضان شریف سے روزے رکھے عمرے کے تہجد پڑھی اور حرم شریف کی حاضری تو ضروری ہے ...
مولانا ابھی تک میرے ساتھیون نے مکہ کی کسی اور زیارت کو نہ دیکھا انشاء اللہ بعد رمضان شریف سب جائینگے۔ میری
حاضری یہ چوتھی مرتبہ ہے پہلے اسکے عمرہ کیلئے مسجد تنعیم دن کو جانا خطرہ سے خالی نہ تھا اب تمام رات اور دن

حجاج پیدل جاتے ہیں گدھے پر موٹر پر جاتے ہیں اور کوئی ڈکیتی بھی نہیں راہ میں چوکیاں ہیں۔ پولیس نگران ہے کسی کی مجال نہیں کہ آنکھ اٹھا کر دیکھے تقریباً چھ میل کی مسافت ہے اور کرایہ موٹر گدھا گاڑی کا فی کس آمد و رفت ایک روپیہ ہے۔ اس سال حاجیوں کی کثرت سے مکان کے کرایہ زیادہ ہیں اور حرم شریف کے قریب تو گویا تمام مکان اٹھ چکے ہیں لئے سنا ہیں کہ چھیالیس ہزار حاجی آچکے اور آنے والے ہیں۔

مولانا عجب سمان ہے ایک سیاہ پوش معشوق ہے[1] جسکے گرد عشاق ذوق و شوق میں چکر لگاتے ہیں کوئی پردہ پکڑ کر گریہ زاری میں مشغول ہے اور کوئی مقام ابراہیم میں اور حطیم میں دعا میں جد و جہد کر رہا ہے غرض ہم لوگ سیہ کار و گنہگار بھی جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کرتے ہیں۔ اور اماکن مقدسہ میں جناب کے لئے اور آپکے اہل اور بچوں کیلئے دعائے[2] مغفرت[3] اس عاجز نے کی خدا شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی آنکھ کو بھی ان زیارتوں سے روشن کرے[4]

میں نے ایک عزیز کے پاس آپ کی کتاب علم الفقہ حصہ پنجم جس میں حج کے متعلق مسائل ہیں دیکھی میرے ساتھ اور کتابیں بھی ہیں کسی وقت مسائل میں آپ کی کتاب سے بھی مدد ملی اسکے مسائل نپے تلے ہیں لیکن مختصر ہے۔

اب آپ ہم لوگوں کیلئے حج مبرور و زیارت مقبول کیلئے دعا فرمائیں۔ پانچویں شوال تک قافلہ مدینہ طیبہ جائیگا اور وہاں آٹھ دن عموماً قافلہ رہتا ہے لیکن میری کوشش ہے کہ مدینہ منورہ میں کم سے کم چالیس دن ٹھہروں اسکے متعلق تدبیر کرتا ہوں۔

یہ خط لکھا ہوا رہ گیا اس لئے پھر گذارش ہے آج بروز یکشنبہ یہاں عید کی نماز ہوئی سبحان اللہ نماز بڑی شان سے ہوئی سلطان ابن سعود تو نجد میں ہیں ان کے بیٹے امیر فیصل تھے نماز میں خطیب صاحب نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے چھ تکبیر اور دوسری میں بھی قراءت سے پہلے پانچ تکبیر کہی خطبہ دیر تک بیان کرتے رہے اور اسمیں توحید اور شرک باللہ کی توضیح کی۔ ہم لوگوں کا وقت بدولت ہو گیا انشاء اللہ۔ شوال تک قافلہ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیگا میرے ہمراہی کمزور ہیں اور کھانسی زکام بخار میں مبتلا ہیں خدا شفا دے۔ بچوں کو دعا فرمائیے۔ والسلام۔ نجابت حسین عفا عنہ

[1] اس فقرے نے مولانا جامی کے یہ اشعار یاد دلا دیئے ؎ رو بحرم کن کہ دران خوش حریم ؍ ہست سیہ پوش نگارے مقیم ؍ قبلۂ خوبان حرم روئی او ؍ سجدۂ مشتاقان عجم سوئی او ۱۲ [2] جزاک اللہ تعالیٰ ۱۲ [3] اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے و یرحم اللہ عبداً قال آمینا ۱۲ [4] الحمد للہ ثم الحمد للہ ۱۲ [5] مجھ کو بھی امید ہے کہ آپ مجھے مدینہ منورہ میں بھی فراموش نہ کریں گے اور سرور دو جہان ارواحنا فداہ کے سامنے میرا سلام عرض کریں گے۔ کیا حال آپکا اسوقت ہوگا جب آپ مدینہ منورہ پہنچیں گے خدا کرے اسوقت آپ کی یہ حالت ہو کہ ؎ تا بروضت عرب سودائی تو ورزیدہ ام فارغ ز نور کرم بچشم اشکبار ترا دیدہ ام۔ اور کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ سے واپسی ہوگی ؎ دل از شکیبائی بسر راہ وداع تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود۔ خدا آپ کو یہ عظیم الشان دولت مبارک کرے اس دور افتادہ کی التجا صرف اتنی ہے کہ ؎
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ؍ بیاد آر حریفان بادہ پیما را ۱۲

رسالہ اصلاح کے ایک مضمون کا جواب

آج روز رسالہ الاصلاح مجریہ ماہ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ جلد ۱۲ کے صفحہ ۵ مضمون موعظہ ۱- رمضان المبارک نظر سے گذرا جسکو بندہ نے اول سے آخر تک پڑھا پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ تک پہنچا کہ اہل تشیع نے تختہ مشق ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا رکھا ہے۔ اور یہی چاہتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمین شریفین کو جو علی الامکان بری از نقائص نہیں خیال کرنا چاہئے بلکہ چوٹی سے ایڑی تک ہر فرد بشر اہل تشیع اسی سعی بلیغ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیبیاں کو بوجہ اس امر کے کہ اہل سنت و الجماعت کل دنیا کی مستورات سے انکا رتبہ اعلیٰ و ارفع یقین کرتے ہیں۔ ہم ضرور خواہ مخواہ ایمان سے خارج ہو کر ہمیشہ کیلئے واصل جہنم کیوں نہ ہو جائیں لیکن ضرور آپکی پاک امن اور فرد امہات المؤمنین کو بری از نقائص نہیں کہینگے بلکہ وہ قبیح لفظ آپکی شان پاک میں استعمال کرینگے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قلب مبارک کو اذیت رسانی حد درجہ کی ہو۔ معاذ اللہ۔ چنانچہ صاحب مضمون نویسندہ مضمون بالا اس آیۂ کریمہ قرآن اہلسنت والجماعت سے لکھتے ہیں کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطہرکم تطہیراً آپ تمام آیۂ کریمہ کو چھوڑ کر اہل البیت پر جرح و قدح کرتے ہیں کہ اہل البیت کون ہیں اور کون ہو سکتے ہیں۔ اور وہ دلائل قرآنی سے ثابت کرکے لکھتے ہیں کہ آیات قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازواج نبی صلعم بیرون از اہل البیت عظام ہیں۔ اور پھر جناب کا جب اس پر بھی اکتفا نہیں ہوتا۔ تو مجتہد زمانہ ہو کر طراز ہیں۔ کہ آیۂ کریمہ میں اگر باری عز اسمہ کا تقاضا پاک از رجس ازواج مطہرات نبی کریم مقصود ہوتا تو جناب اللہ صاحب ضمیر جمع مونث استعمال میں لاتے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات عورتیں اور جناب پنجتن پاک پانچ ہیں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمارے قرآن اہل سنت والجماعت موجودہ کے اندر ہمارے خداوند عالم نے ہر مقام پر جہاں بھی امر بالصلوۃ اور بالزکوۃ وغیرہ فرمایا ہے۔ کیا کہیں مونث کا لفظ مذکور ہے۔ اگر مذکور نہیں ہے۔ تو کیا اس سے مراد مالک حقیقی کی یہی تھی کہ مخصوص مذکر ہی اس امر کی مستحق ہیں۔ اور مکلف بھی یہی رہینگے مونث ہمیشہ اس سے خارج تصور کیا جائینگی لیکن یہ بات بھی ہرگز نہیں تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ضمیر مونث باری تعالیٰ نے کیوں استعمال نہیں فرمائی اسکی وجہ بیان کرو۔

جب سرکار لفظی بحث سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر معنی کیطرف متوجہ ہو کر دریافت کرتے ہیں۔ کہ اس آیۂ کریمہ کا مصداق وہی ہو سکتا ہے کہ جو ہر برائی سے پاک ہو چونکہ مشیت ایزدی اس امر کو چاہتی ہے کہ میں اہل البیت کرام کو ہر رجس سے پاک کر دوں اور کر دیا ہے تو پھر کیا ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ خلاف تقاضا باری

عز اسمہ ہو ہم بھی کہتے ہین۔ کہ یقیناً یہ امر مسلّم ہے کہ جس بات کو اُسکی ذات چاہتی ہے وہ اسی طرح سرانجام پذیر ہوا کرتا ہے۔ اور ہم اہل سنت والجماعت یہ کہتے بھی نہین ہین کہ اہل البیت رجس سے پاک نہین تھے۔ معاذ اللہ۔ اور جناب کہتے ہین۔ کہ خدا کا قرآن ازواج النبی کے خلاف شاہد ہے۔ یعنی قرآن متعدد جگہ پر حضور سرکار مدینہ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کی برائی بیان کرتا ہے۔ اب سرکار ان آیات کو پیش فرماتے ہین۔ اور قبل از پیش کردہ آیات قرآنی کے سرکار رائے زنی کرتے ہین۔ کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ انہین یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین برائی تھی اور اس برائی سے انہین خدا نے روکا ہے۔ اگر اسی قرآن مجید کی آیتین جتلاتین کہ انہین برائیان تھین اور گناہ ان سے ہوتے تھے تو پھر ماننا پڑیگا کہ یا قرآن مین اجتماع ضدین ہے یا اہل بیت مین ازواج مطہرات داخل نہین ہین۔

سب سے اول مین جناب سے دریافت کرتا ہون۔ کہ اگر آپ اس آیہ کریمہ کو وسیع بیان کر کے اہل بیت کے وصف کو اور طول طویل ذکر کرتے تو کیا حرج تھا۔ اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر نہ کرتے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو روضۂ پاک کے اندر اذیت قلبی نہ دیتے اور اپنے کو مقہوران خدا مین شامل نہ کرتے تو کیا اچھا تھا۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ جسکے اندر جو چیز ہوتی ہے۔ وہ ضرور اسی حالت مین اُگلی ہوئی باہر آتی ہے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے فرقہ مین کسی کو بھی کم و بیش کہنا ناجائز ہے۔ اس لئے ہر فرد البشر اہل سنت والجماعت اس فعل قبیح سے بری رہتا ہے۔ لیکن برعکس اسکے اہل التشیع کا ہر فرد البشر خواہ کوئی بھی اُنکے سامنے آئے وہ یہ نہین سمجھتے کہ اسکو برا بھلا کہنے سے ہمین کیا ہاتھ آئیگا۔ لیکن حسب الخصلت ضرور کہدیتے ہین خواہ ایمان سے خارج ہی کیون نہو کر ہمیشہ اپنا ٹھکانا جہنم ہی بنانا پڑے۔

صاحب موصوف لکھتے ہین۔ کہ آیت پیش کردہ سے ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تھین۔ اور آپسے سخت سے سخت برائیان سرزد ہوا کرتی تھین۔ چنانچہ اس سے دو ہی آیت قبل ارشاد باری ہے۔ یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لها العذاب ضعفین ترجمہ اے پیغمبر صلعم کی بیبیو تم سے جو کوئی کھلی ہوئی برائی کریگی اسکو عذاب دوگنا ہوگا۔

کیا انصاف کشی اور ایمان فروشی ہے۔ کہ آیت کیا تعلیم دیتی ہے۔ اور دشمنان ازواج النبی صلعم کیا لکھتے ہین خداوند عالم تو ارشاد فرماتے ہین بلکہ یون خیال فرمائیے کہ خداوند کریم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج کو تعلیم فرما رہے ہین کہ اگر تم مین سے کوئی برائی

فعل کھلا سرزد ہوگی تو تم کو ضعفین عذاب دیا جائے گا آیت مین یہ ذکر نہین ہے۔ کہ جنہنے خلاف فعل خلاف رضامندی اللہ و رسول مقبول کیا ہے اسکی سزا تم کو دوگنی ہے۔ تو پھر نہین معلوم کہ کیا وجہ ہے کہ آیت قرآنی تو سبق سکھلا رہی ہے۔ اور معترض حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ازواج مطہرات سے سخت فعل خلاف ہونے کی دلیل بنانا چاہتے ہین کیا خوب دشمنی اور دقیق بینی ہے۔ خدا سے ڈرو اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ایذا قلبی کا باعث ہو کر ہمیشہ کیلئے جہنم کو مت خریدو۔

کیونکہ کوئی شخص بھی نہین چاہتا کہ میری اہلیہ محترمہ کی برائی بیان کی جائے خواہ وہ ادنی سے ادنی ہستی کا بھی کیون نہو اگر آپ صاحبان کسی کے خلاف قلم اٹھا دین تو فوراً وہ ازالۂ حیثیت عرفی کا دعوی آپ کے خلاف دائر کر کے معاوضہ حاصل کر لیگا چنانچہ آپ اسی وجہ کر بھی نہین سکتے لیکن آپ کو خدا اور رسول مقبول صلعم کا ڈر اور خوف بالکل اٹھ گیا ہے۔ کہ آپ بے دھڑک ہو کر آپ کی پاک دامن اور پسندیدہ فرمانبردار اہلیہ محترمہ ام المومنین پر الزام تراشی کرتے ہو کیا خداوند عالم نے تمام روے زمین کے آدمیون مین سے ایک ایسے آدمی بلکہ اعلی و ارفع ہستی کو نہین چنا جسکی شان کا نہوا ہے اور نہ ہوگا کیا اسپر آپ کا ایمان نہین ہے۔ غالباً مین امید کرتا ہون کہ اسپر ضرور آپ کا ایمان ہوگا۔ تو پھر آپ کو یہ عقل نہین تھی۔ کہ آپ اپنے واسطے پاک دامن بیبیان دنیا بھر کی زوجہ سے اعلی ہستی اور پاک دامن تجویز کرتے۔

افسوس کہ خدا کے رسول پر آپ کس قدر دلیری سے الزام باندھتے ہو خدا سے ڈرو شرم کرو شرم کرو اگر ایک آریہ یا پادری آپ کے رسالہ کو لیکر آتا ہے۔ اور آپ کو کہتا ہے۔ تمہارے رسول کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ اپنے لئے بیبیان بھی اچھی اور فرمانبردار نہین منتخب کر سکے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو خواہش نفسانی اس امر پر مجبور کرتی تھی۔ کہ یہی بیبیان ہون گرچہ نیک سیرت نہین ہین۔ تو کیا جو شہوت پرست ہو وہ بھی رسول ہو سکتا ہے تو آپ جواب مین کیا گوہر افشانی فرماوینگے۔ ذرا اپنے گریبان مین منھ کو ڈالو اور چند منٹ اسپر دو آنسو بہاؤ اور خدا سے معافی طلب ہو اور آئندہ ایسی فعل سے باز آؤ اور خوشنودی خدا اور رسول کو حاصل کرو کیونکہ اہل بیت عظام کا کوئی سنی دشمن نہین ہے اور

وہ بھی آپ کی شان پاک میں کوئی ادنی سے ادنی بھی دریدہ دہنی آپ کیلئے سے نہیں کرتا بلکہ رحمت انکی شان میں نغمہ سرائیان کرتا ہے۔
(باقی آیندہ)

بقلم خاکسار محمد عفی اللہ عنہ (ساہیوالی)

از مدیر النجم عافاہ ربہ

یہ مضمون مین نے سرسری نظر سے دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ میرا رسالہ تفسیر آیۂ تطہیر میرے بھائی کی نظر سے نہیں گذرا ورنہ یہ تحریر انکی اگرچہ اصلاح کے جواب مین اس وقت بھی بفضلہ تعالی کافی و وافی ہے لیکن تفسیر آیۂ تطہیر کے دیکھنے کے بعد بہت زیادہ قوی ہوجاتی آیت تطہیر مین ضمیر کے مذکر لانے کے بہتر سے بہتر وہ جواب اسمین دیئے گئے ہین اور بعونہ تعالی اچھی طرح ثابت کردیا گیا ہے کہ
(۱) آیۂ تطہیر مین لفظ اہل بیت سے مراد انکی ازواج مطہرات ہین انکے سوا کوئی اور مراد ہو ہی نہیں سکتی
(۲) محاورۂ قرآنی مین اہل بیت سوا زوجہ کے کسی کو نہیں کہا گیا۔
(۳) لغت عرب مین بھی اہل بیت سوا زوجہ کے کسی کو نہیں کہتے۔
(۴) مذکر کی ضمیرین آیۂ تطہیر مین ایک خاص سبب سے اور ایک خاص محاورہ عرب کے مطابق ہین۔
(۵) قرآن مجید مین لفظ اہل بیت کیلئے ہرجگہ مذکر کے صیغے اور ضمیرین مستعمل ہین اور ان مین سے اکثر مقامات باتفاق فریقین سوا عورتون کے کوئی مراد نہیں۔
ان مطالب کے علاوہ اور بہت سے نفیس اور ضروری مطالب اس تفسیر مین بیان کئے گئے ہین جن کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

رسالہ تحریف وید - نہایت محققانہ دلائل سے وید کا محرف ہونا ثابت کیا ہے   قیمت ۴/
مباحثہ بکیریان - اس معرکۃ الآرا مباحثہ کی روئداد جو شیعون سے بمقام بکیریان ضلع ہوشیارپور ہوا قیمت ۶/
معرکۂ رنگون - رنگون مین خواجہ کمال الدین مرزائی و حضرت مولنا مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد مین نہایت ہی جامع کتاب ہے۔   قیمت ۸/

المشتہر منیجر النجم لکھنؤ پاٹانالہ

صحیفۂ کاملہ مین یا کالیونکاری دہ مین ایمان بالقرآن کے مسئلہ مین مجتہدین شیعہ وغیرہ کے آخری کہنے کی تضلیل

(نمبر ۲)

سنئے آپ کے علامہ محسن کاشی اپنی تفسیر صافی مین جسکا حوالہ آپ دے چکے ہین اپنی کتابون سے روایات تحریف قرآن نقل کرنے کے بعد فرماتے ہین۔

اقول ویرد علی ہذا کلہ اشکال وھو انہ علی ہذا التقدیر لم یبق لنا اعتماد علی شیء من القرآن اذ علی ہذا یحتمل کل آیۃ منہ ان یکون محرفا ومغیرا ویکون علی خلاف ما انزل اللہ فلم یبق لنا فی القرآن حجۃ اصلا فتنتفی فائدتہ وفائدۃ الامر باتباعہ والوصیۃ بالتمسک بہ الی غیر ذلک ایضا قال اللہ عزوجل وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وقال انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر وایضا قد استفاض عن النبی صلی اللہ علیہ والہ والائمۃ صلوات اللہ علیہم حدیث عرض الخبر

مین کہتا ہون کہ ان تمام روایات پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس صورت مین ہمکو قرآن کے کسی جز پر اعتبار نہ رہیگا کیونکہ ہر آیت مین یہ احتمال ہے کہ وہ محرف ہو اور ما انزل اللہ کے خلاف ہو پس ہمارے لئے قرآن مین حجت نہ رہی بالکل حجت باقی نہ رہی اور قرآن کا فائدہ اور اسکے اتباع کے حکم دینے اور اسکے ساتھ تمسک کی تاکید کرنے کا فائدہ مفقود ہوگیا۔
نیز اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ قرآن عزت والی کتاب ہے باطل اسکے سامنے سے آسکتا ہے نہ اسکے پیچھے سے اور فرمایا کہ ہمین نے اتارا اس ذکر کو اور ہم تحقیق ہم اسکی حفاظت کرنیوالے ہین پس تحریف و تغییر قرآن تک کیسے پہونچ سکتی ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ صلوات اللہ علیہم سے منقول ہے کہ جو حدیث روایت کی جائے اس کو

المراد یعلی کتاب الله لیعلم صحته ممن اتفقه وسادة بخالفته فاذا کان القرآن الذی بین ایدینا محرفا فما فائدة العرض۔

کتاب اللہ پر پیش کرو تاکہ اگر کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسکی صحت معلوم ہو جائے اور کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اسکا غلط ہونا معلوم ہو جائے مگر جب قرآن جو ہمارے سامنے ہے محرف ہوا تو پھر پیش کرنے کا کیا فائدہ۔

کیون محقق صاحب! اب تو آپ کی تسکین ہوئی اچھا آگے چلئے اپنے چوتھے سوال کا جواب لیجئے۔

عبارت سہیل

(۴) کیا جناب بتا سکتے ہین کہ قرآن جو حضرت عثمان نے ہزارون کی تعداد مین پھونکے ان قرآنون نے کیا خطا کی تھی کیا وہ حضرت عثمان کی رائے کے خلاف تھے یا نہین کوئی قبیح بات مندرج تھی یا وہ منزل من اللہ نہ تھے یا وہ واجب الاحترام نہ تھے۔ اور سب سے زائد اس بات کا جواب مرحمت ہو کہ جن صحابہ کے وہ مصحف تھے انکا ایمان انھین قرآنون پر تھا یا کسی اور قرآن پر۔ یہ تو معلوم ہے کہ یہ لوگ اپنے قرآن کو قرآن سمجھتے تھے اور ان کا ایمان اُنھین قرآنون پر تھا حالانکہ مولوی عبدالشکور صاحب سا صحابہ پرست اسبات پر مجبور ہے کہ ان صحابہ کے ایمان مین قدح کرے کیونکہ وہ اس قرآن کے علاوہ تھے جو حضرت عثمان نے جمع کیا ہے اور انکے نزدیک وہ جلا دینے کے قابل تھے۔ پھر ان جلائے جانیوالے صحفون مین حضرت حفصہ کا قرآن بھی تھا پھر دیکھئے ام المومنین کے ایمان پر عبدالشکور سا فرزند لائق کیا فتوی دیتا ہے تحریف سے آیتون کا ضائع ہونا اسی طرح ہے جسطرح جلانیسے آیتین ضائع ہو گئین پھر اگر جلانیسے ایمان بالقرآن کو کوئی صدمہ نہین پہونچا تو تحریف سے ضائع ہو جانیکی وجہ سے کیون پہونچیگا عبدالشکور صاحب چونکہ ذہب اسد بورہم مین داخل ہین اس لئے انکی نظر مین نہ جلانیوالا برا معلوم ہوتا ہے نہ تحریف کرنے والا اور پھر آپ کو ایمان کا دعوی ہے۔ حیا و غیرت بازار مین فروخت ہوتی تو ہم مین خرید کرکے مفت حاضر کرتا مگر افسوس کہ وہ صرف مومن کا حصہ ہے من لاحیاء له لا ایمان له

جواب

حضرت عثمان کا ہزارون کی تعداد مین قرآن کا پھونکنا آپ کا افترا ہے جس کو آپ کسی روایت سے ثابت نہین کر سکتے۔ اپنے افترا کا جواب ہمسے مانگتے ہین یہ کمال جسارت اور کمال حیا ہے۔ عند التحقیق حضرت عثمان سے ایک قرآن کا جلانا بھی ثابت نہین ہو سکتا چہ جائیکہ ہزارون۔

اول تو روایت مین راویون کا شک ہے کہ لفظ تحرق بحاء حطی ہے یا تخرق بخاء معجمہ یعنی جلانیکا حکم دیا تھا یا پھاڑنے کا پس جب شک پڑ گیا تو کسی ایک صورت کا متعین کر دینا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ دوم یہ تصریح موجود ہے کہ جن مصاحف کو مفقود کیا گیا ان مین یادداشت کے طور پر بعض جگہ تفسیری الفاظ اور بعض جگہ منسوخ التلاوۃ آیات لکھی ہوئی تھین جنسے آیندہ نسلون کو اشتباہ پڑنے کا اندیشہ تھا بالفرض ایسے نسخون کو جلایا بھی گیا ہو تو اس کو دنیا مین کوئی شخص قرآن کا جلانا نہین کہہ سکتا۔ قرآن اور غیر قرآن کے مجموعہ کو کون قرآن کہہ سکتا ہے۔

علامہ محمد طاہر گجراتی مجمع بحار الانوار جلد اول مین لکھتے ہین۔

امر ان یحرق بما سواه فی کل صحیفة او مصحف وروی یخرق بخاء معجمة ولعله حرق بعد ان خرق وانما جاز حرقه لان المحروق هو المنسوخ او المختلط بغیره من التفسیر او لغة قریش او القراءة الشاذة وبه رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عنده من الرسائل فیها ذکر الله۔

حضرت عثمان نے حکم دیا کہ اس صحیح اور خالص قرآن کے سوا جو صحیفہ یا مصحف ہے وہ جلا دیا جائے اور بعض روایات مین یخرق ہے یعنی پھاڑ دیا جائے شاید یہ ہوا ہوگا پھاڑنیکے بعد جلا دیا گیا ہو۔ اور جلانا اسوجہ سے جائز ہوا کہ جو جلایا گیا تھا وہ منسوخ تھا یا تفسیری الفاظ یا لغات غیر قریش یا قرات شاذہ کے ساتھ مخلوط تھا اسی وجہ بعض لوگون نے اجازت دی کہ جو خطوط وغیرہ جمع ہو جاتے ہین انکو جلا دینا جائز ہے اگرچہ انمین اللہ کا ذکر ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کے متعلق جو کچھ کام کیا وہ تمام صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے کیا یہان تک کہ حضرت علی مرتضی سے انکی بہت تعریف اس معاملہ مین منقول ہے لطف تو یہ ہے کہ طعن احراق قرآن کے جو جواب علماء اہلسنت نے دیئے ہین ان جوابات کی تعریف علماء شیعہ نے بھی کی ہے چنانچہ علامہ ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین

وقد اجاب الناصرون لعثمان عن هذه الاحداث باجوبة مستحسنة وهی مذکورة فی المطولات۔

عثمان کے طرفدارون نے ان اعتراضون کے عمدہ عمدہ جواب دیئے ہین جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین۔

مگر باین ہمہ پردہ نشین محقق صاحب اس اعتراض کو آج عقدہ لاینحل ظاہر کرکے اس طمطراق کیساتھ

پیش فرما رہے ہین۔

ایک اور بات جو آپ نے بڑے اہتمام سے پوچھی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کا بالاتفاق اسی قرآن پر تھا اب اسی قرآن کے درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے جن صحابہ کے متعلق بعض روایات مین بیان ہوا ہے کہ انھون نے کوئی مصحف مرتب کیا تھا جیسے ابی بن کعب یا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وہ بھی اسی قرآن کا درس دیتے تھے چنانچہ آج قرای سبعہ کی متواتر سندون مین یہی قرآن اسی ترتیب کے ساتھ ہے کہ جو کاست ان حضرات سے بھی منقول ہے۔ اسی بنا پر محققین نے اسکا قطعی انکار کیا ہے کہ کسی صحابی نے کوئی مصحف کسی دوسری ترتیب سے مرتب کیا تھا علامہ ابن حزم کتاب الفصل جلد ثانی [illegible] مین لکھتے ہین۔

وما نقولھما ان مصحف عبد اللہ بن مسعود خلاف مصحفنا فباطل وکذب وافک مصحف عبد اللہ ابن مسعود انما فیہ قراءتہ بلا شک وقراءتہ ھی قراءۃ عاصم المشھورۃ عند جمیع اھل الاسلام فی شرق الدنیا وغربھا نقرأبھا کما ذکرنا۔

اور لوگون کا یہ کہنا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ کا مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا بالکل غلط اور جھوٹ اور بہتان ہے عبد اللہ بن مسعود کا مصحف بلاشک وہی ہوگا جسمین انکی قراءت ہے اور انکی قراءت وہی ہے جو عاصم کی قراءت ہے جو تمام اہل اسلام مین مشہور ہے کیا مشرق مین اور کیا مغرب مین اور ہم لوگ اسی کو پڑھتے ہین جیسا کہ ہمنے بیان کیا۔

اب پردہ نشین محقق صاحب ارشاد فرما ئین کہ جب یہ قصہ ہی من گڑھت ہے کہ کسی صحابی نے کوئی اور مصحف ترتیب موجود کے خلاف لکھا تھا اور اس من گڑھت قصہ کی تکذیب قرای سبعہ کی متواتر سندون سے ہوتی ہے کہ وہ اسی قرآن شریف کو ان صحابہ سے بھی روایت کرتے ہین تو اب ہم آپ کی تقریرات کا جو بناے فاسد علی الفاسد ہین کیا جواب دین سوا اسکے کہ خدا سے دعا مانگین کہ آپ کی سراسیمگی اور پریشانی پر رحم کرے۔

[illegible] اس عبارت مین آپ نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ حضرت عثمان کے جلانیسے قرآن کی [illegible] جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ بھی منکر تحریف نہین ہین اور اپنے کو منکر تحریف [illegible] آپکا تقیہ تھا۔ پردہ نشین محقق صاحب سچی بات چھپانیسے چھپ نہین سکتی۔

باقی رہے آپ کے بازاری الفاظ تمسخر و استہزا کے ان کا جواب ہم کچھ نہین دیتے سوا اسکے کہ خدا کی قدرت ہے کہ تعزیہ پرست علم پرست پنجہ پرست ہم کو صحابہ پرست کہتے ہین مگر یاد رہے ہم خدا پرست ہین اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہین کرتے۔ ام المومنین کی نسبت جو آپ نے لکھا یہ شیوہ آپ ہی لوگون کا ہے کہ قرآن کریم کے ممدوحین سے بغض و عداوت رکھتے ہین انکی شان مین گستاخیان کرتے ہین۔

اور حیا کے متعلق جو آپ نے لکھا اسکی بابت عرض ہے کہ حیا اگر بازار مین بھی بکتی تو آپ کو زیادتی تو آپ اسکے خریدار بنتے جنکے امامون کا یہ شیوہ ہو کہ لوگون کے سامنے ننگے ہوجاتے ہون ان کو حیا سے کیا تعلق ہے

امر یدان رو بسوی کعبہ چون آریم چون
رو بسوی خانہ خمار دارد پیر ما

[illegible] آپ کی کتابون سے آپ کے [illegible] کی حیا کے بہت واقعات دکھائے جاسکتے ہین وہ ایک اس وقت بھی سن لیجئے آپکی بڑی معتبر کتاب کافی کی فروع جلد دوم صفحہ [illegible] مین ہے۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کان یقول من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یدخل الحمام الا بمیزر قال فدخل ذات یوم الحمام فتنور فلما ان اطبقت النورۃ علی بدنہ القی المیزر فقال لہ مولی لہ بابی انت وامی انک لتوصینا بالمیزر ولزومہ وقد القیتہ عن نفسک فقال اما علمت ان النورۃ قد اطبقت العورۃ۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام مین بغیر لنگی کے داخل نہ ہو [illegible] ایک روز حمام مین گئے اور نورہ لگایا جب نورہ انکے بدن پر چھا گیا تو ازار [illegible] ایک غلام نے [illegible] آپ پر [illegible] رہنے کا حکم دیتے ہین [illegible] آپنے [illegible] معلوم نہین کہ نورہ سے شرمگاہ چھپ گئی ہے۔

اس روایت کو دیکھئے اور اپنے امام صاحب کے حیا کی داد دیجئے کہ چونا لگا کر سب کے سامنے بے تکلف ننگے ہوگئے۔ ایک اور روایت بھی سننے کے قابل ہے جسمین ستر عورت کی [illegible] امام صاحب نے بیان فرما کر حیا و غیرت کی انتہا کر دی ہے۔ اسی کتاب فروع کافی صفحہ [illegible] پر ہے۔

عن ابی الحسن الماضی علیہ السلام قال قال العورۃ عورتان القبل والدبر [illegible]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا [illegible] [illegible]

...ما الله بر فتوس بلالیتین واما العقل فاستره بیدك -

چھپا ہوا ہے اور رہا آگے کا مقام اُس کو ہاتھ سے چھپا لو-

یہین آپ کے اماموں کے حیا و غیرت کے حالات پھر آپ کس منھ سے حیا کا نام لیتے ہین۔

اس کے بعد

سہیل نے بڑی لاف زنی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ النجم مین یہ اعلان دیا ہے کہ جو شخص حضرت عثمان کے متعلق قرآن کا جلانا ثابت کرے اسکو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا فرماتے ہین کہ" مین منتظر ہون کہ اس خیالی بنک سے کوئی عطیہ سہیل کیلئے تجویز کیا جائے تب مین مضمون لکھکر بذریعہ عدالت اس رقم کے حاصل کرنے کی کوشش کرون "

اچھا لیجئے خاص سہیل اور سہیل کے پردہ نشین محقق کو لکھا جاتا ہے کہ تم نے تو ہزارون قرآن کے جلانے کا دعوی کیا ہے پچائی تو تمھاری جب ہو کہ ہزارون کی تعداد بھی روایت مین دکھاؤ لیکن مین اس سے قطع نظر کرکے کہتا ہون کہ تم ایک قرآن کا جلانا حضرت عثمان کیلئے ثابت کردو تو پانچ سو روپیہ تم کو دیا جائے گا۔ ایک صحیح روایت کتب اہل سنت سے اس مضمون کی پیش کردو کہ حضرت عثمان نے قرآن شریف کو جلایا یا جلوایا فی الفور پانچ سو روپیہ لے لو۔ اور جو تم نے نہ ثابت کیا اور ہرگز نہ ثابت کرسکوگے تو اس جھوٹی لاف زنی سے سوا ذلت کے تم کو کیا حاصل ہوسکتا ہے۔

سہیل مین اس بحث کے اندر اور بہت سی غیر متعلق اور بیہودہ باتین بیان کرکر کے طول دیا گیا ہے جنکو ہم انشاء اللہ بطور نمونہ خاتمہ مین بیان کرینگے۔ بالفعل ہم اس بحث کو پورا کرنا چاہتے ہین

النجم مین اس بحث کے بعد کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے عقیدہ تحریف کی چند خرابیان بیان کیگئی ہین ان خرابیون کا جواب بھی سہیل مین دیا گیا ہے وہ جواب ایسا ہے کہ کچھ اسکے رد کرنے کی حاجت نہین معمولی عقل کا آدمی بھی اس جواب کو دیکھکر مجیب کی بدحواسی و عاجزی معلوم کرسکتا ہے تعجب ہے کہ شیعہ کیونکر ان خرافات کو پسند کرتے ہین اور ایسی مضحکہ خیز باتون سے کیون اپنے علما کو نہین روکتے۔ اور کیون اس بات کو

نہین سمجھتے کہ ایسے بیہودہ جوابات سے خاموشی ہزار درجہ بہتر ہے۔

النجم نمبر ۱۳ مورخہ ۷ - رجب ۱۳۳۲ھ مین لکھا گیا تھا کہ قرآن شریف پر شیعون کا ایمان ویسا بھی نہین جیسا کہ مسلمانون کا ایمان توریت و انجیل پر ہے مگر اس وقت قرآن موجود پر ایمان نہونے کی خرابیان لکھی جاتی ہین۔ پہلی خرابی یہ ہے کہ اسلام کا ماخذ دو چیزین ہین قرآن و روایات۔ روایات کی بابت فریقین متفق ہین کہ قطعی نہین بلکہ ظنی ہین اب اگر قرآن بھی نہ صرف ظنی بلکہ مشکوک و غیر معتبر ہو جیسا کہ بانیان مذہب شیعہ کی تعلیم ہے تو دین کس بنیاد پر قائم ہوگا۔

اسکے جواب مین سہیل نے پورے چار صفحے سیاہ کر ڈالے جسکا خلاصہ بحذف زوائد یہ چند امور ہین (۱) یہ لفظی گرفت ہے کہ اسلام کا ماخذ نہ کہنا چاہیئے بلکہ اسلام کے احکام کا ماخذ کہنا چاہیے (۲) روایات سب ظنی نہین ہین بلکہ متواتر روایات قطعی ہین (۳) روایات اگر ظنی ہین تو قرآن بھی بحیثیت دلالت کے ظنی ہے دلالت کے اعتبار سے حدیث و قرآن مین کوئی فرق نہین (۴) مذہب شیعہ نے یہ تعلیم نہین دی کہ قرآن مشکوک و غیر معتبر ہے۔

اب جواب الجواب سنئے (۱) لفظی گرفت کا یہ جواب ہے کہ اول تو اس قسم کا مجاز کلام مین برابر مستعمل ہے اسلام تو اسلام مسلمانون کا ماخذ کہا جائے تو بھی صحیح ہے ثانیاً اسلام نام انھین احکام کا ہے۔ اور یہ اضافت بیانیہ ہے لہذا اسلام کا ماخذ اور اسلام کے احکام کا ماخذ ان دونون مین کوئی فرق نہین۔ (۲) روایات متواترہ کے قطعی ہونے کو ہم تسلیم کرتے ہین مگر وہ ہین کتنی ان کا شمار انگلیون پر ہے خود آپ کے علما بھی اس کو لکھ چکے ہین اگر روایات سب متواتر ہوتین یا جس قدر احکام ہین وہ سب یا انھین سے اکثر متواتر روایات سے ماخوذ ہوتے تو البتہ آپ کے اعتراض کی گنجایش ہوتی (۳) قرآن کا باعتبار دلالت کے ظنی ہونا غلط ہے قرآن کی جو آیتین عقائد ضروریہ اور فرائض دینیہ کا ماخذ ہین ہرگز ظنی الدلالۃ نہین کون کہہ سکتا ہے کہ توحید و رسالت و قیامت کا ثبوت قرآن سے ظنی ہے (۴) بیشک بانیان مذہب شیعہ نے قرآن کے مشکوک و غیر معتبر ہونے کی تعلیم دی ہے۔ تمام ناقلان قرآن کے جھوٹے ہونے کی تعلیم کیا تمھاری کتابون مین نہین ہے۔ کیا دو ہزار سے زائد روایتین تحریف قرآن کی تمھاری کتابون مین نہین ہین کیا باوجود اس تعلیم کے قرآن کا ایک حرف بھی قابل اعتبار رہ سکتا ہے۔ کیا تمھارے علمانے اس بات کا

کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن بالکل غیر معتبر ہو جائے۔
قرار نہیں کیا کہ ان روایات
بجز اس کے ان جوابات کے نتیجہ پر غور کرو۔ نتیجہ یہ ہے کہ قرآن موجود پر ایمان ہونے میں کوئی خرابی نہیں
قرآن اگر مشکوک ہو گیا تو ہو جانے دو روایات قطعی تو موجود ہیں اور روایات اگر ظنی بھی ہوں تو
قرآن بھی من حیث الدلالۃ ظنی ہے لہذا ہم روایات ہی کو اخذ دین بنائیں گے قرآن نہیں ہے تو
نہ سہی۔ یہ نتیجہ شیعوں کو مبارک ہے وہ اپنے پردہ نشین محقق صاحب کو خوب شاباشی دیں جو قرآن
موجود پر ایمان ہونے کی خرابیوں کا انکار کرکے شیعوں کا اسلامی فرقوں سے خارج ہونا اچھی طرح
ظاہر کر رہے ہیں۔

قرآن موجود پر ایمان ہونے کی دوسری خرابی النجم نمبر مذکور میں یہ بیان کی گئی تھی کہ کتب شیعہ
میں یہ حدیث مستفیض پائی گئی ہے کہ حدیث رسول یا قول امام کو قرآن پر پیش کرو اگر قرآن کے
مطابق ہو تو اسکو صحیح سمجھو ورنہ غلط سمجھو۔ پس جبکہ حسب روایات شیعہ قرآن قابل اعتبار نہ رہا تو
روایات کس پر پیش کی جائیں اور ان کا صحت و سقم کس طرح معلوم کیا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن
تو مشکوک تھا ہی روایات بھی مشکوک ہو گئیں۔ اسکے جواب میں سہیل نے پورے آٹھ صفحے سیاہ
کئے ہیں جسمیں زیادہ تر فدک کا بے محل رونا روئے ہیں آٹھوں صفحوں کو دیکھ جاؤ تو بحث کے
متعلق صرف دو باتیں ملتی ہیں (۱) تحریف کا قائل ہونیسے قرآن کی بے اعتباری نہیں ہوتی
کیونکہ شیعہ صرف قرآن کے کم ہو جانیکے قائل ہیں اس بات کے قائل نہیں کہ قرآن میں کچھ
اضافہ بھی ہوا (۲) حدیث رسول اور اقوال ائمہ کو قرآن پر پیش کرنے کو نہیں فرمایا کیونکہ حدیث
رسول اور قول ائمہ تو قرآن کے خلاف ہوتا ہی نہیں بلکہ حدیث میں لفظ ما عام ہے مطلب یہ ہوا
کہ دوسروں کے اقوال کو قرآن پر پیش کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پہلی بات کا جواب الجواب بچند وجوہ ہے اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ شیعہ
قرآن میں اضافہ کے قائل نہیں ہیں اور یہ کہ انکی روایات میں اضافہ کا مضمون نہیں ہے
کیا احتجاج طبرسی انکی معتبر کتاب نہیں ہے کیا احتجاج میں حضرت علی مرتضی سے قرآن کی
نسبت یہ الفاظ منقول نہیں ہیں کہ۔

انہم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ	تحقیق لوگوں نے درج کر دیں قرآن میں وہ باتیں جو خدا نے

لیلبسوا علی الخلیقۃ۔	نہ فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو دھوکا دیں۔
... نصیبہ من تلقائہم مایقیمون بہ دعائم کفرہم۔	اور شامل کر دیں قرآن میں اپنی طرف سے وہ باتیں جنسے اپنے کفر کے ستونوں کو قائم کرتے ہیں۔
زادوا فیہ ما ظہر تناکرہ و تنافرہ۔	بڑھا دیں انھوں نے قرآن میں وہ عبارتیں جن کا خلاف فصاحت ہونا اور قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔
والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ من فریۃ الملحدین۔	اور جو کچھ قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی توہین ظاہر ہو رہی ہے یہ سب ملحدوں کی افترا کی ہوئی ہے

کیا تفسیر عیاشی ان کی معتبر کتاب نہیں ہے اور کیا اس میں امام باقر علیہ السلام سے قرآن کے متعلق یہ الفاظ منقول نہیں ہیں

لولا انہ زید فی القرآن ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی۔	اگر نہ ہوتی یہ بات کہ اضافہ کیا گیا قرآن میں اور کمی کی گئی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا۔

دوم یہ کہ قرآن میں اضافہ سے قطع نظر کر کے روایات شیعہ میں الفاظ اور حروف کے بدلے جانے کا بیان بھی ہے
پس جو بات اضافہ میں ہے وہی الفاظ اور حروف کے بدلے جانے میں بھی ہے کہ نہ معلوم موجودہ قرآن میں کون
الفاظ و حروف اصلی ہیں اور کون بدلے ہوئے۔

سوم یہ کہ بفرض محال قرآن میں اضافہ اور تبدیل الفاظ و حروف کی ایک روایت بھی کتب شیعہ میں نہ ہوتی بلکہ
صرف کمی اور خرابی ترتیب آیات و کلمات کی روایتیں ہوتیں تب بھی قرآن قابل اعتبار نہ رہتا کسی عبارت سے
کچھ جملے اور الفاظ و حروف نکال ڈالے جائیں یا اسکے الفاظ اور جملوں کی ترتیب بدل دی جائے اور یہ بھی نہ
معلوم ہو کہ کہاں کہاں ایسا کیا گیا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ عبارت اپنے اصلی مقصد پر قائم ہے یقیناً وہ ساری
عبارت مشکوک ہو جائیگی اور کوئی عقلمند اس کو قابل اعتبار نہیں کہہ سکتا۔

لہذا پردہ نشین محقق صاحب کا یہ کہنا کہ قائل تحریف ہونے سے قرآن کی بے اعتباری نہیں ہوتی ایک
ایسی بیہودہ بات ہے جو انکی بے سوادی کیلئے برابر ہزار دلیل کے ہے۔

اسی سلسلہ میں محقق صاحب نے یہ بھی لکھ مارا کہ اہل سنت ایک سو چودہ زیادتیاں قرآن میں مانتے ہیں کیونکہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم ان کے نزدیک سورہ کا جز نہیں ہے اور منار ... کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
یہ الزام جناب مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ نے ... رد کیا ہے ... دیکھنے کے
قابل ہیں گھبرا کے بدلے کہ وہ سورہ کا جز نہیں ہے مگر قرآن کا جز ہے ... دوسرا الزام

کیا کہ میدان النجم سورہ کو غیر قرآن سمجھتا ہے دوسری گھبراہٹ پہلے سے تیز رہی فرمایا کہ وہ خود مستقل سورت ہے
پھر مولانا نے تیسرا الزام پیش کیا کہ پھر سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ کے بجائے دو سو اٹھائیس ہونا چاہیے
فبہت الذی کفر کیون؟ یہ گھبراہٹ یاد ہے! بھول گئے اُس وقت کچھ نہین بول سکے تو اتنے دنون کے بعد
بولا تو موسم بہار آگیا" انتہی بکلماتہ السخیفۃ السواقیۃ"۔

الجواب جس کو خدا کا خوف نہو جیسا جھوٹ بولنا اسکے مذہب مین عبادت اور سنت انبیاء و ائمہ ہو وہ
جسقدر چاہے جھوٹ بولے کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے لیکن یہ یاد رہے کہ دروغ کو فروغ نہین ہوتا تمھاری بدحواسی جو مناظرہ
اردو مین ہوئی تھی ابتک باقی ہے اُسوقت بھی تم کو ڈر کا تھا کہ ایک سو چودہ بسم اللہ قرآن مین کسی بات
جو سورۂ براءت کے شروع مین تو بسم اللہ نہین ہے ایک سو تیرہ کو مگر بدحواسی یا قرآن کریم سے اجنبی ہونے کا
نتیجہ ہے کہ آج پھر وہی ایک سو چودہ بسم اللہ بتاتے ہین -
مناظرہ اردو مین جب تمنے یہ لغو اعتراض پیش کیا تو یہ جواب دیا گیا تھا کہ بسم اللہ ہر سورت کے شروع
مین مستقل آیت ہے فصل کیلئے نازل ہوئی ہے اُس سورت کا جز نہین ہے اسی واسطے سورت سے علیحدہ کرکے
امتیاز کے ساتھ لکھی گئی ہے اور کسی انسان کا کلام نہین ہے کہ قرآن مین زیادتی کہی جائے:
اس جواب پر تمنے بالکل سکوت کیا اور فبہت الذی کفر کے مصداق بنے۔ بالکل جھوٹ ہے کہ بسم اللہ
کو مستقل سورت کہا گیا مستقل آیت البتہ کہا گیا تھا اور سورہ کو غیر قرآن سمجھنے کا اعتراض بھی تمنے اب کیا
ہے مگر کس قدر بیہودہ اعتراض ہے اچھا جواب سنو! قرآن سے اگر معنی لغوی مراد ہین تو سورہ غیر قرآن نہین
ہے بلکہ ہر سورت بلکہ ہر آیت قرآن ہے اور اگر قرآن سے معنی اصطلاحی مراد ہین کما ھو الظاہر یعنی اس آخری
کتاب آسمانی کا نام تو یقیناً سورہ غیر قرآن ہے کیونکہ سورہ قرآن کے جزو کو کہتے ہین وہ کون بے عقل ہے جو
جزو اور کل مین مغایرت کا قائل نہو۔
اچھا اب اسوقت مین بسم اللہ کے متعلق چند اقوال بھی اکابر علما کے نقل کئے دیتا ہون جنسے صاف ظاہر
ہے کہ ہم اس بات کے قائل نہین ہین کہ وہ کسی انسان کا کلام ہے اور کسی انسان نے اپنی طرف سے
بڑھایا ہے حضرت استاذ الاساتذہ مولانا الشیخ عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص اس بحث مین ایک نفیس
رسالہ تالیف فرمایا ہے جس کا نام احکام القنطرہ فی احکام البسملہ ہے اسی رسالہ سے چند عبارتین
نقل کی جاتی ہین۔

الخامس انها آية فذة ليست من الفاتحة
ولا من سورة اخرى انزلت لبيان مبادي السور
وخواتيمها وهو مختار جماعة من متاخري اصحابنا
كما ذكره السرخسي في اصول الفقه واستدل
لذلك بما رواه المعلى عن محمد انه سئل
عن البسملة فقال ما بين الدفتين كلام الله
وهو قول ابن المبارك وداؤد واتباعه وهو
المنصوص عن احمد بن حنبل وذكر ابو بكر الرازي
انه مقتضى قول ابي حنيفة وهو قول المحققين
من اهل العلم فان في هذا القول جمعا بين
الادلة وكتابتها سطرا مفصلا يؤيد ذلك
كذا في نصب الراية لاحاديث الهداية
للعلامة الزيلعي وفي تحرير الاصول لابن الهمام
الاحق المطابق للواقع انها من القرآن
لتواترها في المصحف وهو دليل تواتر كونها
قرآنا لان الاثبات في المصاحف مع الامر
بالتجريد ملزوم القرآنية وتواتر الملزوم
يدل على تواتر اللازم وتواتر قراءة رسول الله
صلى الله عليه وسلم السور بالبسملة لا
يستلزم كونها جزءا من السور لجواز كون
الافتتاح بها للتبرك بخلاف الترك فانه
يدل على انه ليس منها انتهى وفي شرح
المواهب اللدنية للزرقاني قال السهيلي

پانچوین یہ کہ بسم اللہ ایک جداگانہ آیت ہے سورۂ فاتحہ کا جز ہے اور نہ
کسی اور سورت کا سورتون کے آغاز و اختتام کے بتلانے کیلئے نازل
ہوئی ہے اسی قول کو ہمارے اصحاب متاخرین نے اختیار کیا ہے جیسا کہ
سرخسی نے اصول فقہ مین اسکو بیان کیا ہے اور اسپر اس روایت سے
استدلال کیا ہے جسکو معلی نے امام محمد سے روایت کیا ہے کہ امام محمد سے
بسم اللہ کی بابت پوچھا گیا تو انھون نے کہا کہ دو دفتیون کے درمیان جو
کچھ ہے کلام اللہ ہے - اور یہی قول ہے ابن مبارک اور داؤد اور انکے
پیرونکا اور یہی منقول ہے امام احمد بن حنبل سے - اور ابوبکر رازی نے
بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے قول کا مقتضی بھی یہی ہے اور یہی قول
ہے محققین علما کا کیونکہ اس قول مین تمام دلائل کی تطبیق ہو جاتی
ہے اور بسم اللہ کا علیحدہ سطر مین جدا کرکے لکھنا بھی اسکی تائید کرتا
ہے - ایسا ہی لکھا ہے نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ مصنفہ علامہ
زیلعی مین - اور ابن ہمام کی کتاب تحریر الاصول مین ہے کہ یہی بات
جو واقع کے مطابق ہے یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا جز ہے کیونکہ برابر
مصحف مین منقول ہوتی چلی آتی ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اسکا قرآن
ہونا متواتر ہے کیونکہ مصحف مین اسکو قائم کرنا باوجودیکہ مصحف کو
غیر قرآن سے خالی رکھنے کا حکم تھا قرآن ہونیکو لازم ہے اور ملزوم کا
تواتر لازم کے تواتر پر دلالت کرتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا
بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا جو متواتر ہے تو اس سے بسم اللہ کا جزو سورت
ہونا لازم نہین آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے بطور تبرک کے بسم اللہ سے
آغاز کیا ہو بخلاف اسکے کہ آپ کا بسم اللہ کو نہ پڑھنا اسکے جزو سورت
نہونیکی دلیل ہے اور زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ مین ہے کہ
سہیلی نے کہا کہ اقرأ کے بعد ہر سورت کے ساتھ

نزلت البسملة مع كل سورة بعد اقرأ فهي
آية كاملة من سورة وقد ثبتت في المصحف
باجماع الصحابة ولا نلتزم قول الشافعي
انها آية من كل سورة بل انها آية من
القرآن مقترنة مع كل سورة وهو قول
داود وابي حنيفة وهو قول بين لمن انصف

بسم اللہ نازل ہوئی تھی پس وہ ایک مستقل آیت ہے کسی سورۃ کا
جزو نہیں ہے اور مصحف میں باجماع صحابہ قائم ہوئی ہے اور ہم
امام شافعی کے قول کی پابندی نہیں کرتے کہ وہ ہر سورت کا جزو ہے
بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ قرآن کی ایک آیت ہے جو ہر سورت کے
ساتھ ہے یہی قول ہے داؤد اور ابو حنیفہ کا اور
یہ قول ہر منصف کیلئے بالکل ظاہر ہے۔

اور بالفرض اگر کوئی شخص اس بات کا قائل ہوتا کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی بلکہ تبرکاً لکھی گئی تب بھی قرآن میں زیادتی کیسے ہوتی جبکہ سورت سے علٰحدہ کرکے فصل اور امتیاز کے ساتھ لکھی گئی اور اگر اسکو کوئی شخص زیادتی کہے تو سورۃ کا نام جو شروع سورت میں لکھا ہوا ہے اور آیتوں کی تعداد اور مکی مدنی ہونیکی تفصیل یہ سب تو بدرجہ اولیٰ قرآن میں اضافہ کہی جائینگی کیونکہ بسم اللہ کسی انسان کا کلام نہیں پوری بسم اللہ سورۂ نمل کے درمیان میں موجود ہے بخلاف ان عبارات کے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

دوسری بات کا جواب الجواب یہ ہے کہ یہ تمنے سراپا غلط بات کہی یا تو تم اپنے فن حدیث سے بھی ناواقف ہو یا دیدہ و دانستہ غلط بیانی کر رہے ہو۔ ایک روایت میں اگر لفظ ما ہے تو تمھاری دوسری روایت میں بجائے لفظ ما کے حدیث کا لفظ بھی ہے فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ دیکھو اساس الاصول صفحہ ۱۰ اور جو حدیث خلاف قرآن ہو وہ حدیث ہی نہ مانی جائیگی نہ یہ کہ حدیث مانی جائے اور کہا جائے کہ خلاف قرآن ہے اور جو عبارت اساس الاصول کی النجم نمبر ۱۳ میں نقل کی گئی ہے اسمیں بھی آگے چل کر لفظ حدیث موجود ہے۔ غرضکہ یہ محقق صاحب کی بہت ان کے اختلال کی روشن دلیل ہے۔

اسی سلسلہ میں محقق صاحب نے فدک کا بے ربط تذکرہ چھیڑ دیا ہے اور اس تذکرہ میں بہت سے ناشایستہ گستاخانہ الفاظ بزرگان دین الٰہی کی شان میں استعمال کئے ہیں جنکو خاتمہ میں انشاء اللہ ہم دکھائینگے۔

قرآن موجود پر ایمان نہونے کی تیسری خرابی النجم مذکور میں یہ بتائی گئی تھی کہ مذہب شیعہ میں جو چیزیں متواتر مانی گئی ہیں انہیں ایک حدیث ثقلین ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور اہلبیت

دونوں سے تمسک کرنے کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے تا قیام قیامت جدا نہ ہونگے اسکے بعد حدیث ثقلین کتب شیعہ سے نقل کرکے لکھا گیا تھا کہ جس مذہب نے قرآن کے مشکوک و غیر معتبر ہونیکی تعلیم دی ہو جس نے دو ہزار سے زیادہ روایتیں احادیث معصومین کے نام سے فراہم کرکے قرآن کی بے اعتباری کو ناقابل انکار بنا دیا ہو اس مذہب کے ماننے والوں کے ہاتھ میں قرآن کا نہ رہنا تو ظاہر ہے لیکن اگر اہلبیت کا دامن انکے ہاتھ میں مانا جائے تو حدیث ثقلین کی تکذیب ہو جائیگی کیونکہ اس صورت میں قرآن اور اہلبیت میں جدائی لازم آئیگی پس ماننا پڑیگا کہ جس طرح اصلی قرآن دنیا سے معدوم ہے اسی طرح اہلبیت بھی مفقود ہیں اور اہلبیت کے نام سے جو حدیثیں شیعوں کے پاس ہیں وہ سب بے اصل و بے بنیاد ہیں۔ غرضکہ شیعوں کا تمسک ثقلین سے نہیں ہے لہذا وہ بحکم حدیث ثقلین جو مذہب شیعہ میں متواتر مانی گئی ہے قطعاً و یقیناً گمراہ اور بے دین ہوئے۔

اسکا جواب سہیل نے کیا دیا جواب کے نام سے تین صفحے سیاہ کئے ہیں اگر انکا جواب نقل کرکے بلا رد چھوڑ دیا جائے تب بھی ہر سمجھدار معلوم کرلیگا کہ النجم کی کسی بات کا جواب نہیں ہے صرف لفاظی اور غیر متعلق باتوں کی آمیزش سے لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور کچھ بھی نہیں مگر میں بطور تنبیہ کے انکی پوری عبارت نقل کرکے اسکا رد بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

سہیل کی عبارت

تیسری بانگ بے ہنگام۔ تیسری خرابی کے بیان کرنے میں حدیث ثقلین سے کام لیا ہے ہم خوش ہیں کیونکہ ہمیں رسول خدا کی حجتوں کا تذکرہ کرتے ہیں سنکنب شادتم۔

خرابی کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قرآن مدیر النجم کے فرض پر تمھارے ہاتھوں سے گیا تو اہلبیت اور قرآن میں تلازم ہے لہذا اہلبیت بھی گئے بظاہر روایت تسلیم کرلی ہے کیونکہ قبلہ و کعبہ جناب غفرانمآب نے روایت کی ہے راویوں میں عام و خاص دونوں کا ذکر کیا ہے اور جب یہ عامی انہیں قدح نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ روایت کو بھی تسلیم کرتا ہے اور نیز اہلبیت و قرآن میں تلازم بھی ثابت کرتا ہے ورنہ الزام ناممکن ہوگا اور اسکے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں ابوبکر سے جناب سیدہ نے حسب روایت بخاری مقاطعہ کیا ہے وہاں صرف جناب سیدہ کا مقاطعہ نہ ثابت ہوگا بلکہ ساتھ ہی ساتھ قرآن کا مقاطعہ ثابت ہوگا اور معلوم ہو کہ جس سے قرآن مقاطعہ کریگا وہ کیسا ہوگا جسکی یہ امام کی یہ حالت ہو تو ماموم کو تو پوچھو۔ یوم یعض الظالم علی یدیہ۔

جواب

اہل فہم سبیل کی عبارت مذکورہ کو بغور پڑھکر بتائین کہ اسمین سوا چند سب وشتم اور چند جاہلانہ باتون کے اور کیا ہے۔ ایسی باتون کے جواب مین اگر خاموشی اختیار کی جائے تو کیا بیجا ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔

سب وشتم یہ کہ اہل سنت کو مکذبین رسل لکھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی شان مین گستاخانہ کلمات لکھے ان باتون کے جواب مین ہم سردست اسقدر کہنا کافی سمجھتے ہین کہ ہمکو مکذب رسل کہنے والے بدیہیات کے منکر اور کسی عجائب خانہ مین رکھنے کے قابل ہین - پردہ نشین محقق صاحب کو معلوم رہے کہ **مکذب رسل** وہ لوگ ہین جو قرآن مجید کو محرف کہتے ہین **مکذب رسل** وہ لوگ ہین جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و دلائل نبوت کی چشم دید گواہی دینے والی جماعت کے تمام افراد کو بلا استثناء[1] کاذب کہکر آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کو مشکوک بنانا چاہتے ہین **مکذب رسل** وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام[2] سے بے حد ڈرتے تھے اور مارے ڈر کے آپ نے قرآن کا جو حصہ صحابہ کے خلاف مزاج تھا اسکو چھپا ڈالا اسکی تبلیغ نہ کی۔ **مکذب رسل** وہ لوگ ہین جو باوجود قرآن کریم کی تصریح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے ختم نبوت کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کے بعد بارہ اشخاص کو مثل آپ کے معصوم[3] اور مفترض الطاعۃ اور آپکا ہمسر و ہم رتبہ مانتے ہین اور کہتے ہین کہ ان بارہ صاحبون کو اختیار[4] تھا کہ جس چیز کو چاہین حلال کر دین

[1] مذہب شیعہ کی بنیاد اسپر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے تمام کلمہ گو سب کے سب جھوٹ بولنے مین بڑے مشاق تھے کیا حضرات خلفاء ثلثہ اور انکی جماعت اور کیا حضرت علی اور انکے تین چار ساتھی یہ سب کے سب جھوٹے تھے اس مضمون کو ہم اسکے ترجمہ مقدمہ مین بیان کر چکے ہین

[2] یہ بات بڑی صفائی اور صراحت کیساتھ شیعون کے قبلہ وکعبہ انکے غفران مآب مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام مین لکھی ہے انکی عبارت بلفظہ النجم نمبر ۹ جلد ۳ صفحہ ۲ پر دیکھو ۱۲

[3] دیکھو اصول کافی صفحہ ۱۱۰ مین امام جعفر صادق کی یہ حدیث کہ ما جاء بہ علی اخذ بہ وما نہی عنہ انتہی عنہ جری لہ من الفضل مثل ما جری لمحمد ترجمہ جو شریعت علی لائے ہین مین اسپر عمل کرتا ہون اور جس کام سے علی نے منع کیا ہے مین اس سے باز رہتا ہون علی کی بزرگی مثل اس بزرگی کے ہے جو محمد کی ہے - اسی روایت کے آخر مین یہ بھی ہے کہ دوسرے ائمہ کی بزرگی بھی ایسی ہی ہے ۱۲

[4] دیکھو اصول کافی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۷۸ امام محمد تقی کی یہ حدیث کہ فہم یحلون ما یشاؤون ویحرمون ما یشاؤون یعنی وہ جو چاہتے ہین حلال کرتے ہین اور جو چاہتے ہین حرام کرتے ہین ۱۲

اور جس چیز کو چاہین حرام کر دین گویا ان صاحبون کو شریعت محمدیہ کے منسوخ کرنیکا حق حاصل تھا ان بارہ صاحبون کی شان علامہ باذل حملہ حیدری مین بیان کرتے ہین کہ ؎

ہمہ چون محمد ستودہ صفات
ہمہ صاحب حکم بر کائنات

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین جو تمنے لکھا کہ جناب سیدہ نے انسے مقاطعہ کیا اور کتاب صحیح بخاری کا حوالہ دیا یہ بالکل غلط ہے ہرگز بخاری کی روایت سے مقاطعہ ثابت نہین ہو سکتا بلکہ سچ پوچھو تو حضرت فاطمہ زہرا کی سخت توہین کرتے ہو کہ دنیا کی ایک متاع قلیل یعنی کھجور کے چند درختون کیلئے انھون نے حکم رسول کے خلاف ایک مسلمان اور اپنے باپ کے ایک رفیق جان نثار سے مقاطعہ کیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ فدک کا بے بنیاد گیت آجکل تک گایا جائیگا مسلم تو مسلم اب غیر مسلم بھی ان خرافات کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے۔ خاتمہ مین فدک کے متعلق انشاء اللہ کسیقدر کچھ لکھا جائیگا۔

جاہلانہ بات یہ کیا کم ہے کہ لکھتے ہین کہ مدیر النجم نے حدیث ثقلین تسلیم کر لی اور جو تسلیم کی یہ بیان کرتے ہین کہ قبلہ وکعبہ جناب غفرانمآب نے روایت کی ہے۔ جناب پردہ نشین محقق صاحب اگر قبلہ وکعبہ ہونگے تو آپ کے اہل سنت کے نزدیک انکی نقل و روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ انکی کتاب صوارم و حسام وغیرہ مین اہل سنت کی کتابون کے غلط حوالے دینا اور غلط بیانیون سے کام لینا مشاہدہ مین آچکا۔

ہان یہ تو فرمایئے مناظرہ امروہہ کا منظر تو آپ کو خوب یاد ہے اور ہونا بھی چاہیئے وہ وقت بھی یاد ہے یا نہین کہ جب انہین مولوی دلدار علی صاحب کی کتاب اساس الاصول سے یہ عبارت پیش کی گئی کہ "شیعون کی روایات مین اسقدر اختلاف و تناقض ہے کہ کوئی حدیث ایسی نہین ملسکتی جسکے خلاف دوسری حدیث موجود نہو اس اختلاف شدید کو دیکھکر بہت سے لوگ مذہب شیعہ سے ہٹ گئے" تو آپ نے کیا کہا تھا آج جنکو قبلہ وکعبہ اور غفرانمآب کہہ رہے ہین مناظرہ امروہہ مین آپنے فرمایا[1] تھا کہ "دلدار علی کون تھا میرا ہی جیسا ایک شخص تھا"۔

دوسری جاہلانہ بات جو اس پہلی بات سے بھی بڑھکر ہے یہ ہے کہ لکھتے ہین کہ مدیر النجم اگر اس

[1] مگر افسوس کہ اس فرمانے سے بھی آپ کی گلو خلاصی نہ ہوئی کیونکہ مولوی دلدار علی نے یہ بات اپنی طرف سے نہین بیان کی بلکہ کتاب تہذیب کتاب استبصار سے نقل کی ہے جو آپکے اصول اربعہ مین داخل ہین ۱۲

روایت حدیث ثقلین کو اور قرآن و اہل بیت کے تلازم کو تسلیم نہ کرتا تو الزام ناممکن تھا۔
سبحان اللہ سبحان اللہ آپ نے اپنی مناظرہ دانی خوب ظاہر کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ محقق صاحب نے جس طرح اپنے نام پر پردہ ڈالا ہے عقل پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اجی حضرت الزام دینے کیلئے تو اس حدیث کا آپ کی مسلمات سے ہونا کافی ہے مدیر النجم کی تسلیم و عدم تسلیم سے اسکو کیا تعلق شیعہ صاحبان کو چاہیے کہ اپنے اس بے نظیر محقق کی قدر افزائی میں جو کچھ بھی اٹھا رکھیں ہو اس کو بجد و جہد پورا کریں ایسے محقق دنیا میں کم ہوتے ہیں جو اصول مناظرہ کے اتنے بڑے ماہر ہوں کہ شیعہ مجتہد کی روایت کی ہوئی حدیث کو اس بنا پر سنیوں کی مسلمہ قرار دیں کہ قبلہ و کعبہ نے روایت کیا ہے اور فرمائیں کہ چونکہ خصم نے قبلہ و کعبہ کی روایت میں (جسکو خصم نے مقام الزام میں نقل کیا ہے) قدح نہیں کی لہذا معلوم ہوا کہ اُسنے تسلیم کر لیا اور فرمائیں کہ جو بات سنیوں کی تسلیم کی ہوئی نہو اس سے شیعوں کو الزام دینا ناممکن ہے۔
اچھا اب آگے چلئے دیکھئے محقق صاحب کیا فرماتے ہیں۔
ایک عجیب حیرت انگیز لطیفہ یہ ہے کہ فرماتے ہیں قرآن مدیر النجم کے فرض پر شیعوں کے ہاتھ سے گیا بار خدایا اس فرقہ کو بدیہیات کے خلاف اسقدر جرأت کیسے ہوتی ہے کیا کوئی شیعہ بتا سکتا ہے کہ قرآن شریف کے راویوں کی پہلی جماعت کو جھوٹا ماننا مدیر النجم کی فرض کی ہوئی بات ہے کیا دو ہزار سے زائد روایات تحریف قرآن کی اور وہ بھی مع اس اقرار کے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور تحریف پر صریح الدلالۃ ہیں اور ہمارا اعتقاد بھی انکے مطابق ہے یہ سب مدیر النجم کی فرض کی ہوئی باتیں ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

عبارت سہیل

اچھا اب ہم خرابی کا جواب دیتے ہیں قرآن کا جانا تو صرف مدیر النجم کی رائے کی بنا پر ہے اور انکا فتویٰ صرف انکی ذات پر نافذ ہے لیکن اہل بیت کے ساتھ ہمارا تمسک یہ اس وقت سے ثابت ہے جب ہم نے خلافت بکریہ کا انکار کیا مدیر النجم کی رائے ہیں ہم نے کبھی ان لوگوں کی خلافت کا اقرار کیا ہے جنکی خلافت کے وہ مقر ہیں نہ وہ کہہ سکتے ہیں نہ دنیا کہہ سکتی ہے بلکہ ہم خلافت بلافصل کے قائل ہیں جو تمہاری چڑھ ہے اور خلافت بلافصل کے یہی معنی ہیں کہ جبکہ جناب رسالتمآب نے رحلت فرمائی اسی وقت سے علی خلیفہ ہیں لہذا ہمارا تمسک اہل بیت

کے ساتھ قطعی ہے جبکہ تلازم حدیث قرآن کے ساتھ بھی قطعی تمسک ہے یوں حدیث بالا کے بنا پر ایمان بالقرآن ثابت کیا۔ اور جو کہ [illegible] ایمان بالقرآن ثابت نہوا مگر ثابت ہوا کہ وہ مومن بالقرآن نہیں ہیں یا نہیں [illegible] مطلق یا مطلق [illegible] سمجھے کہ رسالتمآب۔ ایمان بالقرآن کی علامت بیان فرماتے ہیں جو تمسک اہل بیت [illegible] کیونکہ وہ کے مفسر حقیقی وہی ہیں اور انکی منزل وہیں کا گھر ہے لہٰذا بغیر انکے ایمان بالقرآن کیونکر ایمان ہوگا اور اگر ہو گا [illegible] جیسا آیہ [illegible] میں مفصلاً بیان ہوا لیکن مدیر النجم اصول سے ساز [illegible] کرنا چاہتا ہے انکا مطلب یہ [illegible] [illegible] کے قول کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے قول کے سامنے کیا وقعت ہو سکتی ہے [illegible]

جواب

الحمد للہ کہ پردہ نشین محقق صاحب نے خود اپنی خوش گوئی کا اقرار کر لیا فرماتے ہیں کہ اب ہم خرابی کا جواب دیتے ہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے جو کچھ لکھا تھا وہ جواب نہ تھا بلکہ محض غیر متعلق خرافات لکھکر کاغذ سیاہ کیا گیا تھا۔ اچھا اب ہم بھی آپ کے جواب کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔
ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جو تین وجوہ قرآن پر آپ ایمان نہونیکی بیان کی گئی ہیں ان وجوہ کا جواب کر اپنا ایمان قرآن پر ثابت کرتے یا اس حدیث ثقلین کی تکذیب کرتے قرآن و اہل بیت کے تلازم کا انکار کرتے مگر آپ نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ الٹا راستہ اختیار کیا کہ اپنا تمسک اہل بیت سے ثابت کرنیکے درپے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ چونکہ ہمارا تمسک اہل بیت کے ساتھ ہے اس لئے قرآن بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اچھا آپکی خاطر سے آپکے اس معکوس طریق جواب پر بھی غور کرنے کیلئے تیار ہیں مگر افسوس کہ آپنے اس مطلب کیلئے بھی غلط مقدمات سے کام لیا ہے۔ آپنے اپنے تمسک اہل بیت کے دعوی پر دو دلیلیں پیش کی ہیں اول حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت کا انکار کرنا دوم حضرت علی کو خلیفہ بلافصل کہنا۔ انہیں دونوں چیزوں کو آپ اپنے تمسک اہل بیت کے دعوے کیلئے برہان قاطع سمجھتے ہیں لیکن تمام دنیا کہہ سکتی ہے کہ آپ کی ان دلیلوں کو تمسک سے کوئی تعلق نہیں یہ دلیلیں سوا پریشانی دماغ کے اور کسی چیز کی دلیل نہیں ہو سکتی۔
حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت کا انکار کرنا اگر تمسک اہل بیت کی دلیل ہے تو آپ سے بڑھکر یہود و نصاریٰ اور تمسک اہل بیت ہیں کیونکہ وہ ان حضرات کی خلافت کی آپ سے زیادہ منکر ہیں اس لئے کہ وہ خلافت کا اصل و بنیاد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کو نہیں مانتے۔ یہود و نصاریٰ و آریہ کو جانے دیجئے خود آپ کے مذہب شیعہ کے دوسرے فرقے جنکو آپ لوگ یعنی اثنا عشری شیعہ کافر اور کلاب

خنازیر یعنی سور اور کتے کے لقب سے یاد کرتے ہیں غرض متمسک باہل بیت ہونگے کیونکہ وہ بھی آپ ہی کیطرح
خلفائے ثلثہ کی خلافت کے منکر ہیں۔

علی ہذا حضرت علی کی تعریف میں غلو کرکے انکو خلیفہ بلا فصل کہنا اگر تمسک باہل بیت کی دلیل ہو سکتا ہے تو اثنا عشریوں سے بدرجہا زیادہ متمسک باہل بیت کہلانے کا مستحق آپ کا فرقہ نُصیریہ ہوگا جو حضرت علی کو خدا کہتا ہے کیا اگر کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمسک کا دعویٰ کرکے یہ دلیل پیش کرے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہوں اور حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتا ہوں تو اس دلیل سے اسکا تمسک بعیسیٰ علیہ السلام ہونا ثابت ہو جائیگا۔

اسی کے ساتھ ساتھ آپ اپنی کتابوں میں اس حدیث کو بھی دیکھئے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٍ نہج البلاغہ قسم دوم ص۲۵۵ یعنی میرے بارہ میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک محبت میں غلو کرنے والا دوسرا دشمنی اور نفرت رکھنے والا اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی کی محبت میں غلو[۱] کرنا موجب ہلاکت ہے نہ دلیل تمسک باہل بیت۔

اسی مضمون کی حدیث نہج البلاغہ قسم اول ص۲۶۱ میں بھی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالًا النَّمَطُ الْأَوْسَطُ فَالْزَمُوهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ۔

ترجمہ میرے بارہ میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک محبت میں زیادتی کرنے والا جسکو محبت خلاف حق کیطرف لیجائے دوسرا بغض میں زیادتی کرنے والا جسکو بغض خلاف حق کیطرف لیجائے سب سے اچھے میرے بارہ میں وہ لوگ ہیں جو ان دونوں کے درمیان ہیں پس لازم تم لوگ اسی درمیانی طریقہ کو لازم سمجھو اور (کلاں گروہ اسلام کی) بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے خبردار جماعت کی علیحدگی سے بچنا کیونکہ جو انسان جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے حصہ میں جاتا ہے جیسا کہ گلہ سے جدا ہو جانے والی بکری بھیڑیے کی ہوتی ہے آگاہ رہو جو شخص تم کو اس نشان (یعنی جماعت سے علیحدگی) کیطرف بلائے اسکو قتل کردو اگرچہ وہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہو (یعنی اگرچہ وہ میں ہی ہوں)

[۱] محبت میں غلو کرنے کی مذمت بھی کتب شیعہ سے اور اقوال عقلیہ سے ثابت ہوتی ہے مگر اس بحث کو اسوقت ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے ۱۲

الحاصل حضرت علی کی مدح و محبت مطلقاً کوئی قابل ستایش چیز بھی نہیں چہ جائیکہ اس کو تمسک باہل بیت کی دلیل بنایا جائے۔

جناب محقق صاحب! تمسک باہل بیت کا دعویٰ یوں نہیں ثابت ہو سکتا تمسک باہل بیت کے یہ معنی نہیں کہ اپنی وہم پرستی سے کسی کو اہل بیت کا دشمن فرض کر لیا اور اس سے عداوت کرنے لگے اور اہل بیت کی تعریف میں غلو شروع کردیا بلکہ تمسک باہل بیت کا مطلب قطعی طور پر یہ ہے کہ انکی روایات تعلیمات کی پابندی کیجائے لہذا آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ آپ اہل بیت کی تعلیمات پر کاربند ہیں مگر اسکا ثابت ہونا موقوف ہے اس بات پر کہ اہل بیت کی تعلیمات آپکے پاس ہوں اور بحکم حدیث ثقلین اہل بیت کی تعلیمات اس شخص کے پاس نہیں ہو سکتیں جسکا ایمان قرآن پر نہ ہو لہذا ثابت ہو گیا کہ اہل بیت کی تعلیمات آپ کے پاس نہیں ہیں اور جو روایات اہل بیت کے نام سے آپ کی کتب میں ہیں سب جعلی ہیں اور جبکہ وہ روایات جعلی ہیں تو ان پر عمل کرنا ہرگز ہرگز اہل بیت کی تعلیمات پر عمل کرنا نہیں کہا جا سکتا اور آپ متمسک باہل بیت نہیں ہو سکتے وھو المدعا دیکھئے یوں حدیث مبارک نے آپکے ایمان بالقرآن کو حرف غلط کیطرح مٹا دیا۔

آپکا یہ لکھنا کہ مدیر النجم اہل بیت کے ساتھ تمسک نہیں الی آخرہ یہ محض آپکی بلعزاد باتیں ہیں جو سادہ لوح شیعوں کے خوش کرنے کیلئے مجلسوں ہی میں بیان کرنیکے قابل ہیں۔ خدا کی قدرت جنکو اہل بیت کے معنی بھی معلوم نہیں تمسک باہل بیت کی حقیقت سے بھی بیخبری ہے وہ اہل سنت پر اس قسم کے آوازے کستے ہیں۔

یہ بھی آپ نے کیا خوب طعن کیا ہے کہ خلافت بلافصل کی بانگ بے ہنگام سنیوں کی چڑھ ہے اچھا ہے تو پھر اسمیں طعن کی کیا بات ہے۔ ہماری چڑھ اگر ہے تو بدگوئی ہے تم اپنی خبر لو کہ تم تعریف سے چڑھتے ہو۔ بدگوئی و بدزبانی کا برا لگنا تو بالکل فطرت کے مطابق ہے اسپر طعن کرنا کھلی ہوئی سفاہت ہے البتہ تعریف سے چڑھنا یقیناً تمہاری انوکھی خصلت ہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ تم انسانی فطرت سے بالکل محروم ہو چکے ہو۔

آپ کی تقریر آخر کا جواب یہ ہے کہ بالفرض ہم مان بھی لیں کہ حدیث میں تمسک باہل بیت کو ایمان بالقرآن کی علامت قرار دیا گیا ہے تو بھی آپ کا ایمان بالقرآن ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ

علامت آپ لوگوں میں مفقود ہے یعنی تمسک اہل بیت آپ لوگ کو سونا نہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

آپکا یہ کہنا کہ قرآن کے مفسر حقیقی اہل بیت ہیں بغیر انکے ایمان بالقرآن ممکن نہیں الخ بچند وجہ مخدوش ہے اول اگر یہ قول آپ کا صحیح ہو تو قرآن معما اور چیستان ہو جائیگا قرآن شریف کے اصلی اور حقیقی مفسر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپنے سب کو یکسان تعلیم دی نہ یہ کہ اپنے اہل بیت کو تعلیم دی اور اغیار کو محروم رکھا۔ یہ عقیدہ آپکا ہندوؤں کے عقیدہ سے ماخوذ ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ مذہبی علم برہمنوں کے ساتھ مخصوص ہے نعوذ باللہ منہ دوم اگر آپکا یہ قول صحیح ہو تو بھی کجا تفسیر اور کجا ایمان بالقرآن کیا آپ کی تحقیق میں بغیر علم تفسیر کے ایمان بالقرآن نہیں ہو سکتا یک نشد دو شد۔

آیہ یوصیکم اللہ کا جو مطلب اہل سنت نے بیان کیا ہے وہ قطعاً صحیح ہے چنانچہ ہم خاتمہ میں انشاء اللہ بیان کرینگے۔

آپکا یہ کہنا کہ مدیر النجم رسول سے معارضہ کرنا چاہتا ہے المرء یقیس علی نفسہ کا ایک نمونہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معارضہ کرنا انکا کام ہے جو قرآن پر ایمان نہ رکھتے ہوں جو دلائل نبوت کے مٹانیکے درپے ہوں جنکے مذہب کی بنیاد ختم نبوت کے انکار پر ہو۔ مدیر النجم اپنی جان اپنی عزت اپنی ہر پیاری سے پیاری چیز حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام کے نام مبارک پر فدا کرتا ہے۔

مدیر النجم جو کچھ خدمت آپ لوگوں کی کر رہا ہے وہ بھی محض اسی لئے کہ آپکا مذہب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے دلائل نبوت و ختم پر حملہ کرتا ہے۔ نیز عیسائیوں اور آریوں کو دین اسلام پر اعتراض کرنے کا سامان تمامتر آپکے خزانہ عامرہ سے ملتا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا حملہ صرف صحابہ کرام تک محدود ہوتا تو چندان پروا نہ کی جاتی وکفی باللہ شہیداً

فان ابی ووالدتی وعرضی [1] لعرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم منکم وقاء

سہیل نے تیسری خرابی کا جو کچھ جواب دیا تھا اسکا حرفاً حرفاً رد ہو چکا مگر ابھی اور کچھ خرافات

[1] ترجمہ: بتحقیق میرے باپ اور میری ماں اور میری آبرو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کیلئے تمھارے مقابلہ میں سپر ہے ۱۲

باقی ہے شاید کہا جائے کہ اصل جواب وہی تھا لہذا اسکو بھی اظہار حقیقت کیلئے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

النجم نمبر ۸ میں اسی تیسری خرابی کی تقریر میں بطور نتیجہ لکھا گیا تھا "پس لامحالہ ان دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑیگی یعنی یہ کہ جس طرح قرآن دنیا سے اس وقت معدوم ہے اسی طرح اہل بیت بھی مفقود ہیں اور اہل بیت کے نام سے جو حضرات شیعوں کے پاس ہیں وہ سب بے اصل و بے بنیاد ہیں یا یہ کہ جس طرح شیعوں کے پاس قرآن ہے اسی طرح وہ اہل بیت بھی اُن کے ہاتھ میں ہے"

میری یہ عبارت تین سطر کی سہیل میں نقل کر کے جواب دیا گیا ہے اور اوپر ایک گھبراہٹ کا عنوان قائم کیا گیا ہے جو اہل فہم کی نظر میں خود انکے گھبراہٹ کی واضح دلیل ہے اور سوا اس موقع کے کہیں النجم کی عبارت نقل ہی نہیں کی جس پر ان کو بڑا فخر ہے فرماتے ہیں۔

عبارت سہیل

ہم کبھی انکا کلام بے معنی نقل نہ کرتے[1] لیکن کیا علاج اسکے لحض کا لئے ہتک حرمت ... وقت ہمارا ضائع کیا جاتا ہے جو کچھ کہا گیا ہے وہ تو نشہ کی خبر دیتا ہے۔ اگر ذرا بھی یہ نہ زمانے تو قلب کے فہم کی رسائی وہاں تک حال تھی ... بغیر قاطعی یرد علی الحوض کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن و اہل بیت میں جدائی نہ ہوگی یہانتک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں اور حشر کے دن ہوگا تو اگر قرآن دنیا میں معدوم ہوگا تو لامحالہ حوض کوثر پر پہنچ گیا ہوگا کیونکہ یہی دو عالم ہیں دنیا یا آخرت تو جب دنیا میں نہوگا تو لامحالہ آخرت میں ہوگا اور اسکا یہاں نہوا بتاتا ہے کہ مکلفین بھی نادار ہو گئے بیچارے النجم کے مدیر کی آواز کیا قبر سے آرہی ہے یا محشر کی گفتگو ہے کیسے کہا کہ معدوم ہو گیا ہے کہ[2] اہل بیت کے معدوم ہونے کی حسرت الفاظ میں نکالی جائے تم حدیث کے شروع میں پیغمبر کی آواز نہیں سنتے کہ[3]

[1] جب آپ میرا کلام ہی نقل نہیں کرتے تو آپکے جواب کی خوبی کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا مگر یہ آپ کا عین مقصود ہے ۱۲

[2] یہ تو النجم کی خوبی عبارت کا اقرار اور اپنی قوت تحریر کے عاجزی کا اعتراف کر رہے ہیں اس سے زیادہ گھبراہٹ اور کیا ہوگی ۱۲

[3] یہ ایک لفظی گرفت آپنے کی ہے مگر اعتراض آپ کا کیا ہے اسکو نہیں بیان کرینگے یہ تو کوئی اعتراض نہیں کہ فلاں لفظ نہوتی تو مطلب سمجھ میں آتا بلکہ یہ تو خوبی کلام ہے کہ ایک لفظ بھی نکالا نہیں جا سکتا اگر نکال ڈالو تو مطلب خبط ہو جائے آپ اپنی خبر لیجئے آپ لوگوں کو زبان دانی پر ناز ہے مگر اردو عبارت بھی اغلاط و تعقیدات سے لبریز ہے جنسے قصداً لفظی گرفت نہیں کی لیکن آپ چاہیں گے تو یہ بھی کی

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی" میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب دوسرے اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں اس میں پھر جب یہ متروکہ چھوڑا ہے تو جبتک امت رہیگی یہ متروکہ بھی رہیگا یہی حدیث وجود قائم عجل اللہ فرجہ کے وجود کو تمہارے علی الرغم ثابت کرتی ہے کیونکہ جب قرآن موجود رہے تو لامحالہ اہل بیت بھی موجود ہونگے۔

دیکھو ہم تمہیں ایک ترکیب بتائیں تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو اور وہ یہ ہے کہ حدیث کا انکار کردو جیسا کہ تمہارے دل میں ہے اور کہو انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی معاذ اللہ غلط ہے کیونکہ کتاب اللہ رسول خدا کے وقت کہاں تھی وہ تو جب حضرت عثمان جمع کرینگے جب ہوگی اب رہ گئی عترت انکا ابھی محل نہیں کیونکہ جب تین خلافتیں ہماری ایجاد کردہ گزر لینگی تب انکا محل ہوگا دیکھو کیسی کہی تب تک قرآن بھی جمع ہولیگا اور علی جو عترت ہیں ان پر بھی اتفاق ہو لیگا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد کسے گر تف زند ریشش بسوزد

ایک ذرا داڑھی دیکھ لیجیے گا سالم ہے نا۔ رہ گیا قرآن کا وجود اہل سنت کے پاس اس سے مراد اگر الفاظ کا حفظ ہے اور اگر معنی پر عمل ہے تو ہرگز نہیں پھر دامن اہل بیت کہاں

جواب

کیا سہیل کی اس طولانی عبارت کو جو النجم کی تین سطروں کے جواب میں ہے کوئی سمجھدار دیکھکر یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک لفظ بھی ایسا ہے جو جواب کہا جا سکے۔ بھلا ایسی خرافات کو نظر انداز نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے۔ غالباً شیعہ بھی سہیل کی حقیقت سمجھ گئے اسی وجہ سے بیچارے خاموش ہیں ورنہ زمین سر پر اٹھا لیتے کہ لیجیے النجم کا جواب ہو گیا۔

خیر اب ہم اس سے قطع نظر کرکے کہ یہ طولانی عبارت ہمارا جواب ہے یا نہیں اصل حقیقت کو ظاہر کئے دیتے ہیں۔

(۱) نشہ کا تہمہ کرنا بیشک ان لوگوں کیلئے زیب دیتا ہے جنکے مذہب میں شراب میں پانی وغیرہ ملا کر پینا درست ہے جنکے مذہب میں شراب میں آٹا گوندھ کر اسکی روٹی پکانا اور کھانا حلال ہے جنکے ائمہ معصومین گھر میں شراب بنوا بنوا کر پیا کرتے تھے یہ سب مضامین بحوالہ کتب شیعہ اڈیٹر اصلاح کے مضمون شراب کے جواب میں النجم دور جدید جلد دوم میں لکھے جا چکے ہیں جنکا جواب

آج تک ایڈیٹر اصلاح نے نہیں دیا اور لطف یہ ہے کہ خود ہی اصلاح میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ خریداران اصلاح تقاضا کرتے ہیں کہ النجم کے اس مضمون کا جواب کیوں نہیں دیا، لیکن اسپر بھی جواب کی ہمت نہ ہوئی۔ اب سہیل والے اپنے بھائی کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ نشہ میں سرشار ہونا تو خود آپ کا ثابت ہو رہا ہے کہ یہ بھی امتیاز نہیں کہ ہم کس بات کا جواب کیا دے رہے ہیں۔

(۲) قرآن کا دنیا سے معدوم ہو جانا کسی سنی کا قول نہیں ہے جو آپ اسپر الزام قائم کرتے ہیں یہ تو آپ کے مسلمات و اعتقادات کی بنا پر لکھا گیا ہے مخلفین کے موجود رہتے ہوئے قرآن کا معدوم ہو جانا ہمارا ہی اعتراض ہے جسکو ہم نے ایمان بالقرآن نہ ہونے کی چوتھی خرابی میں بیان کیا ہے

(۳) قبر میں جانا تو سب کیلئے ضروری ہے مدیر النجم کیلئے بھی یہ دن آنے والا ہے مگر اسپر آپ کی خوشی بیجا ہے آپ کے مذہب کی بیخکنی کیلئے مدیر النجم کے بعد خدا کوئی اور سامان کریگا قیامت تک دین برحق کی حمایت اور ادیان باطلہ کے ابطال کا خدا ذمہ دار ہے۔

(۴) متروکہ کے ہمیشہ باقی رہنے کا استدلال بھی نشہ میں چور ہونیکی خبر دیتا ہے کیا مورث کے متروکہ کا وارثوں کی بقا تک باقی رہنا ضروری ہے استغفر اللہ روزمرہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ مورث نے مال چھوڑا وارثوں کے قبضہ میں آیا اور وارثوں نے اسکو دو ہی تین دن میں ختم کر دیا وارث باقی ہیں مگر متروکہ معدوم بھلا ایسی باتیں کوئی ہوش حواس والا کہہ سکتا ہے۔ وجود قائم پر اس حدیث کو دلیل کہنا آپ کی اس انوکھی منطق پر مبنی ہے علاوہ اسکے اہل بیت سے کیا مراد انکے تمسک کا کیا مطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر یہ ارشاد فرمایا صحیح حدیث کے الفاظ کیا ہیں ان سب امور کی تحقیق کئے بغیر وجود قائم پر حدیث کو لے دوڑنا خوب رہا۔

(۵) ترکیب آپ ہم کو کیا بتاتے ہیں اپنے سادہ لوح معتقدین کو ایسی ترکیبیں بتائیے تاکہ وہ آپ کی مجلس خوانی کی فیس بڑھا دیں۔ یہ مانا کہ ابن سبا نے اپنی ذریت کو ترکیب بتانے میں خوب مشاق بنایا ہے مگر اہل حق کے سامنے یہ مشق کچھ کام نہیں دیکتی۔ قرآن شریف کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت عثمان کے جمع کرنے کے بعد اسکا وجود ہوا یہ سب آپ کی فرضی باتیں ہیں ہماری کتاب تنبیہ الحائرین دیکھیے تو آپ کو حقیقت حال معلوم ہو

حدیث ثقلین کی شرح ہو جانے دیجئے اسکے بعد آپ کو معلوم ہوگا اسکے بعد عترت کی بحث چھیڑیے گا۔

(۶) داڑھی کے سالم رہنے کا مضمون بھی آپ نے خوب لکھا شاباش یہی وجہ ہے کہ آپ لوگوں کی داڑھی ندارد ہوتی ہے بعض کی تو بالکل صاف اور بعض کی قریب قریب ہے مگر پھر بھی آپ نور الٰہی کے چراغ پر پھونک مارنے کی بیجا کوشش سے باز نہیں آتے اور حسب روایت اصول کافی چند مردان میں داخل ہوتے ہیں۔

(۷) قرآن شریف کے الفاظ کا حفظ تو آپ نے اہل سنت کیلئے تسلیم کر لیا اب رہا معنے قرآن پر عمل اسکی بابت عرض یہ ہے کہ اگر معنی قرآن پر عمل سے مراد اُن تفسیروں پر عمل کرنا ہے جو آپ کی کتابوں میں ائمہ سے منقول ہیں جو بدتر از تحریفات یہود ہیں جن کا نمونہ ہم مقدمہ تفسیر آیات خلافت میں دکھلا چکے ہیں تو ہاں بیشک اہل سنت کا عمل ان مزخرفات پر نہیں ہے اور اگر مراد ان معانی پر عمل کرنا ہے جو مدلول لغت ہیں جو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام سے قولاً یا فعلاً منقول ہیں تو ہرگز نہیں یقیناً اہل سنت کا عمل قرآن پر عمل ہے اور ایسا عمل ہے کہ تمام عالم اس کو مانتا ہے حتی کہ تمہارے جیسے علامہ بھی اپنی تفسیر مجمع البیان کا دیباچہ اسکے بعد بصلاح فائدہ نقصان افزا کا عنوان قائم کرکے اپنا کمال ان کا رد وئے مجتہدین جو شیعوں کے یہاں بایہ ناز ہیں دکھایا ہے

ایک صریح خیانت یہ کی ہے کہ النجم میں لکھا گیا تھا کہ شیعوں نے حدیث ثقلین کو بہت بگاڑا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اسکی شرح لکھکر اس مطلع کو صاف کر دیا جائیگا اسی سلسلہ میں لکھا گیا تھا کہ مولوی لدار علیصاحب کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث سنیوں کے یہاں بھی ہے محض اپنے خیالات اور اپنے اسلاف کے مغالطات کی بناء پر ہے،، دیکھو النجم ص۱۳ جلد ۳ ص۲۲ پردہ نشین محقق نے سہیل میں اس عبارت کو شروع اور درمیان کے الفاظ حذف کرکے یوں نقل کیا "یہ حدیث سنیوں کے یہاں بھی محض اپنے خیالات اور اسلاف کے مغالطات کی بناء پر" اس قطع و برید سے قول بجائے مولوی لدار علی کے مدیر النجم کا بنایا گیا اور اسلاف سے مراد اہل سنت کے اسلاف ہو گئے اور النجم کی عبارت میں تعارض پیدا کیا گیا حالانکہ النجم کی عبارت کا مقصود ظاہر ہے کہ حدیث ثقلین تو کتب اہلسنت میں ہے مگر اسکے یہ الفاظ اور انکا یہ مفہوم نہیں ہے جو شیعہ بیان کرتے ہیں پردہ نشین محقق نے ہماری شرح حدیث ثقلین کا اشتیاق بھی ظاہر کیا ہے گویا وہ اس سے بالکل بیخبر ہیں کہ متفرق مضامین کے علاوہ پچاس سے زیادہ چھوٹی بڑی تصنیفات مدیر النجم کی رد شیعہ میں شائع ہو چکی ہیں جنکے جواب میں مجتہدین شیعہ کی متفقہ قوت سرنگوں ہے وللہ الحمد علی ذلک۔

تحفہ تیموریہ	حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل دینیہ کا خاندان شاہی دہلی کیلئے لکھا تھا	
تحقیق البیان	بدعات کی تحقیق اور رجا بہا و عجب تلبین مصنفہ مولوی اکرام حسین صاحب کاکوروی	۴ر
شیعیان پنجاب	پنجاب کے ایک عظیم الشان مناظرہ کی روداد اور شیعوں کا فرار۔	۶ر
ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت	ایڈیٹر اصلاح کا مناظرہ سے فرار	۳ر
... کی شرمناک شکست	ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا۔	۲ر
مناظرہ بمبئی	بمبئی میں شیعوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف سے خلافت ثابت کی گئی۔	۱ر
فتح مبین	شیعوں کے قبلہ و کعبہ ایڈیٹر اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز آکر مغلوب ہونا۔	۲ر
معرکہ رنگون	رنگون میں خواجہ کمال الدین مرزائی و حضرت مولانا مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت میں نہایت ہی جامع کتاب ہے۔	۳ر
چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی جمع کی ہوئی چالیس حدیثیں نماز روزہ کے متعلق۔	۸ر
مجموعہ وظائف مقبولہ	جسمیں چھ رسالے ہیں۔ حزب البحر حزب اعظم دعاء سیفی چہل اسمائے اعظم اسماء اصحاب بدر شجرہ چشتیہ منظوم۔	۲ر
احسن الوصایا	بہترین دلنشیں ہر قسم کی نصیحتیں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ۔	۸ر
انصاف	صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں جسقدر فقہی اختلافات ہوئے انکے وجوہ و اسباب بیان فرمائے ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تصنیف اور مدیر النجم کا اردو ترجمہ ہے اصل کتاب مع ترجمہ بھی ہے۔	۶ر
تقدیر و تدبیر	مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا خلاف ... اس رسالہ میں فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔	۲ر
آفتاب صبح صفا	مصنفہ مولوی عبدالحکیم صاحب بنگالی۔	۳ر
ہفت سورہ	مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔	۱ر
نفی تعزیہ داری	تعزیہ داری کی حرمت میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتوے۔	۱ر
تحفہ لاثانی	مکمل روئداد اس مناظرہ کی جو بمقام ... حضرت مولانا عبدالشکور صاحب اور مولوی نثار احمد کانپوری سے ہوا۔	
رسالہ تحریف ...	نہایت محققانہ دلائل سے ... کا محرف ہونا ثابت کیا ہے	۲ر
مباحثہ مکیریان	اس معرکۃ الآرا مباحثہ کی روئداد جو شیعوں سے بمقام مکیریاں ضلع ہوشیارپور ہوا	۶ر
حقیقۃ التشیع / ... کی کسوٹی	شیعیان امروہہ کا رسالہ حق کی کسوٹی کا جواب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اس رسالہ میں دیا ہے مضامین نہایت محققانہ اصولی دلائل و براہین کتب شیعہ کے حوالے ثابت کیے گئے ہیں	۴ر

قواعد

(۱) یہ رسالہ ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

(۲) رسالہ کا حجم کم از کم علاوہ اشتہارات و ٹائیٹل کے ۳۲ صفحہ کا ہوتا ہے اور بوقت ضرورت زائد بھی ہو جاتا ہے۔

(۳) عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا۔

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
للعہ	؏	۱۲؍

مالک غیر سے بقدر زیادتی محصول قیمت مین اضافہ۔ جو صاحب سالانہ چندہ دین وہ معاونین مین شمار ہونگے۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز ماہ محرم سے ہوتا ہے۔

(۶) جو صاحب بیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہ ہوا ہوگا تو آغاز سال سے اور بعد نصف سال کے جب سے وہ چاہینگے پرچہ کا اجرا ہوگا۔

(۷) نمونہ کا پرچہ ۳ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے۔

(۸) غیر موصولی پرچہ آئندہ اشاعت سے پہلے طلب کیا جاتا ہے۔

(۹) جواب کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

مقاصد

نجم کا مقصد اصلی مسلمانون مین اتباع شریعت کی روح پھونکنا مخالفین اسلام کے اندرونی حملون کا جواب دینا بالفعل شیعون کے حملے بہت زیادہ ہین اور تمام ہندوستان مین انکا جواب دینے والا نہین ہے اسلیے النجم نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

نوٹ:۔ جو اہل علم نجم کے مذکورۂ بالا مقاصد پر کوئی مضمون عنایت فرمائینگے نہایت شکرگذاری کے ساتھ شائع کیا جائیگا۔

فہرست کتب موجودہ دفتر النجم

نام کتاب	قیمت
علاج معصیت	۱؍
دست غیب	۱؍
تفسیر آیہ قتال مرتدین و آیت ولایت	۱؍
اسلام کا اتالیق	۲؍
اسلام کے حسنات	۲؍
گنج گنج و زیدہ	۲؍
الدر المکنون	۱۲؍
راحۃ المحزون فی فرج الطاعون	۴؍
حقوق الاسلام	۲؍
احسن التعلیم	۴؍
تفسیر آیت دعوت اعراب۔ اس کتاب مین نہایت شرح و بسط سے عربون کو جہاد کے واسطے ترغیب دینا اور پھر اصحاب حدیبیہ کے حالات اور خدائے تعالی کی اصحاب رسول سے خوشنودی اور عطایائے ایزدی پھر وہ اصحاب جو حدیبیہ مین شریک نہ تھے انکا افسوس و حسرت	۲؍
تحفہ اثنا عشریہ فارسی۔ یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی تصنیف ہے بڑا معرکۃ الآرا شیعون کا رد ہے۔	

المشتہر

منیجر دفتر النجم

لکھنؤ

قال اللہ تبارک و تعالی

و بالنجم ھم یہتدون

النجم لکھنؤ

فہرست مضامین

نمبر ۱۴	۷ و ۲۱ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ		جلد
نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	معروضات خاص	مدیر	ٹائٹیل
۲	اعمال شب برات	″	۱
۳	واقعات جونپور	سکرٹری صاحب انجمن فاروقیہ	۵
۴	الثانی من الماتین نمبر۲	مدیر النجم	۹
۵	ساہو کار لالشین	مولوی حافظ سید حسن عسکری صاحب	۳۳

مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

النجم لکھنؤ (دور جدید) نمبر ۱۳ و ۱۴ جلد چہارم

۷ و ۲۱ - رجب ۱۳۴۵ھ

معروضات خاص

الثانی من الاتقین نمبر ۲ جو ۷ ربیع الثانی کے پرچہ مین ۱۶ صفحہ شائع ہوا تھا اسکا تتمہ ۳۰ صفحہ کا آج ہدیہ ناظرین ہے اس مرتبہ بھی بضرورت دو نمبرون کو یکجا شائع کیا جاتا ہے اور حجم مین بیس صفحہ کی کمی ہونی چاہئے تھی مگر ہر دو صفحہ کی کمی کیگئی ہے گذشتہ اشاعت مین اس کو لکھا جا چکا ہے - سنا ہو کار الاتقین کے ۱۶ صفحہ اس مرتبہ دئے گئے ہین یہ کتاب ختم ہوگئی اب اسکی تکمیل مین تحریر تبصرہ کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نمبر مین شائع ہوگا۔

ایک حسرت ناک وفات

نہایت قلق و حسرت کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ جناب مولوی محمود صاحب گنجوی نے بتاریخ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ ہجری سات دن بخار مین رہکر اس دار فانی سے رحلت کی اللھم اغفرلہ وارحمہ فانک انت ارحم الراحمین - مرحوم مقام گنجہ ضلع گجرات (پنجاب) کے رہنے والے ذی علم بزرگ تھے اپنے وعظ سے مسلمانون کو فائدہ پہونچاتے تھے شیعون سے کئی مناظرے بھی کئے انکی کتابون پر نظر رکھتے تھے النجم دور قدیم مین کئی بار انکے مناظرات کا حال شائع ہوا تھا مگر اسوقت تک ظاہری ملاقات انسے نہ تھی چکوال ضلع جہلم کے مناظرہ مین وہ بھی میرے ساتھ تھے کئی دن یکجائی رہی - مگر یہ خیال کرکے تسکین ہوتی ہے کہ مرحوم کے صاحبزادے مولوی سلطان احمد سلمہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ انکے سچے جانشین ثابت ہونگے انہین نے اپنے والد کے انتقال کی خبر دی اور حسرت کی بات ہے کہ عزیز زادہ انجون نے خط بھیجا ہے لکھا ہے کہ ہم لوگون نے جسوقت انکا جنازہ شانون پر اٹھایا اسی وقت النجم کا رسالہ اُن کے نام کا پہونچا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اعمال شب برات

احادیث صحیحہ مین اس مہینے کی فضیلت اور اسکی برکات کا بیش از بیش بیان فرمایا گیا ہے اسکا نام ہی اسکی برکات کی دلیل ہے - لفظ شعبان تشعب اور انشعاب سے ماخوذ ہے جسکے معنی شاخ در شاخ ہونا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس مہینے مین چونکہ روزہ دار کو بہت ثواب ملتا ہے اسلئے اسکا نام شعبان رکھا گیا مسلمانون نے فارسی مین اس کا نام شب برات رکھا کیونکہ اس مہینے کی پندرھوین رات مین منجانب اللہ عالم غیب مین تقسیم رزق کا کام ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ مین روزہ کی کثرت فرماتے تھے یہان تک کہ کبھی کبھی پورے مہینہ کے روزہ رکھتے تھے اور رمضان کے ساتھ اس کو ملا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ سال بھر مین جو لوگ مرنے والے ہوتے ہین ان کا نام اسی مہینے مین مُردون کے دفتر مین لکھ لیا جاتا ہے فرماتے تھے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ جب میرا نام مُردون مین لکھا جائے تو مین روزہ دار ہون یہ بھی فرمایا کہ پندرھوین شب مین رزق کی تقسیم ہوتی ہے اور جن لوگون کی قسمت مین حج بیت اللہ کی دولت ہوتی ہے ان کا نام حاجیون مین لکھ لیا جاتا ہے۔

احادیث مین یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس مہینہ کی پندرھوین شب مین حق تعالیٰ کا نزول اجلال آسمان دنیا پر ہوتا ہے گنہگارون کے گناہ معاف کئے جاتے ہین دعائین قبول ہوتی ہین - اللہ تعالیٰ کا نزول از قسم متشابہات ہے یعنی اسکی حقیقت کا سمجھنا انسانی فہم سے بالاتر ہے۔

تمام روایات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے مین حسب ذیل اعمال کی ترغیب شریعت نے دی ہے (۱) روزہ رکھنا خصوصاً پندرھوین تاریخ کا - (۲) پندرھوین شب کو شب بیداری کرنا اور ذکر الٰہی اور دعا اور زیارت قبور مین مشغول ہونا - زیارت قبور کے ضمن مین مُردون کیلئے ایصال ثواب کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔

بس ان کے علاوہ کوئی اور خاص عبادت اس مہینے کیلئے شریعت نے تعلیم نہین کی بعض روایات مین ایک خاص نماز پندرھوین شب کیلئے حضرت علی مرتضیٰ سے نقل کی گئی ہے مگر ان روایات کے موضوع ہونے کی تصریح اکابر محدثین سے منقول ہے جس کا جی چاہے کتاب ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی دیکھے۔

کتاب مذکور مین ماہ شعبان کے خاتمہ مین بعض بدعات قبیحہ کا بھی ذکر کیا ہے مثل آتشبازی وغیرہ کے۔ افسوس ہے کہ وہ بدعتین آجتک رائج ہین بلکہ ان مین یوماً فیوماً ترقی ہوتی جاتی ہے ضرورت ہے کہ ان بدعات کے قلع و قمع کرنے کی طرف خاص توجہ کی جائے اور عملی کوشش اعلیٰ پیمانہ پر ہو - ایسے متبرک دنون مین اعمال خیر کے

اس قسم کی بدعتون کا ارتکاب مسلمانون کی تباہی اور بربادی مین اضافہ کر رہا ہے۔

بجاے اس کے مسلمانون کو اس مہینے چاہیے کہ شعبان کا مہینہ شروع ہوتے ہی علما و واعظین اپنے پُر اثر بیانات سے مسلمانون کو اس مہینے کی خیر و برکت سے آگاہ کرین اور اعمال خیر کی ترغیب دین پندرھوین شب کی شب بیداری اور پندرھوین تاریخ کے روزہ کے فضائل ان کو سنائین اور جو بدعات اور اسراف کی باتین مسلمانون مین رائج ہین انکی مضرتون سے اُن کو آگاہ کرین اسکے ساتھ ہی ساتھ مقامی بااثر لوگ اپنے اثرات سے کام لین۔

یاد رکھیے ہماری مقدس شریعت ہمارے فلاح دارین کی متکفل ہے شریعت کے خلاف کام کر کے نہ ہم دنیا مین عزت و راحت پا سکتے ہین نہ آخرت مین ؎

نیست سودے بجز زیان کردن — بخیہ در گفت غیر آن کردن

مبارک ہین وہ لوگ جنکی کوشش سے کوئی متروک سنت از سر نو رواج پائے مبارک ہین وہ لوگ جنکی کوشش سے کوئی رواج یافتہ بدعت مٹ جائے۔ یا اللہ اپنے فضل و کرم سے اپنے اس گنہگار بندے کو بھی ان مبارک لوگون مین شامل کر لے آمین۔

آخر مین حضرت شیخ دہلوی کی عبارت خاتمہ بیان بتائی جاتی ہے وہ فرماتے ہین۔

عبارت ما ثبت بالسنہ

ومن البدع الشنيعة ما تعارف الناس في اكثر بلاد الهند من ايقاد السُّرج ووضعها على البيوت والجدران وتفاخرهم بذلك واجتماعهم للهو واللعب بالنار واحراق الكبريت فانه مما لا اصل له في الكتب الصحيحة المعتبرة بل ولا في غير المعتبرة ولم يرد فيها حديث لا ضعيف ولا موضوع ولا يعتاد ذلك في غير بلاد الهند من الديار العربية من الحرمين الشريفين زادهما الله تعظيما وتشريفا ولا في غيرهما ولا في البلاد العجمية ما عدا بلاد الهند بل على

ترجمہ

اور نہایت بری بدعتون مین سے ہے وہ چیز جو لوگون نے ہندوستان کے اکثر شہرون مین رواج دیدی ہے یعنی چراغون کا روشن کرنا اور مکانون پر دیوارون پر رکھنا اور اس بات پر فخر کرنا اور کھیل کود کیلئے جمع ہونا آگ سے اور گندھک جلا کر یعنی آتشبازی یہ چیزین وہ ہین جنکی کوئی اصل صحیح اور معتبر کتابون مین بلکہ غیر معتبر کتابون مین بھی نہین ہے اور اسمین کوئی حدیث ضعیف اور موضوع بھی منقول نہین اور سوا ہندوستان کے عرب کے کسی ملک مین بھی نہین حرمین شریفین مین (اللہ انکی بزرگی زیادہ کرے) اور نہ عجم کے شہرون مین صرف ہندوستان مین

ان يكون ذلك وهو الظن الغالب اتخاذا من رسوم الهنود في ايقاد السرج للدوالي فان عامة الرسوم المبدعة الشنيعة بقيت من ايام الكفر في الهند وشاعت في المسلمين بسبب المجاورة والاختلاط واتخاذهم السراري والزوجات من النساء الكافرات۔

قال بعض المتأخرين من العلماء ان استعداد السرج الكثيرة في الليالي المخصوصة من البدعة الشنيعة فان كثرة الوقيد زيادة على الحاجة لم يرد باستحبابه اثر في الشرع في موضع قال قال علي بن ابراهيم واول حدوث الوقيد من البرامكة وكانوا عبدة النار فلما اسلموا ادخلوا في الاسلام ما يموهون انه من سنن الهدى ومقصودهم عبادة النيران حيث سجدوا مع المسلمين الى تلك السرج وقد جعلها ائمة المساجد

رواج ہے بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ یہ بدعت ہندوون کی اس رسم سے لیگئی ہے جو وہ دیوالی مین چراغ روشن کیا کرتے ہین اکثر بدعت کی رسمین کفر کے زمانے سے ہندوستان مین باقی چلی آتی ہین اور ان کا رواج مسلمانون مین ہندوون کی ہمسایگی اور ان کے میل جول سے ہوا اور اس وجہ سے کہ ہندو عورتون کو مسلمانون نے لونڈی بنایا اور بذریعہ نکاح بھی انکو اپنے گھرون مین (اُنکے اطلاء ہوئی اور اولاد مین ان کا اثر آیا)

بعض متاخرین علما نے لکھا ہے کہ مخصوص راتون مین چراغون کی کثرت کرنا نہایت بری بدعت ہے حاجت سے زائد چراغون کا روشن کرنا ایسی چیز ہے کہ اسکی پسندیدگی شریعت سے کہین وارد نہین ہوئی اور علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ پہلے چراغان کی ایجاد خاندان برامکہ سے ہوئی یہ لوگ آتش پرست تھے جب یہ مسلمان ہوئے تو انھون نے اسلام مین وہ باتین داخل کردین جنکو ملمع سازی کرکے یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہدایت کی باتین ہین اور مقصود انکا آگ کی پرستش تھی کیونکہ مسلمانون کے ساتھ مل کر ان چراغون کی طرف سجدہ کرتے تھے اور مسجدون کے اماموں نے

لہ شبرات کی آتشبازی علاوہ ہندوون کے شیعون کی بھی مرہون منت ہے اسی بدعت کے رواج دینے مین ہاتھ بٹایا ہے کیونکہ پندرھوین شب انکے خیال مین انکے امام غائب کی پیدائش ہے اس لیے وہ اظہار مسرت کیلئے بطور جشن آتشبازی وغیرہ چھوڑتے ہین چراغان کرتے ہین اور نیز اس شب مین امام غائب کے نام عریضے لکھکر آٹے کی گولیون مین رکھ کر دریاؤن مین ڈالتے ہین تاکہ ان گولیون کو مچھلیان کھالین اور مچھلیون کے پیٹ سے وہ عریضے امام غائب کو مل جائین ۱۲

مع نحو صلوٰۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلب الریاسۃ والتقدم وملاءبہا کرھا القصاص مجالسھم ثم انہ تعالیٰ اقام ائمۃ الھدیٰ فی سعی ابطال امثال ھذہ المنکرات فتلاشی امرھا وتکامل ابطالھا فی البلاد المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الثامنۃ۔

اس چراغان کرنے کو صلوٰۃ الرغائب (ایک خاص نماز جو ماہ رجب میں پڑھنے کیلئے موضوع روایات میں بیان کی گئی ہے) کے ساتھ عوام کیلئے ایک جال اور اپنی سرداری اور پیشوائی کا ذریعہ بنایا اور واعظوں نے اپنی مجلسوں میں اسکی خوب فضیلت بیان کی مگر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے پیشواؤں کو ایسی بری باتوں کے مٹانے کیلئے برانگیختہ کیا چنانچہ یہ رسم درہم برہم ہوگئی اور مصر اور شام کے شہروں میں آٹھویں صدی کے شروع میں بالکل کھو گئی

دیکھو یہ ہے آتشبازی وغیرہ کی حقیقت۔ علمائے ربانی ان بدعتوں اور بری رسموں کے مٹانے میں اس طرح کوشش کرتے ہیں۔

خدا کرے کہ مسلمانوں سے یہ خرافات دور ہو جائیں جنمیں ان کا روپیہ بھی برباد ہوتا ہے اور طرح طرح کے نقصانات دنیا میں بھی پہونچتے ہیں اور آخرت کا خسارہ بھی ہوتا ہے آمین۔

شہر جونپور اور حق کی بلندی کے مسرت انگیز حالات

چند روز سے یہ قدیم اسلامی دار السلطنت شیعوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا لکھنؤ کے بعد دوسرے یا تیسرے نمبر پر اسکا شمار بھی رفض کے مرکزوں میں ہوتا تھا بارے بعنایت الٰہی اہل سنت وجماعت کو اسکا احساس ہوا اور سال گزشتہ میں عالیجناب حضرت مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کو تکلیف تشریف آوری دیگئی آپکے مواعظ حسنہ نے دینداری اور حق شناسی کی ایک روح مسلمانوں میں پھونکدی اور کیوں نہو کہ قرآن مجید کو حق تعالیٰ نے روح فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اور حضرت ممدوح کے وعظ کا سرمایہ از اول تا آخر قرآن ہی قرآن ہے۔

ان حقانی مواعظ سے اہل سنت کو اپنے مذہب و دلائل مذہب سے بھی واقفیت حاصل ہوئی اور خدا کی عبادت اور نماز کا ولولہ بھی ان میں پیدا ہوا خدا کی مسجدیں ایسی آباد ہوئیں کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا۔

یہ واقعات النجم کی گزشتہ جلد میں بالتفصیل آچکے ہیں۔

اب امسال کے حالات سنیئے جو نہایت مسرت انگیز اور لائق شکر ہیں شیعیان جونپور نے رجب کے وقت پہنچنے پر اپنے قبلہ حائری صاحب کو بلایا ہم لوگوں کو تو سال بھر سے اس دن کا انتظار تھا جیسے ہی انکے آنے کی خبر ملی حضرت مولنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کی خدمت میں آدمی بھیجے اور حضور ممدوح تشریف لائے آپکے مواعظ حسنہ سے پھر جونپور کی سرزمین سیراب اور سرسبز و شاداب ہوئی حق کی حقانیت اور باطل کا بطلان خدا کی مخلوق نے برائی العین دیکھا فالحمد للہ علی ذلک۔

اگرچہ حکام ضلع کی طرف سے بیہودہ اشتہار بازی کی ممانعت ہو چکی تھی مگر شیعوں کو بغیر ان حرکات کے چین کہاں نئے نہ ہو سکے تو دہی پار سال کے گندے اشتہارات پھر شہر میں جابجا چسپاں کئے جسکی بابت شیعہ اب کہتے ہیں کہ کسی سنی نے ایسا کیا تھا لیکن پولیس اسکی تحقیقات کر چکی ہے اور حکام بھی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسا کون سنی کر سکتا ہے کہ اپنے مذہب اور علمائے مذہب کی توہین کا اشتہار چسپاں کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ایک طرف یہ اشتہارات چسپاں ہوئے اور دوسری طرف شیعوں کے قبلۂ اعظم حائری صاحب کی دھواں دھار تقریریں شروع ہوئیں جنمیں علمائے اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج مذہب اہل سنت پر ناپاک حملوں کی بھرمار تھی شیعہ بیچارے بھی ہیں جب انکے مذہب میں کوئی خوبی نہیں تو ان کے واعظین اپنے وعظوں میں سوا دوسروں کی برائی کے بیان کیا کریں۔

شیعوں کی ان بادیانہ حرکات نے اچھا موقع دیا اور فوراً ہماری طرف سے حائری کی ڈاڑھی (جسمیں انکے حائری صاحب کا کچا چٹھا خود شیعیان لاہور کا لکھا ہوا جمع کیا گیا ہے) کا پہلا نمبر شائع ہوا اور حائری صاحب کو خط بھیجا گیا جسکے لینے سے انھوں نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میں مسافر ہوں مجھے آپ لوگ کیوں ستاتے ہیں اسی دن شب کو وعظ میں وہ خط مجمع عام کو سنا دیا گیا اور اسکے بعد ایک اشتہار میں وہ خط شائع کر دیا گیا اس اشتہار میں شیعوں کے دو تازہ اشتہارات کا جواب بھی دیا گیا ہے جو انھوں نے حائری کی ڈاڑھی کی اشاعت کے بعد نکالے تھے۔ ہمارے اس اشتہار سے پورا علم واقعات کا ہو جائیگا اس لئے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

اعلان افترا و بہتان کا جواب با صواب

آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۲۷ء باوجود حکام کے امتناعی حکم کے شیعوں کی طرف سے دو اشتہار سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام کی طرف سے شائع کئے گئے جنمیں علاوہ دروغگوئی اور افترا پردازی کے اپنی مظلومیت کا بھی ڈھونگ رچایا گیا ہے جو کہ بے بنیاد ہے واقعات

ان غلط بیانیوں کے جواب کا اندیشہ تھا اسلئے [illegible] جواب [illegible] معلوم ہوتا ہو۔ (۲) آنجناب مشتہر کا یہ لکھنا کہ [illegible] شیعوں کی سالانہ روش ہے [illegible] ساتھ [illegible] برتاؤ کیا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جسکی جرأت آپ لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

جناب مشتہر نے جس علم کا حوالہ دیا ہے خود اسی علم کے معاملہ میں اہلسنت کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا وہ یہ کہ [illegible] پیدا کرنے کیلئے [illegible] اہل اسلام کو دعوت شرکت [illegible] بلا تفریق [illegible] علم میں شرکت کیلئے بلایا جاتا ہے [illegible] جب ہمارے مذہبی عالم مولوی محمد قاسم صاحب [illegible] تشریف لیجاتے ہیں اور مکمل طور پر اتحاد عمل کیلئے ہاتھ بڑھاتے اور حضرات شیعہ کے تمام [illegible] منظور فرماتے ہیں۔ [illegible] بھی ہماری شرکت گوارا نہیں ہوتی کیا یہ بات ایک [illegible] انسان کیلئے باعث اشتعال نہیں اور [illegible] اشتعال انگیز طرز عمل کا نتیجہ تھے۔ بالکل اتفاقی طور پر اسی [illegible] مجالس خدام الحرمین کا [illegible] میں جو خطاب [illegible] حضرات شیعہ نے اس طرز عمل سے [illegible] بعض شیعوں کی اس حرکت پر [illegible] ناپسندیدگی کا اظہار کئے بغیر [illegible] ایسا [illegible] قرار دیے جائیں ہم حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور مدظلہ العالی کی نسبت یہ لکھنا کہ انھوں نے [illegible] ماہ اگست میں [illegible] تشریف لاکر شیعہ سنی کا سوال پیدا کر دیا اور شیعوں کو جوش دلایا ایک ایسی بات ہے جو خلاف واقعہ ہو نا خود حائری صاحب کے [illegible] رسالہ الحافظ لاہور [illegible] اکتوبر سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ رسالہ مذکور میں محمد ایوب جونپوری کا مضمون ہے کہ جناب [illegible] اور [illegible] وعظ میں صرف نماز کا بیان فرمایا اور شیعہ سنی کے اختلافی مسائل کی بابت [illegible] پوچھا بھی گیا تو انھوں نے جواب نہ دیا۔

(۳) مکرم مشتہرین کا حائری کی [illegible] شکایت کرنا [illegible] انکی شرافت کی دلیل ہے جبکہ انھوں نے سال گذشتہ [illegible] اس سال [illegible] مقدس عالم کی نسبت [illegible] اشتہارات شائع کئے اس وقت انکو یہ خیال نہ آیا پھر [illegible] امر بھی قابل لحاظ ہے کہ [illegible] اپنی جانب سے جناب علامہ حائری صاحب کی شان میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا یہ تو حضرات شیعہ ہی کے اخبار ذوالفقار لاہور کا اقتباس ہے جو علامہ حائری صاحب کا [illegible] اصول فروع میں [illegible] جو انسے [illegible] متفق رہے اور شیعہ [illegible] لوگوں کے حالات [illegible] شائع کیا ہے [illegible] لوگ ہیں [illegible] ہندوستان کی کونسی شخصیت ہے جو محفوظ رہ سکتی ہے۔

(۴) جناب مشتہر نے [illegible] ایسی قسم کے گستاخانہ [illegible] اچھا ہے [illegible] اسکو بخوشی اجازت دیتے ہیں [illegible] تعلیم [illegible] جواب [illegible] اپنی جانب سے [illegible] کوشش کرینگے اور اب حائری کی [illegible] بقیہ [illegible] رہیں گے۔

(۵) [illegible] شیعوں [illegible] حاکم پرگنہ [illegible] نہیں پیش کئے گئے ہیں یہ کسی سنی [illegible]

[illegible] لازم ہے چونکہ گورنمنٹ کے [illegible] اسلئے [illegible] کی ضرورت نہیں۔

(۵) جناب سکریٹری صاحب تبلیغ الاسلام نے علامہ حائری صاحب [illegible] سکریٹری انجمن [illegible] تکذیب کی ہے [illegible] جھوٹ [illegible] علامہ حائری صاحب کے نام ایک خط [illegible] حائری صاحب [illegible] آپ لوگ کیوں [illegible] ہیں خط کے [illegible] انکار [illegible] سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام اور دیگر لوگوں [illegible] خط [illegible] علامہ حائری صاحب [illegible] اقرار بھی [illegible] کے سامنے کیا [illegible] مفتی محلہ و دیگر حضرات شیعہ نے [illegible] ایک مجمع کے سامنے کہا کہ خط [illegible] سکریٹری صاحب [illegible] لیکن آپ [illegible] انکار کیا اسکا جواب [illegible] کا فعل اصلی [illegible] بالکل حق بجانب تھا۔ علامہ حائری صاحب [illegible] سکریٹری صاحب انجمن تبلیغ الاسلام کی خواہش کے مطابق یقیناً یہ خط [illegible] مگر اپنی [illegible] آپ [illegible] خفیہ تدبیر [illegible] حاکم ضلع [illegible] نوٹس آگیا۔

ناظرین کی اطلاع کیلئے اس خط کی نقل مطابق اصل حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً۔ اما بعد عالیجناب [illegible] شیعہ ذوالقاب رفیعہ [illegible] علامہ حائری صاحب [illegible]

(۱) حالات [illegible] نظر رکھتے ہوئے کسی طرح مناسب تھا کہ سنی شیعہ کے اختلافات [illegible] ظاہر ہوتے مگر افسوس کہ ایک [illegible] اسکا بالکل احساس نہیں کرتا۔

(۲) جب [illegible] میں جنکی [illegible] شیعہ [illegible] کی طرف سے ہو چکی ہے (الف) مولوی مقبول احمد صاحب [illegible] شیعوں کے بیان [illegible] مجلسوں [illegible] اہلسنت [illegible] بزرگان دین اسلام پر ناقابل برداشت [illegible] ہوتے رہتے ہیں [illegible] سال سے خود آپ جونپور تشریف لاتے ہیں اور جیسے جیسے حملے ہمارے مذہب پر آپ نے کئے اور بہت سے سنیوں کا اپنے وعظ کیوجہ سے شیعہ ہو جانا بیان کر کے سنیوں کی دل آزاری کی اسکی شہادت کیلئے رسالہ الحافظ لاہور جو آپکا ارگن ہو کافی ہے (ب) بار سال آپ نے اپنے وعظوں میں نہایت جوش کیساتھ اہل سنت کو [illegible] چیلنج بار بار دیا اور اس مرتبہ بھی آپ نے اپنے وعظ میں اختلافی مسائل کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

(ج) شیعیان جونپور نے بے وجہ اور بے سبب جو اشتہار بازی سال گذشتہ میں کی

اور امسال بھی اشتہارات چھپوائے اور تقسیم کئے اُنہیں بھی مناظرہ کا چیلنج موجود ہے۔

(۳) واقعات مذکورۂ بالا کی بنا پر ہمارا مذہبی فریضہ ہمکو مجبور کرتا ہے کہ ہم آپ کو بذریعۂ نوٹس ہٰذا کے اطلاع دیں کہ ہمارے علماء کرام جو بفضلہ تعالیٰ اسوقت جونپور میں تشریف فرما ہیں آپ سے اور آپکے بڑے سے بڑے مجتہدین سے عالمانہ اور محققانہ مناظرہ کیلئے تیار ہیں اور حق تعالیٰ کی مدد سے روز روشن کیطرح دکھا سکتے ہیں کہ مذہب اہل سنت کی حقانیت ایک ایسی ناقابل انکار چیز ہے کہ علمائے شیعہ کا ضمیر بھی اس کا اعتراف رکھتا ہے۔ ہماری طرف سے آپ کی سہولت کے خیال سے صرف تین مسئلے مناظرہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ اول شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس مسئلہ میں آپ پوری طرح تیار بھی ہیں کیونکہ ایک مستقل رسالہ "موعظہ تحریف قرآن" آپ لکھ چکے ہیں جسمیں بڑے بڑے بلند دعوے ہیں۔ اس کے جواب میں "تنبیہ الحائرین" کئی سال ہوئے شائع ہو چکی اور اسمیں عجیب عجیب کارروائیاں آپکی دکھائی گئی ہیں۔ رسالہ النجم لاہور تقریباً ایک سال سے جواب الجواب کی آمادگی ظاہر کرکے شیعوں کو تسلی دے رہا ہے۔

دوم۔ شیعوں کا ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور آپکی ختم نبوت سے تو مذہب شیعہ کو ایک خاص ضد ہے۔ سوم شیعہ اپنے مذہب کو حضرت علی اور دیگر ائمہ کا مذہب نہیں بتا سکتے۔ ہمارے مجوزہ مسائل کے بعد آپ جسقدر مسائل تجویز کرینگے اُن پر بھی بحث کرنی ہم منظور کرتے ہیں اور اُن مسائل کے سننے سے پہلے ہی اُنکی منظوری آپ کو دیتے ہیں۔

(۴) اُمید ہے کہ اگر آنجناب کو مذہب شیعہ کی حقانیت کا کچھ بھی خیال ہوگا تو ضرور اس پُر تہذیب عالمانہ مناظرہ کی قبولیت سے آپ آج ہی ہم کو مطلع فرمائیں گے اور کوئی حیلہ حوالہ یا دور دراز کا شرائط وغیرہ کا قصہ چھیڑ کر مناظرہ کو ٹالنے کی کوشش نہ فرمائینگے ورنہ اس طرح پیشقدمی کرکے بغیر مناظرہ کئے ہوئے چلے جانے کا کوئی اچھا اثر آپ کے معتقدین پر بھی نہ ہوگا اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ مذہب شیعہ میں اتنی طاقت نہیں کہ علمی مباحثہ اور تحقیقات کے میدان میں آ سکے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

نوٹ:- آپ کی طرف سے جو چیلنج مناظرہ کا اشتہار بعنوان "مسلمانوں ضرور پڑھو" شائع ہو چکا ہے یہ تحریر اس کا جواب ہے (دستخط سکریٹری صاحب) محمد عبدالرحمٰن عفی عنہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء

المشتہر سکریٹری انجمن فاروقیہ جونپور

(باقی آئندہ)

ف اس مقام پر بھی یہ لطیفہ قابل غور ہے کہ جب بعض فقہا کا یہ مذہب تھا اور بعض کا اسکے خلاف تو ایک فریق سے کیوں ڈرے اور دوسرے سے کیوں نہ ڈرے اور پھر وہ فقہا باہم اختلاف کرتے ہوئے کیوں نہ ڈرتے تھے سارا خوف امام ہی کو کیوں تھا۔ تقیہ تو ایسے مسائل میں ہونا چاہئے جو مخصوصات شیعہ سے ہیں کہ اصل مسئلہ بتا دینے سے لوگ شیعہ سمجھ لینگے اور جو مسائل مخصوصات شیعہ سے نہ ہوں اس میں تقیہ کیسا مگر اصل تو یہ ہے کہ تقیہ علی مذہب کی عبادت ہو تقرباً الی اللہ اسکی جسقدر کثرت ہو بہتر۔

(۵) شیعوں کے یہاں مسئلہ یہ قرار پایا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد تین مرتبہ عضو مخصوص کو نچوڑ ڈالے بعد اسکے جسقدر قطرات نکلیں وہ پاک ہیں تہہ بند کپڑے میں لگ جائیں کچھ مضائقہ نہیں وضو کی حاجت نہیں اس مسئلہ کے خلاف ایک حدیث کتاب استبصار میں لکھکر یہ جواب دیا ہے۔

17

ما رواه الصفار عن محمد بن عيسى قال كتب اليه رجل هل يجب الوضوء مما خرج من الذكر بعد الاستبراء فكتب نعم فالوجه فيه ان نحمله على ضرب من الاستحباب دون الوجوب او نحمله على ضرب من التقية لانه موافق لمذهب كثير العامة۔	جو حدیث صفار نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام باقر علیہ السلام کو لکھ بھیجا کہ کیا جو چیز عضو مخصوص سے بعد نچوڑ دینے کے نکلتی ہے اس سے وضو واجب ہو جاتا ہے تو امام نے لکھا کہ ہاں تو مطلب اسکا یہ ہے کہ یا تو ہم اس حکم وضو کو استحباب پر محمول کریں نہ وجوب پر یا ہم اسکو ایک قسم کے تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ مسئلہ اکثر سنیوں کے مذہب کے موافق ہے۔

(۶) اسی کتاب کے باب الاستنجا میں ہے۔

ما رواه احمد بن محمد عن البرقی عن وهب بن وهب عن ابی عبد الله عليه السلام قال كان نقش خاتم ابی العزة لله جميعا وكان فی يساره يستنجی بها وكان نقش خاتم امير المومنين عليه السلام الملك لله وكان فی يده اليسری يستنجی بها فهذا الخبر محمول علی التقية۔	جو حدیث احمد بن محمد نے برقی سے انہوں نے وہب بن وہب سے انہوں نے جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے والد کی انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ تھی العزۃ للہ جمیعا انگوٹھی انکے بائیں ہاتھ میں رہتی تھی اور وہ اسی سے استنجا کرتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کی انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ تھی الملک للہ وہ انگوٹھی انکے بائیں ہاتھ میں رہتی تھی اور اسی سے وہ استنجا کرتے تھے پس یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔

ف یہ نہیں معلوم ہوتا کہ تقیہ کس نے کیا آیا امام جعفر نے تقیہ کیا اور جھوٹی خبر ان کی طرف منسوب کی اور امام باقر اور حضرت علی ایسی حرکت نہ کرتے تھے یا امام باقر اور حضرت علی نے تقیہ کیا کہ ایسی ناملائم کارروائی کے مرتکب ہوئے

پھر نہیں معلوم ہوتا کہ تقیہ کیون کیا اگر انگوٹھی اتار کر رکھ جاتے اور خدا کے نام کی بے ادبی نہ کرتے تو کون انکو مار ڈالتا اور یہ فعل شنیع کس مذہب مین جائز ہے جس کے خوف سے تقیہ عمل مین آیا۔

(۷) شیعون کے یہان مسألہ ہے کہ وضو مین سر کے مسح کے لیئے جدید پانی نہ لینا چاہیئے اسکے خلاف جو حدیثین ائمہ سے مروی ہین انکا جواب شیخ صاحب موصوف نے اس طرح دیا ہے۔

وما رواہ الحسین ابن سعید عن حماد عن شعیب عن ابی بصیر قال سألت اباعبد اللہ علیہ السلام عن مسح الراس قلت امسح بما فی یدی من الندی راسی فقال لا بل تضع یدک فی الماء ثم تمسح فالوجہ فی ہذین الخبرین ان نحملہما علی ضرب من التقیۃ لانہما موافقان لمذاہب کثیر من العامۃ۔	اور جو حدیث حسین بن سعید نے حماد بن شعیب سے انھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر کے مسح کی بابت پوچھا مین نے کہا کہ جو کچھ تری میرے ہاتھون مین باقی ہے اسی سے مین اپنے سر کا مسح کرون امام نے فرمایا نہین بلکہ پانی مین ہاتھ ڈالو پھر سر کا مسح کرو پس مطلب ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ ہم ان دونون حدیثون کو تقیہ پر محمول کرتے ہین کیونکہ یہ دونون حدیثین بہت سنیون کے موافق ہین۔ ۱۸

(۸) نیز اسی کتاب مین باب مسح رجلین مین بہت سی مختلف حدیثین روایت کی ہین منجملہ انکے ایک یہ ہے۔

ما رواہ احمد بن محمد بن عیسیٰ عن بکر بن صالح عن الحسن بن محمد بن عمران عن زرعۃ عن سماعۃ بن مہران عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا توضأت فامسح قدمیک ظاہرہما وباطنہما ثم قال ہکذا فوضع یدہ علی الکعب وضرب الاخری علی باطن قدمیہ ثم مسحہما الی الاصابع فالوجہ فی ہذا الخبر ما ذکرنا فی الباب الذی قبل ہذا من حملہ علی التقیۃ لانہ موافق لمذہب بعض العامۃ لمن یری المسح علی الرجلین ویقول بان ذلک ہو الرجل۔	اور جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ نے بکر بن صالح سے انھون نے حسن بن محمد بن عمران سے انھون نے زرعہ سے انھون نے سماعہ بن مہران سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنے پیرون کا مسح کرو نیچے بھی اور اوپر بھی انگلیون تک بعد اسکے اپنا ایک ہاتھ ٹخنے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ تلوے پر رکھا اور دونون کو انگلیون تک لے گئے اور فرمایا کہ اسطرح مسح کیا کرو پس مطلب اس حدیث کا وہی ہے جو ہم اس سے قبل کے باب مین بیان کر چکے ہین یعنی یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے کیونکہ بعض سنیون کے مذہب کے موافق ہے کیونکہ سنیون میں بعض لوگ ایسے ہین جو مسح رجلین کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ پورے پیر کا مسح ہونا چاہیئے۔

ف اس مقام پر عجیب ہی لطیفہ ہوا اہلسنت مین کوئی شخص بھی مسح رجلین کا قائل نہین ہوا اور اگر بالفرض کوئی غیر معروف شخص قائل رہا بھی ہو تو اس سے کیا خوف ہو سکتا ہے اور مزید لطف یہ ہے کہ مسح رجلین کا مسألہ بتاتے ہوئے امام کو خوف نہ ہوا مسح کی تحدید کرتے ہوئے خوف آگیا یہ بھی عجیب حیرت انگیز بات ہے یہ ویسی ہی مثل ہے کہ ایک شخص نے کسی بیگناہ کو قتل کر دیا تھا اور مخبر یہ ہر شخص سے کہتا پھرتا تھا کہ مین نے فلان شخص کو مار ڈالا لیکن جب یہ پوچھا جاتا کہ تم نے اسکو کس آلہ سے قتل کیا تو کہتا تھا کہ یہ نہ بتاؤن گا اس مین مجھے خوف ہے کہ گرفتار ہو جاؤنگا۔

(۹) نیز اس کتاب مین باب وجوب مسح الرجلین مین ہے۔

ما رواہ محمد بن احمد بن یحییٰ عن احمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید المدائنی عن مصدق بن صدقۃ عن عمار بن موسیٰ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتوضأ الوضوء کلہ الا رجلیہ ثم یخوض الماء بہما خوضا قال اجزاہ ذلک فہذا الخبر محمول علی حال التقیۃ فاما مع الاختیار فلا یجوز الا المسح علیہما علی ما بیناہ۔	جو حدیث محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے انھون نے عمرو بن سعید مدائنی سے انھون نے مصدق بن صدقہ سے انھون نے عمار بن موسیٰ سے انھون نے جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص پورا وضو کرے پیرون پر مسح کرے بلکہ پیرون کو پانی مین غوطہ دے امام نے فرمایا اسکو یہی کافی ہے پس یہ حدیث حالت تقیہ پر محمول ہے مگر بغیر تقیہ صرف مسح کرنا چاہیئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔ ۱۹

اور سنئیے اسی باب کی ایک حدیث یہ بھی ہے۔

ما رواہ احمد بن الحسن الصفار عن عبد اللہ بن المنبہ عن الحسین بن علوان عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی علیہ السلام قال جلست اتوضأ فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حین ابتدأت فی الوضوء فقال لی تمضمض واستنشق واستن ثم غسلت وجہی ثلاثا فقال	جو حدیث محمد بن حسن صفار نے عبد اللہ بن منبہ سے انھون نے حسین بن علوان سے انھون نے عمرو بن خالد سے انھون نے زید بن علی سے انھون نے اپنے باپ دادا سے انھون نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین وضو کرنے بیٹھا تھا کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے

اقد اجزء يك من ذلك المرتان فقال فعلت ذراعي ومسحت براسي مرتين فقال قد يجزيك من ذلك المرة وغسلت قدمي فقال يا علي خلل بين الاصابع لا تخلل بالنار فهذا خبر موافق للعامة وقد اوردناه د التقية لان المعلوم الذي لا يتخالج فيه الشك من مذاهب ائمتنا عليهم السلام القول بالمسح على الرجلين وذلك اشهر من ان يدخل فيه شك او ارتياب۔

مجھ سے فرمایا کہ کلی کرو اور ناک میں پانی ڈالو اور مسواک کرو مجھ تین مرتبہ اپنا منھ دھویا تو آپ نے فرمایا کہ دو ہی مرتبہ دھونا کافی تھا پھر میں نے اپنی کہنیاں دھوئیں اور دو مرتبہ سر کا مسح کیا آپ نے فرمایا ایک ہی مرتبہ مسح کرنا کافی تھا پھر میں نے اپنے پیر دھوئے تو آپ نے فرمایا کہ انگلیوں کا خلال کرو تاکہ آگ میں نہ ڈالی جائیں۔ پس یہ حدیث سنیوں کے موافق ہے اور بطور تقیہ کے ہے کیونکہ ہمکو جو اپنے ائمہ کا مذہب یقینی طور پر معلوم ہے وہ یہی ہے کہ وہ مسح رجلین کے قائل تھے یہ بات بہت مشہور ہے اسمیں کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں ہو سکتا۔

ف اس حدیث میں معلوم نہیں تقیہ کس نے کیا آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ کیا اور ایک غلط مسالہ حضرت علی کو تعلیم کیا یا حضرت علی نے تقیہ کر کے (معاذ اللہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جھوٹی حدیث بیان کر دی یا بعد والے کسی راوی نے تقیہ کر کے حضرت علی پر افترا کر لیا۔ ٢٠

دوسری بات شیخ صاحب کے کلام سے یہ معلوم ہوئی کہ جو بات یقینی طور سے ثابت ہو جائے اس کے خلاف کوئی روایت مقبول نہیں ہوتی یہ بات اگرچہ فی نفسہ عمدہ اور قابل قبول ہے مگر افسوس کہ حضرات شیعہ اپنی کسی بات کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ یہ بات ائمہ کی ہم کو قطعی طور سے معلوم ہے کیونکہ ان کے علم کا ذریعہ یہی روایتیں ہیں ان کے سوا کچھ نہیں ہے اور روایتیں سب برابر کوئی بھی ان میں سے قطعی نہیں ہے جیسا کہ اصولیین کا اس پر اتفاق ہے ہاں اہلسنت البتہ ایسا کہہ سکتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال و اقوال کے معلوم کرنے کا ذریعہ علاوہ کتابی روایتوں کے ایک دوسرا اور بھی ہے وہ کیا ہے عمل ائمہ و مجتہدین کا یہاں تقیہ تو ہم نہیں کہ ڈر کے مارے کھل کر اعمال مذہبی ادا نہ کر سکتے ہوں یا خلاف اپنے علم و اعتقاد کے عمل کریں خیر اس مبحث کو ہم آئندہ بھی لکھینگے۔

(١٠) اسی کتاب میں وجوب موالات کے متعلق یہ حدیث ہے۔

ما رواه محمد بن احمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن ابيه عن عبد الله بن المغيرة عن حريز

جو حدیث محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے انھوں نے حریز سے

في الوضوء يجف قال قلت فان جف الاول قبل ان اغسل الذي يليه قال جف او لم يجف اغسل ما بقي قلت وكذلك غسل الجنابة قال هو بتلك المنزلة وابدأ بالراس ثم افض على سائر جسدك قلت وان كان بعض يوم قال نعم فالوجه في هذا الخبر انه اذا لم يقطع المتوضي وضوءه وانما تجففه الريح الشديدة او الحر العظيم فعند ذلك لا يجب عليه اعادة وانما تجب الاعادة في تفريق الوضوء مع اعتدال الوقت والهواء ويحتمل ايضا ان يكون ورد مورد التقية لانه مذهب كثير من العامة۔

وضو کے متعلق روایت کی ہے کہ اگر کچھ اعضا خشک ہو جائیں قبل اس کے کہ باقی اعضا دھوئے جائیں تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو اعضا باقی رہ گئے ہیں انکو دھو لو راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ غسل جنابت کا بھی یہی حال ہے فرمایا ہاں اول میں پہلے سر پر پانی ڈالو پھر باقی جسم پر میں نے پوچھا کہ اگرچہ اعضا کے دھونے میں بقدر بعض حصہ دن کے فصل واقع ہو گیا ہو تب بھی [illegible] تو اعضا دھونے کی ضرورت نہیں امام نے فرمایا ہاں پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ متوضی اپنا وضو قطع کرے بلکہ سخت ہوا یا سخت گرمی کے سبب سے اعضا خشک ہو جائیں تو اعادہ وضو کی ضرورت نہیں اعادہ وضو کی [illegible] جبکہ باوجود اعتدال وقت و ہوا کے وضو میں تفریق کر دی جائے [illegible] کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہو کیونکہ [illegible] کا مذہب ہے۔ ٢١

ف شیخ صاحب نے دو تاویلیں اس حدیث کی کیں اول یہ کہ امام نے جو یہ حکم دیا کہ باوجود خشک ہو جانے اعضا کے صرف باقی اعضا کا دھو لینا کافی ہے وضو کے اعادہ کی ضرورت نہیں یہ حکم صرف اس صورت کے لیے ہے جبکہ ہوا وغیرہ کی وجہ سے اعضا خشک ہو جائیں نہ تفریق کی وجہ سے دوم یہ کہ امام نے یہ حکم بطور تقیہ کے دیدیا ہو۔ تاویل اول کی حقیقت یہ ہے کہ خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ راوی نے کہا وان کان بعض یوم جس سے صاف ظاہر ہے کہ تفریق کی وجہ سے جو خشکی اعضا میں آجائے وہ بھی قابل لحاظ نہیں اور اعادہ وضو کی ضرورت نہیں باوجود اس صاف و صریح لفظ کے پھر یہ تاویل کرنا حضرات شیعہ کے سوا کس سے ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ وان کان بعض یوم کا تعلق صرف غسل جنابت سے ہے تو اولاً غسل جنابت اور وضو میں مابہ الفرق کیا ہے ثانیاً غسل جنابت کا ذکر تو بطور جملہ معترضہ کے ہے اصل استفسار سائل کا وضو کے متعلق ہے غایت ما فی الباب یہ ہے کہ یہ جملہ وضو و غسل جنابت دونوں سے متعلق ہو۔

تاویل دوم کی حالت یہ ہے کہ خود اہلسنت اس بارہ میں مختلف ہیں امام مالک جو خاص مدنی ہیں یعنی امام جعفر صادق کے ہم وطن ہیں وجوب موالات کے قائل ہیں پس تعجب ہے کہ امام مالک کو وجوب موالات کا مسالہ بیان کرتے ہوئے کچھ خوف نہ ہوا اور امام جعفر صادق اس مسالہ کے بیان کرنے سے ڈر گئے معلوم نہیں اس میں کیا

خون تھا۔

(۱۱) نیز اسی کتاب مین نواقض وضو کی بحث مین ہے۔

وما رواه محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن عبد الجبار عن الحسن بن علی بن فضال عن صفوان عن منصور عن ابی عبیدة الحذاء عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الرعاف والقیء والتخلیل یسیل الدم اذا استکرهت شیئا ینقض الوضوء وان لم تستکرهه لم ینقض الوضوء فهذا ان الخبران یحتملان وجهین احدهما ان یکونا وردا مورد التقیة لان ذلک مذهب بعض العامة۔	اور جو حدیث محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عبد الجبار سے انھون نے حسن بن علی بن فضال سے انھون نے صفوان سے انھون نے منصور سے انھون نے ابو عبیدہ حذاء سے انھون نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا نکسیر اور قے سے اور خلال کرنے سے اگر خون نکل آئے تو اگر تمھین کراہیت پیدا ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا ورنہ نہین پس یہ دونون حدیثین دو مطلب کا احتمال رکھتی ہین اول یہ کہ بطور تقیہ کے ہون کہ یہ بعض سنیون کا مذہب ہے۔

٢٢ ف اس حدیث مین تقیہ کا عجب لطیفہ ہے اگر امام کا اصلی مذہب یہ تھا کہ قے سے اور خون نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا تو اسکے بیان کرنے مین امام کو کیا خوف تھا خود اہلسنت مین بھی بعض ائمہ کا یہی مذہب ہے امام شافعی بھی اسکے قائل ہین امام مالک بھی اسی طرف ہین اور یہ تو اہلسنت مین کسی کا بھی مذہب نہین ہے کہ کراہیت پیدا ہو تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہین۔

(۱۲) نیز اسی کتاب کی بحث مذکور مین ہے۔

ما رواه الحسین بن سعید عن اخیه الحسن عن زرعة عن سماعة قال سألته عما ینقض الوضوء قال الحدث تسمع صوته او تجد ریحه والقرقرة فی البطن الا شیء تصبر علیه والضحک فی الصلوة والقیء فالوجه فی هذا الخبران نحمله علی ضرب من الاستحباب او علی الضحک الذی لا یملک معه نفسه ولا یأمن ان یکون قد	جو حدیث حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے انھون نے زرعہ سے انھون نے سماعہ سے روایت کی کہ مینے امام رضا علیہ السلام سے نواقض وضو پوچھے تو انھون نے فرمایا کہ وہ حدث جسکی آواز سنی جائے یا بو محسوس ہو اور جو قراقر شکم مین ہو سوا اسکے کہ تم اسکو روک لو اور نماز مین ہنسنا اور قے پس مطلب ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ ہم انکو استحباب پر محمول کرین یا ہنسی سے وہ ہنسی مراد لین جسمین آدمی بے اختیار

حدث ویحتمل ان یکون الخبران وردا مورد التقیة لانهما موافقتان لمذاهب بعض العامة۔	ہو جاتا ہے اور اس بات کا اندیشہ ہوتا ہو کہ حدث ہو گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دونون حدیثین بطور تقیہ کے ہون کیونکہ بعض سنیون کا مذہب ہے۔

ف پہلی تاویل بھی عجیب و غریب ہے امام تو نواقض وضو مین ہنسی کو شمار کرتے ہین اور شیخ صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین ہنسنے کے بعد وضو مستحب ہے اگر الفاظ حدیث اس طرح ہوتے کہ نماز مین ہنسنے سے وضو کرنا چاہیے یا وضو کر لیا کرو تو البتہ اس تاویل کی گنجائش تھی۔ آخری تاویل تقیہ والی جس سے ہماری بحث متعلق ہے ویسی ہی لطیف ہے جیسے سابق مین اور تاویلین گذر چکین کیونکہ نماز مین ہنسنے سے وضو کا نہ ٹوٹنا اکثر ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے امام مالک امام شافعی امام احمد تینون اسی طرف ہین صرف حنفیہ کے نزدیک نماز مین ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت مین امام کو کیا خوف لاحق تھا کہ انھون
٢٣ نے تقیہ کرکے اپنے اصلی مذہب کے خلاف نماز مین ہنسنے کو ناقض وضو کہدیا۔

(۱۳) نیز اسی کتاب کے بحث غسل مین ہے۔

عن عمر بن یزید قال اغتسلت یوم الجمعة بالمدینة ولبست ثیابی وتطیبت فمرت بی وصیفة ففخذت لها فامذیت انا وامنت هی فدخلنی من ذلک ضیق فسألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن ذلک فقال لیس علیک وضوء ولا علیها غسل۔	عمر بن یزید سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مینے جمعہ کے دن مدینہ مین غسل کیا اور کپڑے پہنے خوشبو لگائی اسکے بعد ایک لونڈی میرے پاس آئی مینے اسکی ران مین عضو مخصوص کو رکھا تو میری مذی نکلی اور اس عورت کو انزال ہو گیا اس سے میرے دل مین تردد ہوا اور مینے امام جعفر صادق سے اسکو بیان کرکے پوچھا تو انھون نے فرمایا کہ نہ تیرے اوپر وضو واجب ہے نہ اس عورت پر غسل واجب ہے۔

ف اس حدیث مین تو عجیب ہی مسالہ بیان فرمایا گیا ہے جس کے نہ سنی قائل نہ شیعہ قائل ہاں اگر شیعہ قائل ہونگے کیونکہ شہوت پرستی کی توسیع مین یہ حدیث پوری مدد دیتی ہے مگر اب تو کوئی شیعہ بھی اسکا قائل نہین ہے کہ خروج منی سے غسل نہ واجب ہو شیخ صاحب کو اس حدیث مین بڑی دقت پیش آئی اور باوجود شیخ الطائفہ ہونے کے سخت پیچ و تاب مین گرفتار ہوگئے ہین کہ کیا تاویل کرین اگر کسی سنی کا مذہب اسکے موافق ہوتا تو فوراً تقیہ پر رکھکر حدیث کو اڑا دیتے مگر اب کیا کرین بالآخر ایک نہایت ہی لطیف بات آپ نے ارشاد فرمائی ہے فرماتے ہین۔

فالوجه فی هذا الخبر انه یجوز ان یکون السامع قد وهم فی سماعه وانه انما قال مذت فتوهم له امنت فرواه علی ما ظن ویحتمل ان یکون انما اجابه علیه السلام علی حسب ما ظهر له فی الحال منه وعلم انه اعتقد فی جاریته انها امنت ولم یکن کذالک فاجابه علیه السلام علی ما یقتضیه الحکم علی اعتقاده۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہو کہ ممکن ہو کہ راوی کو سننے مین وہم ہوگیا ہو عمرو بن یزید نے مذت (یعنی اس عورت کے مذی خارج ہوئی) کہا ہو راوی نے امنت (یعنی اس عورت کے منی خارج ہوئی) سمجھا اور اپنی سمجھ کے موافق روایت کردی۔ اور یہ بھی احتمال ہو کہ امام نے امر واقعی کے موافق جواب دیا ہو امام کو معلوم ہوگیا ہو کہ عمرو بن یزید نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ اس عورت کے منی خارج ہوئی فی الواقع اس کی منی خارج ہوئی تھی لہذا امام نے سائل کے اعتقاد کے موافق جواب نہ دیا بلکہ امر واقعی کے موافق جواب دیا۔

ف۔ بعون تعالی یہ لطیفہ تو تقیہ سے بھی بڑھ گیا امام نے اسی طرح امر واقعی کے موافق جواب دیکر نہ معلوم کتنے بندگان خدا کو گمراہ کیا ہوگا اور نہ معلوم کسقدر حدیثین امام کی ایسی ہونگی جن مین بوجہ اسکے کہ امام نے امر واقعی کے موافق مسئلہ بتایا ہوگا اور راویون کو غلطی ہوئی ہوگی۔ عمرو بن یزید تو یہی سمجھا ہوگا کہ خروج منی سے غسل واجب نہین ہوتا اگر امام کو بنی غیب دانی پر ایسا ہی بھروسہ تھا تو بیچارے عمرو بن یزید کو بھی متنبہ کردیتے کہ تو غلط سمجھا ہے اس عورت کے منی نہین خارج ہوئی اسکے بعد یہ مسئلہ بتانے وہ بیچارہ گمراہ نہ ہوتا۔

گو یہان ہمکو تقیہ کی حدیث کا نقل کرنا مقصود ہو مگر چونکہ اس حدیث مین تقیہ کا مفاد پورا ہو رہا بلکہ اس سے بھی زیادہ موجود ہے لہذا ہم نے اسکو نقل کردیا۔

(۱۴) نیز اسی کتاب کے اسی باب مین ہو۔

ما رواه الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن حفص بن سوقة عمن اخبره قال سألت ابا عبد الله علیه السلام فی الرجل یاتی اهله من خلفها قال هو احد المأتیین فیه الغسل فلا ینافی الاخبار الاولة لان هذا الخبر مرسل مقطوع مع انه خبر واحد

جو حدیث حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انھون نے حفص بن سوقہ سے انھون نے اور کسی شخص سے روایت کی ہو کہ وہ کہتا تھا کہ امام جعفر صادق سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ پیچھے سے صحبت کرے امام نے فرمایا کہ جماع کے دو مقامون مین سے ایک مقام وہ بھی ہے اور اس صورت مین بھی غسل ضروری ہی پس یہ حدیث پہلی حدیثون کے منافی نہین ہے کیونکہ یہ حدیث مرسل اور مقطوع ہے اور ساتھ ہی اس کے خبر واحد بھی ہے پس وہ

24

ومآ هذا حکمه لا یعارض به الاخبار المسندة علی انه یمکن ان یکون ورد مورد التقیة لانه موافق المذاهب العامة۔

ان احادیث کی کیونکر معارض ہوسکتی ہے جو مع السند مروی ہین پھر یہ بھی ممکن ہو کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہو کیونکہ یہ مسئلہ سنیون کے مذہب کے موافق ہے۔

ف۔ یہان بھی تقیہ مین اسقدر لطف ضرور ہو کہ فروع مین برابر اہلسنت اختلاف کرتے رہتے ہین اسمین تقیہ کیا۔ اس حدیث کے متعلق ضمناً ایک بات اور بھی خیال کرنے کی ہو پیچھے سے کرنا جسکو لواطت کہتے ہین ایسی قبیح حرکت ہو کہ شرع مقدس سے قطع نظر کرکے عقل اور لطافت طبع انسانی بھی اسکو نہایت مکروہ جانتی ہے حتے کہ نصاریٰ کے قوانین سلطنت مین بھی اسکو جرم قرار دیا گیا ہو اور اسکو خلاف وضع فطرت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اہلسنت بالاتفاق قائل ہین کہ یہ فعل شنیع قطعاً حرام ہو احادیث مین اسپر وعید وارد ہوئی ہو مگر حضرات شیعہ کے یہان جہان شہوت پرستی کے اور ذرائع ایجاد کئے گئے ہین وہان ایک طریقہ یہ بھی اس کا نکالا گیا ہے کہ مرد کیسا ہی تھا سہی تو کم از کم عورت کیسا تھ اس ناپاک فعل کا جواز انھون نے ائمہ سے روایت کرلیا (حاشا جنابہم عن ذالک) اور شوق سے بے کھٹکے اسپر عمل کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی یہ آسانی بھی پیدا کی گئی کہ اس فعل سے غسل بھی واجب نہین ہوتا۔ ہان اگر انزال ہوجائے تو انزال کی وجہ سے غسل کرنا پڑیگا۔ نہ کہ اس فعل کے باعث اب ایک حدیث جو اسکے خلاف وارد ہوئی اور اسمین اس فعل کو موجب غسل قرار دیا گیا تو شیعہ محدثین کو کیسے چین آتا لہذا شیخ صاحب نے فوراً تقیہ کے پہلو پر رکھکر حدیث کو اڑا دیا۔

25

(۱۵) نیز اسی کتاب کے ابواب نجاست مین ہو۔

ما رواه احمد بن یحیی عن محمد بن عیسی عن فارس قال کتب الیه رجل یسئله عن ذرق الدجاج یجوز الصلوة فیه فکتب لا فالوجه فی هذه الروایة انه لا یجوز الصلوة فیه اذا کان الدجاج جلالاً ویجوز ان یکون محمولاً علی ضرب من الاستحباب او محمولاً علی التقیة لان ذالک مذهب کثیر من العامة

جو حدیث احمد بن یحیی نے محمد بن عیسی سے انھون نے فارس سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے امام باقر علیہ السلام کو لکھا کہ مرغی کی بیٹ مین نماز جائز ہے امام نے جواب لکھا کہ نہین پس وجہ اس حدیث کی یہ ہو کہ نماز اسوقت جائز نہین جبکہ مرغی نجاست کھاتی ہوئی پھرتی ہو اور یہ بھی ممکن ہو کہ ایک قسم کا استحباب مراد لیا جائے یا یہ حدیث تقیہ پر محمول کی جائے کیونکہ یہ بہت سے سنیون کا مذہب ہو۔

ف۔ حضرات شیعہ کے یہان مرغی کی بیٹ کپڑے مین بدن مین لگی ہو کچھ حرج نہین وہ ہوئے کہ نجاست نہین

یہ حدیث اسکے خلاف تھی لہذا تقیہ پر رکھکر اڑا دی گئی۔

(۱۶) نیز اسی کتاب کے ابواب مذکورہ میں ہے۔

ما رواه الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسیٰ عن سماعة قال سألته عن بول السنور والکلب والحمار والفرس فقال کابوال الانسان فالوجه فی هذا الخبر حمل قوله کابوال الانسان علی انه راجع الی بول السنور والکلب لانهما مما لا یؤکل لحمهما ویجوز ان یکون الوجه فی هذه الاحادیث ایضاً ضرباً من التقیة لانها موافقة لمذاهب بعض العامة۔	جو حدیث حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے انھوں نے سماعہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام جعفر یا باقر سے بلی اور کتے اور گدھے اور گھوڑے کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا امام نے فرمایا انسان کے پیشاب کے مثل ہے پس دلیل اس حدیث کی یہ ہے کہ صرف بلی اور کتے کا پیشاب مراد لیا جائے کیونکہ یہی دونوں ایسے ہیں کہ انکا گوشت نہیں کھایا جاتا اور ممکن ہے کہ ان احادیث میں بھی کچھ تقیہ ہو کیونکہ یہ حدیثیں بعض سنیوں کے مذہب کے موافق ہیں۔ ۲۶

ف: سبحان اللہ کیسی نفیس تاویلات ہیں حدیث میں تو چار چیزوں کا ذکر ہے بلی کتا گدھا گھوڑا چاروں کے پیشاب کو انسان کے پیشاب کی مانند نجس کہا گیا ہے مگر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم صرف دو ہی چیزیں مراد لینگے مراد لینے کی ایک ہی رہی زمین سے آسمان مراد لے لیجیے آپ کو اختیار ہے بقول ایک نافہم نکتہ چین کے شیعوں کو اختیار ہے اپنے امام کے کلام میں جس لفظ سے جو چاہیں مراد لے لیں۔

(۱۷) نیز اسی کتاب کے اسی باب میں ہے۔

ما رواه احمد بن محمد بن یحییٰ عن غیاث عن جعفر عن ابیه علیهما السلام قال لا بأس ببول البراغیث والبق وبول الخشاشیف فالوجه فی هذه الروایة ان نحملها علی ضرب من التقیة لانها مخالفة لاصول المذاهب۔	جو حدیث احمد بن محمد بن یحییٰ نے غیاث سے انھوں نے جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا پسو اور مچھر اور چمگادڑ کے پیشاب میں کچھ حرج نہیں پس دلیل اسکی یہ ہے کہ ہم اس روایت کو تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ روایت تمام مذاہب کے اصول کے خلاف ہے۔

سلہ اللہ میر الشمس کی قابلیت کے نمونے جہاں بہت کچھ دکھائے جا چکے ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے شیعوں کی کتابوں میں جو احادیث تحریف قرآن کی نقل کی گئی ہیں ان کے جواب میں شیعہ اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جس میں یہ مضمون ہے کہ قرآن کے خلاف کوئی حدیث نہ ماننی چاہیے جواب اسکے لیے لکھا تھا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ ذات شریف قرآن موجود کا بیان ہے ایڈیٹر الشمس لکھتے ہیں کہ جناب امام نے ہمکو بتا دیا تھا کہ یہ مراد ہے ۱۲

ف: سبحان اللہ کیا نفیس تقیہ ہے ابھی تک تو یہ معلوم تھا کہ مذہب مخالف سے ڈر کر اسکے موافق بات کہدینے میں تقیہ ہوتا تھا لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقیہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تمام مذاہب کے خلاف ایک بات کہدے بجائے معلوم نہیں اس تقیہ میں کیا مصلحت ہے اور یہ تقیہ کس کے خوف سے تھا۔

(۱۸) نیز اسی کتاب کی بحث صلوۃ میں ہے۔

ما رواه احمد بن محمد بن عیسیٰ عن علی بن الحکم عن علی بن ابی حمزة عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ متی اصلی رکعتی الفجر قال لی بعد طلوع الفجر قلت له ان ابا جعفر علیه السلام امرنی ان اصلیهما قبل طلوع الفجر فقال یا ابا محمد ان الشیعة اتوا ابی مسترشدین فافتاهم بمر الحق واتونی شکاکا فافتیتهم بالتقیة۔	جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے انھوں نے علی بن ابی حمزہ سے انھوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں امام نے مجھے فرمایا کہ طلوع فجر کے بعد پڑھ لیا کر۔ امام باقر علیہ السلام نے مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھا کرو تو امام صادق نے فرمایا کہ اے ابو محمد شیعہ اکثر میرے باپ کے پاس ہدایت حاصل کرنے کیلئے آتے تھے لہذا میرے والد نے انھیں صحیح صحیح مسئلہ بتایا اور میرے پاس شک کرتے ہوئے آتے ہیں میں نے انکو تقیہ سے فتویٰ دیا۔ ۲۷

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ائمہ اپنے شیعہ مخلصین سے بھی تقیہ کیا کرتے تھے اب فرمایئے شیعوں کے فن حدیث کی کیا حالت ہوگئی شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ کرام سنیوں سے تقیہ کیا کرتے تھے مگر اب خود انہیں کے اصول اربعہ کی یہ حدیث بتا رہی ہے کہ خود شیعوں سے بھی تقیہ ہوتا تھا اور شیعہ بھی کون شیخ ابو بصیر جنکی روایت پر تقریباً ایک ربع فن حدیث کا دار و مدار ہے جب ایسے رکن رکین سے بھی ائمہ نے تقیہ کیا تو اوروں کی حالت کیا سمجھی جائے یہ بھی عجب لطیفہ ہے کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں میرے پاس شیعہ شک کرتے ہوئے آئے اس وجہ سے میں نے انکو صحیح مسئلہ نہ بتایا تقیہ کر لیا۔ اے صاحب جو کوئی شک کرتا ہوا آئے اسکو تو اور بھی صاف صاف صحیح مسئلہ بتانا چاہیے تاکہ اسکا شک دفع ہو جائے شیخ جی ابو بصیر کی عجب حالت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے جب انکو یہ مسئلہ امام باقر علیہ السلام سے معلوم ہو چکا تھا تو انکو کیا ضرورت تھی کہ پھر امام صادق سے اسی مسئلہ کو انھوں نے پوچھا شاید امام کا امتحان لینا مقصود تھا انہیں بے ادب شیعوں نے ائمہ کرام پر افترا کئے اور تودہ کے طومار حدیثیں گڑھکر انکی طرف منسوب کر دیں۔

(۱۹) نیز اسی کتاب کی بحث اذان میں ہے۔

الحسین بن سعید عن فضالة عن العلاء عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان ابی ینادی فی بیتہ بالصلوٰة خیر من النوم ولو رددت ذلك لم یکن بہ باس وما اشبہ ہذین الخبرین مما یتضمن ذکر ہذہ الالفاظ فانہا محمولة علی التقیة	حسین بن سعید نے فضالہ سے انھوں نے علاء سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میرے والد امام زین العابدین اپنے گھر میں اذان صبح کے اندر الصلوٰة خیر من النوم کہتے تھے اور اگر میں اسکو پھیر دوں تب بھی کچھ حرج نہیں اس قسم کی حدیثیں جن میں الصلوٰة خیر من النوم کا ذکر ہے سب تقیہ پر محمول ہیں۔

ف۔ کیوں صاحب گھر کے اندر تقیہ کیسا امام کو کس نے مجبور کیا تھا کہ اپنے گھر میں اذان دیجیے اور ان الفاظ کو کہیے پھر معلوم نہیں یہ تقیہ کسکا ہے امام باقر کا کہ انھوں نے اپنے والد پر غلط افترا کیا یا امام زین العابدین کا کہ انھوں نے ایک خلاف حق عمل کا ارتکاب فرمایا۔

(۲۰) نیز اسی کتاب کی بحث مذکور میں ہے۔

٢٨

ما رواہ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یکون اماما یستفتح بالحمد ولا یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم قال لا یضرہ ولا باس بذلك فالوجہ فیہ ان نحملہ علی حال التقیة۔	جو حدیث محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انھوں نے حماد سے انھوں نے حریز سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے انھوں نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص امام ہو وہ الحمد سے نماز شروع کرے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ کہے تو کیسا ہے امام نے فرمایا کچھ مضر نہیں اسمیں کچھ حرج نہیں بس تاویل اسکی یہ ہے کہ ہم اسکو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔

ف۔ حضرات شیعہ کے یہاں نماز میں بسم اللہ با آواز بلند کہنا چاہیے اس حدیث میں جو اسکے خلاف مروی ہوا تو تقیہ کہکر اڑا دیا گیا مگر حیرت ہے کہ یہ تقیہ کیسا خود اہلسنت میں بعض ائمہ بسم اللہ آواز بلند کہنے کے قائل ہیں پھر کیا خوف تھا جسکی وجہ سے تقیہ کیا گیا۔

(۲۱) اسی کتاب کے اسی باب میں ہے۔

ما رواہ احمد بن محمد عن احمد بن اسحاق عن یاسر الخادم قال مر بی ابو الحسن علیہ السلام وانا اصلی علی الطبری	جو حدیث احمد بن محمد نے احمد بن اسحاق سے انھوں نے یاسر خادم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے امام ابو الحسن علیہ السلام کا گذر میری طرف سے ہوا میں طبری (ایک قسم کی چٹائی) پر

وقد القیت علیہ شیئا اسجد علیہ فقال لی مالك لا تسجد علیہ الیس ہو من نبات الارض فالوجہ فی ہذا الخبر ان نحملہ علی حال التقیة۔	نماز پڑھ رہا تھا اور اسپر میں نے کوئی چیز سجدہ کرنے کے لیے رکھ لی تھی تو امام نے فرمایا کہ تم طبری پر کیوں سجدہ نہیں کرتے کیا وہ زمین کی نباتات میں سے نہیں ہے تاویل اس حدیث کی یہ ہے کہ ہم اسکو تقیہ کی حالت پر محمول کرتے ہیں۔

ف۔ اس مقام پر دو حدیثیں اور سن لیجیے جن سے آپ کو ائمہ شیعہ کی عجیب وغریب حالت ظاہر ہو گی پہلی حدیث اسی کتاب استبصار کے بیان جمعہ میں اسطرح ہے۔

الحسین بن سعید عن صفوان عن عبد اللہ بن بکیر عن ابی بصیر قال دخلت علی ابی عبد اللہ فی یوم الجمعة وقد صلیت الجمعة والعصر فوجدتہ قد باہی یعنی من الباہ ای جامع فخرج الی فی ملحفة ثم دعی جاریتہ فامرہا ان تضع ما تصبہ فقلت اصلحك اللہ ما اغتسلت فقال ما اغتسلت ولا صلیت بعد فقلت لہ قد صلیت الظہر والعصر جمیعا قال لا باس۔	حسین بن سعید نے صفوان سے انھوں نے عبد اللہ بن بکیر سے انھوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں امام جعفر صادق کے پاس جمعہ کے دن نماز جمعہ اور نماز عصر پڑھنے کے بعد گیا تو میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ وہ جماع کر چکے تھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے باہر نکل آئے بعد اسکے اپنی لونڈی سے کہا کہ نہانے کے لیے پانی رکھ دے میں نے کہا اللہ آپ کی حالت درست کرے کیا آپنے ابھی تک غسل نہیں کیا امام نے فرمایا کہ نہ تو ابھی تک غسل کیا نہ نماز پڑھی میں نے کہا میں تو ظہر وعصر دونوں کی نماز پڑھ آیا امام نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔

عجب لطیفہ کی بات ہے جمعہ کی نماز غائب ہو گئی اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں شیخ صاحب نے اس حدیث میں تاویل کی ہے کہ شاید امام کو کوئی ضرورت رہی ہو گی مگر کیا وہ ضرورت صرف نماز کو مانع تھی خلوت خاص کو مانع نہ تھی کیا یہی امام مفترض الطاعة تھے جن کو فریضۂ نماز کے فوت ہو جانے کا بھی کچھ خیال نہ تھا اور فرضا کسی شدید ضرورت سے نماز قضا بھی ہو گئی تھی تو اسپر بجائے افسوس کے فرماتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں سبحان اللہ۔

دوسری حدیث اسی کتاب کے بغیر وضو نماز پڑھانے کے بیان میں ہے۔

٢٩

علی بن الحکم عن عبد الرحمن العرزمی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال صلی علی	علی بن حکم نے عبد الرحمن عرزمی سے انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام

علیہ السلام بالناس علی غیر طہر وکانت الظہر فخرج منادیہ ان امیر المومنین علیہ السلام صلی علی غیر طہر فاعیدوا ولیبلغ الشاہد الغائب

ایک مرتبہ بے وضو نماز پڑھادی اور وہ ظہر کا وقت تھا اس کا منادی یہ اعلان کرتا ہوا نکلا کہ امیر المومنین نے اسوقت بغیر وضو نماز پڑھادی ہے پس تم لوگوں کو چاہیئے کہ نماز کا اعادہ کرو اور حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ خبر پہونچا دے۔

آپ ذرا ملاحظہ کیجئے کہ کہاں وہ عصمت کا افسانہ کہ ائمہ مثل انبیا کے معصوم ہوتے ہیں خطا اور سہو و نسیان سے پاک ہوتے ہیں اور کہاں یہ بے وضو نماز پڑھانا اور پھر طرہ یہ کہ مسئلہ بھی شیعہ مذہب کے خلاف شیعہ مذہب میں ایسی صورت میں مقتدیوں پر اعادۂ نماز ضروری نہیں افسوس ہو کہ شخصاحب نے اس مقام پر تقیہ کی تاویل نہیں کی حالانکہ خوب موقع تھا بلکہ اس مقام پر آپ نے ایک دوسری تاویل فرمائی ہے کہ یہ حدیث چونکہ عصمت کے منافی ہے لہذا قابل قبول نہیں۔ اب ذرا حضرات شیعہ اپنے گریبان میں منھ ڈالیں اور اہلسنت کے سامنے ان احادیث سے استدلال نہ کریں جنسے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ۳۰
کی صحت خلافت یا فضیلت میں قدح ہوتی ہو

(۲۲) نیز اسی کتاب کے ابواب الجمعہ میں ہے۔

عنہ عن العلاء عن محمد بن مسلم قال سألتہ عن صلوٰۃ الجمعۃ فی السفر فقال یصنعون کما یصنعون فی الظہر ولا یجہر الامام فیہا بالقرأۃ انما یجہر اذا کانت خطبۃ فالوجہ فی ہذین الخبرین ان نحملہما علی حال التقیۃ والخوف

حسین بن سعید نے علاء سے انھون نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام جعفر صادق سے سفر میں نماز جمعہ پڑھنے کی بابت پوچھا امام نے فرمایا جیسا ظہر میں کرتے ہیں ویسا ہی کرین امام بلند آواز سے قرأت نکرے صرف خطبہ بلند آواز سے پڑھے دلیل ان دونوں حدیثون کو ہم حالت تقیہ اور خوف پر محمول کرتے ہیں۔

ف یہان تقیہ کا عجیب ہی رنگ ہے معلوم نہیں امام نے کس کے خوف سے اس مسئلہ میں تقیہ کیا کون سنی اسکا قائل ہو کہ سفر میں نماز جمعہ آہستہ آواز سے پڑھنا چاہیئے۔

(۲۳) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہو۔

ما رواہ احمد بن محمد عن محمد بن یحییٰ عن طلحۃ بن زید عن جعفر عن ابیہ

جو حدیث احمد بن محمد نے محمد بن یحییٰ سے انھون نے طلحہ بن زید سے انھوں نے جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد سے

عن علی علیہم قال لاجمعۃ الا فی مصر یقام فیہ الحدود فالوجہ فی ہذا الخبر التقیۃ لانہ موافق لمذاہب اکثر العامۃ۔

انھون نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ انھون نے فرمایا نماز جمعہ صرف اسی شہر میں جائز ہے جس میں حدود قائم کئے جاتے ہوں ہم کہتے ہیں اس حدیث کی توجیہ تقیہ ہو کیونکہ یہ بہت سے سنیوں کا مذہب ہو۔

ف اے جناب شیخصاحب اگر یہ مذہب سنیون کا ہو کہ مصر کے سوا اور کسی مقام پر نماز جمعہ جائز نہیں تو یہ بھی سنیون کا مذہب ہو کہ مصر و قریہ ہر جگہ نماز جمعہ جائز ہے پھر امام کو کیا خوف تھا کہ انھون نے اپنا اصلی مذہب چھپاکر غلط مسئلہ بتادیا کہ سوا مصر کے نماز جمعہ کہیں جائز نہیں بندگان خدا کی نماز جمعہ فوت کرانے کا کسقدر وبال ہوا ہوگا اور یہ وبال کس پر پڑا۔

(۲۴) نیز اسی کتاب کے ابواب العیدین میں ہو۔

۳۱ ما رواہ الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن ابن اذنیۃ عن زرارۃ ان عبدالملک بن اعین سأل ابا جعفر علیہ السلام عن الصلوٰۃ فی العیدین فقال الصلوٰۃ فیہما سواء یکبر الامام تکبیر الصلوٰۃ قائما کما یصنع فی الفریضۃ ثم یزید فی الرکعۃ الاولیٰ ثلث تکبیرات وفی الاخریٰ ثلثا سوی تکبیرۃ الصلوٰۃ والرکوع والسجود وان شاء ثلثا وخمسا وان شاء خمسا وسبعا بعد ان یلحق ذلک الی الوتر فالوجہ فی ہاتین الروایتین التقیۃ لانہما موافقتان لمذاہب کثیر من العامۃ۔

جو حدیث حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انھون نے ابن اذنیہ سے انھون نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ عبدالملک ابن اعین نے امام باقر علیہ السلام سے نماز عیدین کی ترکیب پوچھی امام نے فرمایا دونوں کی نماز یکسان ہو امام تکبیریں پوری کہے جیسی فرض نمازوں میں کہتا ہو پھر پہلی رکعت میں تین تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہے علاوہ تکبیر نماز و رکوع و سجود کے اور اگر چاہے تین اور پانچ کہے اور اگر چاہے پانچ اور سات کہے مگر طاق رہیں ہم یہ دونوں روایتیں تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ اکثر سنیوں کے مذہب کے موافق ہیں۔

ف اگر امام کا مذہب یہ تھا کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ کہنا چاہیے تو اس مذہب کے ظاہر کر دینے میں کیا خوف تھا اہلسنت کے یہاں بھی اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں پھر تقیہ کیسا

اور ایک عجیب لطف یہ ہے کہ تقیہ کر کے جو امام نے ارشاد فرمایا وہ کسی کا بھی مذہب نہیں اہلسنت میں کوئی اسکا قائل ہے کہ جتنی تکبیریں چاہے کہے صرف عدد طاق کا لحاظ رکھے۔

(۲۵) نیز اسی کتاب کے ابواب الجنائز میں ہے۔

ما رواه محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد بن عبد اللہ القمی عن عبد اللہ بن میمون القداح عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان اذا صلی علی میت یقرء بفاتحۃ الکتاب ویصلی علی النبی وآلہ تمام الحدیث فالوجہ فی ھذین الخبرین التقیۃ لانھما موافقتان لمذاھب بعض العامۃ۔

جو حدیث محمد بن احمد ابن یحیی نے جعفر بن محمد بن عبد اللہ قمی سے انھوں نے عبد اللہ بن میمون قداح سے انھوں نے جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور نبی اور ان کی آل پر درود پڑھتے تھے پس یہ دونوں حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ یہ بعض سنیوں کے مذہب کے موافق ہیں۔

ف یہاں بھی یہی لطیفہ ہے چنانچہ خود شیخ صاحب کو بھی اقرار ہے کہ یہ بعض سنیوں کا مذہب ہے اور بعض کا اسکے خلاف ہے پس کیا وجہ ہے کہ امام صاحب بعض سنیوں سے ڈر گئے اور بعض سے نہ ڈرے پھر یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ یہ تقیہ کسکا ہے حضرت علی کا کہ وہ تقیہ میں ایسا فعل کرتے تھے یا امام باقر وغیرہ کا تقیہ ہے کہ انھوں نے ایک غلط روایت حضرت علی سے نقل کر دی۔

(۲۶) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہے۔

سعد عن ابی جعفر عن ابیہ عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن غیاث بن ابراھیم عن ابی عبد اللہ عن ابیہ عن علی علیھم السلام انہ کان لا یرفع یدیہ فی الجنازۃ الا مرۃ یعنی فی التکبیر فالوجہ فی ھاتین الروایتین ضرب من الجواز ورفع الوجوب وان کان الافضل ما تضمنتہ

سعد نے ابو جعفر سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے انھوں نے غیاث بن ابراہیم سے انھوں نے امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ نماز جنازہ میں صرف ایک مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پس ان دونوں حدیثوں میں اتنا ہے کہ قسم کا جواز ہے کہ ہاتھ اٹھانا واجب نہیں اگرچہ افضل وہی ہے جو

الروایات الاولۃ ویمکن ان یکونا وردا مورد التقیۃ لان ذلک مذھب کثیر من العامۃ۔

پہلی روایتیں ہیں نیز ممکن ہے کہ یہ دونوں حدیثیں بطور تقیہ کے ہوں کیونکہ یہ بہت سے سنیوں کا مذہب ہے۔

ف تقیہ بھی عجب چیز ہوا سے جناب شیخ صاحب بہت سے سنیوں کا وہ بھی مذہب ہے جو امام کا اصلی مذہب تھا اور جسکو امام نے مارے ڈر کے چھپا کر یہ غلط مسالہ بتایا غلط فعل کیا۔

(۲۷) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہے۔

احمد بن محمد عن الحسن بن علی بن یقطین عن اخیہ الحسین عن ابیہ علی بن یقطین قال سألت ابا الحسن علیہ السلام لکم یصلی علی الصبی اذا بلغ من السنین والشھور قال تصلی علیہ علی کل حال الا ان یسقط لغیر تمام فالوجہ فی ھذین الخبرین ما قلناہ فی خبر عبد اللہ بن سنان من الحمل علی التقیۃ۔

احمد بن محمد نے حسن بن علی بن یقطین سے انھوں نے اپنے بھائی حسین سے انھوں نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ لڑکا کے سال کا یا مہینہ کا ہو تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے امام نے فرمایا ہر حال میں اس پر نماز پڑھے سوا اس صورت کے کہ کم دنوں کا حمل ساقط ہو جائے پس ان دونوں حدیثوں کی تاویل وہی ہے جو ہم عبد اللہ بن سنان کی حدیث میں بیان کر چکے ہیں کہ تقیہ پر محمول ہیں۔ ۳۳

(۲۸) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہے۔

احمد بن ابی عبد اللہ عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی المرأۃ تموت ومعھا اخوھا وزوجھا ایھما یصلی علیھا فقال اخوھا احق بالصلوۃ علیھا فالوجہ فی ھذین الخبرین ضرب من التقیۃ لانھما موافقان لمذاھب العامۃ

احمد بن ابی عبد اللہ نے اپنے والد سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے حفص بن بختری سے انھوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو عورت مر جائے اور اسکے ساتھ اسکا بھائی اور اسکا شوہر ہو تو نماز جنازہ کون پڑھے امام نے فرمایا اسکا بھائی نماز پڑھنے کا زیادہ مستحق ہے پس ان دونوں حدیثوں میں تقیہ ہے کیونکہ یہ دونوں سنیوں کے مذہب کے موافق ہیں۔

ف تقیہ بھی عجب چیز ہے بھلا فروعی مسائل میں جو محض اجتہاد سے تعلق رکھتے ہیں اور جن میں خود اہلسنت کے یہاں مختلف اقوال ہیں تقیہ کی کیا ضرورت اور کیا حاجت ہے اسی کتاب استبصار میں کچھ حدیثیں ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اپنے اصلی مذہب کے اظہار میں کم از کم فروعی مسائل میں بے باک تھے چنانچہ کتاب الزکوۃ

کی ایک یہ حدیث ملاحظہ ہو۔

علی بن الحسن عن محمد واحمد ابنی الحسن عن علی بن یعقوب الهاشمی عن هارون بن مسلم عن ابی البختری قال سألت اباعبدالله علیه السلام عن الحلی علیه زکوٰة قال انه لیس فیه زکوٰة وان بلغ مائة الف کان ابی یخالف الناس فی هذا۔

علی بن الحسن نے محمد اور احمد پسران حسن سے انھون نے علی بن یعقوب ہاشمی سے انھون نے ہارون بن مسلم سے انھون نے ابوالبختری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے زیور کی بابت پوچھا کہ اسپر زکوٰۃ ہے امام نے فرمایا اسپر زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ ایک لاکھ روپیہ کا ہو میرے والد امام باقر اس بارہ مین سب کی مخالفت کرتے تھے۔

دیکھیے یہ شان البتہ امام کی معلوم ہوتی ہے کہ جو مسئلہ حق تھا اسکے ظاہر کرنے مین انھین کچھ باک نہ تھا اور کسی کی مخالفت کی پرواہ کرتے تھے اور دوسری حدیث اسی باب کی یہ ہے۔

سعید بن عبدالله عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن حماد بن علی عن عمر بن اذینة عن زرارة قال کنت قاعدا عند ابی جعفر علیه السلام ولیس عنده غیر ابنه جعفر فقال یا زرارة ان اباذر وعثمان تنازعا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله فقال عثمان ان کل مال من ذهب او فضة یدار ویعمل به ویتجر به ففیه الزکوٰة اذا حال علیه الحول فقال ابوذر اما ما اتجر به او دیر وعمل به فلیس فیه زکوٰة انما الزکوٰة اذا کان رکازا او کنزا موضوعا فاذا حال علیه الحول

سعید بن عبداللہ نے احمد بن محمد سے انھون نے حسین بن سعید سے انھون نے حماد بن عیسیٰ سے انھون نے عمر بن اذینہ سے انھون نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین امام باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور انکے پاس سوا انکے بیٹے جعفر صادق کے کوئی نہ تھا تو امام باقر نے مجھسے فرمایا کہ اے زرارہ ابوذر اور عثمان کے درمیان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نزاع ہوئی عثمان کہتے تھے کہ جو مال سونے چاندی کی قسم سے ہو اور دست بدست لیا جاتا ہو اور اس سے کام کیا جاتا ہو اور تجارت کیجاتی ہو اسمین زکوٰۃ واجب ہے ابوذر کہتے تھے کہ جس مال مین تجارت کیجائے یا اسکی کوئی چیز بنائیجائے اسمین زکوٰۃ نہین ہے زکوٰۃ صرف اس مال مین ہے جو مدفون ہو یعنی خزانہ بنا کر رکھا گیا ہو جب اسپر سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی پس دونون رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے پاس گئے آپنے فرمایا بات وہی ہے جو ابوذر کہتے ہیں اسکو سنکر جعفر صادق نے اپنے والد سے کہا کہ اس قصہ کے بیان کرنے سے آپکا مقصود کیا ہے سوا اسکے کہ یہ بات مشہور ہو اور لوگ فقیرون اور مسکینون کو دینا چھوڑ دین امام باقر علیہ السلام نے فرمایا خاموش رہو مجھے اسکے بیان کرنے سے کوئی مفر نہیں ان دونون حدیثون کے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

ففیه الزکوٰة فاختصما فی ذلک الی رسول الله صلی الله علیه وآله فقال القول ما قال ابوذر فقال ابوعبدالله علیه السلام لابیه ما ترید الا ان یخرج مثل هذا فیکف الناس ان یعطوا فقراءهم ومساکینهم فقال له ابوه الیک عنی لا اجد منها بدا۔

کہ امام جو بات انکے نزدیک حق تھی ظاہر کر دی مگر انکے ساتھ ایک تعجب کی بات بھی ہے وہ یہ کہ زیور کی زکوٰۃ کی بابت جو امام جعفر صادق کی بیان کیگئی [illegible]

۲۵

غرض اس قسم کے لطیفے تو بہت ہیں دو چار حدیثین تقیہ کی اور سن لیجیے۔

(۲۹) اسی کتاب استبصار کے باب الزکوٰۃ مین ہے۔

عنه عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سمعت اباعبدالله علیه السلام یقول الصدقة لمن لا یجد الحنطة والشعیر یجزی عنه القمح والسلت والعدس والذرة نصف صاع من ذلک کله او صاع من تمر او زبیب فالوجه فی هذه الاخبار وما یجری مجراها ان نحملها علی ضرب من التقیة ووجه التقیة فی ذلک ان السنة کانت جاریة فی اخراج الفطرة بصاع من کل شیء فلما کان زمن عثمان او بعد لا من ایام معاویة جعل نصف صاع من حنطة بازاء صاع من تمر۔

حسین بن سعید نے حماد سے انھون نے حریز سے انھون نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مینے ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ جسکو گیہون اور جو نہ ملسکین اسکو معلوم ہو کہ صدقہ فطر مین گیہون اور مسور اور چنا بھی کافی ہو یہ سب چیزین نصف صاع کافی ہین یا ایک صاع چھوہارا یا مویز دینا چاہیے پس تاویل ان احادیث کی اور جو انکے مثل ہون یہ ہے کہ ہم انکو تقیہ پر محمول کرنے مین اور وجہ تقیہ کی اس بارہ مین یہ ہے کہ صدقہ فطر مین سنت یہی تھی کہ ہر چیز سے ایک صاع دیا جائے مگر جب زمانہ عثمان کا یا معاویہ کا ہوا تو انھون نے گیہون کے نصف صاع کو چھوہارے کے ایک صاع کے برابر کر دیا اور لوگون نے اس بارہ مین ان کی موافقت کر لی پس یہ حدیثین

فتابعهم الناس علی ذلك فخرجت هذه الاخبار فتاولناهم علی جهة التقية ۔

انھیں لوگوں کی موافقت میں بطور تقیہ کے ہیں ۔

ف شیعہ صاحب نے بیان بھی جو وجہ تقیہ کی بیان کی ہے وہ کچھ چلتی ہوئی نہیں ہے اگر حضرت عثمان رضی نے نصف صاع ایجاد کیا تھا یا حضرت معاویہ رضی نے تو حضرت علی نے اس سے اختلاف کیوں نہ کیا اور سب مسلمانوں کو اسپر کیوں متفق ہونے دیا حضرت عثمان کی سنت سنت شیخین نہ تھی کہ اسکی مخالفت کرنے سے حضرت علی کو خود انھیں کا لشکر قتل کر دیتا بہرکیف تقیہ ایک عجیب چیز ہے ۔

(۳۰) نیز اسی کتاب کے ابواب صیام میں ہے ۔

الحسين بن سعيد عن محمد بن ابی عمیر عن هشام بن سالم وابی ایوب عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیه السلام فی الرجل یصوم الیوم الذی یشک فیه من رمضان قال علیه قضاؤه وان کان کذلك فالوجه فی هذا الخبر احد شیئین احدهما ان نحمله علی ضرب من التقیة لانه موافق لمذهب بعض العامة ۳۰

حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے انھوں نے ہشام بن سالم اور ابوایوب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے جسکے رمضان ہونے میں شک ہو تو اسپر اس کی قضا ضروری ہوگی اگرچہ وہ دن فی الحقیقت رمضان کا ہو پس تاویل اس حدیث کی دو ہیں اول یہ کہ ہم اسکو تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ بعض سنیوں کے موافق ہے ۔

(۳۱) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہے ۔

سعد بن عبد الله عن ابی جعفر عن سعد بن اسماعیل بن عیسیٰ عن ابیه قال سألت ابا الحسن الرضا علیه السلام عن رجل اصابته جنابة فی شهر رمضان فنام متعمداً حتی اصبح ای شیء علیه قال لا یضره هذا ولا یفطر ولا یبالی فان ابی علیه السلام

سعد بن عبد اللہ نے ابوجعفر سے انھوں نے سعد بن اسماعیل بن عیسیٰ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کسی شخص کو ماہ رمضان میں جنابت ہو جائے اور وہ عمداً سوتا رہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اسپر کیا ہوگا امام نے فرمایا کچھ نقصان نہیں وہ روزہ رکھے اور کچھ پروا نہ کرے میرے والد علیہ السلام فرماتے تھے کہ عائشہ کہتی تھیں

قال قالت عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله اصبح جنباً من جماع غیر احتلام لانه یحتمل شیئین احدهما ان یکون خرج مخرج التقیة

کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو اس حالت میں اٹھے کہ آپ جنب تھے جماع کے سبب نہ احتلام کے سبب سے پس اس حدیث میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ تقیہ پر محمول ہو ۔

ف اب حضرات شیعہ خود ہی انصاف کریں کہ تقیہ کا اثر کہاں سے کہاں تک پہونچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہونے لگا ایک مومن کے تن بدن پر یہ سنکر لرزہ پڑ جائے گا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ طوفان باندھا گیا اس حدیث میں جس تقیہ کا ذکر ہے وہ کس کا تقیہ ہے رسول خدا کا تقیہ ہے کہ انھوں نے تقیہ میں ایسا فعل کیا یا امام کا تقیہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ پر افترا کیا اگر شیعہ صاحبان فرمائیں کہ یہ افترا رسول اللہ پر (معاذ اللہ) ام المومنین نے کیا تھا امام نے تو انھیں کے ذریعہ سے اس حدیث کو نقل کیا تو جواب یہ ہے کہ امام ضرور جانتے ہونگے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے پھر انھوں نے کیوں جھوٹی حدیث نقل ۲۷
کی کیا امام پر کسی نے یہ زور ڈالا تھا کہ اس مضمون کی حدیث بھی سناؤ معاذ اللہ معاذ اللہ ۔

(۳۲) نیز اسی کتاب کے ابواب الحج میں ہے ۔

ما رواه احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن علی عن عمر بن ابان الکلبی قال انتهیت الی باب ابی عبد الله علیه السلام فخرج المفضل فاستقبلته فقال ما لك فقال اردت ان اصنع شیئاً فلم اصنع حتی یامرنی ابو عبد الله فاردت ان یحصن الله فرجی ویغض بصری فی احرامی فقال کما انت ودخل فسأله عن ذلك فقال هذا الکلبی علی الباب وقد اراد الاحرام واراد ان یتزوج لیغض الله بذلك بصره ان امرته فعل والا انصرف

جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حسن بن علی سے انھوں نے عمر بن ابان کلبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں امام جعفر صادق کے دروازہ پر گیا مفضل گھر کے اندر سے نکل رہے تھے مجھ سے ملے انھوں نے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو میں نے کہا میرا ارادہ ایک کام کرنے کا تھا مگر میں نے نہیں کیا نہ کرونگا جبتک کہ ابو عبد اللہ جعفر صادق مجھے اجازت نہ دیں میرا ارادہ یہ تھا کہ نکاح کروں تاکہ اس حالت احرام میں میری شرمگاہ کو اور میری آنکھ کو حرام سے محفوظ رکھے مفضل نے کہا اچھا تم یہیں ٹھہرو اور وہ اندر گئے اور انھوں نے امام سے کہا کہ یہ کلبی دروازہ پر کھڑے ہیں انھوں نے حرام کا بھی ارادہ کیا ہے اور یہ بھی چاہتے ہیں

عن ذلک فقال لی مرہ فلیفعل ولیستتر فالوجہ فی ہذا الخبر احد شیئین احدہما ان یکون امر بذلک قبل ان یدخل فی الاحرام فاما بعد عقد الاحرام فلا یجوز علی حال والوجہ الاٰخر ان یکون محمولاً علی ضرب من التقیۃ لان ذلک مذہب بعض العامۃ۔

کہ نکاح کریں تاکہ اسکے ذریعہ سے انکی آنکھ کو نظر حرام سے محفوظ رکھے اگر آپ حکم دیں تو وہ نکاح کریں ورنہ نہ کریں امام نے فرمایا کرے مگر پوشیدہ رکھے پس تاویل اس حدیث کی دو ہیں ایک یہ کہ امام نے احرام باندھنے سے پہلے نکاح کرنے کا حکم دیا ہو کیونکہ بعد احرام باندھنے کے نکاح کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے اور دوسری تاویل یہ ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو کیونکہ یہ بعض سنیوں کا مذہب ہے۔

ف شیخ صاحب نے اس حدیث کی دو تاویلیں کیں اور خدا کے فضل سے دونوں بے نظیر ہیں بھلا اگر احرام باندھنے سے پہلے نکاح کرنے کا حکم دیا ہوتا تو اول تو سائل کو اس میں پوچھنے کی کیا بات تھی کیا وہ خیال کرتا تھا کہ احرام باندھنے سے پہلے بھی شاید نکاح ناجائز ہے دوسرے امام کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نکاح کرے مگر پوشیدہ رکھے پوشیدہ رکھنے کی تاکید خود بتا رہی ہے کہ امام نے کوئی ایسی بات بتائی ہے جس کے اور مسلمان قائل نہیں ہیں اور احرام کے پہلے نکاح کے عدم جواز کا کوئی قائل نہیں رہی دوسری تاویل تقیہ والی وہ تو سب سے زیادہ لطیف ہے خود اہلسنت میں بعض ائمہ بحالت احرام نکاح کو جائز کہتے ہیں بعض ناجائز پھر اس میں تقیہ چہ معنی قطع نظر اس سے پوشیدہ رکھنے کی تاکید یہ بھی بتا رہی ہے کہ یہ تقیہ نہیں ہے ورنہ چھپانے کی کیا ضرورت تھی تقیہ کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ ایسی بات بتائی گئی ہے جس کے ظاہر ہونے میں کوئی خوف نہیں ہے۔

(۳۴۴) نیز اسی کتاب کے انھیں ابواب میں ہے۔

ما رواہ محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد عن احمد بن محمد عن علی بن ابی حمزۃ قال سألت ابا الحسن عن الرجل یطوف یقرن بین اسبوعین فقال ان شئت رویت

محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی اصحاب سے انھوں نے سہل بن زیاد سے انھوں نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص طواف کرے اور دو اسبوع کو ایک ساتھ ملا دے تو کیا امام نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اہل مدینہ کا قول تم سے روایت

لک عن اہل المدینۃ قال فقلت لا واللہ ما لی فی ذلک من حاجۃ جعلت فداک ولکن ارو لی ما ادین اللہ عز وجل بہ۔

کروں میں نے کہا نہیں خدا کی قسم مجھے اسکی ضرورت نہیں میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھ سے وہ روایت بیان فرمائیے جس پر میں اللہ کے لئے عمل کروں۔

ف - اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ائمہ کرام کی عادت شریف یہ بھی تھی کہ سائل کو آنا پ شناپ باتیں بھی بتا دیا کرتے تھے اپنا اصلی مذہب اسکو نہ بتاتے تھے گو وہ شیعہ مخلص ہو۔ دوسری روایات میں صاف صاف مذکور ہے کہ ائمہ ہر شخص کی آواز سنکر پہچان لیتے تھے کہ ناجی ہے یا ناری اور ہر شخص سے اسی کے موافق بات کرتے تھے یعنی مومن کو ایمان سکھاتے تھے اور کافر کو کفر

(۳۴۳) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے ابواب الصوم میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا من کان فی بلد فیہ سلطان فالصوم معہ والفطر معہ یعنی جو شخص ایسے شہر میں ہو جہاں کوئی بادشاہ ہو تو اسکو بادشاہ کے ساتھ روزہ رکھنا اور اسی کے ساتھ افطار کرنا چاہیے یعنے جس دن سے بادشاہ روزہ رکھے اسی دن سے اسکو روزہ رکھنا چاہیئے اور جس دن سے وہ موقوف کر دے اسی دن سے موقوف کر دینا چاہیئے نیز ایک دوسری حدیث اسی باب کی۔

فقد روی عن عیسیٰ بن ابی منصور انہ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الیوم الذی یشک فیہ فقال یا غلام اذہب فانظر ہل صام الامیر ام لا فذہب ثم عاد فقال لا فدعا بالغداء فتغدینا معہ۔

عیسیٰ بن ابی منصور سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں یوم شک میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا انھوں نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ جا دیکھ امیر نے روزہ رکھا یا نہیں وہ لڑکا گیا اور اسنے لوٹ کر کہا کہ نہیں پس امام نے کھانا منگایا اور ہم سبھی نے انکے ساتھ کھانا کھایا۔

ف۔ دیکھیئے تقیہ میں فرائض اسلام بھی چٹ کئے جاتے تھے روزہ ایک ایسی چیز ہے کہ آدمی مخفی طور بھی رکھ سکتا ہے کون شخص معلوم کر سکتا ہے کہ فلاں شخص نے روزہ رکھا ہے جب تقیہ میں وہ بھی چٹ ہو گیا تو اور فرائض کو کیا کہا جائے۔

یہ ایک ہلکا سا نمونہ شیعوں کے ائمہ معصومین کے تقیہ کا تھا جس سے کچھ اندازہ تقیہ کے مواقع کا ہو سکتا ہو اور ہمارے ہم ظاہر ہوتی ہوگی کہ بلکہ نہ ہر گز کسی قسم کے خوف کی ضرورت کی بلکہ ائمہ شیعہ ہر موقع پر تقیہ کیا کرتے تھے سب نقیض بھی دنیا و علی ہور دین بھی اور غیر مسائل

عقائد کے متعلق بھی اعمال کے متعلق بھی کتب شیعہ من لا یحضرہ کافی استبصار تہذیب دیکھنے سے بڑے بڑے عمدہ لطائف معلوم ہوتے ہیں بھی۔

تقیہ کے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ تقیہ پر عامل ہونے کے سبب سے ان کے اصحاب میں مذہبی اختلافات بکثرت پیدا ہوئے اور اصحاب کے بعد شیعہ کی ان اختلافات میں ... اختلافات روز نما ہوئے اور یہ اختلافات صرف اعمال میں نہیں بلکہ عقائد میں اور عقائد بھی وہ مسائل مذہب شیعہ میں سب سے زیادہ اہم و عالیشان ہیں جن کو ان کے عقائد کا گل سر سبد کہنا چاہئے یعنی مسائل امامت ائمہ میں بھی اختلاف ہوا۔ ائمہ کے بعض اصحاب ائمہ کو معصوم کہتے تھے اور بعض لوگ مثل اہل سنت کے ان کے معصوم ہونے کا انکار کرتے تھے انسان کو علمائے نیکوکار جانتے تھے علامہ باقر مجلسی کتاب حق الیقین کے صفحہ ۲۹۶ پر لکھتے ہیں۔

از احادیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعیان اعتقاد بہ عصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علمائے نیکوکار میدانستہ اند چنانکہ از رجال کشی ظاہر میشود و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت ایشان می کردند۔	احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کی ایک جماعت جو ائمہ علیہم السلام کی ہم عصر تھی ائمہ کے معصوم ہونے کا اعتقاد نہ رکھتی تھی بلکہ ائمہ کو نیکوکار عالم جانتی تھی چنانچہ رجال کشی سے معلوم ہوتا ہے اور باوجود اس کے ائمہ علیہم السلام نے ان کے مومن بلکہ عادل ہونے کا حکم لگایا ہے۔

اس خلاف کا سبب یہی ہے کہ ائمہ نے اپنی امامت اور عصمت کا انکار بھی کیا ہے اب جاہے یہ انکار واقعی ہو یا ازراہ تقیہ۔ ۴۴

اصحاب ائمہ کا اختلاف اعمال میں اس حد کو پہونچا کہ علمائے شیعہ کو بادل ناخواستہ اقرار کرنا پڑا کہ ان کو اختلافات اہلسنت کے ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام حنبل کے باہمی اختلافات سے بدرجہا زائد ہیں چنانچہ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی صاحب اپنی کتاب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ عہد شاہی صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں

وقد ذکرت عدد ما وضعہم من الاحادیث المختلفۃ التی تختص بالفقہ فی الکتاب المعروف بالاستبصار وفی کتاب تہذیب الاحکام ما یزید علی خمسۃ الاف حدیث و ذکرت فی اکثرہا اختلاف الطائفۃ فی العمل بہا وذلک اشہر من ان یخفی حتی انک لو تاملت اختلافہم فی ہذہ الاحکام وجدتہ یزید علی اختلاف ابی حنیفۃ والشافعی ومالک ووجدتہم مع ہذا الاختلاف العظیم لم یقطع احد منہم موالاۃ صاحبہ ولم ینتہ الی تضلیلہ وتفسیقہ والبرأۃ من مخالفہ۔	اور میں نے مختلف حدیثیں جو صرف فقہ کے متعلق منقول ہیں دو کتاب مشہور استبصار اور تہذیب الاحکام میں پانچ ہزار احادیث سے زائد بیان کی ہیں۔ اور اکثر ان حدیثوں میں فقیہوں کے اختلاف عمل کا بھی ذکر ہے یعنی کسی عالم شیعہ نے کسی حدیث پر عمل کیا ہو کسی نے کسی پر۔ یہ بات بہت مشہور ہے مجھے نہیں سکتی یہانتک کہ اگر تم ان کے اختلاف کو ان احکام میں غور سے دیکھو تو ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کے اختلاف سے زائد پاؤ اور یہ بھی دیکھو گے کہ باوجود اس عظیم اختلاف کے ایک دوسرے سے ترک موالات نہیں کرتا ایک دوسرے کو گمراہ اور فاسق نہیں کہتا اور اپنے مخالف سے بیزاری نہیں ظاہر کرتا۔

اپنے مجتہد اعظم کی اس عبارت کو ضرور غور سے دیکھیں جو بعض اوقات ناواقف سنیوں کو یہ کہکر بہکاتے ہیں کہ تمہارے ائمہ اربعہ میں دیکھو ایسا اختلاف ہے غور کرکے ہمارا جواب سمجھ سکتے ہیں۔ ھذا اٰخر الکلام والحمد للّٰہ رب العالمین۔

ابتدا کی تو حضرات شیعہ نے ان کی اولاد کو امامت سے محروم کر دیا۔

شیعیان امام حسینؓ

ناظرین احادیث شیعہ پر مخفی نہیں ہے کہ باوجودیکہ امام موصوف حضرت معاویہ کی بیعت کر چکے تھے مگر بعد وفات امام حسن شیعیان علی امیر معاویہ کی زندگی ہی میں امام حسین کو خلافت دلانے کی سازش کرتے رہتے تھے۔ جیسا کہ مروان کی رپورٹ سے ظاہر ہے (دیکھو نمبر دوم) و نیز جلاء العیون اردو باب پنجم فصل ۱۲ میں ہے شیخ مفید و سید ابن طاؤس و ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب امام حسن نے انتقال فرمایا شیعیان عراق نے مستعد ہو کر ایک عریضہ امام حسین کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں امام حسین نے اس وقت موافقت ان کی صلاح وقت نہ جانی اور حکم بہ صبر فرمایا انتہیٰ

حضرت امیر معاویہ کی وفات پر مدعیان خلافت کے لئے پولیٹکل مطلع صاف ہو گیا اور شیعوں کے مفسدہ پرداز گروہ میں از سر نو گرمی اور جوش موجزن ہوا چاہا کہ لڑ کے پیشتر یزید کو خلافت سے معزول کر کے امام حسین کو امیر المومنین بنایا جائے ادھر یزید نے بھی خلافت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے مطابق سب سے پہلے ۵۳ مدعیان خلافت کے آگے بیعت کا سوال پیش کیا جلاء العیون صفحہ ۳۳۲ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر و عبدالرحمن بن ابوبکر نے امام حسینؓ کی زبانی بیعت کا احوال سنکر کہا کہ ہم اپنے اپنے گھر جا کر دروازے بند کئے لیتے ہیں فقط عبداللہ بن زبیر صبح شنبہ کو مدینہ سے مکہ معظمہ ۲۸ رجب سنہ ۶۰ھ کو چل دیئے اور بروایت شیخ مفید امام حسین شب یکشنبہ کو متوجہ مکہ ہو گئے۔ عبداللہ بن زبیر کے تعاقب میں سوار روانہ ہوئے اور امام حسینؓ کو گھر میں نہ پایا تو ولید حاکم مدینہ نے سنکر کہا کہ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ وہ شہر سے چلے گئے (جلاء العیون صفحہ ۳۴۳) اس بارہ میں امام حسین کی غیرت ایمانی واقعی قابل تعریف ہے جنھوں نے امام حسن کی اقتدا میں امیر شام کی بیعت تو منظور کر لی لیکن یزید کی بیعت سے انکار فرما دیا۔ لیکن شیعیان علی کی مہربانی سے یہ غیرت بھی واقعہ کربلا کے ساتھ ہی خاک میں مل گئی جیسا کہ حدیث امام زین العابدین سے ثابت ہو چکا۔ ابن عمرؓ و ابن ابی بکرؓ و محمد بن حنفیہ وغیرہ بنی ہاشم دنیوی جاہ و جلال پر لات مار کر گوشہ نشین ہو گئے۔ نہ ولید انکا کچھ بگاڑ سکا نہ یزید متعرض ہوا باقی دو حضرات بنی ہاشم کے چشم و چراغ گھروں سے نکل کر اپنے حقوق قومی و ملکی کے حاصل کرنے کیلئے حریفوں سے قسمت آزمائی کرنے لگے۔ ہر چہ بادا باد ایک عبداللہ بن زبیر دوسرے امام حسینؓ ہیں۔ حضرت امام کو عبداللہ بن عمر و ابن

عباس و محمد بن حنیفہ وغیرہ بنی ہاشم نے بہت کچھ سمجھایا اور سفر مانع ہوئے مگر نہ مانا بالآخر خدا حافظ کہکے امام کو رخصت کیا۔

روانگی امام بطرف مکہ و آمد خطوط شیعیان کوفہ

جب امام روز … ازراہ … مکہ معظمہ ہوئے تو اہل مکہ اور دوسرے لوگ جو اطراف میں عمرہ کے لئے آئے ہوئے تھے
امام کی تشریف آوری سنکر خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس موقعہ پر ناسخ التواریخ میں ہے۔ کہ آنحضرت کے سامنے
کہ بن عبداللہ بن جعفر و ابن عباس و از بنی ہاشم زنان و مردان و جماعتی از موالیان و شیعیان ملازمت
رکاب آنحضرت داشتند۔ یک روز بنی گروہی را از ہزار تن افزون از بنی ہاشم و دیگر مردم انجمن ساخت
و از جملہ اصحاب رسول خدا و تابعین و فرزندان ایشان چندان کہ دسترس بود طلب فرمود
الغرض خانہ کعبہ میں امام ہمام کی بود و باش تھی۔ لوگ دیوانہ وار بھی بلا ناغہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور
حضرت امام خود بھی عام اہل اسلام کو بلا بلا کر جمع کرتے اور لیکچر دیا کرتے تھے۔ اور ایک دن منیٰ میں حاضرین
سامعین کی تعداد ہزار نفر سے زیادہ تھی جن میں بنی ہاشم اور دوسرے لوگ بھی تھے۔ اور امام سے جہانتک ہو سکا ۴۵
اصحاب رسول اور تابعین اور انکی اولادوں کو بھی مدعو فرمایا تھا فقط

جلاء العیون کے باب پنجم فصل ۱۲ اور ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم میں ہے۔ کہ جب یہ خبر اہل کوفہ
کو پہونچی شیعیان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوکے مشورہ کیا کہ امام حسین بیعت یزید سے
انکار کرکے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم انکے شیعہ اور ان کے پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر مدد کر سکو تو خط لکھکر
یہاں بلالو شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو اپنے نور قدوم سے منور کرینگے ہم سب بقدم
اخلاص بیعت کرینگے اور نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کرینگے
انتہیٰ مختصراً۔ (ف) یہ خیال ہو کہ بدلنے والے کوئی تازہ شیعہ تھے یا امام کی تشریف آوری پر شیعہ ہوگئے
تھے کیونکہ۔ ناسخ التواریخ میں اصل الفاظ یہ ہیں انتم شیعتہ و شیعۃ ابیہ و جلاء العیون کے الفاظ
بھی یہی ہیں کا لفظی ترجمہ ہے و نیز سلیمان بن صرد خزاعی کو قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں منجملہ
خاص اصحاب علی لکھا ہے۔ ایضاً یہی قاضی صاحب مجالس المومنین کی مجلس اول مطبوعہ ایران ص ۵۶ میں
فرماتے ہیں و بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف
اصل و محتاج بدلیل ست واگر ابوحنیفہ کوفی باشد یعنی کوفیوں کے شیعہ ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کی حاجت
نہیں بلکہ کوفی الاصل کا سنی ہونا خلاف واقع اور دلیل کا محتاج ہے خواہ ابوحنیفہ کوفی ہی ہوں فقط

خلاصہ مضمون خط اہل کوفہ

… ترجمہ سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبہ وغیرہ اور جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کیجانب
سے بخدمت … حسین ہے۔ آپ پر سلام خدا ہو ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے دشمن جبار
… بغیر رضامندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا۔ ہمارے اور حضرت …
… آپ کی شان میں لکھے ہیں … ہزار … آپ …
… میں ہے ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمایئے ہم سب آپکے مطیع ہیں نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت
ذلیل … دارالامارہ میں بیٹھا ہے ہم جمعہ اور عیدین کی نماز کو نہیں جاتے اور جب آپکی خبر تشریف
آوری … کوفہ سے نکال دینگے والسلام۔

… خط … یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں اور مخلصوں کی طرف سے بخدمت امام حسین ہے۔ اما بعد
جلد آپ اپنے دوستوں ہوا خواہوں کے پاس تشریف لایئے سب منتظر قدوم مسرت لزوم ہیں آپکے
سوا دوسرے شخص کیطرف … رغبت نہیں ہے (جلاء العیون …) …
۵۵ … این گونہ مکاتیب متواتر کردند چندانکہ دو از دہ ہزار نامہ در حضرت حسین از بزرگان
کوفہ حاضر گشت (ناسخ جلد ششم کتاب دوم) یعنی اس قسم کے متواتر خطوط بارہ ہزار … بزرگان کوفہ … امام حسین …
… فقط حضرت امام حسین نے شیعیان کوفہ کے آخری خط کا جواب بالسلسلہ یہ خط حسین بن علی کا مومنوں مسلمانوں
شیعوں کی طرف ہے اما بعد بیشمار خطوط تمنے مجھے لکھے مضامین سے مطلع ہوا … شیعوں نے
مضمون کو دہرایا ہے … لکھا ہے کہ … بالفعل برادر و پسر عم مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر صحیح ہو تو
لکھے تو میں جلد تمہارے پاس چلا آؤنگا الخ (ناسخ التواریخ …) (ف) امام سے …
… نے پورے خطوط نہیں نقل کئے ورنہ جیسے خط میں سب سے اول عنوان میں شیعیان کوفہ نے اپنے نام لکھے ویسے ہی
حضرت امام نے بھی جواب میں انہیں شیعوں کے نام لکھے ہیں چنانچہ جواب کی عبارت یوں شروع ہوئی ہے۔
این نامہ ایست از نامہ حسین بن علی بسوی سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد و
عبداللہ بن وال و جماعت مومنین الخ (ناسخ التواریخ) (ف) ناظرین حضرات۔ امام حسین کیلئے ہلاکت اور
تکلیف … ان … پہونچانیکی یہ پہلی کوشش ہے۔ اور آپ کو معلوم ہوگیا کہ یہ کوشش کس قوم کیطرف سے ہے۔ یہ
وہی شیعیان علی کیطرف سے عریضہ ہے جنہوں نے حضرت علی کو اپنی بے وفائیوں سے ہلاک کرا دیا …

اہل عراق ہیں جنھوں نے امام حسنؑ کو اپنی ناز یبائیوں اور بدعنوانیوں سے امیر شام سے صلح کرکے بیعت کرنے پر مجبور کیا۔
اور یہ وہی بے وفا قوم ہے جو امیر شام کی زندگی میں وظائف و انعام لے لیکر عیش کرتے رہتے تھے اب انکی اولاد
اور یزید کے برسر حکومت آنے پر خاص آل عبا کو ذلیل و قتل کرنے کے مشتاق ہیں۔

روانگی مسلم بہ طرف کوفہ

جب شیعان کوفہ کا اصرار حد سے زیادہ ہوا تو حضرت حسینؑ نے حضرت مسلم کو طلب کرکے کوفیوں سے بیعت
لینے کو ہمراہ تین کس دیگر معتمدین کے بجانب کوفہ روانہ کیا اور اپنا راز مخالفین سے پوشیدہ رکھنے اور حسن تدبیر
لطف و مدارا کرنیکو فرمایا اور فرمایا کہ اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں بہت جلد اطلاع دینا الخ (جلاء العیون)
حضرت مسلم مدینہ منورہ آکر عزیزوں دوستوں کو وداع کرکے دو اور شخصوں کو جو قبیلہ بنی قیس سے تھے اور
راہ و منزل سے واقف تھے اپنے ہمراہ لیکر متوجہ کوفہ ہوئے بقول ملا باقر مجلسی دونوں ہمراہی شدت پیاس سے
فوت ہوگئے۔ آپنے اپنی اور دونوں ہمراہیوں کی مصیبت بذریعہ عریضہ کے امام حسینؑ کو مطلع کیا اور لکھا کہ میں نے ابتدائے
سفر میں اس واقعہ کو اپنے لئے فال نیک تصور نہیں کیا ہے مجھے اس سفر سے معاف رکھیں۔ امام نے جواب میں
لکھا کہ تم بوجہ خوف اس سفر سے عذر کرتے ہو حضرت مسلم یہ خط مطالعہ کرکے کوفہ کیطرف بڑھے ورنہ واپس مکہ معظمہ کو ۵۶
چلے جاتے۔ کوفہ پہونچکر مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر میں اترے اہل کوفہ نے کمال مسرت کا اظہار کیا فوج
فوج حضرت مسلم کی خدمت میں آتے تھے آپ نامۂ امام پڑھتے تھے اور وہ لوگ مضمون نامہ کو سنکر روتے تھے اور
بیعت کرتے جاتے تھے یہانتک کہ حضرت مسلم سے اٹھارہ ہزار کوفی بشرف بیعت امام حسینؑ مشرف ہوئے پس آپنے
واقعات لکھکر امام کو بلایا (جلاء العیون صفحہ ۳۴۳ و ناسخ التواریخ صفحہ ۳۱۲) اور بروایت شیخ مفید مہیج الاحزان میں لکھا ہے
کہ اہل کوفہ نے لکھا کہ ایک لاکھ تلوار آپ کی نصرت کیلئے مہیا ہے۔ جلدی فرمائیے۔ اصل عبارت یہ ہے اہل کوفہ نیز
عریضہ نوشتہ بودند کہ صد ہزار شمشیر از برای نصرت تو مہیاست الخ صفحہ اور ناسخ التواریخ میں بروایت مورخ
ابومخنف مبایعین کی تعداد اسی ہزار ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں بروایت ابو مخنف ہشتاد ہزار کس با مسلم بیعت کرد فقط
ف حضرت امام حسین کی کسقدر احتیاط کہ اگرچہ شیعان علی نے اپنے نام لکھکر خطوط بھیجے اور قاصد پر قاصد آئے مگر آپ
یقین نہیں کرتے اور جب خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک جا پہونچی اُسوقت آپ ایک جواب بارہ ہزار خط کا جو لکھتے ہیں اُسکے
ہر ایک فقرہ سے دور اندیشی مترشح ہوتی ہے اور پھر بھی بلا سوچے سمجھے خود چلے جانے کو خلاف مصلحت جان کر پہلے
اپنے خاص عزیز مسلم کو ہمراہ واقف کار آدمی روانہ کرتے ہیں۔ اور انکو تاکید ہے کہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھیں

اور حسن تدبیر سے کام لیں - یہ سب واقعات صاف بتلارہے ہیں کہ امام حسینؑ کو کچھ معلوم نہ تھا کہ ان تسلی
بخش ابتدائی اسباب کے بعد دفعۃً کلی ناکامی اور کامل بربادی کے سامان پیدا ہوجائینگے اور آپ معذور
تھے عالم الغیب نہ تھے۔ ہاں شیعہ مذہب کی بنا پر آپ کو سب آنے والے واقعات کا علم ہوچکا تھا بجائے مسلم کو
قضا موت کے منھ میں دیا وہ خود پہلے ہی بددل ہوکر سفر سے واپس رہنے کی استدعا کرتے تھے مگر آپ نے
نہ مانا اور اُس بیچارہ کا ناحق خون اپنی گردن پر لیا (یہ ہیں امام معصوم شیعہ) ونیز یہ بات بھی غلط ہے کہ شیعان
کوفہ اپنی ہدایت کیلئے امام ہمام کو طلب فرماتے تھے کیا حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ کی معرفت کرنی شیعہ مذہب کی
تعلیم کافی طور پر حاصل نہیں کرچکے تھے کہ اب جبتک امام حسینؑ اُن کو نئے سرے سے جاکر تلقین نہ فرماتے تو وہ
ہدایت سے محروم رہ جاتے اصل بات جو ہے وہ کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتی اور وہ یہ ہے کہ دین تو بوعدۂ خداوندی
کامل ہوچکا تھا مگر شیعیان کوفہ کو صرف حکومت کا شوق غالب تھا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ واقعہ کربلا کا علم امام کو
تھا یا حضرت رسول کے ذریعے جناب علی و حضرت سیدہ و حسنین وغیرہ سب کو پہلے سے معلوم تھا

افواج شیعان بصرہ

حضرت مسلم کیطرف سے جب امام حسینؑ کو مکہ معظمہ میں اطلاع پہونچی کہ اسی ہزار کوفیوں نے آپکے نام پر ۵۷
بیعت کرلی ہے۔ تو امام نے اس تعداد کو اپنے مقاصد کیلئے شاید ناکافی خیال کرکے رؤساے بصرہ کے نام بھی
خطوط تحریر فرمائے۔ چنانچہ بروایت سید ابن طاؤس ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ نے جواب
عرائض اہل کوفہ لکھا اُسوقت خطوط اشراف بصرہ کے نام بھی مثل یزید بن مسعود و منذر بن جارود
عبدی وغیرہ رؤساء بصرہ لکھے اور بدست سلیمان کہ آپکا شیعہ تھا روانہ کئے۔ اور ان خطوط میں ان
لوگوں کو اپنی اطاعت و بیعت و نصرت کی دعوت فرمائی جب یزید بن مسعود مطالعہ نامۂ نامی سے
سرفراز ہوئے قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کرکے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک کام
میں مشورہ کروں اور مدد لوں سب نے اطاعت و مدد کا وعدہ کیا یزید بن مسعود نے کہا معاویہ مرگیا
ارکان ظلم منہدم ہوگئے (اور اسی طرح ناقابل برداشت الفاظ لکھے ہیں) یزید پلید شراب خوار (وغیرہ وغیرہ)
خلیفہ ہوا ہے جو کسی طرح قابل خلافت و ریاست نہیں ہے اور امام حسینؑ صاحب نسب جلیل و شرف جمیل ہیں
اس حکومت کے سزاوار ہیں (الغرض) سب نے رضامندی و خوشنودی ظاہر کی اور یزید بن مسعود نے
ایک عریضہ امام کو لکھا اور اظہار اطاعت کیا جب یہ عریضہ نظر اشرف امام سے گذرا دعا دی اور

فرمایا خدا تمھیں جزائے خیر دے ہم یہی کرتے (مثل) جیسا کہ لئی سے جس روز انھوں نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر بصرہ سے متوجہ نصرت امام ہوں ناگاہ خبر شہادت پہونچی اور منذر بن جارود (رئیس بصرہ) نے نامۂ امام حسین کو اس خوف کہ مبادا یہ نامہ حیلہ سے ابن زیاد نے امتحاناً اشراف بصرہ کے نام بھیجا ہو جا کے ابن زیاد شقی کو دیدیا اور اُس شقی نے امام کے قاصد کو سولی پر لٹکایا اور منبر پر آکے اہل بصرہ کو بہت تہدید کی (منتخب از جلاء العیون)

(ف) جو حضرات فرماتے ہیں کہ امام بطور اتمام حجت کوفیوں کے بلانے پر مجبوراً چلے گئے وہ ان واقعات کو غور سے پڑھیں مانا کہ کوفیوں نے تو امام کو اپنے آپ بلایا سہی لیکن اب جو امام نے خود اہل بصرہ کو اپنی دعوت کے واسطے خطوط تحریر کئے اور قبائل کو نصرت کیلئے دعوت فرمائی اسکا کیا جواب ہے اور آیا یہ دعوت یزید کے بجائے شام و عراق پر حکومت پانے کی غرض سے کی گئی ہے یا لوگوں کو اسلام سکھانے کیلئے سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلام کی کونسی تعلیم نامکمل رہ گئی تھی جس کو امام کامل کرنا چاہتے تھے کیا یہ لوگ پہلے سے مومن نہ تھے۔ کیا کوفہ اور بصرہ میں اسوقت ملک افریقہ کے وحشی جاکر آباد ہوگئے تھے جن کو بجز امام حسینؑ کوئی اسلام کی تلقین کرنے والا نہ تھا۔ اور پھر کیا وجہ ہے کہ خاص کوفہ اور بصرہ والوں کو ہی امام سے فیض حاصل کرنیکی ضرورت تھی کیا مکہ و مدینہ والے حسب اعتقاد شیعہ اسوقت کامل و مخلص مومن تھے۔ اگر کامل تھے تو کیوں امام نے سب سے پہلے اپنی نصرت کا اعلان عام ان مقدس شہروں میں نہ فرمایا کیوں ان اسلام کے سرچشموں میں ہدایت آبجات جاری نہ فرمایا۔ اور اگر مکہ و مدینہ والے ناقص اور منافق تھے تو کوفہ والوں سے پیشتر ان دونوں مقدس مقاموں کے باشندوں کو اخلاقی و روحانی تعلیم سے سعادت اندوز کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ کوفہ والے تو بوجہ شیعان علیؑ و شیعان حسن مجتبیٰؑ ہونیکے پہلے سے توحید و عدل و نبوت و امامت کے مسائل و اسرار سے بہت اچھی طرح واقف ہو ہی چکے تھے اور حرمین شریفین میں سوائے بنی ہاشم کے شیعوں کا قحط الرجال تھا۔ ۵۸

نتیجہ

غرض ان دعوتوں سے جو امام کیطرف سے کی گئیں خواہ بالواسطہ ہوں یا بلا واسطہ خواہ کوفہ میں خواہ بصرہ میں سب کی علت غائی جہانتک کوفہ میں سلیمان بن صرد خزاعی کی زبان سے اور بصرہ میں یزید بن مسعود کی زبان سے اور امام ہمام کی مضمون نامہ و واقعات سے ظاہر ہوتی ہے صاف و صریحاً پولیٹکل حقوق کا جائز مطالبہ ہے۔ کہیں اشاعت دین کیلئے ان باتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

شیعان حضرت مسلم

جن اہل کوفہ نے حضرت مسلم کی بیعت کی تھی یہ کوئی جدید شیعہ نہ تھے بلکہ وہی شیعان علی تھے جنکے نفاق سے جناب امیر موت کے آرزومند تھے چنانچہ جلاء العیون جلد دوم میں ہے کہ حضرت مسلم نے آخری وصیت کی کہ کسی کو امام حسین کی خدمت میں روانہ کرو کہ آپکا پیام عرض کر کے کہے کہ ہرگز یہاں آنے کا ارادہ نہ فرمائیں اور آپ سے عرض کرے کہ آپ پر فدا ہوں آپ مع اہلبیت واپس جائیں کیونکہ یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہیں جنکے نفاق سے آپکے پدر بزرگوار پریشان ہوکر آرزوئے مرگ کرتے تھے فقط۔ ایضاً حضرت مسلم نے یہ فرمایا کہ امام حسینؑ کو اس مضمون کا خط لکھکر بھیجو کہ کوفیوں نے مجھ سے بیوفائی کی اُن کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے۔ آپ اس طرف نہ آئیں فقط

عزم روانگی امام حسین بطرف عراق

جناب امام حسینؑ کو کوفیوں کی بابت پہلے مسلم کے خطوط سے اور پھر یزید بن مسعود رئیس بصرہ کی معرفت اہل بصرہ کے وعدہائے نصرت سے دل میں اپنی کامیابی کا یقین ہوچکا تھا اس واسطے آپ کو مکہ میں زیادہ قیام مناسب نہ معلوم ہوا جلاء العیون باب پنجم فصل ہفتم میں ہے جناب امام نے ماہ شعبان سے ذیقعدہ تک مکہ معظمہ میں بعبادت الٰہی قیام کیا اس مدت میں شیعیان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسین کے پاس جمع ہوئے ۵۹ جب ماہ ذیحجہ آیا امام نے احرام حج باندھا چونکہ یزید پلید نے ایک گروہ کو حج کے بہانے بھیجا تھا کہ حضرت کو پکڑ کے اس شقی کے پاس لیجائیں یا قتل کریں اسوجہ سے حضرت نے احرام حج کو عمرہ سے بدل دیا اور عمرہ سے فارغ ہوکر متوجہ عراق ہوئے فقط اس روایت میں شیعیان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد کا ذکر کیا گیا ہے جس سے شیعوں کی تعداد کثیر کا پتہ لگتا ہے نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؑ مع اہل اسلام کو بلا بلا کر جمع کرتے تھے اور مقام منیٰ وغیرہ میں برابر لیکچر دیا کرتے تھے۔ اور مدعو فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ امام حسینؑ نے یزید کے گروہ سے خائف ہوکر احرام حج توڑ دیا لیکن یہ تو بتلاؤ کہ جب امام کیساتھ بارادہ اعلائے کلمۃ الحق جہاد کو نکلے تھے تو ان شیعان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد نے حق رفاقت و اطاعت امام کیا ادا کیا اور آپ کا کیا ساتھ دیا کتنے امام پر جان قربان کرنیکو ساتھ رہے اور کتنے کوفیوں کیطرح لا پرواہ نکلے۔ حدیثوں سے تو صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ مع اپنے رفقاء داروں کے ملا جلا کر کل بہتر دو بہتر تن جان نثار تھے ناسخ التواریخ میں بھی لکھا ہے دانا اصحاب حسینؑ آنچہ فاضل مجلسی رقم کردہ چہل تن پیادہ وسی و دو کس سوار بود فقط پس لامحالہ ماننا پڑیگا کہ حسینؑ کے زمانہ تک شیعوں میں بھی تھا کہ نصرت کے وقت امام مفترض الطاعت کو دشمن کے حوالہ کردیں یا ساتھ چھوڑ بھاگیں اور منحرف ہو جائیں۔

خبروں سے جدا ہوگئے الخ۔ اور خلاصۃ المصائب میں اس مقام کی عبارت یہ ہے فلما بلغنی خبر قتل مسلم و عبداللہ بن
یقطر وقد خذلنا شیعتنا الخ امام فرماتے ہیں کہ مجھکو مسلم و عبداللہ بن یقطر کی خبر قتل معلوم ہوئی ہے اور تحقیق رسوا کیا
اور چھوڑ دیا ہم کو ہمارے شیعوں نے فقط ناظرین کیا اب بھی شک ہو سکتا ہے کہ جس گروہ سے آپ کو حسرت نصیب
ہوئی اور جس گروہ کو امام خود بہ لفظ شیعہ موسوم فرماتے ہیں وہ شیعہ کے دوسرا گروہ ہو سکتا ہے۔

القصہ مسلم کی شہادت اور کوفیوں کی بیوفائی کی اچانک اطلاع پاکر امام کا اپنا ارادہ سفر کوفہ سے
واپس ہو جانے کا یقینی ہو چکا تھا مگر حضرت مسلم کے بھائی آڑے آگئے جس سے امام کو اب جان بوجھکر اپنے آپ کو
مشکلات میں ڈالنا پڑا اور کوفہ جانا پڑا ورنہ اس سے پہلے آپ کو اپنے سفر کے حسرتناک انجام کا کوئی علم نہ تھا
امام متوجہ کوفہ ہوئے وہ یہیں منزل کربلا سے ادھر تھے کہ ابن زیاد کو قریب آجانے کی خبر پہونچی تو اس نے حر بن
یزید کو ایک ہزار لشکر کے ساتھ امام کے روکنے کو روانہ کیا اس مقام پر ملا باقر جلاء العیون میں طویل مضمون
لکھتے ہیں بقدر ضرورت یہ ہے کہ دونوں لشکروں نے بالمقابل خیمے نصب کر دیے امام اپنے خیمہ سے باہر آکے
اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہوئے بعد حمد و ثنا فرمایا میں خود تمھاری طرف نہیں آیا مگر جب
۶۳ تمھارے خطوط اور قاصد متواتر آئے تمنے لکھا کہ آپ تشریف لائیے ہمارا کوئی امام نہیں ہے اگر تم اپنے
عہد پر برقرار ہو مجھ سے پیمان تازہ کرکے میرا دل مطمئن کرو اور اگر اپنے قول و قرار کو شکستہ کر دیا ہے
میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں ہم خلافت کے زیادہ تر اس گروہ سے سزاوار ہیں الی بالآخر امام نے
اپنے اصحاب کو حکم دیا سوار ہوں جب ہودج ہائے حرم محترم اونٹوں پر بندھ گئے حضرت پائے
مبارک رکاب پر رکھکے سوار ہوئے جب چاہا واپس جائیں لشکر مخالف نے راستہ روک لیا

ف گزارش یہ ہے کہ ان روایتوں کو مد نظر رکھکر ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ آیا امام کا کوفہ کی طرف
تشریف لے جانا بحکم خدا اور رسول تھا جس کو ہم جہاد سے موسوم کر سکیں یا ذاتی ارادہ سے بطلب سلطنت
تھا اظہر من الشمس اخیر وجہ ہے اور یہ بھی بالکل ظاہر ہے کہ جن شیعوں نے امام کو بلایا تھا وہی امام کی گرفتاری
کے واسطے بھی لشکر ابن زیاد میں داخل ہو کر حر کے زیر کمان آئے تھے جبھی تو امام انکو خاص طور پر
مخاطب فرماتے ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہے اگر لشکر مخالف سد راہ نہ ہوتا تو امام ضرور واپس چلے جاتے امام کے
اس قول و عمل سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے پہلے کربلا میں جاکر شہید ہو جانے کا کوئی حکم خدا اور رسول کی
طرف سے نہ تھا اور نہ امام کو آیندہ کا علم تھا ورنہ بار بار اس سفر سے واپس ہو جانے کا ارادہ ظاہر فرمانا

آپ کی شان امامت و علو ہمتی اور راضی برضا ہونیکے کسقدر منافی ہے۔
ناسخ التواریخ میں ہے اگر شما عہد بشکنید و حل بیعت از گردن فرو نہید قسم بجان من کہ از شما
شگفت نہ باشد چہ با پدر من علی و برادر من حسن و پسر عم من مسلم جز این نہ کردید فریفتہ کسے است
کہ بعہد و پیمان شما مغرور شود یعنی اگر تم اقرار کو توڑ دو اور ہماری بیعت سے سبکدوش ہو جاؤ تو مجھے اپنی جان کی
قسم کہ ایسا کرنا تم سے عجب نہ ہوگا کیونکہ میرے باپ علی اور میرے بھائی حسن اور میرے چچازاد بھائی مسلم کے ساتھ
سوا اس قسم کے تمنے سلوک نہیں کیا فریفتہ وہ ہے جو تمھارے قول و قرار پر دھوکہ کھا جائے الخ
کاشکے امام پر کوفیوں کی قدیمی بیوفائی کا جو حال اس وقت آکر روشن ہوا حرمین شریفین میں ہی
روشن ہو جاتا۔ اس حدیث سے شیعیان کوفہ کی سفاہت و کینہ پن ثابت ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ کوفی لوگ
اہل بیت کے عادی دشمن تھے۔

نزول سید الشہدا در کربلا معلےٰ

جب امام ہمام کربلا میں پہونچ گئے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ دوسری محرم و بروایت آٹھویں محرم کو
پہونچے (جلاء العیون صفحہ ۴۳۳) حر نے ابن زیاد کو حالات سے مطلع کیا جس پر ابن زیاد نے ایک خط امام کو لکھا ۶۳
میں نے سنا ہے آپ کربلا میں اُترے ہیں یزید بن معاویہ نے مجھے لکھا ہے کہ آپ کو مہلت
نہ دوں یا آپ سے بیعت لوں اور اگر انکار کیجئے تو یزید کے پاس بھیجدوں (جلاء العیون ۴۳۵)
حضرت نے اس خط کو پڑھکر پھینکدیا قاصد نے جواب مانگا حضرت نے فرمایا اس خط کا جواب میرے
پاس نہیں ہے تنہا عذاب الٰہی اس پر نازل ہوا ہے۔ جب یہ خبر ابن زیاد کے پاس پہونچی بہت غضبناک
ہوا اور لڑائی کا عزم بالجزم کیا۔ سرداری لشکر عمرو بن سعد کو دی وہ بائیس ہزار لشکر کے روانہ کربلا
ہوا۔ اور مقابل لشکر امام اترا اور عروہ کو بلاکر چاہا کہ بطور قاصد امام کے پاس بھیجے یہاں ملا مجلسی
لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ ان نامردوں میں سے تھا جنھوں نے خطوط امام کو لکھے تھے اس لئے اس نے قاصدی
قبول نہ کی اور جس رئیس و امیر لشکر سے کہتا تھا کوئی قبول نہ کرتا تھا اس لئے کہ ان میں سے اکثر
وہی لوگ تھے جنھوں نے خطوط لکھ کے حضرت کو عراق بلایا تھا الآخر قرہ بن قیس کو بھیجا کہ
امام سے دریافت کرے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں سید الشہدا نے فرمایا تمھارے شہر کے
لوگوں نے نامہ ہائے بیشمار مجھے لکھے اور بہت مبالغہ اور اصرار کرکے بلایا اگر میرا آنا اب

مقصود نہیں ہے تو مجھے واپس جانے دو (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۵۱)

ناسخ التواریخ میں یہ بھی منقول ہے کہ جب امام کربلا میں خیمہ زن تھے ایک عراقی مکہ کو جاتا تھا [illegible] خیمہ کے باہر کرسی پر بیٹھے خطوط کا مطالعہ فرما رہے تھے جب اس نے وجہ [illegible] دریافت کی تو امام نے فرمایا کہ یہ خطوط [illegible] اہل کوفہ [illegible] اینک مکاتیب ایشان است وهان آنگه کشنده من ایشانند [illegible] یعنی یہ [illegible] قتل [illegible] دونوں نے مجھے طلب کیا یہ اُن کے خطوط ہیں اور حالانکہ میرے قاتل یہی لوگ ہیں نقلاً صفحہ ۱۵۱

خود امام حسین نے ان شریروں اہل کوفہ سے جو خطاب فرمایا وہ [illegible] میں خطبہ ہے جلاء العیون و ناسخ التواریخ دونوں میں منقول ہے۔ اس خطبہ کے بعض الفاظ ناسخ التواریخ میں یوں مترجم منقول ہیں۔ امام فرماتے ہیں۔ کہ ما را مگروه شمردید و دست باز داشتید و لشکرها بدفع ما گماشتید درحالیکہ شمشیرہا در جیب نیام بود و دلہا ایمن و آرام میزیست و رای ما نیرو داشت لیکن شما سرعت کردید و انبوه شده در انگیزش نیران فتنہ و ۶۴
دیوانه وار درراندا ختید در کانون نار چون پروانگان چه زشت مردم که شما بوده اید یعنے ہم سے نفرت کرلی اور ہماری امداد سے کنارہ کرلیا اور لشکروں کو ہمارے مقابلہ میں لا کر کھڑا دیا حالانکہ اس وقت تک تلوار نیام میں تھی اور دل امن و چین سے زندگی بسر کرتے تھے اور آن میں طاقت تھی لیکن تم نے جلد بازی کی۔ جمع ہو گئے اور آتش فساد کو بھڑکایا اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو آگ کی بھٹی میں پھینک دیا تم کیسے بُرے لوگ ہو نقلاً صفحہ ۱۹۴

اس خطبہ میں امام کا یہ فرمانا کہ تمہاری فتنہ انگیزی سے پہلے تلواریں نیام میں تھیں اور دلوں میں آرام و چین قائم تھے" صاف ثابت کرتا ہے کہ پہلے فتنہ کے بانی مبانی خود شیعیان کوفہ ہیں اس سے پہلے چین و آرام تھا اب شیعوں کا یہ لکھنا کہ اسلام میں پہلا فتنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا بالکل سفید جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ناسخ التواریخ میں بروایت ابو مخنف مبایعین کی تعداد اسی ہزار ہے۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے روایت ابو مخنف هشتاد ہزار کس با مسلم بیعت کردند صفحہ ۱۳۳ اور اسی ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۱۶۳ میں ہے

[illegible] لشکر کی تعداد اسی ہزار تھی اور امام حسین نے خطوط [illegible] عبارت [illegible] ابی مخنف [illegible] حسین کے [illegible] بیعت [illegible] حسین کیلئے بیعت کی تھی۔

نزول اہل بیت کرام بہ کوفہ

[illegible] دمشق [illegible] نہایت بسالت قریب کوفہ ہوئے جب اہل کوفہ تماشا دیکھنے [illegible] گریہ و زاری [illegible] جناب زینب خواہر جناب شبیر حضرت امام حسین نے یوں کلام فرمایا اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل غدر و مکر و حیلہ تم ہم پر گریہ کرتے ہو اور خود ہمکو قتل کیا ابھی [illegible] موقوف نہیں ہوا (جلاء العیون باب پنجم فصل [illegible]) ایضاً ام کلثوم ہمشیرہ حضرت [illegible] گریہ بلند کی اور فریاد سے آواز دی کہ اہل کوفہ [illegible] میرے بھائی ۶۵
حسین کو بلایا اور انہیں قتل کرکے مال و اسباب کو لوٹ لیا (جلاء العیون باب پنجم فصل [illegible]) [illegible] ثابت ہوا کہ حرم محترم کو فوج کے ساتھ اونٹوں پر سوار کرایا گیا تھا اور [illegible] جو بیان کرتے ہیں کہ حرم محترم کو ننگی پیٹھ اور بے پردہ اونٹوں پر سوار کرکے لے گئے تھے محض بہتان ہے [illegible] آگے کے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے پدر بزرگوار کو تم نے خطوط لکھے اور انکو فریب دیا انسے بیعت کی آخر کار انسے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا پس لعنت ہو [illegible] اگرچہ ہر [illegible] بلند ہوئی آپس میں ایک دوسرے سے کہتا تھا لوگ ہلاک ہوئے جب صدائے فغان کم ہوئی حضرت نے فرمایا خدا اُس پر رحمت کرے جو میری نصیحت قبول کرے سب نے فریاد کی یا ابن رسول اللہ ہم نے آپکا کلام سنا ہم آپکی اطاعت کرینگے جو آپ سے جنگ کرے اُس سے ہم جنگ کرینگے اور جو آپ سے صلح کرے اُس سے ہم صلح کرینگے اگر آپ کہیں آپکا خون طلب کریں حضرت نے فرمایا ہیہات ہیہات اے غدارو [illegible] مکارو پھر دوبارہ میں تمہارے فریب میں نہ آؤنگا [illegible]

ف طوالت کے خیال سے اب زیادہ نہیں نقل کرتا۔ اب معترض صاحب سے کوئی دریافت [illegible] واقعہ کربلا [illegible]

اظہر من الشمس کیا ثابت ہوا کہ بانی بانی آپ ہی سلف صالحین شیعہ سے نہیں ثابت ہے ہو کہ نہیں ہے آپ شیعوں کا کہیں نام و نشان
یہ تو ہی شکل ہوئی ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا جب احادیث شیعہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ازدواج امام سبتی بھی جو معدوم
جاتے ہیں ایسے امام ہوتے ہیں جنکے اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور چچاؤں سے تنازعہ امامت پر سخت متعلق ہوتے ہیں اور الزام متمر کیا گیا تو پھر
کمبخت بچارہ دنیادار ملک شام کا بادشاہ مطلق العنان ہو کر کیسے گوارا کرے کہ اہل عراق بغاوت کریں اور اسکو معزول کر کے ایک
شخص کو خواہ وہ امام کیوں نہو حکومت ملک شام کی سونپ دینا چاہیں اس حرص سے بمشکل کوئی انسان بچ سکتا ہو حکومت و ریاست
درجہ چاہیکہ بادشاہت ایسی چیز ہو کہ اسکی خاطر اپنے سگے بھائیوں کو قتل کیا جاتا ہو بیٹا باپ اور باپ بیٹے کا دشمن ہو جاتا ہے دور نہ جائیے
اور شہروں اور گھروں میں دیکھ لو کہ انتخاب ممبری اور ووٹوں اور نمبرداری پر کس طرح باہم عناد اور جھگڑے اور فساد
ہوتے ہیں اور ایک بھائی علاقہ پر قابض ہو کر دوسرے بھائی کو محروم رکھتا ہے اور اپنے با اثر رہنے کیلئے حکام و نکو خوش کر کے
خان بہادری اور نوابی کا خطاب کر کے دوسرے کو دست نگر بناتا ہے۔ پھر اگر یزید بلا وجہ اپنی طرف سے پیشقدمی کرتا
بیشک مجرم ہوتا لیکن واقعات پورے طور پر ثابت کر رہے ہیں کہ پیشقدمی شیعان کوفہ نے کی پھر حکومت کیطرف سے انکی
شورش و فساد کیواسطے کوشش لازمی تھی۔ ہاں ابن زیاد نے یہ زیادتی کی کہ خلاف حکم یزید انکا بیعت پر قتل کا حکم ۶۶
آخر عبداللہ بن عمرو وغیرہ تمام بنی ہاشم تھے کسی کے ساتھ انکار بیعت پر حکومت سے قتل کا حکم نہیں ہوا بلکہ ابن زیاد
اس فعل پر یزید بہت خفا ہوا اور اسکو بھی سخت ملامت کی اپنے محل عشرتکدہ کو سب سے پہلے ماتم کدہ بنایا اور بہت رویا کر
مجرم نہیں روتا طوالت مانع ہے ورنہ مع تسمی روایات احادیث شیعہ سے ان سب باتوں کو ثابت کر دیتا۔ ف باقی سائل نے جو جو لکھا
سے ولید بن عبدالملک کا قصہ لکھا ہے تو اور معلوم ہو چکا کہ بادشاہوں کا فعل ہم پر یا ہمارے مذہب پر حجت نہیں شاہ اور گو نہ دیکھ کر متوا
عاشبا شاہ بن بیٹھا۔ ایسی ہی یونس بن عبیدہ کا قول نہ حدیث نہ قول ائمہ نہ بسند معتبر منقول پھر یہ افعال و اقوال اصحاب
اور خود ائمہ شیعہ کے معائب کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ قول معترض امام موسیٰ کاظم نے خلیفہ ہارون کی قید میں فلت

جواب

اول پہلا یہ ہے کہ شرع میں خلیفہ مذکور امام موصوف کی بہت عزت کرتا تھا فدک دینے کو تیار تھا بحار الانوار مطبوعہ ایران کتاب الفتن میں حدیث منقول
ترجمہ یہ ہے کہ ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظم سے کہا کہ آپ فدک لے لیجئے امام نے انکار فرما دیا اور جب کبھی ہارون رشید نے فدک کیلئے کہا تو آپ
آخر جب اسنے بہت اصرار کیا تو آپنے فرمایا کہ میں نہ لونگا جبتک مع اپنے حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہارون رشید نے کہا آپ اسکے حدود بتلائیے امام نے
کہا اگر میں نے اسکے حدود بتلا دیئے تو تم ہرگز نہ دوگے ہارون رشید نے کہا تمہارے نانا کی قسم ضرور دونگا تب امام نے فرمایا کہ پہلی حد اسکی عدن
ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر حضرت امام نے فرمایا دوسری حد اسکی سمرقند ہے یہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا پھر ا